عیون اخبار الرضاؑ

جلد اول

از

شیخ اقدم محدث اکبر ابی جعفر الصدوق محمد
بن علی بن الحسین بن بابویه قمی
المتوفی سنہ ۳۸۱ھ

مترجم
محمد حسن جعفری

ناشر
اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	عیون اخبار الرضاؑ
جلد	اول
مصنف	شیخ صدوقؒ
مترجم	محمد حسن جعفری
کمپوزنگ	سجاد حسین خان (پھلن ، ٹی پور)
نظر ثانی	اکبر ابن حسن
ناشر	اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ
تعداد :	۵۰۰
طبع	اول
قیمت	۲۰۰ روپے

ملنے کا پتہ

رحمت اللہ بک ایجنسی کاغذی بازار کھارادر کراچی ۷۴۰۰۰

فون نمبر: 2431577

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	عرض مترجم و انتساب	12
2	کچھ مصنف کے بارے میں	14
3	علماء کی توثیق	16
4	سلطان رکن الدولہ کے دربار میں شیخ صدوقؒ کا مکالمہ	17
5	حاضرینِ محفل کے سوال اور شیخ صدوقؒ کے جواب	21
6	کیا پوری امت کا بھٹکنا درست قرار دیا جاسکتا ہے؟	24
7	شیخ صدوقؒ کا ایک اور استدلال	26
8	امامتِ نماز کی حقیقت	28
9	امام زمانہؑ کا ظہور کب ہوگا؟	31
10	امام غائب کا فائدہ	33
11	بادشاہ کا اعلان حق	35
12	امام مظلومؑ کے سر اطہر کا نوک نیزہ پر قرآن پڑھنا	35
13	عرض مترجم	40
14	خطبۃ الکتاب	42
15	کتاب کی وجہ تالیف	43
16	صاحب بن عباد کا پہلا قصیدہ	44
17	ابن عباد کا دوسرا قصیدہ	48
18	مدحت اہل بیتؑ کا اجر	50
19	**باب 1 لفظ رضا کی وجہُ تسمیہ**	53
20	**باب 2 آپؑ کی والدہ ماجدہ کا تذکرہ اور ان کے نام کی تحقیق**	54

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
59	باب3 امام علی رضا علیہ السلام کی ولادت باسعادت	21
62	باب4 امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف سے آپؑ کی امامت پر نص	22
79	باب 5 امام موسیٰ کاظمؑ کا وصیت نامہ	23
88	باب6 دوازدہ ائمہؑ کے ضمن میں آپؑ کی امامت پر نص	24
90	آسمانی لوح	25
97	رسولؐ کے بعد ان کے بارہ جانشین ہوں گے	26
102	یہودی عالم کے سوالات اور حضرت علیؑ کے جوابات	27
105	امامت کا حقدار کون ہے اور مستحق امامت کی کیا علامت ہے ؟	28
112	ائمہ ہدیٰ علیھم السلام کی دعائیں	29
113	دعائے حضرت امام حسینؑ	30
114	دعائے حضرت امام زین العابدینؑ	31
115	دعائے حضرت امام محمد باقرؑ	32
116	دعائے حضرت امام جعفر صادقؑ	33
117	دعائے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ	34
117	دعائے حضرت امام علی الرضاؑ	35
118	دعائے حضرت امام محمد تقیؑ	36
119	دعائے حضرت امام علی نقیؑ	37
119	دعائے حضرت امام حسن عسکریؑ	38
120	علاماتِ ظہور امام مہدی (عج)	39
123	حضرت خضرؑ کے سوالات اور امام حسنؑ کے جوابات	40
129	باب7 امام موسیٰ کاظمؑ ،ہارون الرشید و موسیٰ بن مہدی	41

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
42	امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی رہائی	135
43	بلا اور دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا	142
44	قاضی ابویوسف اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	143
45	موسیٰ بن مہدی اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	145
46	دشمن سے امان پانے کی دعا	145
47	اخلاط اربعہ کا بیان	147
48	امام موسیٰ کاظمؑ اور ہارون کا مکالمہ	147
49	جب رحم، رحم سے ملتا ہے تو!	148
50	بنی فاطمہ اپنے کو ہم سے افضل کیوں سمجھتے ہیں؟	149
51	اولاد کی موجودگی میں چچا میراث سے محروم رہتا ہے	150
52	آپ اولاد علیؑ کی بجائے اولاد نبیؐ کیوں کہلاتے ہیں ؟	152
53	ہارون امام علیہ السلام کی عظمت سے واقف تھا	158
54	مخارق مغنی کی دریا دلی	162
55	امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی دعا اور رہائی	165
56	امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے طولانی سجدے	167
57	**باب 8 وہ روایات جن سے امام موسیٰ کاظمؑ کی وفات ثابت ہوتی ہے**	168
58	معززین شہر کا اجتماع	170
59	**باب 9 امام موسیٰ کاظمؑ کے بعد ہارون نے ایک ہی شب میں جن سادات کو قتل کیا**	184
60	منصور دوانقی کا ظلم	188
61	**باب 10 فرقہ واقفیہ کیونکر معرض وجود میں آیا ؟**	190
62	**باب 11 عقیدۂ توحید کے متعلق امام علی رضاؑ کے فرامین**	193

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
202	صفات عین ذات ہیں	63
203	خالق ومخلوق کے ارادے کا فرق	64
203	" اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ" کا مفہوم	65
204	ید قدرت کا مفہوم	66
205	ساق (پنڈلی) خداوندی کا مفہوم	67
206	مسجد کوفہ میں امیر المومنین علیہ السلام کا خطبہ	68
209	ترک ، ختم اور طبع کا مفہوم	69
211	جبر و تفویض کی نفی	70
213	لفظ نسیان کا مفہوم	71
214	خدا سے محجوب ہونے اور خدا کے آنے کا مفہوم	72
218	صفات توحید لحاظ معنی منفرد ہیں	73
220	اللہ تعالیٰ کا پہلا صفاتی نام	74
221	احد کا مفہوم	75
226	امام علی رضا علیہ السلام کی ایک زندیق سے گفتگو	76
232	توحید کی کم ازکم معرفت	77
232	کیا خدا کو لفظ 'شے' سے تعبیر کیا جاسکتا ہے ؟	78
233	حدوث عالم کی دلیل	79
233	اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے	80
235	اللہ نے اپنی مخلوق کو کس لیے پیدا کیا ہے؟	81
235	جبر و اختیار کا مفہوم	82
237	اللہ نے منکرین ولایت کو اندھوں سے تشبیہ دی	83
239	زمین کے بستر اور آسمان کی چھت کا مفہوم	84
242	معصیت (نافرمانی) کس کی جانب سے ہے ؟	85
243	قضا و قدر کا مفہوم	86

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
87	جبر و تشبیہ کی تردید اور غلاۃ کی پُرزور مذمت	249
88	جبریہ کے لیے فرمان	251
89	جبر و تفویض کے لیے قول فیصل	252
90	خالق و مخلوق کے اسماء میں معنوی فرق	254
91	غلاۃ کی غلط فہمی	255
92	غلاۃ کے اس نظریہ کا ابطال	255
93	اللہ کے عالم اور مخلوق کے عالم ہونے کا فرق	256
94	توحید کے متعلق امام علی رضاؑ کا خطبہ	260
95	**باب12 دربار مامون میں مختلف ادیان کے علماء سے آپؑ کا مباحثہ**	**267**
96	نصرانی عالم سے مباحثہ	270
97	یہودی ، عیسائی اور زرتشتی علماء سے آپؑ کے مناظرے	277
98	عیسائی عالم سے آپؑ کی بحث	278
99	یہودی عالم کی طرف رجوع	282
100	زرتشتی عالم سے مباحثہ	288
101	عمران صابی سے مباحثہ	289
102	حروف ابجد کی تخلیق	297
103	ابداع مخلوق ہے یا نہیں	300
104	**باب 13 خراسانی متکلم سلیمان مروزی سے آپؑ کا مباحثہ**	306
105	"بداء" کے اثبات	308
106	کیا ارادہ بھی حی وقیوم کی طرح صفت ہے ؟	312
107	**باب 14 علی جہم سے عصمت انبیاءؑ پر آپؑ کا مباحثہ**	330
108	امام علیہ السلام کا جواب	331

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
109	باب 15 مامون الرشید سے عصمت انبیاءؑ پر آپؑ کا دوسرا مباحثہ	338
110	باب 16 حضرتؑ کی روایت ،اصحاب رس کون تھے ؟	360
111	باب 17 حضرتؑ کی زبانی "وَفَدَينَا هُ بِذِبحٍ عَظِيمٍ" کی تفسیر	367
112	باب 18 حضرتؑ کی زبانی آنحضرتؐ کی حدیث "اَنَا ابنُ الذَّبِيحَينِ" کی تشریح	369
113	باب 19 علامات امام پر حضرتؑ کا فرمان	375
114	باب 20 وصف امام اور امام کے رتبہ وفضیلت پر آپؑ کا خطبہ	380
115	باب 21 حضرتؑ کی زبانی فاطمہ زہراؑ کی شادی کی روایت	392
116	باب 22 آپؑ کی روایت کہ ایمان معرفت بالقلب، اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا مجموعہ	397
117	باب 23 حضرتؑ کی زبانی عترت اور امت کا فرق	400
118	قرآن میں بارہ مقامات پر عترت اہل بیتؑ کی فضیلت اصطفاء اور انتخاب کا تذکرہ ہے	405
119	باب 24 آپؑ کی زبانی، شامی کے سوالات اور امیر المومنینؑ کے جوابات	426
120	باب 25 حضرتؑ کا زید شہیدؒ کے متعلق فرمان	440
121	معصومینؑ کی زبانی زید شہیدؒ کی فضیلت	442
122	باب 26 مختلف امور کے متعلق حضرتؑ سے مروی روایات	447
123	باب 27 حضرتؑ کی زبانی ہاروتؑ وماروتؑ کے قصے کی حقیقت	466

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
475	**باب28 حضرتؑ سے مروی متفرق روایات** وجود حجت سے زمین قائم ہے۔	124
476	کسی کے فعل پہ راضی ہونے والا بھی اس کے ساتھ شریک ہے	125
477	زمانہ غیبت میں شیعوں کی پریشانی	126
478	بیت الخلا میں گفتگو نہیں کرنی چاہیے	127
478	مومن اور کافر کی موت	128
480	تلاش حق کا طریقہ	129
481	بالوں کی سفیدی	130
481	پہلی چیز کو کھاؤ ، دوسری کو چھپاؤ اور تیسری کو پناہ دو ۔۔۔	131
484	دولت کب جمع ہوتی ہے ؟	132
484	وہ جانور جنہیں نہیں مارنا چاہیے اور جنہیں مارنا چاہیے	133
485	مرغ کی پانچ عادتیں	134
485	امیرالمومنینؑ کے لیئے پانچ چیزوں کی دعا	135
486	جن عورتوں سے عزل جائز ہے	136
487	نجاشی کا جنازہ	137
488	ایامؑ کی تقسیم کار	138
488	خوشبو لگانے کی تاکید	139
488	جنتی کون اور دوزخی کون ہے ؟	140
489	سجدۂ شکر میں کیا پڑھنا چاہیے	141
489	جسے سجدہ میں نیند آجائے	142
490	علم ، عمل اور اخلاص	143
490	علیؑ امام من است و منم غلام علیؑ	144
491	سجدۂ شکر اور اس کا فائدہ	145

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
147	تہجد گزاروں کی خوبصورتی کا راز	491
148	**اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ** کی تفسیر	492
149	اطراف حرم	497
150	گناہان کبیرہ از روئے قرآن	497
151	خوشبو دار پودے	502
152	بچے پاگل کیوں پیدا ہوتے ہیں ؟	503
153	چور کب پکڑا جاتا ہے ؟	504
154	نوجوان لڑکی پکے ہوئے پھل کی مانند ہے	504
155	جو نصیحت کے لائق نہ ہو	505
156	متشابہ کو محکم کی طرف پلٹانا چاہیے	505
157	ماہ رجب کے روزوں کا ثواب	506
158	محبت و نفرت صرف خدا کے لیے	506
159	ماہ شعبان میں استغفار کی فضیلت	508
160	کشتی نجات اور عروۃ الوثقیٰ سے تمسک	508
161	غضب کے لیے بھی ایک حد چاہیے	509
162	نیمہ شعبان کی فضیلت	509
163	فضائل ماہ رمضان	510
164	عظمت علیؑ	511
165	گریہ اور مجلس کا ثواب	511
166	وسعت رحمت خداوندی	511
167	در گزر کرنے کا خوبصورت انداز	512
168	بجلیوں کی چمک	512
169	درود کا ثواب	512
170	ماہ رمضان کی آمد پر آنحضرتؐ کا خطبہ	513

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
517	غفلت انسانی	171
518	موت کی تیاری	172
518	فکر آخرت	173
519	روز عاشور کو کمائی کا دن نہ بنائیں	174
520	مصائب محرم	175
522	سورۂ فاتحہ کے دو حصے	176
525	عظمت فاتحہ	177
527	انداز محبت	178
527	وحشتِ قیامت اور دوستوں کا فراق	179
528	مقام علیؑ	180
529	مخالفین کی روایات کی اصل حقیقت	181
531	دشمن سے محفوظ رہنے کی دعا	182
534	اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی تفسیر	183
534	جس امانت کو زمین و آسمان نہ اٹھا سکے	184
535	شجرۂ ممنوعہ	185
537	معصومؑ ہمیں سمجھدار دیکھنا چاہتے ہیں	186
537	دنیاوی مقاصد کے لیے علم حاصل نہ کریں	187
538	لفظ ''جزو'' سے کیا مراد ہے ؟	188
539	لفظ '' قدیم '' سے کیا مراد ہے؟	189
540	''صاع'' کی مقدار	190
541	بیک وقت تین طلاقوں کا حکم	191
542	آسمانی ندا کے آنے تک صبر کرو	192
543	قبر زہرا علیہا السلام کی نشاندہی	193
543	عزت افزائی سے انکار نہ کرو	194

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
544	" سکینہ " کیا ہے؟	195
544	زاہد کون ہے ؟	196
545	کثافت کیا ہے؟	197
545	امم سابقہ کی بیماری	198
546	نیکی کی قدر دانی	199
546	قاتل اور قاتل کو پناہ دینے والا دونوں ملعون ہیں	200
547	کان ، آنکھ اور دل کو جواب دینا پڑے گا	201
548	"لحم " اور " لحم سمین " کی تشریح	202
549	روزہ توڑنے کے تین کفارے اور ایک کفارہ	203
549	عربوں کی اولاد کے نام	204
550	افعال عباد مقدرہ ہیں	205
550	نیا کپڑا پہننے کے آداب	206
551	**باب29 حضرتؑ سے منقول آنحضرتؐ کی صفات**	207
551	آنحضرتؐ کا حلیہ مبارک	208
552	آنحضرتؐ کا انداز گفتگو	209
553	آنحضرتؐ کا دخول ، خروج اور نشست عام	210
554	گھر سے باہر آنحضرتؐ کا طرز عمل	211
555	آنحضرتؐ کی محفلیں	212
556	آنحضرتؐ کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک	213
557	آنحضرتؐ کی خاموشی	214

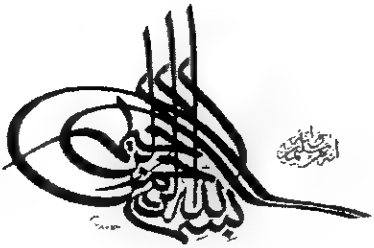
بسم الله الرحمن الرحيم

عرض مترجم و انتساب

جس طرح سے شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی مذہب شیعہ میں محتاج تعارف نہیں ، اسی طرح سے ان کی کتاب **عیون اخبار الرضاؑ** کا نام نامی بھی محتاج تعارف نہیں ہے ۔

کتاب **عیون اخبار الرضاؑ** کو یہ شرف حاصل ہے کہ شیخ صدوقؒ نے اس میں وہی روایات درج کی ہیں جن کی روایت کا سلسلہء رواۃ میں امام ہشتم حضرت علی رضا علیہ السلام شامل ہیں ۔ تو گویا کتاب ہذا امام علی رضا علیہ السلام کی مرویات کی مستند دستاویز ہے ۔

ترجمہ کے لیے ہم نے استاد فاضل السید مہدی الحسینی لاجوردی کے نسخہ پر انحصار کیا ہے ۔ کیونکہ انہوں نے بہت سے نسخوں سے اس کا تقابل کیا اور اس کے لیے انہوں نے بہت سے مخطوطہ اور مطبوعہ نسخوں سے مدد حاصل کی ہے ۔ اور کتاب **عیون اخبار الرضاؑ** کے اس وقت جتنے بھی نسخے دستیاب ہیں، ان میں سے سید مہدی الحسینی کا نسخہ ہر اعتبار سے بہتر ہے ۔

اور ترجمہ کے ضمن میں ہم یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک زبان کے مطلب و مفہوم کو دوسری زبان میں منتقل کرنا انتہائی مشکل ہے اور خاص کر جب کلام بھی امام معصومؑ کا ہو تو مشکل میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے ۔

اسی لیے ہم یہ ہرگز دعویٰ نہیں کریں گے کہ ہم نے کتاب کا پورا مفہوم اردو میں منتقل کر دیا ہے ۔ البتہ یہ ضرور عرض کریں گے کہ بشری استطاعت میں جتنا بھی ممکن تھا ہم نے اس سے دریغ نہیں کیا اور ہم ترجمہ کتاب کو امام ہشتم ثامن الحجج ضامن غریباں مولائے کائنات حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اور ان شرف فیاضی سے یہ توقع کرتے ہیں کہ دعبل کی

صرح سے ہماری ٹوٹی پھوٹی سطروں کو شرف قبولیت عطا فرمائیں گے۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

اور اس حقیر ترجمہ کو بندہ اور اس کے والدین کے لیے اپنی شفاعت کا ذریعہ قرار دیں گے۔

اور آخر میں فرزند رسول خداؐ کے حضور ہم بصد عجز و انکسار عرض کرتے ہیں

یا ایھا العزیز !

مسنا و اھلنا الضر وجئنا ببضاعة مزجٰة فاوف لنا الکیل وتصدق علینا . ان اللہ یجزی المتصدقین۔

احد محبیکم :

محمد حسن جعفری

۱۲ ربیع الاول ۱٤۲۱ھ بروز جمعة المبارك

کچھ مصنف کے بارے میں

شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ ملت اسلامیہ کے بالعموم اور مذہب شیعہ کے بالخصوص عظیم محسن شمار کیے جاتے ہیں۔ آپؒ نے اپنی تصنیف کے ذریعہ سے مذہب آل محمدؐ کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں ۔آپؒ کا نام ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی تھا۔

علامہ خلاصہ میں رقم طراز ہیں۔

محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی۔ جن کی کنیت ابو جعفر تھی۔ ایران کے مشہور شہر ''رے'' میں پیدا ہوئے ۔مذہب اہل بیتؑ کے عظیم الشان فقیہ اور اہل خراسان کے مرجع تھے ۔ آپ ۳۵۵ھ میں عین عالم جوانی میں بغداد تشریف لائے۔ اور آپ نے وہاں درس حدیث کا حلقہ قائم کیا ۔ چند دنوں میں آپ کے حلقۂ حدیث کی شہرت دور، دور تک پھیل گئی اور مذہب امامیہ کے بزرگ علماء آپ کے حلقۂ درس میں آ کر شریک ہوتے اور ان سے استفادہ کرتے تھے ۔ آپؒ حدیث کے جلیل القدر حافظ تھے ۔ اور رجال کے متعلق گہری بصیرت رکھتے تھے ۔احادیث کے عظیم نقاد تھے ۔اہل قم میں آج تک ان جیسا ذہین اور علم و عمل رکھنے والا شخص کوئی پیدا نہیں ہوا ۔

شیخ صدوقؒ نے تین سو کے قریب کتابیں تالیف کی ہیں ۔ جن میں سے اکثر کتابوں کا تذکرہ ہم نے اپنی کتاب کبیر میں کیا ہے۔ ۳۸۱ھ میں آپؒ نے وفات پائی ۔ ''انتہی''

میں عرض کرتا ہوں کہ شیخ صدوق اور ان کے بھائی حسین امام صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کی دعا کے نتیجہ میں پیدا ہوئے تھے ۔کیونکہ ان کے والد ماجد نے امام زمانہ کے نائب خاص حسین بن روح سے فقیہ فرزند کی دعا کے لیے متوسل ہوئے تھے اور انہوں نے ان کی یہ خواہش امام زمانہ (عج) کی خدمت میں پیش کی تھی اور امام زمانہ (عج) نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی۔ اور ان کی پیدائش کی پیش گوئی فرمائی تھی۔

ابن ندیم اپنی کتاب الفہرست میں لکھتے ہیں کہ شیخ صدوق قریبا تین سو کتابوں کے

مصنف تھے۔ اور اس وقت مجھے ان کی جن کتابوں کے نام یاد ہیں ان کا تذکرہ کر رہا ہوں۔
چنانچہ ان کی مشہور کتب کچھ یہ ہیں

1۔ دعائم الاسلام فی معرفۃ الحلال و الحرام 2۔ کتاب المقنع 3۔ کتاب الرشد 4۔ کتاب الفضائل 5۔ کتاب المواعظ والحکم 6۔ کتاب السلطان 7۔ کتاب فضائل العلویہ 8۔ کتاب المصدقۃ 9۔ کتاب الخواتم 10۔ کتاب المواریث 11۔ کتاب الوصایا 12۔ کتاب غریب حدیث النبیؐ والائمہؑ 13۔ کتاب الحذاء والخف 14۔ کتاب حذوا لنعل بالنعل 15۔ کتاب مقتل الحسین علیہ السلام 16۔ رسالۃ فی ارکان الاسلام الی اھل المعرفۃ والدین 17۔ کتاب المحافل 18۔ کتاب الوضوء 19۔ کتاب علل الحج 20۔ کتاب علل الشرائع 21۔ کتاب الطرائف 22۔ کتاب نوادر الاخبار 23۔ کتاب فی ابی طالب و عبدالمطلبؑ و عبداللہؑ و امنۃ بنت وھبؑ 24۔ کتاب امالی 25۔ کتاب العلل (غیر مبوب) 26۔ رسالۃ فی الغیبۃ الی اھل الری والمقیمین بھا و غیرھم 27۔ کتاب مدینۃ العلم اور یہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ سے بھی بڑی ہے۔ 28۔ من لا یحضرہ الفقیہ 29۔ کتاب التوحید 30۔ کتاب التفسیر۔ یہ کتاب مکمل نہیں ہو سکی تھی 31۔ کتاب الرجال۔ یہ کتاب بھی نہ مکمل ہے 32۔ المصباح لکل واحد من الائمۃ 33۔ کتاب الزھد لکل واحد من الائمۃ 34۔ کتاب ثواب الاعمال 35۔ کتاب عقاب الاعمال 36۔ معانی الاخبار 37۔ کتاب الغیبۃ، یہ ایک مبسوط کتاب ہے 38۔ دین الامامیہ 39۔ کتاب المصباح 40۔ کتاب المعراج۔

اس کے علاوہ شیخ صدوق نے اور بھی بہت سی کتابیں (۱) اور رسالہ جات تالیف کیے ہیں جن کے نام مجھے ازبر نہیں ہیں۔

شیخؒ کی کتابوں اور روایات کے متعلق مجھے ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے خبر دی ہے۔ جن میں شیخ ابو عبداللہ محمد بن محمد بن نعمان اور ابو عبداللہ حسین بن عبیداللہ اور

(۱)۔ مجالس المومنین میں شیخ صدوقؒ کی دو سو سے زائد تالیفات کا ذکر ہے

ابوالحسین جعفر بن حسین بن حسکہ اور ابوزکریا بن سلیمان حرانی سرفہرست ہیں۔

علماء کی توثیق

محقق بہبہانی کی تعلیقہ میں مذکور ہے کہ محقق بحرانی نے حاشیہء بلغہ میں ذکر کیا ہے کہ "ہمارے مشائخ نے شیخ بہبہانی سے ابن بابویہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ان کو عادل قرار دیا اور ان کی توثیق کی اور ان کی تعریف کی"۔

علاوہ ازیں دوسرے حاشیہ پر مرقوم ہے

ہمارے بعض مشائخ شیخ صدوق عطر اللہ مرقد کی توثیق کے لیے توقف کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ توقف سراسر غلط ہے۔ کیونکہ ابن بابویہ رئیس المحدثین ہیں اور ہمارے اصحاب کی عبارات میں انہیں لفظ "صدوق" سے تعبیر کیا ہے اور امام زمانہ (عج) کی توقیع مبارک میں ان کے لیے لفظ "فقیہ" کا اطلاق کیا گیا ہے۔ المختلف میں ان کی تعدیل و توثیق کی تصریح کی گئی ہے۔ اور سید ابن طاؤس نے کتاب فلاح السائل میں اس توثیق کو قبول کرتے ہوئے لکھا۔

"حقیقت تو یہ ہے کہ میں نے اپنے اصحاب میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا کہ اس نے شیخ صدوقؒ کی کسی صحیح السند روایت میں توقف کیا ہو"

طبقہء محدثین میں اس کے برعکس میں نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ مراسیل شیخ کو بھی صحیح شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس کے متعلق علماء کا فیصلہ یہ ہے کہ شیخ صدوق کی مراسیل، ابن ابی عمیر کی مراسیل سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ اور ان کی مراسیل کو صحیح سمجھنے والوں میں علامہ شامل ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے "مختلف" میں اس کی وضاحت کی ہے اور ان کے علاوہ شہید اور سید محقق داماد بھی شامل ہیں"۔ (انتہی)

علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"ابن طاؤس نے کتاب النجوم میں شیخ صدوقؒ کی توثیق کی ہے بلکہ مذہب امامیہ کے

تمام محدثین نے ان کی توثیق کی ہے ۔ کیونکہ تمام محدثین نے امام زمانہ (عج) کی توقیع کی توثیق کی ہے جس میں ان دوبھائیوں کے فقیہ ہونے کی پیش گوئی کی گئی ہے ۔ کیونکہ اگر شیخ صدوقؒ اور ان کے بھائی غیر مؤثق ہوتے تو امام علیہ السلام لفظ خیر سے ان کی توصیف نہ فرماتے"۔ (انتھی)

شیخ صدوقؒ کی توثیق وتعدیل کے شواہد اتنے زیادہ ہیں کہ ہم ان کا تذکرہ کرنے سے قاصر ہیں ۔

سلطان رکن الدولہ کے دربار میں شیخ صدوقؒ کا مکالمہ

شیخ جعفر رازی نے شیخ صدوقؒ کے حسین مقالات پر مشتمل ایک مکمل رسالہ تالیف کیا ہے ۔ جس میں انہوں نے قاضی نوراللہ شوستریؒ کی کتاب مجالس امومنین سے درج ذیل مقالہ نقل کیا ہے ۔

جب شیخ صدوقؒ کے علم وفضل کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تو سلطان رکن الدولہ کو ان کی ملاقات کا اشتیاق ہوا ۔اوراس نے شیخ صدوقؒ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔

چنانچہ شیخؒ نے بادشاہ کی خواہش پر ان سے ملاقات کی۔ بادشاہ نے شایان شان طریقہ پر انہیں خوش آمدید کہا اوراپنے ساتھ انہیں کرسی پر بٹھایا ۔ جب بادشاہ کی مجلس وزراء و علماء سے آراستہ ہوگئی تو بادشاہ نے شیخ صدوقؒ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

جناب شیخ ! کیا امامت علی علیہ السلام کے عقیدہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان دوسرے خلفاء کا انکار کرے ،اورکیا دوسرے خلفاء کا انکار کیئے بغیر انسان امامت علیؑ پر ایمان نہیں لاسکتا؟

یہ سوال سن کر شیخ صدوقؒ نے فرمایا:۔

" محترم بادشاہ ! اللہ اپنی توحید کے اقرار اس کو وقت تک قبول نہیں کرتا

جب تک معبودانِ باطل کی نفی نہ کی جائے ۔ جیسا کہ کلمہ توحید **لا الہ الا اللہ** اس کا شاہد ہے ۔ اور اسی طرح سے اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کا اقرار بھی اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک مسیلمہء کذاب اور اسود حسنی جیسے جھوٹے مدعیان نبوت کا انکار نہ کیا جائے ۔ بعینہ اسی طرح سے اللہ امامت علیؑ کا اقرار اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک ان کے حریفوں کی خلافت وا مامت کا انکار نہ کیا جائے "۔

بادشاہ یہ جواب سن کر عش عش کر اٹھا اور شیخؒ سے گزارش کی کہ وہ غصب خلافت کی تفصیل بیان کریں اور مسئلہء خلافت کی شرعی حیثیت واضح کریں ۔

یہ سن کر شیخ صدوقؒ نے فرمایا :۔

"محترم بادشاہ ! سورۃ البرائت کے قصہ پر امامت کا اجماع ہے اور یہ اجماع اس حقیقت کا مظہر ہے کہ خلیفہ اول کا اسلام سے چنداں واسطہ تک نہیں۔ اور مزید یہ کہ رسول خداؐ کے وہ ہرگز متعین کردہ فرد نہیں تھے ۔اور یہ اجماع اس حقیقت کا پتہ دیتا ہے کہ امیرالمومنینؑ کی ولایت و امامت کو اللہ نے آسمان سے نازل کیا تھا"۔

بادشاہ نے کہا آپؒ اس خبر کی تفصیل بیان کریں ۔

شیخ صدوقؒ نے فرمایا :۔

"بادشاہ سلامت ! واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ برائت کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو بلایا اور حکم دیا کہ وہ ان آیات کو لے کر مکہ چلے جائیں اور حج کے اجتماع میں یہ آیات پڑھ کر سنائیں ۔

چنانچہ حضرت ابوبکر مذکورہ آیات لے کر روانہ ہوئے ابھی کچھ فاصلے پر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امینؑ کو نازل فرمایا اور وہ خدا کی طرف سے یہ پیغام لائے۔

لا یؤدی عنک الا انت او رجل منک

"اس حکم کو یا تو آپ خود پہنچائیں یا وہ انسان اسے پہنچائے جو آپ میں سے ہو"

یہ حکم ربانی سننے کے بعد حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ

اسلام کو روانہ کیااورانہیں حکم دیاکہ وہ حضرت ابوبکر سے ملاقات کریں اورانہیں اطلاع دیں کہ ان سے یہ ذمہ داری واپس لے لی گئی ہے۔

امیرالمومنین علیہ السلام روانہ ہوئے اور حضرت ابوبکر سے ملے اورانہیں خبر دی کہ تبلیغ آیات کی ذمہ داری سے انہیں معزول کیا جا چکا ہے۔ لہذا مذکورہ آیات حضرت علیؑ نے حج کے مجمع میں تلاوت فرمائیں"۔

یہ واقعہ سنا کر شیخ صدوقؒ نے فرمایا:۔

بادشاہ! اس واقعہ سے درج ذیل امور کا اثبات ہوتا ہے۔

1۔ حضرت ابوبکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع نہ تھے۔ کیونکہ اگر وہ تابع ہوتے تو یقیناً رسول خداؐ کی "**منیّت**" کا انہیں ضرور شرف حاصل ہوتا۔

کیونکہ قرآن مجید کی آیت ہے "فمنْ تبعنیْ فانّہٗ منّیْ" (ابراہیم۔۳۶)

(حضرت ابراہیمؑ نے کہا) پس جو کوئی میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا۔

2۔ اورجو تابعدار نہ ہو وہ محبّ نہیں بن سکتا کیونکہ فرمان خداوندی ہے۔

قلْ انْ کُنْتمْ تحبُّوْن اللّٰہ فاتّبعُوْنیْ (آل عمران۔۳۱)

"آپ کہہ دیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو تابع فرماں نہیں ہے وہ محبّ بھی نہیں ہے۔

3۔اور یہ بات بڑی واضح ہے کہ جو شخص محبّ نہ ہو وہ بغض رکھنے والا ہوتا ہے۔ اورحُبّ النبیؐ کا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان اور بغض نبیؐ کا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار ہوا کرتا ہے۔

علاوہ ازیں جہاں اس واقعہ سے حضرت ابوبکر کی مذمت ثابت ہوتی ہے وہاں حضرت علیؑ علیہ السلام کی بدرجہ اتم مدح ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام رسول خدا کی "**منیت**" کے مقام پر فائز تھے۔ اور

اس مقام کے حصول کے لیے اتباع شرط اول ہے اور اتباع کرنے والا خدا کا محبوب ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود میں ارشاد فرمایا:۔

أَفَمَنْ كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ .... (ھود۔۱۷)

" توکیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہو اور اس کے پیچھے گواہ چلا آرہا ہو"۔۔۔۔۔۔۔الخ

احادیث میں "صاحب بینہ" سے نبی اکرمؐ اور " شاہد" سے حضرت علی علیہ السلام مراد لیے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں پیغمبر اکرم کی مشہور ترین حدیث ہے۔ آپ نے فرمایا

طَاعَةُ عَلِيٍّ كَطَاعَتِيْ وَ مَعْصِيَتُهٗ مَعْصِيَتِيْ

" علیؑ کی اطاعت میری اطاعت ہے اور علیؑ کی نا فرمانی میری نا فرمانی ہے"

علاوہ برایں علمائے اہل سنت نے خود ہی روایت کی ہے کہ جب جنگ احد میں تین صحابہ بھاگ گئے اور رسول خداؐ میدان میں تن تنہارہ گئے تو اسی اثنا میں دیکھا کہ جانثاری کادعویٰ کرنے والے پہاڑوں پر بھاگ رہے ہیں اور ایک علی میدان میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور نبوت و رسالت کا دفاع کررہے ہیں تو اس وقت جبرائیلؑ امین نے بے ساختہ کہا:۔

مواسات و خیر خواہی کا حق وہی ہے جو علیؑ ادا کررہے ہیں۔

رسول خداؐ نے فرمایا:

بھلا اس میں تعجب کیا اِنَّهٗ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

اس وقت جبرائیل امینؑ نے کہا:۔

"وَاَنَا مِنْكُمَا" اور میں تم دونوں میں سے ہوں۔

یہ چند واقعات سنانے کے بعد شیخ صدوقؒ نے رکن الدولہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :۔

محترم بادشاہ !جو شخص چند آیات کی تبلیغ کا اہل نہ ہو اور جسے خدا و رسولؐ تبلیغ سے معزول کر چکے ہوں ، تو ایسا شخص پورے کلام خدا کی تبلیغ کا اہل کیسا ہو سکتا ہے؟

اور جسے خدا و رسولؐ تبلیغ آیات کے لیے نامزد کریں اس سے حکومت و امارت چھیننا کہاں کا انصاف ہے ؟

بادشاہ نے شیخ صدوقؒ کے یہ واضح دلائل سن کر کہا

" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے دلائل وزنی ہیں"

حاضرین محفل کے سوال اور شیخ صدوقؒ کے جواب

شیخ صدوقؒ کے یہ دلائل قاہرہ سن کر حاضرین بڑے ہی جزبز ہوئے اور بادشاہ سے عرض کرنے لگے کہ اگر انہیں بھی اجازت ہو تو وہ بھی شیخ سے کچھ سوال کرلیں۔

بادشاہ نے اجازت دی، تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا

محترم شیخ ! کیا یہ ممکن ہے کہ پوری امت اسلامیہ جہالت اور ضلالت پر جمع ہوجائے ۔ جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان ہے

"لا تجتمع امتی علی ضلالة" میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی ؟

یہ سن کر شیخ صدوقؒ نے فرمایا :۔

لغت میں لفظ امت کا اطلاق جماعت پر کیا جاتا ہے اور جماعت کے لیے کم از کم تین افراد کا ہونا ضروری ہے ۔ بلکہ بعض لغت کے نزدیک دو افراد کے لیے بھی لفظ جماعت اور لفظ امت کا اطلاق درست ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرد واحد کو بھی لفظ امت

سے تعبیر کیا ہے جیساکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

اِنَّ اِبْرَاهِيمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ط وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
شَاكِرًا لِّاَ نْعُمِهِ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ 0 (النحل ۱۲۰۔۱۲۱)

"بے شک ابراہیمؑ ایک مستقل امت اور اللہ کے اطاعت گزار اورباطل سے کتراکر چلنے والے تھے اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھے۔ وہ اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے ۔ خدا نے انہیں منتخب کیا تھا اور سیدھے راستے کی ہدایت دی تھی ۔"

جب لفظ "امت" کا اطلاق قرآنی لفظوں میں فرد واحد پر ہو سکتا ہے تو حدیث کے الفاظ سے بھی امیرالمومنینؑ اوران کے پیرو کار مراد لیے جاسکتے ہیں ۔

شیخ کا یہ جواب سن کر حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا

جناب عالی ! یہ درست ہے کہ لفظ امت کا اطلاق قلیل ترین افراد پر بھی ہوسکتا ہے لیکن لفظ امت سے بڑی جماعت مراد لینا زیادہ مناسب ہے ۔

شیخ صدوقؒ نے فرمایا

ہم جب بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو ہمیں قرآن مجید اکثریت کی مذمت اور اقلیت کی مدح کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے ۔جیسا کہ یہ آیات اس مفہوم کی شاہد ہیں۔

۱۔ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ ۔ (النساء ۱۱۴)

ان لوگوں کی اکثر رازکی باتوں میں کوئی خیر نہیں ہے۔

۲۔ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فَاسِقُوْنَ ۔ (المائدہ ۵۹)

تمھاری اکثریت فاسقین پر مشتمل ہے ۔

۳۔ لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُوْنَ (الزخرف ۷۸)

یقیناً ہم تمھارے پاس حق کو لائے ہیں۔ لیکن تمھاری اکثریت حق کو ناپسند کرتی ہے۔

۴۔ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَایُؤْمِنُوْنَ ۔ (البقرہ ۱۰۰)

بلکہ ان کی اکثریت ایمان نہیں رکھتی ۔

۵۔ وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۔ (المائدہ ۱۰۳)

اور ان کی اکثریت عقل نہیں رکھتی ۔

۶۔ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ یَجْھَلُوْنَ ۔ (الانعام ۔ ۱۱۱)

اور لیکن ان کی اکثریت جاہل ہے ۔

۷۔ وَلَا تَجِدُ اَکْثَرَھُمْ شَاکِرِیْنَ ۔ (الاعراف ۔ ۱۷)

اور آپ ان کی اکثریت کو شکر گزار نہیں پائیں گے۔

۸۔ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَکْثَرَھُمْ لَفَاسِقِیْنَ ۔ (الاعراف ۱۰۲)

اور ہم نے ان کی اکثریت کو فاسق پایا ۔

۹۔ وَمَا یَتَّبِعُ اَکْثَرُھُمْ اِلَّا ظَنًّا۔ (یونس ۔ ۳۶)

اور ان کی اکثریت ظن وگمان کی پیروی کرتی ہے ۔

۱۰۔ فَاَعْرَضَ اَکْثَرُھُمْ فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۔ (فصلت ۔۴)

ان کی اکثریت نے منہ موڑلیا ہے ۔پس (پیغام حق) نہیں سنیں گے ۔

الغرض قرآن مجید میں ایسی بیسیوں آیات ہیں جن میں اکثریت کی مذمت کی گئی ہے ۔ اوراس کے برعکس ایسی دسیوں آیات موجود ہیں جن میں اقلیت کی تعریف کی گئی ہے مثلاً

۱۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ مَّا ھُمْ ۔ (صٓ ۔ ۲۴)

سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور وہ بہت ہی قلیل ہیں۔

۲۔ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ۔(سبا ۔ ۱۳)

اور میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے بہت کم ہیں ۔

۳۔ وَمَآ اٰمَنَ مَعَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ ۔ (ہود ۴۰)

اور اس پر بہت کم افراد ایمان لائے ۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس امر کی وضاحت کردی ہے کہ امت موسیٰؑ میں سے حق پر قائم رہنے والے افراد بہت کم ہیں۔ اسی طرح امت اسلامیہ میں سے بھی حق کے پاسبان اور ہادی بہت کم ہیں۔ چنانچہ رب العزت کا ارشاد ہے ۔

وَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰۤی اُمَّۃٌ یَّہۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَبِہٖ یَعۡدِلُوۡنَ (الاعراف۔۱۵۹)

" اور موسیٰؑ کی قوم میں سے ایک ایسی جماعت بھی ہے جو حق کے ساتھ ہدایت کرتی ہے اور معاملات میں حق وانصاف کے ساتھ کام کرتی ہے ۔"

اور امت اسلامیہ کیلیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَ مِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّۃٌ یَّہۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَبِہٖ یَعۡدِلُوۡنَ ۔ (الاعراف ۔۱۸۱)

" اور ہماری مخلوقات میں سے وہ قوم بھی ہے جو حق کے ساتھ ہدایت کرتی ہے اور حق ہی کے ساتھ انصاف کرتی ہے ۔"

شیخ کا یہ جواب سن کر سائل خاموش ہوگیا اور اہل دربار میں سے کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی کہ وہ کوئی مزید سوال کرتا ۔

کیا پوری امت کا بھٹکنا درست قرار دیا جاسکتا ہے؟

جب اہل دربار میں سے کسی کو سوال کرنے کا یارا نہ رہا تو بادشاہ نے شیخ صدوقؒ سے پوچھا :۔

کیا تاریخی تسلسل اور عقل و دانش ہمیں اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ ہم امت اسلامیہ کی ایک بڑی جماعت کے متعلق یہ فرض کرلیں کہ انہوں نے حق کو چھوڑ دیا تھا جب کہ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ تھے ؟

شیخ صدوق نے فرمایا :۔

محترم بادشاہ ! ایسا سمجھنے سے کون سا فرق پیدا ہو جائیگا اور یہ تصور کرنے سے

دین میں کون سی خرابی لازم آئے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ارتداد کی پہلے سے خبر دے چکا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے

وما مُحمَّدٌ الاَّ رَسُوْ لٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْله الرُّسُلُ ط اَفاْ ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِل انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابکُمْ ط وَمنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْه فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰه شَيْئًا وَسَيجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ O (آل عمران ۱۴۴)

"اور محمدؐ تو صرف ایک رسول ہیں۔ جن سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے۔ تو جو بھی ایسا کرے گا وہ خدا کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور خدا تو عنقریب شکرگزاروں کو ان کی جزا دے گا۔"

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کی تشبیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دی ہے۔ جیساکہ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْن رَسُوْلًا O (المزمل ۔۱۵)

"بے شک ہم نے تم لوگوں کی طرف تمہارا گواہ بنا کر ایک رسول بھیجا ہے۔ جسطرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کو شبیہ موسیٰؑ قرار دیا اور حبیب خداؐ نے حضرت علیؑ کو شبیہ ہارونؑ قرار دیتے ہوئے حدیث منزلت میں ارشاد فرمایا:۔

اَمَا تَرْضٰى يَا عَلِیُّ اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَة هَارُوْن مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ۔

اے علیؑ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی درجہ حاصل ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اور اب ملاحظہ فرمائیں کہ تاریخی تسلسل اور عقل و دانش امت موسیٰؑ کے بیے

کیا فیصلہ کرے گی ؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام تورات لینے کیلیے تشریف لے گئے اور انہوں نے حضرت ہارونؑ کو اپنا جانشین قرار دیا ۔ اور کوہ طور پر انہیں تیس کی بجائے چالیس راتیں ٹھہرنا پڑی تو امت موسیٰؑ کی اکثریت مرتد ہو گئی اور خدا کو چھوڑ کر سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے کی عبادت کرنے لگ گئی ۔

بادشاہ سلامت ! انصاف سے بتائیں جب موسیٰؑ کی امت موسیٰؑ کی زندگی میں بھٹک سکتی ہے ؟

تو رسول خداؐ کی امت ان کی وفات کے بعد کیوں نہیں بھٹک سکتی ؟

شیخ کا یہ استدلال سن کر بادشاہ عش عش کر اٹھا اور کہنے لگا اس سے بہتر استدلال ممکن ہی نہیں ہے ۔

شیخ صدوقؒ کا ایک اور استدلال

اس کے بعد شیخ نے فرمایا

محترم بادشاہ ! عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے برادران اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی کو اپنا خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا ۔ اور آنحضرتؐ کی وفات کے وقت صحابہ نے مل جل کر حضرت ابوبکر کو نامزد کیا تھا۔

اس نظریہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا اور امت نے اپنی صوابدید سے خلیفہ نامزد کیا اور یہ نامزدگی جائز قرار پائی ۔

تو اس عقیدہ میں دو علیحدہ علیحدہ اعمال کی نسبت علیحدہ علیحدہ شخصیت کی جانب کی گئی ۔

ا۔ رسول خداؐ کی سنت ہے خلیفہ نہ بنانا ۔

۲۔ امت کی سنت ہے خلیفہ بنانا۔

تو اس نظریہ کے حاملین سے ہماری یہی درخواست ہے کہ خدا را وہ ہمیں بتائیں کہ

ا۔ رسول خداؐ نے خلیفہ مقرر نہ کرکے صحیح کیا تھا یا غلط ؟

۲۔ اور امت نے خلیفہ مقرر کرکے صحیح کیا تھا یا غلط ؟

جب کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فعل کو غلط کہنا ہرگز درست نہیں ہے۔ لہذا کسی بھی مسلمان کے لیے یہ کہنا انتہائی آسان ہے کہ امت نے سقیفہ میں جو نامزدگی کی تھی وہ منشائے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف تھی اور وہ ایک غلط اقدام تھا۔

اور آیئے یہ دیکھیں کہ کیا واقعاً رسول خداؐ نے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا اور عدم استخلاف کا یہ عقیدہ کسی عاقل کے لیے کسی طور بھی قابل قبول نہیں ہے ۔ کیونکہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ایک بھکاری جس کی کل کائنات صرف ایک کشکول اور ایک جھونپڑی پر مبنی ہوتی ہے ، وہ بھی کسی نہ کسی کو اپنا جانشین مقرر کرکے جاتا ہے جب کہ دین و دنیا کے احکام حبیب خداؐ کے پاس تفویض تھے تو آپؐ نے کسی کو اپنا جانشین متعین نہیں کیا تاکہ افراد امت ایک دوسرے کے دست گریبان رہیں ۔

اور اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر نے تو حضرت عمر کو اپنا جانشین بنایا اور حضرت عمر نے بھی اپنی نیابت کے لیے چھ افراد پر مشتمل ایک شوری تشکیل دی تھی !

اس صورت میں برادران اہل سنت سے ہمارا یہ سوال ہے کہ حضرت ابوبکر نے اسلام کی محبت میں حضرت عمر کو اپنا جانشین بنایا تھا یا کچھ دیگر اسباب کی وجہ سے انہیں نامزد کیا تھا ؟

اور اسی طرح حضرت عمر نے جانشینی کے لیے چھ افراد پر مشتمل جو شوری

تشکیل دی تھی وہ اسلام کی محبت کے تقاضا سے تھی یا کچھ اور اسباب کے ماتحت تھی ؟

اگر دونوں بزرگواروں کا یہ فعل محبت اسلام کی وجہ سے تھا تو ہم اہل سنت برادران سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (عیاذا باللہ) اسلام سے اتنی محبت بھی نہ تھی جتنی کہ شیخین کو تھی ؟

تو کیا شیخین کے لیے انتخاب جائز تھا، لیکن جناب رسول کریمؐ کے لیے جائز نہیں تھا؟

اگر برادران اہل سنت کے پاس اس سوال کا جواب ہو تو وہ ہمیں اپنے جواب سے مطلع فرمائیں۔

بادشاہ نے شیخ صدوق کی تقریر کو بہت پسند کیا اور شیخ سے کہا کہ پھر آپ ہی بتائیں کہ اہل سنت نے کس بنیاد پر حضرت ابوبکر کو اپنا خلیفہ تسلیم کیا ؟

امامت نماز کی حقیقت

شیخ صدوقؒ نے فرمایا:۔

بادشاہ معظم ! اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ان دوستوں کا گمان یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز کے لیے اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

اور اس کے لیے دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ روایت سرے سے ہی غلط ہے کیونکہ ہمارے مخالف اس بارے میں مختلف آراء رکھتے ہیں اور وہ خود بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر نے نماز شروع کرائی ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی امامت کا علم ہوا تو وہ اپنی تمام تر تکلیف کے باوجود بستر سے اٹھے اور نقاہت کی وجہ سے چلنے کے قابل نہیں تھے ۔ اس عالم میں انہوں نے علیؑ و عباسؓ کے کندھوں کا سہارا لیا اور مسجد میں تشریف لائے ۔ آنحضرتؐ کو آتا دیکھ کر حضرت ابوبکر مصلی سے ہٹ گئے اور رسول خداؐ اپنے مصلٰی پر تشریف لائے اور بیٹھ کر اشاروں سے نماز

پڑھائی ۔

اگر حضرت ابوبکر کو آنحضرتؐ نے خود ہی اپنا جانشین نامزد کیا ہوتا تو انہیں خود جانے کی کیا ضرورت تھی ؟

اور اس روایت کے برعکس بعض مخالفین نے روایت یوں تخلیق کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حفصہ بنت عمر سے فرمایا :۔

مری اباك ان يوم الناس بالصلاة ۔

" اپنے باپ کو حکم دے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے "

جب روایات باہمی اختلاف کا شکار ہیں تو ان روایات سے شیخین کی خلافت کا اثبات ممکن نہیں ہے !

اور اس روایت کی صحیح نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو حضرت ابوبکر و عمر اس روایت کو انصار مدینہ کے مقابلہ میں سقیفہ بنی ساعدہ میں خود پیش کرتے ۔ لیکن انہوں نے اس روایت کو انصار کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا تھا تو گویا اب مدعی سست گواہ چست والا معاملہ بن چکا ہے ۔

علاوہ ازیں امامت نماز عمر و ابوبکر کی جتنی بھی روایات موجود ہیں ان تمام تر روایات کی مرکزی روایہ حضرت عائشہ و حفصہ ہیں ۔ اور حضرت ابوبکر و عمر نے گواہی کے لیے ایک عجیب اصول وضع کیا تھا کہ جب گواہی دینے والے کو اس گواہی سے کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ حاصل ہو سکتا ہو ، تو ایسی گواہی قابل قبول نہیں ہے ۔

چنانچہ اس طرف قاعدہ کے تحت حضرت علیؑ اور حسنینؑ کریمین کی فدک کے ہبہ نامے کے متعلق گواہی مسترد کردی گئی تھی ۔ اب ہمیں بھی یہ حق حاصل ہے کہ ہم حضرت ابوبکر و عمر کی امامت نماز کی جملہ روایات یہ کہہ کر مسترد کر دیں کہ ان کی روایت کرنے والی ان کی اپنی صاحبزادیاں ہیں ۔

جب رسول خدا کی صاحبزادی کی گواہی قابل قبول نہیں ہے تو ان کی گواہی

کی بھی چنداں حیثیت نہیں ہے ۔ سواد اعظم کے علماء نے خود ہی روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ بیٹی کی گواہی باپ کے حق میں قابل قبول نہیں ہے ۔ اور علماء اہل سنت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے ۔

یہ سن کر بادشاہ نے کہا کہ یقیناً شیخ کا فرمان حق ہے اور مخالفین کے اقوال باطل ہیں ۔ پھر بادشاہ نے کہا

جناب شیخ ! آپ نے امامت کو بارہ افراد میں کیوں محدود کر رکھا ہے ؟

شیخ صدوقؒ نے فرمایا :۔

محترم بادشاہ ! امامت فرائض الٰہی میں سے ایک فرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو بھی فریضہ مقرر کیا ہے اس کی تعداد اور مقدار بھی ساتھ ہی متعین فرمائی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی ہے تو اس کی تعداد بھی سترہ رکعات مقرر کی ہے۔ اور روزہ فرض کیا ہے تو ایک ماہ کا روزہ فرض کیا ہے ۔ خواہ وہ مہینہ انتیس دن کا ہو یا تیس دن کا ہو ۔ اور اللہ تعالیٰ نے صاحب استطاعت پر زندگی بھر میں ایک مرتبہ حج فرض کیا ہے ۔ جس طرح سے یہ کہنا درست نہیں کہ نماز کی رکعت سترہ ہی کیوں مقرر ہوئیں اور روزہ صرف ایک ماہ کا فرض کیوں ہے اور حج ایک مرتبہ ہی فرض کیوں ہے ۔ اسی طرح سے ائمہ کے متعلق یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ منصب امامت بارہ افراد میں ہی محصور کیوں ہے ؟

یقیناً اعداد میں اللہ کی طرف سے کوئی نہ کوئی حکمت مضمر ہے جس سے ہم واقف نہیں ہیں ۔

بادشاہ نے کہا

جناب شیخ ! آپ کے مخالف رکعات نماز کی تعداد اور ماہ صیام اور حج کی فرضیت کے لیے آپ کے موافق ہیں لیکن تعداد ائمہ میں وہ آپ سے اختلاف کرتے ہیں آخر کیا وجہ ہے ؟

شیخ صدوقؒ نے فرمایا

بادشاہ معظم ! ان کی مخالفت ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ۔ اور کسی کی مخالفت کو دیکھ کر انسان حقائق کا انکار کرنے لگے تو پھر اسلام ہی ثابت نہیں ہو سکے گا ۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اور مجوس ، اسلام کے باطل ہونے پر متفق ہیں اور معجزات نبی کے منکر ہیں ۔ جس طرح سے مذکورہ مذاہب کے افراد کی مخالفت اسلام کے لیے ضرر رساں نہیں ہے، اسی طرح سے ہمارے مخالفین کی مخالفت بھی ہمارے لیے ضرر رساں نہیں ہے ۔

امام زمانہ(عج) کا ظہور کب ہوگا ؟

پھر بادشاہ نے شیخ سے پوچھا ، امام زمانہؑ کا ظہور کب ہوگا ؟

شیخ صدوقؒ نے فرمایا :۔

محترم بادشاہ ! اللہ تعالیٰ نے نہیں اپنی مخصوص حکمتوں کے پیش نظر لوگوں کی نگاہوں سے غائب کیا ہے اور ان کے وقت ظہور کے متعلق خدا ہی بہتر جانتا ہے ۔ اور ایک حدیث نبوی سے اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ۔

مثل القائم من ولدی مثل الساعة

" میری اولاد میں سے قائم کی مثال قیامت کی سی ہے "

اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت کو مبہم رکھا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہے۔

یسئلونک عن الساعة ایّان مرسٰها ط قل انّما علمها عند ربّی لا یجلّیها لوقتها الّا هو ثقلت فی السمٰوٰت والارض لا تاتیکم الّا بغتة ۔ یسئلونک کانّک حفیٌّ عنها ط قل انّما علمها عند اللّٰه ۔

لکنَّ اَ کثرَ النَّاسِ لَا یَعلمُوْنَ ۔ (الاعراف ۱۸۷)

پیغمبر! " یہ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کا ٹھکانہ کب ہے ۔ تو کہہ دیجیے کہ اس کا علم میرے پروردگار کے پاس ہے ۔ وہی اس کو بروقت ظاہر کرے گا ۔ یہ قیامت زمین و آسمان دونوں کے لیے بہت گراں ہے اور تمہارے پاس اچانک آنے والی ہے ۔ یہ لوگ آپ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا آپ کو اس کی مکمل فکر ہے ۔ تو کہہ دیجیے کہ اس کا علم اللہ کے پاس ہے لیکن اکثر لوگوں کو اس کا علم بھی نہیں ہے ۔"

توجس طرح سے قیامت کے آنے کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے اسی طرح سے قائم آل محمد (عج) کے ظہور کے وقت کا علم بھی صرف اللہ ہی کو ہے ۔

پھر بادشاہ نے کہا

جناب شیخ ! بھلا یہ بتائیں کہ کیا ایک انسان اتنی طویل عمر پا سکتا ہے ۔ اور کیا طبعی طور پر اس کی عمر اتنی لمبی ہو سکتی ہے ؟

شیخ صدوقؒ نے فرمایا

محترم بادشاہ ! آپ کو اس کے متعلق ہرگز تعجب نہیں کرنا چاہیے ، کیا آپ نے آج تک طویل العمر افراد کی داستانیں کبھی نہیں سنیں ؟

بادشاہ نے کہا سنی تو ضرور ہیں لیکن ان کی صداقت معلوم نہیں ہے ۔

شیخ صدوقؒ نے فرمایا

تو کیا آپ نے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے متعلق قرآن مجید میں نہیں پڑھا فلبثَ فیہِمْ الفَ سنۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عاماً ۔ (العنکبوت ۱۴)

" وہ اپنی قوم کے درمیان میں نوسو پچاس برس تک رہے "

بادشاہ نے کہا جی ہاں ۔ شاید اس دور میں تو یہ عمر درست ہو لیکن جس دور میں ہم جی رہے ہیں اس دور کی مثال نہیں ملتی ۔

شیخ صدوقؒ نے فرمایا

محترم بادشاہ ! انکار کرنے کی گنجائش نہیں ہے ۔ کیونکہ مخبر صادق فرما چکے ہیں، جو کچھ پہلی امتوں میں ہوا وہی کچھ میری امت میں بھی ہوگا۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ سابقہ ادوار میں بھی مشہور ترین افراد ہی طویل العمر رہے ہونگے اورامت اسلامیہ میں بھی مشہورترین فرد طویل العمر ہوگا اور صاحب الزمان (عج) سے بڑھ کر زیادہ مشہور ومعروف اور کون ہوسکتا ہے ؟

امام غائب کا فائدہ

پھر بادشاہ نے کہا

جناب شیخ ! آپ کا نظریہ ہے کہ آپ کا امام لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے جب کہ حدود شرعیہ اور احکام الہیہ کا نافذ کرنا امام کی ذمہ داری ہے اور جب امام سرے سے ہی غائب ہو تو اس کا وجود اورعدم وجود یکساں ہوں گے ۔ آخر اس کے متعلق آپ کیا فرمائیں گے ؟

شیخ صدوقؒ نے فرمایا

محترم بادشاہ ! وجود امام صرف نظام حکومت کے لیے نہیں بلکہ وجود امام بقائے نظام کائنات کے لیے ہے ۔کیونکہ احادیث میں وارد ہے

لو لا الامام لما قامت السماوات والارض ولما انزلت السماء قطرةً ولا اخرجت الارض برکتها ۔

" اگرامام نہ ہوتو زمین وآسمان قائم نہ رہیں گے اوراگر امام نہ ہو تو آسمان سے بارش کا قطرہ نازل نہ ہو اوراگر امام نہ ہو تو زمین اپنی برکت کا کبھی مظاہرہ نہ کرے"

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے متعلق ارشاد فرمایا

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعذِّ بَهُمْ وَانْتَ فِيهِمْ (الانفال ۔ ۳۳)

"جب تک آپ ان کے درمیان موجود ہیں ۔ اس وقت تک اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا"۔

اسی طرح سے امام رفع عذاب کے لیے نبی اکرمؐ کا قائم مقام ہوتا ہے اور اس کے وجود کی برکت سے زمین عذاب الٰہی سے محفوظ رہتی ہے ۔

اہل سیر و نقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث کو نقل کیا ہے ۔ آپؐ نے فرمایا

النجوم امان لا اهل السماء فاذا ذهبت النجوم اتى اهل السماء مايكرهون و اهل بيتى امان اهل الارض فاذا هلك اهل بيتى اتى اهل الارض ما يكرهون ۔

"ستارے آسمان والوں کے لیے باعث امان ہیں ۔ جب ستارے چلے جائیں گے تو اہل آسمان پر وہ چیز واقع ہو جائے گی جس سے وہ کراہت کرتے ہیں ۔ اور میرے اہل بیتؑ زمین والوں کے لیے باعث امان ہے جب زمین سے میرے اہل بیتؑ چلے گئے تو اہل زمین پر وہ چیز واقع ہو جائے گی جس سے وہ کراہت کرتے ہیں"۔

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور حدیث ہے ۔

لو بقيت الارض بغير حجة ساعة لساخت باهلها

"اگر زمین ایک ساعت کے لیے بھی حجت سے خالی ہو جائے تو اپنے اہل سمیت تباہ و برباد ہو جائے"

بادشاہ کا اعلان حق

شیخ صدوقؒ کے دلائل سے بادشاہ بہت متاثر ہوا اور اس نے اعلان کرتے ہوئے کہا

"حق مذہب امامیہ کے ساتھ ہے ان کے علاوہ باقی مذاہب غلطی پر ہیں"

پھر اس نے شیخؒ سے درخواست کی کہ گاہے بہ گاہے دربار میں تشریف لایا کریں۔

جسے شیخؒ نے قبول کیا اور مناسب وقت پر آنے کا وعدہ فرمایا۔

دوسرے دن بادشاہ دربار میں آیا تو اس نے دل کھول کر شیخ کے نظریت کی تائید وتصدیق کی اور شیخ کی جی بھر کر تعریف کی۔اتنے میں اہل دربار میں سے ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا

بادشاہ سلامت ! شیخؒ کانظریہ یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا سرنوک نیزہ پر سورۂ کہف کی تلاوت کرتا تھا۔تو کیا ایسا نظریہ کس طرح سے درست قرار دیا جا سکتا ہے ؟

بادشاہ نے کہا شیخؒ نے میرے سامنے تو ایسی بات نہیں کی۔ البتہ اس کے متعلق دریافت کریں گے۔ چنانچہ بادشاہ نے ایک خط لکھ کر شیخ سے اس مسئلہ کے متعلق اس کانظریہ دریافت کیا تو شیخؒ نے جواب میں تحریر کیا۔

امام مظلومؑ کے سر اطہر کا نوک نیزہ پر قرآن پڑھنا

یہ روایت ان لوگوں سے مروی ہے جنہوں نے امام مظلومؑ کے سر اطہر کو نوک نیزہ پر قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ روایت ہمارے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام میں سے کسی سے مروی نہیں ہے۔

البتہ ہم اس روایت کو درست سمجھتے ہیں اور ہمیں اس کی صداقت پر پورا یقین ہے ۔ کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ گناہ گار افراد کے ہاتھ پاؤں قیامت کے دن گفتگو کریں گے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۔ (یٰسٓ ۶۵)

"آج ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے گفتگو کریں گے اور جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اس کے متعلق ان کے پاؤں گواہی دیں گے"

تو جب بدکار افراد کے ہاتھ اور پاؤں گفتگو کر سکتے ہیں تو امام حسین علیہ السلام کا سر اطہر نوک سناں پر قرآن کیوں نہیں پڑھ سکتا ؟

اور اس مطلب کا انکار دراصل قدرت خداوندی اور فضیلت رسولؐ کا انکار ہے ۔ اور واضح رہے کہ امام حسین علیہ السلام کائنات کی وہ عظیم الشان شخصیت ہیں جن کے مصائب پر ملائکہؑ نے گریہ کیا تھا ۔ اور جن کی شہادت کے بعد آسمان سے خون کی بارش نازل ہوئی تھی ۔ اور جنات نے بلند آواز میں جن کے نوحے پڑھے تھے ۔ اور جو شخص اتنے واضح واقعات کو جھٹلاتا ہے تو اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ تمام شریعتوں کو جھٹلائے اور انبیائے کرامؑ کے جملہ معجزات کا تمسخر اڑائے ۔ ایسے شخص سے دینی و دنیوی ضروریات کا انکار ہر وقت ممکن ہے ۔

(ماخوذ از الطرائف)

مترجم عرض کرتا ہے کہ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے نوک سناں پر قرآن پڑھ کر قرآن مجید کی ایک آیت اور اپنے جد نامدارؐ کی ایک حدیث کو عملی طور پر ثابت کیا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے ۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ

لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرہ۔ ۱۵۴)

" اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے"۔

اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کیلئے اللہ کے مخلص بندے ہمیشہ شہادت حاصل کرتے رہے۔ یقینا وہ سب کے سب زندہ ہیں مگر ہمیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔ حیات شہدا پر ہمارا ایمان ہے لیکن اللہ نے ان کی زندگی کا کبھی عملی مظاہرہ نہیں کرایا تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام دنیا کے تمام شہیدوں کے سردار ہیں۔اسی لیے حکمت الٰہی کا تقاضایہ ہوا کہ حیات شہداء کے مسئلہ کو صرف نظریہ لی حد تک نہ رکھاجائے بلکہ اس کا عملی ثبوت بھی فراہم کیاجائے۔اسی لیے حضرت امام حسین علیہ السلام نے کوفہ وشام میں قرآن کی تلاوت کر کے دنیا کو بتادیا کہ اگر حیات شہداء کا عملی ثبوت چاہتے ہو تو دیکھو میں شہید ہو کر بھی قرآن پڑھ رہا ہوں۔

۲۔ اس کے ساتھ ساتھ امام حسین علیہ السلام نے اپنے مخالفین کا کردار بھی دنیا کے سامنے رکھا اور زبان حال سے کہا تمہیں صفین ضرور یاد ہوگی جب ہمارے دشمنوں نے قرآن کو نیزے پر چڑھایا تھا تو وہ ملوکیت کا کردار تھا اور یہ امامت کا کردار ہے دونوں کا فرق یہ ہے کہ ملوکیت قرآن کو نیزے پہ چڑھاتی ہے اور امامت نیزے پر چڑھ کر بھی قرآن سناتی ہے۔

۳۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور و مستند حدیث ہے

انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ و عترتی اهل بیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعد ی ولن یفترقا حتّٰی یرد علی الحوض

" میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ قرآن (اللہ کی کتاب) اور (میری عترت) اھل بیت۔ تم جب تک ان دونوں سے وابستہ رہو گے تو میرے بعد ہر گز گمراہ نہ ہوں گے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہر گز جدا نہ ہوں گے جب تک میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہنچ جائیں"۔

رسول اکرمؐ کا یہ فرمان تو پوری دنیا نے سن لیا تھا کہ قرآن و اھل بیتؑ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ مگر دنیا نے اس کا عملی مظاہر نہیں دیکھا تھا تو فرزند رسولؐ نے نوک نیزہ پر قرآن پڑھ کر اپنے تمام مخالفین اور قاتلین کو عملی طور پر یہ بتایا

میرے نانا کے فرمان کو ہذیان کہنے والوں کی اولاد !

آؤ میرے نانا کا عملی مظاہرہ دیکھو! اہل بیتؑ اور قرآن ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ تم ہمیں وطن سے جدا کر سکتے ہو، اولاد سے جدا کر سکتے ہو، تم ہمارے سروں کو ہمارے بدن سے جدا کر سکتے ہو لیکن ہمیں قرآن سے جدا نہیں کر سکتے ہو۔ سر تن سے جدا ہونے کے بعد بھی ہماری زبان سے قرآن کی آیتیں نکلتی، ہذیان نہیں نکلتا۔ (من المترجم عفی عنہ)

عیون اخبار الرضاؑ

جلد اول

از

شیخ اقدم محدث اکبر ابی جعفر الصدوق محمد
بن علی بن الحسین بن بابویہ قمی
المتوفی ۳۸۱ھ

مترجم

محمد حسن جعفری

ناشر

اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی

عرضِ مترجم

زیارت جامعہ میں ائمۂ ہدیٰؑ کے متعلق یہ جملے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیٰ الدُّعَاةِ اِلَی اللّٰهِ وَالْاَدِلَّآءِ عَلٰی مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَقِرِیْنَ فِیْ اَمْرِاللّٰهِ وَالتَّآمِیْنَ فِیْ مَحَبَّةِ اللّٰهِ وَالْمُخْلَصِیْنَ فِیْ تَوْحِیْدِ اللّٰهِ وَالْمُظْهِرِیْنَ لِاَمْرِاللّٰهِ وَنَهْیِهٖ وَعِبَادِهِ الْمُکْرَمِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔

"سلام ہو اللہ کی طرف دعوت دینے والوں پر اور مرضاتِ خدا کی رہنمائی کرنے والوں پر اور امر الٰہی میں مستقل رہائش رکھنے والوں پر اور محبت خدا میں کامل افراد پر اور خدا کی توحید میں مخلص لوگوں پر اور اللہ کی امر و نہی ظاہر کرنے والوں پر اور خدا کے ان باعزت بندوں پر جو اس کے فرمان پر سبقت نہیں کرتے اور اس کے حکم پر عمل کرتے رہتے ہیں۔ اور ان پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں"۔

ائمۂ طاہرینؑ خدا کے سچے اور مخلص نمائندے ہیں۔ ان کے بغیر دین کی تعلیمات کا تصور ہی محال ہے۔ اور وہی حضرات ہی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحیح جانشین ہیں۔

انسانیت کی راہنمائی کے لیئے ان کی تعلیمات بحمداللہ موجود ہیں اور عرصہ دراز سے مدون ہیں۔ اور تعلیمات آل محمد علیہم السلام پر مبنی کتابوں میں عیون اخبار الرضاؑ کو ایک خصوصی مقام حاصل ہے۔ اور یہ کتاب ہر دور میں ہمارے مآخذ و مدارک میں شمار ہوتی رہی ہے۔ لیکن ہمارے برصغیر کا اردو دان طبقہ عربی و فارسی نہ جاننے کی وجہ سے اس سے محروم تھا۔ اسی لیئے بندہ نے خدا پر توکل کرتے ہوئے محدث اکبر شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔

اوراس کے ساتھ مجھے یہ عرض کرنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ بندہ اپنی تمام تر بے بضاعتی سے مکمل آگاہ ہے ۔ بہر نوع اپنی بشری کوشش میں کسی طرح کی کوتاہی روا نہیں رکھی گئی اور ترجمہ کرتے وقت جہاں قرآن مجید کی آیات تھیں ، ان کے ترجمہ کے لیئے علامہ ذیشان حیدر جوادی اور جہاں نہج البلاغہ کا اقتباس تھا ، اس کے لئے مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامھما کے تراجم سے استفادہ کیا ۔

علاوہ ازیں سرکار مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے امام علی رضا علیہ الصلوۃ والسلام کے حالات زندگی کے لیئے بحارالانوار میں جا بجا عیون اخبار الرضا سے خوشہ چینی فرمائی ہے اور ہماری خوش نصیبی ہے کہ بحارالانوار کے اس حصہ کا ترجمہ بھی اردو زبان میں ہوچکا ہے ۔ بعض مقامات پر عیون کی وہ روایات جو کہ بحارالانوار میں بھی موجود ہیں ، ان کے ترجمہ کے لیئے مولانا حسن امداد صاحب ممتاز الافاضل کے ترجمہ بحار سے بھی ہم نے استفادہ کیا ہے ۔ اور بارگاہ رب العزت میں ان تمام بزرگواروں کی خدمات دینیہ کے قبولیت کے لیئے دعاگو ہیں ۔

این دعا از من وازجملہ جہاں آمین باد

اور آخر میں بارگاہ احدیت میں ملتمس دعا ہیں کہ خداوند عالم بحق محمدؐ و آل محمدؐ ہماری اس ناچیز سی دینی خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے ہمارے لیئے زاد آخرت قرار دے ۔ **انہ ولی قدیر** ۔

والسلام

خادم دین : **محمد حسن جعفری**

خطبۃالکتاب

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الواحد القهار ،العزیز الجبار ،الرحیم الغفار ، فاطر الارض و السماء ، خالق الظلمة و الضیاء ، مقدر الازمنة و الدهور مدبر الاسباب والامور، باعث من فی القبور ، المطلع علی ماظهر و استتر ، العالم بما سلف و غبر ،الذی له المنة و الطول و القوة و الحول ، احمده علی کل الاحوال ، واستهدیه لافضل الاعمال ، و اعوذبه من الفی و الضلالً و اشکره شکراً استوجب به المزید ، و استنجز به المواعید ، و استعینه علی ما ینجی من الهلکة و الوعید ، و اشهد انّ لا اله الا الله ، الاول فلا یوصف با بتداء و الاخر فلا یوصف با نتهاء ، الهاً یدوم و یبقٰی و یعلم السرو اخفٰی و اشهد ان محمداً عبده المکین و رسوله الامین المعروف بالطاعةالمنتجب للشفاعة فانه ارسله لاقامة العوج و بعثه لنصب الحجج لیکون رحمة للمؤمنین و حجة علی الکافرین وموید ا بالملا ئکة المعصومین حتی اظهر دین الله علی کره المشرکین ، صلی الله علیه و آله وسلم و آله الطیبین و اشهد ان علی بن ابی طالب امیر المؤمنین و مولٰی مسلمین و خلیفة رسول رب العالمین و اشهد ان الائمة من ولده حجج الله الی یوم الدین ، و و رثة علم النبیین صلوات الله و رحمته و سلا مه و برکاته علیهم اجمعین ۔

کتاب کی وجۂ تالیف

حمد و ثنا کے بعد اس کتاب کا مصنف ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی نزیل رے عرض پرداز ہے کہ **لصاحب الجلیل کا فی الکفاة ابی القاسم اسماعیل بن عباد اطال اللّٰہ بقائه و ادام دولته و نعمائه و سلطانه** کے دو قصیدے میرے سامنے پیش کیے گئے جن میں امام ہشتم ضامن غریباں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا گیا۔ تو میں نے ان قصائد سے متاثر ہو کر یہ کتاب تالیف کی۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ محترم صاحب بن عباد کے خزانۂ معمورہ کے لیے اس سے بہتر تحفہ ممکن نہیں ہے اور خود محترم صاحب بن عباد علوم اہل بیتؑ کے شیدائی ہیں اور ان کی ولایت سے تمسک رکھتے ہیں۔ اور ان کی اطاعت کو فرض جانتے ہیں اور ان کی امامت پر یقین رکھتے ہیں اور ان کی ذریت کا احترام کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کے احسانات کا سلسلہ شیعان اہل بیتؑ تک ہمیشہ جاری و ساری رہے

میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کے ذریعہ سے میں ان کے احسانات کا بدلہ چکا سکوں گا اور ان کی خدمت گزاری میں جو مجھ سے کمی واقع ہوئی ہے، اس کتاب کے ذریعہ اس کی تلافی کر سکوں گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں عدل و انصاف کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس کے ذریعہ سے خدا کا کلمہ بلند و بالا ہو، اللہ تعالیٰ انہیں نیکی و بھلائی کی توفیق عطا فرمائے۔

صاحب بن عباد کا پہلا قصیدہ

جناب صاحب اسماعیل بن عباد رضی اللہ عنہ نے امام رضا علیہ السلام کے حضور ہدیہ پیش کرتے ہوئے عرض کیا ہے۔

یا سائراً زائراً الی طوس

مشهد طهر و ارض تقديس

" سرزمین طوس کی طرف سفر کرنے والا زائر ، وہ سرزمین جو کہ ایک طاہر کا مقام شہادت ہے اور جو پاکیزہ ترین سرزمین ہے "

ابلغ سلامی الرضا وحط علی

اکرم رمس لخير مرموس

" وہاں پہنچ کر رضا کو میرا سلام پہنچانا ، وہاں اس مکرم قبر پہ جانا جہاں مکرم ترین فرد مدفون ہے "

والله و الله حلفة صدرت

من مخلص فی الولاء مغموس

" بخدا ولائے آل محمدؐ میں یہ شخص قسم کھا کر کہتا ہے "

انی لو کنت ما لکا اربی

کان بطوس الفنا تعريس

" اگر میں خود مختار ہوتا تو اپنے گھر بار کو چھوڑ کر طوس کی جانب تیزی سے چلا جاتا"

وکنت امضی العزيم مرتحلا

منتسفاً فيه قوة العيس

" تو میں تیز رفتار اونٹوں کی سی قوت کے ساتھ جانب طوس روانہ ہو جاتا"

لمشهد بالذکاء ملتحف

و بالسناء والثناء مانوس

" میں اس شہر شہادت کی جانب سفر کرتا جس میں عقل مخلوط ہوچکی ہے اور تیز روشنی اور تعریف سے مانوس ہے "

یاسیدی وابن سادتی ضحکت

و جوہ د ھری بعقب تعبیس

" اے میرے سردار اور میرے سرداروں کے فرزند ! آپ کی وجہ سے ترش روئی کے بعد میرے زمانہ کے چہرے مسکرا اٹھے "

لما رایت النواصب ا نتکست

رایا تھا فی زمان تنکیس

" (اس مسکراہٹ کی وجہ یہ ہے کہ) میں نے نواصب کے پرچموں کو سرنگوں ہوتے ہوئے پایا ہے "

صدعت بالحق فی و لا تکم

والحق مذکان غیر منحوس

" تو میں نے آپ کی ولایت کے لیے کلمۂ حق کو بلند کیا ۔ اس حق کو بلند کیا جو کہ کبھی بھی باعث نحوست نہیں رہا (یا جس کے لیے کبھی خلل نہیں آیا گیا)"۔

یا بن النبی الذی به قمع اللّٰہ ظھور الجبار برالشوس

" اے فرزند رسولؐ ! جس کے ذریعہ سے اللہ نے متکبر جابروں کی پشتوں کو توڑ ڈالا "

وابن الوصی الذی تقدم فی الفضل علی البزل القناعیس

" اور اے فرزند وصی ! جس نے کامل اور عظیم افراد پر فضیلت میں سبقت حاصل کی "۔

وحائز الفخر غير منتقص

ولا بس المجد غير تلبيس

" اور اسباب فخر کو کامل طور پر جمع کرنے والے او ربغیر کسی شک و شبہ کے عظمت و مجد کا لباس پہننے والے "

ان بنی النصب کا لیھود و قد

یخلط تھوید ھم بتمجیس

" ناصبیوں کی اولاد ان یہودیوں کی طرح سے ہے جن کی یہودیت میں مجوسیت مخلوط ہوچکی ہو "

کم دفنوا فی القبورمن نجس

اولی به الطرح فی النواویس

" ان لوگوں نے اپنے کتنے ہی نجس مردوں کو قبروں میں دفن کیا ۔ حالانکہ جن کا نصاریٰ ومجوسی کے مقابر میں پھینکنا کہیں بہتر تھا "

عالمهم عنده ما اباحثه

فی جلد ثور ومسك جاموس

" اور جب ان کے کسی عالم سے میں مباحثہ کرتا ہوں تو وہ مجھے یوں لگتا ہے جیسا کہ اس نے بیل کی کھال پہن رکھی ہو اوراس سے بھینے کی بو آرہی ہو "

اذا تاملت شوم جبهته

عرفت فیها اشتراك ابلیس

" جب میں اس کی منحوس پیشانی کو غور سے دیکھتا ہوں تو مجھے اس میں ابلیس کی مشارکت محسوس ہوتی ہے "

لم یعلموا والاذان یرفعکم

صوت اذان ام قرع ناقوس

" اذان میں آپ کے جد امجد کا نام پکارا جاتا ہے ۔ لیکن نواصب اتنے اندھے اور بہرے ہیں کہ انہیں آج تک یہ تمیز نہیں ہوئی کہ یہ اذان کی آواز ہے یا ناقوس کے بجنے کی آواز ہے "

انتم حبال اليقين اعلقها

ماوصل العمر حبل تنفيس

"آپ اہل بیتؑ یقین کی مضبوط رسیاں ہیں اور جب تک میری عمر باقی ہے میں ان رسیوں سے تمسک رکھوں گا "۔

كم فرقة فيكم تكفرني

ذللت ها ما تها بفطيس

" بہت سے ایسے فرقے ہیں جو آپ کی محبت کی وجہ سے مجھے کافر کہتے ہیں ۔ جن کی کھوپڑیوں کو میں نے ہتھوڑے سے جھکایا ہوا ہے "

قمعتها با لحجاج فا نخذلت

تجفل عنی بطير منحوس

" جن کو میں نے دلائل و براہین سے پاش پاش کیا تو وہ اپنے منحوس پرندوں سمیت مجھ سے بھاگ کھڑے ہوئے "

ان ابن عباد استجا ربكم

فما يخاف الليوث فی الخيس

" یقیناً ابن عباد (شاعر) آپ کی پناہ میں آچکا ہے اور وہ بیشہ میں بیٹھے ہوئے شیروں سے نہیں ڈرتا "

كونوا ايا سادتی وسائله

يفسح له الله فی الفراديس

" اے میرے سردارو ! تم اس کے مددگار بنو تاکہ جنت الفردوس میں اللہ

اسے وسیع جگہ عطا فرمائے "

کم مدحة فیکم یحیزها

کانها حلة الطو اویش

" وہ آپ کے متعلق کتنے ہی خوبصورت شعر کہتا ہے جو اپنے حسن میں مور کے پر نظر آتے ہیں "

وهذه کم یعقول قارئها

قد ثر الدر فی القراطیس

" اور اس نظم کے پڑھنے والے تو اس کے متعلق کہتے ہیں کہ شاعر نے اوراق پر موتی بکھیر دیئے ہیں "

یملك رق القریض قائلها

ملك سلیمان عرش بلقیس

" ان اشعار کے کہنے والا ملک سلیمان اور عرش بلقیس کا مالک ہے "

بلغه الله ما یؤمله

حتی یزور الامام فی طوس

" خدا اس کی آرزوں کو پورا کرے۔ یہاں تک کہ وہ طوس میں امام کی زیرت سے مشرف ہو "

ابن عباد کا دوسرا قصیدہ

یا زائرا قد نهضا مبتدرا قد رکضا

" اے تیزی سے روانہ ہونے والے زائر ! "

وقد مضی کانه البرق اذا ما اومضا

" جو بجلی کی سی تیزی سے روانہ ہو رہا ہے "

ابلغ سلامی زاکیا بطوس مولای الرضاؑ

" طیب و طاہر امام رضاؑ کو طوس میں میرا سلام پہنچا "

سبط النبی المصطفیٰؐ وابن الوصی المرتضیٰؑ

" پیغمبر مصطفیٰؐ کے نواسے اور وصی مرتضیٰؑ کے فرزندؑ کو میرا سلام پہنچانا "

من حاز عزا اقعساً و شاد مجداً ابیضاً

" اس ذات کو میرا سلام پہنچے جو ہمیشہ کی عزت اور قدرومنزلت کا مالک ہے"

وقل له من مخلص یریٰ الولا مفترضا

" اے زائر ! انہیں اس مخلص کی طرف سے سلام پہنچانا جو ولایت کو فرض جانتا ہے"

فی الصدر لفح حرقة تترك قلبی حرضا

" دشمنان ولایت کی وجہ سے سینے میں الاؤ سے جل رہے ہیں ۔ جو کہ میرے دل کو بیمار کر رہے ہیں "

من ناصبین غادروا قلب الموالی ممرضا

" یہ الاؤ ان نواصب کی وجہ سے بھڑک رہے ہیں جنہوں نے محبت کرنے والوں کے دلوں کو بیمار کررکھا ہے "

صرحت عنهم معرضا ولم اکن معرضا

" ان سے اعراض کرتے ہوئے میں نے ان کی وضاحت کردی ہے جب کہ میں تو مرد میدان ہوں ، اعراض کرنے والا نہیں ہوں"

نا بذتهم ولم ابل ان قیل قد تر فضا

" میں ان سے ٹکرا گیا اور میں نے اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ یہ لوگ مجھے رافضی کہیں گے "

یا حبذا رفضی لمن نا بذکم و البغضا

" ان لوگوں سے میرا دور رہنا اورالگ رہنا کتنا ہی اچھا ہے ،جنھوں نے آپ سے مقابلہ کیا اور بغض رکھا "

و لو قدرت زرته ولو علی جمرالنضا

" اگر میرے بس میں ہوتا تو میں یقیناً امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے جاتا اگرچہ مجھے ببول کے انگاروں پر ہی کیوں نہ چلناپڑتا "

لکننی معتقل بقید خطب عرضا

" لیکن میں حوادث و واقعات کا قیدی بن چکا ہوں "

جعلت مدحی بدلا من قصده و عوضا

" اسی لیے میں نے اپنی مدح کو وہاں جانے کا نعم البدل بنایا ہے"

امانة موردة علی الرضا لیرتضی

" اے زائر ! میرا سلام امانت ہے جسے تونے امام رضاؑ کے حضور پیش کرنا تاکہ وہ راضی ہوجائیں "

رام ابن عبادبها شفاعة لن تدحضا

" ان اشعار کے ذریعہ سے ابن عباد نے کبھی ناکام نہ ہونے والی شفاعت کا ارادہ کیا ہے "

مدحت اھل بیتؑ کا اجر

۱ ۔ ہم سے یہ حدیث احمد بن زیاد بن جعفر الہمدانی رضی اللہ عنہ نے ہمدان میں بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ حدیث علی ابن ابراھیم ابن ہاشم سے سنی ، اس نے اپنے والد سے یہ روایت کی ، اس نے محمد بن ابی عمیر سے ، اس نے عبداللہ بن الفضل الہاشمی سے روایت کی ۔ وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

من قال فینا بیت شعر بنی اللّٰه له بیتاً فی الجنة

" جو ہمارے حق میں ایک شعر کا بیت کہے گا تو اللہ اس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کرے گا "۔

۲۔ ہم سے یہ حدیث علی ابن عبداللہ درّاق نے بیان کی ، وہ کہتے ہیں کہ انہیں یہ حدیث محمد بن ابی عبداللہ الکوفی نے سنائی ۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ حدیث موسیٰ بن عمران نخعی نے بیان کی ، اس نے اپنے چچا حسین بن یزید نوفلی سے روایت کی، اس نے علی بن سالم سے ، اس نے اپنے والد سے ، اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے فرمایا :

ماقال فینا قائل بیتاً من الشعر حتی یؤید بروح القدس (۱)

" ہمارے متعلق جس نے بھی شعر کہا تو اس کی تائید روح القدس سے ہوئی "

۳۔ ہم سے تمیم بن عبداللہ بن تمیم قرشی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ، وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مجھ سے میرے والد نے احمد بن علی الانصاری کی سند سے بیان کی ، انہوں نے یہ روایت حسن (۲) بن جہم سے سنی ، وہ کہتے ہیں میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا ۔ آپؑ نے فرمایا :۔

ما قال فینا مؤمن شعراً یمدحنا به الا بنی اللّٰه تعالی له مدینة فی الجنة اوسع من الدنیا سبع مرات یزوره فیها کل ملك مقرب وکل نبی مرسل ۔

" جو مومن ہماری مدح میں شعر کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک شہر تعمیر کرتا ہے ، جو دنیا سے سات گناہ وسیع ہوتا ہے اور اس شہر میں ہر مقرب فرشتہ اور ہر نبی مرسل اسی کی زیارت کرے گا "۔

۱۔ خواہ شعر کا تعلق اہل بیتؑ کے فضائل سے ہو یا مصائب سے ہو ۔ اہل بیتؑ سے بہت کی روایات مروی ہیں جن میں ان کے متعلق شعر و شاعری کا ثواب بیان کیا گیا ہے ۔ بعض روایت میں وارد ہیں ۔" **لکل بیت بیت فی جنه** " ہر بیت کے بدلے میں جنت کا ایک بیت (گھر) ہے ۔ سید مہدی الحسینی لاجوردی ۲۔ حسین (خ ۔ ل)

لہذا ان حدیث مبارکہ کے تحت ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صاحب بن عباد کو اس کے اقوال حسنہ اور افعال جمیلہ اور اخلاق کریمہ اور سنت رضیہ اور سیرت عادلہ پر اجر عظیم عطا فرمائے اور تمام خطرات کو اس سے دور رکھے اور اس کی جملہ حاجت بر لائے۔ اور ان ہادیان کے صدقہ میں اللہ اسے آفت و بلا سے محفوظ رکھے جن کے لیے صاحب بن عباد نے کہا:۔

ان ابن عباد استجار بمن　　یترك عنه الصروف مصروفة

یہ جیسا کہ اس مفہوم کو انہوں نے اپنے دوسرے شعر میں ان الفاظ سے بیان کیا:۔

ان ابن عباد استجار بكم　　فكل ما خافه سيكفاه

یعنی ابن عباد تمہاری پناہ میں آچکا ہے۔ اور وہ تمام قسم کے خوف سے محفوظ رکھا جائے گا۔

اور ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ صاحب بن عباد کی شفاعت وہ ہستیاں کریں جن کا نام ان کی انگشتری پر کندہ ہے۔

شفيع اسماعيل فى الأخرة　　محمدٌ و العترت الطاہرةٌ

اللہ تعالیٰ سے ہماری مزید دعا یہ ہے کہ خداوند عالم اس کی حکومت کو دوام عطا فرمائے اور حکومت و سلطنت کو ان کی دنیا و آخرت کی سعادت کا ذریعہ بنائے۔

باب 1

لفظِ رِضا کی وجہ تسمیہ

۱۔ (بحذف اسناد) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ کاظم علیہم السلام سے عرض کی کہ آپ کے مخالفین یہ کہتے ہیں کہ آپ کے والد کو " رضا " کا لقب مامون الرشید نے اس وقت دیا تھا جب وہ انہیں اپنا ولی عہد بنانے پر آمادہ ہوا تھا۔

امام تقی علیہ السلام نے فرمایا۔

" خدا کی قسم انہوں نے جھوٹ بولا ہے اور گناہ گار ہوئے۔ میرے والد کو رضا کا نام اللہ نے عطا کیا ہے۔ کیونکہ میرے والد اہل آسمان و زمین کے لیے رضائے خداوندی کا ذریعہ تھے"۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا تو کیا آپ کے دیگر آباء طاہرین رضائے خداوندی کا ذریعہ نہیں تھے۔ اور اگر تھے تو پھر ان کا لقب رضا کیوں نہیں رکھا گیا ان میں سے صرف آپ کے والد کا لقب ہی رضا کیوں ہے؟

امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا۔

"اصل بات یہ ہے کہ میرے والد کی امامت پر دوست و دشمن سب راضی ہوئے تھے اسی لیے انہیں اللہ نے لفظ "رضا" کا لقب عطا کیا جبکہ دیگر ائمہ ہدیٰ پر ہمارے دوست تو راضی رہے لیکن مخالف کبھی راضی نہیں ہوئے"۔

۲۔ (بحذف اسناد) سلیمان بن حفص مروزی کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے فرزند علیؑ کو لفظ "رضا" سے یاد کرتے تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے:۔

" میرے فرزند رضا کو بلاؤ! میں نے اپنے فرزند رضا سے یہ بات کی اور میرے فرزند رضا نے مجھے یہ کہا "۔ اور جب کبھی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے فرزند سے مخاطب ہوتے تو انہیں ابو الحسن کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔

باب 2

آپؑ کی والدۂ ماجدہ کا تذکرہ اور ان کے نام کی تحقیق

۱۔ مجھ سے حاکم ابو علی حسین بن احمد بیہقی نے اپنے نیشاپور کے گھر میں ۳۵۲ھ میں بیان کیا کہ ان سے محمد بن یحییٰ صولی نے بیان کیا کہ ابوالحسن رضا کا نام ونسب یہ ہے

''علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیھم السلام'' آپ کی والدہ کنیز تھیں جب وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ملکیت میں آئی تو ان کا نام ''تکتم'' تھا۔

۲۔ مجھ سے حاکم ابو علی حسین بن احمد بیہقی نے صولی کے حوالہ سے بیان کیا، صولی نے عون بن محمد کندی سے روایت کی، انہوں نے ابوالحسن علی بن میثم سے روایت کی اور ان کے متعلق عون کہا کرتے تھے کہ ائمہ طاہرینؑ کے حالات زندگی اور ان کے رشتوں کے متعلق علی بن میثم سے زیادہ جاننے والا شخص کوئی نہیں تھا۔ چنانچہ علی بن میثم سے مروی ہے۔

''امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی والدہ حمیدۃ المصفاۃ نے، جن کا تعلق اشراف عجم سے تھ، ایک ''مولدہ'' کنیز خرید فرمائی۔ اس کنیز کا نام تکتم تھا اور وہ عقل و دین کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز تھی۔ اور اپنی مالکہ حمیدۃ المصفاۃ کی انتہائی تعظیم کرنے والی تھی اور اپنی مالکہ کے سامنے وہ کبھی بیٹھا نہیں کرتی تھی''۔

ایک دن حضرت حمیدہ نے اپنے فرزند حضرت موسیٰ کاظمؑ سے کہا

ا۔ مولدہ ایسی کنیز کو کہا جاتا ہے جس کی پیدائش و پرورش عرب میں ہوئی ہو

"بیٹا ! تکتم میری کنیز ہے میں نے اس سے زیادہ بہتر آج تک کوئی کنیز نہیں دیکھی اور میں اس کنیز کو تیرے حوالے کرتی ہوں اور تجھے اس سے بھلائی کی تاکید کرتی ہوں اور مجھے اس کے متعلق یہ یقین ہے کہ اگر اللہ نے اس نسل سے جاری کی تو یقیناً اس کی نسل بلند مقام کی حامل ہو گی "۔

جب تکتم کے بطن سے امام علی رضاؑ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ان کا نام طاہرہ رکھا۔

زمانہ رضاعت میں امام علی رضاؑ زیادہ دودھ پیا کرتے تھے تو ان کی والدہ نے ایک دن درخواست کی کہ میرے بچے کے لیے ایک دایہ کا انتظام کیا جائے۔

پوچھا گیا کہ کیا تمہارا دودھ کم ہو گیا ہے ؟

انہوں نے کہا " ایسی کوئی بات نہیں ہے ہر وقت دودھ پلانے کی وجہ سے میری نماز اور تسبیح میں کچھ کمی واقع ہو گئی ہے "۔

حاکم ابو علی کہتے ہیں کہ صولی نے کہا کہ امام علی رضا علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے "تکتم" ہونے کا ثبوت کسی شاعر کا وہ شعر ہے جس میں اس نے امام علی رضاؑ کی مدح کرتے ہوئے کہا تھا

الاان خیر الناس نفساً و والداً

ورھطاً واجداداً علی المعظم

اتتنا به للعلم و الحلم ثامناً

اماماً یؤدی حجة الله تکتم

" آگاہ رہو اپنی ذاتی نجابت اور والد اور خاندان واجداد کے اعتبار سے علی معظم (علی رضا علیہ السلام) تمام انسانوں سے بہتر ہیں ۔ وہ آٹھویں امام ہیں جو حجت خدا کو ادا کرنے والے ہیں ۔ اور جناب " تکتم "نے انہیں علم وحلم کے لیے جنم دیا تھا "۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام کی والدہ کو" سکن النوبیہ"

کہا جاتا تھا۔اور بعض لوگ ان کا نام" اروی" بعض"نجمہ" اور بعض سمانہ بیان کرتے ہیں اور ان کی کنیت ام البنین بیان کی جاتی ہے۔

۳۔(بحذف اسناد) علی بن میثم نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔انہوں نے کہاامام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی والدہ حمیدۃ المصفاۃ نے جب نجمہ کو خریدا تو ایک رات انہوں نے خواب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا

"حمیدہ ! نجمہ اپنے بیٹے موسیٰ کاظم کو بخش دے۔اس کے شکم سے وہ مولود پیدا ہوگا جو تمام اہل ارض سے بہتر ہوگا"۔

اسی خواب کےبعد انہوں نے نجمہ کو اپنے بیٹے کی ملکیت میں دے دیا جب امام علی رضا علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ان کا نام طاہرہ رکھا۔ ان کے کئی نام تھے۔ انہیں نجمہ ، اروی ، سکن ،(سکنی خ ، ل) ،سمان (سمانہ خ ، ل) اور تکتم کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

راوی کہتا ہے جب حضرت حمیدہ نے نجمہ کو خریداتو وہ اس وقت باکرہ تھیں۔

۴۔(بحذف اسناد) ہشام بن احمد کہتے ہیں کہ ایک دن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھے فرمایا

" تجھے علم ہے کہ اہل مغرب میں سے کوئی بردہ فروش یہاں آیا ہے "۔

میں نے کہا مجھے کوئی علم نہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا

" ہاں ہاں ،سرخ رنگ والا بردہ فروش آیا ہے اور اس کے پاس غلام اور کنیزیں موجود ہیں۔ تم میرے ساتھ چلو"۔

چنانچہ ہم بازارمیں گئے۔ تو وہاں سرخ رنگت والا ایک بردہ فروش آیا ہوا تھا۔

اور ان کے پاس کنیزیں موجود تھیں ۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ " ہمیں کنیزیں دکھاؤ "۔ اس نے نو کنیزیں دکھائیں ۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہر کنیز کو دیکھ کر فرماتے تھے کہ " ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے "۔ چنانچہ جب وہ نو کنیزیں دکھ چکا تو اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا " ان کے علاوہ اگر تیرے پاس کوئی اور کنیز ہو تو دکھاؤ "۔

بردہ فروش نے کہا ،ان کے علاوہ میرے پاس اور کچھ نہیں ہے ۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا " غلط کہتے ہو، تمہارے پاس اور کنیز موجود ہے ۔ وہ پیش کرو "۔

بردہ فروش نے کہا ۔ درست ہے میرے پاس ایک بیمار کنیز موجود ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا " تو پھر تو وہ کنیز کیوں نہیں دکھاتا ؟"

بردہ فروش نے اس وقت کنیز دکھانے سے انکار کردیا ۔

امام علیہ السلام واپس گھر تشریف لائے ۔ صبح ہوئی تو مجھے حکم دیا کہ تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اس کنیز کی کیا رقم لو گے ؟ اور وہ جتنی رقم بتائے تو تم وہ رقم دے کر کنیز کو میرے لیے خرید کر لے آؤ ۔

چنانچہ حسب فرمان میں اس بردہ فروش کے پاس گیا اور اس سے قیمت پوچھی تو اس نے امام موسیٰ کاظمؑ کی بتائی ہوئی رقم بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں اس سے کم قیمت لینے پر راضی نہیں ہوں ۔

میں نے کہا، درست ہے میں تجھے تیری مطلوبہ رقم دیتا ہوں ۔

اس نے رقم لے لی اور کنیز میرے حوالے کر کے مجھ سے پوچھا کل تیرے ساتھ کون تھا ؟

میں نے کہا وہ بنی ہاشم کا ایک فرد تھا ۔

بردہ فروش نے کہا ، وہ بنی ہاشم کی کس شاخ سے تعلق رکھتا ہے ؟

میں نے کہا اس کا تعلق نقبائے بنی ہاشم سے ہے ۔

بردہ فروش نے کہا اس کا مزید تعارف کراؤ ۔

میں نے کہا میں بس ان کے متعلق اتنا ہی جانتا ہوں ۔

بردہ فروش نے کہا میں اس کنیز کے متعلق تجھے ایک عجیب بات بتاؤں ۔ میں نے بلاد مغرب کے آخری حصہ سے اس کنیز کو خرید کیا ۔ راستے میں ایک اہل کتاب عورت سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے اسے دیکھ کر مجھ سے پوچھا :۔

یہ لڑکی تو نے کس لیے خریدی ہے ؟

میں نے کہا میں نے اسے اپنی بیوی بنانے کی غرض سے خریدا ہے ۔ میرا یہ جواب سن کر اہل کتاب عورت نے کہا۔ناممکن ہے کہ یہ لڑکی تجھ جیسے شخص کی بیوی بن سکے ۔ یہ لڑکی اس شخص کی بیوی بننے والی ہے جو روئے زمین کے تمام لوگوں سے بہتر ہے ۔ اورپھر چند دن بعد اس مولود کی ماں بنے گی جس کے سامنے اہل شرق و غرب اطاعت کیلیے سر تسلیم خم کریں گے ۔

(راوی کہتا ہے) میں اس کنیز کو لے کر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کچھ عرصہ بعد ان کے بطن سے امام علی رضا علیہ السلام پیدا ہوئے ۔

۵ ۔ یہ حدیث مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہؒ نے محمد بن ابی القاسم سے ، انہوں نے محمد بن علی کوفی سے محمد بن خالد سے ، انہوں نے ہشام بن احمد کی سند سے بیان کی ہے ۔

باب 3

امام علی رضا علیہ السلام کی ولادت باسعادت

۱۔ (بحذف اسناد) غیاث بن اسید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل مدینہ کی جماعت کو یہ کہتے ہوئے سنا :۔

امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کی ولادت باسعادت جمعرات کے دن بارہ ربیع الاول ۱۵۳ھ کو مدینہ میں ہوئی ۔آپ امام جعفر صادقؑ کی وفات کے پانچ برس بعد پیدا ہوئے ۔ اور آپ کی وفات طوس کے ایک گاؤں سنا باذ (1) میں ہوئی جو کہ نوقان کا نواحی گاؤں ہے ۔اور شہادت کے بعد آپ کو حمیدہ بن قحطبہ کے گھر میں اس قبہ میں دفن کیا گیا جہاں ہارون الرشید مدفون تھا۔آپ علیہ السلام ہارون کی سمت قبلہ میں مدفون ہوئے ۔آپ کی شہادت ماہ رمضان کی اکیس تاریخ بروز جمعہ ۲۰۳ھ کو ہوئی ۔آپؑ کی کل عمر انچاس برس چھ ماہ تھی ۔آپؑ نے اپنے والد علیہ السلام کے ساتھ انتیس برس دو ماہ بسر کیے ۔ اس کے بعد آپ کی امامت کا عرصہ بیس برس چار ماہ ہے ۔آپ انتیس برس دو ماہ کی عمر میں منصب امامت پر فائز ہوئے ۔آپ علیہ السلام کے زمانہ امامت میں درج ذیل حکمران حکومت کرتے تھے ۔

آپ علیہ السلام نے کچھ دن ہارون الرشید کی حکومت میں فرائض امامت سرانجام دیئے ۔ پھر تین برس پچیس دن زبیدہ کا فرزند محمد امین برسراقتدار رہا۔

بعدازاں امین کو معزول کر کے ابراھیم بن شکلہ چار ماہ تک اقتدار میں رہا ۔ بعدازاں امین کو زندان سے نکالا گیا پھر اس نے ایک سال چھ ماہ اور تیئس دن تک حکومت کی ۔ پھر مامون نے بیس برس تئیس دن تک حکومت کی ۔ اور مامون الرشید کے دور حکومت میں ہی آپ علیہ السلام کو ولی عہد نامزد کیا گیا اور ولی عہدی حضرت علیہ السلام

۱۔سنا باذ ،صوبہ خراسان کے ایک قریہ کا نام ہے ۔ جسے آجکل مشہد مقدس کہا جاتا ہے ۔

کی خواہش اور رضا کے بغیر عمل میں لائی گئی ۔

مامون نے ولی عہدی قبول کرنے کے لیے آپؑ کو مجبور کیا ۔ جب آپ نے ولی عہدی قبول کرنے سے انکار کیا تو اس نے آپؑ کو قتل کی دھمکیاں دیں ۔

چنانچہ نہایت ہی اضطرار کے عالم میں ولی عہدی قبول کرنی پڑی ۔ اور آپؑ نے ولی عہدی قبول کرتے وقت یہ دعا مانگی

" خدایا ! تو نے مجھے اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں پڑنے سے منع کیا ہے ۔ اور عبداللہ مامون نے مجھے ولی عہدی کے لیے مجبور کیا ہے ۔ اور مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے ولی عہدی کو قبول نہ کیا تو وہ قتل کر دے گا۔

خدایا ! جس طرح حضرت یوسف اور حضرت دانیالؑ کو مجبور کیا گیا تھا تو انہوں نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تھی ۔ (بعینہ اسی طرح سے مجھے بھی طاغوت زمانہ کی ولی عہدی قبول کرنی پڑ رہی ہے)

خدایا ! عہد تو بس تیرا ہی عہد ہے اور مجھ پر صرف تیری ہی حکومت ہے مجھے اپنا دین قائم کرنے اور اپنے نبی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو زندہ کرنے کی توفیق عنایت فرما ،توہی سرپرست اور مددگار ہے "۔

پھر آپؑ نے انتہائی رنج اور قلق کے ساتھ با چشم تر ولی عہدی قبول کی اور اس کے ساتھ یہ شرط عائد کی کہ " میں نہ کسی کو عہدہ پر مامور کروں گا ۔ اور نہ ہی کسی کو معزول کرونگا۔ اور نہ ہی کسی سابقہ رسم کو تبدیل کروں گا اور نہ ہی میں مشیر کے فرائض سرانجام دوں گا " ۔

مامون نے تمام خاص و عام سے آپؑ کی ولی عہدی کی بیعت لی ۔ اور جب امام عالی مقامؑ کے علم و فضل اور حسن تدبیر کی شہرت ہوئی تو مامون نے آپؑ پر حسد کیا اور غداری کرتے ہوئے آپؑ کو زہر سے شہید کر دیا اور یوں آپؑ رضوان پروردگار میں چلے گئے ۔

۲۔ (محذف اسناد) علی بن میثم نے اپنے والد سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے سنا ، انہوں نے کہا کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی والدہ نجمہ سے سنا۔

جب علی رضاؑ میرے شکم میں آئے تو مجھے حمل کا بوجھ تک محسوس نہ ہوا اور عالم خواب میں مجھے اپنے شکم سے تسبیح و تہلیل کی آوازیں سنائی دیتی تھیں ۔جس کی وجہ سے میں گھبرا جاتی تھی ۔اور گھبرا کر اٹھ بیٹھتی تھی ۔ پھر مجھے وہ آوازیں سنائی نہ دیتی تھیں ۔ اور جب میں نے اپنے فرزند کو جنم دیا تو پیدا ہوتے ہوئے انہوں نے زمین پراپنے دونوں پاؤں رکھے اورآسمان کی جانب سر اٹھایا اور ہوں میں جنبش پیدا ہوئی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ باتیں کررہے ہوں۔

اس وقت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا :۔

نجمہ ! تمہیں مبارک ہو ۔ پھر میں نے نومولود کو سفید پارچہ میں لپیٹ کر ان کے حوالہ کیا تو انہوں نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی ۔ اور آپ فرات سے نومولود کا تالو اٹھایا اور مجھے واپس کرتے ہوئے فرمایا :۔

”بچہ میرے ہاتھ سے لے لو یہ اللہ کی طرف سے زمین پر بقیۃاللہ ہے“

باب4

امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف سے آپؑ کی امامت پر نص

۱۔ (محذف اسناد) محمد بن اسماعیل بن فضل ہاشمی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپؑ شدید تکلیف میں مبتلا تھے۔

میں نے آپؑ سے کہا:۔

اگر خدا نخواستہ آپؑ کی وفات ہو جائے تو امر امامت کس کے پاس ہوگا ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"میرے فرزند علیؑ کے پاس ہوگا۔اس کی تحریر میری تحریر ہے اور وہی میرا وصی اور میرے بعد میرا جانشین ہے"۔

۲۔ (محذف اسناد) علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے آقا و مولا امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپؑ کے فرزند علی رضاؑ آپؑ کے پاس بیٹھے تھے۔

آپؑ نے فرمایا۔

"علیؑ! میرا یہ فرزند میری تمام اولاد کا سردار ہے اور میں نے اسے اپنی کنیت عطا کی ہے"۔

علی بن یقطین کہتے ہیں جب میں نے یہ حدیث ہشام بن سالم کو سنائی تو اس نے فرط افسوس سے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر مارتے ہوئے کہا۔

علیؑ! حضرت نے یہ کہہ کر در اصل تجھے اپنی موت کی خبر دی ہے۔

۳۔ (محذف اسناد) حسین بن نعیم صحاف کا بیان ہے کہ میں اور ہشام بن

الحکم اور علی بن یقطین بغداد میں تھے۔ علی بن یقطین نے بتایا کہ میں عبد صالح موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت آپؑ کے فرزند علی رضاؑ آپؑ کی خدمت میں آئے تو امام عالی مقامؑ نے مجھ سے فرمایا :۔

"علیؑ! یہ میری تمام اولاد کا سردار ہے اور میں نے اسے اپنی کنیت بخشی ہے"۔

یہ سن کر ہشام نے اپنی ہتھیلی اپنی پیشانی پر مارتے ہوئے کہا :۔

"علی بن یقطین! تجھ پہ افسوس! تو نے یہ کیسے کہہ دیا ؟"

علی بن یقطین نے کہا :۔

خدا کی قسم میں نے جیسا اُن سے سنا تھا ویسا ہی تیرے سامنے بیان کیا۔

ہشام نے کہا اس کا مقصد ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے تجھے دراصل اس بات کی خبر دی ہے کہ اُن کے بعد امرِ امامت علی رضاؑ کے پاس ہو گا

۴۔ (محذف اسناد) علی بن یقطین کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے خود اپنی طرف سے ابتدا کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میری اولاد میں سے بڑا فقیہ ہے اور میں نے اسے اپنی کنیت بخشی ہے اور یہ کہہ کر آپؑ نے اپنے ہاتھ سے امام رضاؑ کی طرف اشارہ کیا"۔

۵۔ (محذف اسناد) غنام بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے منصور بن یونس بن بزرگ نے بیان کیا کہ میں ایک دن امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا۔

"منصور! جانتے ہو آج میں نے کون سا کام سرانجام دیا ہے ؟"

میں نے کہا نہیں۔

آپؑ نے فرمایا :۔

"میں نے آج اپنے بیٹے علیؑ کو اپنا وصی مقرر کیا ہے" اور آپؑ نے

ہاتھ سے رضاؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا "میں نے اسے اپنی کنیت بخشی ہے ہے اور وہ میرے بعد میرا قائم مقام ہے ۔ لہذا تم اس کے پاس جاؤ اور اسے مبارک دو اور انہیں بتاؤ کہ میں نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے" ۔

چنانچہ حسب الحکم میں امام علی رضاؑ کے پاس گیا اور انہیں مبارک باد دی اورانہیں بتایا کہ مجھے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایسا کرنے کا حکم دیاہے ۔

غنام بن قاسم راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظمؑ کی وفات کے بعد منصور نے مذہب واقفیہ اختیار کرتے ہوئے امام علی رضاؑ کی امامت کا انکار کیا اور اس کے پاس جو مال خمس تھا میں نے اس پہ قبضہ کرلیا اور اس میں تصرف شروع کر دیا ۔

٦۔ (بحذف اسناد) داؤد بن کثیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن امام جعفر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ۔

خدا کرے میں آپ سے پہلے مرجاؤں اگر آپ کی وفات ہو جائے تو امامت کا وارث کون ہوگا ؟

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ۔

" میرے بعد میرا بیٹا موسیٰ امام ہو گا " ۔

راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات کے بعد میں نے چشم زدن کے لئے بھی امام موسیٰ علیہ السلام کی امامت میں شک نہیں کیا ۔

پھر میں تیس سال ٹھہرا اور امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے کہا :۔

اگر خدانخواستہ آپؑ کی وفات ہو جائے تو آپؑ کے بعد امام کون ہوگا ؟

امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا :۔

" میرا بیٹا علیؑ امام ہو گا"۔

راوی کہتا ہے چنانچہ امام موسیٰ کاظمؑ کی وفات ہوگئی مجھے امام علی رضاؑ کی امامت کے متعلق ذرہ برابر بھی شک نہیں ہوا۔

۷۔ (محذف اسناد) محمد بن سنان نے داود رقی سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو ابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی خدمت میں عرض کی آقا! میں بوڑھا ہو چکا ہوں آپ بتائیں آپ کے بعد امام کون ہوگا ؟

امام علیہ السلام نے ابوالحسن علی رضا علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا،

"میرے بعد یہ تمہارا امام ہوگا"۔

۸۔ (محذف اسناد) محمد بن سنان نے داود رقی سے روایت کی، انہوں نے کہا میں نے ابو ابراہیم موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں عرض کی:۔

میرا والد آپؑ پر قربان ہو! میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور اندیشہ ہے کہ میں مر جاؤں اور آپؑ سے ملاقات نہ کر سکوں، اس لئے آپؑ مجھے بتائیں کہ آپؑ کے بعد امام کون ہو گا ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

"میرا بیٹا علیؑ امام ہوگا"۔

۹۔ (محذف اسناد) یزید بن سلیط زیدی کہتے ہیں، ہماری ایک جماعت مکہ جا رہی تھی، راستے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے کہا۔

میرے والدین آپؑ پر نثار! آپؑ ائمہ طاہرینؑ ہیں لیکن موت سے کوئی فرد محفوظ نہیں ہے آپؑ مجھے بتائیں کہ میں آپؑ کے بعد کس کی طرف رجوع کروں

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

"یہ میرے بیٹے ہیں اور میرا یہ بیٹا اِن کا سردار ہے"۔ آپ نے امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

" اس میں علم و حکم اور فہم و سخاوت ہے اور یہ ہراس چیز کو جانتے ہیں جس میں لوگوں نے اپنے امر دین میں اختلاف کیا ہے اور اختلاف کی وجہ سے رہنمائی کے محتاج ہیں، اس میں حسن خلق اور حسنِ ہمسائیگی (حسن سخاوت خ۔ل) موجود ہے، اور یہ خدا کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، علاوہ ازیں اس میں ایک اور خوبی ہے جو کہ مذکورہ تمام خوبیوں سے بہتر ہے "۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا میرے والدین آپؑ پر نثار ہوں، آپ اس خوبی کی نشاندہی فرمائیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

" اللہ اس کی صلب سے اس امت کے غوث ومددگار کو پیدا کرے گا جو کہ مجسم علم و نور ہو گا اور صاحب فہم و حکمت ہو گا، وہ بہترین پیدا ہونے والا اور بہترین پرورش پانے والا ہو گا۔ اللہ اسی کے ذریعے سے خون ریزی کو بند کرے گا اور اسی کے ذریعہ سے باہمی اصلاح ہو گی اور منتشر امر اسی کے ذریعہ سے یکجا ہو گا، اور اسی کے ذریعہ سے ٹوٹے ہوئے جڑیں گے۔ اور برہنہ افراد کو لباس میسر ہو گا اور بھوکے سیراب ہوں گے اور خوف کے ماروں کو امن نصیب ہو گا اور اسی کی برکت سے بارانِ رحمت کا نزول ہو گا۔ بندوں میں اسی کا حکم جاری ہو گا۔ وہ بہترین سن رسیدہ اور بہترین پرورش پانے والا ہو گا۔

اس کا خاندان اس کی جوانی سے قبل اس کی بشارت دے گا۔ اس کا قول قولِ فیصل ہو گا، اس کی خاموشی علم ہو گی، لوگ جن باتوں میں اختلاف کرتے ہوں گے وہ لوگوں کے سامنے ان کی اصلیت کو بیان کرے گا "۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا تو کیا اس کے بعد موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اور بھی اولاد ہو گی؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :۔

''جی ہاں''

پھر امام نے کلام قطع کر دیا۔

یزید بن سلیط (راوی حدیث) بیان کرتا ہے کہ اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے ابوالحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی مجھے ویسی ہی خبر دیں جیسا کہ آپ کے والد علیہ السلام نے مجھے خبر دی تھی۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:۔

''میرے والد علیہ السلام کا زمانہ اور تھا اور میرا زمانہ کچھ اور ہے''

راوی حدیث یزید نے کہا:۔

آپ کی مظلومیت پر جو خوش ہو، اس پر خدا کی لعنت ہو۔

امام علیہ السلام یہ سن کر ہنس دیئے اور فرمایا۔

ابو عمارہ! سنو، جب میں گھر سے نکلا تو اپنی تمام اولاد کو وصیت کی اور اپنے بیٹے علی کو بھی بظاہر اس میں شریک کیا اور تنہائی میں اسے علیٰحدہ وصیت کی۔

میں نے جناب رسول خداؐ اور امیرالمومنین علیہما السلام کو خواب میں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک انگوٹھی اور تلوار اور عصا اور کتاب اور دستار تھی۔

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان چیزوں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا:۔

''دستار سے مراد خداوند تعالیٰ کی طرف سے حکومت ہے اور تلوار سے مراد عزتِ خداوندی ہے اور کتاب سے مراد اللہ کا نور ہے اور عصا سے مراد خدا کی قوت ہے اور انگوٹھی ان تمام امور کی جامع ہے''۔

پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

''امرِ امامت تیرے بعد تیرے فرزند علی کے پاس ہو گا''

پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا :۔

یزید ! میری یہ باتیں تیرے پاس امانت ہیں اور اس کی خبر کسی عاقل یا ایسے بندے کے کہ جس کے قلب کا اللہ ایمان کے لیئے امتحان لے چکا ہو ، یا کسی صادق کے علاوہ اور کسی کو نہ بتانا اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری نہ کرنا اور اگر تجھ سے کبھی اس کی گواہی طلب کی جائے تو اس کی گواہی ضرور دینا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۔ (النساء ۵۸)

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ"

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا :۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۔ (البقرہ ۱۴۰)

" اور اس سے بڑا ظالم کون ہو گا جس کے پاس خدا کی شہادت موجود ہو اور وہ پھر پردہ پوشی کرے "

میں نے کہا میں کبھی حق کی گواہی نہیں چھپاؤں گا ۔

اس کے بعد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ، پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے فرزند کے وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا :۔

" تیرا بیٹا علیؑ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ۔ اور اس کی تفہیم سے سنتا ہے اور حکمت خدا کے تحت گفتگو کرتا ہے ۔ وہ ہمیشہ راہ راست پہ چلتا ہے ۔ اور بھٹکنے والا نہیں ہے ۔اور وہ جانتا ہے اور جہل والا نہیں ہے ۔ وہ علم حکمت سے بھرا ہوا ہے ۔اور تو اپنے بیٹے کے ساتھ بہت کم ہی ٹھہر پائے گا ۔یہ چیز مقدر ہو چکی ہے ۔ لہذا جب تو اپنے سفر سے واپس لوٹے تو اپنے امر کی اصلاح کر اور اپنے ارادوں سے اپنے آپ کو جدا کر لے ۔ کیونکہ تو اس سے جدا ہونے والا اور ان کے غیر کی صحبت اختیار کرنے والا ہے ۔ تو اپنی تمام اولاد کو جمع کر اور ان سب پر خدا کو گواہ بنا کیونکہ بطور گواہ اللہ کافی ہے "۔

پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا :۔

"مجھے اس سال گرفتار کیا جائے گا ۔ اور میرا بیٹا جو کہ علی ابن ابی طالبؑ اور علی زین العابدینؑ کا ہم نام ہے جسے ان بزرگوں سے علم و فہم اور ان کی بصیرت و اخلاق حسنہ جیسی صفات میراث میں ملی ہیں (وہ میرا جانشین ہوگا) اور میرا بیٹا ہارون کی موت کے چار برس بعد کھل کر گفتگو کرے گا ۔ جب چار سال گزر جائیں تو جو چاہو اس سے پوچھ لینا ۔ انشاءاللہ تعالیٰ وہ تجھے تیری تمام باتوں کا جواب دے گا ۔

۱۰ ۔ (بحذف اسناد) عباس نجاشی الاسدی کا بیان ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا :۔

کیا آپ اس امر کے مالک ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

" جی ہاں خدا کی قسم میں تمام انس و جن کا صاحب الامر ہوں "۔

۱۱ ۔ (بحذف اسناد) سلیمان بن حفص المروزی کہتے ہیں کہ میں امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں چاہتا تھا کہ ان سے پوچھوں کہ ان کے بعد حجت خدا کون ہے ۔ جب ان کی مجھ پر نظر پڑی تو میرے کہنے کے بغیر انہوں نے کہا :۔

" سلیمان ! یقیناً علیؑ میرا بیٹا اور میرا وصی اور میرے بعد تمام انسانوں پر حجت خدا ہے ۔ اور وہ میری تمام اولاد سے افضل ہے ۔ لہذا اگر تو میرے بعد زندہ رہے تو میرے شیعوں اور میری ولایت کے ماننے والوں کو جو میرے جانشین کے متعلق دریافت کرنے والے ہوں انہیں اس کی خبر دینا"۔

۱۲ ۔(بحذف اسناد) علی بن عبداللہ ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ ہم قریباً ساٹھ افراد قبر رسول خداؐ کے پاس موجود تھے اور اس تعداد میں ہم تھے یا ہمارے غلام تھے ۔اسی اثنا میں ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہما السلام تشریف لائے اور ان کے

ہاتھ میں ان کے بیٹے علیؑ کا ہاتھ تھا، آپؑ نے ہم سے فرمایا :۔

" مجھے جانتے ہو کہ میں کون ہوں ؟"

ہم نے کہا :۔

جی ہاں آپؑ ہمارے سردار اور ہمارے بزرگ ہیں ۔

پھر آپؑ نے فرمایا :۔

" تم میرا نام ونسب بیان کرو "۔

ہم نے کہا :۔

" آپ موسیٰ بن جعفر بن محمدؑ ہیں "۔

آپؑ نے فرمایا :۔

" میرے ساتھ یہ کون ہیں ؟"

ہم نے کہا :۔

"یہ علی بن موسیٰ بن جعفر ہے "۔

آپؑ نے فرمایا :۔

" گواہ رہو ! میری زندگی میں یہ میرا وکیل ہے اور میری موت کے بعد یہ میرا وصی ہے "۔

۱۳۔ (حذف اسناد) عبداللہ بن مرحوم کہتے ہیں

میں بصرہ سے مدینہ کے ارادہ سے نکلا ۔ جب میں نے کچھ سفر طے کیا تو راستے میں حضرت ابو ابراہیم علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی ۔ اس وقت آپ کو بصرہ لے جایا جا رہا تھا ۔ آپؑ نے میری طرف پیغام بھیجا ۔ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے ایک خط میرے حوالہ کیا اور فرمایا میرا یہ خط مدینہ پہنچاؤ ۔

میں نے عرض کی کس کو یہ خط پہنچاؤں ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

"یہ خط میرے فرزند علیؑ کے حوالہ کرنا۔ وہی میرا وصی ہے اور میرے امور کا نگراں ہے۔اور وہی میری تمام اولاد میں سے افضل ہے"۔

۱۴۔ (حذف اسناد) عبداللہ بن حرث سے روایت ہے اس کی والدہ جعفر بن ابی طالب کی نسل میں سے تھیں وہ کہتے ہیں ،،ابو ابراہیم موسیٰ کاظمؑ نے ہمیں پیغام بھیجا۔ جب ہم جمع ہوئے تو انہوں نے فرمایا :۔

"جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے ؟"

ہم نے کہا نہیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا :۔

"گواہ رہو کہ میرا یہ فرزند علیؑ میرا وصی اور میرے امور کا نگراں اور میرے بعد میرا جانشین ہے۔جس نے بھی مجھے قرض دیا ہو وہ میرے بعد میرے اس فرزند سے وصول کرے اور جس سے میں نے کوئی وعدہ کیا ہو تو میرے اس فرزند سے وعدہ وفائی کا تقاضہ کرے۔ اور جس نے لازمی طور پر مجھ سے ملاقات کرنی ہو تو وہ میرے فرزند کے خط کے ذریعہ سے ملاقات کرے"۔

۱۵۔(حذف اسناد) محمد بن یزید ہاشمی نے کہا اب شیعہ علی بن موسیٰ کاظمؑ کو اپنا امام تسلیم کریں گے۔

راوی کہتا ہے میں نے پوچھا وہ کیوں؟

تو محمد بن یزید ہاشمی نے کہا کہ ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے اسے اپنا وصی مقرر کیا تھا۔

١٦۔ (حذف اسناد) علی بن حکم سے روایت ہے ، انہوں نے حیدر بن ایوب سے روایت کی ہے۔ حیدر بیان کرتا ہے کہ ہم مدینہ میں مقام قبا میں موجود تھے ، کچھ دیر بعد محمد بن زید بن علی ہمارے پاس آئے اور عام طور پر وہ اس وقت سے قبل آیا کرتے تھے :۔

ہم نے ان سے پوچھا:۔

اللہ ہمیں آپ پر نثار کرے آپ نے دیر کیوں کی ؟

انہوں نے کہا:۔

"آج ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر علیھما السلام نے اولاد علیؑ و بتولؑ میں سے سترہ افراد کو بلایا اور انہوں نے ہمیں بلا کر اپنے فرزند علی رضا علیہ السلام کی وصیت اور زندگی اور موت کے بعد ان کی وکالت کا ہمیں گواہ بنایا اور یہ کہ ان کے امر کو انہوں نے جاری کر دیا"۔

پھر محمد بن زید نے کہا:۔

" حیدر ! خدا کی قسم امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے آج سے انہیں امام مقرر کر دیا اور تمام شیعہ اُن کی امامت کا اعتقاد رکھیں گے"۔

یہ سن کر حیدر بن ایوب نے کہا:۔

نہیں ہم بقیۃ اللہ کی امامت کو تسلیم کریں گے ، اس کے سامنے علی رضاؑ کی امامت کیا چیز ہے۔

محمد بن زید نے کہا:۔

"جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے انہیں اپنا وصی مقرر کر دیا ہے تو انہوں نے انہیں امام متعین کیا ہے"۔

(راوی حدیث) علی بن حکم کہتے ہیں کہ حیدر مرتے دم تک شک میں مبتلا رہے تھے۔

۱۷۔(بحذف اسناد) عبدالرحمٰن بن حجاج روایت کرتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے فرزند علی کو اپنا وصی مقرر کیا اور انہیں ایک تحریر لکھ کر دی جس میں مدینہ کے ساٹھ معززین کی گواہی درج کی گئی تھی۔

۱۸۔ (بحذف اسناد)حسین بن بشیر کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

نے اپنے فرزند علی رضاؑ کا اعلان بعینہ اس طرح سے کیا جس طرح رسولِ خداؐ نے غدیرِ خم میں حضرت علیؑ کا اعلان کیا تھا، چنانچہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اہل مدینہ کے سامنے ارشاد فرمایا:۔

" اہل مدینہ ! (یا اہل مسجد) میرے بعد یہ میرا وصی ہے "

۱۹ ۔ (محذف اسناد) حسن بن علی خزاز کہتے ہیں کہ ہم مکہ جا رہے تھے اور ہمارے ساتھ علی بن ابی حمزہ بھی تھا اور اس کے پاس کچھ مال و متاع تھا۔

ہم نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے؟

اس نے کہا یہ عبد صالح علیہ السلام کا مال ہے ۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہ مال اُن کے فرزند علی رضا علیہ السلام کے پاس لے جاؤں کیونکہ انہوں نے انہیں اپنا وصی مقرر کیا ہے۔

مصنف کتاب عرض کرتا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات کے بعد علی بن ابی حمزہ نے امام علی رضا علیہ السلام کی امامت کا انکار کیا اور ان سے مال روک دیا تھا۔

۲۰ ۔ (محذف اسناد) سلمہ بن محرز کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ فرقہ عجلیہ (۱) کے ایک فرد نے مجھ سے کہا کہ تمہارا یہ شیخ کتنے برس زندہ رہے گا۔ تمہارا یہ شیخ بس ایک دو برس تک زندہ رہے گا پھر مر جائے گا، اس کے بعد تمہارا کوئی امام نہیں ہو گا۔

---

(۱) ۔فرقہ عجلیہ کی دو شاخیں ہیں ، ان کی پہلی شاخ کو مغیریہ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ مغیرہ بن سعید عجلی کے پیروکار ہیں ور اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا نظریہ یہ تھا "اللہ تعالیٰ ایک مرد کی سی شکل رکھتا ہے اور اس کے سر پر تاج ہے" ۔اور ان کا اعتقاد تھا کہ امام منتظر زکریا بن محمد بن علی بن حسین بن علی ہیں اور جبل حاجز میں زندہ سلامت ہیں ، اللہ نے انہیں ہماری آنکھوں سے غائب کر دیا ہے۔ اس فرقہ کی دوسری شاخ کو منصوریہ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ابو منصور عجلی کے پیروکار ہیں۔ابو منصور نے اپنی نسبت امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف کی تھی لیکن انہوں نے اس سے اظہار براءت کر دیا تھا اور اسے اپنی محفل سے دھتکار دیا تھا ، اس کے بعد اس نے خود اپنی امامت کا دعویٰ کیا تھا ، اور اس فرقہ کے افراد کا عقیدہ یہ تھا کہ امام محمد [illegible] علیہ السلام کے بعد امامت ابو منصور کو منتقل ہو گئی اور ابو منصور کو آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔

یہ سن کر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

''تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ موسیٰ بن جعفر الصادقؑ جوان ہو چکے ہیں اور ہم نے اس کے لیئے ایک کنیز بھی خریدی ہے جس سے فقیہ فرد انشاء اللہ پیدا ہو گا''۔

۲۱۔ (بحذف اسناد) اسماعیل بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ اسلام کا دستور تھا کہ وہ اپنے فرزند علیؑ کی بہت تعریف اوران کی فضیلت وسخاوت کا بہت زیادہ تذکرہ کیا کرتے تھے ۔جب کے دوسروں کا اس قدر ذکر نہیں کیا کرتے تھے ۔ گویا وہ ان کی امامت کی جانب اشارہ فرماتے تھے ۔

۲۲۔ (بحذف اسناد) جعفر بن خلف سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے ۔

'' وہ شخص خوش نصیب ہے جو موت سے پہلے اپنا جانشین دیکھ لے اور اللہ نے مجھے میرے بیٹے علی کی صورت میں اپنا جانشین دکھا دیا ہے ''۔

پھر آپؑ نے اپنے فرزند علی رضا علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا ۔

۲۳۔(بحذف اسناد) حسین بن مختار بیان کرتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے زندان سے ہمیں خطوط لکھے جن میں تحریر تھا

''میرے عہدہَ امامت کا حقدار میرا بڑا بیٹا ہے''۔

۲۴۔ (بحذف اسناد) حسین بن مختار کہتے ہیں جب امام موسیٰ کاظمؑ کا بصرہ سے گزرہوا تو ان کی طرف سے ہمیں خطوط موصول ہوئے جن میں تحریر تھا

''میرے عہد کا وارث میرا بڑا بیٹا ہے''۔

۲۵۔(بحذف اسناد) زیاد بن مروان القندی کہتے ہیں کہ میں ابوابراہیم موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت ان کے پاس ان کے فرزند علیؑ موجود تھے ۔آپؑ نے فرمایا:۔

'' زیاد ! اس کی تحریر میری تحریر ہے اس کا کلام میرا کلام ہے اس کا قصد

میرا قاصد ہے ۔اور اس کا فیصلہ حرف آخر ہے"۔

مصنفِ کتاب کہتا ہے زیاد بن مروان القندی نے امام موسیٰ کاظم علیہ اسلام کی زندگی میں اس حدیث کو روایت کیا تھا ۔ لیکن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات کے بعد وہ اس کا منکر ہو گیا تھااور اس کے پاس جتنا بھی مال امام تھا اس نے سب کا سب اپنے پاس رکھ لیا تھا ۔

۲٦ ۔(محذف اسناد) نصر بن قابوس کہتے ہیں کہ میں نے ابوابراہیم موسیٰ کاظم علیہ اسلام کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے آپ کے والد ماجد سے ان کے جا نشین کے متعلق پوچھا تھا توانھوں نے آپؑ کے متعلق فرمایا تھا ۔

ان کی وفات کے بعد کئی لوگ ادھر ادھر چلے گئے لیکن میں نے اور میرے ساتھیوں نے آپؑ کو امام تسلیم کیا ۔ اب آپؑ یہ بتائیں کہ آپؑ کا جانشین کون ہوگا؟

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا :۔

" میرا بیٹا علیؑ میرا جانشین ہو گا "

۲۷ ۔(محذف اسناد)نعیم بن قابوس(نصر بن قابوس خ۔ل) بیان کرتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا :۔

"علی میرا بڑا بیٹا ہے اور میری تمام اولاد کی بہ نسبت میرا زیدہ فرماں بردار ہے اور وہ میرے ساتھ کتاب جفر و جامعہ کا مطالعہ کرتا ہے اور جفر و جامعہ کا مطالعہ یا تو نبی کر سکتا ہے یا نبی کا وصی کر سکتا ہے ۔

۲۸ ۔(محذف اسناد) مفضل بن عمر روایت کرتے ہیں کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت علی رضا علیہ السلام ان کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے ۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام انہیں بوسے دے رہے تھے اور اپنی زبان انہیں چسا رہے تھے اور انہیں اپنے کندھوں پر بٹھاتے اور انہیں اپنے سینہ سے لگاتے تھے اور یہ فرماتے تھے :۔

"میرے ماں باپ تجھ پہ قربان ! تیرے بدن سے اٹھنے والی خوشبو کتنی عمدہ ہے اور تیری پیدائش کتنی پاک اور تیری فضیلت کتنی واضح ہے"۔

مفضل کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی :۔

میں آپ پر قربان جاؤں! میرے دل میں اس بچے کے لیے اتنی محبت پیدا ہو گئی ہے کہ اتنی محبت آپؑ کے علاوہ اور کسی کے لیے نہیں ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

"میرے اس بیٹے کا وہی مقام ہے جو میرے والد کے ہاں میرا مقام ہے یہ ذریت ایک دوسرے سے جاری رہے گی اور اللہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے"۔

میں نے کہا تو کیا آپؑ کے بعد امر امامت کے وارث یہی ہیں ؟

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا :۔

"جی ہاں! جس نے اس کی اطاعت کی اس نے ہدایت پائی اور جس نے اس کی نافرمانی کی، اس نے کفر کیا"۔

۲۹ ۔ (محذف اسناد) محمد بن سنان کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو گرفتار کر کے ابھی عراق نہیں لے جایا گیا تھا ، میں اس گرفتاری سے ایک سال پہلے ان کی خدمت میں حاضر ہوا ، اس وقت ان کے فرزند علیؑ ان کے پاس موجود تھے ، امام علیہ السلام نے مجھے دیکھ کر فرمایا :۔

" محمد ! "

میں نے لبیک کہا ۔

پھر آپؑ نے فرمایا :۔

" اس سال ایک واقعہ پیش آئے گا ،اس واقعہ کی وجہ سے خوف زدہ مت ہونا"۔

پھر انہوں نے سر جھکا کر ہاتھ سے زمین پر لکیریں کھینچیں اور بعد ازاں سر اُٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا ۔

وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِينَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۔ (ابراہیم۔۲۷)

"اور اللہ ظالموں کو گمراہی میں رہنے دیتا ہے اور جو چاہتا ہے سرانجام دیتا ہے"۔

میں نے کہا اس کا مقصد کیا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

"جس نے میرے اس فرزند کے حق میں ظلم کیا اور میرے بعد جس نے بھی اس کی امامت کا انکار کیا تو اس شخص نے گویا حضرت علی بن ابی طالبؑ پر ظلم کیا اور محمد مصطفیٰؐ کے بعد ان کی امامت کا انکار کیا"۔

حضرت کی یہ باتیں سن کر میں سمجھ گیا کہ آپؑ مجھے اپنی موت کی خبر دے رہے ہیں اور اپنے فرزند کی جانشینی کا اعلان کر رہے ہیں ۔

میں نے عرض کیا :۔

اگر خدا نے مجھے زندگی بخشی تو میں ان کا حق ادا کروں گا اور ان کی امامت کا اقرار کروں گا ، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ خلقِ خدا پر خدا کی حجت اور خدا کے دین کے داعی ہیں ۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا :۔

"اللہ تجھے طویل زندگی عطا کرے گا ، تو لوگوں کو اس کی اور اس کے بعد اس کے قائم مقام کی امامت کی دعوت دے گا"۔

میں نے عرض کی :۔

میں آپؑ پر نثار ! ان کا قائم مقام کون ہو گا ؟

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا :۔

"اس کا بیٹا محمد (تقیؑ) اس کا قائم مقام ہو گا"

میں نے کہا :۔

میں راضی ہوں اور سر تسلیم خم کرتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

" جی ہاں ! میں نے امیر المومنین علیہ السلام کی کتاب میں تیرے متعلق پڑھا ہے کہ تو ہمارے شیعوں میں وہی مقام رکھتا ہے جو کہ تاریک رات میں بجلی کی چمک کو حاصل ہوتا ہے ۔ "

پھر آپؑ نے فرمایا :۔

"محمد ! بے شک مفضل بھی میرا ہمدرد ہے اور مجھے راحت پہنچانے والا ہے لیکن تو اس سے زیادہ میرا ہمدرد اور مجھے راحت پہنچانے والا ہے ، دوزخ کا تجھے مس کرنا حرام ہے "۔

باب 5

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا وصیت نامہ

۱ ۔ (بحذف اسناد) ابراہیم بن عبداللہ جعفری نے اپنے خاندان کے متعدد افراد سے روایت کی ہے کہ ابو ابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے اپنا وصیت نامہ تحریر کیا جس میں اسحاق بن جعفر بن محمد اور ابراہیم بن محمد جعفری اور جعفر بن صالح اور معاویہ بن جعفریین اور یحییٰ بن حسین بن زید اور سعد بن عمران انصاری اور محمد بن حارث انصاری اور یزید بن سلیط انصاری اور محمد بن جعفر اسلمی کو گواہ قرار دیا اور اس میں حضرت نے یہ تحریر کرایا کہ :۔

''وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور قیامت ضرور قائم ہوگی، اور اس کے قائم ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اہل قبور کو اٹھائے گا ۔ اور موت کے بعد اٹھنا حق ہے اور حساب اور قصاص حق ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا حق ہے اور جو کچھ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لے آئے ہیں وہ حق ہے، حق ہے، حق ہے ۔اور جو کچھ روح الامین لائے ہیں وہ حق ہے، اسی عقیدہ پر میں زندہ رہوں گا اور اسی عقیدہ پر مروں گا اور اگر خدا نے چاہا تو قیامت کے دن اسی عقیدہ پر اٹھایا جاؤں گا ۔

میں تمام گواہوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اس وصیت نامہ کو میں نے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا ہے اور اس سے قبل میں نے اپنے دادا امیرالمومنینؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور علی بن الحسینؑ اور محمد باقرؑ اور جعفر صادقؑ کے وصیت ناموں کی نقول بھی اپنے ہاتھوں سے نقل کر چکا ہوں ۔

میں اس وصیت نامہ کے ذریعہ سے اپنے بیٹے علیؑ اور اس کے بعد اپنی دوسری

اولاد کو وصیت کرتا ہوں بشرطیکہ اگر علی رضا ان میں صلاحیت محسوس کریں اور اس وصیت میں انہیں شریک کرنا چاہیں تو درست اگر وہ ان سے نفرت کریں اور انہیں اس وصیت نامہ سے علیحدہ کرنا چاہیں تو بھی انہیں اس بات کا پورا پورا اختیار حاصل ہوگا اور اس صورت میں ان کا اس وصیت نامہ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا میں علی رضا کو اپنے صدقات اور اموال اور ان چھوٹے بچوں کا وصی مقرر کرتا ہوں جنہیں میں اپنے بعد چھوڑ کر جا رہا ہوں ، علاوہ ازیں میں انہیں ابراہیم ، عباس ،اسمٰعیل احمد اور احمد کی والدہ کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں اور میرے بعد میری ازواج کے معاملات کی باگ ڈور بھی علی رضا کے پاس ہو گی ۔ اس کے علاوہ کسی اور کو اس میں مداخلت کی اجازت نہ ہو گی ،اس کے علاوہ میرے والد اور میرے اہل بیتؑ کے صدقات کی تہائی کی وصیت بھی اسے کرتا ہوں وہ جہاں مناسب سمجھے اسے خرچ کرے ، وہ ان صدقات کو اپنا ذاتی مال متصور کر کے اگر پسند کریں تو میرے افراد خانہ کو دیں اور اگر پسند نہ کریں تو بھی انہیں اس کا اختیار حاصل ہے ، اور اگر وہ انہیں بیع ، ہبہ یا بخشش کرنا چاہیں یا میری وصیت سے ہٹ کر صدقہ کرنا چاہیں تو بھی انہیں اس کا پورا اختیار حاصل ہے ،اس سے مراد میری وہ وصیت ہے جو میں اپنے مال اور اہل وعیال کے متعلق کرچکا ہوں ۔

اگر وہ مذکورۃ الصدر افراد جن کے نام میں پہلے تحریر کرچکا ہوں انہیں شامل کریں تو بھی انہیں اجازت ہے اور اگر مذکورہ افراد کو وصیت سے نکال دیں تو بھی انہیں اس کی مکمل اجازت ہے ۔

میرے بیٹوں میں سے اگر کوئی بیٹا اپنی بہن کی شادی کرنا چاہے تو وہ علی رضا علیہ السلام کی اجازت اور امر سے کرے۔

اور اگر کوئی صاحب اقتدار علی رضا علیہ السلام کو میری وصیت پر عمل کرنے سے مانع ہو تو وہ مقتدر شخص خدا اور رسولؐ سے بری ہو گا اور خدا اور رسولؐ اس

سے بری ہوں گے اوراس پر اللہ اور جملہ لعنت کنندگان اور ملائکہ مقربین اور جملہ انبیاء و مرسلین اور جملہ اہل ایمان کی لعنت ہو گی ۔

کسی حکمران اور میری اولاد میں سے کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ علی رضا علیہ السلام کو میرے ترکہ وجاگیر میں تصرف سے روکے اور میری جائیداد کے کم و بیش ہونے کے متعلق جو کچھ علی رضاؑ کہیں اسے درست تصور کیا جائے ، جن افراد کو وصیت نامہ کے آغاز میں میں نے شامل کیا ، ان کے شامل کرنے سے ان کی عزت مطلوب تھی اور اس سے اپنی چھوٹی اولاد اور اولاد کی ماؤں کی تالیف قلب منظور تھی۔

میری چھوٹی اولاد اور ان کی ماؤں میں سے جو کوئی علی رضا علیہ السلام کی سرپرستی میں رہنا چاہے تو اسے وہی حقوق حاصل ہوں گے جو میری زندگی میں اسے حاصل تھے لیکن اس کے لئیے بھی علی رضا علیہ السلام کی رضامندی شرط ہوگی اور میری جو بیوی میرے بعد کسی اور سے نکاح کر لے تو اسے میرے وظائف میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا ،ہاں اگر علی رضا علیہ السلام چاہیں۔ تو ایسا کر سکتے ہیں اور میری بیٹیوں کے لیئے بھی یہی حکم ہے ، میری بیٹیوں کا نکاح ان کے بھائی یا کوئی حکمران کرنے کے مجاز نہیں ہوں گے اس کے لیئے علی رضاعلیہ السلام کی رائے اور مشورہ ضروری ہو گا ۔

اگر میری اولاد یا کوئی حکمران اپنی ذاتی صوابدید پر ان کا نکاح کریں تو وہ خدا اوراس کے رسولؐ کے مخالف متصور ہوں گے اور خدا اور اس کے رسولؐ سے جنگ کرنے والے سمجھے جائیں گے میری اولاد میں سے یہ حق صرف علی رضا علیہ السلام کو حاصل ہے وہ جس کا نکاح جس سے مناسب سمجھیں کردیں کیونکہ وہ اپنی قوم کے رشتوں سے بخوبی واقف ہیں انہیں نکاح کرنے یا نہ کرنے کا مکمل حق حاصل ہے اور اس وصیت نامہ کے مطابق میں اپنی بیٹیوں کو بھی وصیت کر چکا اور

ان پر خدا کو گواہ قرار دے چکا ہوں اور کسی کو میری وصیت کے ظاہر کرنے اور پھیلانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے ،جو کوئی برائی کرے تو اس کا وبال اس پر ہوگا اور جو کوئی بھلائی کرے تو اس کا فائدہ اسے حاصل ہوگا اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے اور میرے وصیت نامہ کے اس آخری حصہ کو جسے میں نے مہر لگا کر بند کردیا ہے ، کھولنے کی اجازت کسی حکمران کو نہیں ہے اورجو کوئی ایسا کرے اس پر خدا کا غضب اورلعنت نازل ہوگی اوراس لعنت میں فرشتے اور جملہ مومنین و مسلمین مددگار ہوں گے"۔

آخر میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنی مہر ثبت کی اور گواہوں نے دستخط کیئے۔

عبداللہ بن محمد جعفری بیان کرتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ اسلام کا بیٹا عباس اس وقت کے قاضی کے پاس گیا اور اس سے کہا :۔

وصیت نامہ کا آخری حصہ ہمارے لیئے ایک خزانہ اور جوہر کی حیثیت رکھتا ہے ۔ لیکن ہمارا بھائی علی رضا اس پر قابض ہے اور وہ اسے کھولنے پر راضی نہیں ہے جب کہ وصیت نامہ کے بالائی حصہ میں تو ہمارے والد نے ہمیں کچھ بھی نہیں دیا اور ہمیں علی رضا علیہ السلام کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے ۔

جیسے ہی عباس نے شکایت کی تو ابراہیم بن محمد جعفری نے اسے برا بھلا کہا اوراس کے چچا اسحاق بن جعفر نے اس پر حملہ کردیا اور دونوں کچھ دیر کے لیئے گتھم گتھا ہو گئے ۔

عباس نے قاضی سے کہا :۔

آپ اس مہر کو توڑیں اور وصیت نامہ کا زیریں حصہ پڑھیں۔

ابو عمران قاضی نے کہا :۔

میں اسے توڑنے کی جرات نہیں کروں گا کیونکہ آپ کے والد نے مہر توڑنے والوں پر لعنت کی ہے ۔

عباس نے کہا :۔

اگر آپ اسے توڑنے پر آمادہ نہیں ہیں تو میں اس مہر کو توڑتا ہوں ۔

قاضی نے کہا :۔

وہ تمہاری اپنی صوابدید پر منحصر ہے۔

چنانچہ عباس نے قاضی کے سامنے مہر کو توڑا تو وصیت نامہ کے زیریں حصہ سے باقی تمام اولاد کو خارج کر دیا گیا تھا اور تمام جائیدا دامام علی رضا علیہ السلام کے نام پر لکھی گئی تھی اور باقی اولاد کے متعلق مرقوم تھا کہ خواہ وہ پسند کریں یا نا پسند کریں انہیں علی رضا علیہ السلام کی سرپرستی قبول کرنا ہو گی ، چنانچہ اس وصیت نامہ کے کھلنے کے بعد ان کی حیثیت وہی رہ گئی جو کسی یتیم کی اس کے کفیل کے ہاں ہوتی ہے ،امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنی تمام اولاد کو حدود صدقہ سے خارج کر دیا تھا ۔

بھائی کا یہ ناشائستہ رویہ دیکھ کر امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

" بھائی ! میں جانتا ہوں کہ آپ کی اس جسارت کا سبب لوگوں کا وہ قرض ہے جو آپ کے ذمہ واجب الادا ہے ۔ "

پھر آپ نے سعد سے فرمایا :۔

"سعد! میرے ساتھ چلو اور مجھے بھائیوں کے قرض کی تفصیل فراہم کرو تا کہ میں ان کا قرض ادا کروں اور ان کی ضروریات بیان کرو تا کہ میں ان کی ضروریات کی کفالت کروں ، کیونکہ میں جب تک زندہ ہوں تم سے ہمیشہ نیکی اور بھلائی کا سلوک کرتا رہوں گا ، اس کے باوجود تم جو چاہو میرے متعلق کہتے پھرو"۔

عباس نے کہا :۔

آپ ہم پر احسان نہیں کر رہے ، آپ ہمیں ہماری ہی جائیداد کا قلیل ترین حصہ دے رہے ہیں جب کہ ہماری دیگر جائیداد بدستور آپ کے پاس موجود ہے ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

" تم جو چاہو کہتے پھرو ، یہ باتیں کرکے تم اپنی ہی عزت کو بٹہ لگا رہے ہو"

پھر آپ نے دعا مانگتے ہوئے کہا :۔

" خدایا ! ان کی اصلاح کر اور ان کے ذریعہ سے باقی لوگوں کی اصلاح کر اور ہم سے اور ان سے شیطان کو دور رکھ اور انہیں اپنی اطاعت کی قوت و طاقت عطا فرما ، میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کا خدا کارساز ہے ۔"

عباس نے کہا :۔

مجھے آپ کی دعاؤں کے ذریعہ سے عارف بننے کی کوئی ضرورت نہیں اور ہمارا آپ سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں ہے۔

اس کے بعد لوگ منتشر ہو کر چلے گئے ۔

۲۔ (بحذف اسناد) عبدالرحمٰن بن حجاج بیان کرتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے میرے والد کے ہاتھوں امیرالمومنین اور امام جعفر صادق علیہ السلام اور اپنا ذاتی وصیت نامہ روانہ کیا ، آپ کے وصیت نامہ کی عبارت یہ تھی ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"موسیٰ بن جعفرؑ اپنی فلاں زمین جو کہ فلاں فلاں مقام پر واقع ہے ، کو صدقہ کرتا ہے ، اور اس صدقہ میں اس زمین کی تمام کھجوریں، زمین اور غرضیکہ اس کی تمام تر پیداوار خواہ وہ بلندی میں پیدا ہو یا پستی میں ، عرض میں ہو یا طول میں ہو، سیلاب کی گزرگاہ میں ہو یا آباد مقام میں ہو ، میں اس زمین کے جملہ حقوق اپنی نسل کے تمام مردوں اور عورتوں کے لیے وقف کرتا ہوں چنانچہ وہاں کے حاکم کو چاہیے کہ زمین کی پیداواری اخراجات کے بعد تیس کھجوروں کا پھل اس قریہ کے مساکین میں تقسیم کر کے اور باقی پیداوار موسیٰ بن جعفرؑ کی نسل کے مردوں اور عورتوں میں تقسیم کرے ، اور تقسیم کرتے وقت اس بات کا خیال رکھے کہ مرد کو دو حصے اور عورت

کو ایک حصہ دیا جائے ۔اور اگر موسی بن جعفرؑ کی اولاد میں سے کوئی عورت شادی کر لے تو پھر اسے اس میں سے کوئی حصہ نہ دیا جائے، اور اگر وہی عورت شوہر کی موت کے بعد واپس آجائے تو پھر اسے موسیٰ بن جعفرؑ کی دوسری بیٹیوں کے برابر حصہ دیا جائے ، اور اگر موسیٰ بن جعفرؑ کی اولاد میں سے کوئی فوت ہوجائے تو اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے کو اس کے باپ کا حصہ دیا جائے، مرد کو دو تہائی اور عورت کو ایک تہائی دی جائے گی ، جیساکہ موسیٰ بن جعفرؑ نے اپنی صلبی اولاد کے لیے شرط عائد کی ہے، اسی شرط کے تحت اسے حصہ دیا جائے گا ، اور اگر موسی بن جعفرؑ کا کوئی بیٹا بے اولاد ہوکر فوت ہوجائے تو اس کا حصہ دیگر حصہ داروں کو دیا جائے گا، اور میری بیٹیوں کی اولاد اس وقف میں شامل نہ ہوگی ، اور جب تک میری اولاد یا اولاد کی اولاد باقی ہے اس میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جائے ، اگر میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد دنیا میں ناپید ہوجائے تو یہ وقف میرے سگے بھائیوں کی اولاد کے لیے ہوگا ، اور اگر میرے سگے بھائیوں کی نسل معدوم ہو جائے تو یہ وقف میرے والد کی دوسری اولاد کے لیے ہو گا ، اور اگر میرے باپ کی تمام نسل معدوم ہوجائے تو جو حق میراث میں زیادہ حقدار ہوں وہ اس وقف کے حقدار قرار پائیں گے ، یہاں تک کہ اللہ خود اس کا وارث ہو اور وہ بہترین وارث ہے ، موسیٰ بن جعفرؑ نے ایسا وقف کیا جس میں کسی طرح کا استثناء نہیں ہے اور وہ اس وقف کے ذریعہ سے خدا کی رضا اور یوم آخرت کی فلاح کا خواہش مند ہے ، لہذا خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے کسی مومن کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اس کی خرید و فروخت کرے یا کسی کو ھبہ کرے یا کسی کو اس کے حقوق عطا کرے یا میری مقرر کردہ شرائط میں کسی قسم کی تبدیلی کرے ،یہاں تک خود اللہ زمین اور اس پر رہنے والے افراد کا وارث بنے اور میں اس کا متولی علی رضا علیہ السلام اور ابراہیم کو مقرر کرتا ہوں اور اگر ان میں سے ایک دنیا سے رخصت ہو جائے تو

میرا بیٹا قاسم اس کا قائم مقام ہو گا ، اور اگر ان دو میں سے ایک دنیا سے چلا جائے تو دوسرے کے ساتھ اسماعیل اس وقف کا متولی قرار پائے گا اور اگر ان دو میں سے ایک وفات پا جائے تو باقی رہنے والے کے ساتھ عباس اس وقف کا نگران قرار پائے گا اور اگر ان میں سے کوئی دنیا سے رخصت ہو جائے تو اس کی جگہ وہ لے گا جو میری اولاد میں سے بڑا ہو گا اور اگر میرا صرف ایک بیٹا رہ جائے تو وہی اکیلا ہی متولی ہو گا"۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے والد علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل کو عباس پر مقدم کیا جب کہ عمر کے لحاظ سے عباس بڑا تھا۔

۳۔ (محذوف اسناد) عبدالرحمٰن بن حجاج روایت کرتے ہیں کہ جس سال امام موسیٰ کاظم علیہ السلام گرفتار ہوئے تھے ان کی گرفتاری کے پچاس دن بعد گیارہ ذی الحجہ کو امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیٹے اسحاق اور علی مکہ میں عبدالرحمٰن کے پاس گئے اور ان کے پاس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ہاتھوں سے لکھا ہوا ایک خط تھا جس میں انہوں نے اپنی چند حاجات کا تذکرہ کیا تھا ، چنانچہ دونوں نے وہ خط عبدالرحمن بن اسلم کے سپرد کیا اور کہا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ان امور کا حکم دیا ہے اور اگر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات ہو جائے تو یہ چیزیں ان کے فرزند علی رضا علیہ السلام کے سپرد کر دینا کیونکہ وہ ان کے قائم مقام ہیں اور ان کے امور کے نگران ہیں اور دونوں کی اس گواہی کی مزید تصدیق کے لیے حسین بن احمد (علی خ ل) المنقری اور اسماعیل بن عمرو اور حسان بن معاویہ اور حسین بن محمد صاحب الختم نے بھی گواہی دی ۔

مذکورۃ الصدر چار افراد میں سے دو نے گواہی دیتے ہوئے کہا کہ " علی رضا علیہ السلام اپنے والد کے وصی اور ان کے خلیفہ ہیں جبکہ دوسرے دو نے کہا کہ علی رضاؑ اپنے والد کے خلیفہ اور ان کے وکیل ہیں"۔

چنانچہ اس وقت کے قاضی حفص بن غیاث نے ان کی گواہی کو قبول کیا۔

۴۔ (محذف اسناد) بکر بن صالح کہتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ابراہیم بن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھ کہ اپنے والد کے متعلق کیا کہتے ہو ؟

اس نے کہا :۔

"وہ زندہ ہیں"۔

میں نے پھر ان سے پوچھا :۔

تم اپنے بھائی علی رضا علیہ السلام کے متعلق کیا جانتے ہو ؟

اس نے کہا :۔

"وہ ثقہ اور صدوق ہیں"۔

پھر میں نے کہا :۔

تمہارے وہ ثقہ اور صدوق بھائی تو کہتے ہیں کہ آپ کے والد وفات پا چکے ہیں !

یہ سن کر ابراہیم نے کہا "وہ اپنی بات کا مفہوم خود ہی بہتر جانتے ہیں"۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے یہ سوال کئی مرتبہ ان کے سامنے دہرایا وہ ہر بار یہی جواب دہراتے رہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس سے پوچھا :۔

آپ کے والد نے کسی کو اپنا وصی بھی بنایا تھا ؟

ابراہیم نے کہا :۔

"ہاں ! انہوں نے ہم میں سے پانچ افراد کو اپنا وصی مقرر کیا تھا اور علی رضا علیہ السلام کو ہم سب پر مقدم رکھا تھا"۔

باب 6

دوازدہ ائمہ کے ضمن میں آپؑ کی امامت پر نص

ا۔(بحذف اسناد) صدقہ بن ابی موسیٰ نے ابی نضرہ (ابی نصرہ خ ل) سے روایت کی ، ان کا بیان ہے جب ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی وفات ہونے لگی تو انہوں نے عہد امامت حوالہ کرنے کے لیئے اپنے بیٹے صادق علیہ السلام کو بلایا تو ان کے بھائی حضرت زید بن علی نے ان سے کہا :۔

اگر آپ امام حسن و امام حسین علیھما السلام کی مثال کو اپنے پیش نظر رکھ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی کوئی غلطی متصور نہ ہو گی۔

(مقصد یہ تھا کہ جس طرح سے امام حسن علیہ السلام نے اپنے بھائی حسین علیہ السلام کی امامت پر نص کی تھی آپ بھی اسی طرح سے میری امامت پر نص فرما دیں تو بہتر ہے)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا :۔

" ابوالحسن! امانتوں کا تعلق مثالوں سے نہیں ہوتا اور عہد کا واسطہ رسوم سے نہیں ہوتا ، یہ وہ صلاحیت ہے جو کہ براہ راست خداوند عالم کی جانب سے جاری ہوچکی ہیں "۔

پھر انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ کو بلا کر فرمایا :۔

جابرؓ ! جو کچھ آپ نے صحیفہ میں مشاہدہ کیا ہے ،وہ ہمیں بتائیں ۔

جابرؓ نے کہا :۔

جی ہاں! ابو جعفر ،میں امام حسین علیہ السلام کی پیدائش کی مبارک باد دینے کے لیئے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ،میں نے دیکھا کہ سیدہ کے ہاتھوں میں ایک صحیفہ ہے جو کہ موتیوں سے بھی زیادہ شفاف ہے ۔

میں نے ان کی خدمت میں عرض کی :۔

سیدۃالنساء یہ کیسا صحیفہ ہے جسے میں آپ کے ہاتھوں میں دیکھ رہا ہوں ؟

حضرت سیدہؑ نے فرمایا :۔

اس میں میری نسل میں ہونے والے ائمہ کے نام درج ہیں ۔

میں نے درخواست کی کہ یہ صحیفہ مجھے دیں تاکہ میں اسے دیکھ سکوں ۔

حضرت سیدہؑ نے فرمایا :۔

اگر منع نہ ہوتا تو میں ضرور ایسا کرتی ، لیکن اللہ کی طرف سے نبی ، وصی نبی اور اہل بیتؑ نبی کے علاوہ دوسروں کے ہاتھوں میں اسے دینا ممنوع قرار دیا گیا ہے البتہ تم اسے میرے ہاتھوں سے دیکھ لو ۔

جابرؓ کہتے ہیں :۔

جب میں نے صحیفہ میں نگاہ کی تو اس میں لکھا تھا :۔

ابوالقاسم محمد مصطفیٰ بن عبداللہ فرزند آمنہ ۔

ابوالحسن علی بن ابی طالب فرزند فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف، ابو محمد حسن البرّ بن علی۔

ابوعبداللہ حسین تقی فرزند فاطمہ بنت محمد ۔

ابو محمد علی العدل بن حسین، فرزند شہربانو بنت یزدگرد، ابو جعفر محمد باقر بن علی فرزند ام عبداللہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب ۔

ابو عبداللہ جعفر صادق بن محمد فرزند ام فروہ بنت قاسم بن محمد ابی بکر۔

ابو ابراہیم موسیٰ بن جعفرؑ ،اس کی ماں کنیز ہوگی جس کا نام حمیدۃ المصفاۃ ہوگا ۔

ابوالحسن علی رضا بن موسیٰ، اس کی ماں کنیز ہوگی جس کا نام نجمہ ہوگا۔

ابو جعفر محمد زکی بن علی رضا اس کی ماں کا نام خیزران ہوگا ، ابوالحسن علی امین بن محمد ،اس کی ماں کنیز ہوگی ،اس کا نام سوسن ہوگا۔

ابو محمد حسن رفیق بن علی، اس کی ماں کنیز ہو گی جس کا نام سمانہ ہوگا اور کنیت ام الحسن ہوگی ،ابو القاسم محمد بن حسن وہ حجتہ اللہ اور قائم ہو گا ، اس کی ماں کنیز ہو گی جس کا نام نرجس ہو گا صلوات اللہ علیھم اجمعین ۔

مصنف کتاب ھذا کہتا ہے کہ اس حدیث میں حضرت قائم کا اصلی نام بیان کیا گیا ہے اور میرا نظریہ یہ ہے کہ حضرت کا نام لینا ممنوع ہے ۔

آسمانی لوح

۲۔ (بحذف اسناد) ابو بصیر راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :۔

میرے والد علیہ السلام جابر بن عبداللہ انصاریؓ کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا ،مجھے آپ سے ایک کام ہے جب لوگ اٹھ کر چلے جائیں تو میں آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔

جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے عرض کی آپ جس وقت پسند کریں میں آپ سے ملاقات کو تیار ہوں چنانچہ میرے والد علیہ السلام ان سے تخلیہ میں ملے اور فرمایا :۔

جابرؓ !میں آپ سے اس لوح کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں جو آپ نے میری والدہ حضرت سیدۃالنساء کے پاس دیکھی تھی اور میری والدہ ماجدہ نے آپ کو اس کے متعلق کیا بتایا تھا ؟

جابرؓ نے عرض کی :۔

میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں امام حسین علیہ السلام کی ولادت کی مبارک بادی دینے کے لیئے آپ کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا ، میں نے ان کے ہاتھ میں ایک سبز رنگ کی تختی دیکھی جس کے متعلق میں نے تصور کیا تھا کہ وہ زبرجد کی تختی ہے اور اس تختی میں عبارت لکھی گئی تھی جو کہ سورج کی روشنی سے بھی زیادہ شفاف اور سفید تھی ۔

میں نے ان سے عرض کی :۔

بنت رسولؐ ! میرے ماں باپ آپ پر نثار ، یہ تختی کیسی ہے ؟

حضرت سیدہ سلام اللہ علیھا نے فرمایا :۔

" اس تختی کو اللہ نے اپنے رسولؐ کے پاس بطور ہدیہ بھیجا ہے اور اس میں میرے والد اور میرے شوہر اور میرے بیٹوں اور میرے بیٹے کی نسل سے پیدا ہونے والے اوصیاء کے نام ہیں، میرے والد نے مجھے خوش کرنے کے لیئے یہ تختی مجھے عطا کی ہے ۔ "

جابرؓ کہتے ہیں :۔

"میں نے اس تختی کو پڑھا اور اسے نقل کیا"۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا :۔

"تو کیا تم اپنا نقل کردہ نسخہ مجھے دکھا سکتے ہو؟"

جابرؓ نے کہا :۔

" جی ہاں"۔

پھر جابرؓ اور امام محمد باقر علیہ السلام دونوں مسجد نبوی سے چل کر جابرؓ کے گھر آئے اور جابرؓ نے باریک چمڑے پر لکھی ہوئی کتاب لاکر پیش کی اور کہا کہ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ سیدہؑ کے ہاتھ میں جو لوح تھی ، یہ اس کی درست اور مکمل نقل ہے اور لوح کی عبارت یہ تھی ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

یہ تحریر خداوند غالب و حکیم کی طرف سے اس کے نور ، اس کے سفیر ، اس کے حجاب اور اس کے بنائے ہوئے رہنما محمد مصطفیٰؐ کی طرف ہے جس کے پاس رب العالمین کی طرف سے روح الامین نازل ہوا ۔

محمدؐ ! میرے اسماء کی تعظیم کرو اور میری نعمات کا شکر بجالاؤ اور میری نعمت کا انکار

مت کرو ،یقیناً میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے ،میں جباروں کی گردن توڑنے والا اور ظالموں کو رسوا کرنے والا اور فیصلہ کرنے والا ہوں ، یقیناً میں اللہ ہوں ، میرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے ،جس نے بھی میرے فضل کے علاوہ کسی اور سے امید وابستہ کی اور جو میرے عذاب کے علاوہ کسی اور سے ڈرا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا جو عالمین میں سے کسی کو نہیں دوں گا پس تو میری ہی عبادت کر اور مجھ پر ہی بھروسہ کر ۔

میں نے جس نبی کو بھی بھیجا اور جب اس کے ایام مکمل ہوئے اور اس کی مدت پوری ہوئی تو میں نے اس کے لیئے وصی مقرر کیا اور میں نے تجھے جملہ انبیاء پر فضیلت دی ہے اور تیرے وصی کو جملہ اوصیاء پر فضیلت دی ہے۔

اور اس کے بعد میں نے تیرے دوشیر بچوں کے ذریعہ سے عزت عطاکی ہے اور تیرے نواسے حسن و حسین کو میں نے ذریعہ افتخار بنایا ہے ، میں نے حسن کو اس کے والد کی زندگی کے بعد اپنے علم کا معدن قرار دیا ہے۔

اور میں نے حسین کو اپنی وحی کا خزینہ دار بنایا ہے اور شہادت کے ذریعہ سے میں نے اسے عزت بخشی ہے اور میں نے اس کا انجام سعادت پر کیا ہے،وہ تمام شہداء سے افضل ہیں اور میرے ہاں تمام شہداء کی بہ نسبت ان کا درجہ بلند تر ہے اور میں نے اپنا کلمہ نامہ (امامت) کو اس کے ساتھ رکھا اور میں ے اپنی حجت بالغہ اس کے پاس رکھی اور اس کی عشرت کے ذریعہ سے ثواب اور عذاب دوں گا۔

اور اس کی عشرت میں سے پہلا علی سید العابدین ہوگا اور میرے سابقہ اولیاء زینت ہوگا۔

اور اس کا بیٹا اپنے قابل تعریف نانا کی شبیہ ہوگا۔ یعنی محمدؑ میرے علم کو شگافتہ کرنے والا اور میری حکمت کا معدن ہوگا۔

اور جعفر کے متعلق شک کرنے والے عنقریب ہلاک ہوجائیں گے اس کی بات کو رد کرنے والا میری بات کو رد کرنے والے کی طرح سے ہوگا ۔ میری طرف سے بت

پوری ہو چکی ہے کہ میں جعفر کے مقام کو عزت عطا کروں گا اور اس کے پیروکاروں اور اس کے مددگاروں اور اس کے دوستوں کے ذریعہ سے میں اسے خوش کروں گا۔

اس کے بعد میں نے موسیٰ کو منتخب کیا اور اس کے بعد میں نے تاریکیاں مقدر کر دی ہیں کیونکہ میرے فرض کا دھاگہ ٹوٹ نہیں سکتا اور میری حجت مخفی نہیں رہ سکتی اور میرے اولیاء شقی نہیں بن سکتے ۔

آگاہ رہو! جس نے بھی ان میں سے کسی ایک کا انکار کیا تو اس نے میری نعمت کا انکار کیا اور جس نے میری کتاب کی کسی ایک آیت کو تبدیل کیا تو اس نے مجھ پر افتراء کیا ۔

میرے بندے اور میرے حبیب اور افضل ترین فرد موسیٰؑ کی وفات کے وقت افتراء کرنے والوں اور جھٹلانے والوں کے لیئے ہلاکت ہے ۔

اور آٹھویں کی تکذیب کرنے والا میرے تمام اولیاء کا مکذب ہے ورعلی میرا ولی اور میرا ناصر ہے میں اس پر نبوت کا بوجھ رکھوں گا اور اسے قوت عطا کروں گا ایک متکبر دیو اسے قتل کرے گا اور وہ ایک نیک بندے (ذوالقرنینؑ) کے بنائے ہوئے شہر میں میری بدترین مخلوق کے پہلو میں دفن کیا جائے گا ۔

میری طرف سے یہ بات ہو چکی ہے میں اس کی آنکھوں کو اس کے فرزند اور اس کے جانشین محمد (تقیؑ) کے ذریعہ سے ٹھنڈا کروں گا وہ میرے علم کا وارث اور میری حکمت کا معدن اور میرے راز کا مقام اور میری مخلوق پر میری حجت ہوگا ،اور جو مؤمن اس پر ایمان لائے گا تو میں جنت کو اس کا ٹھکانہ بناؤں گا اور ایسے مؤمن کو میں اس کے خاندان کے ایسے ستر افراد کے لیئے حق شفاعت عطا کروں گا جو دوزخ کے حق دار بن چکے ہوں گے۔

اور میں اس کو علی (نقیؑ) عطا کر کے اس کی سعادت پر مہر ثبت کروں گا ور علیؑ میرا ولی ، میرا مددگار اور میری مخلوق پر شاہد اور میری وحی کا امین ہوگا۔

اور میں اس سے اپنے راستے کے داعی اور اپنے علم کے خزینہ دار حسن (عسکری) کو برآمد کروں گا۔

پھر اس کی تکمیل اس کے فرزند (حضرت حجت عج) کے ذریعہ سے کروں گا جو کہ تمام جہانوں کے لیئے رحمت ہوگا ، اس میں موسیٰؑ کا کمال، عیسیٰؑ کی خوبیاں اور ایوبؑ کا صبر ہوگا ۔

اس کے زمانہ امامت (غیبت) میں میرے دوست ذلیل کیئے جائیں گے اور دشمنان دین ان کے سر کاٹ کر ایک دوسرے کو بطور ہدیہ بھیجیں گے جیسا کہ ترک و دیلم کے سروں کا ہدیہ بھیجا جاتا ہے ،وہ قتل کیئے جائیں گے اور جلائے جائیں گے ،وہ خوف زدہ ہوں گے ، زمین ان کے خون سے رنگین کی جائے گی اور ان کی خواتین کے رونے اور مرثیہ خوانی کی آوازیں بلند ہوں گی ایسے ہی لوگ میرے صحیح دوست ہوں گے اور انہی کے واسطہ سے میں ہر تاریکی دور کروں گا اور انہی کے ذریعہ سے میں زلزلوں کو روکوں گا اور انہی کے دم قدم سے میں انسانیت پر پڑے ہوئے بوجھ اور زنجیروں کو دور کرونگا ان پر ان کے رب کا درود و رحمت ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

عبدالرحمٰن بن سالم کہتے ہیں کہ ابو بصیر نے کہا تھا :۔

اگر پوری زندگی میں تجھے سننے کے لیئے صرف یہی ایک حدیث نصیب ہو تو بھی تیرے لیئے کافی ہے ،اس حدیث کو نااہل افراد سے محفوظ رکھنا ۔

۳۔(بحذف اسناد) اسحاق بن عمار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا :۔

''اسحاق ! کیا میں تجھے خوشخبری نہ سناؤں ؟''

میں نے کہا :۔

''فرزند رسولؐ ! اللہ مجھے آپ پر نثار کرے ،ضرور سنائیں'' ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

ہم نے ایک صحیفہ پایا ہے جسے رسولؐ خدا نے املا کرایا اور امیر المومنینؑ نے اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا اور اسی میں لکھا ہے :۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

یہ غالب و علیم خدا کی تحریر ہے ۔

پھر راوی نے حرف بحرف سابقہ حدیث کی تحریر بیان کی لیکن حدیث کے آخر میں راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :۔

''اسحاق ! یہ ملائکہ اورانبیاء کا دین ہے ، اس حدیث کو نااہل افراد سے محفوظ رکھنا ، اللہ تجھے محفوظ رکھے گا اور تیرے معاملات کی اصلاح کرے گا''۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

''جو اس تحریر پر ایمان رکھے گا وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائے گا''۔

۴۔(بحذف اسناد) سید عبد العظیم حسنی نے علی بن حسن بن زید بن حسن بن علی سے اور اس نے عبداللہ بن محمد بن جعفر بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں ۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اکٹھا کیا اور ان میں حضرت زید بن علی زین العابدینؑ بھی موجود تھے ، آپ نے ان سب کے سامنے ایک تحریر پیش کی جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھایا اور امیر المومنین نے جسے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا تھا ،اس میں لکھا تھا ۔

''یہ غالب و حکیم خدا کی تحریر ہے اور اس میں سابقہ حدیث لوح موجود تھی''۔

سید عبد العظیم فرمایا کرتے تھے ''مجھے محمد بن جعفر کے خروج پر تعجب ہے کیونکہ وہ یہ حدیث نہ صرف سن چکا تھا بلکہ خود بیان بھی کر چکا تھا''۔

پھر سید عبد العظیم فرمایا کرتے تھے :۔

''یہ اللہ کا راز ہے اور یہی اللہ اور ملائکہ کا دین ہے اسے نااہل افراد سے محفوظ رکھنا''۔

۵ ۔(محذف اسناد) امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے :۔

میں حضرت فاطمہ زہرا بنت پیغمبر اسلام سلام اللہ علیھا کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت حضرت سیدہ کے سامنے ایک تختی رکھی تھی جس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی اور اس میں بارہ نام لکھے تھے تین نام باہر والے حصہ پر درج تھے اور تین نام اندرونی حصہ پر درج تھے اور تین نام اس کے آخر اور تین نام اس کے اطراف میں لکھے تھے جب میں نے ان ناموں کی گنتی کی تو پورے بارہ نام تھے ، میں نے پوچھا :۔

یہ کن لوگوں کی نام ہیں ؟

حضرت سیدہؑ نے فرمایا :۔

''یہ اوصیاء کے نام ہیں ان میں پہلا میرا چچازاد اور گیارہ میری نسل سے تعلق رکھتے ہیں آخری قائم ہے'' ۔

جابرؓ کہتے ہیں ''اس لوح میں لفظ محمد تین مقامات پر اور لفظ علی چار مقامات پر تحریر تھا''۔

٦ ۔(محذف اسناد) امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کی انہوں نے کہا :۔

''میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا کی خدمت میں حاضر ہوا ،ان کے سامنے ایک لوح رکھی تھی جس میں اولیاء کے نام لکھے تھے جب میں نے نام گنے تو ان کی تعداد بارہ تھی ان میں سے آخری قائم ہے ان میں تین محمدؐ اور چار علیؑ ہیں''۔

۷ ۔(محذف اسناد) امام محمد باقر علیہ السلام نے جابرؓ بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کی کہ '' میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا کی خدمت میں حاضر ہوا ،اس وقت ان کے سامنے ایک لوح رکھی تھی جس میں اوصیاء کے نام مرقوم تھے ، میں نے گنا تو ان کی تعداد بارہ تھی ،ان میں سے آخری قائم تھا اور ان میں تین محمدؐ اور چار علیؑ تھے۔ رسولؐ کے بعد ان کے بارہ جانشین ہوں گے ''۔

رسولؐ کے بعد ان کے بارہ جانشین ہوں گے

۸۔(محذف اسناد) ابان بن ابی عیاش نے سلیم بن قیس الہلالی سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے امام حسن و امام حسین علیہما السلام اور عبداللہ بن عباس و عمر بن ابی سلمہ اور اسامہ بن زید کی موجودگی میں معاویہ بن ابی سفیان سے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا انہوں نے فرمایا :۔

"میں مومنین کی جان کا حاکم ہوں اور ان کی جانوں سے بھی زیادہ ان پر حق تصرف رکھتا ہوں پھر میرے بھائی علیؑ ان پر حق تصرف رکھتے ہیں اور جب وہ شہید ہو جائیں تو میرا بیٹا حسنؑ مومنین کی جانوں پر متصرف ہوگا ، پھر میرا بیٹا حسینؑ مومنین کی جانوں پر متصرف ہوگا اور جب وہ شہید ہو جائے تو میرا بیٹا علی بن الحسینؑ اولیٰ بالتصرف ہوگا ، اور عبداللہ تو اسے پائے گا ، ان کے بعد میرا بیٹا محمد باقر بن علی علیہ السلام مومنین پر اولیٰ بالتصرف ہوگا ، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ امام مکمل کیے جن میں نو امام اولاد حسین علیہ السلام میں سے ہوں گے"۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے امام حسن و حسین علیہما السلام اور عبداللہ بن عباس اور عمر بن ابی سلمہ اور اسامہ بن زید سے گواہی طلب کی ، سب نے ان کی صداقت کی گواہی دی ۔

سلیم بن قیس کہتے ہیں میں نے یہ حدیث سلمانؓ ، ابوذرؓ، اور مقدادؓ اور اسامہ سے سنی ہے ، انہوں نے یہ حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی ۔

۹۔(محذف اسناد) شعبی نے اپنے چچا قیس بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے حلقہ درس میں بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا :۔

تم میں عبداللہ بن مسعودؓ کون ہے ؟

عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا :۔

میں عبداللہ بن مسعودؓ ہوں ۔

اعرابی نے کہا ۔

کیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں بتایا تھا کہ اس کے بعد اس کے کتنے جانشین ہوں گے ؟

عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا :۔

''جی ہاں! انہوں نے بتایا تھا بنی اسرائیل کے نقباء کی کی تعداد کے مطابق بارہ خلفاء ہوں گے''۔

۱۰۔(بحذف اسناد) شعبی نے مسروق سے روایت کی کہ ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان نے ان سے کہا :۔

کیا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں بتایا تھا کہ ان کے کتنے جانشین ہوں گے ؟

ابن مسعود نے کہا :۔

تو نوخیز جوان ہے اور تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے یہ مسئلہ دریافت نہیں کیا ،

''ہاں! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ نقبائے بنی اسرائیل کی تعداد کے مطابق ان کے بارہ جانشین ہوں گے''۔

۱۱۔(بحذف اسناد) اشعث بن سوار اور دیگر رواۃ نے شعبی سے روایت کی اور اس نے اپنے چچا قیس بن عبداللہ سے روایت کی اور ابوالقاسم عتاب اس حدیث کے لئے کہا کرتے تھے کہ یہ انتہائی خوبصورت حدیث ہے۔

بہر نوع قیس بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے اور عبداللہ بن مسعودؓ بھی ہمارے ساتھ تھے اتنے میں ایک اعرابی آیا اور کہا کیا تم میں عبداللہ بن مسعود موجود ہے ؟

عبداللہ نے کہا :۔

ہاں! میں عبداللہ بن مسعودؓ ہوں ، تم کیا حاجت رکھتے ہو ؟

اعرابی نے کہا :۔

کیا تمہارے نبی نے تمہیں بتایا تھا کہ ان کے کتنے جانشین ہوں گے ؟

ابن مسعودؓ نے جواب دیتے ہوئے کہا :۔

تو نے مجھ سے وہ چیز دریافت کی ہے، میں جب سے عراق سے آیا ہوں کسی نے وہ چیز مجھ سے دریافت نہیں کی ،ہاں! ہمارے نبی نے فرمایا تھا ، ان کے بارہ جانشین ہوں گے جتنے کہ بنی اسرائیل میں نقیب ہوئے ہیں ۔

ایک دوسری روایت کے مطابق اشعث نے ابن مسعود سے روایت کہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

اَلْخُلَفَآءُ بَعْدِی اِثْنَا عَشَرَ کَعِدَّۃِ نَقَبَآءِ بَنِی اِسْرَآئِیْل

"میرے بعد بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد کی طرح سے بارہ جانشین ہوں گے"۔

۱۲۔(بحذف اسناد) جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا اور میں نے آپؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا :۔

" میرے بعد بارہ امیر ہوں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دھیمی کی "

میں نے اپنے والد سے پوچھا :۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دھیمی آواز میں کیا کہا تھا ؟

میرے باپ نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"سب کے سب قریش میں سے ہوں گے "

۱۳۔(بحذف اسناد) جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا :۔

یہ امر اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک بارہ خلفاء اس کے مالک نہ بنیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدھم آواز میں کچھ کہا :۔

میں نے اپنے والد سے پوچھا :۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کہا ؟

میرے والد نے کہا :۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

" وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے "

۱۴۔(بحذف اسناد) اسود بن سعید ہمدانی کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :۔

" میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے ،وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے "

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسجد سے اپنے گھر گئے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت دوسرا کوئی نہیں تھا میں نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا :۔

اس کے بعد کیا ہوگا ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"پھر ہرج و مرج ہوگا"۔

۱۵۔(بحذف اسناد) ابو حنیر نے کہا کہ ابو الخلد (ابو خالد خ ل) میرا ہمسایہ تھا میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا اور وہ اس پر قسم بھی کھاتا تھا :۔

"یہ امت اس وقت تک ہلاک نہ ہوگی جب تک اس میں بارہ خلفاء رہیں گے وہ سب کے سب ہدایت اور دین حق پر عمل کرتے ہوں گے"۔

۱٦۔(بحذف اسناد) کعب الاحبار نے خلفاء کے متعلق کہا کہ خلفاء بارہ ہوں گے اور جب ان کا وقت ختم ہوگا تو اللہ ایک صالح طبقہ کو لے آئے گا اور اللہ ان کی عمر لمبی کر دے گا ،اللہ نے اس امت سے اس بات کا وعدہ فرمایا ہے، پھر اس نے یہ آیت پڑھی ۔

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ امَنُوامِنكُمْ وَعَمِلُو االصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ... الخ (النور ۵۵)

" اللہ نے تم میں سے ایماندار اور نیک کام بجا لانے والوں سے وعدہ کیا ہے

کہ وہ انہیں زمین پر ضرور بالضرور خلیفہ مقرر کرے گا جیسا کہ ان سے پہلے خلیفے مقرر کیے تھے۔۔۔الخ "

کعب الاحبار نے کہا :۔

"اللہ نے بنی اسرائیل کے ساتھ یہی کیا تھا اور یہ بات ناممکن نہیں ہے کہ اللہ اس امت کو ایک دن یا آدھا دن جمع رکھے اور تیرے پروردگار کے ہاں ایک دن ہزار سال کی مانند ہوتا ہے"۔

ان احادیث کے طرق کو میں نے کتاب الخصال میں جمع کیا ہے ۔

۱۷۔(بحذف اسناد) ابان بن خلف نے سلیم بن قیس الہلالی سے ،انہوں نے سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے ،انہوں نے کہا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا،اس وقت امام حسینؑ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسینؑ کی آنکھوں اور چہرے کو بوسے دے رہے تھے اور یہ الفاظ فرمارہے تھے :۔

" تو سردار ہے ،سردار کا بیٹا ہے ،تو امام ہے اور امام کا بیٹا ہے ،تو حجت ہے، حجت کا بیٹا ہے ،نو حجتوں کا باپ ہے جو تیری صلب سے ہوں گے ،ان کا نواں ان کا قائم ہوگا "۔

۱۸۔(بحذف اسناد) حسین بن زید بن علی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ، آپ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے حضرت علی علیہ اسلام سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"تمہیں خوشخبری ہو،تمہیں خوشخبری ہو، آپ نے تین بار یہ الفاظ دہرائے میری امت کی مثال ایک بادل کی سی ہے جس کے متعلق کسی کو کوئی علم نہیں ہے کہ اس کا آغاز بہتر ہے یا انجام بہتر ہے ،میری امت کی مثال اس باغ جیسی ہے جس کا پھل ایک سال فوج نے کھایا پھر دوسرے سال فوج نے اس درخت کا پھل کھایا ، ممکن ہے کہ دوسرے سال کی فوج پہلے سال کی فوج سے زیادہ وسیع وعریض ہو،اور یہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کا پہلا فرد میں (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہوں اور میرے بعد بارہ

خوش نصیب اور صاحبان عقل ہوں اور مسیح عیسیٰ بن مریم اس کا آخری فرد ہو ،البتہ درمیان میں ایسے ہی افراد ہلاک ہوں گے جو ہرج و مرج کی پیداوار ہوں گے ، ان کا مجھ سے کوئی واسطہ نہ ہوگا اور میرا ان سے کوئی تعلق نہ ہوگا ۔"

یہودی عالم کے سوالات اور حضرت علیؑ کے جوابات

۱۹ ۔(بحذف اسناد)صالح بن عقبہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ، آپ نے فرمایا حضرت ابو بکر کی وفات کے بعد جب حضرت عمر برسر اقتدار آئے تو ان کے پاس ایک شخص آیا اور ان سے کہا :۔

امیر المومنین ! میں یہودی ہوں اور مذہب یہود کا علامہ ہوں میں آپ سے چند مسائل دریافت کرنا چاہتا ہوں ، اگر آپ نے میرے سوالات کا جواب دے دیا تو میں اسلام قبول کرلوں گا ۔

حضرت عمر نے کہا :۔

اپنے مسائل بیان کرو ۔

یہودی نے کہا :۔

آپ پسند کریں تو میں آپ سے دریافت کروں اور اگر آپ کی قوم میں کوئی آپ سے بڑا عالم ہو تو مجھے اس کی رہنمائی کردیں پھر میں اس سے مسائل دریافت کروں گا :۔

حضرت عمر نے فرمایا :۔

تم اس جوان سے ملو اور ہاتھ سے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا ۔

اس کے بعد یہودی حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا اور مسائل دریافت کرنے کا ارادہ کیا ۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو ؟"

یہودی نے کہا :۔

میں تین اور تین اور ایک مسئلہ پوچھوں گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :۔

تم نے سیدھے طریقہ سے یہ کیوں نہیں کہا کہ میں سات مسائل پوچھوں گا؟

یہودی نے کہا :۔

پہلے پہل میں تین مسائل پوچھوں گا ،اگر آپ نے مجھے ان کا جواب نہ دیا تو باقی مسائل پوچھ کر میں اپنے آپ کو جاہل کہلانا پسند نہیں کروں گا ۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :۔

اب تم سوال کرو اور اگر میں نے تجھے جواب دے دیئے تو تم اسلام قبول کر لو گے ؟

یہودی نے کہا :۔

جی ہاں !

(حضرت علی علیہ السلام اور یہودی کے درمیان جو گفتگو ہوئی ،ہم اسے مکالمہ کے انداز میں لکھیں گے :مترجم عفی عنہٗ)

یہودی: آپ یہ بتائیں کہ روئے زمین پر پہلا پتھر کون سا رکھا گیا ؟ اور پہلا چشمہ کون سا جاری ہوا ؟اور پہلا درخت کون سا پیدا ہوا؟

حضرت علی علیہ السلام: "تم یہ کہتے ہو کہ پہلا پتھر وہی ہے جو بیت المقدس میں ہے حالانکہ تمہارا یہ دعویٰ جھوٹ پر مبنی ہے، حقیقت یہ کہ پہلا پتھر وہی ہے جسے حضرت آدم علیہ السلام اپنے ساتھ جنت سے لائے تھے"۔

یہودی: آپ نے درست کہا ،خدا کی قسم موسیٰ علیہ السلام نے یہی تحریر کرایا اور ہارون علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے ایسا ہی لکھا ۔

حضرت علی علیہ السلام: "زمین کے پہلے چشمہ کے متعلق تمہارا اعتقاد ہے کہ

بیت المقدس کا چشمہ روئے زمین کا پہلا چشمہ ہے حالانکہ تم اس میں جھوٹے ہو، روئے زمین کا پہلا چشمہ وہی ہے جو چشمہ حیات ہے جس میں یوشعؑ بن نونؑ نے مچھلی کو دھویا تھا (تو وہ زندہ ہو گئی تھی) اور اسی چشمہ کا پانی خضر علیہ السلام نے پیا تھا اور اس چشمہ کی خاصیت یہ ہے کہ جو اس کا پانی پی لے اسے زندگی مل جاتی ہے "۔

یہودی: آپ نے سچ کہا ،حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی لکھایا تھا اور حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے ایسا ہی لکھا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام: "روئے زمین پر پہلے اگنے والے درخت کے متعلق تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ زیتون کا درخت زمین پر سب سے پہلے پیدا ہوا تھ ،تمہارا یہ عقیدہ باطل ہے اور تمہارا یہ قول جھوٹا ہے زمین پر سب سے پہلے اگنے وال درخت "عجوہ" ہے جسے حضرت آدم علیہ السلام اپنے ساتھ جنت سے لائے تھے"۔

یہودی: آپ نے سچ کہااور موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی لکھایا تھااور حضرت ہارون علیہ السلام نے بھی اپنے ہاتھ سے یہی تحریر کیا تھا۔

یہودی: یہ بتائیں کہ اس دنیا میں ہدایت دینے والے امام کتنے ہوں گے جنہیں چھوڑنے والے کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے ؟

حضرت علی علیہ السلام: "ان کی تعداد بارہ ہے "۔

یہودی : آپ نے سچ کہا اور موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی لکھایا تھا اورہارون علیہ السلام نے بھی ایسا لکھا تھا۔

یہودی: جنت میں آپ کے نبیؐ کا قیام کہاں ہوگا ؟

حضرت علی علیہ السلام: "ہمارے نبیؐ جنت عدن کے بلند و بالا مقام میں رہائش پزیر ہوں گے"۔

یہودی: آپ نے سچ کہا اور موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی لکھایا تھا اور ہارون علیہ السلام نے بھی ایسا لکھا تھا۔

یہودی : آپ کے نبیؐ کی منزل میں اور کون قیام کرے گا ؟

حضرت علی علیہ السلام : "بارہ امام ان کے ساتھ قیام کریں گے"۔

یہودی : آپ نے سچ کہا اور موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی لکھایا تھا اور ہارون علیہ السلام نے بھی ایسا لکھا تھا۔

یہودی : اب میں آپ سے اپنا ساتواں اور آخری سوال پوچھوں گا ،آپ یہ بتائیں کہ آپ کے نبیؐ کا وصی ان کی وفات کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے گا؟

حضرت علی علیہ السلام : "تیس سال"۔

یہودی : پھر کیا ہوگا ؟ کیا وہ طبعی موت مرے گا یا قتل کیا جائے گا ؟

حضرت علی علیہ السلام : "وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی کھوپڑی پر ضرب لگائی جائے گی جس سے اس کی داڑھی خضاب ہوگی"۔

یہودی : آپ نے سچ کہا اور موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی لکھایا تھا اور ہارون عیہ اسلام نے بھی ایسا ہی لکھا تھا۔

یہ حدیث اور بھی طرق سے مروی ہے جن کا تذکرہ میں نے کمال الدین وتمام النعمۃ کے باب اثبات الغیبۃ وکشف الحیرۃ میں کیا ہے۔

امامت کا حقدار کون ہے اور مستحق امامت کی کیا علامت ہے ؟

۲۰۔(بحذف اسناد) عتیم بن بہلول کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی الہزیل سے پوچھا کہ امامت کا حقدار کون ہے اور مستحق امامت کی علامت کیا ہے ؟

عبداللہ بن الہزیل نے کہا :۔

امامت کا رہنما اور مومنین پر حجت اور امور مسلمین کا ولی اور قرآن کی آیت کے

تحت بولنے والا اوراحکام خداوندی کا عالم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہے جوکہ ان کا وصی ہے اورجو وارث پیغمبرؐ ہے جسے آنحضرت صلی اللہ عیہ وآلہ وسلم سے وہی منزلت حاصل ہے جوکہ ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی اور

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ آ اَطِیْعُو اللّٰہَ وَاَطِیْعُواالرَّسُوْ لَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النساء۔۵۹)

"اے ایمان والو ! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ اور جوتم میں سے صاحبان امرہوں ، ان کی اطاعت کرو "۔

اطاعت مجیدہ ہی کے ذریعہ سے اللہ نےاس کی اطاعت واجب کی ہے جس کی ولایت مطلقہ کے لیئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے ۔

اِنَّمَاوَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِ یْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلَا ۃَ وَ یُؤْ تُوْنَ الزَّ کٰوۃَ وَ ھُمْ رَاکِعُوْنَ (المائدہ۔۵۵)

"سوائےاس کے نہیں کہ تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسولؐ ہے اور وہ صاحبان ایمان ہیں جونماز قائم کرتے ہیں اورحالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں "

امامت کا حقدار وہی ہے جس کے لئے حکم خدا کے تحت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر پالانوں کا منبر بنایا اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا :۔

الست اولٰی بکم ملکم بانفسکم

" کیامیں تمہاری جانوں پر تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا ؟

جب تمام لوگوں نے اس کا اقرار کیا تو آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا :۔

فمن کنت مولاہ فعلی مولا ہ ، اللھم وا ل من والاہ و عاد من عاداہ ، وانصر من نصرہ و اخذ ل من خذلہ و اعن من اعانہ۔

" پس جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے ،خدایا جو علیؑ سے دوستی کرے تو اس سے دوستی کر اور جو علیؑ سے دشمنی کرے تو اسے دشمن رکھ اور جو علیؑ کی مدد کرے تو اس کی مدد کر اور جو علیؑ کو چھوڑ دے تو بھی اسے چھوڑ دے اور جو علیؑ کی امداد کرے تو اس کی امداد کر۔

غرضیکہ علی بن ابی طالبؑ ہی امیر المومنین اور امام المتقین اور قیامت کے روز جن خوش نصیبوں کے اعضائے وضو چمکتے ہوں گے ،علیؑ ان کا قائد ہے اور علیؑ ہی تمام اوصیاء سے افضل اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام مخلوق سے برتر ہیں ۔

ان کے بعد حسنؑ بن علیؑ امام ہیں اور ان کے بعد حسینؑ بن علیؑ امام ہیں ، یہ دونوں بھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور افضل ترین بی بی کے فرزند ہیں ،پھر علیؑ بن الحسینؑ پھر محمدؑ بن علیؑ پھر جعفرؑ بن محمدؑ پھر موسیٰؑ بن جعفرؑ پھر علیؑ بن موسیٰؑ پھر محمدؑ بن علی پھر علیؑ بن محمدؑ پھر حسنؑ بن علیؑ پھر محمدؑ بن حسنؑ علیہم السلام ہے یہ سب کے سب عترت رسولؐ ہیں اور وصیت امام کے لیئے معروف ہیں اور یہ حجت خدا ہیں کوئی وقت اور کوئی زمانہ ان کے وجود سے خالی نہیں رہ سکتا اور یہی خدا کی مضبوط رسی ہیں اور یہی ہدایت کرنے والے امام ہیں اور اہل دنیا پر یہ حجت ہیں یہاں تک کہ اللہ زمین اور اہل زمین کا وارث بنے ۔

لہذا جس نے بھی ان کی مخالفت کی وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے اور ایسا شخص حق اور ہدایت کا تارک ہے اور یہی ذات عالیہ ہی قرآن اور رسولؐ خدا کے صحیح ترجمان ہیں جو شخص ان کی معرفت کے بغیر مرا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

ان کا دین پرہیزگاری ، پاکدامنی ، صداقت ، بھلائی ، اجتہاد، امانت کی ادائیگی، طویل سجود ، قیام الیل، محرمات سے اجتناب ، صبر کے ساتھ کشائش کا انتظار، حسن رفاقت اور حسن ہمسائیگی ہے ۔

عثیم بن بہلول نے کہا کہ ابو معاویہ نے اعمش سے اور اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی یہی اوصاف امامت نقل کیے ہیں۔

۲۱۔ (بحذف اسناد) ابی حمزہ ثمالی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"بے شبہ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تمام انسانوں اور جنات کی طرف مبعوث فرمایا اور اللہ نے ان کے بعد بارہ وصی مقرر کیے، ان میں سے کچھ گزر گئے اور کچھ باقی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تمام اوصیاء حضرت مسیحؑ کے اوصیاء کی مانند ہیں اور سب کو یکساں صورت حال درپیش رہی ہے اور حضرت علی علیہ السلام شبیہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں"۔(۱)

۲۲۔(بحذف اسناد) زرارہ بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے پایا۔

"ہم بارہ امام ہیں، ان میں حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہیں اور باقی ائمہ نسل حسینؑ سے ہیں"۔

۲۳۔(بحذف اسناد) سماعہ بن مہران کہتے ہیں کہ میں اور ابو بصیر اور امام محمد باقر علیہ السلام کا غلام محمد بن عمران ایک گھر میں بیٹھے تھے تو محمد بن عمران نے کہا:۔
میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا انہوں نے فرمایا:۔

"ہم بارہ ((مُحدَّث)) ہیں۔"(۲)

۱۔احادیث میں وارد ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے متعلق تین قسم کے فرقے نمودار ہوں گے جیسا کہ حضرت مسیح علیہ سلام کے لیئے نمودار ہوئے تھے۔ اس مضمون کی احادیث سچ ثابت ہو گئیں جس طرح سے غالی نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ سلام کو خدا کا فرزند قرار دیا، اسی طرح سے غالی شیعوں نے بھی حضرت علی علیہ السلام کے لیئے ربوبیت کا عقیدہ اپنایا۔
یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام سے عداوت کی اور ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان تراشی کی، اسی طرح سے نواصب و خوارج نے بھی حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کی اور اسی(۸۰) برس تک خطبات جمعہ و عیدین میں آپؑ پر سب وشتم کیا گیا۔
حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بس وہی فرقہ صحیح ہے جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ کا عبد اور خدا کا کلمہ قرار دیا، اسی طرح سے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق بھی وہی فرقہ نجات حاصل کرے گا جو آپ کو خدا کا بندہ اور رسول خداؐ کا جانشین اور مومنین کا امیر تسلیم کرے گا۔

۲۔لفظ "محدث" ایک مخصوص اصطلاح ہے، اور "محدث" وہ ہوتا ہے جو نبی نہ ہو لیکن تکلم ملائکہ سے سرفراز ہو، ایسی شخصیت کو "محدث" کہا جاتا ہے

ابو بصیر نے کہا " خدا کی قسم میں نے بھی یہ الفاظ ان سے سنے ہیں" ، محمد بن عمران نے انہیں ایک یا دو مرتبہ قسم دے کر پوچھا کہ اس نے یہ الفاظ کس سے سنے ہیں ؟

ابو بصیر نے کہا" میں نے یہ الفاظ امام محمد باقر علیہ السلام سے سنے ہیں"۔

۲۴ ۔(بحذف اسناد) زرارہ بن اعین سے مروی ہے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے پایا :۔

" آل محمد علیہ السلام سے ہم بارہ امام مراد ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد سب کے سب " محدث "ہیں اور علی بن ابی طالب علیہ السلام ان میں سے ہیں "۔

۲۵ ۔(بحذف اسناد) غیاث (عتاب خ ،ل) بن ابراہیم نے امام جعفر صادق علیہ السلام اور انہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ،انہوں نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس حدیث

" انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی "

" میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ،اللہ کی کتاب اور اپنی عترت " میں لفظ "عترت" سے کون مراد ہیں ؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا :۔

" عترت سے مراد میں اور حسنؑ و حسینؑ اور نسل حسینؑ کے نو امام ہیں جن کا نواں مہدی و قائم (عج) ہوگا ،وہ کتاب اللہ سے جدا نہ ہوں گے اور قرآن ان سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس حوض پر وارد ہوں۔ "

۲۶ ۔(بحذف اسناد) علی بن فضل بغدادی کہتے ہیں کہ ابو عمر تغلب سے جو کہ ابی العباس کے ساتھی تھے ،پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی حدیث

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی

میں کتاب خدا اور عترت کو ثقلین کیوں کہا ؟

ابو عمر تغلب نے جواب دیا چونکہ ان دونوں سے تمسک انتہائی ثقیل ہے ، اس لیئے ان دونوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لفظ ''ثقلین'' سے تعبیر کیا ہے۔

۲۷۔(بحذف اسناد) مفضل بن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

جب مجھے آسمانوں کا سفر کرایا گیا تو پروردگار عالم نے مجھے وحی فرمائی اور ارشاد فرمایا :۔

'' اے محمدؐ ! میں نے پہلی مرتبہ زمین پر نگاہ کی تو میں نے اہل زمین میں سے تجھے چنا اور تجھے نبی بنایا اور میں نے اپنے ایک نام سے تیرا نام مشتق کیا'' میں محمود ہوں اور تو محمدؐ ہے'' پھر میں نے دوبارہ زمین پر نگاہ انتخاب ڈالی تو میں نے علیؑ کو منتخب کیا او میں نے اسے تیرا وصی اور تیرا جانشین اور تیری بیٹی کا شوہر اور تیری ذریت کا باپ بنایا اور اپنے نام سے میں نے اس کا نام مشتق کیا ،'' میں علی الاعلیٰ ہوں اور وہ علیؑ ہے'' اور میں نے فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو تم دونوں کے نور سے بنایا پھر میں نے ان کی ولایت کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا جس نے اسے قبول کیا وہ میرے ہاں مقربین میں قرار پایا۔

اے محمدؐ ! اگر کوئی بندہ میری اتنی عبادت کرے کہ اس کی گردن ٹوٹ جائے اور بوسیدہ مشک کی طرح ہو جائے پھر میرے پاس ان کی ولایت کا منکر بن کر آئے تو میں نہ تو اسے اپنی جنت میں رہائش دوں گا اور نہ ہی اپنے عرش کے سایہ کے نیچے اسے جگہ دوں گا۔

اے محمدؐ ! کیا تو نہیں دیکھنا چاہتا ہے ؟

میں نے کہا :-

جی ہاں ! پروردگار۔

تو اللہ نے فرمایا :-

تو اپنا سربلند کر، جب میں نے اپنا سربلند کیا تو مجھے علیؑ ، فاطمہؑ ، حسنؑ ، حسینؑ ، علیؑ بن الحسینؑ ، محمدؑ بن علیؑ ، جعفرؑ بن محمدؑ ، موسیٰؑ بن جعفرؑ ، علیؑ بن موسیٰؑ ، محمدؑ بن علیؑ ، علیؑ بن محمدؑ ، حسنؑ بن علی علیہم السلام کے نور دکھائی دیئے اور حجت بن الحسن (عج) کا نور ان انوار کے درمیان میں روشن ستارہ کی طرح سے چمک رہا تھا۔

میں نے عرض کی :-

پروردگار ! یہ کون ہیں ؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

یہ ائمہ ہیں اور یہ وہ قائم ہے جو میرے حلال کو حلال اور میرے حرام کو حرام قرار دے گا اور انہیں کے ذریعہ سے میں اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا اور وہ میرے دوستوں کے لیئے راحت ہو گا اور یہی ظالمین ، منکرین و کافرین کو قتل کر کے تیرے شیعوں کے دلوں کو شفا بخشے گا اور یہی لات ومنات کو تروتازہ حالت میں نکال کر جلادے گا۔ اور اس دن کی آزمائش سامری اور بچھڑے کی آزمائش سے بھی سخت ہو گی "۔

۲۸۔ (بحذف اسناد) یحیٰی بن ابی القاسم (ابن القاسم خ ل) نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

" میرے بعد بارہ امام ہوں گے پہلا علی بن ابی طالب علیہ السلام اور آخری قائم ہو گا یہ میرے خلفاء و اوصیاء و اولیاء اور خدا کی طرف سے میری امامت پر میرے بعد حجت ہوں گے ان کا اقرار کرنے والا مومن اور ان کا انکار کرنے والا

کافر ہوگا"۔

ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام کی دعائیں

۲۹۔(بحذف اسناد) محمد بن علی بن موسیٰ نے امام علی رضا علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے فرمایا :۔

میں ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ابی بن کعبؓ بیٹھ ہوئے تھے۔ مجھے دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

مرحبا بك يا ابا عبدالله يا زين السماوات والارضين

"ابو عبداللہ! تمہیں خوش آمدید، اے آسمانوں اور زمینوں کی زینت"

یہ سن کر ابی بن کعبؓ نے کہا :۔

یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ کے علاوہ بھی کوئی آسمانوں اور زمینوں کی زینت ہو سکتا ہے؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

اے ابی! اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبیؐ بنا کر بھیجا، حسین بن علی علیہ السلام زمین کی بہ نسبت آسمان میں زیادہ معروف ہے اور عرش خداوندی کی دائیں جانب اس کے متعلق تحریر ہے۔

ان الحسين مصباح الهدى، وسفينة نجاة، وامام خير و يمن وعز وفخر وعلم وذخر۔

"حسینؑ چراغ ہدایت، کشتیٔ نجات، خیر و برکت، عزت، فخر، ذخیرۂ آخرت رکھنے والا امام ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان کے صلب میں پاک و پاکیزہ نطفہ رکھا ہے اور حسینؑ کو ایک دعا سکھائی گئی ہے کہ مخلوق خدا میں سے جو بھی اس کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے حسین علیہ السلام کے ساتھ محشور فرمائے گا اور حسینؑ آخرت میں اس کے شفیع ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اس دعا کے صدقہ میں اس کے دکھ درد دور کرے گا اور اس کا قرض ادا کرے گا اور اس کے معاملہ کو آسان کر دے گا اور اس کی راہ کو کھول دے گا اور دشمن پر اسے قدرت دے گا اور اس کی پردہ دری نہیں کرے گا۔

ابی بن کعبؓ نے کہا :۔

یا رسول اللہؐ ! وہ دعا کون سی ہے ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا :۔

جب تم نماز سے فارغ ہو تو بیٹھ کر یہ دعا پڑھو۔

دعائے حضرت امام حسین علیہ السلام

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ بِکَلِمَا تِكَ وَ مَعَا قِدِ عَرۡشِكَ وَ سُکَّا نِ سَمَا وَا تِكَ وَاَنۡبِیَآ ئِكَ وَ رُسُلِكَ اَنۡ تَسۡتَجِیۡبَ لِیۡ فَقَدۡ رَھِقَنِیۡ مِنۡ اَمۡرِیۡ عُسۡرًا فَاَسۡئَلُكَ اَنۡ تُصَلِیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ، وَ اَنۡ تَجۡعَلَ لِیۡ مِنۡ اَمۡرِیۡ یُسۡرًا ۔

”خدایا ! تجھے تیرے کلمات اور تجھے تیرے عرش کے معاقد اور تجھے تیرے آسمان کے رہنے والوں اور تجھے تیرے انبیاء کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا کو مستجاب فرما اس امر میں مجھ پر سختی چھا گئی ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور میرے معاملہ میں آسانی پیدا فرما“۔

اس دعا کے ذریعہ سے اللہ تیرے معاملات میں آسانی پیدا کرے گا اور تیرے سینہ کو کشادگی عطا کرے گا اور بوقت موت تجھے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کی تلقین کرے گا۔

☆ پھر ابی بن کعبؓ نے کہا :۔

یارسول اللہؐ ! میرے حبیب حسین علیہ السلام کی صلب میں نطفہ کس کا ہے؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"یہ نطفہ چاندی کی مانند ہے ، یہ نطفہ بیان و تبیان کا ہے (بیٹے اور بیٹیوں کا ہے ج،س) اس کی پیروی کرنے والا ہدایت یافتہ ہوگا اور اس سے منحرف ہونے والا دوزخ میں گرنے والا ہوگا"۔

ابیؓ نے کہا تو ان کا نام کیا ہوگا اور ان کی دعا کیا ہوگی ؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

"اس کا نام علیؑ (ابن الحسینؑ) ہو گا اور اس کی دعا یہ ہوگی "

دعائے حضرت امام زین العابدینؑ

یَا دَآئِمُ یَا دَیمُوْمُ یا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا کَاشِفَ الْغَمِّ وَ یا فَارِجَ الْھَمِّ وَ یا بَاعِثَ الرُّسُلِ وَ یا صَادِقَ الْوَعْدِ ۔

" اے ہمیشہ رہنے والے ،اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور نظام ہستی کو قائم رکھنے والے ، اے غم دور کرنے والے اور اے پریشانی ہٹانے والے اور اے پیغمبروں کو بھیجنے والے اور اے وعدہ کے سچے "۔

"جو شخص یہ دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے علی بن الحسینؑ کے ساتھ محشور کرے گا اور وہ جنت کے لیئے اس کے رہنما ہوں گے"۔

ابیؓ نے کہا :۔

کیا علی بن الحسینؑ کا کوئی وصی و وارث بھی ہوگا ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا :۔

" ہاں ! وہ زمین و آسمان کی ملکیت کا وارث ہوگا"۔

انیؓ نے کہا :۔

یارسول اللہؐ ! زمین و آسمان کی ملکیت سے کیا چیز مراد ہے ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا :۔

" حق کے ساتھ فیصلہ ، دیانت داری پر مبنی فرمان اوراحکام کی تاویل اور جو کچھ آئندہ ظہور پذیر ہونا ہے ،اس کابیان"۔

☆ انیؓ نے کہا ۔

ان کا نام کیا ہوگا ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا :۔

اس کا نام محمد بن علی ہوگا اور آسمان کے فرشتے اس سے مانوس ہوں گے اور وہ اپنی دعا میں یہ جملے کہیں گے ۔

دعائے حضرت محمد باقرؑ

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ لِیْ عِنْدَکَ رِضْوَانٌ وَ وُدٌّ فَاغْفِرْلِیْ وَ لِمَنْ تَبِعَنِیْ مِنْ اِخْوَانِیْ وَشِیْعَتِیْ ، وَطَیِّبْ مَا فِیْ صُلْبِیْ ۔

" خدایا ! اگر تو مجھ سے راضی ہے اور مجھ سے محبت رکھتا ہے تو میری اور میری پیروی کرنے والے بھائیوں اورشیعوں کی مغفرت فرما اور جو کچھ میرے صلب میں ہے اسے پاک و پاکیزہ بنا "۔

☆ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی پشت میں پاک و پاکیزہ اور بابرکت نطفہ رکھے گا اوراس کے متعلق مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ اللہ نے اس نطفہ کو طیب بنایا اور اپنے ہاں اس کا نام جعفر بن محمد علیہ السلام رکھا اوراسے ہادی مہدی اور راضی و مرضی بنایا ۔

(جعفر بن محمدؑ) اپنی دعا میں یہ کہیں گے۔

دعائے حضرت امام جعفر صادقؑ

یَا دَانُ غَیرَ مُتَوَانٍ، یَآ اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ ، اِجعَلْ لِشِیعَتِی مِنَ النَّارِ وِقَآءً ، وَلَھُمْ عِنْدَکَ رِضًا ، وَاغفِرْ ذُنُوبَھُمْ، وَیَسِّرْ اُمُورَھُمْ وَاقْضِ دُیُونَھُمْ ، وَاسْتُرْ عَوْرَاتِھِمْ ، وَھَبْ لَھُمُ الْکَبَآئِرَ الَّتِی بَیْنَکَ وَبَیْنَھُمْ ، یَا مَنْ لَّا یَخَافُ الضَّیْمَ وَ لَا تَأْخُذُہُ سِنَۃٌ وَلَانَوْمٌ اِجعَلْ لِّی مِنْ کُلِّ غَمٍّ فَرَجًا ۔

" اے وہ ذات جو قریب ہے اور کمزور نہیں اور اے تمام مہربانوں میں سے سب سے بڑے مہربان ! میرے شیعوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھ اور اپنی طرف سے انہیں مقام رضا عطا فرما اور ان کے گناہ معاف فرما اور ان کے امور کو آسان فرما اور ان کے قرض ادا فرما اور ان کی پردہ پوشی فرما اور ان کے وہ گناہان کبیرہ معاف فرما جو ان کے اور تیرے درمیان ہیں ۔ اے وہ ذات جسے کسی کے ظلم کا اندیشہ نہیں اور جس پر اونگھ اور نیند طاری نہیں ہوتی ہر غم سے مجھے کشائش عطا فرما۔ "

جو شخص جعفر بن محمد علیہ السلام کی دعا پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ سے نورانی چہرے کے ساتھ جعفر بن محمد علیہ السلام کے ساتھ جنت میں محشور فرمائے گا ۔

☆ اے ابی ! اللہ تعالیٰ جعفر بن محمد علیہ السلام کے صلب میں پاک و پاکیزہ اور نہایت ہی بابرکت نطفہ ودیعت کرے گا اور اس پر رحمت نازل کرے گا اور اللہ نے اس کا نام موسیٰ رکھا ہے۔

ابی بن کعبؓ نے کہا :۔

یارسول اللہؐ ! تو گویا یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا رہے گا اور اس سلسلہ کے افراد ایک دوسرے کی صفات کے وارث بنتے رہیں گے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا :۔

رب العالمین کی جانب سے جبریلؑ نے ان کے اوصاف میرے سامنے بیان

گئے ہیں۔

ابیؓ نے کہا :۔

یارسول اللہؐ !کیاموسیٰ بن جعفر کی بھی کوئی مخصوص دعاہوگی ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا :۔

وہ اپنی دعا میں یہ کہے گا۔

دعائے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

یَاخَالِقَ الْخَلْقِ ، وَیَا بَاسِطَ الرِّزْقِ ، وَ فَالِقَ الْحَبِّ وَ النَّوٰی وَ بَارِیءَ النَّسَمِ وَ مُحْیِیَ الْمَوْتٰی وَمُمِیْتَ الْاَحْیَآءِ ، وَ دَآئِمَ الثَّبَاتِ وَ مُخْرِجَ النَّبَاتِ اِفْعَلْ بِیْ مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ

" اے مخلوق کو پیدا کرنے والے ، اوراے رزق میں وسعت دینےوالے ، اوراے دانہ وگٹھلی کو شگافتہ کرنے والے ، اور اے جانوں کے پیدا کرنے والےاور اے مردوں کوزندگی اور زندوں کوموت دینے والے اور ہمیشہ قائم رہنے والے اور اے نباتات کو برآمد کرنے والے ! مجھ سے وہی سلوک فرما جس کا تو اہل ہے "۔

جو بھی شخص اس دعاکو پڑھے گا ،اللہ تعالیٰ اس کی حاجات برلائے گا اور قیامت کے دن اسے موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے ساتھ محشور فرمائے گا۔

☆ اور اللہ تعالیٰ اس کے صلب میں ایک بابرکت اور راضی و مرضی نطفہ ودیعت فرمائے گا اوراللہ نے اپنے ہاں اس کا نام علیؑ(ابن موسیٰؑ) رکھا ہے اور وہ مخلوق خدا میں علم وحکم میں پسندیدہ ہوگا اوراللہ اس کو اس کے شیعوں کے لیے حجت قرار دے گا اور قیامت کے دن شیعہ اس کے ذریعہ سے حجت پیش کریں گے اوراس کی ایک دعا ہوگی جس کے ذریعہ سے وہ اپنے خدا سے سوال کریں گے۔

دعائے حضرت امام علی الرضاؑ

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِی الْهُدٰی ، وَثَبِّتْنِیْ عَلَيْهِ،وَاحْشُرْنِیْ عَلَيْهِ ، اٰمِنًا

امِنٌ مَنْ لَّا خَوفٌ عَلَيْهِ ، وَلَاحُزْنٌ ، وَلَا جَزَعٌ اِنَّكَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۔

" خدایا اپنی طرف سے مجھے ہدایت عطا فرما مجھے اور مجھے اس پر ثابت قدم رکھ اور مجھے اس کے ساتھ حالت امن میں محشور فرما ،ایسا امن عطا فرما کہ نہ تو کوئی خوف ہو نہ حزن ہو اور نہ ہی گھبراہٹ ہو،بے شک تو ہی تقویٰ اور مغفرت کا اہل ہے "

☆اللہ تعالیٰ اس کی پشت میں ایک طیب وطاہر اور بابرکت نطفہ ودیعت فرمائے گا جس کا نام خدا نے محمد بن علیؑ رکھا ہے وہ اپنے شیعوں کی شفاعت کرنے والے اور اپنے جد نامدار کے علم کے وارث ہوں گے ، اس کے پاس واضح علامت اور ظاہری حجت ہوگی ،وہ جب پیدا ہوں گے تو پیدا ہوتے ہی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے گا۔ وہ اپنی دعا میں یہ کہیں گے ۔

دعائے حضرت امام محمد تقیؑ

یَا مَنْ لَّاشَبِیْهَ لَهٗ وَلَا مِثَالَ ، اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، وَلَا خَالِقٌ اِلَّا اَنْتَ تُفْنِیْ الْمَخْلُوْقِیْنَ وَ تَبْقٰی ، اَنْتَ حَلُمْتَ عَمَّنْ عَصَاکَ ، وَ فِی الْمَغْفِرَةِ رِضَاکَ ۔

" اے وہ ذات جس کی نہ تو شبیہ ہے اور نہ ہی مثال تو وہ اللہ ہے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور تیرے علاوہ کوئی خالق نہیں ہے تو مخلوقات کو فنا کرکے خود باقی رہے گا اور تو اپنی نافرمانی کرنے والوں کی بربادی کرتا ہے اور مغفرت میں تیری رضا ہے "۔

جو شخص یہ دعا پڑھے گا محمد بن علی اس کے شفیع ہوں گے ۔

☆اللہ تعالیٰ اس کے صلب میں طیب و طاہر بابرکت نطفہ ودیعت فرمائے گا

جو نہ تو باغی ہو گا اور نہ سرکش ہو گا اللہ نے اپنے ہاں اس کا نام علی بن محمدؑ رکھا ہے اور اللہ نے اسے تسکین و وقار عطا کیا ہے اور علوم اور چھپے ہوئے رازوں کو ان کے پاس بطور امانت رکھا ہے وہ اپنے ہر ملنے والے کو اس کی اندرونی کیفیت سے مطلع کریں گے اور اسے اس کے دشمن سے خبردار کریں گے اور وہ اپنی دعامیں یہ کہیں گے۔

دعائے حضرت امام علی نقیؑ

یَا نُوْرُ یَا بُرْهَانُ یَا مُنِیْرُ یَا مُبِیْنُ یَا رَبِّ اکْفِنِیْ شَرَّ الشُّرُوْرِ وَ اٰفَاتِ الدُّهُوْرِ ۔ وَاَسْئَلُكَ النَّجَاةَ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ۔

" اے نور، اے برہان ، اے روشنی کرنے والے اور اے ظاہر کرنے والے ! اے پروردگار مجھے تمام شرپسندوں کے شر اور زمانے کی آفات سے محفوظ فرما اور جس دن صور پھونکا جائے گا، میں تجھ سے اس دن کی نجات کا سوال کرتا ہوں"۔

جو شخص یہ دعا پڑھے گا تو علی بن محمد اس کے شفیع ہوں گے اور جنت کے بیئے اس کے رہنما ہوں گے۔

☆اللہ تعالیٰ اس کے صلب میں ایک نطفہ ودیعت فرمائے گا جس کا نام اس نے حسنؑ (بن علیؑ) رکھا ہے اور اللہ نے اسے شہروں کا نور اور زمین پہ اپنا جانشین بنایا ہے اور وہ اپنے ناناؐ کی امت کی عزت اور اپنے شیعوں کے رہنما اور شفیع ہوں گے اور اپنے مخالفین کے لیئے بمنزلہ عذاب ہوگا اور اپنے ماننے والوں کے لیئے حجت اور جو اسے امام تسلیم کریں گے ، ان کے لیئے برہان ہوں گے ، وہ اپنی دعا میں یہ کہیں گے ۔

دعائے حضرت امام حسن عسکریؑ

یَا عَزِیْزُ الْعِزِّ فِیْ عِزِّهٖ مَآ اَعَزَّ عَزِیْزُ الْعِزِّ فِیْ عِزِّهٖ یَا عَزِیْزُ اِعِزَّنِیْ بِعِزَّتِكَ ، وَاَیِّدْنِیْ بِنَصْرِكَ ، وَاَبْعِدْ عَنِّیْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَادْفَعْ عَنِّیْ بِدَفْعِكَ ، وَامْنَعْ عَنِّیْ بِمَنْعِكَ ، وَاجْعَلْنِیْ مِنْ خِیَارِ خَلْقِكَ ، یَا وَاحِدُ یَآ اَحَدُ یَا فَرْدُ یَا صَمَدُ ۔

"اے وہ ذات جو اپنی عزت میں عزیز ہے اور عزت میں عزیز کتنا ہی بڑا صاحب عزت ہے ، اے عزیز ! اپنی عزت کے صدقہ میں مجھے عزت عطا کر اور اپنی نصرت سے میری تائید کر اور شیاطین کے وساوس مجھ سے دور رکھ اور اپنی قوت سے انہیں مجھ سے دفع کر اور اپنی حفاظت سے میری حفاظت فرما اور مجھے اپنی بہتر مخلوق میں سے بنا اے واحد ، اے احد ، اے فرد ، اے صمد۔"

☆ جو شخص یہ دعا پڑھے گا تو اللہ اس کو حسن بن علی کے ساتھ محشور کرے گا اور اگر وہ دوزخ کا حق دار بن چکا ہو گا تو بھی اللہ اسے داخل جنت فرمائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کی پشت میں ایک طیب وطاہر بابرکت نطفہ ودیعت فرمائے گا جس سے میثاق ولایت کا اقرار کرنے والے ہر مومن خوش ہوں گے اور منکر اس کا انکار کریں گے وہ پاکیزہ اطوار ، پرہیزگار ، نیکوکار ، رضائے الٰہی کا مسکن ، ہادی اور مہدی ہو گا وہ عدل کے مطابق فیصلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی باتوں کی تصدیق کرے گا جب اس کی علامات ودلائل ظاہر ہوں گے تو وہ سر زمین تہامہ سے خروج کرے گا اس کا خزانہ سونا چاندی کی بجائے قوی الجثہ گھوڑوں پر اور نشان زدہ جنگ افراد پر مشتمل ہوگا اللہ تعالیٰ دور دراز کے علاقوں سے اہل بدر کی تعداد کے برابر اس کے لیے مددگار جمع کرے گا،ان کی تعداد اہل بدر کی تعداد کے برابر یعنی تین سو تیرہ افراد پر مشتمل ہوگی ،اس کے پاس مہر لگا ہوا ایک صحیفہ ہوگا جس میں اس کے اصحاب کے نام اوران کے نسب اوران کے شہروں اور ان کی طبیعتوں اوران کی شکل وشباہت اور ان کی کنیت تک مرقوم ہوگی ، وہ اس کی اطاعت جانفشانی سے کرنے والے ہوں گے۔

علامات ظہورِ امام مہدی (عج)

ابی بن کعبؓ نے کہا :۔

یارسول اللہؐ ! اس کی علامات و دلائل کیا ہوں گے ؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

1۔ اس کی علامت وہ علَم (پرچم) ہے جب ان کے ظہور کا وقت قریب ہوگا تو وہ علَم خودبخود کھل جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس میں بولنے کی قوت عطا کر دے گا چنانچہ اس وقت وہ علم پکار کر کہے گا۔

" اللہ کے ولی ! اٹھیں اور خروج فرمائیں اور دشمنان خدا کو قتل کریں "

2۔اوراس کی دوسری علامت نیام میں رکھی ہوئی وہ تلوار ہے جب ان کے ظہور کاوقت قریب ہوگا تو وہ تلوار نیام سے باہر نکل آئے گی اور بحکم خدا گویا ہو کر کہے گی۔

" اللہ کے ولی! اٹھیں اور خروج کریں اب کسی دشمن خدا کو مہلت نہ دیں "

پھر وہ خروج فرمائیں گے اور اللہ کے دشمنوں کو جہاں بھی پائیں گے قتل کریں گے اور حدود الٰہی کو قائم کریں گے اور حکم خداوندی کے مطابق فیصلے فرمائیں گے ، جبرئیل ان کی دائیں جانب اور میکائیل ان کی بائیں جانب ہوں گے میں تم سے جو کچھ کہہ رہا ہوں تم عنقریب اسے یاد کرو گے ، اگرچہ ایک عرصہ کے بعد کیوں نہ ہو اور میں اپنے امر کو خدا کے سپرد کرتا ہوں ۔

" اے ابی ! اس سے ملاقات کرنے والے کے لیئے خوشخبری ہو ، اور اس سے محبت کرنے والے کے لیئے خوشخبری ہو اوراس کے قائل کے لیئے خوشخبری ہو ، ایسے لوگوں کو اللہ ہلاکت سے نجات دے گا اور خدا و رسولؐ اور ائمہ طاہرینؑ کے اقرار کی وجہ سے اللہ ان کے لیئے جنت کے دروازے کھول دیں گے زمین پر ان کی مثال اس کستوری کی سی ہے جس کی خوشبو ہمیشہ پھوٹتی رہتی ہو اوراس میں کسی طرح کا تغیر نہ ہو اور آسمان میں ان کی مثال اس روشن چاند کی سی ہے جس کا نور ہمیشہ روشن رہے "۔

ابی بن کعبؓ نے کہا :۔

اللہ نے ان ائمہ کا حال آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کیسے فرمایا ؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بارہ صحیفے نازل فرمائے ہر صحیفہ کی مہر پر امام کا نام کندہ ہے اور ان صحیفوں میں امام کے اوصاف مرقوم ہیں"۔

۳۰۔(حذف اسناد) اصبغ بن نباتہ نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی، انہوں نے کہا، میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:۔

"میں اور علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور اولاد حسینؑ کے نو افراد پاکیزہ اور معصوم ہیں"

۳۱۔(حذف اسناد) عبایہ بن الربعی نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"میں سید النبیین ہوں اور علیؑ سید الوصیین ہیں میرے بعد میرے وصی بارہ ہوں گے جن کا پہلا فرد علیؑ بن ابی طالبؑ اور ان کا آخری فرد قائم (عج) ہے"

۳۲۔(حذف اسناد) ابراہیم بن مہزم نے اپنے باپ سے، اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"میرے اہل بیتؑ کے بارہ افراد کو اللہ تعالیٰ نے میرا فہم و علم و حکمت عطا فرمائی ہے اور میری ہی طینت سے ان کو پیدا کیا ہے، ہلاکت ہے ان پر جو میرے بعد ان کا انکار کریں اور میرے تعلق کو ان سے قطع کریں، اللہ انہیں میری شفاعت کبھی نصیب نہ کرے"۔

۳۳۔(حذف اسناد) ابی المثنی نخعی نے زید بن علی زین العابدینؑ سے، انہوں نے اپنے والد ماجد امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کی ابتداء میں، میں اور علی علیہ السلام اور میری اولاد کے گیارہ اہل عقل موجود ہوں، ہلاک بس وہی لوگ ہوں گے جن

سے میرا کوئی تعلق نہ ہو گا اور نہ ہی ان کا مجھ سے کوئی تعلق ہوگا۔"

۲۴۔(محذف اسناد) ثابت بن دینار نے سیدالعابدین علی بن الحسینؑ ، انہوں نے سید شہداء حسین بن علیؑ ،انہوں نے سیدالاوصیاء امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام سے روایت کی ،انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

" میرے بعد بارہ امام ہوں گے جن کا پہلا فرد اے علیؑ تو ہوگا اور ان کا آخری فرد قائم(عج) ہو گا جس کے ہاتھوں پر اللہ مشارق ومغارب کو فتح کرے گا۔"

حضرت خضرؑ کے سوالات اور امام حسنؑ کے جوابات

۲۵۔(محذف اسناد) ابوہاشم داود بن قاسم الجعفری نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی، آپ نے فرمایا :۔

" ایک دن حضرت علی علیہ السلام مسجد الحرام میں تشریف لائے، اس وقت آپ کے ساتھ امام حسن علیہ السلام بھی موجود تھے اور آپ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بازو کا سہارا لیا ہوا تھا ۔ اس وقت ایک اچھی شکل و صورت اور اچھے لباس والا شخص مسجد الحرام میں داخل ہوا اور امیرالمومنینؑ پر سلام کیا ،حضرتؑ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔

پھر اس شخص نے کہا :۔

امیرالمومنینؑ ! میں آپ سے تین مسائل دریافت کرنا چاہتا ہوں ،اگر آپؑ نے مجھے ان کے جواب عطا کیئے تو میں سمجھوں گا کہ جن لوگوں نے آپؑ کی مخالفت کی ہے، ان کی دنیا و آخرت خطرہ میں ہے ۔ اور اگر آپؑ تسلی بخش جواب دینے میں ناکام رہے تو میں سمجھوں گا کہ آپؑ اور آپؑ کے حریف دونوں ایک جیسے ہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ۔

"جو چاہو مجھ سے پوچھ لو"۔

اس شخص نے کہا :۔

آپؑ مجھے بتائیں کہ

1۔ نیند کی حالت میں انسان کی روح کہاں چلی جاتی ہے ؟

2۔ انسان بھولتا کیوں ہے اور یاد کیسے کرتا ہے ؟

3۔ بچہ اپنے چچاؤں اور ماموؤں کی شبیہ کیوں ہوتا ہے ؟

اس وقت امیرالمومنین علیہ السلام نے حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا :۔

حسنؑ بیٹا ! ان مسائل کا تم جواب دو۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا :۔

1۔" اے سائل ! تو نے دریافت کیا کہ نیند کے وقت انسان کی روح کہاں چلی جاتی ہے ؟

تو پھر سُن ! انسان کی روح کا تعلق ریح سے ہے اور ریح کا تعلق اس وقت تک ہوا سے رہتا ہے جب تک صاحب روح بیدار ہونے کے لیئے حرکت کرتا ہے ، اگر اللہ اس روح کو واپسی کی اجازت دیتا ہے تو وہ ریح ، روح کو کھینچ لیتی ہے اور وہ ریح ہوا کو کھینچ لیتی ہے ، تب روح جسم میں واپس آجاتی ہے اور اپنے ساتھی کے جسم میں ٹھہر جاتی ہے ، اور اگر اللہ اس روح کو واپسی کی اجازت نہ دے تو ہوا ریح کو کھینچ لیتی ہے ، اور ریح روح کو کھینچ لیتی ہے اور پھر روح بدن میں واپس نہیں آتی ، ہاں جب قیامت برپا ہوگی تو روح دوبارہ بدن میں داخل ہوگی"۔

2۔ اے سائل! تو نے دریافت کیا کہ انسان کو نسیان کیسے ہوتا ہے اور یادداشت کیسے واپس آتی ہے ؟

تو پھر سن لے ! انسان کا دل ایک ڈبیہ میں ہوتا ہے اور ڈبیہ پر ڈھکن ہوتا

ہے ، جب کوئی شخص محمدؐ اور آل محمدؑ پر کامل درود بھیجتا ہے تو ڈھکن جدا ہو جاتا ہے اور دل روشن ہو جاتا ہے اور یوں انسان کو بھولی ہوئی بات یاد آ جاتی ہے اور اگر کوئی شخص محمدؐ و آل محمدؑ پر درود نہ بھیجے یا ناقص درود بھیجے تو وہ ڈھکنا اس دل پر مضبوطی سے جم جاتا ہے اس سے دل تاریک ہو جاتا ہے اور جو چیز انسان کو یاد بھی ہوتی ہے تو وہ بھی بھول جاتا ہے"۔

3۔ "اے سائل ! تو نے دریافت کیا کہ بچہ اپنے والد و چچا کا ہم شکل کیوں ہوتا ہے اور اپنے ماموں کا ہم شکل کیوں ہوتا ہے ؟

تیرے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زوجہ سے مطمئن دل اور پرسکون رگوں اور غیر مضطرب دل کے ساتھ مجامعت کرتا ہے اور نطفہ بیوی کے رحم میں ٹھہرتا ہے تو پیدا ہونے والا بچہ اپنے والد اور والدہ کا ہم شکل ہوتا ہے"۔

یہ جواب سن کر سائل نے کہا ۔

اشهد ان لا اله الاالله ۔

" میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے"

اور میں ہمیشہ سے یہ گواہی دیتا تھا۔

پھر کہا :۔

اشهد ان محمد رسول الله ۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ص) اللہ کے رسول ہیں"

اور میں ہمیشہ سے یہ گواہی دیتا تھا۔

اس نے امیرالمومنین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا :۔

اشهد انك وصى رسوله والقا ئم بحجته۔

" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام رسول خداؐ کے وصی اور ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں"۔

اور میں ہمیشہ سے یہ گواہی دیتا رہا ہوں۔

پھر اس نے حسن مجتبیٰ کی طرف اشارہ کرکے کہا:۔

واشهد انك وصيه و القائم بحجته بعدك ۔

" اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان کے وصی ہیں اور امیر المومنینؑ کے بعد ان کی حجت کو قائم کرنے والا ہے۔"

پھر اس نے تمام ائمہ کی امامت کی گواہی دیتے ہوئے کہا :۔

واشهدان الحسين بن على وصى ابيك والقائم بحجته بعدك واشهد على على بن الحسين انه القائم بامر الحسين بعده ، واشهد على محمد بن على انه القائم بامر على بن الحسين بعده، واشهد على جعفر بن محمد انه القائم بامر محمد بن على ، واشهد على موسٰى بن جعفر انه القائم بامر جعفر بن محمد ، واشهد على على بن موسٰى انه القائم بامر موسٰى بن جعفر ، واشهد على محمد بن على انه القائم بامر على بن موسٰى ، واشهد على على بن محمد انه القائم بامر محمد بن على ، واشهد على الحسن بن على انه القائم بامر على بن محمد ، واشهد على رجل من ولد الحسن بن على لا يكنى و لا يسمّٰى حتّٰى يظهر فى الارض امره فيملأها عدلا كما ملئت جوراً ، انه القائم بامر الحسن بن على والسلام عليك يا امير المؤمنين و رحمته الله و بركاته ۔

" میں گواہی دیتا ہوں کہ حسینؑ بن علیؑ آپ کے والد کے وصی اور آپ کے بعد ان کی حجت کو قائم کرنے والے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ بن حسینؑ ، حسینؑ کے بعد ان کے قائم مقام ہیں اور میں محمدؑ بن علیؑ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ

وہ علیؑ بن الحسینؑ کے قائم مقام ہیں اور میں جعفرؑ بن محمدؑ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ محمدؑ بن علیؑ کے قائم مقام ہیں اور میں موسیٰؑ بن جعفرؑ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ جعفرؑ بن محمدؑ کے قائم مقام ہیں اور میں علیؑ بن موسیٰؑ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ موسیٰؑ بن جعفرؑ کے قائم مقام ہیں اور میں محمدؑ بن علیؑ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ علیؑ بن موسیٰؑ کے قائم مقام ہیں اور میں علیؑ بن محمدؑ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ محمدؑ بن علیؑ کے قائم مقام ہیں اور میں حسنؑ بن علیؑ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ علیؑ بن محمدؑ کے قائم مقام ہیں اور میں حسنؑ بن علیؑ کے فرزند کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ جس کی کنیت اور نام لینا جائز نہیں جب تک زمین پر ان کا ظہور نہ ہو جائے اور وہ زمین کو عدل سے ایسے بھریں گے جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی ہو گی ، وہ حسنؑ بن علیؑ کے قائم مقام ہیں ، امیرالمومنین آپؑ پر سلام ہو اوراللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

یہ کہہ کر وہ اٹھ کر چلا گیا۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے فرمایا:۔

ابو محمدؑ ! اس پر نظر رکھو یہ کہاں جاتا ہے ؟

حسن علیہ السلام اس کے دیکھنے کے لیئے باہر آئے، حسن علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس شخص نے جیسے ہی مسجد سے باہر قدم رکھا نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور خدا جانے کس زمین پر چلا گیا۔

حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے واپس آ کر امیرالمومنین علیہ السلام کو اس کی اطلاع دی۔

حضرت علیہ السلام نے فرمایا :۔

ابو محمد ! جانتے ہو یہ کون تھا ؟

حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے عرض کی :۔

خدا ، رسولؐ اورامیرالمومنینؑ بہتر جانتے ہیں۔

حضرت علیہ السلام نے فرمایا :۔

یہ خضر علیہ السلام تھے۔

۳۶ ۔ (بحذف اسناد) عبدالرحمٰن بن سلیط نے امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے ۔ آپؑ نے فرمایا :۔

" ہم میں بارہ ہدایت یافتہ موجود ہیں ،ان کا پہلا فرد امیرالمومنین علیہ السلام اوران کا آخری فرد میرا نواں بیٹا قائم بالحق ہے ، اس کے ذریعہ سے اللہ زمین کو موت کے بعداز سرنو زندگی عطاکرے گا ، اوراس کے ذریعہ سے دین حق کو تمام ادیان پر غلبہ عطا کرے گا ،اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔

میرے اس بیٹے کی غیبت ہوگی جس میں کئی اقوام مرتد ہو جائیں گی اور اللہ کچھ لوگوں کو دین پر قائم رکھے گا ، انہیں اذیتیں دی جائیں گی اورلوگ ان سے کہیں گے۔

اگر تم سچے ہو تو بتاؤ تمہارا امام کب آئے گا ؟"

" آگاہ رہو! ان کے زمانہ غیبت میں اذیت و تکذیب برداشت کرنے والے کو وہی درجہ حاصل ہوگا جو رسول خداؐ کے سامنے تلوار سے جہاد کرنے والے کو حاصل ہے"۔

۳۷ ۔ (بحذف اسناد) ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا :۔

" ہم میں بارہ مہدی ہیں ،جن میں سے چھ گزر چکے ہیں اور چھ باقی ہیں اور چھٹے کے متعلق اللہ جو چاہے گا ، سرانجام دے گا۔ "

اس مفہوم کی روایات کو میں نے اپنی کتاب " کمال الدین وتمام النعمہ فی اثبات الغیبۃ وکشف الحیرہ " میں جمع کیا ہے۔

باب 7

امام موسیٰ کاظمؑ، ہارون الرشید و موسیٰ بن مہدی

۱۔(بحذف اسناد) صالح بن علی بن عطیہ کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی گرفتاری اور بغداد روانگی کی وجہ یہ ہے۔

ہارون الرشید کے چودہ بیٹے تھے اور اس نے حکومت کے لیئے اپنے تین بیٹوں محمد بن زبیدہ ،عبداللہ بن مامون اور قاسم مؤتمن کا انتخاب کیا اور قرار یہ پایا کہ زبیدہ کا بیٹا محمد امین، ہارون کا بلافصل جانشین ہو گا اور امین کے بعد اقتدار مامون کو سونپا جائے گا اور مامون کے بعد حکومت قاسم مؤتمن کے حوالے کی جائے گی۔

ہارون نے اپنے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیئے مکہ کا سفر کیا اور تمام عمال حکومت اور معززین علاقہ اور علماء اور خطباء کو خط لکھ کر مطلع کیا گیا کہ وہ حج کے لیئے مکہ آئیں اور ہارون الرشید کا اہم اعلان سنیں اور پھر ہر خاص و عام کو اس سے مطلع کریں۔

ہارون الرشید نے مکہ کے لیئے مدینہ منورہ کا راستہ منتخب کیا، علی بن محمد نوفلی کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ یحییٰ بن خالد برمکی نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی چغلی کھائی اور ان کی گرفتاری میں اس نے کلیدی کردار سرانجام دیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ہارون الرشید نے اپنے بیٹے محمد امین ابن زبیدہ کا اتالیق جعفر بن محمد بن اشعث (محمد اشعث خ،ل) کو مقرر کیا تھا اور وہ انتہائی ذہین و فطین اور امور مملکت کے رازوں سے واقفیت رکھنے والا انسان تھا ،یحییٰ برمکی نے سوچا کہ ہارون کے بعد اگر حکومت محمد امین کے ہاتھوں میں چلی گئی تو پھر وہ اپنے اتالیق جعفر بن محمد کو اپنا وزیر مقرر کرے گا اور آل برمک کی حیثیت صفر ہو کر رہ جائے گی ،چنانچہ اس نے سب سے پہلے جعفر بن محمد سے دوستانہ تعلقات قائم کیے۔

واضح رہے کہ جعفر بن محمد کا تعلق مذہب شیعہ سے تھا اور وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا عقیدت منداور پیروکار تھا لیکن حکومت کی سختی کی وجہ سے وہ اپنے مذہب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا تھا۔

یحیٰ نے جعفر بن محمد سے دوستی گانٹھی اور اس سے کہا کہ میں بھی دلی طور پر مذہب شیعہ سے منسلک ہوں لیکن حکومتی مجبوریوں کی وجہ سے مذہب کو ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا ، اوریوں آہستہ آہستہ اس نے جعفر بن محمد کا اعتماد حاصل کر لیا اوراس سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق معلومات حاصل کیں اور جعفر نے اسے باتوں باتوں میں بتایا کہ وہ شدت سے خمس کی پابندی کرتا ہے اور تمام تر خمس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کرتا رہتا ہے۔

ہارون الرشید جعفر بن محمد کا احترام کرتا تھا ، الغرض حکومتی قافلہ مدینہ پہنچا اور ہارون نے جعفر کو طلب کیا اوراس کی خدمات کے عوض اسے بیس ہزار دینار بطور انعام دیئے۔

یحیی جو کہ موقع کی تاک میں تھا،رات کے وقت ہارون کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگرآپ میرے الفاظ کو حسد پر محمول نہ کریں تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جعفر بن محمد کا تعلق مذہب شیعہ سے ہے اور وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ارادت مند ہے اوراس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے اسے جوانعام دیاہے اس نےاس میں سے پانچواں حصہ نکال کر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بھیج دیاہے۔

ہارون نےرات کے وقت ہی جعفر کوطلب کیا اور جیسے ہی جعفر نے اپنی طلبی کا حکم سنا تو اسے یقین ہوگیاکہ حاسدوں نے اس کے خلاف خلیفہ کے کان بھرے ہیں اوراس وقت ہارون نے اسے قتل کی غرض سے بلایا ہے۔

جعفر بن محمد نے غسل کیا ، اور اپنے جسم پر کافور ملا اور کفن پہنا اور کفن کو چھپانے کے لیئے اوپرایک قمیص پہنی اوردربار ہارون میں آ کر پیش ہوا۔

جب ہارون نے کافور کی خوشبو محسوس کی اور کفن کو دیکھا تو جعفر سے کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟

جعفر نے کہا:۔

معلوم ہوتا ہے کہ میرے حاسدوں نے اپنا کام سرانجام دے دیا ہے اور رات کے اس وقت آپ کے طلب کرنے کا مقصد موت کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

ہارون الرشید نے کہا :۔

نہیں ،ایسی کوئی بات نہیں ،البتہ مجھے تجھ سے شکوہ ہے کہ تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا عقیدت مند ہے اور اپنے مال کا خمس ان کے پاس روانہ کرتا ہے اور میں نے تمہیں جو بیس ہزار دینار دیئے ہیں تو نے ان کا خمس بھی ان کے پاس روانہ کیا ہے۔

جعفر بن محمد نے کہا:۔

اللہ اکبر ! آپ اپنے کسی خادم کو طلب کریں، میں اسے اپنی انگوٹھی بطور نشانی دے کر روانہ کرتا ہوں ، وہ آپ کی عطا کردہ دونوں تھیلیاں لے کر ابھی آ جائے گا اور آپ خود دیکھیں گے کہ ان کی مہر بھی ابھی تک نہیں ٹوٹی۔

چنانچہ ہارون نے اپنے ایک نوکر کو بلایا اور اس سے کہا کہ جعفر کی انگوٹھی لے کر جاؤ اور اس کے خیمہ سے دو تھیلیاں لے کر آؤ۔

جعفر نے اپنی انگوٹھی دی اور کہا :۔

تم میری یہ انگوٹھی لے کر جاؤ اور میری فلاں کنیز کو یہ انگوٹھی دکھا کر دونوں تھیلیاں لے آؤ۔

چنانچہ نوکر گیا اور کچھ دیر بعد دونوں تھیلیاں لے کر آ گیا اور ان پر مہر بھی بدستور لگی ہوئی تھی۔

جب ہارون نے تھیلیاں دیکھیں تو اسے یقین ہو گیا کہ جعفر بن محمد بے قصور ہے۔

جعفر بن محمد نے کہا:

علی بن اسماعیل نے جواب دیا:۔

کیوں نہیں! مجھے ان کی تمام سرگرمیوں کا بخوبی علم ہے ، ان کے پاس خمس کی بے تحاشا دولت ہے ،انہوں نے چند روز پہلے بشریہ نامی جائیداد خریدی جس کی قیمت تیس ہزار دینار طے ہوئی لیکن عین موقع پر بائع نے اس قیمت پر جائیداد دینے سے انکار کردیا اور زیادہ رقم طلب کی تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بلا تامل اس کی منہ مانگی رقم اس کے حوالہ کردی ،الغرض اس نے اس طرح کی بہت سی باتیں کیں۔

جب ہارون الرشید عراق کی جانب واپس جانے لگا تو علی بن اسماعیل بھی اس کے قافلہ کے ہمراہ تیار ہونے لگا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو پتہ چلا تو آپ نے اسے بلاکر فرمایا :۔

تو بادشاہ کے ساتھ عراق کیوں جانا چاہتا ہے ؟

اس نے کہا:۔

میں نے لوگوں کا بہت سا قرض دینا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

میں تمہارا قرضہ ادا کروں گا۔

اس نے کہا:۔

میرے بیوی بچے بھی ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

ان کا سارا خرچ میں ادا کروں گا۔

اس کے باوجود جب وہ مدینہ رکنے پر آمادہ نہ ہوا تو امام علیہ السلام نے اس کے بھائی محمد بن اسماعیل بن جعفر کے ہاتھ تین سو دینار اور چار ہزار درہم روانہ کیے ،اور پیغام بھیجا کہ اس سے اپنے اخراجات چلاؤ اور میرے بچوں کو یتیم نہ کرو۔

۲۔(بحذف اسناد) علی بن جعفر سے روایت ہے کہ میرے پاس محمد بن اسماعیل

بن جعفر صادق علیہ السلام آئے اور مجھ سے کہا کہ محمد بن جعفر صادق علیہ السلام، ہارون الرشید کے دربار میں گئے اور اسے خلیفہ کہہ کر سلام کیا بعد ازاں اس سے کہا۔

زمین پر بیک وقت میں دو خلیفے نہیں ہو سکتے ، مجھے تعجب ہے کہ میرے بھائی موسیٰ بن جعفر کو بھی لوگ خلیفہ کہہ کر سلام کرتے ہیں ۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی چغل خوری کرنے میں بھی یعقوب بن داؤد کا بھی اہم کردار ہے ،وہ زیدی نظریات رکھتا تھا۔

۳۔(حذف اسناد) ابراہیم بن ابی البلاد کا بیان ہے کہ یعقوب بن داود نے امامت کا دعویٰ کیا تھا اور جس رات کی صبح امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو گرفتار کیا گیا تھا ، اس رات میں اس کے پاس گیا تھا ،تو اس نے مجھے بتایا کہ میں ابھی وزیر یحییٰ بن خالد برمکی کے پاس موجود تھا تو اس نے کہا کہ میں نے ہارون الرشید کو دیکھا کہ وہ رسول خداؐ کی قبر اطہر پر کھڑا ہو کر یہ کہہ رہا تھا ۔

یا رسول اللہؐ ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں ،میں نے ایک کام کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اس کے لیئے میں آپؐ سے معذرت خواہ ہوں ، میں نے موسیٰ بن جعفر کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

مجھے اس کے متعلق خطرہ ہے کہ اگر میں نے اس کو گرفتار نہ کیا تو وہ خلافت کے حصول کے لیئے تیری امت میں جنگ برپا کر دے گا۔

صبح کے وقت ہارون نے فضل بن ربیع کو امام علیہ السلام کی گرفتاری کے لیئے روانہ کیا ، اس وقت امام علیہ السلام مقام رسولؐ پہ نماز ادا کر رہے تھے ، اس نے آپ کو نماز کی حالت میں گرفتار کر لیا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی رہائی

۴۔(بحذف اسناد) عبداللہ بن صالح کہتے ہیں کہ فضل بن ربیع کے ایک ساتھی نے فضل بن ربیع کی زبانی مجھ سے یہ روایت کی ہے۔

فضل بن ربیع کہتے ہیں :۔

ایک رات میں اپنی ایک کنیز کے ساتھ محو استراحت تھا کہ دروازہ کھٹکنے کی آواز آئی ، میری کنیز نے کہا کہ یہ ہوا کی وجہ سے ہے۔

چنانچہ میں نے کوئی توجہ نہ دی ،پھر اچانک دیکھا کہ ہارون الرشید کا مخصوص خادم مسرور کبیر میرے گھر میں داخل ہوا اور مجھ سے کہا کہ اس وقت تجھے خیفہ نے یاد کیا ہے۔

بے وقت بلاوے کی وجہ سے میں بے حد پریشان ہوا اور مجھے یقین ہوگیا کہ ہارون مجھے قتل کرانا چاہتا ہے ،ادھر میں حالت جنابت میں تھا ، سوچا کہ غسل جنابت کرلوں۔

میری کنیز نے میری پریشانی دیکھی تو کہنے لگی :۔

"خدا پر بھروسہ کرو اور بے خوف وخطر چلے جاؤ"۔

بہر نوع میں نے کپڑے بدلے اور کانپتے ہوئے دل اور لرزتے ہوئے پاؤں کے ساتھ خلیفہ کے سامنے جا پہنچا ، اس وقت خلیفہ اپنی خواب گاہ میں بیٹھا ہوا تھا ، جب میری نظر اس پر پڑی تو میں اتنا مرعوب ہوا کہ بے ہوش ہوکر گر پڑا۔

جب میں ہوش میں آیا تو خلیفہ نے کہا:۔

معلوم ہوتا ہے کہ تو اس وقت سخت مرعوب ہے۔

میں نے کہا :۔

"جی ہاں !"

اس نے کہا :۔

"سانس لے لو ،اور اپنے اعصاب ٹھیک کر لو پھر میں تمہیں ایک کام بتاؤں گا"۔

جب میرے حواس بحال ہوئے تو ہارون نے کہا :۔

تم اس وقت زندان چلے جاؤ اور موسیٰ بن جعفر بن محمد کو زندان سے رہا کرو اور ہماری طرف سے تیس ہزار درہم اور پانچ پوشاکیں اور سواری کے لیئے تین بہترین جانور بھی ان کے حوالے کرو ،اور ہماری طرف سے انہیں یہ اختیار بھی دے دو کہ چاہیں تو ہمارے ہاں قیام کریں اور اگر کسی اور مقام پر جانا چاہتے ہوں تو بھی ہماری طرف سے انہیں اس کی مکمل اجازت ہے ۔

فضل بن ربیع نے ازراہ تعجب کہا :۔

خلیفہ صاحب ! کیا آپ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو واقعاً رہا کر رہے ہیں؟

خلیفہ نے کہا :۔

ہاں ! میں انہیں رہا کرتا ہوں تاکہ میں عہد شکنی کا مرتکب قرار نہ پاؤں۔

میں نے پوچھا :۔

آپ کون سے عہد و پیان کا ذکر کر رہے ہیں؟

ہارون نے کہا :۔

آج رات میں اسی جگہ سویا ہوا تھا کہ ایک کالی رنگت رکھنے والے شخص نے میرا گلہ دبانا شروع کردیا اور پھر وہ میرے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور مجھ سے کہنے لگا۔

" تو نے امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو ناحق کیوں قید کیا ہے؟"

میں نے اس سے وعدہ کیا کہ میں موسیٰ بن جعفر (علیہ السلام) کو رہائی دیتا ہوں اور انہیں ایک خطیر رقم کے علاوہ چند پوشاکیں دے کر آزاد کرتا ہوں۔

چنانچہ مجھ سے محکم عہد و پیان لے کر وہ رخصت ہوا اور مجھے یقین ہے کہ

اگر میں اس سے یہ عہد و پیمان نہ کرتا تو وہ مجھے ہلاک کر ڈالتا۔

فضل بن ربیع کہتے ہے کہ میں پھر زندان گیا اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی کوٹھڑی کا دروازہ کھول کر دیکھا تو امام علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے ، جب انہوں نے اپنی نماز مکمل کی تو میں نے انہیں خلیفہ کا سلام پہنچایا اورانہیں ان کی رہائی اور انعام و اکرام کی خبر دی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

" اگر تجھے اس کے علاوہ کوئی اور حکم دیا گیا ہے تو اسے بھی تم سر انجام دے سکتے ہو"۔

میں نے عرض کی :۔

مجھے آپؑ کے جد اطہر رسول خداؐ کی قسم ! مجھے اس کے علاوہ اور کوئی حکم نہیں دیا گیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

" تو پھر میرے لیئے رہائی ہی کافی ہے ، مجھے ہارون کی پوشاکوں اور رقم اور سواریوں کی ضرورت نہیں ہے ، کیونکہ ان تمام چیزوں میں افراد امت کا حصہ شامل ہے "۔

فضل بن ربیع کہتا ہے میں نے ان سے عرض کی :۔

"خدا کے لیئے آپؑ یہ انعام و اکرام ہرگز نہ ٹھکرائیں کیونکہ اس سے حاکم ناراض ہو جائے گا"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

"پھر جیسا مناسب سمجھو وہی کچھ کرو"۔

پھر میں امام علیہ السلام کو زندان سے باہر لے آیا اور ان کی خدمت میں عرض کی کہ خدا کے واسطہ سے مجھے یہ بتائیں کہ آپؑ نے وہ کون سا عمل کیا ہے کہ جس کی

وجہ سے ہارون آپ کو رہا کرنے پر مجبور ہو گیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

"بدھ کی شب عالم خواب میں مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی"۔

انہوں نے فرمایا :۔

" موسیٰ تو بے گناہ قیدی ہے"

میں نے عرض کیا :۔

"جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ! میں بے گناہ قیدی ہوں"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تین مرتبہ مذکورہ جملہ دہرایا اور ہر بار میں نے بھی ایک سا جواب دیا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ (الانبیاء ـ ۱۱)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

کل روزہ رکھنا اور جمعرات اور جمعہ کو بھی روزہ رکھنا اور افطار کے وقت بارہ رکعت نماز پڑھنا ،ہر رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد بارہ مرتبہ سورۃ قل ھواللہ احد کی تلاوت کرنا اور سجدہ میں یہ دعا پڑھنا۔

یَا سَابِقَ الْفَوْتِ وَیَا سَامِعَ كُلِّ صَوْتٍ یَا مُحْیِیَ الْعِظَامِ وَ هِیَ رَمِیْمٌ بَعْدَ الْمَوْتِ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَ اَنْ تَجْعَلَ لِیَ الْفَرَجَ مِمَّا اَنَا فِیْهِ ۔

" اے موت سے پہلے موجود ! ، اے ہر آواز کو سننے والے ! ، اے ہڈیوں کو زندہ کرنے والے ! جب کہ وہ موت کے بعد راکھ ہو جانے والی ہیں ۔ میں تجھ سے تیرے اسم اعظم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ پر درود

بھیج جو تیرا بندہ اور تیرا رسولؐ ہے اور ان کے اھل بیت طیبین علیھم السلام پر درود بھیج ۔ تو میرے لیے آسائش کے اسباب مہیا فرما جن میں ، میں پُر سکون رہ سکوں "۔

چنانچہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان پر عمل کیا جس کا نتیجہ تیرے سامنے موجود ہے۔

۵ ۔(بحذف اسناد) فضل بن ربیع کا بیان ہے کہ میں ہارون ارشید کا حاجب تھ ،ایک دن ہارون انتہائی غصہ کے عالم میں میرے پاس آیا اور اس وقت اس کے ہاتھ میں تلوار تھی جسے وہ اپنے ہاتھوں سے پلٹا رہا تھا اوراس نے آتے ہی مجھ سے کہا ۔

فضل ! مجھے میری قرابت رسول کا واسطہ! اگر تو میرے ابن عم کوابھی ابھی یہاں نہ لے کر آیا تو میں تیری گردن پکڑ لوں گا (تجھے قتل کردوں گا)۔

فضل بن ربیع کہتے ہیں کہ میں نے کہا: آپ کے کون سے ابن عم کو لے کر آؤں ؟

ہارون نے کہا : اس حجازی کولے آؤ۔

فضل نے کہا : کون سا حجازی ؟

ہارون الرشید نے کہا : موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو لے آؤ ۔

فضل کہتے ہیں: میں یہ حکم سن کر گھبرا گیا کیونکہ مجھے یقین ہوگیا کہ ہارون امام علیہ السلام کو شہید کردے گا اوراس گناہ میں میرا بھی ایک حصہ ہو گا، لیکن رعب شاہی کی وجہ سے مجھ میں انکار کی گنجائش نہ تھی۔

اور میں نے کہا : میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا ۔

پھر ہارون نے کہا : دو کوڑے اور دو جلاد بھی میرے پاس پہنچاؤ۔

چنانچہ حسب الحکم میں نے دو کوڑے اور دو جلاد بھی ہارون کے پاس پہنچا دیئے۔

بعدازاں میں ابو ابراہیم امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مکان پر گیا تو وہ کھجور کے عام شہتیروں کا بنا ہوا ایک معمولی سا مکان تھا اور دروازے پر سیہ فام غلام موجود تھا۔

میں نے اس سے کہا: اپنے آقا کو میرے آنے کی اطلاع کردو۔

غلام نے کہا : ان کے دروازے پر کوئی دربان اور حاجب نہیں ہے، تو جا سکتا ہے۔

چنانچہ جب میں مکان میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں اوران کے سامنے ایک سیاہ فام غلام ہے اوراس کے ہاتھ میں ایک مقراض ہے اور وہ اس مقراض سے حضرتؑ کی پیشانی اور ناک کا وہ مردہ گوشت کاٹ رہا ہے جو کثرت سجود سے پیدا ہو گیا تھا۔

میں نے حضرتؑ کو سلام کیا اور انہیں کہا کہ ہارون انہیں اپنے دربار میں طلب کررہا ہے۔

یہ سن کر انہوں نے کہا : بھلا رشید سے میرا کیا تعلق ہے، کیا اتنی نعمات پا کر بھی وہ مجھے فراموش کرنے پر آمادہ نہیں ہے؟

پھر تیزی سے اٹھے اور فرمایا :۔

میرے نانا رسول خداؐ کا فرمان ہے ۔

" تقیہ کی حالت میں حاکم کی اطاعت لازمی ہے"

میں نے ان سے کہا : آپؑ اپنے آپ کو سزا کے لیئے تیار کر لیں کیونکہ بادشاہ سخت غصہ میں نظر آ رہا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : توکیا میرے ساتھ وہ نہیں ہے جو دنیا اور آخرت کا مالک ہے ؟ اور آج وہ مجھے ہرگز کوئی تکلیف نہیں دے سکے گا۔

فضل بن ربیع کہتے ہیں : پھر میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کو تین بار سر کے گرد پھیرا اور زیر لب کچھ کلمات کہے پھر میں انہیں لے کر ہارون کے دروازے

پر آیا اور انہیں باہر کھڑا کر کے خود اندر چلا گیا ،اور جب میں اندر داخل ہوا تو ہارون ایک پسر مردہ ماں کی طرح حیران و سرگرداں کھڑا تھا، مجھے دیکھ کر کہا۔

فضل ! کیا تو میرے ابن عم کو لے آیا ہے؟

فضل نے کہا : جی ہاں ! میں انہیں لے آیا ہوں۔

ہارون نے کہا : راستہ میں تو نے انہیں خوفزدہ تو نہیں کیا ؟

فضل نے کہا: نہیں ! میں نے انہیں خوف زدہ نہیں کیا ۔

پھر ہارون نے کہا: کیا تونے یہ تو نہیں کہا کہ میں سخت غصہ میں ہوں ؟

یہ سچ ہے کہ چند لمحات قبل مجھے سخت غصہ تھا لیکن اب میں نے اپنے غصہ پر قابو پا لیا ہے ،اب تم میرے ابن عم کو میرے پاس لے آؤ۔

چنانچہ میں امام علیہ السلام کو لے کر اس کے سامنے پہنچا تو جیسے ہی امام علیہ السلام پر اس کی نظر پڑی تو تعظیم کے لیئے اٹھ کھڑا ہوا اور انہیں گلے لگا کر کہا۔

میں اپنے ابن عم اور بھائی اور وارث نعمت کو خوش آمدید کہتا ہوں ،پھر اس نے امام علیہ السلام کو اپنے قریب بٹھایا اور کہا:

آپ ہم سے ملاقات کرنے کیوں نہیں آتے ؟

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا : تیرے حدود سلطنت کی وسعت اور تیری حب دنیا کی وجہ سے ہم آپ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتے۔

پھر ہارون نے حکم دیا کہ قیمتی مرصع برتن لایا جائے چنانچہ اس کے سامنے قیمتی دھاتوں سے مرصع صراحی لائی گئی ،پھر ہارون نے حکم دیا کہ چند پوشاکیں اور دیناروں سے بھری ہوئی دو تھیلیاں پیش کی جائیں ،اور جب تمام اشیاء جمع ہو گئیں تو ہارون نے وہ تمام چیزیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نذر کیں ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : اولاد ابو طالب میں سے کچھ کنوارے ایسے موجود ہیں جن کی نسل کے معدوم ہونے کا اندیشہ ہے ، اور جن کے نکاح اور حق مہر کی ذمہ داری

مجھ پر ہے ،اگر وہ نہ ہوتے تومیں یہ رقم کبھی قبول نہ کرتا۔

پھر امام علیہ السلام **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ** کہہ کر چلے گئے۔

فضل کہتے ہیں: میں نے ہارون الرشید سے کہا آپ تو انہیں سزا دینا چاہتے تھے لیکن آپ نے انہیں انعام دے کر کیوں رخصت کیا ؟

یہ سن کر ہارون الرشید نے کہا: جب تو انہیں بلانے کے لیئے گئے تو میں نے دیکھا کہ بہت سے افراد میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا اور انہوں نے ان نیزوں کو میرے صحن میں یوں نصب کیا جیسے کہ نیزے اس حویلی میں اگے ہوئے ہوں اور انہوں نے مجھ سے کہا ۔

" اگر فرزند رسولؐ کو کوئی اذیت پہنچی تو ہم تجھے تیرے محل سمیت زمین میں دھنسا دیں گے ، اور اگر تم نے فرزند رسول سے اچھا سلوک کیا تو ہم تجھے کچھ نہیں کہیں گے "۔

یہی وجہ ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ساتھ نیک سلوک روا رکھا۔

فضل کہتے ہیں: پھر میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کہا:۔

ہارون سخت غصہ میں تھا نجانے اس نے آپ سے بھلائی کیسے کی اور اللہ نے آپ کو اس کے شر سے محفوظ رکھ لیا ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنے دادا امیرالمومنین علیہ السلام کی وہ دعا پڑھی تھی جسے "کفایۃ البلاء" کہا جاتا ہے ،اور امیرالمومنین علیہ السلام جب بھی کسی دشمن کے مقابلہ میں وارد ہوتے تو آپؑ یہ دعا پڑھا کرتے تھے اور وہ دعا یہ ہے۔

بلا اور دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ بِکَ اُسَاوِرُ وَبِکَ اُجَادِلُ وَبِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اَنْتَصِرُ وَ

بِكَ اَمُوْتُ وَبِكَ اَحْیٰی ، اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ ، لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ خَلَقْتَنِیْ وَرَزَقْتَنِیْ وَ سَرَرْتَنِیْ وَسَتَرْتَنِیْ مِنْ بَیْنَ الْعِبَادِ بِلُطْفِکَ وَ خَوَّلْتَنِیْ اِذَا هَرَبْتُ رَدَدْتَنِیْ ، وَاِذَا عَثَرْتُ اَقَلْتَنِیْ ، وَاِذَا مَرِضْتُ شَفَیْتَنِیْ وَاِذَا دَعَوْتُکَ اَجَبْتَنِیْ یَا سَیِّدِیْ اِرْضَ عَنِّیْ فَقَدْ اَرْضَیْتَنِیْ

”اے پروردگار ! میں تیری وجہ سے خوش رہتا ہوں اور تیرے لیے ہی جنگ کرتا ہوں اور تجھ ہی سے صلہ چاہتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد کا طلبگار ہوں۔ اور تو ہی موت دینے والا ہے اور تو زندگی عطا کرتا ہے اور میں نے اپنے تمام امور تیرے سپرد کر دیئے ہیں ۔ کوئی حصار اور کوئی طاقت نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی ذات جو اعلیٰ ہے اور عظیم ہے ۔

اے پروردگار! تو نے مجھے خلق کیا اور تو ہی مجھے رزق دینے والا ہے اور تو ہی نے مجھے خوشیاں عطا کی ہیں اور تو نے اپنے لطف و کرم سے میرے گناہ اپنے بندوں سے چھپا دیئے ہیں ۔ اور تو نے مجھ حوصلہ دیا ، جب میں سر گرداں بھاگ رہا تھا تو نے مجھے اپنے مقام پر لوٹا دیا۔ اور جب میں بے سہارا ہوا تو تو نے مجھے سہارا دیا اور جب میں مریض ہوا تو تو نے مجھے شفا بخشی اور جب میں تجھے پکارتا تھ تھ تو تو مجھے جواب دیتا تھا ۔اے میرے سردار! میں تجھ سے راضی ہوں بس تو مجھ سے راضی ہو جا “۔

قاضی ابو یوسف اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

٦۔(بحذف اسناد) عثمان بن عیسیٰ نے اپنے اصحاب سے روایت کی کہ ایک دن قاضی ابو یوسف نے مہدی عباسی سے کہا کہ سامنے امام موسیٰ کاظم علیہ اسلام بیٹھے ہیں ،اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ان سے ایسا مسئلہ پوچھوں جس کے جواب سے

وہ عاجز ہوا۔

مہدی عباسی نے کہا : ہاں ! تجھے اجازت ہے۔

ابویوسف نے کہا : آپ یہ بتائیں کہ حالت احرام میں اپنے اوپر سایہ کرنا درست ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : " درست نہیں ہے "

ابویوسف نے کہا : اگر زمین پر خیمہ لگا دیا جائے اور محرم (حالت احرام والا شخص) اس میں داخل ہو جائے تو اس کے لیئے کیا حکم ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : " اس میں کوئی عیب نہیں ہے "

قاضی ابویوسف نے کہا : ان دونوں صورتوں میں کیا فرق ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : " اچھا یہ بتاؤ کہ حائض اپنے ایام کی نماز کی قضا بجا لائے گی ؟ "

قاضی ابویوسف نے کہا : نہیں !

امام علیہ السلام نے فرمایا : تو کیا حائض روزوں کی قضا بجالائے گی ؟

قاضی ابویوسف نے کہا : جی ہاں !

امام علیہ السلام نے فرمایا : اس کی وجہ کیا ہے ؟

قاضی ابویوسف نے کہا : شریعت کی تعلیم یہی ہے ، ہمیں اس کی پابندی کرنی چاہیئے۔

امام علیہ السلام نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے فرمایا :۔

"احرام کے مسائل میں بھی شریعت کی تعلیم یہی ہے ، اس کے لیئے کسی قیاس کو خاطر میں نہیں لانا چاہیئے ۔"

مہدی عباسی جو کہ بڑی دلچسپی سے یہ بحث سن رہا تھا۔

اس نے قاضی ابویوسف سے کہا : تو انہیں لاجواب تو نہیں کر سکا۔

ابو یوسف نے کہا : اس نے مجھے ایسا پتھر مارا جس سے میرے دماغ کے ٹکڑے تک اڑ گئے۔

موسیٰ بن مہدی اور امام موسیٰ کاظمؑ

۷۔(بحذف اسناد) علی بن یقطین سے مروی ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو پتہ چلا کہ موسیٰ بن مہدی عباسی ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنا چاہتا ہے تو انہوں نے اپنے خاندان کے افراد کو جمع کیا اور ان سے مشورہ لیا۔

ان میں سے اکثر افراد نے یہ مشورہ دیا کہ آپؑ چند دنوں کے لیئے روپوشی اختیار کرلیں کیونکہ موسیٰ بن مہدی پر اعتماد کرنا درست نہیں ہے۔

یہ سن کر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مسکرائے اور یہ شعر پڑھا۔

زعمت سخینة ان ستغلب ربها

ولیغلبن مغالب الغلاب

" قریش کا خیال ہے کہ وہ اپنے رب پر غالب آجائیں گے ، جبکہ ہمیشہ غالب آنے والا ہی غالب رہے گا "۔

پھر آپؑ نے آسمان کی جانب رخ اٹھایا اور یہ دعا پڑھی۔

دشمن سے امان پانے کی دعا

اَللّٰھُمَّ کَمْ مِنْ عَدُوٍّ شَحَذَلِیْ ظَبَةَ مِدْیَتِهٖ وَاَرْھَفَ لِیْ شَبَاحَدِّ هٖ ، وَدَافَ لِیْ قَوَاتِلَ سَمُوْمِهٖ وَلَمْ تَنَمْ عَنِّیْ عَیْنُ حَرَاَسَتِهٖ فَلَمَّا رَاَیْتَ ضَعْفِیْ عَنِ اِحْتِمَالِ الْفَوَادِحِ ، وَ عِجْزِ یْ ذٰلِکَ عَنْ مُلِمَّاتِ الْحَوَآئِجِ صَرَفْتَ ذٰلِکَ عَنِّیْ بِحَوْلِکَ وَقُوَّتِکَ لَا بِحَوْلِیْ وَ قَوَّتِیْ ، فَاَلْقَیْتَهٗ فِی الْحَفِیْرُ الَّذِیْ احْتَفَرَهٗ لِیْ خَآئِبًا مِمَّا اَمَّلَهٗ فِیْ دُنْیَا ہُ مُتَبَاعِدًا مِمَّا رَجَاهٗ فِیْ اٰخِرَتِهٖ ، فَلَکَ الْحَمْدُ عَلٰی ذٰلِکَ

قَدْرَ اسْتِحْقَاقِكَ سَيِّدِیْ اَللّٰھُمَّ فَخُذْہُ بِعِزَّتِكَ وَافْلِلْ حَدَّہٗ عَنِّیْ بِقُدْرَتِكَ وَاجْعَلْ لَہٗ شُغْلًا فِیْمَا یَلِیْهِ وَعِجْزًا عَمَّنْ یُّنَاوِیْهِ، اَللّٰھُمَّ وَ اَعِدَّنِیْ عَلَیْهِ مِنْ عَدُوِّیْ حَاضِرَۃً تَکُوْنُ مِنْ غَیْظِیْ شِفَآءً وَ مِنْ حِقِیْ عَلَیْهِ وَفَآءً، وَصَلْ اَللّٰھُمَّ دُعَآئِیْ بِالْاِجَابَۃِ وَانْظِمْ شِکَایَتِیْ بِالتَّغْیِیْرِ وَ عَرِّفْہُ عَمَّا قَلِیْلٍ مَا وَعَدْتَّ الظَّالِمِیْنَ وَعَرِّفْنِیْ مَا وَعَدْتَّ فِیْ اِجَابَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ اِنَّكَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ وَالْمَنِّ الْکَرِیْمِ ۔

''خدایا! کتنے ہی ایسے دشمن ہیں جنھوں نے میرے لیے اپنی چھری کی دھار کو تیز کیا اور دھار کو خوب چمکایا، اور میرے لیئے مہلک زہروں کو آمادہ کیا، اور اس کی نگاہ رکھنے والی آنکھ مجھ سے غافل نہ ہوئی، اور جب تو نے دیکھا کہ میں ان مشکلات کو برداشت کرنے سے ضعیف ہوں اور نازل ہونے والی حاجات سے عاجز ہوں تو، تو نے اپنی قوت و طاقت سے ان مصائب و آفات کا رخ مجھ سے پھیر دیا، اس میں میری اپنی قوت و طاقت کا کوئی دخل نہیں تھا، اور تو نے اسے اس گڑھے میں گرا دیا جو اس نے میرے لیئے کھودا تھا، اور تو نے اس کو اس کے فریبی ارادوں میں ناکام کردیا اور دور کے منصوبوں میں اسے نامراد کردیا۔ تیرے لیئے ہی حمد و سزاوار ہے جتنا کہ تو اس کا مستحق ہے۔

خدایا! تجھے اپنی عزت کا واسطہ اس کا مؤاخذہ فرما اور اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ سے اس کی دھار کو کند کردے اور اسے اس کے کاموں میں ہی مصروف کردے اور جو کچھ وہ ارادہ کرتا ہے اس سے اسے عاجز کردے۔

خدایا! مجھے میرے دشمنوں پر فوری کامیابی عطا فرما جس سے میرے غصہ کو شفا ملے اور میرا اس پر جو حق ہے وہ پورا ہو سکے۔

پروردگار! میری دعا کو قبولیت کے ساتھ متصل فرما اور میری شکایت کو تبدیلی سے منظم فرما اور تو نے ظالموں سے جس کیفر کردار کا وعدہ کیا ہے وہ اسے جلد دکھا دے اور مظلوم و لاچار لوگوں کی دعا کی مقبولیت کا تو نے جو وعدہ کیا ہے، مجھے جلد دکھا دے،

بے شک تو فضل عظیم اور احسان کریم کا مالک ہے۔ "

علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد آپؑ کے افراد خاندان اٹھ کر چلے گئے پھر وہ اس خط کے پڑھنے کے لیئے جمع ہوئے جس میں موسیٰ بن مہدی کی موت کی اطلاع دی گئی تھی ،اس واقع کو نظم میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

اخلاط اربعہ کا بیان

۸۔(بحذف اسناد) ایک دن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہارون کے دربار میں گئے۔

ہارون نے کہا : فرزند رسولؐ ! آپؑ طبائع اربعہ کے متعلق ارشاد فرمائیں۔

امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا : "جہاں تک ہوا کا تعلق ہے تو یہ تو مدارات کا خیال رکھنے والا بادشاہ ہے اور باقی رہا خون کا معاملہ تو خون بداخلاق غلام کی مانند ہے جو کبھی کبھار اپنے آقا کو قتل کر ڈالتا ہے اور بلغم جھگڑالو دشمن ہے، اگر تو اسے ایک جانب سے بند کروگے تو وہ دوسری جانب سے نکل آئے گا اور صفرا کی مثال تو زمین جیسی ہے ،جب زمین پر زلزلہ آئے تو وہ اپنے اوپر والی ہر چیز کو تہ و بالا کر کے رکھ دیتی ہے۔"

ہارون آپؑ کی یہ حکمت آمیز گفتگو سن کر بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا۔

آپؑ تو خدا اور رسولؐ کے دانش کے خزانے لوگوں میں لٹا رہے ہیں۔

امام موسیٰ کاظمؑ اور ہارون کا مکالمہ

۹۔(بحذف اسناد) ابو احمد ھانی محمد بن محمود العبدی نے ہم سے بین کیا، وہ کہتے ہیں کہ محمد بن محمود نے متصل اسناد سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ، آپ علیہ السلام نے فرمایا :۔

جب مجھے رشید کے پاس لے جایا گیا تو میں نے اسے سلام کیا اور اس نے مجھے

سلام کا جواب دیا پھر کہنے لگا:۔

موسیٰ بن جعفر ! زمین پر دو خلیفے کیسے ممکن ہیں جن کی طرف خراج لے جایا جاتا ہو ؟

میں نے کہا: خدا آپ کو اس سے محفوظ رکھے کہ آپ میرا اور اپنا بوجھ اپنی گردن میں ڈالیں اور ہمارے دشمنوں کی غلط باتوں کو قبول کریں ۔آپ جانتے ہیں کہ وفات پیغمبرؐ کے وقت سے لوگ ہمارے خلاف بہتان تراشی کرتے آ رہے ہیں ،اور آپ بھی رسول خداؐ سے قرابت رکھتے ہیں،اسی لیئے اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک حدیث سنانا چاہتا ہوں۔

ہارون الرشید نے کہا: ہاں ! آپؑ کو اجازت ہے۔

پھر میں نے کہا: میرے والد نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

جب رِحم ،رِحم سے ملتا ہے تو!

آپؐ نے فرمایا

" جب رِحم، رِحم سے ملتا ہے تو اس میں حرکت و اضطراب پیدا ہوتا ہے "

لہٰذا اس حدیث کی روشنی میں ہارون نے مجھ سے کہا آپؑ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیں اور میرے قریب قریب آ جائیں۔

میں قریب ہوا ،اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے سینہ سے کافی دیر تک چمٹائے رکھا ،پھر اس نے مجھ سے کہا آپؑ بیٹھ جائیں ، آپؑ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔

میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے ،یہ دیکھ کر میں مطمئن ہو گیا۔

ہارون نے کہا: موسیٰؑ ! آپؑ نے سچ کہا اور آپؑ کے جد اطہر رسول خدا صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم نے بھی سچ کہا، میں نے جیسے ہی آپؑ کو سینہ سے لگایا تو میرا خون متحرک ہو گیا اور میری رگوں میں اضطراب پیدا ہو گیا اور مجھ پر رقت قلب طاری ہو گئی اور میری آنکھیں برسنے لگیں۔

اب میں آپؑ سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں، جو کہ مدت سے میرے سینے میں گردش کر رہے ہیں اور اگر آپؑ نے مجھے ان کے صحیح صحیح جواب دے دیئے تو میں آپؑ کو آزاد کر دوں گا اور آپؑ کے متعلق کسی بدخواہ کی بات نہیں سنوں گا او آپ کے متعلق میں نے یہ سنا ہے کہ آپؑ کبھی جھوٹ نہیں بولتے اسی لیئے مجھے صحیح صحیح جواب دیں اور کسی طرح کے تقیہ کو کام میں مت لائیں۔

میں نے کہا: آپ پہلے یہ وعدہ کریں کہ مجھے امان حاصل ہو گی۔

ہارون نے کہا: میرا وعدہ ہے آپؑ امان میں رہیں گے۔

اس **وقت میں نے کہا:** اب جو چاہو سوال کرو۔

بنی فاطمہ اپنے کو ہم سے افضل کیوں سمجھتے ہیں؟

ہارون نے سوال کیا: آپؑ یہ بتائیں کہ آپؑ بنی فاطمہ اپنے آپ کو ہم سے افضل کیونکر سمجھتے ہو، حالانکہ ہمارا خاندان ایک ہے، ہمارا اور تمہارا داوا عبدالمطلب ہے، ہم عباس کی اولاد ہیں اور تم ابو طالب کی اولاد ہو، عباس اور ابو طالب دونوں بھائی تھے اور دونوں رسول خداؐ کے یکساں طور پر چچا تھے، اس کے باوجود تم اپنے آپ کو ہم سے بہتر کیوں سمجھتے ہو؟

میں نے اس کا جواب یہ دیا: ''ہم قرابت میں تم سے زیادہ آنحضرتؐ کے قریب ہیں۔

ہارون نے کہا: بھلا وہ کیسے؟

میں نے کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے والد ماجد عبداللہؑ اور ہمارے داوا

ابو طالبؑ ایک ہی ماں کے فرزند تھے جبکہ عباس کی ماں اور تھی۔

اولاد کی موجودگی میں چچا میراث سے محروم رہتا ہے

ہارون نے کہا: اچھا آپؑ یہ بتائیں کہ آپؑ نے وراثت نبویؐ کا دعویٰ کیسے کرلیا؟ جب کہ چچا کی موجودگی میں چچا کا بیٹا میراث حاصل نہیں کر سکتا اور جب آنحضرتؐ کی وفات ہوئی تو اس وقت ابوطالب وفات پا چکے تھے اور ہمارے دادا عباسؓ زندہ تھے لہذا عباسؓ کی موجودگی میں علیؑ وراثت حاصل نہیں کر سکتے مگر اس کے باوجود آپ لوگ میراث رسولؐ کے دعویدار ہیں، آخر اس کی وجہ کیا ہے ؟

میں نے کہا: بادشاہ مجھے اسی سوال کے جواب سے معذور رکھے تو مناسب ہے۔

ہارون نے کہا: نہیں ! آپؑ کو ہر صورت میں اس کا جواب دینا ہوگا۔

میں نے کہا: آپ امان کے وعدہ پر قائم ہیں۔

ہارون نے کہا: جی ہاں !

تو میں نے کہا: بادشاہ ! تو پھر حسن علی ابن طالبؑ کا وارث کے متعلق ناطق فیصلہ یہ ہے کہ اولاد کی موجودگی میں صرف والدین اور شوہر بیوی میراث حاصل کر سکتے ہیں اور اولاد کی موجودگی میں چچا میراث سے محروم ہوتا ہے اور اولاد کی موجود گی میں چچا کی میراث کے لیئے قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہیں ہے ،البتہ رسول خداؐ کی وفات کے بعد برسراقتدار آنے والے حکمرانوں اور بنی امیہ کے حکام نے اپنی طرف سے قیاس کرتے ہوئے چچا کو والد کے قائم مقام قرار دے کر اسے میراث میں شامل کیا تھا اور ان کے قیاس کی تائید کسی طور پر سنت نبویؐ سے نہیں ہوتی اور موجودہ دور کے آپ کے اپنے مقرر کردہ قاضی نوح بن دراج نے بھی حضرت علی علیہ السلام کی اتباع کرتے ہوئے اولاد کی موجودگی میں چچا کو میراث سے محروم رکھا ہے۔

یہ سن کر ہارون نے نوح بن دراج اور سفیان ثوری، ابراہیم مدنی اور فضیل

بن عیاض کو طلب کر کے حقیقت دریافت کی تو سب نے کہا۔

" ہاں ! یہ علیؑ بن ابی طالبؑ کا قول ہے"

ہارون نے ان سے کہا: پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ نوح بن دراج نے تو قول علی علیہ السلام کے مطابق فتویٰ صادر کیا ہے اور تم لوگوں نے اس کی طرح سے فتویٰ کیوں نہیں دیا ؟

مذکورہ علماء نے کہا: نوح بن دراج نے جرأت کا مظاہرہ کیا ہے جب کہ ہم اپنی بزدلی کی وجہ سے ایسا فتویٰ نہیں دے سکے۔

جب ہارون علماء سے معلوم کر چکا تو میں نے کہا بادشاہ ! علی علیہ اسلام کا فیصلہ ہر لحاظ سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے ، کیونکہ

آنحضرتؐ نے فرمایا :۔

علی اقضاکم

" علیؑ تمہارا سب سے بڑا قاضی ہے "

علاوہ ازیں عمر بن خطاب کے اس اقرار کو بھی پیش نظر رکھیں۔

علی اقضانا

" علیؑ ہمارا سب سے بڑا قاضی ہے"

اور اس مقام پر یہ نکتہ ہمیشہ ذہن نشین رہنا چاہیئے کہ آنحضرتؐ نے اپنے صحابہ کے مقامات بیان کرتے ہوئے انہیں جزئی صفات کا حامل قرار دیا ، مثلاً کسی کے متعلق کہا کہ اس کے پاس قرأت ہے ، کسی کے متعلق فرمایا کہ اس کے پاس علم الفرائض ہے وغیرہ وغیرہ ۔

لیکن علی علیہ السلام کو قاضی قرار دیا ،اورانسان قاضی تب بن سکتا ہے جب اس کے پاس تمام علوم موجود ہوں کیونکہ قرأت و فرائض عہدۂ قضا کے شرائط میں شامل ہیں۔

اس کے بعد ہارون نے کہا: موسیٰؑ ! اس سے کچھ مزید بیان کریں۔

میں نے کہا: میں اس شرط پر مزید کچھ کہہ سکتا ہوں جب یہ گفتگو امانت کی طرح سے محفوظ رہے۔

ہارون نے کہا: مطمئن رہیں، ایسا ہی ہوگا۔

میں نے کہا: بادشاہ ! تو پھر مزید سن۔

جس مسلمان نے ہجرت نہ کی ہو تو رسول خداؐ نے سرے سے اس کا حق ہی ثابت نہیں کیا۔

ہارون نے کہا: بھلا وہ کیسے، اس کی دلیل کیا ہے ؟

میں نے کہا: اس کی دلیل سورۂ انفال کی یہ آیت ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۔۔۔۔الخ (الانفال۔ ۷۲)

"اور جن لوگوں نے ایمان تو قبول کیا اور ہجرت نہیں کی تو تم لوگوں کو ان کی سرپرستی سے سروکار نہیں، یہاں تک کہ وہ ہجرت اختیار کریں۔۔۔ الخ"

اور بادشاہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے چچا عباس نے ہجرت نہیں کی تھی۔

یہ سن کر ہارون نے کہا: موسیٰؑ ! خدا را یہ تو بتائیں، آپؑ نے کہیں یہ فتویٰ ہمارے مخالفین کے سامنے تو نہیں دیا ؟

میں نے کہا: ہرگز نہیں ! آپ نے مزید اصرار کیا تھا اور آپ کے اصرار پر میں نے اس حقیقت کا اظہار کیا۔

آپؑ اولادِ علیؑ کی بجائے اولادِ نبی کیوں کہلاتے ہیں ؟

پھر ہارون نے کہا: اچھا ! آپؑ یہ بتائیں کہ آپؑ حضرات اپنے آپ کو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب کیوں منسوب کرتے ہیں اور آپؑ اپنے آپ کو

فرزند رسول کیوں کہلاتے ہیں جب کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ حضرت علی کی اولا ہیں اور فاطمہ زہرا (س) ان کی زوجہ تھیں اور عورت ایک برتن کی مانند ہوتی ہے اور اولاد کا الحاق بہر نوع باپ سے ہی ہوتا ہے ،تم لوگ علی کی اولاد ہونے کے باوجود اولاد نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کیوں کہلاتے ہو جب کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تمہارے باپ نہیں نانا تھے ؟

میں نے کہا : بادشاہ ! ہم اگر یہ فرض کرلیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس دنیا میں دوبارہ بھیج دے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ سے آپ کی بیٹی کے رشتہ کی خواہش کریں تو آپ کا جواب کیا ہو گا ؟

ہارون نے کہا : اگر ایسا ہو جائے تو میں حبیب خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو خوشی سے اپنا داماد بناؤں گا اور اسی رشتہ کی وجہ سے عرب و عجم پر فخر کروں گا۔

اس وقت میں نے کہا : بادشاہ ! یہی تمہارا اور ہمارا فرق ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ سے رشتہ طلب کرسکتے ہیں اور آپ رشتہ دے سکتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھ سے نہ تو رشتہ طلب کرسکتے ہیں اور نہ ہی میں انہیں رشتہ دے سکتا ہوں ،کیونکہ میری بیٹی ان کی نواسی ہے اور آپ کے لیئے میری بیٹی کا رشتہ حرام ہے ، آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے جنم دیا ہے اور آپ کو جنم نہیں دیا۔

ہارون نے یہ سن کر کہا : موسیٰ ! آپ نے معقول جواب دیا ، بھلا یہ بتائیں کہ آپ بنی فاطمہ اپنے آپ کو ذریت رسول کیوں کہلاتے ہیں جب کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تو کوئی اولاد نرینہ تھی ہی نہیں ؟

میں نے کہا : بہتر ہے آپ مجھے اس سوال کے جواب سے معذور ہی رکھیں۔

ہارون نے کہا : نہیں !آپ کو ہر صورت میں اس کا جواب دینا ہوگا ، کیونکہ قرآن کی آیت ہے ۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ (انعام۔۳۸)

"ہم نے کتاب (قرآن) میں کوئی بات فروگزاشت نہیں کی"۔

اور قرآن مجید کے متعلق آپ حضرات ہمیشہ کہتے رہتے ہیں کہ قرآن کی تاویل آپ کے پاس موجود ہے ، لہذا آپ مجھے نص قرآن سے ذریت رسولؐ ہونے کا ثبوت دیں۔

میں نے کہا: بادشاہ ! مجھے جواب کی اجازت ہے ؟

ہارون نے کہا: جی ہاں !

اس وقت میں نے کہا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ وَاَیُّوْبَ وَ یُوْسُفَ وَ مُوْسٰی وَ هَارُوْنَ وَکَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ وَزَکَرِیَّا وَ یَحْیٰی وَ عِیْسٰی وَاِلْیَاسَ ۔۔۔ الخ (الانعام۔ ۸۴،۸۵)

" اور ابراہیم کی اولاد سے داؤدؑ و سلیمانؑ و ایوبؑ و یوسفؑ و موسیٰؑ و ہارونؑ (سب کی ہم نے ہدایت کی) اور نیکوکاروں کو ہم ایسا ہی صلہ عطا فرماتے ہیں اور زکریا و یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاس یہ سب نیک بندوں میں سے ہیں"۔

یہ آیت پڑھ کر میں نے ہارون سے کہا: بادشاہ ! آپ بتائیں عیسیٰؑ کے باپ کون تھے ؟

ہارون نے کہا: عیسیٰؑ کے باپ نہیں تھے ، وہ مریمؑ کے فرزند تھے ۔

میں نے کہا: پھر یہ بتائیں کہ عیسیٰؑ ذریت ابراہیم سے کیسے ہوئے ؟

ہارون نے کہا: عیسیٰؑ اپنی ماں کی وجہ سے ذریت ابراہیم میں سے قرار پائے۔

میں نے کہا:" بادشاہ ! جس طرح سے عیسیٰؑ اپنی ماں کی وجہ سے ذریت ابراہیم میں سے ہیں ، اسی طرح ہم بھی ذریت رسولؐ میں سے ہیں۔"

اور اگر اس سے زیادہ کی خواہش ہو تو میں اور ثبوت فراہم کروں ؟

ہارون نے کہا: جی ہاں ! ضرور بیان کریں۔

اس وقت میں نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآئَنَا وَ اَبْنَآئَكُمْ وَ نِسَآئَنَا وَ نِسَآئَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ، ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (آل عمران ۔۶۱)

" پھر جب تمہارے پاس علم آچکا ، اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی (نصرانی) عیسیٰؑ کے بارے میں حجت کرے، تو کہو کہ اچھا میدان میں آؤ ،ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں اور تم اپنی جانوں کو بلاؤ ، اس کے بعد ہم سب مل کر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔"

اس آیت کے نزول کے بعد آنحضرتؐ نے چادر کے نیچے علی بن ابی طالبؑ اور فاطمۃ الزہراؑ اور حسن و حسین علیھم السلام کو جمع فرمایا اور آیت کی ترتیب کے مطابق مباہلہ کے لیئے روانہ ہوئے امام حسنؑ و حسینؑ کو "**ابنائنا**" یعنی فرزند بنایا اور "**نسائنا**" کے تحت حضرت فاطمہؑ کو ساتھ لیا اور "**انفسنا**" کے تحت علی مرتضیٰؑ کو ساتھ لیا۔

علمائے اسلام کا متفقہ بیان ہے کہ جنگ احد میں جبریل امین نے حضرت علی علیہ اسلام کی جاں نثاری دیکھ کر آنحضرتؐ سے عرض کیا تھا:۔

یا محمدؐ ! ان هذه لهی المواساة من علی۔

"یارسول اللہؐ ! ہمدردی اور غمگساری اسی کو کہتے ہیں جو کہ علیؑ کر رہے ہیں "

اس کے جواب میں آنحضرتؐ نے فرمایا تھا:۔

اِنَّهٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ

"ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ علیؑ مجھ سے اور میں علیؑ سے ہوں "

یہ سن کر جبریل امینؑ نے کہا تھا:۔

و انا منکما یا سول اللّٰہ

" اور میں آپ دونوں میں سے ہوں ۔"

پھر جبریل امینؑ نے کہا تھا:۔

لَا سَیۡفَ اِلَّا ذُ و الۡفِقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌ ۔

" ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے بغیر کوئی جوان نہیں۔"

اس مقام پر لفظ "فتٰی" قابل توجہ ہے کیونکہ یہ لفظ حضرت ابراہیمؑ کے لیئے بھی قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے، بت پرستوں نے اپنے ٹوٹے ہوئے بتوں کو دیکھ کر کہا تھا کہ ہو نہ ہو یہ ابراہیمؑ کا کام ہے ، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے اس جملہ کو نقل کرتے ہوئے فرمایا:۔

قَالُوۡا سَمِعۡنَا فَتًی یَّذۡکُرُهُمۡ یُقَالُ لَهٗۤ اِبۡرَاهِیۡمُ (الانبیاء۔۶۰)

"انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک جوان کے متعلق سنا ہے جو انہیں برا بھلا کہتا ہے جسے ابراہیم کہاجاتاہے۔"

لہذا ہم بنی فاطمہؑ اگرچہ آپ کے ابن عم ہیں مگر ہم جبریلؑ کے اس قول پر فخر کرتے ہیں کہ وہ ہم میں سے ہیں۔

پھر ہارون نے کہا: آپؑ نے بہت اچھا کہا ، اگر آپؑ کی کوئی حاجت ہو تو بیان فرمائیں۔

میں نے کہا : " میری پہلی اور آخری حاجت یہی ہے کہ آپ اپنے ابن عم کو اہل وعیال کے پاس واپس جانے دیں۔"

ہارون نے کہا : انشاءاللہ ہم اس سلسلہ میں جلد کوئی فیصلہ کریں گے۔

راوی کہتے ہیں : ہارون نے آپؑ کو رہا کرنے کی بجائے سندی بن شاہک داروغہ زندان کی تحویل میں دے دیا ،جہاں آپؑ کو زہر سے شہید کر دیا گیا !

۱۰۔(بحذف اسناد) علی بن محمد بن سلیمان نوفلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا:۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو رسول خداؐ کے سر کی جانب حالت نماز میں گرفتار کیا گیا اور جب آپؑ کو قید کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔

"نانا جان! میں اپنے مصائب کی آپ کے پاس شکایت کرتا ہوں"

آپؑ کی گرفتاری کے وقت لوگ جمع ہو کر رونے لگے، جب آپ کو ہارون کے پاس لے جایا گیا تو اس نے آپؑ کو سخت سست کہا اور جب رات ہوئی تو ہارون کے حکم سے دو محمل تیار کرائے گئے۔

ایک محمل میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو سوار کرایا گیا اور وہ محمل حسان سروی کے حوالہ کر کے بصرہ بھیجا گیا اور حسان کو حکم دیا گیا کہ اس قیدی کو عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر کے حوالے کرے، اس کے علاوہ دوسرا محمل کوفہ روانہ کیا گیا، اس حرکت کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو پتہ نہ چل سکے کہ امام علیہ السلام کس شہر میں قید ہیں۔

حسان امام علیہ السلام کا محمل لے کر سات ذی الحجہ کو بصرہ پہنچا، جہاں امام عالی مقام علیہ السلام کو عیسیٰ بن جعفر کی تحویل میں دے دیا گیا، اس نے اپنے دربار کے قریب ایک کمرے میں آپؑ کو قید کر دیا اور قید خانہ کا دروازہ حوائج ضروریہ یا طعام کے لیے کھولا جاتا تھا دربار میں سازندے آکر ساز بجاتے تھے لیکن امام علیہ السلام ان امور کی جانب کبھی توجہ نہیں دیتے تھے اور وہ شبانہ روز عبادت خداوندی میں مصروف رہتے تھے۔

بصرہ میں چند دن رکھنے کے بعد آپ علیہ السلام کو بغداد لے جایا گیا، جہاں آپ کچھ عرصہ قید رہے پھر آپؑ کو آزاد کر دیا گیا، پھر قید کر کے سندی بن شاہک کے زندان میں آپؑ کو رکھا گیا، جہاں آپؑ پر سختیاں کی گئیں اور ہارون نے

کھجوروں میں زہر شامل کر کے سندی بن شاہک کے پاس روانہ کیا اور اسے تاکید کی کہ یہ زہر آلود کھجوریں امام علیہ السلام کو کھلائے۔

چنانچہ سندی بن شاہک لعین نے آپؑ کو وہ کھجوریں کھلائیں جس کی وجہ سے آپؑ کی شہادت واقع ہوئی۔

ہارون امام علیہ السلام کی عظمت سے واقف تھا

۱۱۔(بحذف اسناد) سفیان بن نزار کا بیان ہے کہ میں ایک دن مامون الرشید کے پاس کھڑا تھا کہ مامون نے اہل دربار سے کہا:۔

جانتے ہو مجھے تشیع کا سبق دینے والا کون ہے ؟

حاضرین نے کہا: ہمیں کوئی علم نہیں۔

مامون نے کہا: مجھے تشیع کا درس دراصل ہارون الرشید نے دیا تھا۔

حاضرین نے تعجب سے کہا: بھلا یہ کیسے ممکن ہے وہ تو اہل بیتؑ کا مخالف تھا اور اہل بیتؑ کو قتل کرتا تھا !

مامون نے کہا: بالکل سچ ہے ! وہ اپنی حکومت کے لیئے ایسا کرتا تھا کیونکہ بادشاہت عقیم ہوتی ہے ،اس کا کسی سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ہارون حج کرنے گیا اور سفر حج میں ، میں بھی اس کے ہمراہ تھا ، جب وہ مدینہ پہنچا تو اس نے اپنے دربانوں سے کہا کہ اہل مکہ و مدینہ میں سے جو شخص بھی مجھے ملنے آئے وہ اپنا نسب میرے سامنے بیان کرے۔

اس کے حکم کے بعد جو بھی اس سے ملنے آتا وہ اپنے متعلق تفصیل سے بتاتا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں اور وہ اپنے نسب نامہ کو کسی ہاشمی یا قریشی یا کسی مہاجر و انصار پر جا ختم کرتا ، اور قوم قبیلہ کی بلندی کو دیکھ کر ہارون پانچ ہزار دینار کا حکم صادر کرتا اور اگر قوم قبیلہ کچھ زیادہ قابل فخر نہ ہوتا تو دو سو دینار کا حکم صادر کرتا

اور بلندی و پستی کا فیصلہ اس کے خاندان کے بزرگوں کے شرف و ہجرت اور اسلام کے لیئے ان کی قربانیوں کو مد نظر رکھ کر کرتا۔

ایک دن میں اپنے والد کے پاس بیٹھا تھا کہ فضل بن ربیع نے آ کر اطلاع دی کہ دروازے پر موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ملنے کے لیئے آئے ہیں۔

یہ سن کر ہارون نے اپنے تمام مصاحبین اور مجھے اور امین و مؤتمن اور جملہ سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ وہ با ادب ہو کر ان کا استقبال کریں، اور دربان سے کہا کہ نہیں ادب سے اندر لے آؤ اور انہیں اسی قالین پر لے آؤ جہاں میں خود بیٹھا ہوں۔

چنانچہ چند لمحے بعد ایک بزرگوار تشریف لائے جو کہ عبادت کی وجہ سے نحیف و لاغر تھے اور ان کے چہرے پہ خوف خدا سے زردی چھائی ہوئی تھی، ان کی نظر جیسے ہی ہارون پر پڑی تو ادب شاہی کی وجہ سے اپنے گدھے سے اترنے لگے۔

ہارون نے کہا : خدا کے لیئے ! آپؑ پیادہ نہ ہوں اور اگر اتریں تو یہاں قالین پر آ کر اتریں، اس سے پہلے ہر گز پیادہ نہ ہوں۔

ہم نے بڑے ادب و احترام سے ان کو دیکھا، دربان انہیں گھیرے ہوئے قالین تک لائے، جب وہ قالین تک آ گئے تو اپنی سواری سے اترے۔

ہارون نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور ان کے چہرے اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور اپنے ساتھ انہیں بٹھایا اور بڑے ادب و احترام سے ان سے گفتگو کرنے لگے، اور دوران گفتگو ہارون نے ان سے سوال کیا۔

آپؑ کا خاندان کتنے افراد پر مشتمل ہے ؟

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جواب دیا : پانچ سو سے زیادہ افراد ہیں۔

ہارون نے کہا : کیا یہ سب اولاد ہیں ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : نہیں : ان میں سے زیادہ تعداد ہمارے خادموں

ی ہے اور میری صلبی اولاد تیس سے کچھ زیادہ ہے جن میں سے اتنے لڑکے اور اتنی لڑکیاں ہیں۔

ہارون نے کہا: تو آپؑ نے بیٹیوں کا نکاح اپنے رشتہ داروں میں کیوں نہیں کیا ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : تنگدستی آڑے آرہی ہے۔

ہارون نے پوچھا : آپؑ کی زمین کا کیا بنا ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : کبھی آباد ہوتی ہے اور کبھی ویران رہ جاتی ہے۔

ہارون نے کہا: تو آپؑ کے ذمہ کچھ قرض بھی واجب الادا ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : جی ہاں ! قریباً دس ہزار دینار کا میں مقروض ہوں۔

ہارون نے کہا : میں آپؑ کی اتنی مدد ضرور کروں گا جس سے آپؑ کا قرض ادا ہو سکے اور آپؑ اپنی بیٹیوں کے فریضہ سے سبکدوش ہو سکیں اور آپؑ اپنی زمین بھی آباد کرا سکیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : اچھی بات ہے ! آپؑ اپنے ابن عم کی صلہ رحمی کر رہے ہیں ،اللہ تعالیٰ تمہاری اس خدمت کو قبول فرمائے ،ہم ایک دوسرے کے قریبی رشتہ دار ہیں ، ہمارا نسب ایک ہے آپ کے دادا عباس ،رسول خداؐ اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کے چچا تھے اور ان دونوں کے لیئے والد کے قائم مقام تھے یقیناً آپؑ کا تعلق شریف خاندان سے ہے۔

ہارون نے کہا : ابوالحسن ! میں ایسا کر کے اپنے لیئے عزت محسوس کروں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : بادشاہ ! اللہ تعالیٰ نے حکام پر فرض کیا ہے کہ وہ امت کے غریب افراد کی دستگیری کریں ان کو قرض سے نجات دلائیں اور انہیں لباس ورہائش کی تنگی سے بچائیں ،اور یہ فرض آپ پر بدرجہ اولیٰ عائد ہوتا ہے۔

ہارون نے کہا : آپؑ مطمئن رہیں میں ایسا ہی کروں گا۔

پھر امام علیہ السلام رخصت ہونے کے لیے اٹھے تو ہارون بھی ان کے ساتھ اٹھااور ان کی آنکھوں اور ان کے چہرے کو بوسہ دیا، پھر ہارون نے مجھے (مامون) اورامین و مؤتمن کو حکم دیا کہ تم تینوں اٹھو اور اپنے چچا اور سردار کے آگے آگے چلو اور ان کی سواری کی رکاب تھام کر انہیں سوار کراؤ اوران کے گھر تک ان کی مشایعت کرو۔

جب ہم دربار سے روانہ ہوئے تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے چپکے سے مجھے خلافت کی بشارت دی اور فرمایا:۔

جب تو حاکم بن جائے تو میری اولاد سے بھلائی کرنا۔

غرضیکہ ہم امام علیہ السلام کو ان کے گھر تک چھوڑکر واپس آئے اور اپنے والد کی اولاد میں سے میں کچھ زیادہ ہی جسارت کیا کرتا تھا۔

میں نے اپنے والد سے پوچھا: یہ بزرگوار کون تھے جن کی آپ نے اتنی تعظیم وتکریم فرمائی اورہمیں ان کی رکاب تھامنے کا حکم دیا ؟

میرے والد ہارون نے بتایا: یہ انسانوں کے امام اور خلق میں خدا کی حجت اور بندوں پر خدا کے خلیفہ ہے۔

میں نے اپنے والد سے کہا: تو کیا ان تمام صفات کے حامل آپ نہیں ہیں ؟

میرے والد نے کہا: "میں ظاہری حکمران ہوں اور میری حکومت جبر و استبداد کی وجہ سے قائم ہے اور موسیٰ بن جعفر (علیھما السلام) حق کے امام ہیں اور خدا کی قسم رسول خدا (ص) کی نیابت کے لیئے یہ مجھ سے بلکہ تمام کائنات سے زیدہ مستحق ہیں، اور مجھے حکومت اتنی پیاری ہے کہ اگر حکومت کے لیئے تو بھی مجھ سے نزاع کرے تو میں تیرا سر پکڑ کر اسے بھی جدا کرنے سے دریغ نہیں کروں گا، کیونکہ حکومت کی کسی سے رشتہ داری نہیں ہوتی"۔

پھر جب میرے والد نے مدینہ سے مکہ روانگی اختیار کی تو اس نے امام موسیٰ

کاظم (علیہ السلام) کے پاس سیاہ رنگ کی ایک تھیلی روانہ کی جس میں فقط دوسو دینار تھے اور اپنے دربان فضل بن ربیع سے کہا کہ یہ تھیلی موسیٰ بن جعفر (علیہما السلام) کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہنا کہ ہم اس وقت کچھ تنگدستی میں مبتلا ہیں، مناسب وقت پر ہم آپ کی اعانت کریں گے !

اپنے والد کی یہ نا انصافی دیکھ کر میں کھڑا ہوا اور ان سے کہا:۔

"ابا جان ! آپ نے مہاجرین وانصار کی اولاد کو تو پانچ، پانچ ہزار دینار تک عطا کیئے ہیں لیکن موسیٰ بن جعفر (علیہما السلام) کو صرف دو سو دینار بھیج رہے ہیں جب کہ آپ نے کسی دوسرے کی اتنی تعظیم و توقیر نہیں کی جتنی آپ نے موسیٰ بن جعفر (علیہ السلام) کی تعظیم کی ہے"۔

میرے والد نے مجھے جواب دیتے ہوئے کہا:۔

"خاموش ہوجا ! تیری ماں مرے ، اگر میں اپنے وعدہ کے مطابق انہیں رقم دے دوں تو مجھے یقین ہے کہ دوسرے دن ایک لاکھ شیعوں کی تلواروں کا مجھے مقابلہ کرنا پڑے گا۔

یاد رکھ ! اس خاندان کی غربت و افلاس میرے لیئے سلامتی کی ضمانت ہے"۔

مخارق مغنّی کی دریا دلی

اس موقع پر ہارون الرشید کا ایک درباری گویا جس کا نام مخارق تھا، وہ بھی موجود تھا اور ہارون کے اس طرز عمل کو دیکھ کر اسے شدید صدمہ ہوا اور اس نے دل میں عہد کیا کہ مجھ سے جس طرح سے بھی ممکن ہوا امام علیہ السلام کی مدد کروں گا۔ چنانچہ وہ ہارون کے سامنے کھڑا ہوا اور ہارون سے کہنے لگا:۔

امیرالمومنین ! اہل مدینہ بخوبی جانتے ہیں کہ میں آپ کا درباری ہوں اور جب سے آپ مدینہ آئے ہیں ، اہل مدینہ مجھ سے بخشش کے طلب گار ہیں اور اگر

میں فقرائے مدینہ کو کچھ دیئے بغیر چلا گیا تو لوگوں کو کیسے معلوم ہو گا کہ آپ مجھ سے شفقت فرماتے ہیں۔

چنانچہ ہارون نے اس کے لیئے دس ہزار دینار دینے کا حکم جاری کیا۔

مخارق نے کہا: امیرالمومنین! یہ رقم تو مجھ سے فقرائے مدینہ لے جائیں گے ، میں خود بھی مقروض ہوں اور قرض ادا کرنے کی میرے پاس کوئی سبیل نہیں ہے۔

ہارون نے اس کے لیئے مزید دس ہزار دینار کا حکم صادر کیا۔

مخارق نے کہا: امیرالمومنین! میری بیٹیاں جوان ہیں ، میں ان کی رخصتی کرنا چاہتاہوں اس کے لیئے بھی مجھے رقم کی شدید ضرورت ہے۔

ہارون نے مزید دس ہزار دینار کا حکم صادر کیا۔

تیس ہزار دینار حاصل کرنے کے بعد مخارق نے کہا:۔

امیرالمومنین! حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے میں چاہتا ہوں کہ آپ مدینہ میں کچھ سرکاری زمین مجھے عطا کر دیں تاکہ میری بیٹیاں اپنے مستقبل کے متعلق پریشانی سے محفوظ رہیں۔

ہارون نے اسے فوراً ایک جاگیر عطا کی جس کے غلہ کی سالانہ آمدنی دس ہزار دینار ہوتی تھی ۔

چنانچہ مخارق تیس ہزار دینار نقد اور جائیداد کا قبالہ لے کر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:۔

مولا! جو کچھ اس ملعون نے آپؑ کے ساتھ سلوک کیا مجھے اس کا شدید دکھ ہوا ، چنانچہ میں نے بہانہ بنا کر یہ رقم اور جائیداد کا قبالہ اس سے حاصل کیا ہے مجھے نہ تو اس رقم کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس جائیداد کی ضرورت ہے اور یہ سب کچھ میں آپؑ کی نذر کرتاہوں ، آپؑ قبول فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : اللہ تیرے جان و مال میں برکت عطا فرمائے میں یہ رقم اور جائیداد ہرگز قبول نہ کرتا لیکن میں تیری طرف سے یہ سب کچھ قبول کر رہا ہوں ،اب رخصت ہو جا اور مجھ سے پھر رابطہ نہ کرنا ، چنانچہ مخارق نے آپؑ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور رخصت ہو گیا۔ (۱)

۱۲ ۔ (محذوف اسناد) ریان بن شبیب سے مروی ہے وہ کہتے ہے کہ میں نے مامون سے سنا وہ کہا کرتے تھے :۔

میں ہمیشہ سے اہل بیتؑ سے محبت کیا کرتا تھا جبکہ رشید کے سامنے میں ان سے اپنی نفرت کا اظہار کیا کرتا تھا ،جب رشید حج کرنے گئے تو میں اور محمد (امین) اور قاسم (مؤتمن) اس کے ساتھ تھے ، جب وہ مدینہ پہنچے تو لوگ اس سے ملنے آئے ، آخر میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تشریف لائے ہارون نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا اور جھک کر انہیں گلے سے لگا لیا پھر ان سے احوال پرسی کی اور افراد خاندان کی خیریت دریافت کی اور مسلسل ان سے ان کے متعلق پوچھتے رہے اور وہ خیریت کا اظہار کرتے رہے جب وہ واپسی کے لیئے اٹھے تو میرے والد بھی ان کی تعظیم کے لیئے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں گلے لگا کر رخصت کیا؟ ،امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اسے مجبور کر کے بٹھایا۔

میں اپنے والد کی اولاد سے کچھ زیادہ ہی جسارت کرنے کا عادی تھ ، چنانچہ میں نے ان کی روانگی کے بعد اپنے والد سے پوچھا۔

یہ بزرگوار کون تھے جن کی آپ نے انتہائی تعظیم وتوقیر کی ہے اور اتنی توقیر آپ نے کسی اور کی نہیں کی ؟

میرے والد نے مجھ سے کہا :۔

" یہ انبیاء کے وارث ہیں ، یہ موسیٰ بن جعفر (علیھما السلام) ہیں اگر تجھے صحیح

نوٹ : حدیث نمبر ۱۱ قدیم نسخہ میں موجود نہیں ہے

علم کی ضرورت ہو تو صرف انہی سے ہی مل سکتا ہے"۔

چنانچہ اسی دن سے میرے دل میں اہل بیتؑ کی محبت مزید پختہ ہو گئی۔

امام موسیٰ کاظمؑ کی دعا اور رہائی

۱۳۔ محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا:۔

میں نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے سنا۔

جب ہارون الرشید نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو قید کیا اور زندان میں جب پہلی رات آئی تو امام کو یہ اندیشہ ہوا کہ ہارون انہیں قتل نہ کروائے، چنانچہ انہوں نے تجدید وضو کیا اور چار رکعت نماز ادا کر کے یہ دعا مانگی۔

یا سیدی نجنی من حبس ہارون و خلصنی من یدہ یا مخلص الشجر من بین رمل وطین (وماء) و یا مخلص اللبن من بین فرث و دم و یا مخلص الولد من بین مشیمۃ و رحم و یا مخلص النار من الحدید و الحجر و یا مخلّص الروح من بین الاحشاء و الامعاء خلصنی من ید ھارون۔

" میرے آقا! مجھے ہارون کی قید سے نجات دے اور مجھے اس کے ہاتھ سے نجات دے، اے درخت کو ریت اور مٹی کی قید سے آزاد کرنے والے اور اے دودھ کو گوبر اور خون کی قید سے نجات دینے والے اور اے بچہ کو شکم و رحم کی تنگنائیوں سے رہائی دینے والے اور اے آگ کو لوہے اور پتھر کی سرحدوں سے نکالنے والے اور اے روح کو انتڑیوں سے نکالنے والے مجھے ہارون کے ہاتھ سے آزادی عطا کر۔"

امام علیہ السلام کی دعا ختم ہوئی، اس وقت ہارون گھر میں سویا ہوا تھا اس نے خواب میں ایک سیاہ فام شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی، وہ ہارون

کے سر پر کھڑا ہوا اور اس سے کہا:۔

"اگر تو نے اس وقت موسیٰ بن جعفر علیھما السلام کو زندان سے رہا نہ کیا تو میں اس تلوار سے تیری گردن اڑا دوں گا۔"

یہ خواب دیکھ کر ہارون بہت ہی خوفزدہ ہوا اور بیدار ہو کر دربان کو حکم دیا کہ فورا قید خانے جا کر موسیٰ بن جعفر (علیھما السلام) کو رہا کرو۔

چنانچہ دربان اسی وقت دروازہ زندان پر پہنچا اور قید خانہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

داروغۂ زندان نے پوچھا۔

کون ہے ؟

تو اس نے کہا:۔

میں ہارون کا فلاں دربان ہوں، تم اسی وقت موسیٰ بن جعفر (علیھما السلام) کو رہا کرو، کیونکہ خلیفہ اس وقت اسے یاد کر رہا ہے۔

امام علیہ السلام خوفزدہ حالت میں قید خانہ سے نکلے اور کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ رات کی اس تاریکی میں ہارون مجھ کو شہید کرنا چاہتا ہے، آپ علیہ السلام زندگی سے مایوس ہو کر روتے ہوئے قید خانہ سے باہر آئے اور جب ہارون کے پاس پہنچے تو خوف و دہشت سے ان کا بدن کپکپا رہا تھا اور آپؑ نے ہارون کو سلام کیا۔

ہارون نے سلام کا جواب دیا اور کہا:۔

آپؑ کو خدا کی قسم! کیا آپؑ نے آج رات کوئی دعا مانگی ہے ؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا:۔

ہاں! میں نے تجدید وضو کے بعد چار رکعات نماز پڑھی اور آسمان کی جانب نگاہ کر کے یہ دعا پڑھی، اور آپؑ نے ہارون کو مذکورہ دعا سنائی۔

ہارون نے کہا:

اللہ نے آپؑ کی دعا قبول کی، پھر اس نے دربان سے کہا انہیں رہا کر دے اور

ہارون نے تین پوشاکیں آپؑ کی نذر کیں اور سواری کے لیئے اپنا ذاتی گھوڑا آپؑ کے سپرد کیا اور انہیں اپنا ندیم و مصاحب بنا لیا اور امام علیہ السلام کی رہائش کے لیئے ایک مکان فراہم کیا اور یوں امام علیہ السلام ہارون کی نظر میں محترم و مؤقر بن کر رہنے لگے اور آپؑ ہر جمعرات کے دن دربار میں تشریف لے جاتے تھے۔

پھر کچھ عرصے کے بعد ہارون نے آپؑ کو دوبارہ قید کیا اور اس بار اس قید سے آپؑ کو رہائی نصیب نہ ہوئی اور آپؑ کو سندی بن شاہک کے حوالے کیا گیا جہاں آپؑ کو زہر سے شہید کردیا گیا۔

امام موسیٰ کاظمؑ کے طولانی سجدے

۱۴۔ (بحذف اسناد) ثوبانی بیان کرتے ہیں:۔

میں دس برس سے کچھ زیادہ عرصے تک دیکھتا رہا کہ سورج طلوع ہونے کے بعد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سر سجدہ میں رکھتے اور زوال آفتاب تک آپؑ حالت سجدہ میں رہتے تھے ہارون نے کئی مرتبہ اپنے محل کی چھت سے قید خانہ میں جھانک کر یہ منظر دیکھا تو اس نے اپنے دربان ربیع سے کہا:۔

ربیع! قیدخانہ میں ایک مخصوص مقام پر مجھے روزانہ ایک کپڑا پڑا ہوا نظر آتا ہے، یہ کپڑا کیسا ہے ؟

ربیع نے کہا: یہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں جو طلوع آفتاب کے بعد سجدہ کرتے ہیں اور زوال آفتاب تک سر سجدہ سے نہیں اٹھاتے۔

ہارون نے کہا: "بے شک موسیٰ بن جعفر علیھما السلام بنی ہاشم کے راہبوں میں سے ہیں۔"

دربان نے کہا: پھر آپ نے انہیں قید میں کیوں رکھا ہوا ہے ؟

ہارون نے کہا: ایسا کرنا ضروری ہے !

باب 8

وہ روایات جن سے امام موسیٰ کاظمؑ کی وفات ثابت ہوتی ہے (۱)

۱۔ (محذف اسناد) حسن بن علی بن یقطین نے اپنے بھائی حسین سے، اس نے اپنے والد علی بن یقطین سے روایت کی۔

ایک مرتبہ ہارون نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو شرمندہ کرنے کے لیئے ایک جادوگر کو بلایا اور دسترخوان بچھایا گیا جس میں ہارون اور اعیان مملکت کے ساتھ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی موجود تھے۔

جب کھانا شروع ہوا، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے لقمہ توڑا تو جادوگر نے اپنے جادو کا شعبدہ دکھایا، لقمہ آپؑ کے ہاتھ سے پرواز کر گیا، یہ دیکھ کر ہارون اور اس کے ساتھی بے حد ہنسے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک پردہ پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی، آپؑ نے تصویر کی طرف دیکھ کر فرمایا:۔

"اے شیر! خدا کے اس دشمن کو پکڑ لے۔"

ادھر آپؑ کے یہ الفاظ ختم ہوئے کہ تصویر مجسم شیر بن گئی اور اس نے جادوگر پر حملہ کر دیا اور چند لمحات میں اسے کھا لیا۔

یہ منظر دیکھ کر ہارون اور اس کے ساتھی بے ہوش ہو گئے، جیسے ہی انہیں

۱۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد چند مفاد پرست قسم کے افراد نے یہ عقیدہ وضع کر لیا تھا کہ ان کی وفات ہی نہیں ہوئی اور وہ قرب قیامت تک زندہ رہیں گے اور وہی اس امت کے مہدی بن کر دوبارہ ظہور کریں گے، چنانچہ اس خود ساختہ نظریہ کے معتقدین نے امام علی رضا علیہ السلام کی امامت کا انکار کر دیا تھا، اور تاریخ میں یہ فرقہ "واقفیہ" کے نام سے مشہور ہوا، حضرت صدوق نے اس فرقہ کے غلط نظریات کی تردید کی غرض سے یہ باب قائم کیا، اور اس باب میں دس احادیث نقل فرمائیں۔

ہوش آیا دیکھا کہ جادوگر کا خون بہا ہوا ہے اور جادوگر شیر کا لقمہ بن چکا ہے۔

ہارون نے امام علیہ السلام سے درخواست کی۔

آپؑ کو میرے حق کی قسم ! آپؑ تصویر کو حکم دیں کہ وہ اس جادوگر کو اگل ڈالے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:۔

اگر موسیٰ کلیم اللہ کے عصا نے جادوگروں کی رسیوں کو نگلنے کے بعد اگلا تھا تو یہ بھی اگل دے گا ،اگر عصا نے جادوگروں کی رسیوں کو نہیں اگلا تھا تو یہ شیر بھی جادوگر کو نہیں اگلے گا۔

چنانچہ امام علیہ السلام کا سر دربار یہ معجزہ بھی آپؑ کی شہادت کا ایک سبب بن گیا۔ (۱)

۲۔ (محذف اسناد) حسن بن محمد بن بشار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک عامی المذہب شخص سے یہ روایت سنی اور وہ شخص مؤثق اور صادق شمار کیا جاتا ہے۔

اس نے کہا:۔

میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جیسا عابد و پرہیزگار اور کہیں نہیں دیکھا جب سندی بن شاہک ان کو زہر دے چکا تو وہ اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیئے وہ اسی(۸۰) افراد کو اس زندان میں لے گیا جہاں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام قید تھے سندی نے ہمیں مخاطب کرکے کہا:۔

حضرات !آپ اس قیدی کو خوب اچھی طرح سے دیکھیں اور پھر خود فیصلہ کریں کہ آیا اس پر کوئی تشدد ہوا ہے ، آج کل لوگ ہم پر اس کے متعلق بہت زیادہ تنقید کر رہے ہیں اور اس کی رہائش گاہ دیکھیں اور اس کا بستر دیکھیں ، اس میں کسی طرح کی کوئی تنگی ہم نے روا نہیں رکھی اور امیرالمومنین ہارون اس سے کسی بدسلوکی کا ارادہ نہیں رکھتے ، ہارون نے اسے یہاں اس لیئے نظربند کیا ہوا ہے کیونکہ وہ اس

۱۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس روایت کا باب کے موضوع سے کوئی خاص ارتباط نہیں ہے۔

سے گفت و شنید کرنا چاہتا ہے ، آپ سب حضرات اسے اچھی طرح سے دیکھیں ، یہ بالکل تندرست ہے اور آپ خود بھی اس سے اس کے متعلق پوچھ سکتے ہیں۔
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جواب میں کہا :۔

جہاں تک زندان کے وسیع ہونے کا تعلق ہے تو وہ بات تو درست ہے لیکن میں تم لوگوں کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں ، مجھے سات خرما کے دانوں میں زہر دیا جا چکا ہے، کل میری رنگت سبز ہو جائے گی او پرسوں میری موت واقع ہوگی۔

امام علیہ السلام کی یہ بات سن کر میں نے سندی بن شاہک کو دیکھا تو اس کے اعصاب کانپ رہے تھے اور بید خرما کی طرح سے وہ لرز رہا تھا۔

حسن راوی کہا کرتے تھے کہ اس روایت کا راوی مقبول القول اور سچا شخص تھا۔

معززین شہر کا اجتماع

۳۔ (محذف اسناد) علی بن جعفر بن عمر راوی ہیں ، وہ کہتے ہیں کہ رات کے ایک حصہ میں سندی بن شاہک نے ایک غلام بھیج کر مجھے اپنے ہاں طلب کیا ، اتنے رات گئے بلاوے کی وجہ سے میں پریشان ہو گیا اور دل میں سوچا کہ شاید میں زندہ واپس نہ آ سکوں اسی لیئے میں نے اپنے افراد خانہ کو وصیتیں کیں اور **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ** (البقرہ-۱۵۶) پڑھتے ہوئے اس کی جانب روانہ ہوا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا :۔

ابو حفص ! اس ناگہانی بلا کی وجہ سے شاید تم خوف زدہ ہوئے ہوگے ؟

میں نے کہا : بالکل صحیح بات ہے۔

سندی نے کہا : تمہیں یہاں کسی قسم کا خطرہ محسوس نہیں کرنا چاہیئے۔

میں نے کہا: اگر ایسی ہی بات ہے تو ایک غلام کو میرے گھر روانہ کرو تا کہ وہ میرے اہل خانہ کو میری خیریت سے آگاہ کر دے۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

پھر اس نے مجھ سے کہا: ابوحفص !جانتے ہو میں نے تمہیں اس وقت کیوں بلایا ہے ؟

میں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو اس نے کہا :۔

بھلا تم موسیٰ بن جعفر علیھما السلام کو جانتے ہو ؟

میں نے کہا: ہاں ! میں انہیں کافی عرصہ سے جانتا ہوں اور کافی عرصہ سے ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

پھر اس نے کہا: تم مجھے ایسے لوگ بتا سکتے ہو جن کی گواہی قابل قبول شمار ہوتی ہو ۔میں نے بہت سے لوگوں کے نام بتائے۔

اس نے ان تمام لوگوں کو بلا لیا۔ پھر تمام لوگوں سے کہا:۔

آپ مجھے ایسے افراد بتائیں جو کہ موسیٰ بن جعفر(ع) کے شناسا ہوں ۔ لوگوں نے بہت سے افراد کے نام گنوائے۔

سندی نے ان سب کو جمع کرایا اور اسی تگ و دو میں صبح ہو گئی ، ہم نے نماز پڑھی ، سندی بن شاہک کا ایک غلام ایک رجسٹر لے کر آیا جس میں اس نے ہم سب کے نام مع ولدیت و رہائش تحریر کیے اور پھر وہ رجسٹر لے کر سندی کے ہاں چلا گیا۔

کچھ دیر بعد سندی بن شاہک باہر آیا اور مجھے اشارہ کر کے کہا:۔

ابوحفص ! اٹھو، آؤ چلیں۔

اس وقت ہم پچاس سے کچھ زیادہ افراد تھے ، ہم سب اٹھے اور وہ ہمیں زندان کے ایک کمرے میں لے گیا اور ایک مردہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھے کہا:۔

ابوحفص ! اس کے منہ سے کپڑا ہٹاؤ ۔

جب میں نے کپڑا ہٹایا تو وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا لاشہ تھا ،میں یہ

منظر دیکھ کر رو دیا اور **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ** کی آیت تلاوت کی۔

پھر اس نے تمام لوگوں کو حکم دیا کہ وہ فرداً فرداً جائیں اور امام علیہ السلام کے لاشہ کو غور سے دیکھیں ۔

جب سب نے ان کا لاشہ دیکھ لیا تو سندی نے کہا :۔

تم سب گواہی دیتے ہو کہ یہ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کا لاشہ ہے ؟

ہم نے کہا : " جی ہاں ! ہم اس بات کے گواہ ہیں "

پھر اس نے غلام سے کہا: میت کی شرم گاہ پر کپڑا ڈال دو اور باقی جسم ان حاضرین کو دکھاؤ ۔

غلام نے ایسا ہی کیا۔

سندی نے کہا : کیا تمہیں میت کے جسم پر تشدد کے آثار کہیں نظر آتے ہیں ؟

ہم نے کہا : نہیں !

پھر سندی نے کہا : تم لوگ اسے غسل وکفن دو۔

ہم نے انہیں غسل وکفن دیا اور ان کی میت کو جنازہ گاہ لایا گیا ، جہاں سندی بن شاہک نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ، اور ہم انہیں دفن کر کے پھر واپس آئے۔

عمر بن واقد کہا کرتے تھے :۔

مجھ سے زیادہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا جاننے والا کوئی نہیں ،اس کے باوجود مجھے حیرت ہے کہ لوگ انہیں زندہ کیسے مانتے ہیں جب کہ میں نے انہیں اپنے ہاتھوں سے دفن کیا ہے۔(۱)

---

(۱)۔یہ روایت اس عقیدہ کے منافی ہے کہ معصوم کو غسل معصوم ہی دے سکتا ہے۔لہذا اس پر خوب غور وفکر کریں۔

۴۔ (بحذف اسناد) عتابؒ بن اسید کہتے ہیں ، اہل مدینہ کے مشائخ بیان کرتے ہیں :۔

ہارون کی حکومت کے پندرویں برس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ہارون کے حکم سے سندی بن شاہک نے زہر دے کر شہید کیا، آپ علیہ السلام کی شہادت شہر بغداد کے باب کوفہ کے قریب اس زندان میں ہوئی جسے " دار مسیّب " کہا جاتا ہے، آپؑ نے پانچ رجب ۱۸۳ھ بروز جمعہ شہادت پائی اور اس وقت آپؑ کی عمر چون (۵۴) برس کی تھی ، آپؑ کا مزار بغداد کے مغرب میں باب التبن میں مقابر قریش میں واقع ہے۔

۵۔ (بحذف اسناد) عبداللہ صیرفی نے اپنے والد سے روایت کی، اس نے کہا :۔

جب سندی بن شاہک کے ہاتھوں سے امام موسیٰ کاظم علیہ اسلام کی شہادت واقع ہوئی تو آپؑ کے جنازہ کو ایک چارپائی پر رکھا گیا اور منادی نے ندا کی۔

لوگو ! یہ روافض کا امام ہے اسے پہچانو ۔

اور جب آپؑ کا جنازہ پولیس ہیڈ کوارٹر پر پہنچا تو چار افراد نے اعلان کیا۔

جو شخص خبیث ابن خبیث (نعوذ باللہ و نستغفرہ) کو دیکھنا چاہے وہ آ کر اس لاش کو دیکھے ۔

اسی اثنا اور شور و غوغا کو سن کر سلیمان بن ابی جعفر جعفری اپنے محل سے اترا اور دریا کے کنارے آیا اور دشمنان آل محمد کی ہفوات کو سنا تو اس نے اپنے غلاموں اور ملازمین سے پوچھا یہ اعلان کس کے متعلق ہے ؟

انہوں نے بتایا۔

سندی بن شاہک یہ اعلان امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق کر رہا ہے۔

سلیمان نے حکم دیا :۔

جب جنازہ پل سے مغربی جانب آئے تو کسی کو یہ اعلان نہ کرنے دیا جائے ،

ان کے ہاتھوں سے امامؑ کا جنازہ لے لو اور انہیں مارمار کر بھگا دو اور ان کی سرکاری سیاہ وردی پھاڑ ڈالو۔

چنانچہ جیسے ہی جنازہ پل پر سے گزرا تو سلیمان کے ملازمین نے ان پر ہلہ بول دیا اور انہیں خوب مار پیٹ کر وہاں سے بھگا دیا اور لاش کو اپنی تحویل میں لے لیا، پھر منادی نے ندا دی۔

" جو شخص طیب بن طیب کو دیکھنا چاہتا ہو وہ آ کر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھے۔"

یہ اعلان ہوتے ہی مخلوق خدا جنازہ پر امڈ آئی اور سلیمان کے حکم سے حضرت کو غسل و حنوط دیا گیا اور سلیمان نے اپنے لیے حبرہ کا بنا ہوا کفن تیار کرایا ہوا تھا جس کی قیمت اڑھائی ہزار دینار تھی، اس نے وہ کفن امام علیہ السلام کو پہنایا اور خود گریبان چاک کر کے ننگے پاؤں جنازہ کے ساتھ روانہ ہوا اور مقابر قریش میں حضرت کو دفن کیا۔

وقائع نگاروں نے اس واقعہ کی اطلاع ہارون کو بھیجی تو ہارون نے سلیمان بن ابی جعفر کو تحریر کیا۔

چچا جان! آپ نے صلہ رحمی کا ثبوت دے کر اچھا اقدام کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا عطا کرے گا، خدا کی قسم! سندی بن شاہک نے جو کچھ کیا ہے اس میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔

۲۔(بحذف اسناد) سلیمان بن جعفر بصری نے عمر بن واقد سے روایت کی اس نے کہا:۔

امام موسیٰ کاظمؑ کے فضائل و مناقب کی وجہ سے ہارون کا سینہ تنگ ہو گیا اور رات کے وقت شیعہ ان سے ملاقات کرتے تھے، اس وجہ سے ہارون نے سوچا کہ میں کس طرح سے اپنی حکومت اور جان کو محفوظ رکھ سکتا ہوں، چنانچہ اس نے حضرت کو

زہر دینے کا منصوبہ بنایا اور کھجوریں طلب کیں اور زہر کو سوئی کی نوک پر لگایا اور کھجور کے بیس دانے زہر آلود کیے ، جب اسے یقین ہو گیا کہ یہ دانے زہریلے ہو چکے ہیں تو اس نے وہ دانے ایک تھالی میں رکھے اور نوکر سے کہا :۔

" یہ تھالی موسیٰ بن جعفر (علیہما السلام) کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو یہ بہت عمدہ کھجور ہے ، امیر المومنین نے خود بھی یہ کھائی ہے اور باقی کھجوریں انہوں نے آپؑ کی خدمت میں بھیجی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ آپؑ کو ہمارے حق کا واسطہ ، آپؑ یہ کھجوریں ضرور کھائیں اور ایک دانہ بھی واپس نہ کریں اور کسی اور کو بھی اس میں شریک نہ کریں۔"

نوکر تھالی لے کر امام علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں ہارون کا حکم سنایا۔

امام علیہ السلام نے نوکر سے کہا :۔

مجھے خلال کے لیئے کوئی تیلی لادو۔

نوکر نے تیلی پیش کی۔

اسی اثناء میں ہارون کی ایک چہیتی کتیا جس کے گلے میں سونے کی زنجیر پڑی ہوئی تھی ، وہ بھی امام علیہ السلام کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

آپؑ نے کھجوریں کھانی شروع کیں اور ہر کھجور کے بعد آپؑ دانتوں میں خلال کرتے اور کھجوروں کے ریزے نکال کر تھوک دیتے، ہارون کی کتیا نے اس لعاب دہن کو آکر چاٹا ،جس کی وجہ سے وہ فوراً تڑپنے لگی اور موقع پر ہلاک ہو گئی۔

امام علیہ السلام نے تمام کھجوریں کھائیں۔

نوکر خالی پلیٹ لے کر ہارون کے پاس گیا تو اس نے پوچھا :۔

کیا موسیٰ بن جعفر (علیہما السلام) نے تمام کھجوریں کھا لیں ہیں ؟

نوکر نے اثبات میں جواب دیا۔

ہارون نے پوچھا: کھجوریں کھانے کے بعد ان کی طبیعت میں تجھے کوئی فرق

محسوس ہوا ؟

نوکر نے کہا: میں نے ان کی طبیعت میں کوئی فرق محسوس نہیں کیا ۔

اتنے میں کسی نے ہارون کو کتیا کی موت کی اطلاع دی ۔

ہارون کو کتیا کے مرنے کا شدید صدمہ ہوا اور اسی نوکر کو بلا کر کہا :۔

مجھے سچ سچ حالات بتاؤ ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔

نوکر نے کہا: میں کھجوروں کی تھالی لے کر ان کے پاس گیا اور میں نے انہیں آپ کا سلام اور پیغام پہنچایا ،انھوں نے خلال کے لیئے ایک تیلی مجھ سے طلب کی جو میں نے فراہم کر دی ، اسی اثنا میں یہ کتیا بھی وہاں آپہنچی ،انھوں نے کھجوریں کھائیں اور خلال کے ساتھ مسوڑھوں میں پھنسے ہوئے ذرات باہر پھینکے، کتیا نے آکر وہ چاٹ لیے جس کی وجہ سے یہ کتیا ہلاک ہو گئی۔

یہ سن کر ہارون کہنے لگا: ہمیں موسیٰ بن جعفر (علیہما السلام) سے کیا فائدہ پہنچا ، ہم نے اسے بہترین کھجوریں کھانے کو دیں اس نے ہماری کتیا کو مار ڈالا اور ہمارے زہر کو ضائع کر دیا، معلوم ہوتا ہے اس پر ہمارا کوئی حیلہ کارگر نہیں ہورہا۔

شہادت سے تین روز پہلے امام علیہ السلام نے مسیّب کو بلایا ، وہ آپؑ کا نگران تھا۔

جب مسیّب آیا تو آپؑ نے فرمایا:۔

میں آج رات اپنے ناناؐ جان کے شہر جاؤں گا تا کہ اپنے بیٹے علی (رضا) کو ان کا عہدہ حوالہ کروں اور اسے اپنا وصی اور جانشین مقرر کروں۔

مسیّب کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے کہا:۔

مولا ! میں مجبور ہوں، میں یہ دروازے کیسے کھول سکتا ہوں جب کہ میرے علاوہ اور بھی بہت سے چوکیدار یہاں پہرہ دے رہے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

میتب !تو کیا اللہ تعالیٰ اور ہمارے متعلق تمہارا یقین کمزور ہو گیا ہے ؟

میں نے عرض کیا: نہیں ! آپؑ اللہ سے دعا مانگیں مجھے اس یقین پر ثابت و قائم رکھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدایا ! اسے یقین پر قائم رکھ۔

پھر آپؑ نے فرمایا: میں وہ دعا پڑھوں گا جو سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے بارے میں آصف نے پڑھی تھی اور جس کی برکت سے تخت بلقیس کو چشم زدن میں حاضر کر دیا تھا، اور اسی دعا کی وجہ سے اللہ مجھے اور میرے بیٹے علیؑ کو بھی ملا دے گا۔

مسیب کہتے ہیں: میں نے حضرت کو دعا مانگتے ہوئے دیکھا، اس کے بعد آپؑ مجھے مصلیٰ پر نظر نہیں آئے، میں حیرت واستعجاب سے وہاں کھڑا رہا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ اسی جگہ واپس آئے اور طوق و زنجیر پہننے لگے۔

معرفت آل محمدؐ کی نعمت کے حصول پر میں سجدۂ شکر بجا لایا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: میتب ! سر بلند کرو اور جان لو کہ میں تیسرے دن اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔

یہ سن کر میں رونے لگا۔

حضرتؑ نے فرمایا: میتب ! مت رو، میرے بعد میرا بیٹا علی تیرا امام اور مولا ہے، اس کی ولایت سے متمسک رہنا اور جب تک تو اس سے متمسک رہے گا، گمراہ ہونے سے محفوظ رہے گا۔

میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

پھر تیسری شب امامؑ نے مجھے بلا کر فرمایا:

"تجھے معلوم ہے میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں، جب میں تجھ سے پانی طلب کر کے پیوں گا تو، تو دیکھے گا کہ میرا شکم پھول جائے گا اور میرا

رنگ پہلے پیلا پھر سرخ اور آخر میں سبز ہوجائے گا تو طاغوت (ہارون) کو میری وفات کی اطلاع کر دینا لیکن اس سلسلہ میں تم خصوصی احتیاط یہ کرنا کہ میری وفات سے پہلے کسی کو اطلاع نہ دینا۔"

میں امام کے فرمان کا منتظر رہا، آخر کار آپ نے مجھ سے پانی طلب کیا اور پانی پینے کے بعد فرمایا:۔

"مسیّب! یہ نجس سندی بن شاہک گمان کرتا ہے کہ وہ مجھے غسل دے گا اور مجھے دفن کرے گا، ایسا کبھی نہیں ہو گا، جب میری لاش تم لے کر مقابر قریش پہنچو تو مجھے وہاں دفن کر دینا، اور میری قبر کو چار انگلیوں سے زیادہ بلند مت کرنا اور تبرک کے لیئے میری قبر کی مٹی نہ اٹھانا کیونکہ میرے دادا حسین علیہ السلام کی تربت کے علاوہ تمام قسم کی تربت حرام ہے، اللہ نے خاک کربلا کو ہمارے شیعوں اور دوستوں کے لیئے شفا بنایا ہے"۔

اچانک میں نے آپ کے جسم کے قریب ایک شخص کو دیکھا جو آپ کی شبیہ تھا جب کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو بہت پہلے بچپن میں دیکھا تھا، اس لیے پہچان نہ سکا اور چاہا کہ ان سے پوچھوں کہ وہ کون ہیں تو اسی وقت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھے صدا دے کر فرمایا:۔

"مسیّب! کیا میں نے اس سے پہلے تجھے منع نہیں کیا تھا؟"

پھر میں صبر کے ساتھ سب کچھ دیکھتا رہا، پھر وہ جوان رخصت ہوا، پھر میں ہارون کے پاس گیا اور اسے امام علیہ السلام کی موت کی خبر دی۔

جب غسل و کفن کا وقت آیا تو سندی بن شاہک اپنے دوستوں سمیت غسل و کفن کے لیئے آیا، میں نے اسی نوجوان کو دیکھا وہ ان کی مدد کر رہا تھا اور سندی اور اس کے دوست یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ امام کو غسل دے رہے ہیں جب کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ ان کے ہاتھ امام علیہ السلام کے بدن تک پہنچ ہی نہیں

رہے تھے، بس وہی نوجوان امام علیہ السلام کو غسل دے رہا تھا اور اسی نے ہی آپ کو حنوط لگایا پھر جب وہ غسل و حنوط سے فارغ ہوا تو اس نے مجھ سے کہا:۔

"مسیّب! جس چیز کے متعلق چاہو شک کر لینا لیکن میرے متعلق کبھی شک نہ کرنا، میں ہی تیرا امام اور مولا اور اللہ کی طرف سے اپنے والد کے بعد تجھ پر حجت ہوں۔ اے مسیّب! میری مثال صدیق یوسف علیہ السلام کی سی ہے، جسے بھائیوں نے نہیں پہچانا تھا جب کہ وہ (یوسفؑ) بھائیوں کو پہچانتے تھے"۔

پھر امام علیہ السلام کے جنازہ کو مقابر قریش میں دفن کیا گیا اور ان کے حکم کے مطابق ان کی قبر کو چار انگشت ہموار کیا گیا، اس کے بعد لوگوں نے ان کی قبر کو بلند کیا اور مزار تعمیر کی۔

۷۔(بحذف اسناد) سلیمان بن حفص مروزی نے کہا:۔

ہارون الرشید نے ۱۷۹ھ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو قید کیا اور ۱۸۳ ہجری، پچیس رجب کو سینتالیس(۱) سال کی عمر میں زندان ہارون میں ان کی وفات ہوئی اور مقابر قریش میں دفن ہوئے، آپؑ کی مدت امامت پینتیس سال اور چند ماہ ہے اور آپ کی والدہ ام ولد تھیں جنہیں حمیدہ کہا جاتا تھا اور اسحاق اور محمد آپؑ کے سگے بھائی تھے آپؑ نے اپنے فرزند علی رضا علیہ السلام کی امامت پر نص فرمائی۔

۸۔(بحذف اسناد) محمد بن صدقہ عنبری نے کہا:۔

جب ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر (علیہ السلام) کی وفات ہوئی تو ہارون نے طالبین اور ابن عباس کے شیوخ اور دیگر حکام اور معززین کو جمع کیا اور کہا:۔

یہ موسیٰ بن جعفر علیہما السلام ہے، یہ اپنی طبعی موت مرے ہیں اور میرے اور ان کے درمیان جو اختلاف تھے ان کے لیئے میں خدا سے استغفار کرتا ہوں،

نوٹ (۱)۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی عمر کے متعلق راوی یا کاتب کو مغالطہ ہوا کیونکہ آپ والد کی وفات کے وقت اٹھارہ سال سے زیادہ عمر کے تھے اور والد کے بعد آپ پینتیس برس اور چند ماہ زندہ رہے اس حساب سے آپ کی عمر چون برس قرار پاتی ہے اور شیخ مفید اور شہید ثالث نے بھی آپ کی عمر چون برس تحریر کی ہے۔

تم لوگ جا کر ان کے جنازہ کو دیکھو۔

ہارون کے ستر پیروکار گئے انہیں کسی قسم کے زخم اور تشدد کے نشان نظر نہ آئے البتہ ان کے پاؤں پر مہندی کے نشان تھے، سلیمان بن جعفر نے انہیں غسل دلایا اور انہیں کفن دیا اور پا پیادہ ان کے جنازہ میں شامل ہوا۔

مصنف کتاب ہذا کہتے ہیں ہم نے یہ روایات اسی لیئے درج کی ہیں تا کہ فرقہ واقفیہ کے باطل نظریات کی تردید ہو سکے، امام علی رضا علیہ السلام کی امامت کی تردید کے لیئے وہ یہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ امام کو غسل امام ہی دیتا ہے۔

اس کے لیئے ہم یہ کہتے ہیں کہ حدیث کا زیادہ سے زیادہ مفہوم یہی ہے کہ امام کو غسل دینا امام کا حق ہے، اور اگر کوئی ظالم امام کو اس کے حق سے روک دے تو نئے امام کی امامت باطل نہیں ہوگی۔

ثانیاً: ایک سابقہ روایت میں ہمارے قارئین یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ امام موسی کاظم علیہ السلام کو امام علی رضا علیہ السلام نے ہی غسل دیا تھا، اور امام کے لیئے زمینی فاصلے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔

۹۔(بحذف اسناد) علی بن رباط کہتے ہیں:۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ ہمارے ہاں ایک شخص رہتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ آپؑ کے والد کی وفات نہیں ہوئی، وہ زندہ جاوید ہیں اس سلسلہ میں آپؑ کیا فرماتے ہیں؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

سبحان اللہ! کیسی عجیب بات ہے، رسول خداؐ کی وفات تو ہوئی لیکن موسی بن جعفر علیہما السلام کی وفات نہیں ہوئی۔

ہاں ہاں! خدا کی قسم، وہ وفات پا چکے ہیں ان کا مال تقسیم ہو چکا ہے اور

ان کی کنیزوں نے نئے نکاح کر لیئے ہیں۔

۱۰۔(بحذف اسناد) حمد بن عبداللہ الفروی نے اپنے والد سے روایت کی ہے ، انہوں نے کہا :۔

میں ایک دن فضل بن ربیع کو ملنے گیا تو وہ اپنے مکان کی چھت پر بیٹھے ہوئے تھے ۔

اس نے مجھ سے کہا : قریب آؤ ۔

میں قریب ہوا اور جب بالکل اس کے ساتھ ہوا تو اس نے کہا :۔

سامنے گھر کی طرف دیکھو ۔

میں نے اس کے اشارہ کردہ گھر کی جانب دیکھا ۔

فضل نے کہا : تجھے کچھ صحن میں دکھائی دیتا ہے ؟

میں نے کہا : ایک کپڑا پڑا ہوا ہے۔

اس نے کہا : اچھی طرح غور کر کے دیکھو۔

جب میں نے خوب غور کر کے دیکھا تو کہا :۔

یہ ایک شخص معلوم ہوتا ہے جو حالت سجدہ میں ہے۔

اس نے کہا : اس سجدہ کرنے والے کو جانتے ہو ؟

میں نے کہا : نہیں !

اس نے کہا : یہ تیرا آقا ہے۔

میں نے کہا : میرا کون سا آقا ہے ؟

اس نے کہا : تم تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہو ۔

میں نے کہا : ہر گز نہیں ، میں تجاہل سے کام نہیں لے رہا ،میں اپنے کسی آقا سے واقف نہیں ہوں۔

اس وقت فضل نے کہا : انہیں پہچان ،یہ ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام

ہیں ۔

میں دان رات ان کی نگرانی کرتا رہتا ہوں اور انہوں نے اپنے اوقات کو اس طرح سے ترتیب دیا ہے کہ نماز فجر کے بعد کچھ دیر تعقیبات میں مصروف رہتے ہیں اور طلوع آفتاب تک تعقیبات بجا لاتے ہیں ،پھر وہ سجدہ کرتے ہیں ،سورج کے زوال تک وہ سجدہ میں رہتے ہیں اور جب غلام انہیں زوال کی خبر دیتا ہے تو وہ کسی تجدید وضو کے بغیر نماز ظہر ادا کرتے ہیں ، اس سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سجدہ میں نیند نہیں کرتے اور پھر تعقیبات و اوراد میں مصروف ہو جاتے ہیں ،یہاں تک کہ نماز عصر پڑھتے ہیں۔

نماز عصر کے بعد وہ سجدہ کرتے ہیں اور غروب آفتاب سے پہلے وہ سجدہ سے سر نہیں اٹھاتے ،جب آفتاب غروب ہو جاتاہے تو کسی وضو کی تجدید کے بغیر نماز مغرب و عشاء پڑھتے ہیں۔

پھر وہ کھانا تناول فرماتے ہیں ، اس کے بعد تجدید وضو کر کے پھر سجدہ کرتے ہیں ، پھر سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں اور ہلکی سی نیند کرتے ہیں پھر کھڑے ہو کر تجدید وضو کرتے ہیں اور پھر رات کا تمام حصہ عبادت اور نماز شب میں بسر کرتے ہیں اور جب غلام انہیں طلوع فجر کی اطلاع دیتا ہے تو وہ نماز فجر ادا کرتے ہیں ،جب سے وہ آئے ہیں ان کا یہی نظام الاوقات ہے۔

میں (راوی) نے فضل سے کہا:۔

چونکہ امام موسیٰ کاظم تمہاری تحویل میں ہیں ،ان سے بدسلوکی کر کے زوالِ نعمت کے اسباب فراہم نہ کرنا ۔

اور تم بخوبی جانتے ہو کہ اس خاندان کے افراد کے ساتھ جس نے بھی بدسلوکی کی ہے ، خدا نے اس سے اپنی نعمتیں چھین لی ہیں۔

فضل نے کہا: اہل اقتدار کی طرف سے مجھے کئی مرتبہ ان کے قتل کا حکم ملا

ہے لیکن میں نے ان کی بات پر عمل نہیں کیا اور میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ اگرچہ مجھے خود بھی کیوں نہ قتل ہونا پڑے پھر بھی میں امام موسیٰ کاظمؑ کو ہرگز قتل نہیں کروں گا۔

پھر امام علیہ السلام کو فضل بن ربیع کی نگرانی سے نکال کر فضل بن یحییٰ برمکی کی تحویل میں دے دیا گیا اور حضرتؑ کئی دن اس کے ہاں قید رہے اور اس دوران تین دن رات تک فضل بن ربیع آپؑ کے لیئے کھانا بھیجتا رہا، چوتھی رات فضل بن یحییٰ برمکی کی طرف سے آپؑ کے لیئے کھانا بھیجا گیا۔

امام علیہ السلام نے آسمان کی جانب ہاتھ بلند کیئے اور کہا:۔

"پروردگار! تو جانتا ہے اگر اس سے پہلے میں اس قسم کا کھانا کھاتا تو یقیناً میں اپنے ہاتھوں سے اپنی موت کو دعوت دینے والا سمجھا جاتا (لیکن آج مجھے مجبور کر کے یہ غذا کھلائی جارہی ہے!)"۔

پھر آپؑ نے وہ کھانا کھایا اور کھانا کھاتے ہی بیمار ہو گئے۔

طبیب لایا گیا۔

تو آپؑ نے اس کے سامنے اپنی ہتھیلی میں پیدا ہونے والا وہ رنگ دکھایا جو زہر کے اکٹھا ہونے سے پیدا ہوچکا تھا۔

طبیب واپس آیا تو اس نے کہا:۔

" جو کچھ تم نے قیدی کے ساتھ سلوک کیا ہے، وہ اسے تم سے زیادہ بہتر جانتا ہے"۔

پھر حضرتؑ کی وفات ہو گئی۔

باب9

امام موسیٰ کاظمؑ کے بعد ہارون نے ایک ہی شب میں جن سادات کو قتل کرایا

۱۔(بحذف اسناد) عبداللہ بزاز نیساپوری کا بیان ہے کہ میرا حمید بن قحطبہ طائی طوسی کے ساتھ کچھ لین دین تھا۔

چنانچہ میں ماہ رمضان میں اس سے ملنے کے لیئے گیا، جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس کے غلاموں نے میری آمد کی اطلاع کی، اس نے مجھے بلا تاخیر ملاقات کے لیئے بلایا۔

میں نے داخل ہو کر اسے سلام کیا اور بیٹھ گیا، اسی اثنا میں نوکر اس کے سامنے طشت اور لوٹا لے کر آیا، اس نے ہاتھ دھوئے اور پھر اس نے مجھے ہاتھ دھونے کا حکم دیا، میں نے بھی ہاتھ دھوئے، پھر دستر خوان بچھ گیا۔

مجھے یہ یاد نہ رہا کہ ماہ رمضان ہے اور میں حالت روزہ میں ہوں چنانچہ میں نے بھی اس کے ساتھ بیٹھ کر دو تین لقمے کھائے، جیسے ہی مجھے یاد آیا کہ میں حالت روزہ میں ہوں تو میں نے اپنا ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا۔

حمید نے کہا:۔

کھانا کیوں نہیں کھاتے ؟

میں نے کہا:۔

میں روزہ سے ہوں اور بھول کر چند لقمے کھا لیئے البتہ آپ کے پاس کوئی عذر شرعی موجود ہو گا جس کی وجہ سے آپ نے روزہ نہیں رکھا۔

اس نے کہا:۔

مجھے کوئی بیماری نہیں جس کی وجہ سے مجھے روزہ معاف ہو، میں بالکل تندرست و صحت مند ہوں ۔ پھر وہ رونے لگا۔

جب وہ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو میں نے اس سے پوچھا ۔

امیر ! آپ کیوں روتے ہیں ؟

اس نے کہا :۔

میں اپنی بد بختی پر روتا ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک رات جب کہ ہارون الرشید طوس میں تھا اس نے مجھے بلایا جب میں اس کے پاس گیا تو میں نے دیکھا اس کے سامنے ایک شمع جل رہی تھی اور ایک سبز قسم کی بے نیام تلوار رکھی ہوئی تھی اور اس کے سامنے ایک خادم کھڑا ہوا تھا ۔

جب میں اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے سر اٹھا کر میری جانب دیکھا اور کہا :۔

تم اپنے امیر کی اطاعت کس حد تک کر سکتے ہو ؟

میں نے کہا :۔

میں جان و مال اطاعت امیر کے لیئے قربان کر سکتا ہوں۔

اس نے کچھ دیر سر جھکایا پھر مجھے گھر جانے کی اجازت دے دی۔

میں اپنے گھر آ کر بیٹھا ہی تھا کہ کچھ دیر کے بعد پھر ہارون کا قاصد آ گیا اور مجھے کہا کہ تجھے خلیفہ یاد کر رہے ہیں۔

میں نے اپنے دل میں انّا للہ و انّآ الیہ راجعون پڑھا اور میں نے سوچا کہ ہو نہ ہو خلیفہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے ۔ اور شاید پہلی مرتبہ اسے شرم محسوس ہوئی ، اس مرتبہ وہ کوئی رحم نہیں کرے گا ۔

بہر نوع میں کانپتا ہوا پھر اس کے سامنے گیا تو اس نے کہا ۔

تم اپنے امیر کی اطاعت کس حد تک کرسکتے ہو ؟

میں نے کہا :۔

میں اطاعت امیر کے لیئے اپنی جان ،اولاد اور مال قربان کر سکتا ہوں ۔

یہ سن کر وہ تھوڑا سا مسکرایا اور مجھے واپس جانے کی اجازت دے دی۔

اب کی بار میں اپنے گھر پہنچا تو کچھ دیر بعد پھر خلیفہ کے قاصد نے دروازے پر دستک دی اور کہا :۔

تجھے خلیفہ یاد کر رہے ہیں ۔

جب میں تیسری مرتبہ اس کے سامنے گیا تو اسے اسی حال میں پایا اور اس نے مجھ سے وہی پرانا سوال دہراتے ہوئے پوچھا ۔

تم امیر کی اطاعت کس حد تک کر سکتے ہو ؟

میں نے کہا :۔

میں امیر کی اطاعت کے لیئے جان ، اولاد، مال اور ایمان قربان کرنے پر آمادہ ہوں۔

میرا جواب سن کر وہ ہنسنے لگا اور مجھے کہا :۔

یہ تلوار اٹھا اور اس غلام کے ساتھ جا اور جو کچھ تجھے یہ حکم دے اس کی تعمیل کر۔

چنانچہ غلام مجھے لے کر ایک جگہ پہنچا جہاں تین بند کمرے تھے اور صحن میں ایک کنواں تھا۔

غلام نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا ،اس میں بیس افراد قید تھے جن میں بچے ،بچیاں اور بوڑھے افراد شامل تھے۔

غلام نے دروازہ کھول کر مجھے کہا :۔

امیرالمومنین کا حکم ہے کہ ان سب کو قتل کر دے۔

چنانچہ غلام ان میں سے ایک ایک قیدی کو لاتا گیا اور میں بے دریغ قتل کرتا چلا گیا ،پھر میں نے ان کے لاشے کنویں میں ڈال دیئے۔

پھر اس کے بعد اس نے دوسرا کمرہ کھولا ،اس میں بھی بیس افراد قید تھے غلام ایک ایک قیدی کو لاتا گیا اور میں قتل کرتا رہا اور میں نے ان کے بے جان لاشے بھی اسی کنویں میں پھینک دیئے۔

آخر میں غلام نے تیسرا کمرہ کھولا ،اس میں بھی بیس افراد قید تھے ،غلام ایک ایک قیدی کو لاتا گیا اور میں قتل کرتا گیا اور جب ان میں سے انیس افراد کو قتل کر چکا تو آخر میں ایک بوڑھا قیدی میرے سامنے لایا گیا ،اس قیدی نے کہا:۔

اے بد بخت ! قیامت کے روز تو ہمارے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ہمارے قتل کے متعلق کیاجواب دے گا۔

تو نے علیؑ و زہراؑ کی اولاد میں سے ساٹھ افراد کو ناحق قتل کیا ہے ، اس دن تو کیا جواب دے گا ؟

اس وقت میرا ہاتھ کانپنے لگا اور میرے جسم پر لرزہ طاری ہوا ، غلام نے مجھے سختی سے ساتھ جھڑکا اور کہا کہ امیرالمومنین نے تجھے ان سب کے قتل کا حکم دیا ہے ،چنانچہ میں نے اس بوڑھے قیدی کو بھی آخر میں قتل کر دیا ،اور اس کا لاشہ بھی اسی کنویں میں ڈال دیا۔

اب جب کہ تم میرا ظلم سن چکے ہو تو مجھے بتاؤ مجھے نماز روزہ سے کیا فائدہ ہو گا ، میں اولاد رسولؐ میں سے ساٹھ افراد کا قاتل ہوں ، مجھے اپنے دوزخی ہونے کا مکمل یقین ہے، اسی لیئے نماز روزہ کا تکلف کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہے ؟

منصور دوانقی کا ظلم

مصنف کتاب ھذا کہتے ہیں کہ ذریت رسولؐ کے ساتھ منصور نے بھی اسی طرح کا سلوک روا رکھا تھا،اس کے ظلم کی داستانیں بہت طویل ہیں جن میں سے ایک داستان ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

۲۔ ہم سے احمد بن محمد بن حسین نے بیان کیا،اس نے ابو منصور مطرز سے روایت کی ،اس نے کہا میں نے حاکم ابو احمد محمد بن محمد بن اسحاق انماطی نیشا پوری سے سنا، اس نے اسناد متصل سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا:۔

جب منصور دوانقی نے بغداد شہر قائم کیا تو سادات کو تلاش کرتا ، اسے جہاں بھی سید ملتے انہیں مکانات کی دیواروں میں چنا دیتا۔

ایک دن ایک خوبصورت بچہ جس کا تعلق امام حسن مجتبٰی علیہ السلام کی نسل سے تھا پکڑ کر لایا گیااور منصور نے اس کے متعلق یہ حکم دیا کہ اسے بھی دیوار میں چنوا دیا جائے ۔

مکان دھڑا دھڑ بن رہے تھے ،اس مظلوم بچے کو پکڑ کر ایک معمار کے پاس لے گیا اور اسے کہا گیا کہ خلیفہ کا حکم ہے کہ اسے دیوار میں چن دیا جائے۔ تعمیل حکم کے لیئے حکومت کے کارندے ساتھ کھڑے ہو گئے۔

معمار نے معصوم بچے کو دیکھا تو اس کا دل لرز اٹھا ، بہر حال اس نے دیوار میں ادھر ادھر اینٹیں لگائیں اور اس کے درمیانی حصہ کو خالی رکھ کر معصوم بچے کو لٹا دیا اور اوپر اینٹیں چن دیں اور اس نے اینٹوں کے درمیان ایک چھوٹا سا سوراخ رکھ دیا جس میں سے ہوا کی آمد و رفت جاری رہ سکے ۔

اس کے بعد حکومت کے کارندے اپنے گھروں کو چلے گئے اور رات کی تاریکی میں وہی معمار دیوار کے قریب آیا اور آہستہ آہستہ اینٹیں ہٹائیں اور بچے کو دیوار میں

سے برآمد کیا اور اس سے کہا :۔

اب آپ کا گھر چلے جانا مناسب نہیں ہے ،آپ اللہ کی وسیع زمین پر کہیں دور دراز علاقے میں چلے جائیں اور اپنی جان بچائیں، اگر حکومت کے کارندوں نے آپ کو کہیں دیکھ لیا تو آپ کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دیں گے، میں نے رسول خداؐ کی خوشنودی کے لیئے آپ کو اس دیوار سے نکالا ہے۔

پھر معمار نے بچے کے سر کے بال مونڈ دیئے اور کہا :۔

اب آپ کہیں چلے جائیں اور کبھی بھی غلطی کرکے اپنی ماں کے پاس مت جائیں۔

معصوم بچے نے کہا :۔

ٹھیک ہے میں کہیں چلا جاؤں گا ،تم نشانی کے طور پر میرے بال میری بیوہ ماں کے پاس لے جانا اور اسے تسلی دینا ، پھر بچے نے معمار کو اپنے گھر کا پتہ بتایا۔

معمار کہتا ہے کہ میں ایک رات بچے کے بتائے ہوئے پتہ پر گیا تو ایک مکان سے مجھے ایک خاتون کے رونے کی دھیمی دھیمی آواز آئی، میں سمجھ گیا کہ یہ مکان اس بچے کا ہے اور اس کی ماں اپنے بیٹے کو یاد کر کے رو رہی ہے۔

میں نے اس دروازہ پر آہستہ سے دستک دی بی بی نے دروازہ کھولا میں نے اسے اس کے بیٹے کی تمام داستان غم سنائی اور اس کے بال ماں کے حوالے کر کے واپس آ گیا ۔

معمار کہتا ہے :۔

مجھے پھر پتہ نہیں چلا کہ وہ معصوم بچہ اس کے بعد کہاں گیا اور اس کا کیا بنا۔

باب 10

فرقہ واقفیہ کیونکر معرض وجود میں آیا ؟

۱۔(بحذف اسناد) ربیع بن عبدالرحمن کہتے تھے:۔

امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام انتہائی صاحب فراست تھے، آپؑ اپنی فراست ایمانی سے ان لوگوں کو بخوبی جانتے تھے جو آپؑ کی موت کا انکار کرنے والے تھے اور آپؑ کے جانشین امام حق کے منکر بننے والے تھے، اس کے باوجود آپؑ اپنا غصہ ضبط کرتے تھے اور ان کے سامنے کسی ناراضگی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ اسی لیئے آپؑ کا لقب کاظم رکھا گیا۔

۲۔(بحذف اسناد) یونس بن عبدالرحمن کہتے ہیں:۔

جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو اس وقت جتنے بھی آپؑ کے امین تھے ان سب کے پاس خمس کی ایک بڑی رقم موجود تھی۔

چنانچہ اسی مال خمس کو کھانے اور چھپانے کے لیئے انہوں نے یہ عقیدہ وضع کر لیا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات ہی نہیں ہوئی اور آپؑ زندہ جاوید ہیں۔

چنانچہ زیاد بن مروان قندی کے پاس ستر ہزار دینار تھے اور علی بن حمزہ ثمالی (بطائنی ؟ل) کے پاس تیس ہزار دینار تھے۔

جب میں نے ان کی تزویراتی گفتگو سنی اور اس کے ساتھ اللہ نے مجھے حق کی ہدایت فرمائی اور میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی امامت کو تسلیم کیا اور میں نے اس کا پرچار شروع کیا تو ان دونوں نے مجھے کہا:۔

تو یہ کیا کر رہا ہے ؟

اگر تجھے دولت کی ضرورت ہے تو ہم تجھے مالا مال بنانے کو تیار ہیں، تم علی رضا(علیہ السلام) کی امامت کا پرچار چھوڑ دو۔

میں نے ان دونوں کی پیشکش کو ٹھکراتے ہوئے کہا:۔

ہم نے امام محمد باقر و امام جعفرصادق علیھما السلام سے روایت کی ۔

انہوں نے فرمایا:۔

" جب بدعتیں ظاہر ہوں تو عالم کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے علم کا اظہار کرے اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس سے نورِ ایمان سلب کر لیا جائے گا ۔"

میں نے ان دونوں سے کہا :۔

میں امر خداوندی کے لیئے کسی بھی قیمت پر جہاد چھوڑنے کو تیار نہیں ہوں ، اس لیئے ان دونوں نے مجھ سے دشمنی رکھی اور میری مخالفت کی (۱)۔

۳۔ (بحذف اسناد) احمد بن حماد کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ایک امین کا نام عثمان بن عیسیٰ رواسی تھا اور اس نے مصر میں رہائش رکھی ہوئی تھی ،اس کے پاس بہت سی دولت اور چھ کنیزیں تھیں ، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات کے بعد اس سے مذکورہ چیزوں کا مطالبہ کیا تو اس نے جواب میں تحریر کیا۔

میں یہ چیزیں آپ کے سپرد کیونکر کروں جب کہ آپؑ کے والد کی وفات ہی نہیں ہوئی ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے اسے تحریر فرمایا:۔

میرے والد کی وفات ہو چکی ہے ہم ان کی میراث بھی تقسیم کر چکے ہیں اوران کی موت کی خبریں صحیح ہیں ۔

لیکن اس بدبخت نے جواب میں لکھا۔

اگر آپؑ کے والد کی وفات نہیں ہوئی اور وہ زندہ ہیں تو آپؑ کو ان چیزوں

جس نسخوں سے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ یونس بن عبدالرحمن اس روایت میں منفرد ہے اور [illegible] کی مذمت [illegible] سے بچے یہ تسلیم [illegible] مشکل ہے کہ وہ فرقہ قطعیہ سے تعلق رکھتے تھے جب کہ وہ علماء رجال [illegible] جلیل القدر ثقہ راوی مانتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ بعض علماء نے اسی وجہ سے یونس کی توثیق کرنے سے احتراز کیا ہے۔

کے مطا بہ کا کوئی حق نہیں ہے ، اگر وہ بالفرض وفات بھی پا گئے ہوں تو بھی میں مذکورہ اشیاء آپؑ کے حوالے نہیں کروں گا کیونکہ آپؑ کے والد نے مجھے اس طرح کا حکم نہیں دیا تھا۔

مصنف کتاب ھذا کہتے ہیں :۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مال و دولت جمع کرنے والے انسان ہرگز نہیں تھے ، حکومت وقت سے آپؑ کی شدید مخالف تھی ، اسی لیے آپؑ امین افراد کے پاس مال و دولت رکھا دیتے تھے تا کہ بوقت ضرورت مستحقین میں تقسیم کی جا سکے۔

علاوہ ازیں مذکورہ دولت آپؑ کے پاس بغرض تقسیم نہیں بھیجی گئی بلکہ آپؑ کے عقیدت مند افراد نے آپؑ کی خدمت میں بطور نذرانہ روانہ کی تھی ۔

باب 11

عقیدۂ توحید کے متعلق امام علی رضاؑ کے فرامین

۱۔ (بحذف اسناد) یاسر خادم سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

آپؑ نے فرمایا:۔

من شبه الله تعالٰی ، بخلقه فهو مشرك ، ومن نسب اليه ما نهٰی عنه فهو كافر ۔

" جس نے اللہ کی شبیہ اس کی مخلوق سے دی وہ مشرک ہے اور جس نے اللہ کی طرف اس چیز کی نسبت دی جس سے اس نے منع کیا ، وہ کافر ہے"

۲۔ (بحذف اسناد) سید عبدالعظیم حسنی نے ابراہیم بن ابی محمود سے روایت کی ، اس نے کہا :۔

امام علی رضا علیہ السلام نے قرآن مجید کی اس آیت۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۔ (القیامۃ۔۲۲۔۲۳)

" اس دن چہرے تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔"

کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا :۔

يعنى مشرقة ينتظر ثواب ربها ۔

" یعنی روشن ہوں گے اور اپنے رب کے ثواب کے منتظر ہوں گے "

۳۔ (بحذف اسناد) ابو الصلت الہروی عبدالسلام بن صالح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا۔

مولا ! آپؑ اس روایت کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس کے متعلق لوگ بیان

کرتے ہیں۔

ان المؤمنین یزورون ربھم فی منازلھم فی الجنۃ ۔

" مومنین اپنے منازل جنت میں اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے ۔"

یہ سن کر حضرتؑ نے فرمایا:۔

ابوالصلت ! اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ مخلوقات اور جملہ انبیاء و مرسلین و ملائکہ پر فضیلت دی ہے اور ان کی اطاعت اور بیعت کو اپنی اطاعت اور بیعت قرار دیا جیسا کہ اس نے خود فرمایا:۔

1۔ مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ (النساء۔۸۰)

"جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

2۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ۔ (الفتح۔۱۰)

" بے شک جو لوگ آپؐ کی بیعت کر رہے تھے ،وہ اللہ کی بیعت کر رہے تھے۔"

تو جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی اطاعت و بیعت کو اپنی اطاعت و بیعت قرار دیا ہے ، اسی طرح سے اللہ نے آنحضرتؐ کی زیارت کو بھی اپنی زیارت قرار دیا ہے ۔

اسی لیۓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

من زارنی فی حیاتی او بعد موتی فقد زار اللہ ۔

" جس نے میری زندگی یا میری موت کے بعد میری زیارت کی تو اس نے اللہ کی زیارت کی ۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنت میں بلند ترین درجہ ہو گا اور اہل ایمان اپنے منازل جنت سے ان کا دیدار کریں گے، آپؐ کے دیدار کو ہی اللہ کے دیدار سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ابوالصلت کہتے ہیں پھر میں نے آپؑ سے پوچھا کہ لوگ روایت کرتے ہیں۔

ان ثواب لا اله الا الله النظر الى وجه الله ۔

"بے شک لا الہ الا اللہ کا ثواب چہرۂ خداوندی کا دیدار ہے ۔"

آخر اس حدیث کا کیا مفہوم ہے ؟

اس کے جواب میں حضرتؑ نے ارشاد فرمایا :۔

ابوالصلت ! جو شخص اللہ کی وصف دیگر چہروں کی طرح سے چہرہ کے ساتھ کرے تو اس نے کفر کیا ۔

یاد رکھیں! اللہ کے چہرے سے مراد اللہ کے انبیاء و رسل اور حجج ہیں کیونکہ انہی ذوات عالیہ کی وجہ سے اللہ اور اس کے دین و معرفت کی توجیہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

(الرحمٰن۔۲۶،۲۷)

"جو بھی زمین پر رہتا ہے فنا ہونے والا ہے اور تیرے پروردگار کا جلال واکرام والا چہرہ باقی رہے گا ۔"

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔ (القصص۔۸۸)

"سوائے اس کے چہرے کے باقی ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے ۔"

تو مومنین کے لیئے قیامت کے دن اپنے درجات میں رہ کر انبیاء و رسل اور حجج الٰہی کا دیدار کرنا عظیم ثواب ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

من ابغض اهل بيتى و عترتى لم يرنى و لم اره يوم القيامة

"جس نے میرے اہل بیتؑ و عترت سے بغض رکھا ،قیامت کے دن نہ وہ مجھے دیکھے گا اور نہ ہی میں اسے دیکھوں گا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ایک اور فرمان ہے :۔

ان فیکم من لا یرانی بعد ان یفارقنی۔

"تمہارے اندر ایسے اشخاص بھی ہیں جو مجھ سے جدا ہونے کے بعد مجھے پھر نہیں دیکھ سکیں گے۔"

ابوالصلت ! اللہ تعالیٰ کی توصیف مکان سے نہیں کی جاسکتی اور آنکھیں اور اوہام اس کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں۔

ابو الصلت کہتے ہیں، پھر میں نے حضرتؑ سے پوچھا۔

فرزند رسولؐ ! یہ بتائیں کیا جنت و دوزخ پیدا ہوچکی ہیں اور کیا اس وقت بھی موجود ہیں ؟

حضرتؑ نے ارشاد فرمایا :۔

جی ہاں ! شب معراج رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم جنت میں داخل ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے دوزخ کو بھی دیکھا تھا۔

میں (ابوالصلت) نے عرض کی :۔

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت و دوزخ کا فیصلہ کیا ہوا ہے لیکن ابھی تک انہیں پیدا نہیں فرمایا ، اس کے متعلق آپؑ کیا فرماتے ہیں ؟

حضرتؑ نے فرمایا :۔

ن لوگوں کا ہم سے کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہی ہمارا ان سے کوئی واسطہ ہے جو شخص جنت و دوزخ کے پیدا ہونے کا انکار کرتا ہے وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور ہماری تکذیب کرتا ہے ،اس کا ہماری ولایت سے کوئی واسطہ نہیں اور وہ ہمیشہ اس دوزخ میں رہے گا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ۔ (الرحمن ۔ ۴۳، ۴۴)

"یہی وہ جہنم ہے جس کا مجرمین انکار کر رہے تھے اب اس کے اور اس کے کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر لگاتے پھریں گے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

جب مجھے معراج کرائی گئی تو جبریلؑ نے میرے ہاتھ کو سے پکڑا اور مجھے جنت میں لے گئے اور اس نے مجھے جنت کی تازہ کھجور کھلائی تو وہ میرے صلب میں نطفہ کی صورت میں تبدیل ہو گئی اور جب میں زمین پر اترا تو میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مباشرت کی جس کی وجہ سے فاطمہ سلام اللہ علیھا کا حمل قرار پایا، فاطمہؑ انسانی شکل میں حور ہے اور میں جب بھی خوشبوئے جنت کا مشتاق ہوتا ہوں تو اپنی دختر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

۴۔ (بحذف اسناد) ریان بن صلت نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی، آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

ما امن بی من فسر برأیہ کلامی وما عرفنی من شبھنی بخلقی وما علیٰ دینی من استعمل القیاس فی دینی۔

"وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جس نے اپنی رائے سے میرے کلام کی تفسیر کی اور جس نے میری مخلوق کے ساتھ میری تشبیہ دی، اس نے مجھے پہچانا ہی نہیں اور جس نے میرے دین میں قیاس کو استعمال کیا اس کا میرے دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

۵۔ (بحذف اسناد) محمد بن خالد نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے

کہ امام علی رضا علیہ السلام اپنے خاندان کے ایک شخص کی قبر کی طرف سے گذرے تو آپ اس قبر کے قریب بیٹھ گئے اور اپنا ہاتھ اس قبر پر رکھ کر کہا:۔

الھی بدت قدرتك و لم تبدو اھیة فجھلوك و قدروك والتقدیر علی غیر مابه وصفوك و انی بریءٌ، یا الھی من الذین بالتشبیه طلبوك ولیس کمثلك شیءٌ الھی ولن یدرکوك و ظاھر ما بھم من نعمك دلیلھم علیك لو عرفوك و فی خلقك یا الھی مندوحة ان یتنا ولوك بل سووك بخلقك فمن ثم لم یعرفوك و اتخذوا بعض ایاتك ربا فبذلك و صفوك فتعا لیت ربی عما به المشبھون نعتوك

" میرے پروردگار! تیری قدرت و اختیار ظاہر ہوچکی ہے اور کوئی کمزوری تیری جانب سے ظاہر نہیں ہوئی کہ لوگ تجھ سے جاہل رہے اور تیرے لیئے اندازے مقرر کرے اور لوگوں نے غلط اندازوں سے تیری توصیف کی ہے۔

خدایا! میں ان لوگوں سے بیزار ہوں جنھوں نے تشبیہ کے ذریعہ سے تیری جستجو کی ہے جب کہ کوئی چیز تیری مثال نہیں رکھتی۔

پرور دگار! یہ لوگ تجھے ہرگز نہیں پاسکیں گے اور ان پر جو تیری نعمات ہیں وہی بظاہر تیرے لیئے ان کی رہنما ہیں، اگر تجھے پانے کے لیے انہیں تیری معرفت کی طلب ہوتی تو تیری مخلوق کے لیئے کشادگی اور گنجائش موجود تھی بلکہ ان لوگوں نے تجھے تیری مخلوق کے برابر ٹھہرایا اسی لیئے وہ تیری معرفت حاصل نہ کرسکے اور تیری بعض آیات کو رب قرار دے کر تیری وصف بھی انہی کے ساتھ کی۔

میرے پروردگار! تو اس چیز سے بلند وبرتر ہے جس کے ساتھ تشبیہ دینے والوں نے تیری وصف بیان کی ہے۔"

٦۔ (حذف اسناد) احمد بن محمد بن ابی نصر نے روایت کی ہے کہ ''وراء النھر'' سے کچھ لوگ امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا :۔

ہم آپؑ سے تین مسائل دریافت کریں گے ،اگر آپؑ نے ہمیں ان کے جواب دیئے تو ہم جان لیں گے کہ آپؑ عالم ہیں۔

حضرتؑ نے فرمایا :۔

پوچھئے جو پوچھنا ہو ۔

انہوں نے کہا :۔

آپؑ ہمیں اللہ کے متعلق بتائیں ۔

1۔ کہاں تھا ؟

2۔ کیسے تھا ؟

3۔ اور اس کا سہارا کس چیز پر تھا ؟

اس کے جواب میں آپؑ نے ارشاد فرمایا :۔

1۔ اللہ نے جگہ اور کہاں کو خود مقرر کیا ، وہ ''کہاں'' سے پاک ہے۔

2۔ اللہ نے خود کیفیات کو پیدا کیا اس پر کیفیت طاری نہیں ہوتی۔

3۔ اس کا اعتماد اور سہارا خود اس کی قدرت پر تھا ۔

یہ سن کر ان لوگوں نے کہا :۔

''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؑ عالم ہیں'' ۔

مصنف کتاب ھذا کہتے ہیں کہ قدرت پر اعتماد اور سہارا کا مقصد یہ ہے کہ اس کا اپنی ذات پر تکیہ اور سہارا تھا ،کیونکہ قدرت کا تعلق ذات حق کی صفت سے ہے۔ (۱)

۱۔ اللہ تعالیٰ قائم بذاتہ ہے اور امام علی مقامؑ کا یہ فرمان بر سبیل مجاز ہے جیسا کہ **"ید اللہ فوق ایدیھم"** (فتح ۱۰) کی آیت میں ہے واضح رہے کہ مذکورہ احادیث میں مسائل الٰہیات کے دقائق مضمر ہیں اور ہر جملہ کے کئی دقیق معانی ہیں جنہیں "راسخون فی الحکمۃ" ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

۷۔ (بحذف اسناد) محمد بن عرفہ (عروہ) کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا۔

اللہ نے اشیاء کو قدرت سے بنایا یا بغیر قدرت کے بنایا ؟

اس کے جواب میں امام عالی مقام نے فرمایا:۔

"یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اللہ نے اشیاء کو قدرت کے ذریعہ سے خلق کیا کیونکہ جب تم یہ کہو گے کہ اللہ نے اشیاء کو قدرت کے ذریعہ سے خلق کیا ہے تو اس کا مفہوم یہ قرار پائے گا کہ تو نے اللہ کے علاوہ قدرت کو بھی تسلیم کیا ہے اور تم نے قدرت کو تخلیق اشیاء کا آلہ قرار دیا ہے اور یہ شرک ہے اور جب تم یہ کہتے ہو کہ اللہ نے قدرت کے بغیر اشیاء کو خلق کیا تو اس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ تم دراصل یہ کہہ رہے ہو کہ اللہ نے اپنے ذاتی اقتدار اور قدرت سے اشیاء کو پیدا کیا ہے ،اللہ نہ تو ضعیف ہے اور نہ ہی عاجز ہے اور نہ ہی اپنے ماسوا کا محتاج ہے ،اللہ قادر لذاتہ ہے اور قدرت (زائدہ) کی وجہ سے قادر نہیں ہے"۔

۸۔(بحذف اسناد) حسین بن بشار نے امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا۔

کیا اشیاء کی تخلیق سے پہلے اللہ کو تمام اشیاء کے آغاز و انجام کا علم تھا ؟

اس کے جواب میں حضرتؑ نے ارشاد فرمایا:۔

"اللہ اشیاء کی تخلیق سے بھی پہلے ان کا عالم تھا"۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (الجاثیہ ۔۲۹)

"ہم تمہارے اعمال کو برابر لکھوا رہے تھے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے اہل نار کے لیئے فرمایا:۔

وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۔(انعام۔۲۸)

" اور اگر یہ پلٹا بھی دیئے جائیں تو وہی کریں گے جس سے یہ روکے گئے

ہیں اور یہ سب جھوٹے ہیں۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ اگر انہیں دنیا میں لوٹنے کی اجازت بھی دے دی جائے تو بھی وہ منہیات کے مرتکب ہوں گے۔

علاوہ ازیں جب فرشتوں نے تخلیق آدمؑ کے متعلق اعتراض کیا تھا کہ یہ زمین پہ فساد کریں گے اور خون بہائیں گے اور ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔ (البقرہ۔۳۰)

" جو کچھ میں جانتا ہوں تم اسے نہیں جانتے۔"

اللہ کا علم اشیاء کی تخلیق سے پہلے ہے ،ہمارا رب بلندی و عظمت کا مالک ہے اور وہ برکت والا ہے ، اس نے اشیاء پیدا کیں جب کہ ان کا علم اس کے پاس پہلے سے موجود تھا ۔اور ہمارا رب ازل سے ہی جاننے والا اور سننے والا اور دیکھنے والا ہے

۹۔ (محذف اسناد) ماہ شعبان ۳۵۲ھ میں عبدالواحد بن محمد بن عبدوس عطار نیشاپوری نے ہمیں نیشا پور میں حدیث سنائی اور اس نے کہا کہ میں نے علی بن محمد بن قتیبہ نیشا پوری سے اور اس نے فضل بن شاذان سے روایت کی ۔

انہوں نے کہا :۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا ،آپؑ اپنی ایک دعا میں یہ الفاظ کہہ رہے تھے۔

سبحان من خلق الخلق بقدرته وا تقن ما خلق بحكمته و وضع كل شيءٍ منه موضعه بعلمه، سبحان من يعلم خائنة الاعين و ما تخفى الصدور وليس كمثله شيءٍ و هو السميع البصير

" پاک ہے وہ جس نے مخلوق کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور جو کچھ اس

نے پیدا کیا اسے اپنی حکمت سے مضبوط بنایا اور اپنے علم کے مطابق ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھا، پاک ہے وہ جو خیانت کرنے والی نگا ہوں کو جانتا ہے اور جو کچھ سینے اپنے اندر چھپائے ہوئے ہیں ،انہیں جانتا ہے، اور کوئی چیز اس کی مثل نہیں ہے اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے "۔

صفات عین ذات ہیں

۱۰۔ (بحذف اسناد) حسین بن خالد کا بیان ہے میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

اللہ ازل سے ہی علیم ،قادر ،حی ، قدیم ، سمیع اور بصیر ہے۔

میں نے عرض کیا:۔

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علم کی وجہ سے عالم اور قدرت کی وجہ سے قادر اور حیات کی وجہ سے حی اور قِدم کی وجہ سے قدیم اور قوت سماعت کی وجہ سے سمیع اور قوت بصارت کی وجہ سے بصیر رہا ہے۔

یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

" جو شخص اس نظریہ کا قائل ہو اور اس بات کا اعتقاد رکھتا ہو تو اس نے اللہ کے ساتھ کئی معبود اور بنا ڈالے اور اس کا ہماری ولایت سے کوئی واسطہ نہیں ہے "۔

پھر آپؑ نے ارشاد فرمایا:۔

"اللہ ازل سے ہی علیم ، قادر ، حی ، قدیم ، سمیع ، اور بصیر لذاتہ رہا ہے۔ اور جو کچھ مشرکین اور تشبیہ دینے والے کہتے ہیں، اللہ اس سے کہیں بلند و برتر ہے۔

مخلوق و خالق کے ارادے کا فرق

۱۱۔(بحذف اسناد) صفوان بن یحیٰی نے امام علی رضا علیہ اسلام سے پوچھا۔
خالق اور مخلوق کے ارادے کا کیا فرق ہے ؟
آپ نے فرمایا:۔
"مخلوق کا ارادہ کسی امر کے سر انجام دینے کے متعلق خیال کرنا ہوتا ہے اور اسی ارادہ کے ثمر کے طور پر فعل واقع ہوتا ہے ، جب کہ اللہ کا ارادے کسی کام کو سرانجام دینا ہوتا ہے ، کیونکہ اللہ کسی طرح کے سوچ و بچار کا محتاج نہیں ہے ،اور یہ صفات اس سے منفی ہے ، اللہ کے ارادہ سے مراد فعل ہی ہوتا ہے اور کچھ نہیں ہوتا ،اللہ"کن" کہتا ہے تو وہ چیز معرض وجود میں آ جاتی ہے اور واضح رہے کہ " کن " کا اطلاق بھی لفظ اور زبان اور سوچ و بچار اور کیفیت کا محتاج نہیں ہوتا اور جیسا کہ اللہ کسی کیفیت کا پابند نہیں ہے ،اسی طرح سے لفظ " کن "بھی کسی کیفیت کا پابند نہیں ہے۔

اِ نَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰ دَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ کا مفہوم

۱۲۔(بحذف اسناد) حسین بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ اسلام سے پوچھا کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے روایت کرتے ہیں۔

اِ نَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰ دَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ۔
" اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ۔"

اس حدیث کا مفہوم کیا ہے ؟

یہ سن کر آپؑ نے ارشاد فرمایا:۔

”خدا ان لوگوں کو تباہ کرے ،انہوں نے حدیث کے پہلے حصے کو حذف کر دیا اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایسے دو انسانوں کی طرف سے ہوا جو ایک دوسرے کو سب و شتم کر رہے تھے ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو ان میں سے ایک شخص دوسرے کو کہہ رہا تھا۔

خدا تیرے چہرے کو رسوا کرے اور جس کا چہرہ تیرے جیسا ہو خدا اسے بھی رسوا کرے۔

یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

بندۂ خدا ! اپنے بھائی کے لیئے یہ الفاظ مت کہو کیونکہ اللہ نے آدمؑ کو اس کی صورت پر پیدا کیا“ ۔

ید قدرت کا مفہوم

۱۳۔(محذف اسناد) محمد بن عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے اس آیت کا مفہوم دریافت کیا ۔

مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۔(ص۔ ۷۵)

”کس چیز نے تجھے روکا کہ تو اس کو سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا ۔“

اس مقام پر ہاتھ سے کیا مراد ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

میرے ہاتھوں سے مراد میری قوت و قدرت ہے (یعنی قوت و قدرت

کو لفظ ہاتھ سے تعبیر کیا گیا ہے۔)

مصنف کتاب ھذا کہتے ہیں :۔

میں نے بعض مشائخ شیعہ سے سنا ہے کہ ائمہ کرام علیھما السلام جب اس آیت کو پڑھتے تو یوں پڑھا کرتے۔

مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ ۔

پھر یہاں وقف کرتے تھے اور پھر

بِیدِیَّ اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ پڑھتے تھے ۔

اس صورت میں آیت مجیدہ کا ترجمہ یہ ہو گا۔

" جسے میں نے بنایا ہے اس کے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا ، اور میری نعمت و احسان سے تو نے قوت حاصل کی ہے پھر بھی تو نے تکبر کیا ہے یا یہ کہ تو بلند پایہ افراد میں سے ہے ؟"

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسا کہ عرب ایک دوسرے کو کہتے ہیں۔

بسیفی تقاتلنی و برمحی تطاعننی۔

"تو میری تلوار لے کر ہی مجھ سے جنگ کر رہا ہے اور میرا نیزہ لے کر ہی مجھے نشانہ بنا رہا ہے۔"

ساقِ (پنڈلی) خداوندی کا مفہوم

۱۴۔ (محذوف اسناد) حسن بن سعید کہتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام نے اس آیت مجیدہ۔

یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ یُدْعَوْ نَ اِلَی السُّجُوْدِ ۔ (قلم۔۴۲)

" جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور انہیں سجدہ کے لیئے بلا یا جائے گا۔"

کے متعلق فرمایا :۔

ساق سے مراد نور کا حجاب ہے جو ہٹا دیا جائے گا تو مؤمن سجدے میں گر جائیں گے اور منافقین کی پشت اکڑ جائے گی ،اس لیئے وہ سجدہ کرنے کے قابل نہیں ہوں گے۔

مسجدِ کوفہ میں امیر المؤمنین علیہ السلام کا خطبہ

۱۵ا۔(بحذف اسناد) ہیثم بن عبداللہ الرمانی نے امام علی رضا علیہ السلام سے اورانہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے روایت کی: انہوں نے فرمایا :۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے مسجد کوفہ میں لوگوں کو خطبہ دیا۔

" تمام حمد اللہ کے لیئے ہے جو کسی چیز سے نہیں بنا اور نہ ہی اس نے کائنات کو پہلے سے موجود کسی چیز سے بنایا؛ وہ اشیاء کو حادث بنا کر اپنی ازیت کی گواہی دلانے والا ہے اور اشیاء کو عاجزی کا نشان لگا کر اپنی قدرت کو ظاہر کرنے وا ہے اوراس نےاشیاء کو فنا پذیر بنا کراپنے دوام کی گواہی دلائی۔

کوئی مکان اس سے خالی نہیں ہے کہ اس کی ظرفیت کا ادراک کیا جا سکے اور اس کی کوئی مثال نہیں کہ اس کی کیفیت کی وصف بیان کی جا سکے اور وہ کسی چیز سے غائب نہیں ہے کہ اس حیثیت کو جانا جا سکے۔

وہ مخلوقات سے صفات میں جداہے اور ادراک کی سرحدوں سے ماورا ہے اوراپنی کبریائی و عظمت کی وجہ سےحالات تصرف سے خارج ہے۔

تیز ترین اذہان کے لیئے اس کی حد بندی کرنا حرام ہے ، اور گہری فکر و سوچ کےلیئے اس کی کیفیت کا اندازہ لگا نا ناممکن ہے اور تیز ترین نگاہوں کے لیئے اس کی تصویر بنانا غیر ممکن ہے۔

اس کی عظمت کی وجہ سے کوئی مکان اس کا محتوی نہیں اور اس کے جلال

کی وجہ سے اندازے اس کے ادراک سے قاصر ہیں اور عقول کی اس کی کبریائی تک رسائی نہیں ہے اور اوہام اس کی کنہ معلوم نہیں کر سکتے ،افہام اس کی حقیقت میں ڈوب نہیں سکتے اور اذہان اس کی تمثیل سے قاصر اور بلند ترین عقول اس کے احاطہ سے مایوس ہیں اور علوم کے سمندر اس کی جانب اشارہ کرنے سے خشک ہوچکے ہیں اور منکرین اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود بلندی سے ذلیل ہو کر لوٹتے ہیں اور اس کے وصف قدرت سے قاصر ہیں۔

وہ واحد ہے لیکن باعتبار عدد نہین وہ دائم ہے لیکن زمانہ کے لحاظ سے نہیں ، وہ جنس نہیں کہ دوسری اجناس اس جیسی ہو سکیں اور وہ کوئی مثال نہیں ہے کہ کوئی مثالیں اس کی مشابہت کر سکیں۔

وہ اشیاء کی مانند نہیں کہ اس پہ صفات واقع ہوں ، اس کے ادراک کی سر بفلک موجوں میں عقول بھٹک گئے اور اس کی ازلیت کے احاطہ ذکر سے اوہام حیرت زدہ رہ گئے اور اس کے وصف قدرت سے افہام عاجز آ گئے اور اس کے افلاک سلطنت کی لہروں میں اذہان غرق ہو گئے۔

وہ نعمات کے ذریعہ سے مقتدر ہے اور کبریائی کی وجہ سے بے مثال ہے ، وہ تمام اشیاء کا مالک ہے اسے وقت بوسیدہ نہیں کرتا اور زمانہ اسے کہنہ نہیں کر سکتا ،اور کوئی وصف اس کا احاطہ نہیں کرسکتا اور سرکش گردنیں اس کے سامنے فروتنی اختیار کرچکی ہیں اور اطراف کے بلند وبالا پہاڑ کی چوٹیوں جیسے مضبوط اسباب اس کے سامنے سر نگوں ہیں۔

وہ جملہ اجناس سے اپنی ربوبیت کی گواہی دلانے والا اور ان کی عجزی سے اپنی قدرت کو ظاہر کرنے والا اور ان کے حدوث سے اپنی قدامت کا پتہ دینے والا اور انہیں زوال پذیر بنا کر اپنی بقا کی گواہی دلانے والا ہے۔

اشیائے کائنات کے پاس اس کے ادراک کا کوئی چارہ کار نہیں اور اللہ کے

احاطہ سے کوئی مخلوق نکل نہیں سکتی اور اللہ کی گنتی سے اپنے آپ کو حجاب میں نہیں رکھ سکتی اور اللہ کی قدرت کو اپنے سے ہٹا نہیں سکتی۔

صفت کا مستحکم ہونا اس کے وجود کی نشانی کے لحاظ سے کافی ہے اور اپنی مصنوعات کو طبع کا مرکب بنا کر اس نے اپنی دلالت ظاہر کر دی ہے اور مخلوق کا حدوث اس کے قدیم ہونے کے لیئے کافی ہے۔

اس کی جانب کوئی حد منسوب نہیں ہے اور اس کے لیئے کوئی بیان کی جانے والی ضرب المثل نہیں ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے ،وہ ضرب الامثال اور صفات مخلوقہ سے بہت بلند و برتر ہے۔

اور میں اس کی ربوبیت پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے منکر کی مخالفت کرتے ہوئے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰؐ اللہ کے عبد اور اس کے رسول ہیں ،جو کہ بہترین مقام پر رہائش پذیر ہیں اور وہ کریم اصلاب اور طاہر ارحام سے پیدا ہوئے ،آپؐ کا تعلق افضل ترین معدن اور افضل ترین اگنے کے مقام سے ہے ، آپؐ کا واسطہ بلند ترین خاندان سے ہے اور آپؐ اس شجر سے تعلق رکھتے ہیں جس میں سے اللہ نے اپنے انبیاءؑ کا سلسلہ جاری کیا اور اپنے اُمناء کا انتخاب کیا۔

آپؐ کی شاخ طیب اور عمود معتدل، جس کی شاخیں بلند و بالا اور جس کی ٹہنیاں تر و تازہ ، جس کا ثمر پختہ ہے۔

یہ شجر کرم و سخاوت کی سرزمین پر کاشت ہوا اور حرم میں اگا اور اس کی شاخیں اور ثمر اسی سر زمین حرم میں پیدا ہوئیں اور یہ درخت بلند ہوا اور ناقابل تسخیر بنا ، یہاں تک کہ اللہ نے انہیں روح امین ، نور مبین اور روشن کتاب کے ذریعہ سے عزت عطا فرمائی اور اس کے لیئے براق کو مسخر کیا اور ملائکہ نے آپؐ سے مصافحہ کیا اور شیاطین آپؐ سے خوف زدہ ہوئے اور آپؐ ہی کے ذریعہ سے

اصنام اور معبودانِ باطل کا قلع قمع ہوا۔

آپؐ کی سنت عین ہدایت اور آپؐ کی سیرت عدل اور آپؐ کا فیصلہ حق پر مبنی ہے ، آپؐ کے پروردگار نے آپؐ کو جو حکم دیا، آپؐ نے اس کی مکمل تبلیغ فرمائی اور جو کچھ اللہ نے ان کے ذمہ لگایا انہوں نے اس کی تبلیغ کی یہاں تک کہ آپؐ کی دعوت کے نتیجے میں توحید کا بول بالا ہوا اور مخلوق میں **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ** کا چرچا ہوا ، وحدانیت خالص شکل میں نمودار ہوئی اور ربوبیت صاف و شفاف ہوکر سامنے آئی۔

اللہ نے توحید کے ذریعہ سے اپنی حجت کو ظاہر کیا اور اسلام کے ذریعہ سے اس کے مقام کو بلندی دی اور اللہ نے اپنے نبیؐ کے لیئے بلند ترین درجہ اور مقام وسیلہ اور رضا کا انتخاب کیا۔

آپؐ اور آپؐ کے پاک خاندان پر درود ہو۔"

ترک، ختم اور طبع کا مفہوم

١٦۔(محذف اسناد) سید عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے ابراہیم بن ابی محمود سے روایت کی، انہوں نے کہا:۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے قرآن مجید کی آیت

تَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۔ (البقرہ ۔١٧)

" خدا نے انہیں تاریکیوں میں چھوڑ دیا ،انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا ۔"

کے لفظ " ترک " کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:۔

" لفظ " ترک" جب مخلوق کے لیئے استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی اور ، پھر جب یہی لفظ اللہ کے لیئے استعمال ہوتا ہے تو اس کا معنی وہ نہیں ہوتے جو مخلوق کے لیئے ہوتے ہیں ، کیونکہ اس معنی کے لیئے اس لفظ کا اللہ کے لیئے اطلاق

نہیں ہوتا ، اس لفظ کا مفہوم یہ ہے کہ جب اللہ نے دیکھ لیا کہ یہ لوگ کفر و ضلالت سے باز نہیں آنا چاہتے تو اللہ نے ان سے اپنا لطف وکرم علیحدہ کر لیا ، اور انہیں ان کے پسندیدہ فعل کفر وضلالت کے لیئے باقی رہنے دیا۔

راوی کہتے ہے پھر میں نے آپؑ سے قرآن مجید کی اس آیت

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ۔ (البقرۃ۔۷)

" اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ۔"

کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:۔

"اس آیت مجیدہ میں لفظ "ختم" کا معنی یہ ہیں کہ اللہ نے کفار کے کفر کی وجہ سے جو سزا دی ہے وہ ایک طرح کی مہر سے مشابہت رکھتی ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ (نساء۔۱۵۵)

" بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر کفر کی وجہ سے مہر لگا دی ہے، پس ان میں سے قلیل افراد ہی ایمان لائیں گے"۔

راوی کہتے ہیں پھر میں نے آپؑ سے پوچھا۔

کیا اللہ اپنے بندوں کو نافرمانی پر مجبور کرتا ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

"اللہ انہیں مہلت و اختیار دیتا ہے تا کہ توبہ کر لیں"۔

راوی کہتے ہیں پھر میں نے آپؑ سے پوچھا۔

کیا اللہ اپنے بندوں کو ان کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دیتا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

بھلا ایسا کیونکر ممکن ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔ (فصلت۔۴۶)

" اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔"

میرے والد ماجد نے اپنے والد ماجد امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی انہوں نے فرمایا :۔

" جو شخص یہ گمان کرتا ہو کہ اللہ اپنے بندوں کو نا فرمانی پر مجبور کرتا ہے یا انہیں ان کی استطاعت سے بڑھ کر تکلیف دیتا ہے تو ایسے شخص کا ذبیحہ مت کھاؤ اور اس کی گواہی قبول نہ کرو اور اس کی اقتداء میں نماز مت پڑھو اور اسے زکوۃ میں سے کچھ بھی نہ دو"۔

جبر و تفویض کی نفی

۱۷۔(بحذف اسناد) برید (یزید) بن عمیر بن معاویہ شامی کہتے ہیں کہ میں " مرو" کے مقام پر امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی خدمت میں عرض کی۔

ہم تک امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث پہنچی ہے۔

انہوں نے فرمایا :۔

لَا جَبْرَ وَلَا تَفْوِيْضَ بَلْ اَمْرٌ بَيْنَ اَمْرَيْنِ ۔

" نہ تو جبر درست ہے اور نہ ہی تفویض صحیح ہے بلکہ دو امور کے درمیان امر ہے۔"

اس فرمان کا مقصد و مفہوم کیا ہے ؟

یہ سن کر امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ ہم سے افعال صادر کرا کے ہمیں ان پر عذاب دے گا تو اس نے جبر کا نظریہ اپنایا۔

اور جو شخص یہ گمان کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خلق و رزق کے معاملات

ہادیان علیہم السلام کے سپرد کیئے ہیں تو اس نے تفویض کا نظریہ اپنایا ۔

یاد رکھیں ! جبر کا عقیدہ رکھنے والا کافر اور تفویض کا عقیدہ رکھنے والے مشرک ہے"۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ صحیح معاملہ ان دو معاملوں کے درمیان ہے ، کا کیا مقصد ہے ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

"جس چیز کے بجا لانے کا بندوں کو حکم دیا گیا اس کے لیئے راستہ موجود ہے اور جس چیز سے انہیں روکا گیا ، اس سے رکنے کی بھی ان میں صلاحیت موجود ہے"۔

پھر میں (راوی) نے آپؑ سے پوچھا۔

تو کیا اوامر و نواہی کے لیئے اللہ کی مشیت و ارادہ بھی ہے ؟

حضرتؑ نے فرمایا :۔

"طاعات کے لیئے خدا کا ارادہ و مشیت ان کا حکم دینا اور ان کی بجا آوری پر راضی ہونا اور مدد فراہم کرنا ہے ۔

معاصی کے لیئے خدا کا ارادہ و مشیت ، ان سے روکنا اور ان پر ناراض ہونا اور اہل معاصی کو رسوا کرنا ہے"۔

میں(راوی) نے پوچھا :۔

اوامر و نواہی کے متعلق اللہ کی قضا بھی ہے ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

"بندے نیکی یا برائی جو بھی فعل کرتے ہیں اس میں اللہ کی قضا شامل ہوتی ہے"۔

میں (راوی) نے پوچھا :۔

اس قضا کا کیا مفہوم ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

" اپنے افعال کی بدولت جس جزا یا سزا کے مستحق ہوں ان کی جزا اور سزا کا فیصلہ کرنا قضا کہلاتا ہے"۔

لفظ نسیان کا مفہوم

۱۸۔(بحذف اسناد) عبدالعزیز بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے قرآن مجید کی اس آیت کے متعلق پوچھا۔

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۔ (التوبۃ۔۶۷)

" انہوں نے اللہ کو بھلایا پس اللہ نے ان کو بھلا دیا۔"

تو کیا اللہ پر نسیان بھی طاری ہوتا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

" سہو (نسیان) اللہ پہ طاری نہیں ہوتا ، سہو (نسیان) مخلوق پر طاری ہوتا ہے ،کیا تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔ (مریم۔۶۴)

" اور تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے۔"

پہلی آیت میں نسیان کا لفظ بطور جزا استعمال ہوا ہے ،مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں نے خدا اور یوم آخرت کو فراموش کیا ہے ،اللہ ان سے ان کے اپنے نفوس کو بھی فراموش کرا دے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مفہوم کو اس آیت مجیدہ میں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسَاهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۔ (الحشر۔۱۹)

" اور تم ان لوگوں کی طرح سے مت بنو جنہوں نے اللہ کو فراموش کیا

تو اللہ نے ان سے ان کے نفوس کو فراموش کرا دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔"

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

فَالْيَوْمَ نَنسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۔ (الاعراف ۔ ۵۱)

" پس آج کے دن ہم انہیں بھلا دیں گے جیسا کہ انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا"۔

اس آیت میں بھلانے کا مقصد چھوڑ دینا، ترک کر دینا ہے۔

مفہوم آیت یہ ہے۔

جس طرح سے ان لوگوں نے یوم آخرت کی تیاری کو چھوڑ دیا تھا، اسی طرح سے ہم بھی انہیں چھوڑ دیں گے، یعنی ان سے کوئی سروکار نہیں رکھیں گے۔

مصنف کتاب ھذا کہتے ہیں :۔

حدیث کے جملے " **فترکھم**" کا مفہوم یہ ہے کہ ہم ایسے لوگوں کو اس ثواب سے محروم رکھیں گے جو یوم آخرت کے امید واروں کو عطا کریں گے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ۔

وَ تَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۔ (البقرہ ۔ ۱۷)

کا مفہوم یہ ہے کہ "اللہ انہیں اندھیروں میں ڈال دیتا ہے" یعنی ان کی سزا میں جلد بازی نہیں کرتا اور انہیں مہلت پہ مہلت دیئے جاتا ہے تاکہ وہ توبہ کر سکیں۔

خدا سے محجوب ہونے اور خدا کے آنے کا مفہوم

۱۹۔ (بحذف اسناد) علی بن حسن بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے اس آیت مجیدہ کے متعلق پوچھا۔

كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ۔ (المطففین ۔ ۱۵)

"یادرکھو ! انہیں روز قیامت پروردگار سے محجوب کر دیا جائے گا۔"

اس آیت کا مفہوم کیا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"اللہ کی وصف کسی مکان سے نہیں کی جا سکتی کہ اللہ اس میں بیٹھ جائے اور وہ مکان اللہ کے لیئے حجاب ثابت ہو اور کفار محجوب بن جائیں ۔

اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ انہیں قیامت کے روز ثواب پروردگار سے محجوب کر دیا جائے گا"۔

میں(راوی)نے پھر پوچھا: ۔

قرآن مجید کی اس آیت کا کیا مفہوم ہے ؟

وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا۔ (الفجر۔۲۲)

" اور آپ کا پروردگار اور فرشتے صف درصف آجائیں گے۔"

اس آیت میں اللہ کے آنے کا کیا مفہوم ہے ؟

حضرتؑ نے فرمایا :۔

"خدا کی توصیف آنے ، جانے جیسے الفاظ سے نہیں کی جا سکتی ، اللہ تعالیٰ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے سے بلند و بالا ہے، اسی لیئے اس آیت کا مفہوم یہ ہے۔

آپ کا پروردگار کا حکم اور فرشتے صف در صف آجائیں گے"۔

پھر میں(راوی)نے آپؑ سے پوچھا:۔

قرآن مجید کی اس آیت کا مفہوم بیان فرمائیں ۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ۔ (البقرۃ۔۲۱۰)

" کیا یہ لوگ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ابر کے سایہ کے پیچھے

اللہ اور ملائکہ آ جائیں۔"

اس آیت کے متعلق آپؑ نے فرمایا :۔

"اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کیا ان کافروں کو اس بات کا انتظار ہے کہ خدا ابر کے سایہ میں فرشتوں کو بھیجے گا ؟"

راوی کہتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے پوچھا کہ ان آیات کا مفہوم بیان فرمائیں۔

سَخِرَ اللّٰهُ مِنۡهُمۡ ۔ (التوبہ۔۷۹)

" خدا ان کا مذاق اڑائے گا۔"

اور

اَللّٰهُ يَسۡتَهۡزِىٴُ بِهِمۡ ۔ (البقرۃ۔ ۱۵)

"اللہ ان سے مذاق کرتا ہے۔"

اور

مَكَرُوۡا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۔ (آل عمران۔۵۴)

" انہوں نے مکر کیا اور اللہ نے بھی مکر کیا۔"

اور

يُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمۡ۔ (النساء۔۱۴۲)

"وہ اللہ کو دھوکا دیتے ہیں جب کہ اللہ انہیں دھوکا دینے والا ہے"۔

ان آیات کے متعلق آپؑ نے فرمایا :۔

اللہ کسی سے مسخرہ پن نہیں کرتا اور کسی کا ٹھٹھہ نہیں اڑاتا اور وہ نہ تو مکر کرتا ہے اور نہ ہی کسی کو دھوکا دیتا ہے ، ان تمام آیات کا مقصد یہ ہے کہ اللہ انہیں ان کے مسخرہ پن ۔ استہزاء ، مکاری اور دھوکہ دہی کا بدلہ دے گا۔

۲۰ ۔ (بحذف اسناد) حسن بن علی خزاز نے امام علی رضا علیہ السلام سے

روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا:۔

" قیامت کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور الٰہی کو تھامے ہوئے ہوں گے اور ہمارے شیعہ ہمارے نور کو تھامے ہوئے ہوں گے"۔

۲۱۔(حذف اسناد) سید عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی رضی اللہ عنہ نے ابراہیم بن ابی محمود سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔

لوگ ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

" اللہ تعالیٰ ہر شب جمعہ کو آسمان دنیا پر اترتا ہے۔"

اس حدیث کے متعلق آپؑ کیا فرماتے ہیں ؟

امام عالی مقامؑ نے فرمایا :۔

" خدا ان لوگوں پر لعنت کرے جو الفاظ کو ان کے مقام سے جدا کرتے ہیں ،آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں نہیں فرمایا تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ فرمایا تھا:۔

ان اللّٰہ ینزل ملکا الی السماء الدنیا کل لیلة فی الثلث الاخیر ، ولیلة الجمعة فی اول الیل فینا مرہ فینادی ۔۔۔الخ

" اللہ تعالیٰ ہر رات کی آخری تہائی میں ایک فرشتہ کو آسمان دنیا پر نازل کرتا ہے اور شب جمعہ اسے رات کے ابتدائی حصہ میں نازل کرتا ہے اور وہ حکم خدا سے یہ ندا دیتا ہے ۔"

" آیا کوئی توبہ کرنے والا ہے جس کی میں توبہ قبول کروں ؟"

" آیا کوئی استغفار کرنے والا ہے جس کی میں مغفرت کروں ؟"

" اے طالبِ خیر ! آگے بڑھ اور اے طالب شر ! باز آجا "۔

چنانچہ وہ فرشتہ طلوع فجر تک یہی ندا کرتا رہتا ہے اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو وہ اپنے مقام پر چلا جاتا ہے۔

یہ حدیث میرے والد ماجد نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے میرے سامنے بیان فرمائی"۔

۲۲۔(بحذف اسناد) داؤد بن سلیمان الفراء نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی اور آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"موسیٰ علیہ السلام نے دوران مناجات اللہ تعالیٰ سے عرض کی ۔

پروردگار ! مجھے بتا ، آیا تو بعید ہے تو میں تجھے ندا دوں ، یا قریب ہے تو تجھ سے سرگوشی کروں ؟

اللہ تعالیٰ نے وحیٰ نازل فرمائی :۔

موسیٰؑ ! میں اپنے ذکر کرنے والے کا ہم نشین ہوتا ہوں"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی :۔

"خدایا ! بعض اوقات میں ، میں ایسی حالت میں ہوتا ہوں کہ اس حالت کو تیرے ذکر کے لیئے مناسب خیال نہیں کرتا"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

موسیٰؑ ! مجھے ہر حالت میں یاد کیا کرو"۔

صفاتِ توحید بلحاظِ معنی منفرد ہیں

۲۳۔(بحذف اسناد) فتح بن یزید جرجانی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا

علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے پایا:۔

" اللہ لطیف، خبیر، سمیع ،بصیر ،واحد ، احداور صمد ہے ۔وہ نہ تو کسی کا باپ ہے اور نہ خود کسی کی اولا د ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

وہ اشیاء کو پیدا کرنے والا اور اجسام کو جسمانیت کا لبادہ اوڑھانے والا اور صورتوں کا مصور ہے۔

اور جیسا کہ خدا نا شناس لوگوں کا عقیدہ ہے اگر خدا ایسا ہی ہوتا تو پھر خالق ومخلوق اور صانع ومصنوع میں کوئی فرق نہ ہوتا، اس نے کائنات کی تمام اشیاء کو جدا گانہ رنگ ڈھنگ دے کر ممتاز کیا ہے، کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور وہ خود کسی چیز کے مشابہ نہیں ہے"۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کی: ۔

مولا ! اللہ واحد ہے اور اکیلے انسان کو بھی ہم واحد کہتے ہیں تو کیا وحدانیت میں دونوں یکساں قرار نہ پائیں گے ؟

امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا:۔

"فتح ! تونے امر محال کا قصد کیاہے ،خدا تجھے دین حق پر ثابت قدم رکھے۔ بات یہ ہے کہ الفاظ کی وحدانیت جدا ہے اور بلحاظ معنیٰ وحدانیت جدا ہے، اور شرک اس وقت لازم آتا ہے جب معنی بھی ایک مراد لیے جائیں۔

جب کسی انسان کے لیئے لفظ " واحد " کا اطلاق کیا جاتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک فرد ہے ، دو نہیں ہیں ۔

لیکن اس کے باوجود ہم جس انسان کو لفظ واحد سے تعبیر کرتے ہیں وہ بھی حقیقی معنٰی میں واحد نہیں ہوتا ، کیونکہ اس کے اعضاء مختلف ہوتے ہیں اور اجزاء کی ہیئت اور رنگت بھی جداجدا ہوتی ہے کیونکہ خون جداچیز ہے اور گوشت جدا چیز ہے ، اعصاب جدا ہیں اور رگیں جدا ہیں ، بال جدا اور جلد جدا ہے ،

اس کی سیاہی علیحدہ اور سفیدی علیحدہ ہے ، لہذا ایک انسان بہت سی چیزوں کا مرکب بننے کے بعد واحد کہلایا جب کہ اللہ مرکب نہیں ہے وہ واحد ہے اور ہر لحاظ سے یکتا ہے، اس کی وحدانیت میں ترکیب کار فرما نہیں اور اس میں اختلاف وتفوت اور کمی بیشی نہیں پائی جاتی"۔

یہ تشریح سن کر میں(راوی) نے کہا:۔

آپؑ نے میری مشکل آسان کی اللہ آپؑ کی مشکلات آسان فرمائے ، اور اس کے ساتھ آپؑ لفظ " لطیف و خبیر " کی بھی توضیح فرمائیں اور لطیف کے حوالہ سے میں تو صرف اتنا ہی جانتا ہوں کہ اللہ کا لطف و کرم اور ہے اور مخلوق کا ایک دوسرے پر لطف و کرم اور ہے۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔

میری درخواست پر آپؑ نے فرمایا:۔

"خدا لطیف ہے ، اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ وہ باریک بین ہے اور باریک سے باریک چیز کا ادراک کرتا ہے اور ہر چیز کا وجود اور اس کے وجود کی ضروریت سے باخبر ہے۔ اور اس کے ساتھ اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ اپنی صفت میں لطیف ہے یعنی اس نے جس چیز کو بھی پیدا کیا ، خواہ وہ جسم میں بڑی ہے یا چھوٹی ،اس نے سب کو زندہ رہنے کا سلیقہ بھی بتایا اور ہر چیز کو نسل بڑھانے اور اپنا تحفظ کرنے کے طریقے بھی بتائے ، اس لیئے اس کائنات کی چھوٹی بڑی چیزیں دیکھ کر ہم کہتے ہیں کہ خدا لطیف ہے۔ اور وہ اپنی مخلوق کے لیئے کسی طرح کے اوزاروں اور وسائل کا محتاج نہیں ہے۔ **(هذا هوالمفهوم لا نص العبارة فا فهم جيدا)**

اللہ کا پہلا صفاتی نام

۲۴ ۔ (بحذف اسناد) محمد بن سنان سے مروی ہے، اس نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

کیا اللہ تعالیٰ مخلوقات کی تخلیق سے قبل بھی اپنے آپ کو جانتا تھا ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

" جی ہاں !"

میں (راوی) نے کہا:۔

تو کیا وہ اپنے آپ کو بھی دیکھتا اور اپنی باتیں سنتا تھا ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"اللہ کو اس کی چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ اس سے اس کا نفس کسی چیز کا متقاضی نہ تھا اور اس نے اپنے نام اس لیئے نہیں رکھے کہ وہ اپنے آپ کو ان ناموں سے پکارے ، اس نے یہ نام مخلوق کی سہولت کے لیئے بیان کیئے ہیں تاکہ مخلوق کو دعا کا سلیقہ آسکے اور ذات حق نے اپنے لیئے سب سے پہلے جس نام کا انتخاب کیا وہ نام " **العلی ا لعظیم** " ہے ، کیونکہ اللہ تمام اشیاء سے بلند و بر تر ہے اور یہ نام اس کا اول اسماء ہے"۔

۲۵۔(بحذف اسناد) اسی اسناد سے مروی ہے ، **محمد** بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے " اسم" کے متعلق پوچھا کہ اسم کیا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"اسم موصوف کی صفت ہے"۔

ابجد کا مفہوم

۲٦۔(بحذف اسناد) علی بن حسن بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ امام علی رضا علیہ السلام فرمایا:۔

" اللہ نے سب سے پہلے حروف ابجد کی کتابت کی انسانوں کو اس کی تعلیم دی جیساکہ اگر کسی شخص کے سر پر کوئی شخص زور سے چوٹ مارے اور مضروب

یہ کہے کہ اس چوٹ کی وجہ سے میں صحیح گفتگو نہیں کرسکتا تو مضروب کو یہ حکم دیا جائے گا کہ وہ حروف ابجد ادا کرے اوران حروف میں سے وہ جتنے حروف ادا نہ کرسکتا ہو تو انہی حروف کو مد نظر رکھ کر اسی مقدار میں دیت ادا کی جائے گی"۔

میرے والدنے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا :۔

'الف' سے " **اَلآءُ اللّٰه** " (اللہ کی نعمات) مراد ہیں۔

'ب' سے " **بهجة اللّٰه** " (اللہ کی شان) مراد ہے۔

'ت' سے " **تمام الامر القائم 'ال محمد** "

(قائم آل محمد(عج) کے لیئے امر مکمل ہو گا)۔

'ث' سے " **ثواب المؤمنين علٰى اعمالهم الصالحة** "

(مومنین کو نیک اعمال کا بدلہ دیا جائے گا) مراد ہے۔

'ج' سے " **جمال الٰہی** " مراد ہے۔

'ح' سے " **حلم اللّٰه عن ا لمذ نبين** "

(گناہ گاروں سے اللہ کا حلم) مراد ہے۔

'خ' سے " **خمول ذكر اهل ا لمعا صى** "

(گناہ کا تذکرہ گمنام ہو جائے) مراد ہے۔

'د' سے مراد " **دین خدا وندی** " ہے۔

'ذ' کا اشارہ اللہ کے " **ذوالجلال** " ہونے کی جانب ہے۔

'ر' کا اشارہ اللہ کے " **رؤف و رحیم** " ہونے کی طرف ہے۔

'ز' سے قیامت کا " **زلزلہ** " مراد ہے۔

'س' سے " **سناء اللّٰه** " (خدا کی شان و چمک) مراد ہے۔

'ش' سے مراد " **شاء الله ما شاء** " (خدا جو بھی چاہتا ہے اپنے ارادہ سے چاہتا ہے) ہے۔

'ص' سے خدا کا " **صادق الوعد** " ہونا مقصود ہے۔

'ض' سے " **ضل من خالف محمدًا و اٰل محمد** " (جس نے محمدؐ و آل محمدؐ کی مخالفت کی وہ گمراہ ہوا) مراد ہے۔

'ط' سے " **طوبٰی للمؤمنین** " (مؤمنین کے لیئے خوشخبری ہو) مراد ہے۔

'ظ' سے " **ظن المؤمنین باللّٰہ خیرا** " (مومنوں کا اللہ سے نیک گمان) مراد ہے۔

'ع' سے " **علم الٰھی** " کی طرف اشارہ ہے۔

'غ' سے اللہ کے " **غنی** " ہونے کی جانب اشارہ ہے۔

'ف' سے " **فوج من افواج النار** " مقصود ہے۔

'ق' سے " **قراٰن علی اللّٰہ جمعہٗ** " (قرآن کا جمع کرنا خدا کے ذمہ ہے) مراد ہے۔

'ک' سے اللہ کے " **کافی** " ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

'ل' سے " **لغو الکافرین فی افترائھم علی اللّٰہ الکذب** " (کافر خدا پر جھوٹ تراشتے ہیں وہ سب لغو کر دیا جائے گا) مراد ہے۔

'م' سے " **ملك اللّٰہ یوم لا مالك غیرہ** " (اللہ اس دن مالک ہوگا جس دن کوئی دوسرا مالک نہ ہو گا) مراد ہے۔

اس دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا :۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۔ (المؤمن۔١٦)

"آج کس کی حکومت ہے" ؟

پھر انبیاء و رسل اور حجج الٰہی کے ارواح کہیں گے :۔

لِلّٰهِ الْوَاحِدَ الْقَهَّارِ۔ (المؤمن ۔ ۱۶)

" خدائے واحد و قہار کی بادشاہی ہے"۔

اس دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے :۔

اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۔ (المؤمن۔۱۷)

" آج ہر نفس کو اس کے اعمال کو بدلہ دیا جائے گا ، آج کوئی ظلم نہ ہو گا، بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے"۔

' ن ' سے " **نوال اللّٰه للمؤمنین و نکال اللّٰه للکافرین** " (مومنین پر اللہ کا انعام اور کافروں پر اللہ کا عذاب) مراد ہے۔

' و ' سے " **ویل لمن عصی اللّٰه** " (اللہ کی نافرمانی کرنے والے کے لیئے ہلاکت ہو) مراد ہے۔

' ہ ' سے " **ھان علی اللّٰه من عصاہ** " (نافرمانی کرنے والا اللہ کے ہاں رسوا ہو گا) مراد ہے۔

" **لای** " میں ' **لا** ' سے کلمۂ توحید یعنی " **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** " مراد ہے، جو شخص اس کلمہ کو اخلاص کے ساتھ ادا کرے گا اس کے لیئے جنت واجب ہو جائے گی۔

' **ی** ' سے " **ید اللّٰه فوق خلقه** " (اللہ کا ہاتھ مخلوقات پر ہے) مراد ہے اللہ ہی رزق وسیع کرنے والا اور کچھ جو لوگ شرک کرتے ہیں ، اللہ اس سے بلند و برتر ہے۔

پھر امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا:۔

قرآن مجید انہی حروف میں نازل ہوا جو کہ عربوں میں متداول تھے ، اس

کے باوجود اعجاز قرآن یہ ہے کہ اللہ نے اس کے متعلق چیلنج کرتے ہوئے فرمایا:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۔

(بنی اسرائیل ۔۸۸)

"آپ کہہ دیں اگر تمام انسان اور جنات جمع ہو کر قرآن کی مثال لانا چاہیں تو بھی وہ اس کی مثال نہ لاسکیں گے ، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے پشت پناہ کیوں نہ ہوں"۔

۲۷۔ (بحذف اسناد) حمدان بن سلیمان بن نیشا پوری کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی :۔

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا ۔ (انعام ۔۱۲۵)

" پس خدا جسے ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لیئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو گمراہی میں چھوڑنا چاہتا ہے ، اس کے سینہ کو تنگ اور دشوار گزار بنا دیتا ہے ---" ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جس شخص کو ایمان کی وجہ سے اللہ جنت اور آخرت کے دار کرامت کی ہدایت کرنا چاہتا ہے تو اس کے سینہ کو تسلیم اور بھروسہ اور اپنے وعدۂ ثواب پر تسکین عطا کر دیتا ہے اور وہ الٰہی وعدوں پر مطمئن ہو جاتا ہے۔

اور جس کے کفر کی وجہ سے اسے اپنی جنت اور دار کرامت سے دور رکھنا چاہتا ہے تو اس کے سینہ کو تنگ اور دشوار گزار بنا دیتا ہے کہ کفر و اضطراب قلب کی وجہ سے وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ آسمان کی جانب چڑھ رہا ہے، اس طرح سے اللہ بے ایمان افراد پر کفر کی ناپاکی ڈال دیتا ہے"۔

امام علی رضا علیہ السلام کی ایک زندیق سے گفتگو

۲۸۔(بحذف اسناد) محمد بن عبداللہ خراسانی خادم امام علی رضا علیہ السلام کہتے ہیں کہ ایک زندیق (دہریہ) جناب امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں آیا جب کہ آپؑ کے پاس بہت سے آدمی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

آپؑ نے اس سے فرمایا:۔

"اے شخص! جو کچھ تم لوگ کہتے ہو اگر وہی ٹھیک ہوا (یعنی کوئی عالم کا پیدا کرنے والا نہیں ہے) تو کیا ہم دونوں (میں اور تم) برابر نہ رہیں گے؟

اور جو نماز، روزے، زکوٰۃ اور اقرار توحید ہم کرتے ہیں ان سے ہمیں نقصان نہ پہنچے گا۔(زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ یہ نماز، روزے ایک فعل عبث قرار پائیں گے مگر چونکہ کوئی پرستش کرنے والا نہ ہو گا لہذا ہمیں اس کی بھی کچھ پرواہ نہ ہوگی کہ عبث کیا کیا اور فائدہ کیا حاصل کیا) اس لحاظ سے ہم اور تم دونوں برابر ہی رہیں گے"۔

یہ سن کر وہ زندیق چپ ہو رہا۔

پھر آپؑ نے فرمایا:۔

"اگر وہ ہوا جو ہم لوگ کہتے ہیں اور وہی ٹھیک بھی ہے جو ہم کہتے ہیں تو کیا تم تباہ و برباد نہ ہو جاؤ گے اور ہم بچ نہ جائیں گے"؟

(کیونکہ تم نے تو اس کے وجود کو مانا ہی نہیں تھا، اس لیئے تم نے نہ تو اس کا اقرار کیا اور نہ اس کی عبادت کی اور اب معلوم ہوا کہ وہ موجود ہے تو بتاؤ کہ تمہارا کیا حشر ہو گا۔ اب رہے ہم، تو ہم نے تو اس کی عبادت بھی کی تھی، اس کی توحید و قدرت کا اقرار بھی کرتے تھے، اس صورت میں ہمارے ساتھ تو وہ ضرور نیک برتاؤ کرے گا، لہذا تم تباہ ہو جاؤ گے اور ہم

نجات پا جائیں گے۔)

یہ سن کر زندیق کہنے لگا ۔

خدا آپؑ کا بھلا کرے ، آپؑ مجھے یہ بتایئے کہ آخر وہ کیونکر ہے اور کہاں ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"تجھ پر افسوس ہے ! ارے جو تو نے خیال کیا ہے وہ غلط ہے ، اسی نے تو جگہ اور مکان بنائے ہیں وہ تو اس وقت بھی تھا جب کہ کوئی جگہ موجود نہ تھی ۔ اسی نے تو کیفیتوں کو پیدا کیا ہے ، وہ تو اس وقت بھی موجود تھا جب کوئی کیفیت موجود نہ تھی (پھر اس میں کیفیت کیونکر ہوگی اور اس کی جگہ کہاں ہوگی)

وہ کسی کیفیت یا کسی مکان کے ذریعے سے نہیں پہچانا جاتا اور نہ کسی حاسے سے ، اور نہ اس کا قیاس کسی چیز پر ہو سکتا ہے"۔

اس نے کہا:۔

پھر تو وہ کچھ بھی نہ ہوا کیونکہ جو کسی حاسہ سے محسوس ہی نہیں ہو سکتا ہو تو اس کا وجود ہی کب ہو سکتا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"افسوس ! جب تمہارے حواس اس سے عاجز ہوئے تو تم اس کی خدائی اور اس کے وجود کا انکار کرنے لگے اور جب ہمارے حواس اس کے ادراک سے عاجز ہوئے تو ہمیں اس بات کا یقین ہوا کہ وہی ہمارا رب ہے اور وہی ایک ایسی چیز ہے جو تمام چیزوں سے جدا ہے"۔

اس نے کہا:۔

اچھا یہ بتائیں کہ وہ کب تھا یعنی کب سے موجود ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

" تم پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کب نہ تھا تو میں تمہیں بتاؤں گا کہ وہ کب سے ہے"۔

اس نے کہا:۔

اس کی کیا دلیل ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"جب میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو ایسا پایا کہ مجھ کو اس میں کچھ کمی زیادتی طول و عرض میں نظر نہ آئی اور نہ میں اس جسم میں سے تکالیف کو دور کر سکتا ہوں اور نہ بطور خود کوئی فائدہ مند چیز اس تک لا سکتا ہوں، اس سے میں نے جانا کہ اس عمارت جسم کا کوئی معمار بھی ہے۔ اسی لیئے میں نے اس کا اقرار بھی کیا اور اس کے وجود کو تسلیم کر لیا۔

علاوہ ازیں اس کی قدرت سے افلاک کی گردش اور بادلوں کی پیدائش، ہواؤں کا چلنا، آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کی حرکت جیسی عجیب آیات دیکھتا ہوں تو ان سب کو دیکھ کر مجھے یقین ہوتا ہے کہ ان سب کا کوئی نہ کوئی مقدِر اور پیدا کرنے والا ہے"۔

اس (زندیق) نے کہا:۔

تو وہ چھپا ہوا کیوں بیٹھا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

" مخلوقات پر جو پردہ پڑا ہوا ہے وہ ان کے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہے (یعنی آدمی اس کو اس لیئے نہیں دیکھ سکتے کہ ان کے دل کی آنکھیں گناہوں کی وجہ سے اندھی ہو چکی ہیں ورنہ جو لوگ صاحبانِ ایمان و تقویٰ ہیں تو ان کی دلی آنکھیں نور الہٰی کے جلوہ کا ہر وقت مشاہدہ کرتی ہیں) رہا وہ خود تو اس پر کوئی چیز بھی رات اوردن کی گھڑیوں میں پوشیدہ نہیں ہے"۔

اس نے کہا:۔

آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ آنکھیں اسے کیوں نہیں دیکھ سکتیں ؟

آپ نے فرمایا:۔

" وہ اس سے بالاتر ہے کہ اس کو کوئی آنکھ دیکھ سکے یا کوئی خیال اس کو محیط کر سکے یا کوئی عقل اس کو سمجھ سکے"۔

اس نے کہا:۔

اچھا تو آپ اس کی تعریف (اس کے اجزائے اصلیہ) مجھ سے بیان کریں۔

آپ نے فرمایا:۔

"اس کے لیئے کوئی حد نہیں ہے"۔

(" حد " سے مراد یہاں حد منطقی ہے جس کو اہل منطق جنس و فصل سے تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر چیز کے لیئے ایک جنس قریب ہوتی ہے اور ایک فصل قریب ہوتی ہے اور وہی اس کے اجزائے اصلیہ ہوتے ہیں ، ان سے مرکب شدہ چیز کا نام " حد " ہے اور جس کی حد بیان کی جائے اسے محدود اور نوع حقیقی کہا جاتا ہے۔)

اس نے کہا:۔

یہ کیوں ؟

آپ نے فرمایا:۔

"یہ اس لیئے کہ ہر محدود کی ایک انتہا ہوتی ہے اور جب وہ محل تحدید ہوا تو اس میں احتمال زیادتی ہو گا اور جب احتمالِ زیادتی ہو تو پھر احتمالِ کمی بھی ہو گا۔ (حالانکہ اس کی ذات میں کمی اور زیادتی کا احتمال ناممکن ہے) لہٰذا نہ وہ محدود ہے ، نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے اور نہ اس کے اجزا علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں"۔

(یعنی نہ اس میں اجزا ہیں جن کو الگ الگ کر کے سمجھا جائے اور نہ وہ

وہم و خیال میں آتا ہے)۔

اس نے کہا:۔

آپ لوگ جو اس کو لطیف ، سمیع ، بصیر ، علیم اور حکیم کہتے ہیں، اس کے کیا معنیٰ ہیں ؟

کیا بغیر کان کے بھی کوئی سمیع ہو سکتا ہے ،کیا بغیر آنکھ کے بھی کوئی بصیر ہو سکتا ہے ، کیا بغیر ہاتھوں سے کام لیئے بھی کوئی لطیف ہو سکتا ہے ، اور کیا بغیر صنعت کے بھی کوئی حکیم ہو سکتا ہے ؟؟؟؟

آپ نے فرمایا :۔

" ہم انسانوں میں جس کو لطیف کہا جاتا ہے ، وہ کاریگری کے مطابق ہوتا ہے ، کیا تم نے نہیں دیکھا جو کوئی لطیف چیز بناتا ہے تو اس کے لیئے کہا جاتا ہے "۔

مَا الطفَ فُلَا نًا۔

" فلاں شخص نے کیا اچھی کاریگری کی "۔

جب آدمیوں کو ان کی صناعی کی وجہ سے لطیف کہتے ہیں تو خالق جلیل کو لطیف کیوں نہ کہیں ، اس لیئے کہ اس نے تو نہایت ہی جلیل و لطیف خلقت پیدا کی ہے ، حیوانات کے اندر ان کی روحوں کو ترکیب دیا اور ہر قسم کے جاندار الگ الگ باہم صورتوں میں فرق رکھنے والے پیدا کیئے ، ان میں ایک دوسرے سے مشابہ نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لطیف و خبیر خالق نے ہر ایک کی صورت ترکیبی میں باریکی صرف کی ہے۔

(اس وجہ سے اس کو لطیف کہتے ہیں گو اس نے ہاتھوں سے نہیں بنایا بلکہ محض اپنے حکم سے پیدا کیا ہے)

پھر ہم نے درختوں اور اس کے پکنے، خوردنی ، خوردنی پھلوں کو دیکھ

تو اس وقت ہم نے کہا کہ ہمارا خالق لطیف ہے مگر وہ اس معنی سے لطیف نہیں ہے جو مخلوقات کو ان کی صفت میں باریکی کرنے کی وجہ سے کہا جاتا ہے"۔

"اور ہم کہتے ہیں کہ وہ سمیع ہے کیونکہ اس پر اس کی مخلوقات کی کوئی آواز خواہ وہ تحت الثریٰ سے اٹھ رہی ہو یا عرش سے بلند ہو رہی ہو، مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے۔

آواز دینے والی خواہ چیونٹی ہو یا اس سے بڑی چیز، خشکی میں ہو یا دریا میں، وہ سب کی آوازیں سنتا ہے، اور اس پر زبانیں اور لغات مشتبہ نہیں ہوتیں"۔

جب ہم نے اس کی قدرت کا یہ نظارہ دیکھا تو ہم نے بے ساختہ کہا :۔

"وہ سمیع ہے، وہ سنتا ہے مگر کانوں سے نہیں"۔

"ور ہم کہتے ہیں وہ بصیر ہے، یعنی وہ دیکھنے والا ہے، مگر حاسۂ چشم سے نہیں وہ اتنا بڑا بصیر ہے کہ وہ سیاہ چیونٹی کے نشان کو بھی اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر دیکھ لیتا ہے، اور وہ اس کے منافع اور مضار کو بھی جانتا ہے اور اس کے اثر جفتی اور اس کے بچے اور نسل کو بھی جانتا ہے"۔

جب ہم نے اس کی یہ شان ملاحظہ کی تو ہم نے کہا :۔

"وہ بصیر ہے مگر اس طرح سے نہیں جیسے اس کی مخلوقات کسی چیز کو دیکھتی ہے"۔

راوی کہتے ہیں :۔

وہ شخص (زندیق) وہاں سے جدا نہ ہوا یہاں تک کہ مسلمان ہو گیا۔

توحید کی کم از کم معرفت

۲۹۔(بحذف اسناد) فتح بن یزید جرجانی نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

توحید کی کم از کم معرفت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"کم از کم معرفت کی حد یہ ہے کہ انسان اقرار کرے کہ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کی کوئی مثال اور شبیہ نہیں ہے اور وہ ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گا اور کوئی چیز اس جیسی نہیں ہے"۔

۳۰۔(بحذف اسناد) زیاد بن عبدالعزیز بن مہتدی کہتے ہیں :۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے توحید کے متعلق پوچھا:۔

آپؑ نے فرمایا:۔

جس نے سورۃ الاخلاص (**قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ**) کو پڑھا اور اس پر ایمان لایا تو اس نے توحید کی پہچان حاصل کر لی پھر آپؑ نے سورۃ الاخلاص کے خاتمہ پر تین بار **کذالك اللّٰہ ربی** کے جملے ارشا فرمائے:۔

کیا خدا کو لفظ "شے" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ؟

۳۱۔(بحذف اسناد) محمد بن علی خراسانی خادم امام علی رضا علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ ایک زندیق نے حضرتؑ سے پوچھا:۔

کیا خدا کے لیئے لفظ "شے" کا اطلاق درست ہے ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

" جی ہاں ! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بھی اپنے آپؑ کو لفظ " شے " سے

تعبیر کیا ہے چنانچہ اس کا ارشاد گرامی ہے۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ۔

(الانعام۔۱۹)

"آپؐ کہہ دیں گواہی کے اعتبار سے کون سی چیز سب سے بڑی ہے ، آپؐ کہہ دیں اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے"۔

لہذا اللہ "شے" ہے لیکن کوئی شے اس کے مشابہ نہیں ہے"۔

حدوثِ عالم کی دلیل

۳۲۔ (محذف اسناد) حسین بن خالد نے روایت کی ہے کہ ایک شخص امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا:۔

حدوثِ عالم کی کیا دلیل ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

" اس کی دلیل یہ ہے کہ تو پہلے موجود نہ تھا ، پھر تو معرضِ وجود میں آیا اور تجھے یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ تو نے اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا اور نہ ہی تجھ جیسے کسی شخص نے تجھے پیدا کیا ہے"۔

اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

۳۳۔ (محذف اسناد) تمیم قرشی نے اپنے باپ سے ، اس نے احمد بن علی انصاری سے، اس نے ابوالصلت ہروی سے روایت کی ہے کہ مامون نے ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے خداوند تعالیٰ کے اس قول کی تشریح پوچھی:۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ کَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ (ہود۔۷)

" وہی وہ خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے بہتر عمل کرنے وال کون ہے"۔

آپؑ نے فرمایا:۔

" اللہ تعالیٰ نے عرش اور پانی اور فرشتوں کو آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے پیدا کیا تھا۔ فرشتے اپنے تیئں دیکھ کر اور عرش اور پانی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے وجود کو سمجھتے تھے، پھر پروردگار عالم نے اپنے عرش کو پانی پر قائم کیا تا کہ اس سے اپنی قدرت فرشتوں پر ظاہر کرے اور مزید یہ کہ فرشتوں کو علم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

پھر اس نے عرش کو اپنی قدرت سے بلند کیا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل فرمایا اور اسے ساتویں آسمان کے اوپر قرار دیا، پھر چھ روز میں آسمان اور زمین کو پیدا کیا درآں حالیکہ وہ عرش پر غالب تھا اور اس بات پر قادر تھا کہ آسمانوں کو چشم زدن میں پیدا کرے (معلوم ہوا جو لوگ" **استوی علی العرش** " کے معنی خدا کے بیٹھنے کے لیتے ہیں، وہ غلط ہے، بلکہ " **استوی** " کے معنی غلبہ اور قدر کے ہیں)۔

لیکن اس نے چھ روز میں اس لیئے پیدا کیا کہ فرشتوں پر رفتہ رفتہ ظاہر کرے کہ وہ کیونکر کسی چیز کو خلق کرتا ہے تا کہ اس طرح کے حدوث سے وہ خداوند تعالیٰ کے وجود کو " **مرة بعد اخری** " آہستہ آہستہ رفتہ رفتہ سمجھ سکیں۔

اس نے اس لیئے تو پیدا نہیں کیا کہ اسے اس بات کی کچھ غرض تھی کیونکہ وہ عرش سے غنی ہے۔

(اس کو بیٹھنے کی تو ضرورت ہی نہیں جس کے لیئے اس نے تخت بنایا ہو)۔

اور وہ تمام مخلوقات سے مستغنی ہے، اس کے بارے میں یہ کہنا جائز نہیں

ہے کہ وہ عرش پر بیٹھا ہے کیونکہ وہ جسم نہیں رکھتا ، پروردگار عالم اپنی مخلوقات کی صفات سے بہت بالا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو کس لیے پیدا کیا ہے ؟

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ (ہود ۔ ۷)

" تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے بہتر عمل کرنے والا کون ہے "۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اس لیئے پیدا کیا تاکہ انہیں اپنی عبادت و اطاعت کی تکلیف شرعی سے آزمائے ، یہ آزمائش بغرض امتحان و تجربہ نہیں ہے (کیونکہ امتحان و تجربہ کی ضرورت اسے ہوتی ہے جسے پہلے علم نہ ہو) اللہ ہمیشہ سے ہی صاحب علم ہے۔

مامون نے کہا :۔

ابوالحسن ! آپ نے میری مشکل آسان کی ، اللہ آپ کی مشکلات آسان فرمائے۔

جبر و اختیار کا مفہوم

پھر مامون نے پوچھا :۔

فرزند رسول ! آپ اس آیت کا مفہوم واضح فرمائیں۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ (یونس ۔۹۹، ۱۰۰)

" اور اگر خدا چاہتا تو روئے زمین پر رہنے والے سب ایمان لے آتے تو کیا آپ لوگوں پر جبر کریں گے کہ سب مومن بن جائیں ، اور کسی نفس کے امکان میں نہیں ہے کہ بغیر اجازت و توفیق پروردگار کے ایمان لے آئے "۔

اس آیت کے متعلق آپ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

" لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں عرض کیا:۔

یارسول اللہؐ ! آپؐ جن لوگوں پر حکومت کرتے ہیں ، اگر آپؐ انہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں تو ہماری تعداد میں اضافہ ہو جائے گا اور ہم اپنے دشمن پر برتری حاصل کر لیں گے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:۔

میں بدعت ایجاد کر کے اپنے خدا کے حضور پیش ہونے کو پسند نہیں کرتا اور میں اپنی جانب سے کچھ بھی کرنا نہیں چاہتا ، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّھُمْ جَمِیْعًا ۔ (یونس ۔۹۹)

" اور اگر خدا چاہتا تو روئے زمین پر رہنے والے سب ایمان لے آتے"۔

یعنی اگر خدا مجبور کر کے ایمان کا مطالبہ کرتا تو دنیا میں کوئی بھی بے ایمان باقی نہ رہتا ، جب کہ تمام لوگ احتضار کے وقت ایمان لے آتے ہیں مگر ان کا وہ ایمان فائدہ مند نہیں ہوتا۔

اسی طرح سے اگر اللہ دار دنیا میں ہی سب کچھ دکھا کر ایمان کا مطالبہ کرتا اور لوگ مومن بھی بن جاتے تو ان کا ایمان کسی قسم کی تعریف و توصیف کے قابل نہ ہوتا ، اس کے بر عکس اللہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے حالت اختیار میں ایمان لائیں تاکہ قربِ خداوندی اور کرامتِ آخرت اور جنت الخلد کے مستحق بن سکیں۔

اس لیئے اللہ نے فرمایا :۔

اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۔ (یونس ۔۹۹)

" تو کیا آپ لوگوں پر جبر کریں گے کہ سب مومن بن جائیں"۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔(یونس ۔۱۰۰)

"اور کسی نفس کے امکان میں نہیں ہے کہ بغیر اجازت وتوفیق پروردگار کے ایمان لے آئے"۔

یہاں " اذن " سے مراد نفس کو ایمان لانے کا حکم دینا ہے۔ کیونکہ ہر نفس جب مکلّف ہوتا ہے تو اسے ایمان لانے کا حکم دیا جاتاہے ، اگر کوئی نفس مکلّف ہی نہ ہو تو اس سے نہ تو ایمان کا مطالبہ کیا جاتا ہے اورنہ ہی اسے ایمان لانے کا حکم دیا جاتا ہے۔

یہ مفہوم سن کر مامون نے کہا :۔

فرزند رسول ! آپ نے میری مشکل آسان کی ، اللہ آپ کی مشکلات آسان فرمائے۔

اللہ نے منکرین ولایت کو اندھوں سے تشبیہ دی

مامون نے پھر کہا :۔

ابوالحسن ! بھلا اس آیت کا مفہوم کیا ہے ؟

اَلَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۔ (الکھف ۔۱۰۱)

"وہ کافر جن کی نگاہیں ہمارے ذکر کی طرف سے پردہ میں تھیں اور وہ کچھ سننے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے"۔

اس آیت کے متعلق حضرتؑ نے فرمایا :۔

"واضح ہو کہ آنکھوں پرکوئی پٹی اور پردہ بھی ہو تو وہ سننے سے روک نہیں سکتا کیونکہ سننے کا تعلق کانوں سے ہوتا ہے آنکھوں سے نہیں ہوتا اور "ذکر "

دیکھنے کی نہیں سننے ، کی چیز ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منکرین ولایت علی کی تشبیہ اندھوں سے دی ہے اور وہ ولایت علیؑ کے متعلق رسول خدا کا کوئی فرمان سننا گراں سمجھتے تھے ، اس لیئے وہ کچھ سننے کی استطاعت سے محروم ہو چکے تھے"۔

مامون نے کہا:۔

ابوالحسن ! آپ نے میری مشکل آسان کی ،اللہ آپ کی مشکلات آسان فرمائے۔

۳۴۔(بحذف اسناد) حمدان بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا عیہ السلام کو ایک خط لکھا جس میں پوچھا :۔

بندوں کے افعال مخلوق ہیں یا غیر مخلوق ہیں ؟

امام علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا :۔

" علم الٰہی میں بندوں کے افعال ان کی تخلیق سے دو ہزار برس پہلے سے مقدر ہو چکے ہیں"۔

۳۵۔(بحذف اسناد) حسین بن خالد نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، آپ نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے امیرالمومنین عیہ السلام سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"جس کا ایمان میرے حوض پر نہ ہو تو خدا اسے میرے حوض پر وارد نہ کرے اور جو میری شفاعت پر ایمان نہ رکھتا ہوتو خدا اسے میری شفاعت نصیب نہ کرے"۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"میری شفاعت میری امت کے گناہان کبیرہ کرنے والے افراد کے لیئے ہے ،نیکو کاروں کے لیئے تو کوئی عذاب سرے سے نہیں ہے"۔

حسین بن خالد (راوی حدیث) کہتے ہیں :۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ اس آیت کا مفہوم کیا ہے؟

وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی۔ (الانبیاء۔۲۸)

" اور فرشتے کسی کی سفارش بھی نہیں کر سکتے مگر یہ کہ خدا اس کو پسند فرمائے"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

" مقصود آیت یہ ہے کہ فرشتے صرف اسی کی شفاعت کریں گے جس کا دین اللہ کو پسند ہوگا"۔

مصنف کتاب ھذا کہتے ہیں:۔

مومن وہ ہے جسے نیکی کر کے خوشی محسوس ہو اور برائی کر کے دکھ محسوس ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"جسے نیکی کر کے خوشی اور برائی کر کے دکھ محسوس ہو تو وہ مومن ہے"۔

ور جب اسے برائی پر دکھ ہوگا تو اس پر اسے ندامت ہوگی اور ندامت درحقیقت توبہ ہے اور توبہ کرنے والا شفاعت و مغفرت کا حقدار ہوتا ہے، جسے برائی پر کوئی ندامت محسوس نہ ہو تو وہ مومن نہیں ہے اور جو مومن ہی نہ ہو وہ شفاعت کا مستحق نہیں ہے کیونکہ ایسے شخص کا دین اللہ کے ہاں پسندیدہ نہیں ہے۔

زمین کے بستر اور آسمان کی چھت کا مفہوم

۳۶۔ محمد بن قاسم مفسر نے کہا کہ میں نے یہ حدیث یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن یسار سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے طاہرین کی سند سے امام علی زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی۔

آپؑ نے قرآن مجید کی اس آیت

اَلَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَ خۡرَجَ بِهٖ مِنَ ا لثَّمَرَاتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ۔ ... الخ (بقرۃ۔۲۲)

" اس پروردگار نے تمہارے لیئے زمین کا فرش اور آسمان کا شامیانہ بنایا ہے، پھر اس نے آسمان سے پانی برسا کر تمہاری روزی کے لیئے زمین سے پھل نکالے ہیں"۔

کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

اللہ فرما رہا ہے کہ اس نے اپنی حکمت کاملہ کے تحت زمین کو صبغ کے مطابق ور تمہارے اجسام کے موافق بنایا، زمین کے فرش کو زیادہ گرم نہیں بنایا ورنہ تم جل جاتے اور زیادہ سرد نہیں بنایا ورنہ تم منجمد ہو کر رہ جاتے اور فرش زمین کو زیادہ خوشبو دار نہیں بنایا ورنہ تمہارے سروں میں درد پیدا ہوتا اور فرش زمین کو بد بودار نہیں بنایا ورنہ تم ہلاک ہو جاتے او پانی کی طرح سے فرشِ زمین کو نرم نہیں رکھا ورنہ تم اس میں ڈوب جاتے اور بہت زیادہ سخت نہیں بنایا ورنہ تم مکانات تعمیر نہ کر سکتے اور مردوں کے لیئے قبریں نہ کھود سکتے۔

للہ تعالیٰ نے زمین کو ٹھوس بنایا جس سے تم فائدہ حاصل کر سکتے ہو اور تمہارے اجسام اور تمہارے مکانات اس پر قرار پکڑ سکتے ہیں اور تمہاری قبریں اس میں بن سکتی ہیں، اس کے علاوہ بھی تمہارے لیئے بہت سے فائدے ہیں، اسی لیئے للہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَلَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا ۔ (البقرۃ۔۲۲)

" اس نے زمین کو تمہارے لیئے بچھونا بنایا"۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَّا لسَّمَآءَ بِنَآءً ۔ (البقرۃ۔۲۲)

" آسمان کو تمہارے لیئے چھت بنایا"۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا اور تمہارے منافع کے لیئے اس
میں سورج ، چاند اور ستاروں کو گردش دی۔
پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآ ءً ۔(البقرۃ۔۲۲)

" اور اس نے آسمان سے پانی نازل کیا"۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی اور بارش کو بلندی سے برسایا تاکہ پانی پہاڑوں کی چوٹیوں اور بلند و بالا ٹیلوں اور بلند و پست زمین پر یکساں پہنچ سکے اور پھر اللہ تعالیٰ نے بارش کو یکساں نہیں رکھا ، کبھی باریک قطروں کی شکل میں نازل فرمائی اور کبھی موسلا دھار صورت میں بارش برسائی تا کہ تمہاری زمینیں اس کو برداشت کر سکیں اور اگر وہ بارش کو ایک ہی مرتبہ نازل کر دیتا تو تمہارے مکانات اور زراعت اور درخت اور ہر طرح کے پھل تباہ و برباد ہو جاتے۔
پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۔(البقرۃ۔۲۲)

" بارش کے ذریعہ سے اللہ نے تمہارے لیئے پھلوں کی روزی فراہم کی"۔
یعنی زمین سے تمہارے لیئے روزی برآمد ہوتی ہے۔
اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب علم و عقل سے مطالبہ کیا۔

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا۔(البقرۃ۔۲۲)

" پس تم کسی کو اللہ کا ہمسر نہ بناؤ"۔
یعنی تم ایسے بتوں کو اللہ کا شریک و سہیم مت بناؤ جو نہ تو عقل رکھتے ہیں اور نہ کچھ سنتے ہیں اور نہ ہی دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی کسی چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔(البقرۃ۔۲۲)

"اور تم جانتے ہو"۔

تمہیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے تراشے ہوئے یہ بت ان نعمات میں سے کسی نعمت کے فیضان پر قدرت نہیں رکھتے۔

معصیت (نافرمانی) کس کی جانب سے ہے؟

۳۷۔(بحذف اسناد) سید عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے امام علی نقی سے، انہوں نے امام محمد تقی سے، انہوں نے امام علی رضا علیہم السلام سے روایت کی۔

ایک مرتبہ ابو حنیفہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت سے باہر نکل رہے تھے کہ ان کی ملاقات امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

توجوان! یہ بتائیں کہ معصیت کس کی طرف سے ہے؟

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:۔

"یہ تین میں سے ایک سے سرزد ہو گی"۔

1۔یا تو معصیت اللہ کی طرف سے ہوگی، جب کہ درحقیقت ایسا نہیں ہے اور اس صورت میں اللہ کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے بندہ کو معصیت کار سمجھ کر عذاب دے کیونکہ کریم کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اپنے ضعیف بندے کو ناکردہ گناہ کی سزا دے۔

2۔یا یہ کہ معصیت اللہ اور بندے دونوں کی جانب سے ہوگی اور اس صورت میں بھی خدا کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے بندے کو عذاب دے کیونکہ ایک طاقتور شریک کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اپنے کمزور ساتھی کو عذاب دے۔

3۔یا یہ کہ معصیت بندے کی طرف سے ہوگی اور حقیقت میں ایسا ہی ہے، پس اگر اللہ بندے کو اس صورت میں عذاب دے تو وہ عذاب اس کے گناہ

کی وجہ سے ہو گا اور اگر معاف کر دے تو یہ اس کی فیاضی اور اس کا کرم ہو گا۔

قضا و قدر کا مفہوم

۳۸۔(محذف اسناد سہ گانہ) عکرمہ بن عباس کہتے ہیں:۔

جب امیرالمومنین علیہ السلام جنگ صفین سے واپس آئے تو جنگ میں شریک ایک عراقی نے آپ سے پوچھا:۔

کیا ہمارا اہل شام سے لڑنے کے لیئے جانا قضا و قدر سے تھا ؟

آپ نے فرمایا:۔

" جی ہاں ! تم جس ٹیلے پر چڑھے اور جس وادی میں تم اترے تمہارا چڑھنا اور اترنا سب اللہ کی قضا و قدر سے تھا"۔

یہ سن کر سائل نے کہا :۔

پھر میں اپنی اس تکلیف و زحمت کو اللہ کی جانب سے سمجھتا ہوں۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:۔

"خدا تم پر رحم کرے شاید تم نے حتمی و لازمی قضا و قدر سمجھ لیا ہے (کہ جس کے انجام دینے پر ہم مجبور ہیں) اگر ایسا ہوتا تو پھر نہ ثواب کا کوئی سوال پیدا ہوتا اور نہ عذاب کا اور امر و نہی باطل قرار پاتے اور نہ وعدے کے کچھ معنی رہتے نہ وعید کے اور گناہ گار قابل ملامت نہ ہوتا اور نیکو کار لائق تعریف نہ ہوتا ، اور اچھائی کرنے والا ، برائی کرنے والے کی بہ نسبت ملامت کے زیدہ لائق قرار پاتا اور برائی کرنے والا ، اچھائی کرنے والے کی بہ نسبت زیادہ قابل تعریف ہوتا، اور یہ بت پرست اور رحمان کے دشمنوں اور اس امت کے قدریہ اور مجوسی افراد کا نظریہ ہے۔

اے شیخ ! اللہ تعالیٰ نے بندوں کو خود مختار بنا کر مامور کیا ہے اور (عذاب

سے) ڈراتے ہوئے نہی کی ہے۔

اس نے سہل و آسان تکلیف دی ہے اور دشواریوں سے بچائے رکھا ہے وہ تھوڑے کیے پر زیادہ اجر دیتا ہے۔

اس کی نافرمانی اس لیئے نہیں ہوتی کہ وہ مغلوب ہوگیا ہے اور نہ اس کی اطاعت اس لیئے کی جاتی ہے کہ اس نے مجبور کر رکھا ہے۔

اس نے پیغمبروں کو بطور تفریح نہیں بھیجا اور بندوں کے لیئے کتابیں بے فائدہ نہیں اتاری ہیں اور نہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کو بے کار پیدا کیا ہے۔

یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جنھوں نے کفر اختیا رکیا ، تو افسوس ہے ان پر جنھوں نے کفر اختیار کیا آتشِ جہنم کے عذاب سے ۔

اس روایت کا تتمہ یہ ہے۔

پھر اس شخص نے کہا:۔

وہ کون سی قضا و قدر تھی جس کی وجہ سے ہمیں جانا پڑا ؟

حضرتؑ نے فرمایا:۔

''قضا کے معنی حکم باری تعالیٰ کے ہیں جیسا کہ اس کا ارشاد ہے۔

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۔ (بنی اسرائیل ۲۳)

'' اور تمہارے پروردگار نے تو حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا''۔

یہاں پر '' قضیٰ '' بمعنی '' امر '' ہے۔

(ماخوذ از ترجمہ نہج البلاغہ مفتی جعفر حسین مرحوم)

حضرتؑ کا یہ جواب سن کر وہ شخص اٹھا اور کہنے لگا:۔

انت الامام الذی نرجو بطاعته
یوم النجاة من الرحمٰن غفرانا
اوضحت من دیننا ما کان ملتبسا
جزاك ربك عنا فیه احسانا
فلیس معذرة فی فعل فاحشة
قد کنت راکبها فسقا و عصیانا
لا لا و لا قائلا ناهیه اوقعه
فیها عبدت اذاً یاقوم شیطانا
و لا احب و لا شاء الفسوق ولا
قتل الولی له ظلماً و عدوانا
انّٰی یحب و قد صحت عزیمته
ذوالعرش اعلن ذالك الله اعلانا

"آپؑ ہی ایسے امام ہیں جن کی اطاعت کی وجہ سے قیامت کے دن ہم مغفرت کی امید رکھتے ہیں۔

آپؑ نے ہمارے دین کے وہ مسائل واضح کیے جو پہلے پردہ میں تھے، اللہ تعالیٰ آپؑ کو اس کی جزائے خیر عنایت فرمائے۔

برائی کے ارتکاب کرنے میں کسی کے پاس کوئی عذر نہیں ہے، اس سے پہلے میں فسق و نافرمانی کرتے ہوئے معصیت کا ارتکاب کرتا رہا ہوں۔

کسی کہنے والے کو یہ حق ہرگز نہیں ہے کہ برائی سے روکنے والے اللہ نے ہی اسے برائی میں دھکیل دیا ہے، اگر میں ایسا نظریہ رکھوں تو پھر میں نے شیطان کی اطاعت کی ہے۔

اللہ کسی طرح کے فسق و فجور کو پسند نہیں کرتا اور نہ یہ چاہتا ہے کہ ظلم و تعدی سے اس کے ولی کو قتل کیا جائے۔

وہ معصیت کو کیسے پسند کر سکتا ہے کیونکہ عرش کے مالک نے اپنے ارادہ کا اعلان کر دیا ہے"۔

محمد بن حافظ نے صرف پہلے دو بیت نقل کیے ہیں۔

۳۹۔ (محذف اسناد) احمد بن عبداللہ جویباری شیبانی نے امام علی رضا علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا:۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"اللہ نے آدمؑ کی تخلیق سے دو ہزار برس قبل تقدیر کا فیصلہ کر دیا ہے اور تدابیر مقرر کر دی ہیں"۔

۴۰۔ (محذف اسناد) داؤد بن سلیمان الفراء کہتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے روایت کی۔

ایک یہودی نے امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا:۔

آپؑ یہ بتائیں۔

1۔ کون سی چیز اللہ کے لیئے نہیں ہے؟

2۔ کون سی چیز اللہ کی جانب سے نہیں؟

3۔ کس چیز کو اللہ نہیں جانتا؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:۔

1۔ جو چیز اللہ کے لیئے نہیں، تو اللہ کے لیئے شریک نہیں ہے۔

2۔ جو چیز اللہ کی طرف سے نہیں، تو اللہ کی طرف سے ظلم نہیں ہے۔

3۔ جس چیز کا علم اللہ کو نہیں، تو اللہ کو تمہارے اس قول کا علم نہیں .

کہ " عزیرؑ" اللہ کے فرزند ہیں، اللہ کو اپنے کسی بیٹے کا علم نہیں ہے۔

حضرتؑ کا یہ جواب سن کر یہودی بے ساختہ پکار اٹھا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

۴۱۔(بحذف اسناد) احمد بن سلیمان روایت کرتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام سے کسی نے حالتِ طواف میں پوچھا :۔

سخی کون ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

" تیرے کلام کے دو مفہوم ممکن ہیں۔

1۔ اگر تیرا سوال مخلوق کے متعلق ہے تو سخی وہ ہے جو فرائض الٰہی کو بجا لائے اور بخیل وہ ہے جو فرائض سے بخل کرے۔

2۔ اگر تیرا سوال خالق کے متعلق ہے تو پھر اللہ ہی سخی ہے، خواہ وہ عطا کرے یا بندش کرے، کیونکہ اگر وہ اپنے کسی بندہ کو عطا کرتا ہے تو بندہ کا استحقاق نہیں ہوتا اور اگر وہ اپنا فضل کسی سے روک لے تو اس نعمت میں بندے کا حصہ نہیں ہوتا"۔

۴۲۔(بحذف اسناد) حسین بن خالد بیان کرتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی، آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

من لم یرض بقضائی و لم یؤمن بقدری فلیلتمس الها غیری۔

" جو شخص میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری تقدیر پر ایمان نہ رکھے تو اسے چاہئے کہ میرے علاوہ کوئی اور معبود تلاش کرے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

فی کل قضاء اللّٰہ خیر للمؤمنین

" اللہ کی ہر قضا میں اہل ایمان کے لیئے بہتری ہے "۔

۴۳۔(بحذف اسناد) ابراہیم بن عباس روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امام علی رضاعلیہ السلام سے پوچھا:۔

کیا اللہ اپنے بندوں کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف دیتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

" وہ اس سے کہیں بڑھ کر عادل ہے"۔

پھراس شخص نے پوچھا:۔

کیا بندے اپنے ہر ارادے کو پورا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

"وہ اس سے کہیں زیادہ عاجز ہیں"۔

۴۴۔(بحذف اسناد) ابو احمد غازی روایت کرتے ہیں کہ امام علی رضاعلیہ اسلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے روایت کی۔

انہوں نے فرمایا:۔

میں نے اپنے والد امیر المومنین علیہ السلام سے سنا۔

انہوں نے فرمایا :۔

اعمال تین طرح کے ہیں ۔

1۔ فرائض 2۔ نضائل 3۔ معاصی

1۔ فرائض اللہ کے امر اور اس کی رضا اور اس کی قضا اور اس کی تقدیر، مشیت اور علم سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

2۔ فضائل ، اللہ کے امر کی بجائے اللہ کی رضا ،قضا ، تقدیر ، مشیت ،

اور علم سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

3۔ معاصی کا تعلق امر پروردگار سے نہیں ہوتا البتہ اس کا تعلق قدر الٰہی اور علم پروردگار سے ہوتا ہے ، پھر اللہ اس پر سزا بھی دے گا"۔

جبر و تشبیہ کی تردید اور غلاۃ کی پُر زور مذمت

۴۵۔(محذوف اسناد) حسین بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:۔

فرزند رسولؐ ! لوگ ہمیں تشبیہ و جبر کا قائل کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے آبائے کرام سے اس کے لیئے بہت سی روایات مروی ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

ابن خالد ! یہ بتاؤ کہ جبر و تشبیہ کی روایات میرے آباء سے زیادہ مروی ہیں یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مروی ہیں۔

میں نے عرض کیا:۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس موضوع کی زیادہ روایت مروی ہیں ۔

حضرت علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

پھر تو ان لوگوں کو یہ کہنا چاہیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبر و تشبیہ کا عقیدہ رکھتے تھے۔

میں نے عرض کیا :۔

لوگ کہتے ہیں کہ یہ روایات موضوع ہیں ، آنحضرتؐ نے در اصل یہ باتیں نہیں فرمائی تھیں ، جھوٹے لوگوں نے اس قسم کی روایات وضع کریں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

ان لوگوں کو چاہئے کہ وہ میرے آبائے کرامؑ کے متعلق بھی یہی عقیدہ رکھیں کہ انہوں نے یہ باتیں نہیں کی تھیں ، دروغ گو راویوں نے اپنی طرف سے یہ روایات وضع کر لی ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا:۔

"جو شخص جبر و تشبیہ کا قائل ہو وہ کافر مشرک ہے اور ہم دنیا اور آخرت میں اس سے بیزار ہیں۔

ابن خالد ! تشبیہ و جبر کی روایات ہمارے نام پر غالیوں نے وضع کی ہیں جنہوں نے اللہ کی عظمت کو حقیر جانا ہے۔

جو ان غلاۃ سے محبت کرے ، اس نے ہم سے بغض رکھا ، اور جس نے ان سے بغض رکھا ، اس نے ہم سے محبت کی اور جس نے ان سے دوستی رکھی ، اس نے ہم سے دشمنی کی ، اور جس نے ان سے دشمنی رکھی ، اس نے ہم سے دوستی رکھی۔جس نے ان سے تعلق جوڑا ، اس نے ہم سے تعلق توڑا اور جس نے ان سے تعلق توڑا ، اس نے ہم سے تعلق جوڑا۔

جس نے ان سے جفا کی اس نے ہم سے بھلائی کی اور جس نے ان سے بھلائی کی ، اس نے ہم سے جفا کی، جس نے ان کی عزت کی ،اس نے ہماری توہین کی ، اور جس نے ان کی توہین کی اس نے ہماری عزت کی ، جس نے ان کی بات قبول کی،اس نے ہماری بات ٹھکرائی اور جس نے ان کی بات ٹھکرائی ، اس نے ہماری بات قبول کی ، جس نے ان پر احسان کیا ، اس نے ہم سے برائی کی ، جس نے ان سے برائی کی ، اس نے ہم پر احسان کیا ، جس نے ان کی تصدیق کی ، اس نے ہمیں جھٹلایا ، اور جس نے انہیں جھٹلایا اس نے ہماری تصدیق کی . جس نے انہیں کچھ عطا کیا ، اس نے ہمیں محروم رکھا ، اور جس نے انہیں محروم رکھا ،

اس نے ہمیں عطا کیا۔

ابن خالد ! جو بھی ہمارا شیعہ ہو ، اسے چاہیئے کہ وہ غالیوں کو اپنا سر پرست اور مددگار مت بنائے"۔

۴۶۔ (بحذف اسناد) حسن بن علی الوشا کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:۔

کیااللہ نے معاملہ بندوں کے سپرد کیا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

" اللہ اس سے زیادہ غالب ہے"۔

میں نے عرض کیا:۔

کیا اللہ نے بندوں کو معاصی(نافرمانی) پر مجبور کیا ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

" اللہ اس سے کہیں زیادہ عادل و حکیم ہے"۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

" فرزند آدم ! تیری بہ نسبت تیری بھلائیوں کا زیادہ حقدار میں ہوں اور تو اپنی برائیوں کا خود ذمہ دار ہے ، میں نہیں ہوں،کیونکہ تو میری ہی عطا کردہ قوت سے میری ہی نا فرمانی کر رہا ہے"۔

جبریّہ کے لیئے فرمان

۴۷۔ (بحذف اسناد) عبدالسلام بن صالح ہروی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا۔

آپؑ نے فرمایا:۔

" جو شخص جبر کا عقیدہ رکھتا ہو ، اسے مال زکوٰۃ میں سے کچھ بھی نہ دو اور اس کی گواہی قبول نہ کرو ، اللہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہیں ڈالتا"۔

جبر و تفویض کے لیئے قولِ فیصل

۴۸۔ (بحذف اسناد) سلیمان بن جعفر الجعفری (حمیری) کہتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام کی محفل میں جبر و تفویض کا تذکرہ ہوا تو آپؑ نے فرمایا ۔

کیا میں تمہیں اس کے متعلق ایک بنیادی نکتہ نہ سمجھاؤں جس میں اختلاف نہ ہو سکے اور اگر اس نکتہ کی موجودگی میں کوئی تم سے مباحثہ کرے تو تم اس کو مغلوب کر سکو ؟

ہم نے عرض کیا :۔

اگر آپؑ ایسا کریں گے تو بہتر ہو گا۔

آپؑ نے فرمایا :۔

" اللہ اپنی اطاعت مجبور کر کے نہیں کراتا اور اللہ کی معصیت کی بنیاد خدا کا مغلوب ہونا نہیں ہے، اللہ نے بندوں کو بالکل آزاد نہیں چھوڑا ، جس چیز کا اللہ نے انہیں مالک بنایا ہے ، اس چیز کا حقیقی مالک وہ خود ہے اور جس چیز پر لوگوں کو قدرت دی ہے، اس پر حقیقی قادر وہ خود ہے ،اگر بندے اس کی اطاعت کریں تو وہ بندوں کو اپنی اطاعت سے روکنے والا نہیں ہے اور اگر اللہ مہربانی کرتے ہوئے اپنے بندوں کو گناہوں سے روکنا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے ، اور اگر وہ بندوں اور گناہوں میں حائل نہ ہو تو بندے گناہ کرتے ہیں، اللہ خود بندوں کو گناہوں میں داخل نہیں کرتا"۔

پھر آپؑ نے فرمایا:۔

جو شخص اس بنیادی نکتہ کے حدوذ کو اچھی طرح سے یاد کرے گا تو وہ اپنے مخالف کو مغلوب کرے گا۔

۴۹۔(بحذف اسناد) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی :۔

ہمارے کچھ ساتھی جبر کا عقیدہ رکھتے ہیں اور کچھ ساتھی استطاعت کا عقیدہ رکھتے ہیں(اس سلسلہ میں آپؑ کیا فرماتے ہیں ؟)

آپؑ نے فرمایا :۔

قلم دوات لو اور لکھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

''ابن آدم ! میری مشیت کی وجہ سے تو چاہتا ہے اور میری عطا کردہ قوت سے ہی تو میرے فرائض ادا کرتا ہے اور میری نعمت کی وجہ سے ہی تو میری نافرمانی کرتا ہے ، میں نے تجھے سننے والا ، دیکھنے والا ، اور قوت رکھنے والا بنایا ہے۔

اور تجھے جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تیری ہی جانب سے ہوتی ہے اور تیری نیکیوں کا میں تجھ سے زیادہ حقدار ہوں اور تو اپنی برائیوں کا خود ذمہ دار ہے اور جو کچھ میں کرتا ہوں میں اس کا جوابدہ نہیں ہوں اور جو کچھ تم کروگے تم اس کے جوابدہ ہو''۔

پھر آپؑ نے فرمایا:۔

جو کچھ تو چاہتا ہے وہ میں نے تجھے لکھوا دیا۔

خالق و مخلوق کے اسماء میں معنوی فرق

۵۰۔ (بحذف اسناد) حسین بن خالد کہتے ہیں :۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جان لو ! اللہ تمہیں اچھائی کی تعلیم دے کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے، اور "قدیم" اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جو عاقل کو درس دیتی ہے کہ اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی اور اس کے ساتھ بھی کوئی چیز نہ تھی اور اس صفت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز اللہ سے پہلے نہ تھی اور کوئی چیز اس کے ساتھ نہیں تھی اور کوئی چیز اس کے ساتھ باقی نہیں رہے گی ، اور اس صفت قدیم پر ایمان رکھنے کی وجہ سے ان لوگوں کا یہ قول باطل ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے یا اس کے ساتھ کوئی چیز تھی۔

اور ان کے قول کے بطلان کی وجہ یہ ہے کہ اگر بالفرض کوئی چیز اللہ کے ساتھ مان لی جائے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ اللہ اس چیز کا خالق نہیں ہے ، کیونکہ اللہ ایک چیز کا خالق کیسے بن سکتا ہے جو اس کے ساتھ موجود ہو ؟

اور اگر یہ کہا جائے کہ اللہ سے پہلے کوئی چیز موجود تھی تو اولیت کا شرف اس چیز کو حاصل ہو گا نہ کہ اللہ کو ، اور پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ خالق نہیں ہے بلکہ وہ چیز خالق ہے جو اس سے پہلے موجود تھی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو دعا کا سلیقہ سکھانے کے لیئے اپنے کچھ اسماء بیان کیئے ، چنانچہ اللہ جل شانہ نے اپنے آپ کو سمیع ، بصیر ، قادر ، قاہر، حی ،قیوم ، ظاہر ، باطن ، لطیف ، خبیر، قوی ، عزیز ، حکیم ، اور علیم اور اس طرح کے دوسرے ناموں سے موسوم کیا"۔

غلاۃ کی غلط فہمی

پھر جب تکذیب کرنے والے غلاۃ نے ہم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی چیز اللہ کی مثال نہیں ہے اور کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے تو انہوں نے کہا:

جب آپ یہ کہتے ہیں کہ کوئی چیز اس کی شبیہ و مثیل نہیں ہے تو پھر ہمیں یہ بتائیں کہ آپ حضرات اللہ کے اسما حسنیٰ میں کیسے شریک ہوئے اور آپ نے اپنے آپ کو تمام اسمائے حسنیٰ سے کیونکر موسوم کیا ہے ؟

اور یہی بات اس چیز کی دلیل ہے کہ آپ تمام حالات میں اس کی مثال ہیں یا کم از کم بعض اشیاء میں آپ اس جیسے ہیں کیونکہ آپ بھی اسمائے حسنیٰ سے موسوم ہیں۔

غُلاۃ کے اس نظریہ کا ابطال

غلاۃ کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض افراد کو اپنے اسمائے حسنیٰ سے موسوم کر کے انہیں محترم بنایا ہے مگر معانی جدا جدا ہیں کیونکہ اکثر اوقات ایک ہی اسم دو الگ الگ معانی کو ظاہر کرتا ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیں جس طرح سے کسی انسان کو بھی کلب (کتا)، حمار (گدھا)، ثور (بیل)، سکرۃ (شکر)، علقمۃ (ایلوا) اور اسد (شیر) کہا جاتا ہے، لیکن ان اسماء کا اطلاق بطور مجاز ہوتا ہے اور الفاظ اپنے حقیقی اور وضعی معانی میں استعمال نہیں کیئے جاتے، کیونکہ انسان شیر اور کتا نہیں ہوتا۔

اللہ کے عالم اور مخلوق کے عالم ہونے کا فرق

اللہ کا اسم " عالم " ہے لیکن اس کا علم حادث نہیں ہے اور اس کا علم تجربات ومشاہدات پر مبنی نہیں ہے اور اس سے اس کا علم جدا نہیں ہے۔

اس کے برعکس پڑھے لکھے افراد کو بھی "عالم" کہا جاتا ہے، مگر ان کا علم حادث ہوتا ہے اور وہ اس علم سے پہلے جاہل ہوتے ہیں اور بعض اوقات انہیں ضعیفی اور نسیان طاری ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ان کا علم، جہل میں بدل جاتا ہے۔

اس کے خالق کو بھی "عالم" کہا جاتا ہے اور مخلوق کو بھی "عالم" کہا جاتا ہے، لفظ بھی ایک ہے جب کہ معانی میں بہت بڑا فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک نام " سمیع " (سننے والا) ہے اور اللہ کی مخلوق میں بھی سماعت موجود ہے جس کی وجہ سے انہیں بھی " سمیع " کہا جاتا ہے، لیکن اللہ سننے کے لیئے کان کا محتاج نہیں ہے، وہ بغیر کانوں کے سنتا ہے جب کہ اس کی مخلوق سننے کے لیئے کانوں کی محتاج ہے اور مخلوق اور خالق کے سننے میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ مخلوق مدھم ترین آواز سننے سے قاصر ہے لیکن رب عالمین خفی سے خفی تر آوازوں کو سنتا ہے۔

اس کے باوجود اللہ کو بھی " سمیع" کہا جاتا ہے اور مخلوق کو بھی " سمیع" کہا جاتا ہے، لفظ ایک ہے معانی جدا جدا ہیں۔

اللہ کا ایک اسم " بصیر " (دیکھنے والا) ہے، اور مخلوق کو بھی " بصیر " کہا جاتا ہے، جب کہ ہمارے دیکھنے اور خدا کے دیکھنے میں بڑا فرق ہے، ہم دیکھنے کے لیئے آنکھوں کے محتاج ہیں جب کہ اللہ حاسہ چشم کا محتاج نہیں ہے، علاوہ ازیں ہم ہزاروں چیزیں دیکھتے ہیں لیکن انہیں پہچانتے نہیں ہیں جب کہ اللہ

ہر چیز کو دیکھتا ہے اور ہر شے کو پہچانتا ہے، اللہ اور مخلوق کے لیئے اسم "بصیر" ایک ہے اور معانی جدا جدا ہیں۔

انسانوں کے لیئے بھی لفظ "قائم" استعمال کیا جاتا ہے اور یہی لفظ "قائم" اللہ کے لیئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور معانی میں بڑا فرق ہے۔

انسان کو اس وقت "قائم" کہا جاتا ہے جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا ہو جب کہ اللہ کے لیئے پاؤں ہی نہیں ہے، غرض یہ کہ خالق اور مخلوق کے لیئے ایک لفظ "قائم" استعمال ہوتا ہے، مگر لفظ کے اشتراک کے باوجود معانی جدا جدا ہیں۔

اللہ "لطیف" ہے لیکن لفظ "لطیف" میں قلت، دبلے پن اور چھوٹے ہونے کا مفہوم نہیں پایا جاتا۔

اللہ کے "لطیف" ہونے کے معانی یہ ہیں کہ وہ باریک بین ہے اور وہم تک اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے اور اس کے "لطیف" ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اس کو کسی حد منطقی میں محدود نہیں کیا جا سکتا اور کسی وصف کے ساتھ اس کی حد بندی نہیں کی جا سکتی۔

اور اس کے برعکس انسانوں پر بھی لفظ "لطیف" کا اطلاق ہوتا ہے جس کے معنی چھوٹا پن اور قلت کے ہوتے ہیں۔

(لہٰذا خالق و مخلوق کے لیئے لفظ "لطیف" کا اطلاق ہوتا ہے لیکن اس کے مفہوم میں فرق ہوتا ہے۔)

اللہ کے لیئے لفظ "خبیر" کا اطلاق ہوتا ہے اور مخلوق کے لیئے بھی یہ لفظ "خبیر" بولا جاتا ہے جب اس لفظ کا اطلاق اللہ کے لیئے ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ایسا باخبر ہے کہ کوئی چیز اس کے احاطہ علم سے باہر نہیں ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن اس کا باخبر ہونا کسی تجربہ کا مرہون نہیں ہے،

اگر اس کا علم تجربہ کا محتاج ہوتا تو وہ جاہل کہلاتا اور اللہ ازل سے ہی ہر چیز سے باخبر ہے اور مخلوق میں سے "خبیر" اسے کہا جاتا ہے جو اپنے تجربہ کی وجہ سے علم پیدا کرے۔

الغرض نام ایک ہے لیکن مفہوم جدا جدا ہے۔

اللہ کا ایک اسم " ظاہر " ہے تو اس کے " ظاہر " ہونے کا مفہوم یہ نہیں ہوتا کہ وہ اشیاء کی چوٹی پر سوار ہو کر بیٹھا ہے، لفظ " ظاہر " اللہ کی قدرت کو واضح کرتا ہے یعنی وہ تمام اشیاء پر غالب و قادر ہے۔ جیسا کہ عربی زبان کا مقولہ ہے۔

ظهرت على اعدائى

"میں اپنے دشمنوں پر غالب آیا"۔

علاوہ ازیں ذات احدیت کے لیئے لفظ " ظاہر " کا ایک مفہوم یہ ہے کہ وہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے ظاہر کرتا ہے، اس پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے اور وہ تمام اشیاء کا تدبیر کنندہ ہے۔ اور اللہ سے زیادہ کس کا امر ظاہر و واضح ہو سکتا ہے ؟

کیونکہ آپ جہاں جائیں گے آپ کو اللہ کی صنعت نظر آئے گی اور خود تمہارے وجود میں بھی اللہ نے اتنی نشانیاں رکھی ہیں کہ تمہیں دوسری نشانیوں کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

اور اس کے برعکس جب کسی انسان پر لفظ " ظاہر" کا اطلاق کیا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ وہ ظاہر بہ ظاہر دکھائی دینے والا ہے اور اپنی حدود کے ذریعہ سے اس کا علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔

تو اگرچہ لفظ ایک ہے، لیکن اس کے مفہوم جدا جدا ہیں۔

اللہ کا ایک اسم "باطن" ہے لیکن اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ وہ

کسی چیز کے اندر میں چھپا ہوا ہے ، اس کے " باطن " ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ تمام اشیاء کی اندرونی کیفیات کا علم رکھتا ہے ، ان کی محافظت اور تدبیر کرتا ہے اور اس لفظ کا مادۂ اشتقاق " اَبطَنتُه " ہے جس کے معنی ہیں کہ میں نے اس کے اندرونی راز کو معلوم کیا۔

اور یہی لفظ " باطن " مخلوق کے لیئے بھی استعمال ہوتا ہے اور جب یہ لفظ مخلوق کے لیئے بھی مستعمل ہو تو اس کے معنی چھپے ہوئے اور کسی چیز کے اندر بیٹھے ہوئے فرد کے ہوتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ لفظ " باطن " اگرچہ خالق و مخلوق کے لیئے مستعمل ہوتا ہے ، لیکن معانی میں فرق ہوتا ہے۔

اللہ " قاہر " ہے لیکن اس کے " قاہر " ہونے کا مفہوم بندوں کے " قاہر " ہونے کے مفہوم سے بالکل جدا ہے کیونکہ مخلوق کسی پر غلبہ حاصل کرتا ہے تو اسے مکر و فریب و حیلہ گری کا سہارا لینا پڑتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آج کا مقہور (مغلوب) کل کا " قاہر" (غالب) بھی بن سکتا ہے اور قاہر ، مقہور میں بدل سکتا ہے ، جب کہ اللہ کے " قاہر "(غالب) ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ہر چیز پر ہمیشہ کے لیئے اقتدار رکھتا ہے اور تمام موجودات لفظ " کُن " سے منصۂ شہود پر آنے کے لیئے بے تاب ہیں اور ہر چیز اس کے سامنے سرنگوں ہے اور کوئی چیز پلک جھپکنے کی دیر کے لیئے بھی اس کے احاطۂ اقتدار سے باہر نہیں نکل سکتی۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ خالق و مخلوق کے لیئے اگرچہ ایک ہی نام استعمال ہوا لیکن دونوں کے مفاہیم میں بہت بڑا فرق ہے۔

گرچہ ہم تمام ناموں کا باہمی فرق تو بیان نہیں کر سکے لیکن ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں کنایت ہے اور اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی اور توفیق کے لیئے

تمہارا، ہمارا مددگار ہو۔

توحید کے متعلق امام علی رضاؑ کا خطبہ (۱)

۵۱۔ (بحذف اسناد) محمد بن یحییٰ بن عمر بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ جب مامون نے امام علی رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنانا چاہا تو اس نے بنی ہاشم کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ میں علی رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنانا چاہتا ہوں۔

یہ سن کر بنی ہاشم نے ان پر حسد کیا اور مامون سے کہنے لگے؟

آپ ایک جاہل شخص (نعوذ باللہ) کو اپنا ولی عہد بنانا چاہتے ہیں جسے امور خلافت کے متعلق کچھ بھی آگاہی نہیں ہے۔ آپ اسے یہاں بلائیں اور اس کی جہالت کا خود ہی مشاہدہ کر لیں۔

چنانچہ امام علی رضا علیہ السلام کو بلایا گیا اور بنی ہاشم نے ان سے کہا۔

ابوالحسن! آپ منبر پر بیٹھیں اور ہمیں توحید کے متعلق خطبہ دیں۔

یہ سن کر آپ منبر پر تشریف لائے اور کچھ دیر خاموش ہو کر بیٹھے رہے پھر آپ نے منبر پر اپنے کپڑوں کو جھاڑا اور منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور حضور اکرمؐ اور ان کے اہل بیتؑ پر درود بھیجا۔

پھر آپ نے فرمایا:۔

اللہ کی پہلی عبادت اس کی معرفت ہے، اور معرفت الٰہی کی بنیاد اس کی توحید ہے، اور اللہ کی توحید کا نظام اس سے صفات کی نفی ہے کیونکہ عقلوں کی گواہی یہ ہے کہ ہر صفت وموصوف مخلوق ہیں اور ہر موصوف اس بات کا شاہد ہے کہ اس

۱۔ بعض علمی اور بعض جدید مطبوعہ نسخوں میں اس خطبے سے [illegible] قائم کیا گیا ہے [illegible] قدیم مطبوعہ [illegible] قلمی نسخوں کی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے [illegible]

ما جاء عن الرضا علیه السلام فی التوحید عند المأمون

[illegible] مامون کے سامنے توحید کے متعلق امام علی رضاؑ کا خطبہ

ہ وہی نہ کوئی پیدا کرنے والا ہے اور وہ خالق نہ صفت ہے اور نہ ہی موصوف ہے۔ اور صفت و موصوف دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہونے کی شہادت دیتے ہیں ، اور ساتھی ہونا اس بات کا شاہد اور متقاضی ہے کہ وہ حادث ہے اور حدوث کی گواہی یہ ہے کہ وہ ازلی نہیں اور وہ حدوث سے پاک نہیں ہے۔

جس نے تشبیہ سے اللہ کو پہچانا تو دراصل اس نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں اور جس نے اس کی کنہ معلوم کرنی چاہی تو اس نے اسے واحد ہی تسلیم نہیں کیا اور جس نے اس کی تمثیل دی تو اسے اس کی حقیقت کا ادراک ہی نہیں ہوا اور جس نے اس کی غایت بیان کی ، اس نے اللہ کی تصدیق ہی نہیں کی ، اور جس نے اس کی طرف اشارہ کیا ، اس نے ذات احدیت کا قصد ہی نہیں کیا اور ذات احدیت اس کا مقصود ہی نہیں جس نے اس کی تشبیہ دی ۔ اور جس نے اللہ کے اجزاء بنائے تو وہ اس کے آگے جھکا ہی نہیں ، اور جس نے اس کا وہم کیا اس نے اللہ کا ارادہ ہی نہیں کیا ۔

ہر بھلائی اسی کی وجہ سے بنتی ہے اور ہر قائم کی علت وہی ہے ، اللہ کی صنعت سے اس کا استدلال کیا جاتا ہے اور عقول سے اس کی معرفت کا اعتقاد رکھا جاتا ہے ، اور فطرت سے اس کی حجت کا اثبات کیا جاتا ہے۔

اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اپنے اور ان کے درمیان حجاب رکھا ، پھر ان کا تضاد ، تباین اور اختلاف مکان اور ان کی ابتدا مخلوق کے لیے اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی کوئی ابتدا ہی نہیں ہے ، کیونکہ ابتدا والی چیز دوسری چیز کی ابتدا سے عاجز ہوتی ہے ، اور مخلوق کو اعضاء جوارح دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں اعضاء اور جوارح نہیں ہیں اور اعضاء و جوارح اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ انہیں بنانے کی ضرورت ہے اور اس کے اسماء تعبیر کے لیے ہیں اور اس کے افعال تفہیم کے لیے ہیں ، اس کی ذات حقیقت ہے اور اس کی کنہ اس کے اور مخلوق

کے مانند تفریق ہے۔

اور اس کی طرف سے مخلوقات کا اختلاف اس کے ماسوا کی حد بندی ہے ، جس نے اللہ کی وصف کرنی چاہی وہ اللہ سے جاہل رہا اور جس نے اسے مشتمل جانا ، اس نے اس کی سرکشی کی ، جس نے اس کی کنہ معلوم کرنا چاہی وہ اس کو حاصل کرنے میں ناکام رہا۔

جس نے اس کے متعلق "**کَیۡفَ**" (کیسا) کہا تو اس نے اس کی تشبیہ دی ور جس نے اس کے لیئے "**لِمَا**" (کیوں) کہا تو اس نے اسے علتوں کا پابند کیا ، اور جس نے اس کے لیئے "**مَتٰی**" (کب) کہا تو اس نے اسے وقت کا پابند سمجھا ،اور جس نے اس کے لیئے "**فِیهَا**" (کس میں ہے) کہا تو اس نے اسے کسی چیز کے ضمن میں فرض کر لیا۔

جس نے اس کے لیئے "**اِلٰی مَا**" (کب تک) کہا تو وہ اُس کے انجام کو معلوم کرنے کا خواہش مند ہوا ، جس نے اس کے لیئے "**حَتّٰی مَا**" (یہاں تک) کہا تو اس نے اس کی غایت بیان کی تو اس نے گویا اسے سر پر بلند کرنا چاہا اور جس نے اسے سر پر بلند کرنا چاہا تو اس نے دوئی پیدا کی اور جس نے دوئی پیدا کی تو اس نے صفات مانے اور جس نے صفات مانے اس نے ذاتِ خداوندی میں شک کیا۔

مخلوق کے تغیر سے اس میں تغیر پیدا نہیں ہوتا ، جیسا کہ محدود کی حد بندیوں کی وجہ سے اس کی حد بندی نہیں ہو سکتی۔

وہ "ایک" ہے لیکن عدد کے اعتبار سے نہیں ، وہ "ظاہر" ہے لیکن کسی چیز کے ملنے کے اعتبار سے نہیں ، وہ "تجلّی" کرنے والا ہے لیکن رؤیت کو آزادی دے کر نہیں ، وہ "باطن" ہے لیکن زائل ہو کر نہیں ، وہ "علیحدہ" ہے لیکن ساخت کے اعتبار سے نہیں ،وہ "قریب" ہے لیکن نزدیک ہو کر نہیں ، وہ "لطیف"

ہے مگر جسمانیت کے لحاظ سے نہیں ، وہ "موجود" ہے ۔ لیکن عدم کے بعد نہیں۔ وہ "فاعل" ہے لیکن اضطرار کی وجہ سے نہیں ، وہ "اندازہ" کرنے والا ہے لیکن فکر کی جولانی سے نہیں ، وہ "مدبر" ہے لیکن حرکت سے نہیں ، وہ "ارادہ" کرنے والا ہے لیکن اشتیاقِ نفس کی وجہ سے نہیں ، وہ "مدرک" ہے لیکن حاسہ سے نہیں ،وہ "سننے" والا ہے مگر آلہ سے نہیں ، وہ "دیکھنے" والا ہے مگر جوارح کے ساتھ نہیں اوقات اس کے مصاحب نہیں اور اماکن اسے متضمن نہیں ۔ اسے اونگھ نہیں آتی اور صفات اسے محدود نہیں کر سکتے اور آلات اسے مقید نہیں کر سکتے۔

اس کا ہونا اوقات سے سابق اور اس کا وجود ، عدم سے پہلے ہے۔ ابتدا اس کی ازل ہے ، نشان قائم کرنے کی وجہ سے معلوم ہوا کہ وہ خود بے نشان ہے اور " جواہر " کی جوہریت ثبوت ہے کہ وہ "جوہر" میں مقید نہیں ہے۔ اشیاء کے باہمی تضاد سے پتہ چلا اس کا کوئی متضاد نہیں ہے۔

چیزوں کے ایک دوسرے کا ساتھی بننے سے معلوم ہوا کہ اس کا کوئی ساتھی نہیں۔ اس نے نور کو ظلمت کا متضاد اور وضاحت کو اشکال اور خشکی کو تری اور سردی کو گرمی کا متضاد بنایا۔

مختلف المزاج اشیاء کی تالیف اپنے مؤلف اور قریبی اشیاء کی ایک دوسرے سے دوری اپنے جدا کرنے والے کا پتہ دیتی ہے۔

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ (الذریت۔۴۹)

"اور ہم نے ہر چیز سے دو جوڑے بنائے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو"۔

اس نے قبل و بعد میں فرق پیدا کیا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اس کے لیئے نہ تو قبل ہے اور نہ بعد ہے ، اشیاء کی طبیعت و مزاج اس بات کا شاہد

ہے کہ طبیعت و مزاج کا خالق اس سے منزہ ہے۔

اشیاء کا تفاوت اس بات کا شاہد ہے کہ تفاوت کے خالق میں کوئی تفاوت نہیں پایا جاتا، اشیاء کو وقت کا پابند بنانا اس بات کا شاہد ہے کہ وہ وقت کا پابند نہیں ہے، بعض چیزوں کو بعض چیزوں سے محجوب رکھ کر اس نے اپنے متعلق اس بات کا یہ ثبوت فراہم کیا ہے کہ اس کے درمیان اور اس کی مخلوقات کے درمیان کوئی حجاب حائل نہیں ہے۔

جب کوئی مربوب نہ تھا وہ اس وقت بھی رب تھا، اور جب کوئی عابد نہ تھا وہ اس وقت بھی معبود تھا، جب کوئی معلوم نہ تھا وہ اس وقت بھی عالم تھا، وہ اس وقت بھی خالق تھا جب مخلوق نہ تھی، اور اس کے لیے "سمیع" کی صفت موجود تھی جب کہ کوئی مسموع نہ تھا، ایسا ہر گز نہیں کہ تخلیق کی وجہ سے وہ خالق بنا ہو اور مخلوق کو بنانے کی وجہ سے "**باریٔ**" کہلایا ہو۔

اس کی کیفیت بیان ہو تو کیسے جسے لفظ "**مُذْ**" غائب نہ کر سکتا ہو اور لفظ "**قدْ**" جسے قریب نہ کر سکتا ہو اور لفظ "**لَعَلَّ**" جس کے لیے حجاب نہ ہو اور لفظ "**مَتٰی**" جسے وقت میں مقید نہ کر سکتا ہو اور لفظ "**حین**" کا جس پر اطلاق نہ ہوتا ہو، اور لفظ "**مَعَ**" جسے قریب نہ کر سکتا ہو۔

اشیاء اپنی ذات کی ہی حد بندی کر سکتی ہیں اور آلہ اپنے ہم جیسے آلات کی طرف ہی اشارہ کر سکتا ہے، اشیاء میں ان کے افعال منحصر ہوتے ہیں اور "**مُذْ**" قدامت نے ان اشیاء کو روک رکھا ہے اور ازلی "**قَدْ**" نے ان کا احاطہ کیا ہوا ہے، اگر الفاظ جدا ہو کر اپنے جدا کرنے والے اور مختلف ہو کر اپنے **اختلاف** پیدا کرنے والے پر دلالت نہ کرتے تو ان کے بنانے والا عقول کے سامنے جلوہ گر نہ ہوتا، وہ اپنی تجلی کی وجہ سے عقول سے پوشیدہ ہے، اور اوہام بھی اس جلوہ کو ہی اپنا حکم بناتے ہیں جب کہ اوہام سے اس کے غیر کا اثبات ہوتا ہے اور اس کی نہ

ہی دلیل پائی جاتی ہے اور اس سے اقرار کی پہچان ہوتی ہے، اور عقول کے ذریعہ سے اللہ کی تصدیق کا اقرار کیا جاتا ہے اور اقرار سے ہی اس پر ایمان لانے کی تکمیل ہوتی ہے اور دین داری معرفت کے بعد ہی ممکن ہے اور اخلاص کے بغیر معرفت ممکن نہیں ہے اور عقیدۂ تشبیہ کی موجودگی میں اخلاص کے کوئی معنی نہیں ہیں اور تشبیہ کے اثبات صفات کی موجودگی میں نفی بے سود ہے ، جو کچھ مخلوق میں پیدا ہوتا ہے وہ اس کے خالق میں نہیں پایا جاتا اور جو صفات مخلوق کے لیئے ممکن ہیں وہ صانع کے لیئے نا ممکن ہیں ، اس پر حرکت وسکون وارد نہیں ہوتے اور وہ اس پر جاری ہوں تو کیسے جنہیں اس نے خود جاری کیا ہے یا اس میں لوٹیں تو کیسے جس کی ابتدا خود اس کی طرف سے ہوئی ہو ؟

اس صورت میں اس کی ذات میں تفاوت آ جائے گا اور اس کی حقیقت اجزاء میں بٹ جائے گی اور پھر اس میں ازل کا مفہوم باقی نہ رہے گا اور خالق و مخلوق یکساں قرار پائیں گے ، اگر اس کے لیئے "پیچھے" کے الفاظ درست مان لیئے جائیں تو پھر اس کے لیئے "آگے" کے الفاظ بھی درست ماننا پڑیں گے ، اگر اس کے لیئے لفظ " کامل " تسلیم کیا جائے تو پھر اس پر لفظ " ناقص " کا بھی اطلاق کرنا پڑے گا اور جو " حدوث " سے دور نہ ہو اس میں ازل کا مفہوم کیسے آئے گا اور جو اشیاء کی مشابہت رکھے وہ اشیاء کو پیدا کیسے کرے گا ؟

اور یوں اس میں مصنوع کی علامت پیدا ہوجائے گی اور پھر وہ " مدلول " کی بجائے " دلیل " قرار پائے گا ، الفاظ میں اتنی وسعت ہی نہیں کہ اس کی حقیقت کو بیان کیا جائے اور نہ ہی اس کے متعلق سوال کا جواب دینے کے لیئے مناسب الفاظ موجود ہیں ، اور اس مفہوم میں اللہ کے لیئے کوئی تعظیم کا پہلو نہیں رہتا اور اسے مخلوق سے علیحدہ جبھی سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ دو فرد ازلی نہیں ہو سکتے اور ابتدا کرنے والے کو ابتدا کا محتاج نہ سمجھا جائے ۔

عدول کرنے والے جھوٹ کہتے ہیں اور وہ صریحی گمراہ ہیں اور ظاہری خسارہ میں ہیں۔

لا الہ الا اللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی محمد و اھل بیتہ الطا ھرین (۱)

۱۔حضرت کا یہ عظیم الشان خطبہ طالبان معرفت کے لیئے کافی ہے ، اورہم یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا بھر کے مشرقی و مغربی متکلمین اس سے بہتر طور پر توحید کو بیان نہیں کر سکتے ۔ اس خطبہ میں اثبات واجب کے تمام طریقوں پر بحث کی گئی ہے،اس خطبہ میں امکان عالم اور مصنوعیت عالم کی بحث بھی ہے اور وجود کے واجب و حادث ہونے ، اورحرکت وسکون کی بھی مکمل بحث موجود ہے۔

قارئین سے التماس ہے کہ وہ اس خطبہ کو بار بار پڑھیں ، اس سے بہت سے دقائق و حقائق ان کے سامنے آئیں گے۔

اس کے ساتھ یہ بھی واضح ہو کہ کتابِ ھذا کا یہ باب مسائلِ الہیۃ کے عظیم مطالب پر مشتمل ہے ،اس باب میں قضاء و قدر ، جبر و تفویض جیسے دقیق مسائل کی بحث موجود ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ قضاء و قدر کا مسئلہ انتہائی مشکل ہے ، اسی لیئے ائمہ طاہرینؑ کی بعض احادیث میں **عوام الناس** کو ان مسائل میں وارد ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

باب 12

دربار مامون میں مختلف ادیان کے علماء سے آپؑ کا مباحثہ

۱۔ (بحذف اسناد) محمد بن عبدالعزیز انصاری کہتے ہیں کہ میں نے ایک ایسے شخص سے یہ روایت سنی جس نے حسن بن محمد نوفلی اور ہاشمی سے یہ گفتگو سنی تھی۔

راوی کہتے ہیں :۔

جب امام علی رضا علیہ السلام مامون کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے آپؑ کے علم کا اندازہ کرنے کے لیئے اپنے مشہور درباری فضل بن سہل کو حکم دیا کہ تم مختلف مذاہب و ملل کے علماء و متکلمین بالخصوص عیسائی ،یہودی زرتشتی ، اور صابی مذہب کے علماء کو دعوت دو اور ان کا امام علی رضا علیہ السلام سے مناظرہ کراؤ تاکہ ہم ان کی گفتگو سن سکیں۔

فضل بن سہل نے مذکورہ علماء کو دعوت دی اور جب وہ آگئے تو اس نے مامون کو ان کی آمد کی اطلاع دی۔

مامون نے کہا : ان علماء کو میرے دربار میں لاؤ۔

چنانچہ مذکورہ علماء مامون کے دربار میں حاضر ہوئے تو مامون نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان سے کہا :۔

میں نے تمہیں ایک اچھے کام کے لیئے زحمت دی ہے ، مدینہ سے میرا چچا زاد بھائی آیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم ان سے گفتگو کرو ، اور میں چاہتا ہوں کہ کل صبح تم سب دربار میں آجاؤ۔

مذکورہ علماء نے کہا : ہم حسبِ حکم کل ضرور حاضر ہوجائیں گے۔

حسن بن نوفلی کہتے ہیں: ہم امام علی رضا علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ یاسر خادم آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی آپؑ کے معاملات کا نگران تھا۔

اس نے آ کر کہا: میرے آقا! بادشاہ آپ کو سلام عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کا بھائی (مامون) آپ پر فدا ہو، مختلف مذاہب و مسالک کے علماء میرے پاس جمع ہیں، اگر آپ ان سے گفتگو کرنا پسند فرمائیں تو کل ہمارے ہاں تشریف لائیں اور اگر آپ گفتگو کے خواہش مند نہ ہوں تو بھی آپ پر کوئی جبر نہیں ہے، اور اگر آپ ہمارے آنے کی خواہش رکھتے ہوں تو بھی ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہیں۔

امام علی رضاؑ نے فرمایا: ان سے جا کر کہہ دو کہ جو کچھ آپ چاہتے ہیں، میں اسے سمجھ گیا ہوں اور کل صبح میں آپ کے پاس آؤں گا۔

جب یاسر خادم چلا گیا تو آپؑ نے فرمایا:۔

نوفلی! تو عراقی ہے اور عراقی پختہ عزم والے ہوتے ہیں، اس صورت حال کے متعلق تیرا تجزیہ کیا ہے؟

میں (نوفلی) نے کہا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، اصل بات یہ ہے کہ مامون آپؑ کا امتحان لینا چاہتا ہے، اور اس بہانے سے وہ آپؑ کے مبلغ علم سے واقف ہونا چاہتا ہے، اور اس نے ایسا کر کے انتہائی غلط اقدام اٹھایا ہے۔

امام علی رضاؑ نے فرمایا: تم اس کے اس اقدام کو غلط کیوں قرار دے رہے ہو؟

میں (نوفلی) نے کہا: آقا! بات یہ ہے کہ مسلمان علماء اور غیر مسلم علماء کے مباحثہ میں بڑا فرق ہے، مسلمان علماء کے سامنے قرآن وسنت کا حوالہ دیا جائے تو وہ سر تسلیم خم کر لیتے ہیں جب کہ غیر مسلم علماء قرآن و حدیث کے منکر

ہیں ۔ مثلاً اگر ان کے سامنے آپؑ یہ کہیں کہ اللہ واحد ہے تو وہ کہیں گے کہ آپ پہلے اس کی وحدانیت ثابت کریں اور اگر آپؑ ان سے کہیں گے کہ محمد رسول اللہ نے یہ فرمایا ہے تو وہ کہیں گے کہ پہلے آپؑ ان کی نبوت و رسالت ثابت کریں ۔ چنانچہ وہ لوگ اس قسم کی باتیں کر کے انسان کو لاجواب کر دیتے ہیں ، اسی لیئے غیر مسلم علماء سے مباحثہ انتہائی مشکل ہے ، بہتر ہے کہ آپؑ ان سے بحث نہ کریں ۔

نوفلی کہتے ہیں: امام علیہ السلام میری یہ بات سن کر مسکرائے اور فرمایا

تو کیا تجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ میری دلیل کو باطل کر دیں گے ؟

میں (نوفلی) نے کہا: نہیں ! مجھے ایسا کوئی اندیشہ نہیں ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو ان پر فتح عطا فرمائے گا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: نوفلی ! کیا تجھے علم ہے کہ مامون کب پشیمان ہو گا ؟

تو سن لو ! جب میں اہل تورات کو تورات سے اور اہل انجیل کو انجیل سے اور اہل زبور کو زبور سے اور صابئین کو ان کی عبرانیت سے اور زرتشتیوں کو ان کی فارسیت سے اور اہل روم کو ان کی رومیت سے اور اہل مقالات کو ان کی زبانوں سے لاجواب کروں گا اور ان کے دلائل کے تار و پود کو بکھیر دوں گا اور وہ میری بات ماننے پر مجبور ہو جائیں گے تو اس وقت مامون کی پشیمانی دیدنی ہو گی ، طاقت و قوت کا مالک خداوند علی العظیم ہے۔

راوی کہتے ہیں: جب صبح ہوئی تو فضل بن سہل ہمارے پاس آیا اور کہا

مامون الرشید آپؑ کا انتظار کر رہا ہے اور مختلف مذاہب کے علماء بھی دربار میں جمع ہیں ، آپؑ کی کیا رائے ہے ؟

امام رضاؑ نے فرمایا: تم جاؤ ، میں بھی آرہا ہوں ۔

پھر آپؑ نے نماز کے لیئے وضو کیا اور ستو کے چند گھونٹ نوش فرمائے اور ہمیں بھی آپؑ نے ستو پلایا ، پھر آپؑ ہمیں اپنے جلو میں لے کر دربار کی طرف

چل پڑے اور جب مولا دربار میں پہنچے تو دربار کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور محمد بن جعفر اور صالحین اور بنی ہاشم کے تمام اکابر اور معززین موجود تھے ، اور جیسے ہی آپؑ نے دربار میں قدم رکھا تو مامون اور محمد بن جعفر اور دیگر بنی ہاشم آپؑ کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اور امام علیہ السلام خراماں خراماں چلتے ہوئے مامون کے ساتھ تخت پر بیٹھ گئے اور حاضرین کو بیٹھنے کا حکم دیا ، چنانچہ تمام اہل دربار بیٹھ گئے۔

مامون کچھ دیر تک آپؑ سے باتیں کرتا رہا ، پھر اس نے جاثلیق نصرانی کی طرف رخ کر کے کہا:۔

جاثلیق ! یہ میرے ابن عم علی بن موسیٰ بن جعفر ہیں اور یہ ہمارے پیغمبرؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا اور علی بن ابی طالب علیہما السلام کی اولاد ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ان سے گفتگو کرو اور ان سے مباحثہ کرو۔

نصرانی عالم سے مباحثہ

جاثلیق نصرانی نے کہا: امیر المومنین ! میں بھلا ایسے شخص سے کیا مباحثہ کر سکتا ہوں جو کہ اپنے دعویٰ کی دلیل کے لیئے ایسی کتاب کا حوالہ دیتا ہو جسے میں تسلیم نہیں کرتا اور ایسے نبی کے قول کو بطور حجت پیش کرتا ہو جس پر میرا ایمان نہیں ہے ۔ اس صورت میں بھلا ان سے مباحثہ ہو تو کیسے ؟

امام علی رضاؑ نے فرمایا: ” نصرانی! اگر میں اپنا دعویٰ تیری انجیل سے ثابت کروں تو کیا تو میری بات مان لے گا؟

جاثلیق نے کہا: انجیل کے فرمان کو رد کرنے کی میں کیسے جرأت کر سکتا ہوں؟ خدا کی قسم ! انجیل کا فرمان اگرچہ میرے خلاف بھی کیوں نہ ہو میں اسے ضرور مانوں گا ۔

امام علی رضاؑ نے فرمایا: "تو اب پوچھو جو تمہیں پوچھنا ہو اور اس کا جواب بھی مجھ سے سنو"۔

جاثلیق نے کہا: آپؑ حضرت عیسیٰؑ کی نبوت اوران کی کتاب کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں اور کیا آپؑ عیسیٰؑ کی نبوت یا ان کی کتاب کے کسی حصے کا انکار کرتے ہیں ؟

امام علی رضاؑ نے فرمایا: "میں اس عیسیٰؑ کی نبوت اور ان کی کتاب کا اقرار کرتا ہوں جنہوں نے اپنی امت کو محمدؐ کی نبوت کی بشارت دی اور اس کے حواریوں نے اقرار کیا ،اور میں ہر اس عیسیٰ کی نبوت کا انکار کرتا ہوں جس نے محمدؐ کی نبوت اور ان کی کتاب کا اقرار نہیں کیا اور اس کی بشارت اپنی امت کو نہیں دی"۔

جاثلیق نے کہا: کیا دعویٰ کے اثبات کے لیئے دو عادل گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: "جی ہاں !"

جاثلیق نے کہا: تو پھر آپؑ ایسے دو گواہ پیش کریں جن کا تعلق آپؑ کی ملت سے نہ ہو اور عیسائی دنیا بھی انہیں قبول کرتی ہو اور وہ محمد مصطفیٰؐ کی نبوت کی گواہی دیں اور اگر آپؑ چاہیں تو نبوتِ عیسیٰؑ کے اثبات کے لیئے ہم سے بھی ایسے گواہوں کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

امام علی رضاؑ نے فرمایا: "اب تم نے انصاف کی بات کی ہے۔

نصرانی ! کیا تم میری طرف سے ایسے شخص کی گواہی کو تسلیم کر و گے جو مسیح کے ہاں قابل اعتماد رہا ہو ؟"

نصرانی نے کہا: وہ عادل گواہ کون ہے ، آپؑ اس کے نام بتائیں۔

آپؑ نے فرمایا: "یوحنا دیلمی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے ؟"

پادری نے کہا: آپؑ نے اس شخص کا نام لیا ہے جو مسیح کو سب سے زیادہ پیارا تھ ۔

آپؑ نے فرمایا: "میں تجھے قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا انجیل میں یوحنا کا

یہ قول موجود ہے"۔

" مسیحؑ نے مجھے محمد عربیؐ کے دین کی خبر دی ہے اور مسیحؑ نے مجھے ان کی بشارت دے کر کہا کہ وہ ان کے بعد آئیں گے ، اورمیں نے حواریوں کو ان کی بشارت دی ،تم ان پر ایمان لاؤ"۔

پادری نے کہا : جی ہاں ! یوحنا نے مسیحؑ سے یہ روایت کی ہے اور اس نے ایک شخص کی نبوت اور اس کے اہل بیت اور اس کے وصی کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس نے یہ وضاحت نہیں کی کہ وہ نبی کب مبعوث ہو گا اور پھر یہ کہ انہوں نے ہمیں یہ بھی نہیں بتایا کہ آنے والا نبی کس قوم اور کس علاقہ میں مبعوث ہو گا ، اسی لیئے ہم ایک موہوم بشارت کی وجہ سے محمد مصطفیٰ (ص) کو کیسے نبی مان سکتے ہیں ؟

امام علی رضاؑ نے فرمایا: " اگر ہم کسی ایسے شخص کو تمہارے سامنے پیش کریں جو تمہارے سامنے انجیل کی تلاوت کرے اور اس میں محمدؐ اور ان کے اہل بیتؑ اور ان کی امت کاذکر ہو ،تو کیا تم اس پر ایمان لاؤ گے ؟"

پادری نے کہا : بہت اچھی تجویز ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے نسطاس رومی سے فرمایا" کیا تمہیں انجیل کا سفر ثالث یاد ہے ؟"

نسطاس رومی نے کہا : مجھے اچھی طرح سے یاد نہیں ہے۔

پھر آپؑ نے راس الجالوت سے فرمایا " کیا تم انجیل نہیں پڑھا کرتے ؟"

اس نے کہا : جی ہاں ! میں انجیل پڑھتا رہتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا :"تم انجیل کا سفر ثالث اپنے ہاتھ میں تھامو اور اگر اس میں محمدؐ وآل محمدؐ اور امت محمدؐ کا ذکر موجود ہو تو میری گواہی دینا اور اگر اس میں یہ ذکر نہ ہو تو میری گواہی مت دینا"۔

راس الجالوت نے انجیل کھولی اور امام علیہ السلام نے زبانی انجیل کے سفر ثالث کو پڑھنا شروع کیا اور جب اس میں نبی اکرمؐ کا ذکر آیا تو آپؑ رک گئے۔

پھر فرمایا: " نصرانی ! تجھے مسیحؑ اور ان کی والدہ کی قسم ! بتاؤ کیا میں انجیل کا عالم ہوں"۔

عیسائی پادری نے کہا: بے شک ، آپ انجیل کے عالم ہیں۔

پھر آپؑ نے محمد مصطفیؐ اوران کے اہل بیت اور امت کا ذکر انجیل سے پڑھ کر سنایا۔

پھر پادری کو خطاب کر کے آپؑ نے فرمایا :۔

"نصرانی ! یہ عیسیٰؑ بن مریمؑ کا فرمان ہے ، اگر تو انجیل کے الفاظ کو جھٹلاتا ہے تو تو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا منکر ہے اور جب تو اپنی الہامی کتاب کا منکر بنے گا تو، تو اپنے رب اور اپنے نبی اور اپنی کتاب کے انکار کی وجہ سے واجب القتل قرار پائے گا"۔

پادری نے کہا: میں انجیل کے فرمان کا انکار نہیں کرسکتا، میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: " لوگو ! اس کے اقرار کے گواہ رہنا"۔

پھر آپؑ نے پادری سے کہا: "اس کے علاوہ تمہیں کچھ اور پوچھنا ہو تو وہ بھی پوچھ لو"۔

پادری نے کہا: آپؑ مجھے حضرت عیسیٰ بن مریم کے حواریوں اور علمائے انجیل کی تعداد بتائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: "تم نے ایک باخبر انسان سے سوال کیا ہے تو اب سنو ! حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کے حواری بارہ تھے جن میں سے افضل اور اعلم " الوقا " تھے اور علمائے نصاریٰ تین تھے۔

1. یوحنا اکبر باج (باخ)

2۔ قرقیسا کا یوحنا

3۔ رجاز کا رہنے والا یوحنا دیلمی

اور اسی مؤخر الذکر نے رسول اکرمؐ اور ان کے اہل بیتؑ اور امت محمدؐ کا ذکر کیا تھا اور اسی نے بنی اسرائیل کو بالعموم اور امت عیسیٰؑ کو بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی تھی"۔

پھر آپؑ نے فرمایا: " نصرانی! ہم اس عیسیٰؑ پر ایمان رکھتے ہیں جس کا محمد مصطفیٰؐ پر ایمان تھا، ہم تمہارے عیسیٰؑ میں کوئی عیب نہیں لگاتے مگر اس کی کمزوری روزے نماز کی کمی ہے"۔

پادری نے کہا: میں تو آپؑ کو عالم اسلام کا سب سے بڑا عالم سمجھتا تھا مگر آپؑ نے یہ بات کہہ کر اپنے علم کی نفی کی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: " کون سی بات؟"

پادری نے کہا: آپؑ نے ابھی کہا ہے کہ عیسیٰؑ نماز روزے کی طرف بہت کم دھیان دیتے تھے، خدا کی قسم حضرت عیسیٰؑ ہمیشہ دن کے روزے رکھتے اور رات عبادت میں بسر کرتے تھے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: " پھر یہ بتاؤ وہ کس کی نماز پڑھتے تھے اور کس کے لیئے روزے رکھتے تھے"۔

یہ سن کر پادری مبہوت اور لاجواب ہو گیا۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پادری نے کہا:۔

جو مردوں کو زندہ کر دے اور اندھوں اور برص کے مریضوں کو اچھا کر دے وہ اس کا مستحق ہے اور اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: " الیسع نبیؑ نے بھی وہ کچھ کیا جو حضرت عیسیٰؑ نے کیا، وہ بھی پانی پر چلتے تھے، اندھوں اور برص کے مریضوں

کو ٹھیک کر دیتے تھے ، مگر اس کی امت نے تو اسے رب نہیں مانا اور کسی نے اس کی عبادت نہیں کی علاوہ ازیں حزقیل پیغمبرؑ نے بھی وہی کچھ کیا جو حضرت عیسیٰؑ نے کیا تھا۔

انہوں نے ۳۵ ہزار افراد کو ان کے مرنے کے ۶۰ سال بعد زندہ کیا"۔

پھر آپ نے راس الجالوت سے فرمایا :۔

"تم گواہی دو جب بخت نصر بنی اسرائیل کو قتل کرنے کے بعد بابل روانہ ہو تو بقیۃ السیف، اسرائیلیوں کو غلام بنا کر اپنے ساتھ بابل لے گیا تھ ،پھر ساٹھ سال کے بعد ان کی اولاد کو آزادی ملی تو وہ واپس القدس آئے اور حضرت حزقیلؑ نے بحکم خدا ۳۵ ہزار اسرائیلی مقتولین کو زندہ کیا تھا ، کیا یہ واقعہ تورات میں نہیں ہے ؟

اور کسی کافر کے علاوہ تم میں سے اس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا"۔

راس الجالوت نے کہا : آپؑ سچ کہتے ہیں ، ہمیں یہ واقعہ معلوم ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا :" تورات کھول کر دیکھو اور مذکورہ باب مجھ سے سنو"۔

یہودی عالم نے تورات کھولی اور حضرتؑ نے تورات کا وہ باب زبانی پڑھنا شروع کیا تو یہودی عالم حیران و پریشان ہو گیا۔

پھر آپؑ نے عیسائی پادری کو مخاطب کر کے فرمایا :۔

" نصرانی ! یہ واقعات حضرت عیسیٰؑ سے پہلے منظر عام پر آئے یا بعد میں ؟

پادری نے کہا : یہ واقعات عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ظہور پذیر ہوئے۔

آپؑ نے فرمایا :" ایک مرتبہ قریش جمع ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ آپؐ مردوں کو زندہ کر دکھائیں ۔

آپؐ نے حضرت علیؑ کو ان کے ساتھ قبرستان روانہ کیا اور فرمایا :۔

جن لوگوں کے زندہ ہونے کی یہ خواہش کریں ،تم قبرستان میں ان کو

آواز دو اور کہو

" محمد رسول اللہ(ص) کہتے ہیں کہ اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ"۔

چنانچہ حضرت علیؑ ، آنحضرتؐ کا حکم سن کر قبرستان گئے اور کفار جس جس کا کہتے گئے ، علیؑ انہیں آواز دے کر زندہ کرتے گئے۔

کفار نے اپنے مرنے والوں سے بہت سی چیزیں پوچھیں اور پھر انہوں نے اپنے مرنے والے بزرگوں کو بتایا کہ محمدؐ مبعوث ہو چکے ہیں۔

مرنے والوں نے کہا

اے کاش ! اگر ہم اس دنیا میں بقید حیات ہوتے تو ہم ان پر ایمان لاتے۔ علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اندھوں ، برص والوں اور پاگلوں کو ٹھیک کیا اور جنگلی جانور ، پرندے ، جن اور شیاطین نے ان سے گفتگو کی۔

اتنے عظیم معجزات کے باوجود امتِ محمدؐ نے انہیں رب تسلیم نہیں کیا ،اور گروہ نصاریٰ ! اگر ان معجزات کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام کو تم نے رب مانا ہے تو پھر انہی معجزات کی وجہ سے الیسع نبیؑ اور حزقیل پیغمبرؑ کو بھی رب مانو، کیونکہ انہوں نے بھی حضرت عیسیٰؑ کی طرح سے مردوں کو زندہ کیا تھا !

بنی اسرائیل کی ایک قوم طاعون کی وبا کے دوران موت کے خوف سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے شہروں سے نکلی، خدا نے انہیں ایک ہی وقت میں مار ڈالا، کئی سالوں کے بعد ایک نبی کا ان کی ہڈیوں کے قریب سے گزر ہوا۔ خدا نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ وہ ان کو پکاریں۔

نبی نے آواز دی :۔

" اے بوسیدہ ہڈیو ! اذنِ خدا سے زندہ ہو جاؤ "۔

یہ کہنا تھا کہ وہ لوگ کھڑے ہو گئے۔

اس کے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندوں کو ذبح کرکے ان کے گوشت کا قیمہ بنا کر مختلف پہاڑوں پر ان کے حصے بنا کر رکھے تھے، پھر ان کو آواز دی تو تمام پرندے دوڑتے ہوئے ان کے پاس آ گئے تھے۔

اس کے علاوہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کو یاد کرو جب وہ ستر افراد کو طور سینا پر لے گئے تھے اور دیدار کی خواہش کی تھی جلوۂ ربانی سے پہاڑ کے ٹکڑے ہو گئے تھے اور ستر افراد مر گئے اور حضرت موسیٰؑ خود بے ہوش ہوگئے تھے، پھر جب وہ ہوش میں آئے تو اللہ تعالیٰ سے ان افراد کے زندہ کرنے کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے ان افراد کو دوبارہ زندہ کر دیا"۔

اے پادری! اب بتاؤ مردہ زندہ کرنے کی وجہ سے ان سب کو معبود مان لو گے؟

پادری لاجواب ہوگیااور کہنے لگا:۔

آپؑ سچ کہتے ہیں، پھر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

یہودی، عیسائی اور زرتشتی علماء سے آپؑ کے مناظرے

اس کے بعد آپؑ یہودی عالم کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا:۔

"یہودی! تجھے ان دس معجزات و آیات کا واسطہ جو موسیٰ علیہ اسلام کو عطا ہوئے، کیا تورات میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کی خبر ان الفاظ میں موجود نہیں ہے؟"

"جب شتر سوار کی پیروی کرنے والی آخری امت آئے گی تو وہ اپنے رب کی بہت زیادہ پاکیزگی بیان کرے گی اور تسبیح کے لیئے وہ نئے معبد بنائے گی،

اس وقت اولاد اسرائیل کو چاہیئے کہ وہ ان سے اوران کی حکومت سے الحاق کرے ، اس طرح سے ان کے دلوں کو اطمینان نصیب ہو گا ، بصورت دیگر ان کے ہاتھوں میں تلواریں ہوں گی جن کے ذریعہ سے وہ اقطارِ ارض میں پھیلی ہوئی کافر امتوں سے انتقام لیں گے"۔

راس الجالوت نے کہا :۔

جی ہاں ! تورات میں ہمیں یہ بات نظر آتی ہے۔

پھر آپؑ نے عیسائی پادری سے فرمایا :۔

" پادری! کیا تجھے شعیا نبیؑ کی کتاب کا علم ہے ؟"

پادری نے کہا :۔

جی ہاں ! وہ کتاب مجھے حرف بہ حرف یاد ہے۔

پھر آپؑ نے ان دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا :۔

تم دونوں مجھے بتاؤ کہ شعیا نبیؑ کی کتاب میں یہ جملے موجود ہیں ؟

" میں نے ایک گدھا سوار کو دیکھا جو نور کی چادریں پہنے ہوئے تھا اور میں نے ایک شتر سوار کو دیکھا جس سے چاندی کی سی کرنیں پھوٹ رہی تھیں"۔

عیسائی اور یہودی دونوں علماء نے کہا :۔

جی ہاں ! یہ بات شعیا نبی کی کتاب میں موجود ہے۔

عیسائی عالم سے آپؑ کی بحث

پھر آپؑ نے فرمایا :۔

نصرانی ! کیا تجھے عیسیٰؑ کا وہ فرمان معلوم ہے جو کہ انجیل میں ہے۔

" میں اپنے اور تمہارے پروردگار کے پاس جا رہا ہوں اور میرے بعد "فارقلیط" آئے گا جو میری حقانیت کی گواہی دے گا جیسا کہ میں نے اس کی گواہی

دی ہے ، اور وہ تمہارے لیئے ہر چیز کہ وضاحت کرے گا اور وہ کافر امتوں کو رسوا کرے گا اور وہ کفر کے ستون کو توڑ دے گا"۔

پادری نے کہا :۔

آپؑ نے انجیل کے حوالہ سے جو کچھ فرمایا ہے ، ہم اس کی تائید کرتے ہیں اور یہ اناجیل میں موجود ہے۔ (۱)

پھر آپؑ نے فرمایا :۔

" پادری ! کیا تم یہ جانتے ہو کہ جب انجیل تم سے کھو گئی تھی تو تم نے اسے کس کے پاس پایا تھا اور موجودہ انجیل تمہارے لیئے کس نے وضع کی تھی؟"

پادری نے کہا :۔

ہم نے صرف ایک دن کے لیئے انجیل کو کھویا تھا ،دوسرے دن ہمیں تر و تازہ صورت میں مل گئی تھی اور یوحنا نے انجیل کا نسخہ ہمیں دیا تھا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

" تمہیں پھر انجیل کی تاریخ اور اس کے علماء کے متعلق انتہائی کم معلومات حاصل ہیں ، اگر تم نے انجیل کو صرف ایک دن کے لیئے کھویا تھا تو انجیل میں تمہارا اتنا بڑا اختلاف کیسے پیدا ہوا ؟

اگر تمہیں ایک دن بعد ہی اصل انجیل ملی ہوتی تو تم میں اتنا اختلاف کبھی نہ

۱۔ " فارقلیط" یہ " فارقلیطا " عبرانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں " حق و باطل میں تفریق کرنے والا" اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں ، انجیل میں " فارقلطی" کے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں ، ممکن ہے اس میں تصحیف ہو ، جب کہ بعض صحیح شدہ نسخوں میں یہ لفظ " فارقلیطا " لکھا ہوا ہے، اور اس لفظ کے ایک معنی" پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرنے والے " کے بھی ہیں ۔

انجیل یوحنا کی چودھویں فصل میں یہ الفاظ ہیں۔

مسیح نے کہا ۔

میں اس سے سوال کروں گا کہ وہ تمہیں " فارقلیطا " عطا کرے ،جس کے ساتھ حق کی روح ہمیشہ رہے گی۔

ہوتا ۔ میں تمہیں اس کے متعلق بتاتا ہوں (اسے غور سے سنو) ، جب پہلی انجیل کھو گئی تو نصاریٰ جمع ہو کر اپنے علماء کے پاس گئے تھے اور ان سے جا کر کہا:۔

مسیح قتل ہو گئے اور انجیل بھی ہم سے کھو گئی ہے ،آپ ہمارے مذہب کے عالم ہیں اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالیں ۔

چنانچہ الوقا ، مرقابوس ، یوحنا اور **متّی** نے کہا تھا:۔

انجیل ہمارے سینوں میں محفوظ ہے، ہم اس کاایک ایک باب تمہیں لکھ کر دیں گے ،تمہیں مغموم اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور اپنے گرجوں کو خالی نہ کرو۔،ہم ہر اتوار کے اتوار انجیل کا ایک ایک باب تمہیں سنائیں گے اور یوں پوری انجیل جمع کر لیں گے۔

چنانچہ مذکورہ چاروں افراد نے تمہارے لیئے چار اناجیل جمع کی ہیں جب کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے براہ راست شاگرد نہ تھے بلکہ وہ تو شاگرد درشاگرد تھے ، کیا تمہیں انجیل کی اس سرگزشت کا علم ہے ؟

پادری نے کہا: پہلے تو علم نہ تھا اور اب آپؑ کی بدولت پتہ چل گیا ہے ، اور مجھے آپؑ کے متعلق بھی یہ یقین ہو گیا ہے کہ آپؑ ہم سے زیادہ انجیل کے عالم ہیں۔

میں نے آپؑ سے وہ حقائق سنے جنہیں میں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھ اور میرادل گواہی دیتا ہے کہ وہ باتیں حق ہیں اور آپؑ کی باتیں سن کر میرے عم وفہم میں اضافہ ہواہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ” اچھا یہ بتاؤ انجیل جمع کرنے والے مذکورہ چاروں علماء کی گواہی کی تمہارے ہاں کیا حیثیت ہے؟“

پادری نے کہا: ان کی گواہی درست اور حق پر مبنی ہے کیونکہ وہ انجیل کے علماء ہیں۔

پھر آپؑ نے حاضرین سے فرمایا: پادری کی اس بات کے گواہ رہنا۔
حاضرین نے کہا: بے شک ہم اس بات کے گواہ ہیں۔
آپؑ نے فرمایا: پادری ! تجھے بیٹے اور ماں (عیسیٰؑ و مریمؑ) کی قسم ! متّی حضرت عیسیٰ کے متعلق لکھا ہے کہ مسیح کا شجرۂ نسب یہ ہے۔

" مسیح بن داود بن ابراہیم بن اسحاق بن یعقوب بن یہودا بن خضرون "

اورمر قابوس نے لکھا ہے۔

" اللہ کا کلمہ انسانی وجود میں اترا تو وہ انسان بن گیا "۔

اور الوقا نے جناب مسیح کے لیے لکھا۔

" عیسیٰ بن مریم اور اس کی والدہ دونوں گوشت پوست کے انسان تھے ، ان میں روح القدس داخل ہوا"۔

علاوہ ازیں خود حضرت عیسیٰ کا اپنا فرمان بھی ہے :۔

"اے گروہِ حواریین ! میں تم سے سچ کہتا ہوں ، آسمان پر وہی چڑھ سکتا ہے جو آسمان سے اترا ہو، البتہ شتر سوار خاتم الانبیاء(ص) کی بات جداگانہ ہے ، وہ آسمان پر چڑھ بھی سکتے ہیں اور اتر بھی سکتے ہیں"۔

پادری نے کہا: ہم مسیح کے فرمان کی تردید نہیں کر سکتے۔
آپؑ نے فرمایا: پھر یہ بتاؤ کہ انجیل جمع کرنے والے علماء حضرت عیسیٰؑ کے شجرۂ نسب پر بھی متفق نہیں ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ نظریہ پیش کیا ہے ، اب تم ان کے متعلق کیا کہو گے ؟
پادری نے کہا: انہوں نے عیسیٰؑ پر جھوٹ بولا ہے۔
آپؑ نے حاضرین سے فرمایا: تم نے سنا ابھی چند لمحات پہلے یہ ان کی گواہی کو سچا قرار دے رہا تھا اور اب انہیں جھوٹا کہتا ہے۔
پادری نے کہا: آپؑ ان کے لیئے مجھے معذور رکھیں۔

آپؑ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے ،ہم تمہیں مجبور نہیں کریں گے“۔

آپؑ نے فرمایا: ”پادری ! اگر تمہیں کچھ اور پوچھنا ہو تو پوچھ لو۔

پادری نے کہا: حق مسیح کی قسم ! میں آپؑ سے کچھ نہیں پوچھوں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ عالم اسلام میں آپؑ سے بڑا عالم اور کوئی نہیں ہے۔

اب میری بجائے کسی اور کو سوال کرنا چاہئے۔(1)

یہودی عالم کی طرف رجوع

امام رضا علیہ السلام یہودی عالم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:۔

” تم مجھ سے سوال کرو گے یا میں تم سے سوال کروں؟“

یہودی عالم نے کہا: میں آپؑ سے سوال کروں گا اور جواب کے لیے تورات ، زبور اور صحف ابراھیم وموسیٰ پر انحصار کرونگا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ”ٹھیک ہے تم وہی بات قبول کرنا جس کی گواہی تورات ، زبور اور صحائف انبیاءؑ دیں“۔

یہودی عالم نے کہا: محمد مصطفیٰ (ص) کی نبوت کیسے ثابت ہوتی ہے ؟

آپؑ نے فرمایا: محمد مصطفیٰؐ کی نبوت موسیٰ ، عیسیٰ و داؤد علیھم السلام کے فرامین سے ثابت ہے۔

یہودی نے کہا: آپؑ موسیٰ بن عمران کے فرمان سے ان کی نبوت کو ثابت کریں ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: ” یہودی ! کیا تجھے علم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو وصیت کرتے ہوئے کہا تھا ۔

1۔ مباحث کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر پائی جاتی ہے ۔ہم اپنے ذہین قارئین سے امید رکھتے ہیں کہ وہ دلائل کو مد نظر رکھتے ہوئے تقدیم و تاخیر سے واقف ہوجائیں گے ۔ من المترجم عفی عنہ

" تمہارے بھائیوں میں سے نبی آئے گا تم اس کی تصدیق کرنا اور اس کی بات مانتا "۔ (1)

اور کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ اولاد اسماعیلؑ کے علاوہ اسرائیل کا کوئی اور بھائی بھی ہے ؟ تم جانتا ہو کہ اسمائیلؑ و اسحاقؑ دونوں ابراھیم علیہ السلام کے فرزند تھے اور اسحاقؑ بنی اسرائیل کے جد اعلیٰ تھے "۔

یہودی عالم نے کہا: ہم موسیٰؑ کے فرمان کو ٹھکرا نہیں سکتے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: "کیا بنی اسرئیل کے بھائیوں سے محمد مصطفیٰؐ کے علاوہ کوئی نبی مبعوث ہوا ہے ؟"

یہودی نے کہا: نہیں ۔

آپؑ نے فرمایا: " کیا قول موسیٰؑ تمہارے ہاں درجۂ صحت کو پہنچا ہوا نہیں ہے ؟"

یہودی نے کہا: آپؑ کی بات درست ہے لیکن یہ الفاظ تورات کے نہیں ہیں ۔ اگر تورات میں اس طرح کا اشارہ ہوتا تو ہم مان لیتے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم تورات کے ان جملوں کا انکار کر سکتے ہو ؟

" طور سینا سے نور چمکا، جبل ساعیر کو روشن کیا اور کوہ فاران سے بلند ہوا"

یہودی نے کہا: یہ الفاظ تورات میں ہیں لیکن مجھے ان کی تشریح کا علم نہیں ہے ۔

ا۔ تورت میں آنحضرتؐ اور آپؐ کے بارہ خلفاء کے نام عبرانی میں کچھ یوں ہیں۔

میذ میذ (محمد مصطفیٰؐ)۔ ایلیا (علی مرتضیٰ)، قیذور (حسن مجتبیٰ)، ایریتیل (حسین شہید)، مشغور (زین عابدینؑ)، مسبور (محمد باقرؑ)، مشموط (جعفر صادقؑ)، ذومرا (موسیٰ کاظمؑ)، ھذ ذ (علی رضاؑ)، تیمورا (محمد تقیؑ)، نسطور (علی نقیؑ)، نوقش (حسن عسکریؑ)، قدیمونیا (محمد بن حسن صاحب زمان عجل اللہ فرجہ)۔

کتب متقدمین سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نبی کے بارہ وصی ہوتے تھے نہ کم نہ زیادہ۔ مناسب مقام پر اقوال مفسرین پیش کیے جائیں گے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: " میں تجھے ان الفاظ کا مدعا بتاتا ہوں ۔

"طور سینا سے نور چمکا" کا مقصد یہ کہ اللہ تعالٰی نے موسیٰ علیہ السلام پر طور سینا پر وحی نازل کی ۔

"جبل ساعیر کو روشن کیا" ساعیر وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی ۔

اور" کوہ فاران" سے بلند ہوا ۔ فاران مکہ کے قریب ایک پہاڑ ہے اور اس کا اشارہ محمد مصطفیٰؐ کی وحی اور کتاب کی طرف ہے ۔

علاوہ ازیں تورات میں شعیا نبی کا یہ قول موجود ہے ۔

" میں نے دو سوار دیکھے جن کے نور سے زمین روشن ہوگئی ۔ ان میں سے ایک گدھے پر اور دوسرا اونٹ پر سوار تھا "۔

یہودی ! اب تم مجھے بتاؤ کہ گدھا پر سوار ہونے والا کون ہے اور شتر سوار کون ہے ؟"

یہودی نے کہا: مجھے کوئی علم نہیں ہے ۔ آپؑ ہی فرمائیں کہ اس سے مراد کون کون ہیں ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: "گدھے سوار سے مراد عیسیٰ علیہ السلام اور شتر سوار سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں "۔ پھر آپؑ نے فرمایا :۔

"یہودی ! کیا حیقوق نبی کو جانتا ہے ؟"

اس نے کہا: جی ہاں میں اسے جانتا ہوں اس پر ایمان رکھتا ہوں ۔

آپؑ نے فرمایا: تمہاری کتاب گواہی دیتی ہے کہ حیقوق نبیؑ نے فرمایا :۔

" اللہ کا بیان کوہ فاران سے احمد (ص) آیا اور اس کی امت کی تسبیح سے آسمان بھر گئے اور اس کے گھوڑے بحر میں بھی ویسے ہی داخل ہوں گے جیسا کہ وہ خشکی پہ چلتے ہیں ، وہ بیت المقدس کی ویرانی کے بعد ہمارے پاس نئی کتاب لائے

گا" (نئی کتاب سے قرآن مجید مراد ہے)

کیا تم اس کلام سے واقف ہو اور اس پر ایمان رکھتے ہو؟

یہودی عالم نے کہا: ہم حیقوق نبی کے فرمان کی تردید نہیں کر سکتے۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: "تم زبور پڑھتے ہوں گے، اس میں حضرت داؤدؑ کی یہ دعا موجود ہے۔

"پروردگار! فترۃ (۱) کے بعد سنت قائم کرنے والے کو مبعوث فرما"۔

مجھے بتاؤ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ وہ کون سا نبی ہے جو فترۃ کے بعد آیا ہو اور اس نے سنت کو زندہ کیا ہو؟"

یہودی نے کہا: یہ داؤد (ع) کا قول ہے ہم اس کا انکار نہیں کرتے البتہ یہ ممکن ہے کہ اس سے مراد عیسیٰ (ع) ہو۔

حضرتؑ نے فرمایا: عیسیٰؑ نے تو سنت سے اختلاف ہی نہیں کیا تھا وہ تو تورات کی شریعت پر عمل کرتے تھے اور خود انجیل میں ان کا یہ قول موجود ہے۔

"آدمؑ کا بیٹا جا رہا ہے میرے بعد **فارقلیط** آئے گا اور وہ بوجھ ہٹائے گا اور تمہارے لیئے ہر چیز کی وضاحت کرے گا اور وہ آکر میری گواہی دے گا، جیسا کہ میں نے اس کی گواہی دی ہے، میں تمہارے پاس امثال لے کر آیا ہوں اور وہ ان کی تاویل لے کر آئے گا"۔

پھر امام علی رضا علیہ السلام نے بحث کے رنگ میں تبدیلی کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہودی! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم موسیٰ بن عمرانؑ کی نبوت کیسے ثابت کرتا ہے؟

یہودی نے کہا: موسیٰ (ع) کی نبوت کے اثبات کے لیئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایسے معجزات لے کر آئے جو کسی نبی کو نہیں ملے تھے، جیسا کہ دریا کا

۱۔ فترۃ سے مراد دو رسولوں کا درمیانی دور ہوتا ہے۔

پھٹ جانا اور عصا کا سانپ بن جانا اور عصا کو پتھر پر مارنے سے بارہ چشموں کا پھوٹ پڑنا اور ید بیضا کا معجزہ، غرضیکہ ان کی نبوت کی بے حد علامات تھیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ”تو نے صحیح کہا، یہ تمام معجزات ان کی نبوت کے شاہد ہیں، کیونکہ موسیٰؑ وہ چیزیں لائے جنہیں لانے سے دوسری مخلوق عاجز تھی، اچھا اب تم یہ بتاؤ کہ اگر کوئی انسان یہ دعویٰ کرے کہ وہ نبی ہے اور اپنی نبوت کے اثبات کے لیئے وہ چیزیں پیش کرے جس پر مخلوق قدرت رکھتی ہو تو کیا تم اس مدعی نبوت کا دعویٰ مان کر اس پر ایمان لے آؤ گے؟“

یہودی نے کہا: نہیں! کیونکہ موسیٰ کو اللہ کے ہاں مقام قرب حاصل تھا، ان کی تو کوئی مثال ہی نہیں، ہم تو کسی کو اس صورت میں ہی نبی مانیں گے جب وہ موسیٰ (ع) جیسے معجزات لائے گا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: ”پھر تم نے موسیٰؑ سے پہلے انبیاءؑ کو کیوں مانا ہے جب کہ انہوں نے نہ تو موسیٰؑ کی طرح سے دریا کو شق کیا تھا اور نہ ہی ان کا عصا سانپ کی شکل میں تبدیل ہوا تھا اور نہ ہی وہ ید بیضا لے کر آئے تھے، آخر تم نے انہیں نبی کیوں مان لیا؟“

یہودی نے کہا: میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہم ایسے معجزات دیکھ کر ہی کسی کو نبی مانیں گے جن پر مخلوق قادر نہ ہو، اگرچہ وہ معجزات موسیٰ(ع) کے معجزات جیسے ہوں یا ان سے مختلف ہوں، اس کے لیئے ہماری شرط صرف یہی ہے کہ مخلوق ان افعال سے عاجز ہو۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: ”پھر تم عیسیٰؑ بن مریمؑ پر ایمان کیوں نہیں لاتے، وہ مردے زندہ کرتے تھے اندھوں اور برص کے مریضوں کو ٹھیک کرتے تھے اور مٹی سے پرندے کا ڈھانچہ تیار کر کے اس میں پھونک مارتے تو وہ اڑنے لگ جاتے تھے“۔

یہودی نے کہا : بات یہ ہے کہ عیسیٰ نے یہ کام کیئے ہوں گے لیکن ہم نے نہیں دیکھے ،اس لیے ان پر ایمان بھی نہیں لائے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا :" تو کیا موسیٰ علیہ السلام کے معجزات تم نے دیکھے تھے ؟"

یہودی نے کہا : دیکھے تو نہیں تھے ، البتہ باوثوق افراد کی زبانی ان کی روایت ہم تک پہنچی ہے۔

آپؑ نے فرمایا :"حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کے متعلق بھی باوثوق افراد کی گواہی موجود ہے ، اور اخبار متواترہ سے ان کے معجزات ثابت ہیں ، اس کے باوجود تمہارا طرز عمل عجیب ہے ، موسیٰؑ پر تو ایمان لائے ہو اور عیسیٰؑ کا انکار کرتے ہو"۔

یہودی سے حضرتؑ کے سوال کو کوئی جواب نہ بن پایا۔

حضرتؑ نے فرمایا :" حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باقی تمام انبیاءؑ کا حال بھی ایسا ہی ہے ، محمد مصطفیٰؐ یتیم تھے ، غریب تھے ، اجرت لے کر مزدوری کیا کرتے تھے ، انہوں نے بکریاں چرائیں ، انہوں نے کسی کتاب کو نہیں پڑھا تھا اور نہ ہی کبھی کسی معلم کے پاس گئے تھے ، پھر انہوں نے کائنات کے سامنے قرآن پیش کیا ،جس میں انبیاءؑ کے واقعات ، قصص اور روز قیامت تک کے پیش آنے والے حالات موجود ہیں جو دنیا کو ہمیشہ کے لیئے رہبری کرتے رہیں گے ، اس کے علاوہ لوگوں کو ان کے راز بتاتے تھے اور جو کچھ وہ گھروں میں کرتے ،انہیں ان کی خبر دیتے تھے ،آخر اتنے معجزات کی موجودگی میں تم ان کا انکار کیوں کرتے ہو؟"

یہودی نے کہا: اصل بات یہ ہے کہ عیسیٰ(ع) اور محمد مصطفیٰ (ص) کے حالات ہمارے ہاں صحیح نہیں سمجھے جاتے۔

آپؑ نے فرمایا :"یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جو راوی موسیٰؑ کے معجزات بیان کریں انہیں تو صحیح سمجھا جائے اور جو راوی عیسیٰؑ اور محمد مصطفیٰؐ کے معجزات بیان

کریں ، انہیں تسلیم نہ کیا جائے ،آخر اس کی کیا وجہ ہے ؟".

یہودی یہ سن کر خاموش ہو گیا اور اپنے مغلوب ہونے کا اعلان کر دیا۔

زرتشتی عالم سے مباحثہ

پھر آپؑ نے زرتشتی مذہب کے عالم ہربذاکبر کو بلایا اور اس سے فرمایا:۔

"مجھے زرتشت کے متعلق خبر دو جسے تم اپنا نبی سمجھتے ہو ، اس کی نبوت کی دلیل کیا ہے ؟""

زرتشتی عالم نے کہا: ہم انہیں اس لیئے نبی مانتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس وہ چیزیں لائے جوان سے پہلے کوئی نہیں لایا تھا، اگرچہ ہم نے ان کی کرامات کا خود تو مشاہدہ نہیں کیا،لیکن ہمارے بزرگوں نے ان کی روایت کی ہے ، اور مزید یہ کہ انہوں نے ہمارے لیئے وہ چیزیں حلال کی تھیں جوکہ ان سے قبل کسی نے حلال نہیں کی تھیں،اس لیئے ہم نے ان کی اتباع کی ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: "تو اس کا مقصد یہ ہے کہ تم نے روایات سن کر اتباع کی ہے ، اور اس طرح سے سابقہ امتوں نے بھی اپنے انبیاءؑ کی پیروی روایت سن کر ہی کی تھی ، اب سوال یہ ہے کہ جب تم روایات کی وجہ سے زرتشت کی پیروی کرتے ہو تو روایات کی وجہ سے تم موسیٰ ، عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفی علیہم السلام کی پیروی کیوں نہیں کرتے ؟

جب کہ ان کے لیئے زرتشت کی بہ نسبت ہزار گنا زیادہ روایات مروی ہیں اس کے باوجود تم نے ان بزرگواروں کا اقرار کیوں نہ کیا ؟"

یہ سن کر زرتشتی عالم لاجواب ہوگیا۔

عمران صابی سے مباحثہ

علمائے یہود انصاریٰ و مجوس کو لاجواب کرنے کے بعد امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"اگر اس بھرے مجمع میں کوئی اسلام مخالف شخص موجود ہو اور وہ سوال کرنے کا خواہش مند ہو تو اسے اجازت ہے"۔

آپؑ کا یہ اعلان سن کر مجمع میں سے مشہور متکلم عمران صابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

اے عالم زمانہ! اگر آپ خود دعوت نہ دیتے تو میں سوال کرنے کی کبھی جرأت نہ کرتا۔ چونکہ آپؑ نے خود دعوت دی ہے تو میں چند مسائل آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں کوفہ، بصرہ، شام اور الجزائر گیا اور میں نے علمائے متکلمین سے بحث کی ہے۔ لیکن مذکورہ مقامات کے علمائے متکلمین میں سے کوئی بھی میرے سامنے اس انداز سے توحید ثابت نہ کر سکا کہ وہ ذات بایں طور واحد ہے کہ اس کا ثانی نہ ہو۔

تو کیا آپؑ مجھے سوال کرنے کی اجازت دیں گے؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "اگر اس مجمع میں عمران صابی موجود ہے تو کیا وہ تم ہو؟"

اس نے کہا: جی ہاں! میں ہی عمران صابی ہوں۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "تمہیں اجازت ہے جو چاہو پوچھ لو، لیکن بحث میں انصاف کو ضرور مد نظر رکھنا اور غلط منطقی دلائل سے ہرگز کام نہ لینا۔

اس نے کہا: میں صرف واضح اور یقینی دلائل کا خواہش مند ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے موقف کو یقینی دلائل سے ثابت کریں تاکہ میں ان سے تجاوز نہ کرسکوں۔

آپؑ نے فرمایا: "اچھا اب سوال کرو"۔

اتنے میں مجمع فرطِ اشتیاق سے کھڑا ہو گیا اور ایک دوسرے سے لوگ متصل ہو گئے۔

عمران صابی نے کہا: آپ مجھے یہ بتائیں کہ اول کون تھا اور اس نے کیا پیدا کیا؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: اب تم نے سوال کیا ہے تو پھر سمجھ لو! "واحد ہمیشہ سے واحد رہا کوئی چیز اس کے ساتھ موجود نہیں تھی اور وہ حدود و اعراض کا پابند نہیں تھا اور وہ ہمیشہ ایسا رہے گا۔ پھر اس نے ایک مخلوق پیدا کی جو کہ مختلف حدود و اعراض کی مقید نہ تھی۔اس نے اسے کسی چیز میں ٹھہرایا اور نہ ہی اسے کسی چیز میں محدود کیا اور نہ ہی کسی چیز کو اس کے مساوی بنایا اور نہ ہی کسی چیز کو اس کے مثل نہیں بنایا۔

پھر اس کے بعد اس نے مخلوق پیدا کی جن میں سے چنے ہوئے اور نہ چنے ہوئے بھی تھے۔ جن میں اختلاف ، ایتلاف(اتحاد)رنگ، ذوق اور ذائقہ پایا جاتا تھ۔ مگر یہ یاد رکھو۔ اللہ کو اس کے پیدا کرنے کی کوئی حاجت نہیں تھی اور ان کی تخلیق سے وہ کوئی ایسی فضیلت بھی اپنے لیے ثابت نہیں کرنا چاہتا تھا جو ان کی وساطت سے اسے نصیب ہو۔

اور اس مخلوق کی پیدائش سے اس میں کسی کمی اور زیادتی نے بھی جنم نہیں لیا"۔

(کیونکہ اس کے خزانے کم نہیں ہوتے اور کثرتِ سخاوت سے اس کے جود وکرم میں اضافہ ہوتا ہے)۔

عمران! تم نے اس مفہوم کو اچھی طرح سے سمجھ لیا؟

اس نے کہا: جی ہاں! میرے آقا میں اچھی طرح سمجھ گیا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: عمران! "اس کے ساتھ یہ بھی جان لو کہ اگر وہ غنی مطلق مخلوق کو اپنی کسی غرض کی وجہ سے پیدا کرتا تو پھر وہ صرف ایسی مخلوق کو پیدا کرتا

جو اس کی حاجات کے لیے مددگار ثابت ہو۔ اور پھر مخلوق کی تعداد اس تعداد سے بیسوں گنا زیادہ ہوتی کیونکہ جتنے مدد گار زیادہ ہوں تو ان کا صاحب اتنا ہی زیادہ طاقتور سمجھا جاتا ہے اور حاجات کی کوئی انتہا نہیں ہوتی ۔کیونکہ اگر مخلوق کسی احتیاج (ضرورت) کی وجہ سے بنی ہوتی تو ہر مخلوق کی خلقت کے ساتھ حاجت میں مزید اضافہ ہوتا رہتا ۔اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ اس نے مخلوق کو کسی احتیاج (ضرورت) کے تحت پیدا نہیں کیا۔اسے مخلوق کی کوئی حاجت نہ تھی ۔ البتہ مخلوقات کی حاجات کو اس نے ایک دوسرے سے متعلق کردیا اور بعض کو بعض پر فضیلت دی ۔ اس نے جسے فضیلت دی اس سے بھی اسے کوئی حاجت وابستہ نہ تھی اور اس نے جسے مفضول بنایا اس پر بھی اسے کوئی ذاتی ناراضگی نہ تھی ۔ اور اسی ہمدردی کے لیے اللہ نے انہیں پیدا کیا"۔

عمران صابی نے کہا: میرے آقا! یہ بتائیں کہ کیا خالق اپنے نفس کے ہاں **فی نفسه** معلوم تھا ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "کسی چیز کا علم اس کے متضاد کی نفی کے لیے پیدا ہوتا ہے ۔ اور جس کی نفی کی جاتی ہے وہ موجود ہوتا ہے (اگرچہ وہم و تصور کی حد تک ہی کیوں نہ ہو) اسی لیۓ احتیاج محسوس ہوتی ہے ۔کہ اپنے علم کی حد بندی کرتے ہوئے اس چیز کی اپنے نفس سے نفی کی جائے **(1)**۔

---

(1) بعض قلمی نسخوں کے حاشیہ پر مرقوم ہے

جان لو کہ اس جملے کا بظاہر مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی کو اپنی ذات مقدس کا علم نہیں تھا ۔ اور یہ نظریہ تمام توحید پرست افراد کے نظریہ کے خلاف ہے ۔ تمام توحید پرست بالاجماع یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنی ذات اور جملہ مصنوعات کا عالم ہے ۔اسی لیے علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار کی جلد چہارم میں اس کی مفصل بحث کی ہے ۔اور امام عالی مقام کے ان الفاظ کی چار تشریحات فرمائی ہیں ۔لہٰذا بحار الانوار کی مذکورہ جلد کی طرف رجوع کیا جائے ۔ (انتہی)۔ بعض حکماء نے کہا ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔(۱) حصولی (۲) حضوری۔ حصولی عقل میں کسی چیز کی صورت حاصلہ کو کہا جاتا ہے ۔حضوری بعین معلوم کو کہا جاتا ہے ۔ کسی صورت و نقش کو نہیں کہا جاتا ۔جیسا کہ علم مجرد ذات جس میں سلسلہ معلولات نہ ہو ۔جیسا کہ محققین کہتے ہیں کہ اللہ کو معلومات کا جو علم ہے وہ نہ تصور ہے اور نہ تصدیق ہے ۔(انتہی) ۔ صدر المتالہین نے اسفار میں " **علم الله بذاته**" کے اثبات کیلیے پوری فصل قائم کی ہے ۔امام عالی مقام کا مذکورہ فرمان انتہائی مشکل ہے اس لیے اس میں خوب غور و فکر کریں ۔(اور اس کا علم خود آنجناب کے سپرد کرتے ہیں)

پھر آپؑ نے فرمایا: ''عمران ! سمجھ گئے ہو ؟''

اس نے کہا: جی ہاں ! میرے آقا۔

پھر عمران صابی نے کہا: آقا ! یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ جن چیزوں کا علم رکھتا ہے ، وہ علم ضمیر سے حاصل کردہ ہے یا کسی اور طریقے سے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے جب اس کا علم ، ضمیر کی بدولت ہو تو کیا وہ اس ضمیر کے لیے کوئی حد مقرر نہ کرے گا جہاں اس کا علم و معرفت رک جائے؟''

عمران صابی نے کہا: جی ہاں ! ایسا کرنا ضروری ہے ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ ضمیر کیا ہے ؟

اس پر وہ لاجواب ہوگیا ۔

پھر امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر میں تجھ سے یہ پوچھ لوں تو اس میں کوئی حرج نہ ہوگا کہ ضمیر کو پہچاننے کے لیئے تمہیں کیاایک اور ضمیر کی ضرورت ہوگی؟

پس اگر تم نے اس کا جواب اثبات میں دیا تو میں تمہاری تردید کروں گا کیونکہ اس سے دَور اور تسلسل لازم آتا ہے جو کہ محال ہے ۔

عمران ! کیا تم یہ جاننا پسند نہیں کروگے کہ واحد کی وصف ضمیر سے نہیں کی جاتی اور اس کے فعل و عمل کی وجہ سے اس کے اجزا نہیں مانے جائیں گے جیسا کہ مخلوق کے لیے یہ بات لازم آتی ہے۔

لہذا تم اس بات کو اچھی طرح سے سمجھو اور اسی پر اپنے نظریات کی بنیاد رکھو ۔ تم صحیح راستہ اپنا سکو گے'' ۔

عمران صابی نے کہا: آقا! مجھے اس کی مخلوق کے حدود سے آگاہ کریں کہ ان کی کیفیت کیا ہے اور اس کے معانی کیا ہیں اور اس کی کتنی اقسام ہیں ؟؟؟ .

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''تم نے پوچھا تو پھر جان لو کہ اس کی مخلوق چھ طرح کی ہے۔

1۔پہلی قسم وہ ہے جو قابل لمس، قابل وزن ہے اور قابل رویت ہے

2۔دوسری قسم وہ ہے جس میں مذکورہ اوصاف نہیں ہیں۔

3۔ تیسری قسم وہ ہے جو قابل رویت تو ہے لیکن قابل لمس، قابل حس، قابل وزن اور رنگت کی حدود سے ماورا ہے۔

4۔چوتھی قسم کا تعلق تقدیر یعنی اندازوں سے ہے اس میں صورتیں اور طول و عرض شامل ہیں۔

5۔پانچویں قسم ان'' اعراض ''کی ہے جو قرار پذیر ہیں اور حواس سے جن کا ادراک ممکن ہے

6۔ وہ اعراض جو قرار پذیر نہیں۔

اس کے علاوہ اعمال و حرکات ہیں جو اشیاء کو وجود میں لاتے ہیں اور انہیں ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرتے ہیں اور ان میں کمی بیشی لاتے ہیں ،اعمال و حرکات کا ایک اپنا دورانیہ ہوتا ہے جس میں وہ سرانجام پاتے ہیں ،پھر عمل و حرکت ختم ہو جاتی ہے اور اس کا اثر باقی رہتا ہے اور یوں عمل و حرکت کا تعلق ان اشیاء سے بن جاتا ہے جو خود تو چلی جائیں لیکن اپنے پیچھے اثر چھوڑ جائیں''۔

عمران صابی نے کہا: آقا! آپ مجھے یہ بتائیں کہ خالق واحد تھا اس کے ساتھ کوئی ماسوا نہ تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ موجود نہ تھی تو کیا مخلوق کو خلق کرنے سے اس میں تغیر واقع نہیں ہوا ہوگا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ قدیم ہے، مخلوق کے پیدا کرنے سے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ،خلقت اس میں تبدیلی نہیں لاتی وہ مخلوقات میں تبدیلیاں لاتا ہے''۔

عمران صابی نے کہا: آقا! ہم نے اسے کس چیز سے پہچانا ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : " اس کے غیر سے ہم نے اسے پہچانا" ۔

عمران صابی نے کہا : " غیر " سے کیا مراد ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : "اس کی مشیت ، اس کا اسم، اس کی صفت اور اس جیسی دوسری اشیاء۔ یہ تمام چیزیں حادث اور مخلوق ہیں"۔

عمران صابی نے کہا : آقا ! تو وہ خود کیا چیز ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : "وہ نور ہے اور اس کے نور ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ زمین و آسمان کی مخلوق کا ہادی ہے ۔ اس کے علاوہ میرے پاس اس کی توحید کو ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں"۔

عمران صابی نے کہا : آقا ! کیا ایسا نہیں کہ مخلوق کی پیدائش سے پہلے وہ خاموش (ساکت) تھا پھر اس نے کلام کیا ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : "سکوت (خاموشی) کا لفظ خود اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے پہلے نُطق موجود تھا ۔ اور اس کی مثال یوں سمجھو کہ چراغ کے لیئے یہ الفاظ نہیں کہے جاتے

هو ساکت لا ناطق ۔ وہ خاموش ہے اور ناطق نہیں ہے ۔ اور اسی طرح سے چراغ کے لیئے ہم یہ نہیں کہا کرتے " **ان السراج لیضیء فیما یرید** " کہ چراغ اپنی مرضی سے اشیا کو روشن کر رہا ہے ۔

تو یہ اور اس طرح کے مقولے ہم اس لیئے نہیں کہہ سکتے کہ روشنی دینا چراغ کا ذاتی فعل نہیں ہے ۔ اور روشنی کو پیدا کرنا بھی چراغ کے بس میں نہیں ہے ۔ اور جب چراغ روشن ہوتا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں ۔

" **قد اضاء لنا حتی استضانا به**" اس نے ہمارے لیے روشنی کی ، یہاں تک کہ ہم نے اس سے روشنی حاصل کی۔

لہذا اس مثال سے تم درست نتیجہ کو اخذ کر سکتے ہو"۔

عمران صابی نے کہا : آقا ! میں اس سے قبل یہ سمجھتا تھا کہ جب ذات حق نے مخلوق کو پیدا کیا تو اس میں تبدیلی واقع ہو گئی ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :" عمران ! تم نے امر محال کی گفتگو کی ۔ خالق میں تبدیلی کی کوئی معقول وجہ ہونی چاہیے کہ اس کی ذات میں تبدیلی تسلیم کی جائے ۔

عمران ! کیا کبھی تم نے دیکھا کہ آگ نے اپنے آپ میں تبدیلی لائی ہو اور کیا کبھی تم نے دیکھا کہ حرارت نے اپنے آپ کو جلایا ہو ۔اور کیا تم نے کسی آنکھوں والے کو دیکھا ہے جس نے اپنی بصارت کو دیکھا ہو ؟؟؟"

عمران صابی نے کہا : آقا ! میں نے ایسا نہیں دیکھا ۔

پھر عمران صابی نے کہا : آقا ! آپ یہ بتائیں کہ وہ خلقت میں حلول کر چکا ہے یا مخلوق اس میں حلول کر چکی ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا :"عمران ! اللہ اس سے کہیں بلند و بالاتر ہے ۔ کہ وہ مخلوق میں سمائے یا مخلوق اس میں سما جائے ۔ اور تیرا یہ علم انتہائی لائق مذمت ہے ۔ بھلا مجھے یہ بتاؤ کہ جب تم آئینہ میں اپنے آپ کو دیکھتے ہو تو اس وقت تم آئینے میں سما جاتے ہو یا آئینہ تم میں سما جاتا ہے ؟

اور اگر تم میں سے کوئی بھی کسی میں سمایا ہوا نہیں ہوتا تو پھر تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ آئینہ میں تم ہی ہو ؟"

عمران نے کہا : میں اس روشنی کے ذریعے سے اپنے آپ کو دیکھتا ہوں جو میرے اور آئینہ کے درمیان میں ہوتی ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : تو وہ روشنی تمہاری آنکھوں کی روشنی سے زیادہ نہیں ہوتی جو تمہیں آئینہ میں نظر آتی ہے ؟"

عمران نے کہا : جی ہاں ! آنکھ میں تھوڑا سا نور ہوتا ہے جب کہ آئینہ میں زیادہ دکھائی دیتا ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:'' پھر ہمیں وہ زیادہ نور دیکھاؤ''۔

عمران صابی سے اس کا کو جواب نہ بن آیا۔

پھر آپؑ نے فرمایا :'' یاد رکھو تم وہ نور چشم دکھانے کے قابل نہیں ہو ۔ البتہ اس نور نے تمہیں آئینہ دکھایا اور آئینہ نے تمہیں تمہاری شکل صورت دکھائی ۔ لیکن نہ تو تم آئینہ میں سمائے اور نہ ہی آئینہ تمہارے اندر سمایا ۔ اس حقیقت کو بہت سی مثالوں سے ثابت کیاجاسکتا ہے ۔ جب کہ اللہ کی شان بلندوبالا ہے'' ۔

پھر آپؑ مامون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا :۔

'' نماز کا وقت ہوچکا ہے ؟''

عمران صابی نے کہا: آقا ! آپ گفتگو منقطع نہ کریں کیونکہ میرے دل میں رِقت پیدا ہورہی ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :''ہم نماز پڑھ کرابھی واپس آتے ہیں اور باقی گفتگو بعد مں کریں گے''۔

چنانچہ آپؑ اٹھے اور آپ کی وجہ سے مامون اور دیگرحاضرین بھی اٹھے ۔ آپؑ نے اندر نماز پڑھی جب کہ باقی افراد نے محمد بن جعفر کی اقتدامیں نمازپڑھی۔

نماز سے فارغ ہوکر آپؑ دوبارہ اپنی نشست پر تشریف .فرما ہوئے اور عمران سے فرمایا:۔

''عمران ! پوچھو جو تمہیں پوچھنا ہو''۔

عمران صابی نے کہا : آقا ! یہ بتائیں اللہ از روئے حقیقت واحدہے یا از روئے صفت واحد ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : اللہ خالق واحد ہے اور وہ کائن اول ہے اوروہ ہمیشہ شے واحد ہے کوئی چیز اس کےساتھ نہ تھی ۔ وہ اکیلاہے جس کے ساتھ کوئی دِوسرا نہ تو معلوم تھا ، نہ مجہول تھا ، نہ محکم تھا ، نہ متشابہ تھا، نہ کوئی قابل ذکر تھا

نہ قابل فراموش تھا اور نہ ہی کوئی چیز تھی جس پر شے کے لفظ کا اطلاق ممکن ہو۔ اور اس وقت ، وقت بھی نہ تھا۔ اور وقت ختم ہوجائے گا وہ پھر بھی باقی رہے گا۔ اور وہ کسی شے کی وجہ سے قائم نہیں ہوا اور اشیاء فنا ہوجائیں گی وہ پھر بھی قائم رہے گا۔ اور اس نے کسی چیز کا سہارا نہیں لیا اور کسی چیز میں قیام نہیں کیا۔ اور تخلیق کائنات سے قبل اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ اور جن صفاتی القاب کا اس پر اطلاق ہوتا ہے۔ وہ تو صفات محدثہ ہیں اور سمجھانے کے لیے ان الفاظ کا سہارا لیا جاتا ہے''۔

حروف ابجد کی تخلیق

عمران ! تمہیں یہ جاننا چاہیے کہ ابداع، مشیت اور ارادہ اگرچہ تین الگ الگ الفاظ ہیں لیکن ان تینوں کے معنی و مفہوم ایک ہیں۔ اللہ کی پہلی تخلیق وارادہ اور مشیت حروف ابجد ہیں۔ جنہیں اللہ نے ہر چیز کی بنیاد اور ہر چیز کی دلیل اور فاصلہ کرنے والا بنایا اور انہی حروف سے حق وباطل کے تمام اسماء میں تفریق قائم کی اور انہی حروف کو فعل و مفعول، معنی و غیر معنی کا ذریعہ بنایا اور تمام امور کا دارومدار انہی حروف پر رکھا اور حروف مفردہ کی تخلیق سے صرف انہی حروف کے معنی پیش نظر رکھا گئے۔ (1)

اور اللہ جو کہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس نے اپنے نور سے ہی حروف معجمہ کی تخلیق کی اور یہ اس کا فعل اول ہے۔ اور حروف ذات حق کے فعل اول کے مفعول اول ہیں اور یہی حروف ہی ہیں جن پر کلام اور عبادات الہی کا دارومدار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تینتیس(۳۳)حروف خلق کیے جن میں سے عربی زبان میں اٹھائیس حروف استعمال ہوتے ہیں اور انہیں اٹھائیس حروف میں سے بائیس(۲۲) حروف سریانی

(۱) تخلیق اول کے متعلق بہت سی روایات مروی ہیں۔ بعض روایات میں عقل ، بعض میں پانی۔ بعض میں حروف معجمہ اور بعض میں حقیقت محمدیہ کو مخلوق اول کہا گیا۔ محققین نے تمام روایات کو جمع کیا اور ثابت کیا کہ ان میں کوئی تناقص نہیں ہے۔

و عبرانی زبانوں میں مستعمل ہیں ۔ اور پانچ دوسرے حروف عجمی اور دیگر زبانوں میں بولے جاتے ہیں اور یوں ان کی کل تعداد تینتیس (۳۳) بنتی ہے ۔

حروف معجمہ کی تخلیق کے بعد " **کُنْ فَیَکُوْنُ** " کا مرحلہ آیا ۔ اسی لفظ "**کُنْ**" سے مخلوقات و مصنوعات منصۂ شہود پر آئیں ۔

لہٰذا اللہ کی مخلوق اول وہ ارادہ و ابداع ہے جس کا کوئی وزن نہیں ۔جو حرکت وسمع و رنگ و حس میں مقید نہیں ہے ۔

اور ابداع کے بعد مخلوق دوم حروف ہیں جن کا وزن و رنگ نہیں ہے اور یہ قابل سماعت ہیں لیکن قابل رویت نہیں ہیں ۔

اور تیسری مخلوق میں وہ انواع شامل ہیں جو حس ولمس اور ذوق و نظر میں مقیدّ ہیں۔ ذات حق ابداع سے بھی پہلے ہے کیونکہ اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور اس کے ساتھ بھی کوئی چیز نہ تھی ۔ اور ابداع ، حروف سے مقدم ہے اور حروف اپنے علاوہ کسی اور پر دلالت نہیں کرتے"۔

مامون نے کہا: حروف اپنے علاوہ کسی اور پر کیوں نہیں دلالت کرتے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا :" اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ ان حروف کو غیر معنی کے لیے کبھی جمع نہیں کرتا۔ اور جب تک یہ جمع نہ ہوں تو اس وقت تک کوئی جدیدہ مفہوم و معنیٰ کا اظہار نہیں ہوتا"۔

عمران نے کہا: ہم اس بات کو کیسے سمجھیں؟

امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا:" اس بات پر خصوصی توجہ کرو ۔ اس بات کی تفصیل و توضیح یہ ہے ،جب تم صرف حروف معجمہ ادا کرتے ہو اور تمہارا مقصود بھی صرف حروف ہی ہوں تو تم اس وقت انہیں علیٰحدہ علیٰحدہ زبان پر لاتے ہو اور یوں انہیں ادا کرتے ہو ۔

ا ۔ ب ۔ ت ۔ ث ۔ ج ۔ ح ۔خ ۔ الی آخرہ

اس صورت میں ان حروف کو مفرد ادا کرتے ہو اور ان حروف سے بس یہی حروف مقصود ہوتے ہیں ان کے کوئی معنی و مفہوم مقصود نہیں ہوتے ۔ اور جب تم ان حروف کو جمع کرتے ہو تو وہ کسی چیز کا نام یا صفت قرار پاتے ہیں ۔ اور وہ مطلوبہ معانی پر دلالت کرنے لگ جاتے ہیں ۔ کیا تم اس حقیقت کو سمجھ گئے ؟"

عمران نے کہا: جی ہاں ! میں سمجھ گیا ۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: "اس حقیقت کو جان لو کہ غیر موصوف کی صفت نہیں ہوتی اور معنی کے بغیر اسم نہیں ہوتا اور غیر محدود کے لیے حد نہیں ہوتی ۔اور صفات و اسماء، کمال اور وجود پر دلالت کرتے ہیں مگر موصوف کو محیط نہیں ہوتے اور اس کے برعکس تہائی ، چوتھائی یا چھٹا حصہ قسم کا مفہوم محیط ہوتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت صفات اور اسماء سے ممکن ہے لیکن طول و عرض ،قلت و کثرت ، رنگ و وزن وغیرہ سے ممکن نہیں ۔ اور خدا کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی اس میں کوئی چیز حلول کرتی ہے ۔اوراللہ تعالیٰ کی معرفت اس کے صفات اور اس کے اسماء کے ذکر سے ہو سکتی ہے ۔اور مخلوق سے خالق کا استدلال کیا جائے گا ۔ کسی شکی مزاج کو آنکھوں سے دیکھنے اور کانوں سے سننے اور ہاتھوں سے لمس کرنے اور دل کے احاطہ کے مطالبہ کا حق نہیں ہے ۔

اگر ذات حق کی صفات اس کی دلیل نہ ہوتیں اور اس کے اسماء اس کے داعی نہ ہوتے تو عبادت اللہ کی ہرگز قرار نہ پاتی بلکہ وہ اسماء و صفات کی قرار پاتی ۔اور جب اسماء و صفات اس کے غیر ہوتے تو پھر اللہ معبود ہی نہ ہوتا ۔ تو کیا تم نے اس مفہوم کو سمجھ لیا ہے ؟"

عمران صابی نے کہا : جی ہاں ! میرے آقا ۔ میں اس کی مزید تفصیل کا طالب ہوں ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : "عقل کے اندھے اور گمراہ جاہلوں کی یہ بات

کبھی تسلیم نہ کرنا کہ اللہ روز آخرت حساب ، ثواب اور عذاب کے لیے موجود ہوگا لیکن دنیا میں اطاعت کے لیے موجود نہیں ہے ۔ اگر ذات حق میں کوئی نقص اور کمی ہوتی تو وہ آخرت میں بھی کبھی موجود نہ ہوتا۔ لیکن یہ لوگ جادۂ حق سے بھٹک چکے ہیں ۔ اور حق کے دیکھنے اور سننے سے اندھے ہوچکے ہیں ۔ جیسا کہ رب العزت کا فرمان ہے ۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۔ (بنی اسرائیل ۷۲)

"اور جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور راستے سے بھٹکا ہوا ہوگا"

یعنی جو موجود حقائق کو نہیں دیکھ پاتا اور دانش ور جانتے ہیں کہ اس کا استدلال صرف اسی طریقہ سے ہی ممکن ہے اور جو اس کے علاوہ اپنی رائے سے استدلال کرے گا وہ علم و دانش سے زیادہ دور ہوجائے گا۔ اللہ نے اس کا علم اس قوم کے پاس رکھا ہے جو علم و عقل و فہم کے مالک ہیں"(1) ۔

ابداع مخلوق ہے یا نہیں ؟

عمران صابی نے کہا: آقا ! یہ بتائیں کہ ابداع مخلوق ہے یا نہیں ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: " ابداع مخلوق ساکن ہے ۔ جس کا ادراک سکون سے نہیں ہوتا ۔ اسے مخلوق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے اس کا احداث کیا ہے ۔ اللہ نے اسے اس وقت بنایا جب ان دو کے علاوہ کوئی تیسری چیز موجود نہ تھی ۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ اللہ کی ہر پیدا کردہ چیز کو لفظ مخلوق سے تعبیر نہیں کیا جاتا ۔ مخلوق کبھی ساکن ہوتی ہے ، کبھی متحرک ہوتی ہے، کبھی مرکب ہوتی ہے،

(1) ۔ ممکن ہے کہ اس سے مراد معصومین علیہم السلام ہوں ۔

کبھی معدوم اور کبھی متشابہ ہوتی ہے ۔ بہر نوع جس پر بھی حد کا اطلاق ہو وہ اللہ کی مخلوق ہے ۔

اور تمہیں علم ہونا چاہیے تم جو کچھ اپنے حواس سے پاتے ہوتو وہ معنی و مفہوم حواس کی بدولت ادراک کردہ ہے اور ہر حاسہ اسی چیز کا ادراک کرتا ہے ۔ جس کے لیئے اللہ نے اسے پیدا کیا ہے اور حواس سے حاصل کردہ معلومات کو جمع و ترتیب دینا دل کا کام ہے ۔

علاوہ ازیں تمہیں یہ بھی جاننا چاہیے کہ ذات واحدوہ ہے جو بغیر کسی اندازہ و تقدیراور حد بندی کے قائم ہو ۔ جب کہ تمام مخلوقات تقدیر و حد بندی کی پابند ہیں تو پیدا کرنے والے نے گویا دو چیزیں پیدا کی ہیں ۔

ایک تقدیراور دوسرا تقدیر کا پابند ۔ اور ان دونوں میں سے کسی میں بھی رنگ و وزن اور ذائقہ نہیں ہے ۔ اور ان میں سے ایک کا ادراک دوسری چیز سے ہوتا ہے اور دونوں کو ان کے نفس سے قابل ادراک بنایا ۔ اور اس نے کسی مخلوق کو اکیلا اور قائم بذاتہ نہیں بنایا ۔

اور اس کے برعکس ذات حق تنہااور قائم بذاتہ ہے ۔ وہ اپنے وجود و قیام کے لیئے کسی دوسرے مددگار اور ساتھی کا محتاج نہیں ہے ۔ اور مخلوق کا خاصہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے اذن و مشیت سے ایک دوسرے کو سہارا دیتی ہے ۔

اس بحث میں لوگوں نے اختلاف کیا اور وہ حیران و پریشان ہوئے اور ان کی گمراہی کی وجہ یہ ہے کہ وہ تاریکی کی مدد سے تاریکی سے نجات چاہتے ہیں اور وہ اپنی صفات سے خدا کے وصف بیان کرتے ہیں ۔ اس لیے وہ حق سے بہت دور چلے گئے ہیں ۔

اگر وہ ایسا کرنے کی بجائے اللہ کی توصیف اس کے اوصاف اور مخلوق کی توصیف مخلوق کے اوصاف سے کرتے تو کبھی گمراہ نہ ہوتے اور اختلاف میں نہ پڑتے اور انہیں فہم و یقین کی دولت نصیب ہوتی ۔ اللہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت

کرتا ہے "۔

عمران صابی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپؑ نے اس کے وصف بیان کیے۔

پھر اس نے کہا: آقا ! مجھے آخر میں آپ سے ایک اور مسئلہ دریافت کرنا ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: " جو چاہو پوچھ لو"۔

عمران صابی نے کہا: میرا سوال ذات احدیت کے متعلق ہے کہ وہ کس چیز میں ہے ؟ اور کیا کوئی چیز اس کا احاطہ کرسکتی ہے ؟ اور کیا وہ ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہوتا ہے ؟ اور کیا اسے کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "عمران ! تم نے پوچھ تو پھر اچھی طرح سے سنو اور سمجھ لو ! کیونکہ یہ مسائل لوگوں کے لیے پیچیدہ ترین مسائل شمار ہوتے ہیں ۔ ان مسائل کو عقل و حلم سے عاری افراد سمجھنے سے قاصر ہیں ۔ البتہ اہل عقل و انصاف ہی ان مسائل کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔

تمہارے سوالوں کا جوابات یہ ہے ۔

اگر وہ کسی چیز کو اس لیے پیدا کرتا کہ اسے اس کی ضرورت ہے ۔ تو پھر کہنے والے کو یہ کہنے کا حق حاصل ہوتا کہ وہ اپنی ضرورت کی چیز میں حلول کرسکتا ہے ۔ اللہ کسی بھی چیز کو اس لیے نہیں بنایا کہ اسے اس کی حاجت (ضرورت) تھی وہ ہمیشہ سے ثابت و قائم ہے نہ تو کسی چیز میں ہے اور نہ ہی کسی چیز پر ہے ۔

مخلوق ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہے اور بعض ، بعض میں داخل ہوتی ہے اور خارج بھی ہوتی ہے ۔ اور اللہ سبحانہ تمام کائنات کو تھامے ہوئے ہے وہ نہ تو کسی چیز میں داخل ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی چیز برآمد ہوتی ہے ۔ اور نہ ہی کائنات کی حفاظت اسے تھکان میں مبتلا کرتی ہے ۔ ذات حق کائنات کے تھامنے سے عاجز نہیں آتی ۔ اور کائنات اس کی شانِ محافظت کی کیفیت جاننے سے عاجز ہے

اور اس شانِ محافظت کو اللہ خود جانتا ہے یا وہ رسول جانتے ہیں جنہیں اللہ نے اس کی اطلاع دی ہے ۔ اور اس کے راز دان اور اس کے امر کے محافظ اور اس کے خزن اور شریعت کو قائم رکھنے والے جانتے ہیں ۔ اس کا امر آنکھ جھپکنے یا اس بھی زیادہ جلد نافذ ہوتا ہے ۔ اور جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے "**کُنْ**" کہتا ہے ۔ وہ ہو جاتی ہے ۔ اور ایسا ہر گز نہیں ہے کہ ایک چیز اس کے زیادہ قریب ہو اور دوسری چیز اس سے دور ہو"۔

عمران ! کیا تم نے اس بات کو سمجھ لیا ہے ؟

عمران نے کہا: جی ہاں ! میرے آقا و مولا ! میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا وہی ہے جس کی توصیف و توحید آپؑ نے بیان فرمائی ہے ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ اللہ کے عبد ہیں جنہیں ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا گیا ۔

پھر اس نے قبلہ رو ہو کر سجدہ کیا اور مسلمان ہو گیا ۔

حسن بن نوفلی (راوی) کہتے ہیں کہ جب عمران لاجواب ہو گیا اور اس نے اسلام قبول کیا تو دربار میں بیٹھے ہوئے دیگر متکلمین کو آپؑ سے مزید سوال کرنے کی جرات نہ ہوئی ۔

اتنے میں شام ہو گئی اور دربار برخواست ہو گیا اور مامون اپنے محل میں چلا گیا اور امام علیہ السلام اپنے بیت الشرف میں تشریف لائے ۔

راوی کہتا ہے کہ میں اپنے دوستوں کی جماعت کے ساتھ تھا ۔ اتنے میں محمد بن جعفر کا مجھے پیغام موصول ہوا ۔ میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا :۔

نوفلی ! آج تم نے اپنے امام کا کارنامہ ملاحظہ کیا؟

خدا کی قسم ! ہمیں ان کے اس تبحر علمی کا علم نہیں تھا ۔ اور ہم نے انہیں علم الکلام کے مسائل پر بحث کرتے ہوئے بھی کبھی نہیں دیکھا تھا ۔

البتہ بیت اللہ کے زائرین ان کے پاس آکر مناسک حج اور حلال و حرام کے مسائل پوچھا کرتے تھے ۔

پھر محمد بن جعفر نے کہا : ابو محمد ! مجھے اندیشہ ہے یہ شخص (مامون) ان سے حسد کرے گا ۔ اور حسد کے نتیجے میں انہیں زہر بھی دے سکتا ہے یا انہیں کسی اور مصیبت میں بھی گرفتار کرسکتا ہے ۔ لہذا تم جا کر ان سے درخواست کرو کہ وہ ان چیزوں سے باز رہیں۔

میں (نوفلی) نے کہا : امام علیہ السلام میری بات نہیں مانیں گے ۔ اوراس اجتماع کا مقصد بھی یہی تھا کہ مامون اس طرح سے یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ علی رضا علیہ السلام کے پاس بھی ان کے آبائے طاہرینؑ کے علم کا ذخیرہ موجود ہے یا نہیں ۔

محمد بن جعفر نے کہا : تم ان کی خدمت میں عرض کرو کہ آپؑ کا چچا بوجوہ ان مسائل کو ناپسند کرتا ہے ۔ اور وہ آپؑ سے درخواست کرتا ہے کہ آئندہ آپؑ ان مسائل سے باز رہیں ۔

نوفلی کہتے ہیں : میں امام علیہ السلام کے بیت الشرف میں گیا اورانہیں ان کے چچا کا پیغام سنایا ۔

امام علیہ السلام پیغام سن کر مسکرا دیئےاور فرمایا میں بخوبی جانتاہوں کہ میرے چچا مجھے کیوں منع کرنا چاہتے ہیں ۔

پھر آپؑ نے اپنے ایک نوکر کو صدا دے کر فرمایا :۔

تم عمران کے پاس جاؤ اوراسے میرے حضور پیش کرو ۔

نوفلی کہتے ہیں : میں نے کہا مجھے اس کی رہائش کا پتہ معلوم ہے وہ ہمارے ایک شیعہ بھائی کے ہاں مقیم ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : بہتر ہے پھر تم خود ہی اس کے لیے سواری لے کر جاؤ اسے ہمارے پاس لے آؤ حسب الحکم میں عمران کے پاس گیا اور اسے آپؑ

کی خدمت میں لے آیا۔ آپؑ نے اسے خلعت عطاء فرمائی اور سواری کا جانور دیا اور دس ہزار درہم بھی اسے عطا فرمائے۔

میں (نوفلی) نے کہا: مولا! آپؑ نے تو اپنے جدنامدار امیرالمومنین علیہ السلام کی سیرت پر عمل کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ہم ایسا ہی طرز عمل پیش کرتے ہیں۔

رات کے کھانے کے لیے دسترخوان لگایا گیا تو حضرتؑ نے مجھے اپنی دائیں طرف اور عمران کو بائیں طرف بٹھایا۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو **حضرتؑ نے عمران سے کو فرمایا:** کل آنا۔ ہم تجھے اہل مدینہ کا طعام کھلائیں گے۔

اس واقعہ کے بعد عمران ہمیشہ عقائد اسلامیہ کا دفاع کرتا تھا۔ اور مختلف مذاہب اور ملل کے علماء سے مباحثہ کرکے انہیں لاجواب کر دیتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ متکلمین ان سے بحث کرنے سے گھبراتے تھے۔

مامون نے بھی عمران کو دس ہزار درہم عطا کیے۔ اور امام علیہ السلام نے اسے علاقہ بلخ کے صدقات کا عامل مقرر کیا جہاں اس کی مالی حالت بہتر ہوگئی۔

باب 13

خراسانی متکلم سلیمان مروزی سے آپؑ کا مباحثہ

(بحذف اسناد) حسن بن محمد نوفلی نے بیان کیا کہ خراسان کا مشہور متکلم سلیمان مروزی، مامون کے پاس آیا۔

مامون نے اس کا احترام کیا اور اس سے کہا :۔

میرے چچا زاد بھائی علی بن موسیٰ علیہما السلام حجاز سے میرے یہاں تشریف لائے ہیں ۔انہیں علم الکلام اور متکلمین سے بڑی دلچسپی ہے ۔ لہٰذا تم روزِ ترویہ آؤ اور ان سے مناظرہ کرو ۔

سلیمان جو کہ بزعم خویش بڑا عالم بنا ہوا تھا ، نے کہا :۔

امیرالمومنین ! میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ بنی ہاشم کی محفل میں ان سے مباحثہ کر کے ان کی سبکی کا باعث بنوں ۔ اسی لیے میں ان کی توہین کا موجب بننا نہیں چاہتا ۔

مامون نے کہا : نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے ۔ میں ان کے علم و فضل کو بخوبی جانتا ہوں میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم انہیں ایک دلیل سے ہی شکست دے دو ۔

سلیمان نے کہا : امیرالمومنین ! پھر درست ہے آپ ان سے میرا مباحثہ مقرر کریں اور اس کے ساتھ مجھے ملامت کرنے سے بھی پرہیز کرنا ہوگا ۔

مامون نے امام عالی مقامؑ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس مروز (مرو) سے علم الکلام کا ایک ماہر آیا ہوا ہے ۔ لہٰذا اگر آپؑ کو گراں نہ ہو تو پھر ہمارے ہاں تشریف لائیں ۔

یہ پیغام سن کر آپؑ اٹھے اور وضو کیا ۔ پھر آپؑ نے مجھے اور عمران صابی

کو اپنے سے پہلے روانہ کیا اور فرمایا تم دونوں چلے جاؤ۔ میں تمہارے بعد آجاؤں گا۔

چنانچہ ہم دونوں دربار کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم دربار کے دروازے پر پہنچے تو دربار کے دو دربانوں یاسر اور خالد نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اور مجھے مامون کے پاس لے گئے۔ میں نے سلام کیا تو مامون نے کہا:۔

میرے بھائی ابوالحسن ابقاہ اللہ تعالیٰ کہاں ہیں ؟

میں نے کہا: وہ لباس بدل رہے تھے اور انہوں نے ہمیں اپنے سے پہلے روانہ کیا ہے۔ اور عمران بھی اس وقت دروازے پر باریابی کا منتظر ہے۔

مامون نے کہا: کون عمران؟

میں نے کہا: وہی عمران جو چند روز قبل آپ کے دربار میں مسلمان ہوا تھا۔

مامون نے کہا: اسے اجازت ہے اسے دربار میں لایا جائے۔ چنانچہ عمران بھی دربار میں حاضر ہوگیا۔ اس وقت مامون نے اس سے کہا:۔

عمران ! یہ سلیمان مروزی ہے اور یہ خراسان کا مشہور متکلم ہے۔

عمران نے کہا: مجھے تعجب ہوتا ہے کہ یہ شخص جوکہ خراسان میں صاحب نظر سمجھا جاتا ہے پھر بھی وہ "بدا" کا منکر ہے۔

مامون نے کہا: اسی لیے میں چاہتاہوں کہ تم اس سے مناظرہ کرو۔

عمران نے کہا: اگر اس کی یہی خواہش ہوتو بہتر ہے۔

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ امام علی رضا علیہ السلام دربار میں تشریف لائے اور فرمایا:۔

"آپ حضرات کیا باتیں کررہے تھے ؟"

عمران نے کہا: فرزند رسولؐ ! یہ سلیمان مروزی ہے۔

سلیمان نے کہا: کیا تم ابوالحسنؑ کے فیصلے کو تسلیم کرلوگے ؟

عمران نے کہا: جی ہاں ! میں ابوالحسنؑ کے فیصلے کو ضرور تسلیم کروں گا۔ مگر

میں ان سے دلیل و برہان ضرور طلب کرونگا تا کہ میں اپنے جیسے اہل نظر کے سامنے بیان کر سکوں۔

مامون نے کہا: ابوالحسن ! آپؑ ان دونوں کے تنازعہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں ؟

بداء کے اثبات

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: سلیمان! تم بداء کا انکار کیسے کر سکتے ہو جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاہُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا (مریم۔٦٧)

"کیا انسان اس بات کو یاد نہیں کرتا کہ پہلے ہم نے ہی اسے پیدا کیا ہے۔ جب یہ کچھ نہیں تھا"۔

هُوَالَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ ۔ (الروم۔٢٧)

"اور وہی وہ ہے جو خلقت کی ابتدا کرتا ہے اور پھر دوبارہ بھی پیدا کرے گا"۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

بَدِیْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ۔ (البقرہ۔١١٧)

"وہ زمین و آسمان کا موجد ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَایَشَآءُ ۔ (فاطر۔١)

"وہ خلقت میں جس قدر چاہتا ہے اضافہ کر دیتا ہے"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ۔ (الم السجدہ۔٧)

"اور اس نے انسان کی خلقت کا آغاز مٹی سے کیا"۔

اور رب العزت نے فرمایا:۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۔ (التوبہ ۱۰۶)

" اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں حکم خدا کی امید پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ یا خدا ان پر عذاب کرے گا یا ان کی توبہ قبول کو کرے گا ۔ وہ بڑا جاننے والا اور صاحب حکمت ہے "۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :۔

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۔ (فاطر ۔ ۱۱)

" اور کسی بھی طویل العمر کو جو عمر دی جاتی ہے یا عمر میں کمی کی جاتی ہے یہ سب کتاب الٰہی میں مذکور ہے اور اللہ کے لیے یہ کام بہت آسان ہے "۔

سلیمان نے کہا: اس سلسلے میں آپؑ کے آبائے طاہرینؑ سے بھی کچھ منقول ہے ؟

آپؑ نے فرمایا : " جی ہاں! میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ۔ انہوں نے فرمایا:۔

اللہ کے علم دو طرح کے ہے ۔

1۔ علم مخزون و مکنون جسے اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ۔ اور بداء کا تعلق بھی اسی علم سے ہے ۔

2۔ وہ علم جو اس نے اپنے انبیاءؑ وملائکہؑ کو تعلیم دیا ۔ اس علم کو اہل بیتؑ نبی بھی جانتے ہیں"۔

سلیمان نے کہا : آپؑ اس مفہوم کو قرآن مجید سے ثابت کریں ۔

حضرتؑ نے فرمایا: "قرآن مجید کی ان آیات میں اس مسئلے کو واضح کیا گیا ہے ۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ (الذاریات ۵۴)

" ان سے منہ موڑ لیں پھر آپ پر کوئی الزام نہیں ہے"۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرلیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی "بداء" واقع ہوا اور فرمایا :۔

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۔ (الذاریات ۔ ۵۵)

"آپ نصیحت کریں اور یقیناً نصیحت مومنین کو فائدہ دیتی ہے"۔ (1)

سلیمان نے کہا : آقا! اس کی مزید وضاحت فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :" میرے والد نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کو وحی فرمائی کہ فلاں بادشاہ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ میں اتنے عرصے میں اس کی روح قبض کرنے والا ہوں۔

چنانچہ نبی گئے اور بادشاہ کو اللہ کا پیغام پہنچایا اور واپس اپنی جگہ پر آگئے۔ بادشاہ نے رو رو کر اللہ سے درخواست کی کہ اسے اتنی مہلت دے کہ اس کا بیٹا جوان ہو جائے اور معاملات حکومت مستحکم ہو سکیں۔

بادشاہ دعا مانگتے ہوئے اتنا رویا کہ اپنے تخت سے گر گیا۔ اللہ کو اس پر ترس آیا اور پھر اسی نبی کو وحی کی کہ فلاں بادشاہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میں نے اس کی عمر میں پندرہ برس کا اضافہ کر دیا ہے۔

جب نبی نے یہ وحی سنی تو عرض کیا:۔

خدایا! تو جانتا ہے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا (اب اگر اسے یہ خبر سناؤں گا تو وہ مجھے جھوٹا سمجھے گا)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

تو عبد مامور ہے تیرا کام صرف ہمارا فرمان پہنچانا ہے۔ تم اس تک میرا پیغام پہنچادو۔ اللہ اپنے کام کے لیے کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہے"۔

---

(1) حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے جب "فَتَوَلَّ عَنْهُمْ" کی آیت نازل ہوئی تو ہمارے نفسوں پر گراں گزری اور جب "وَذَكِّرْ" کی آیت نازل ہوئی تو ہمارے دلوں سے گرانی دور ہوگئی۔

پھر آپؑ نے سلیمان سے کہا: سلیمان ! کیا تو اس مسئلے میں یہودیوں کا ہم نوا بن چکا ہے ؟

اس نے کہا: خدا کی پناہ ! یہودی کیا کہتے تھے ؟

آپؑ نے فرمایا: " یہودیوں کا قول قرآن مجید میں مذکور ہے ۔

قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُاللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ (المائدہ۔۶۴)

" یہودی کہتے ہیں کہا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں "۔

مقصد یہ تھا کہ اللہ تمام معاملات سے فارغ ہو چکا اب کچھ بھی نہیں کر رہا۔

اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ بات ناپسند آئی اور فرمایا:۔

غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا (المائدہ ۔ ۶۴)

" اصل میں انھیں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور یہ اپنے قول کی بنا پر ملعون ہیں "۔

کچھ لوگ میرے والد علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے بداء کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:۔

لوگ آخر بداء کا انکار کیوں کرتے ہیں اور انہیں اس میں کیا قباحت نظر آتی ہے ؟

آخر کسی قوم کو امید سے بہرہ ور کرنے کے لیئے اللہ اپنا سابقہ فیصلہ کیوں نہیں بدل سکتا "۔

سلیمان نے کہا: آپؑ مجھے **اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ** (القدر۔۱) "ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا" کے متعلق بتائیں کہ یہ آیت کس چیز کے متعلق نازل ہوئی ؟

آپؑ نے فرمایا: " سلیمان ! یادرکھو لیلۃالقدر میں اللہ پورے سال کے معاملات یعنی موت وحیات خیر وشر اور رزق کا فیصلے کر کے ملائکہ کے ذریعہ سے نفاذ کے

لیے بھیج دیتا ہے ۔اور اس رات جو فیصلے کیے جاتے ہیں۔ اس کا تعلق " علم محتوم " سے ہوتا ہے"۔

سلیمان نے کہا: اب میں نے سمجھ لیا اور آپؑ اس کی مزید وضاحت فرمائیں ۔

حضرتؑ نے فرمایا: "سلیمان ! کچھ امور ایسے ہیں جو خداوند کے ہاں موقوف ہیں وہ اپنی مشیت و مصلحت کے تحت ان میں تقدم و تاخر کرتا رہتا ہے اور جسے چاہتا ہے مٹا بھی دیتا ہے ۔

سلیمان ! حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے

علم الٰہی دو طرح کا ہے ۔

1۔ وہ علم جو اللہ نے ملائکہ و رسل کو تعلیم دیا ۔

2۔ وہ علم مخزون جس کی اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اطدع نہیں دی ۔اس علم میں سے اپنی مصلحت کے تحت تقدم و تاخر کرتا رہتا ہے اور جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ۔ہے برقرار رکھتا ہے" ۔

سلیمان نے مامون سے کہا: امیرالمومنین ! آج کے بعد میں انشاء اللہ بداء کی کسی قسم کا کبھی انکار نہیں کروں گا ۔ اور نہ ہی اس کی تکذیب کروں گا ۔

کیا ارادہ بھی حیّ و قیوم کی طرح صفت ہے ؟

مامون نے سلیمان سے کہا: تمہیں ابوالحسنؑ سے جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ سکتے ہو ۔ لیکن اس کے لیئے تم دائرۂ انصاف سے تجاوز نہیں کر سکتے ۔

سلیمان مروزی نے کہا: آقا ! آپ اس شخص کے متعلق کیا فرمائیں گے جو ارادہ کو حی ، سمیع ، بصیر اور قدیر کی طرح سے اللہ کا اسم اور صفت قرار دیتا ہو ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: " تم یہ کہتے ہو کہ چیزیں بنیں اور ابتدائے خلقت سے چیزیں مختلف بنیں اور یہ اس کی مشیت اور ارادہ کی وجہ سے

ایسا ہوا ۔ اور اس کے برعکس تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ چیزوں کا باہمی اختلاف اس لیے ہوا کہ وہ سمیع و بصیر ہے ۔ اور یہ الفاظ بذات خود اس بات کی دلیل ہیں کہ ارادہ و مشیت ، سمیع وبصیر اور قدیر کی مانند صفت و اسم نہیں ہے"۔

سلیمان نے کہا: مگر یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے ہی صاحب ارادہ ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: "یہ بتاؤ ارادہ اس کی عین ذات ہے یا ذات کے علاوہ ہے ؟"

اس (**سلیمان**) **نے کہا:** ارادہ اس کی ذات کے علاوہ ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: "پھر تم اللہ کے ساتھ ایک اورازلی وجود کا اثبات کرتے ہو اور یہ شرک ہے "

سلیمان نے کہا: نہیں ، میں اس کا اثبات نہیں کرتا ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "کیا ارادہ "محدث" ہے ؟"

سلیمان نے کہا: نہیں ، ارادہ محدث نہیں ہے ۔

اتنے میں مامون نے سلیمان کو آواز دے کر کہا :۔

سلیمان ! معلوم ہوتا ہے کہ تم ناحق ضد اور مکابرہ پر اتر آئے ہو ۔دربار اہل نظر سے بھرا ہوا ہے ۔ لہذا تمہیں ناحق ضد اور ہٹ دھرمی سے کام نہیں لینا چاہیے ۔

پھر مامون نے امام عالی مقامؑ سے کہا :۔

ابوالحسنؑ ! آپؑ اس خراسانی متکلم سے گفتگو کریں ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: "سلیمان ! ارادہ حادث ہے ۔کیونکہ یہ سیدھی بھلی سی بات ہے جو چیز ازلی نہ ہو وہ حادث ہوتی ہے ۔اور اس کے برعکس جو چیز حادث نہ ہو وہ ازلی ہوتی ہے"۔

سلیمان نے کہا: میرا موقف یہ ہے کہ اللہ کی دیگر صفات مثلاً سمع ، بصر و علم

کی طرح سے ارادہ بھی اس کی عین ذات ہے ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "پھر" اَرَادَ نَفْسَہٗ" یعنی اس نے اپنی ذات کا ارادہ کیا، کے کیا معنی بنیں گے ۔ کیا اس صورت میں اس کا یہ مفہوم نہیں بنے گا کہ اس نے ارادہ کیا کہ وہ بھی شے ہو ۔ اور اس نے ارادہ کیا کہ وہ حی، سمیع ، بصیر اور قادر ہو ؟"

سلیمان نے کہا: جی ہاں ! اس کا یہی مفہوم ہوگا ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: " تمہارے نظریہ کے مطابق یہ لازم آئے گا کہ جب اس نے اپنے لیے سمع کا ارادہ کیا تو سمیع بنا ، بصر کا ارادہ کیا تو بصیر بنا ، علم کا ارادہ کیا تو علیم بنا اور قدرت کا ارادہ کیا تو وہ قادر بن" ۔

سلیمان نے کہا: جی ہاں ! یہی ہمارا موقف ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: توکیاارادے سے پہلے خدامیں یہ صفات نہیں تھیں ۔ کیا وہ ارادے سے قبل سمیع ،بصیر ، عالم اور قادر نہ تھا اور اگر بالفرض نہ تھا تو کیا تھ ؟"

یہ سن کر مامون سمیت تمام حاضرین ہنسنے لگے ۔ اور خود حضرت بھی ہنسے پھر آپ نے حاضرین سے فرمایا:۔

"دوستو !خراسانی متکلم کے ساتھ رعایت کرو ۔ اور سلیمان سے آپؑ نے فرمایا:۔

سلیمان! اگر ایسا ہونا مان لیاجائے تو پھر اللہ کی حالت میں تغیر و تبدل تسلیم کرنا پڑے گا ۔ یعنی پہلے سمیع نہ تھا پھر بنا اور پہلے بصیر نہ تھا پھر بنا ،پہلے عالم و قادر نہ تھا پھر بنا ۔ اوراس سے خدا محل حوادث قرار پائے گا ۔جب کہ اللہ محل حوادث نہیں ہے"۔

سلیمان سے کوئی جواب نہ بن پایا ۔

پھر امام علیہ السلام نے اسے مخاطب کر کے فرمایا:۔

"سلیمان ! یہ بتاؤ کہ تم اور تمہارے ہم نظریہ افرادلوگوں کو جو تعیم دیتے ہو ، اسے خود بھی جانتے ہو یا جانے بوجھے بغیر لوگوں کو اپنے نظریات کی دعوت دیتے ہو ؟"

سلیمان نے کہا: آقا ! ہم سوچ سمجھ کر اپنے نظریات بیان کرتے ہیں ۔

حضرت علیہ السلام نے فرمایا :"تمہاری تعلیمات میں تضاد پایا جاتا ہے ۔ کیونکہ تم کہتے ہو کہ مرید اورہے ارادہ اور ہے ۔ا ور مرید پہلے تھا اورارادہ بعد میں ہوا اور فاعل پہلے تھا اورمفعول بعد میں ہوا ۔

اور دوسری طرف تم اس بات کے مدعی ہو کہ ارادہ اور مرید ایک چیز ہیں تو کیا اس طرح سے تمہارے نظریات میں تضاد نہیں پایا جاتا ؟

اور میں یہ ثابت کرسکتاہوں کہ تمہاری تعلیمات علم وفہم پر ہرگز مبنی نہیں ہیں ۔ کیونکہ جب تم ارادے کو سمع وبصر جیسی ہی ایک صفت قرار دیتے ہو ۔ اس سے تمہارے نظریات میں دوغلاپن کا اظہار ہوتا ہے ۔

سلیمان سے کوئی جواب نہ بن سکا۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا : "سلیمان ! یہ بتاؤ کہ جو کچھ بھی جنت و دوزخ میں ہے اسے اللہ جانتا ہے یا نہیں ؟

سلیمان نے کہا : جی ہاں ۔

حضرتؑ نے فرمایا :" تو جو کچھ اللہ کے علم میں ہے وہی کچھ ہی جنت و دوزخ میں ہوگا یا اس کے علاوہ بھی کچھ ہوگا ؟"

سلیمان نے کہا : وہاں صرف وہی کچھ ہوگا جو پہلے سے اللہ کے علم میں ہے ۔

حضرتؑ نے فرمایا :" فرض کرو جو کچھ اللہ کے علم میں ہے ، اللہ وہ سب فراہم کردیتا ہے ۔تو اس کے بعد کیا وہ اس میں کچھ کمی بیشی کر سکتا ہے ؟"

سلیمان نے کہا : کمی تو نہیں ، البتہ اضافہ کرے گا ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ اضافہ اس کے علم کے علاوہ کوئی اور چیز ہے۔ اور اس صورت میں اللہ اہل جنت کے لیے ان نعمات کا اضافہ کرے جو پہلے سے اس کے علم نہیں تھیں۔ اس کے بارے میں تم کیا کہو گے ؟"

سلیمان نے کہا: آقا ! وہ ایسا صاحب ارادے ہے جس کے ارادہ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:"تو پھر اس کا مقصد تو یہ ہوا کہ اس کا ارادہ بے انتہا ہے اور اس کے اپنے علم میں بھی اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔تو پھر اس کی مزید نعمات کے وقوع پذیر ہونے سے قبل وہ ان کا عالم ہی نہیں ہوگا۔ جب کہ اللہ کی شان اس سے کہیں بلند و بالا ہے"۔

سلیمان نے کہا: میں نے مزید نعمات کی صورت میں جو یہ کہا ہے کہ وہ اسے نہیں جانتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ارادے کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے اور اللہ نے جنت ودوزخ کے متعلق ہیشگی کا اعلان کیا ہے۔ اسی لیئے ہم ان کے لیئے منقطع ہونے کے الفاظ کو ناپسند کرتے ہیں۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:" اصل بات یہ ہے کہ اس کا علم انقطاع کا موجب نہیں ہے۔ کیونکہ اضافہ کا اسے پہلے سے علم ہے۔ اسی لیئے وہ خواہ نعمت میں اضافہ کرے یا عذاب میں اضافہ کرے، وہ اس کے علم سے ماورا نہیں ہے۔کیونکہ وہ اپنے عذاب میں بھی اضافہ کرے گا اور نعمات میں بھی اضافہ کرے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا:۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۔ (النساء ۔ ٥٦)

" اہل دوزخ کی جب ایک کھال پک جائے گی تو ہم دوسری بدل دیں گے

تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں "۔

اور اہل جنت کے متعلق فرمایا:۔

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۔ (ہود۔ ۱۰۸)

" یہ خدا کی عطا ہے جو ختم ہونے والی نہیں ہے "۔

وَفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ ۔ (الواقعہ ۔ ۳۲،۳۳)

" وہ کثیر تعداد کے میووں کے درمیان ہوں گے جن کا سلسلہ نہ ختم ہوگا اور نہ ان پر کوئی روک ٹوک ہوگی "۔

اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے اور اضافہ کو منقطع نہیں کرے گا ۔

سیمان ! نعمات جنت کی کیفیت یہ ہے کہ جب اہل جنت کوئی ثمر کھائیں گے تو اس کی جگہ پر دوسرا ثمر لگ جائے گا"۔

سلیمان نے کہا: جی ہاں! ایسا ہی ہوگا ۔

حضرتؑ نے فرمایا: جب ہر نعمت کا بدل وہ عطا کرتا رہے گا تو انقطاع لازم نہیں آئے گا ۔

سلیمان نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ اللہ اپنی نعمات قطع کردے گا اور ان میں اضافہ نہیں کرے گا ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: "پھر تو جنت کی تمام نعمات ختم ہوجائیں گی اور جنت میں کچھ بھی باقی نہیں رہے گا ۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:۔

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۔ (ق ۔۳۵)

" جنت میں ان کے لیے وہ سب کچھ ہوگا جس کی وہ خواہش کریں گے اور ہمارے ہاں اس سے بھی زیادہ "۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۔ (ہود۔ ۱۰۸)

" یہ خدا کی عطاہے جو ختم ہونے والی نہیں ہے "۔

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَاهُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۔ (الحجر۔۴۸)

" اور انہیں وہاں سے نہیں نکالاجائے گا "۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۔ (البینہ۔۸)

" وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے "۔

اوراللہ تعالیٰ کافرمان ہے :۔

وَفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ ۔(الواقعہ ۔۳۲،۳۳)

" وہ کثیر تعداد کے میووں کے درمیان ہوں گے جن کا سلسلہ نہ ختم ہوگا اور نہ ان پر کوئی روک ٹوک ہوگی "۔

یہ سن کر سلیمان لاجواب ہوگیا۔

پھرآپؑ نے فرمایا :"سلیمان ! مجھے یہ بتاؤ کہ ارادہ فعل ہے یا نہیں ؟"

سلیمان نے کہا: ارادہ فعل ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :"ارادہ کوحادث ہونا چاہیے کیونکہ ہر فعل حادث ہوتا ہے"۔

سلیمان نے کہا: میں اپنے موقف میں تبدیلی کرتا ہوں اور اب یہ کہتا ہوں کہ ارادہ فعل نہیں ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:"تو تم واجب الوجود قدیم کے ساتھ اس کے غیر کو بھی ازلی مان رہے ہو"۔

سلیمان نے کہا: ارادہ سے مراد ایجاد و انشا ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ تم ضرار اور اس کے

ہم مکتب افراد کے نظریہ پر اعتراض کیوں کرتے ہو اور انہیں قابل ملامت کیوں ٹھہراتے ہو جب کہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ

" اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان ، بحر و بر میں ، انسان ، حیوان، کتے، خنزیر اور بندر وغیرہ جو کچھ بھی بنائے ہیں وہ سب اللہ کے ارادے ہیں ۔ اور اللہ کا ارادہ زندہ بھی ہوتا ہے اور مرتا بھی ہے ۔ اوراللہ کا ارادہ کھاتاہے ، پیتاہے ، نکاح کرتا ہے ،مقاربت کرتاہے ۔ ظلم کرتا ہے ، برائیاں سرانجام دیتا ہے اورکفروشرک بھی کرتا ہے "۔

جب کہ تمہارا اور ضرار دونوں کا نظریہ تو یکساں ہے ۔ بایں ہمہ پھر تم ان کی مذمت کیوں کرتے ہو ؟"

سلیمان نے کہا: ارادہ بھی سمع ، بصر و علم کی طرح سے ایک صفت ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم پھر پہلی بات کر رہے ہو ۔ ذرا مجھے یہ تو بتاؤ کہ سمع ، بصر و علم کون سی مصنوعات ہیں ؟

سلیمان نے کہا: نہیں

امام علیہ السلام نے فرمایا: "سمع ، بصر و علم کی اللہ سے نفی نہیں کی جا سکتی جب کہ لفظ ارادہ کی بعض اوقات اس سے تم بھی نفی کرتے ہو اور یہ کہتے ہو " اللہ نے اس امر کا ارادہ نہیں کیا" اور اس کے باوجود بھی تم کہتے ہو کہ ارادہ حادث ومخلوق نہیں ہے"۔

سلیمان نے کہا: اس طرح سے اللہ کے لیے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے جانا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے نہیں جانا ۔

اگر "علم" کی نفی واثبات سے علم حادث نہیں بنا تو آخر ارادہ کی نفی و اثبات سے ارادہ کیسے حادث بن جائے گا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: " مذکورہ دونوں مثالوں میں بڑا واضح فرق ہے ۔

لہٰذا ایک کا قیاس دوسری مثال سے نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ "معلوم" کی نفی سے علم کی نفی لازم نہیں آتی ہے۔ جب کہ "مراد" کی نفی سے ارادہ کی نفی لازم آتی ہے۔ جب مراد نہ ہو تو پھر ارادہ بھی نہیں ہوتا۔ اور علم کی مثال بصر سے دی جاسکتی ہے اگر قابل رویت چیز سامنے نہ ہو تو بصارت کی نفی نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح سے اگر " معلوم" موجود نہ ہو تو علم کی نفی نہیں کی جاسکتی"۔

سلیمان نے کہا: ارادہ مصنوع ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: " پھر تو وہ حادث ہوا، جب کہ سمع و بصر حادث نہیں ہیں"۔

سلیمان نے کہا: بات دراصل یہ ہے کہ ارادہ اس کی ازلی صفت میں سے ایک صفت ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: " پھر تو انسانوں کو بھی ازلی ماننا پڑے گا کیونکہ ارادہ ازلی میں وہ شامل تھے۔

خراسانی (سلیمان) نے کہا: نہیں، صرف ارادے سے انسان ازلی نہیں بن سکتا کیونکہ ارادہ فعل میں تبدیل نہیں ہوا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: " خراسانی! تم بہت زیادہ غلطیاں کر رہے ہو۔ کیا اللہ کے ارادہ و قول کی وجہ سے اشیاء منصۂ شہود پر نہیں آتیں ؟"

سلیمان نے کہا: نہیں ایسا نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے کہا: " جب اس کے ارادے، مشیت اور امر سے چیزیں نہیں بنتیں تو پھر کیسے وجود میں آتی ہیں ؟"

سلیمان سے اس بات کا کوئی جواب نہ بن سکا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: " سلیمان! ذرا قرآن مجید کی اس آیت کا مفہوم تو

بتاؤ

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا ۔

(بنی اسرائیل ۔ ۱۶)

" اور جب ہم کسی قریہ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کے ثروت مندوں پر احکام نافذ کر دیتے ہیں اور وہ ان کے متعلق نافرمانی کرتے ہیں "۔

کیا اس کا مفہوم یہی ہے کہ وہ ارادے کو پیدا کرتا ہے ؟

سلیمان نے کہا: جی ہاں ! یہی مفہوم ہے ۔

آپؑ نے فرمایا :" تمہارے اس اقرار سے یہ پتہ چل گیا کہ ارادہ اس کی تخلیق ہے اگر ارادہ اس کی عین ذات ہوتا تو وہ اپنے آپ کو کیسے پیدا کرتا؟ ۔ اللہ کی شان اس سے بہت بلند و بالا ہے"۔

سلیمان نے کہا: آقا ! میرا مقصود بس یہ تھا کہ وہ کسی فعل کو سر انجام دیتا ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:" سلیمان ! تجھ پر افسوس ہے اس مسئے کو کتنی بار دہراؤ گے ۔ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ ارادہ حادث ہے اسی طرح سے فعل بھی حادث ہے ۔ اور اس سے تمہارا یہ دعویٰ باطل ہوتا ہے کہ اللہ ازل سے مرید ہے"۔

سلیمان نے کہا: میرا مقصد یہ ہے کہ ارادہ اللہ کا فعل ازلی ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:"ازلی کبھی بھی مفعول، قدیم و حادث بیک وقت نہیں ہو سکتا"۔

سلیمان سے اس کا کوئی جواب نہ بن پایا ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:" تمہارا مسئلہ مکمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

سلیمان نے کہا : میں نے یہ کہا کہ ارادہ محدث ہے ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:" اللہ اکبر ! یہ کیسی بات ہے کہ ارادہ بیک وقت ازلی بھی ہے اور حادث بھی ہے"۔

سلیمان سے کوئی جواب نہ بن پایا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:"ازل سے موجود چیز کبھی مفعول نہیں ہوا کرتی"۔

سلیمان نے کہا: اشیاء ارادہ نہیں اور انہوں نے کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: سلیمان ! تم وسوسہ کا شکار رہو اور ان الفاظ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ خالقِ لم یزل نے ایک لم یزل چیز کو پیدا کیا اور یہ تو اس کی صفت ہو سکتی ہے جسے پتہ ہی نہ ہو کہ اس نے کون سا فعل سر انجام دیا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند و بالا ہے"۔

سلیمان نے کہا: آقا ! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ارادہ بھی سمع، بصر و علم کی طرح سے ہے ۔

مامون نے کہا: سلیمان ! افسوس تم کتنی بار ایک بات کو دہراتے رہوگے ۔ اس بات کو چھوڑ کر کوئی اور بات کرو ۔ کیونکہ اس کے علاوہ تمہارے پاس اپنے مؤقف کی تائید کیلئے کچھ بھی نہیں ہے ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:" بادشاہ سلامت ! آپ اسے کچھ نہ کہیں اگر آپ اسے منع کریں گے تو یہ مشہور کرے گا کہ اسے دلائل پیش نہیں کرنے دیئے گئے تھے۔

سیمان ! بولتے رہو ۔ ہم تمہاری بات سنیں گے"۔

سلیمان نے کہا: میں آپؑ کو بتا چکا ہوں کہ صفت ارادہ بھی سمع، بصر و علم کی طرح سے ایک صفت ہے ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:" کوئی بات نہیں ۔ مگر تم مجھے یہ بتاؤ کہ ارادے کے ایک ہی معنی و مفہوم ہیں یا بہت سے معانی و مفاہیم ہیں"۔

سلیمان نے کہا: آقا ! ایک ہی معنی ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: " پھر اچھی طرح سے سوچ کر بتاؤ کہ تمام ارادوں کا مفہوم ایک ہے یا مختلف ؟"

سلیمان نے کہا: آقا ! تمام ارادوں کا ایک ہی معنی و مفہوم ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: " تو اس نظریہ کے تحت قیام کا ارادہ قعود کا ارادہ کہلائے گا ۔ اور موت کا ارادہ حیات کا ارادہ کہلائے گا ۔ کیونکہ بقول تمہارے ارادے کے تو ایک ہی معنی و مفہوم ہیں ۔ اور یہ سب ایک چیز کہلائیں گے ۔اوران میں کوئی فرق و اختلاف نہیں ہوگا"۔(بھلا اس یک طرفہ منطق کے متعلق تم کیا کہو گے ؟)

سلیمان نے کہا: آقا ! اس کے معنی مختلف ہیں ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: " اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ مرید (صاحب ارادہ) عین ارادہ ہے یا اس کے علاوہ ہے"۔

سلیمان نے کہا: آقا ! وہ عین ارادہ ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :"اس صورت میں تمہیں بہت سے مرید تسلیم کرنے پڑیں گے کیونکہ ارادے بہت سے ہیں"۔

سلیمان نے کہا: ارادہ ، مرید نہیں ہے ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: " تو اس صورت میں تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ ارادہ حادث ہے اور وہ مرید کا فعل ہے اوراگر اس کے باوجود تم اسے قدیم مانو گے تو اس سے تعدد قدماء یعنی بیک وقت کئی قدیم کا نظریہ ماننا پڑے گا"۔ (جب کہ اسلام میں اس کی گنجائش نہیں ہے)۔

سلیمان نے کہا :اصل میں ارادہ اس کے اسماء میں سے ایک اسم ہے ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :" تو کیا اللہ نے اپنے جو اسمائے حسنٰی بیان کیے ہیں ، ان میں یہ نام کہیں موجود ہے"۔

سلیمان نے کہا : آقا یہ نام موجود نہیں ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :" اللہ نے جس لفظ کو اپنا نام نہیں بنایا ، تمہیں ایسا نام رکھنے کی کیا ضرورت ہے ؟"

سلیمان نے کہا : اللہ نے اپنے متعلق خبر دی ہے کہ وہ صاحب ارادہ ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :" اللہ نے تو اپنے صاحب ارادہ ہونے کی خبر دی ہے لیکن یہ تو نہیں فرمایا کہ اس کا نام بھی مرید (صاحب ارادہ) ہے"۔

سلیمان نے کہا : اس کا ارادہ تو اس کا علم ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :" جاہل ! جب اللہ کسی چیز کا علم رکھے تو اس کا مفہوم ہو گا کہ اس نے اس کا ارادہ کیا ہے"۔(کیا تم یہی کہنا چاہتے ہو ؟)

سلیمان نے کہا : جی ہاں !

امام علیہ السلام نے فرمایا :"تو جب وہ کسی چیز کا ارادہ نہ کرے تو پھر تمہارے نظریے کے تحت اللہ اس سے لا علم ہے"۔

سلیما ن نے کہا : جی ہاں !

امام علیہ السلام نے فرمایا :" تمہارے اس نظریہ کی بنیاد کیا ہے اور تمہارے پاس اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اس کا ارادہ اس کا علم ہے ؟

کیونکہ خدا اس چیز کو بھی جانتا ہے جس کا ارادہ نہیں رکھتا ، اس کے لیئے قرآن مجید کی اس آیت پر غور کرو۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ (بنی اسرائیل۔۸۶)

" اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ آپ کو وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے ،اٹھا لیں"۔

تو آیت کا مطلب یہ بنا کہ اللہ جانتا ہے کہ اپنے پیغمبرؐ سے تعلیمات وحی کو کیسے اٹھایا جا سکتا ہے ، لیکن وہ اس کا ارادہ نہیں رکھتا"۔

سلیمان نے کہا : آقا ! بات یہ ہے کہ وہ اپنے فیصلے مکمل کر چکا ہے ، اب کسی نئے فیصلے کا اضافہ نہیں کر سکتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ”تمہارا یہ قول، قول یہود سے مطابقت رکھتا ہے اور اگر بالفرض یہی بات درست ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں کہا:۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ (مؤمن۔٦٠)

” تم مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کروں گا “۔

سلیمان نے کہا: اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ دعا قبول کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ”کیا اللہ کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ کبھی وفا نہ ہونے والا وعدہ کرکے وعدہ خلافی کا ارتکاب کرے۔

علاوہ ازیں رب العزت کا فرمان ہے:۔

یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ۔ (فاطر۔١)

”وہ تخلیق میں جو چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے“۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتَابِ۔ (رعد۔٣٩)

” وہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے، اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اس کے ہاں اصل کتاب ہے“۔

اب اگر وہ تمام فیصلے کرکے فارغ ہو چکا ہے تو ان آیات کا کیا مفہوم ہے؟“

سلیمان سے کوئی جواب نہ بن پایا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ” سلیمان! تمہارے نظریہ کے تحت کیا ایسا ممکن ہے کہ اللہ ایک انسان کے پیدا ہونے کا علم رکھتا ہو لیکن اسے پیدا نہ کرنا چاہتا ہو اور اسے معلوم ہو کہ فلاں شخص آج مرجائے گا لیکن وہ اسے آج مارنا نہ چاہتا ہو؟“

سلیمان نے کہا: جی ہاں! یہ بات صحیح ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ”جب اس کے علم اور ارادے میں فرق ہو تو

اس صورت میں علم والی چیز منصۂ شہود پر آئے گی یا ارادہ والی چیز منصۂ شہود پر آئے گی"۔

سلیمان نے کہا: دونوں چیزیں ظہور پذیر ہوں گی۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:" پھر تو عجیب صورت حال بن جائے گی، ایک انسان کے متعلق اس کے علم کا فیصلہ یہ ہو کہ وہ زندہ رہے گا اور ارادہ کا تقاضا یہ ہو کہ وہ مر جائے، تو ایک ہی وقت میں ایک انسان زندہ بھی ہو گا اور مردہ بھی ہو گا، اور یہ بات عقلاً و فعلاً محال ہے"۔

سلیمان نے کہا: آقا! بات یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ علم کا تقاضا پورا ہو گا یا ارادہ کا تقاضا پورا ہو گا۔ بہر نوع ایک ہی تقاضا پورا ہوگا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:" کوئی بات نہیں، اب ذرا یہ بتاؤ کہ ان دو میں سے کونسی چیز ظہور پذیر ہو گی۔

1۔ جس کا ارادہ رکھتا ہے۔ 2۔ یا جس کا ارادہ نہیں رکھتا ؟"

سلیمان نے کہا: وہ چیز ظہور پذیر ہو گی جس کا اس نے ارادہ کیا ہو گا۔

اس کی یہ بات سن کر امام علیہ السلام اور مامون اور دیگر اہل فضل ہنسنے لگے۔

پھر امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:" تو غلطی کر رہا ہے اور تو اپنے سابقہ موقف سے انحراف کر رہا ہے کہ اللہ ایک شخص کے متعلق جانتا ہے کہ وہ آج مر جائے گا لیکن اس کے آج مرنے کو پسند نہیں کرتا۔ اور وہ ایک چیز پیدا کرتا ہے لیکن اس کے پیدا ہونے کو پسند نہیں کرتا۔

مذکورہ سابقہ موقف سے اور تمہارے موجودہ جواب سے پتہ چلتا ہے کہ ہوتا وہی ہے جس کا ارادہ وہ کرتا ہے، علم پر عمل نہیں ہوتا تو پھر اسے ایسے علم کی ضرورت ہی کیا ہے جو اس کے ارادے کے بغیر کچھ بھی حیثیت نہ رکھتا ہو؟"

سلیمان نے کہا : میرا موقف یہ ہے کہ ارادہ نہ تو خدا ہے اور نہ خدا کے عدوہ ہے۔
امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :" جاہل ! تمہارا یہ دعوی خود ایک دوسرے کے متضاد ہے کیونکہ جب تم یہ کہتے ہو۔

" ارادہ خدا نہیں ہے "

توتم یہ ثابت کرتے ہو کہ وہ خدا کے علاوہ کچھ اور ہے ، اور جب تم یہ کہتے ہو ۔

" وہ اس کے علاوہ بھی نہیں "

توتم اسے اللہ قرار دیتے ہو"۔

سلیمان نے کہا : کیا وہ جانتا ہے کہ چیز کو کیسے بنایا جائے ؟
امام علیہ السلام نے فرمایا :" جی ہاں ! وہ جانتا ہے"۔
اس نے کہا : یہی چیز تو کسی چیز کے اثبات ہیں۔
امام علیہ السلام نے فرمایا :" تونے امر محال کا دعویٰ کیا ، کیونکہ کائنات میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص اچھا معمار ہوتا ہے اگرچہ وہ تعمیر نہ بھی کر رہا ہو اور ایک شخص اچھا درزی ہوتا ہے اگرچہ وہ کپڑا نہ بھی سی رہا ہو، تو کیا کسی کے معمار ہونے کی وجہ سے عمارت وجود میں آجائے گی اور کسی کے درزی ہونے کی وجہ سے کپڑا سل جائے گا؟"
پھر آپؑ نے مزید فرمایا :" سلیمان! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ واحد ہے؟"
اس نے کہا : جی ہاں ! میں جانتا ہوں کہ اللہ ایک ہے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا :" تو کیا تمہارے علم کی وجہ سے اللہ واحد بن گیا ، یعنی کیا اس کے واحد ہونے کا سبب تمہارا علم ہے ؟"
سلیمان نے کہا : اللہ کو اس بات کا علم ہی نہیں کہ وہ واحد ہے اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں ہے۔

امام السلام نے فرمایا: ”کیا تجھے اس بات کا علم ہے کہ اللہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے؟“

سلیمان نے کہا: جی ہاں! مجھے علم ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ”(واہ! کیا کہنا) پھر تو تمہارا علم اللہ کے علم سے زیادہ ہوا اور تم اللہ سے بڑے عالم ٹھہرے“۔

سلیمان نے زچ ہو کر کہا: مسئلہ محال ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ”ہرگز نہیں، یہ تمہارے لیئے تو محال ہو سکتا ہے لیکن ہمارے لیئے نہیں کیونکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ واحد ہے، اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سمیع، بصیر، حکیم و قادر ہے“۔

سلیمان نے کہا: جی ہاں! ایسا ہی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: ”ذرا سوچو! اگر وہ اپنے سمیع، بصیر، حی و قیوم ہونے کو جانتا نہ تھا تو اس نے اس کی خبر کیسے دی؟

اور یہ تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو شخص فن تعمیر سے آگاہ نہ ہو تو وہ مکان تعمیر کرنے کا دعوی کر دے گا، اگر بالفرض کوئی ایسا دعویٰ بھی کرے تو وہ سرگردان ہو جائے گا اور اللہ اس سے بلند و بالا ہے“۔

سلیمان نے کہا: ارادہ دراصل قدرت ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری یہ بات غلط ہے، کیونکہ وہ اس چیز پر بھی قدرت رکھتا ہے جس کا وہ ارادہ نہیں کرتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِىٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (بنی اسرائیل-۸۶)

”اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ آپؐ کو وحی کے ذریعہ دیا گیا ہے، اٹھا لیں“۔

تو اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ وحی کو لے جانے کی قدرت رکھتا ہے، لیکن وہ اس کا ارادہ ہرگز نہیں رکھتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ قدرت اور ہے اور ارادہ اور ہے۔

سلیمان لاجواب ہوکر خاموش ہوگیا۔

اس وقت مامون نے کہا: سلیمان! یہ بنی ہاشم کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

پھر دربار برخواست ہوگیا اور محفل منتشر ہوگئی۔

مصنف کتاب کہتے ہیں۔

اصل بات یہ تھی کہ مامون الرشید امام علیہ السلام سے حسد کرتا تھا، اسی لیے اس کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح سے امام کو لوگوں کی نظر میں گرا دے، چنانچہ اسی خواہش کی وجہ سے وہ دور دراز علاقوں کے متکلمین کو بلا کر امام علیہ السلام سے مباحثہ کراتا تھا، مگر اللہ کی نصرت ہمیشہ امام علیہ السلام کے ہمراہ رہی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

اِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ اٰمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنيا۔ (مومن، ۵۱)

"یقیناً ہم اپنے رسولوں اور اہل ایمان کی دنیاوی زندگی میں مدد کریں گے"۔

اور اللہ تعالیٰ کی یہ مدد ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام کے پیروکاروں کو ہمیشہ نصیب رہی ہے اور روز قیامت تک حاصل ہوتی رہے گی۔

باب 14

علی جہم سے عصمتِ انبیاءؑ پر آپؑ کا مباحثہ(۱)

۱۔ (حذف اسناد) ابو صلت ہروی کا بیان ہے :۔

مامون الرشید نے دربار میں مختلف مذاہب و ادیان کے علماء کو جمع کیا اور امام علی رضا علیہ السلام نے سب کو لا جواب کر دیا تو اس وقت علی بن محمد بن جہم کھڑا ہوا اور کہا :۔

فرزند رسولؐ ! کیا آپؑ عصمت انبیاءؑ کے قائل ہیں ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

جی ہاں ! میں انبیاءؑ کو معصوم مانتا ہوں ۔

علی بن محمد بن جہم نے کہا :۔

تو آپؑ قرآن مجید کی ان آیات کے متعلق کیا کہیں گے ؟

1۔ **وَعَصَىٰ اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى۔** (طٰہٰ۔۱۲۱)

" اور آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نصیحت پر عمل نہ کیا تو راحت کے راستے سے بے راہ ہوگئے "۔

2۔ **وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ۔**

(الانبیاء۔۸۷)

" اور مچھلی والا (جناب یونسؑ) جب ناراض ہو کر چل دیئے اور انہوں نے گمان کیا کہ ہم اس (قوم) پر ہرگز قابو نہ پاسکیں گے "۔

۱۔ اس باب میں ایک حدیث ہے، علمائے شیعہ و علمائے عامہ میں یہ موضوع ہر دور میں قابل بحث رہا ہے، علامہ حلی اپنی کتاب نہج الحق میں لکھتے ہیں۔

مذہب امامیہ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں اور نبوت سے پہلے اور بعد سہواً اور عمداً ہر طرح کی معصیت سے پاک ہیں [illegible] اور ہر طرح کی ناپسندیدہ صفت اور نقص سے پاک ہوتے ہیں۔

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے اس موضوع پر مشتمل کتاب تنزیہ الانبیاء تالیف فرمائی، مزید تحقیق کے لیے مذکورہ کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔

3۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا۔ (یوسف۔۲۴)

" اور اس (زلیخا) نے ان سے برائی کا ارادہ کر لیا تھا اور وہ (یوسفؑ) بھی ارادہ کر بیٹھتے"۔ (اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے)

4۔ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ۔ (ص۔۲۴)

" داؤدؑ سمجھ گئے کہ ہم نے انہیں آزمایا ہے"۔

5۔ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ۔ (احزاب۔۳۷)

" اور تم اپنے دل میں اس بات کو چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا"۔

امام علیہ السلام کا جواب

آپؑ نے فرمایا :۔

"علی! تجھ پر صد افسوس ! خدا سے ڈرو اور انبیائے کرامؑ کی طرف فحش کلامی مت کرو اور اللہ کی کتاب کی تفسیر اپنی رائے سے بیان نہ کرو ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیات متشابہات کے متعلق فرمایا :۔

وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (آل عمران۔۷)

" ان آیات کی تاویل کو اللہ جانتا ہے اور وہ جانتے ہیں جو علم میں پختہ ہیں"۔

اب اپنے سوالات کے ترتیب وار جواب سنو

1۔ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى۔ (طٰہٰ۔۱۲۱)

" اور آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نصیحت پر عمل نہ کیا تو راحت کے راستے سے بے راہ ہو گئے"۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو زمین پر اپنی حجت اور خلیفہ بنایا تھا ، ان کی تخلیق زمین کے لیئے ہوئی تھی ،انہیں جنت کے لیئے نہیں بنایا گیا تھا اور آدمؑ سے جو لغزش ہوئی وہ جنت میں ہوئی ، البتہ زمین پر ان سے مذکورہ لغزش صادر ہوتی

تو ان کی عصمت پر اعتراض ہو سکتا تھا، ان کی عصمت زمین کے لیے ضروری تھی تاکہ وہ امر خدا کے مقررات کی تکمیل کر سکیں، اور جب آدمؑ زمین پر اترے تو اللہ نے ان کی عصمت کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا :۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔ (آل عمران ۔۳۳)

"بے شک اللہ نے آدمؑ نوحؑ، آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو اس عالمین[1] پر منتخب کر لیا ہے"۔

2 **وذا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ** ۔

(انبیاء ۔۸۷)

اس آیت میں لفظ "**ظن**" یقین کے معنی میں ہے اور مفہوم آیت یہ ہے کہ مچھلی والے جب ناراض ہو کر چل دیا اور انہوں نے یقین کر لیا کہ ہم اس پر رزق تنگ نہیں کریں گے۔

عربی زبان میں لفظ "**قَدَرَ**" تنگ کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہے۔

وَ اَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۔ (الفجر۔۱۶)

" اور جب اللہ انسان کی آزمائش کرتے ہوئے اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے"۔

اور اگر خدانخواستہ یونسؑ یہ گمان کرتے کہ اللہ کو اس پر قدرت حاصل نہیں ہو گی، تو یقینا وہ کافر ہو جاتے۔

3۔ **وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا**۔ (یوسف۔۲۴)

" اور اس (زلیخا) نے ان سے برائی کا ارادہ کر لیا تھا اور وہ (یوسفؑ) بھی ارادہ کر بیٹھتے"۔ (اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے)

---

(1) یہاں "عالمین" سے مراد اس دور کے افراد ہیں نہ کہ ہر زمانے کے لوگ

زلیخا و یوسفؑ دونوں کے ارادے مختلف تھے ، زلیخا نے یوسفؑ سے جنسی تسکین کا ارادہ کیا تھا اور یوسفؑ نے فیصلہ کیا تھا کہ اگر اس نے معصیت پر زیدہ مجبور کیا تو وہ اسے قتل کر دیں گے۔

اور اللہ نے یوسفؑ سے قتل کی برائی اور زنا کو دور رکھا ، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ۔ (یوسف۔۲۴)

" اس طرح ہم ان سے برائی اور بے حیائی کو دور کرنا چاہتے تھے"۔

چنانچہ برائی سے مراد قتل اور فاحشہ سے مراد زنا ہے۔

4 علی بن محمد بن جہم ! یہ بتاؤ کہ داستان گو حضرت داؤدؑ کے متعلق کیا کہتے ہیں۔

اس نے کہا :۔

وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک دن داود علیہ السلام محراب عبدت میں بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے ۔ اتنے میں ابلیس ایک خوبصورت پرندے کی شکل میں نمودار ہوا ،داؤد علیہ السلام اس کو پکڑنے کے لیئے دوڑے ، پرندہ چھت پر چلا گیا ، داؤدؑ چھت پر گئے ، اور پھر وہ پرندہ " اوریا" کے گھر مین جا گرا۔

داؤدؑ پرندے کو حاصل کرنے کے لیئے اوریا بن حنان کے گھر میں چلے گئے، جب آپ اس کے گھر میں داخل ہوئے تو اوریا کی زوجہ غسل کر رہی تھی ، جب داؤدؑ نے اس کے جسم کے خدوخال اور اس کے بھر پور شباب کو دیکھا تو اس پر عاشق ہو گئے۔

اس وقت اوریا کسی جنگ کے سلسلے میں باہر گئے ہوئے تھے۔

داؤد علیہ السلام نے سالار لشکر کو لکھا کہ اوریا کو تابوت سکینہ کے آگے ہراول دستہ میں رکھو۔

سالار نے حکم کی تعمیل کی، مگر داؤدؑ کا مقصد پھر بھی حل نہ ہوا ،اوریا نے لشکر مشرکین کو شکست فاش دی ،یہ بات داؤدؑ کو گراں گزری کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح اوریا سے جان چھوٹ جائے۔

داؤدؑ نے سالار لشکر کو پھر خط لکھا کہ اوریا کو ہراول دستہ میں رکھو۔

سالار نے حکم کی تعمیل کی اور اوریا کو پھر ہراول دستہ میں رکھا، اوریا جنگ کرتے ہوئے قتل ہو گئے اور داؤدؑ نے اس کی زوجہ سے نکاح کر لیا ، جب کہ داؤدؑ کے پاس ننانوے بیویاں پہلے سے موجود تھیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے داؤدؑ کو ان کی غلطی پر متنبہ کرنے کے لیئے دو فرشتوں کو بھیجا اور ان میں سے ایک فرشتہ نے ان سے کہا:۔

آپ میرے اور میرے بھائی کے درمیان فیصلہ کریں ، اس کے پاس ننانوے بھیڑیں ہیں جب کہ میرے پاس صرف ایک بھیڑ ہے، اب یہ شخص مجھ سے وہ یک بھیڑ بھی لینا چاہتا ہے۔

داؤد نے کہا:۔

یقیناً یہ ظلم کر رہا ہے کیونکہ تم اس کی ننانوے بھیڑوں کو برداشت کر گئے اور یہ تمہاری ایک بھیڑ بھی برداشت نہیں کر پایا۔

اس کے بعد فرشتے تو چلے گئے ، پھر داؤدؑ کو معلوم ہوا کہ یہ تمثیل در اصل ان کے کردار کی عکاسی تھی ، چنانچہ انہوں نے توبہ (استغفار) کی، پھر اللہ نے ان کے گناہ کو معاف کردیا۔

یہ داستان سن کر امام علی رضا علیہ السلام نے ازروئے تاسف اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا اور فرمایا:۔

" اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (البقرہ۔۱۵۶)

داستان گو افراد نے تین قسم کی غلطیاں کی ہیں۔

1۔ اللہ کے ایک نبیؑ کے ذوقِ عبادت کو اتنا کمتر بنا کر پیش کیا گیا کہ وہ نماز چھوڑ کر ایک پرندے کے پیچھے بھاگنے لگے !

2۔ وہ ایک شوہر دار عورت پر فریفتہ ہو گئے !

3۔ اسے حاصل کرنے کے لیئے دانستہ طور پر وہ اقدام کیا جس کی وجہ سے اس کے شوہر کو قتل ہونا پڑا ! "

علی بن محمد بن جہم نے کہا :۔

فرزند رسولؐ ! یہ درست ہے کہ اوریا کی زوجہ کا قصہ قرآن مجید میں نہیں ہے ، لیکن دو فرشتوں کے آنے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے اور اس کے ساتھ داؤدؑ کی توبہ (استغفار) کا ذکر بھی موجود ہے ، اگر مذکورہ واقعہ داستان سازوں کی تخلیق ہے تو پھر یہ بتائیں کہ داؤدؑ کی وہ کون سی غلطی تھی جس کے لیئے اسے توبہ (استغفار) کرنا پڑی ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

"بات صرف اتنی ہے کہ داؤدؑ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ اس وقت ان سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے اور وہی اعلمِ دوران ہیں ،چنانچہ اللہ تعالٰی نے ان کی قوت فیصلہ کو آزمانے کے لیئے دو فرشتوں کو انسانی شکل میں ان کے پاس بھیجا ، جنہوں نے مذکورہ سوال کیا اور حضرت داؤدؑ نے فی الفور اپنا فیصلہ صادر کردیا ،جب وہ فیصلہ صادر کر بیٹھے تو بعد میں انہیں احساس ہوا کہ یہ فیصلہ انہوں نے یک طرفہ طور پر صادر کیا ہے ، کیونکہ انہوں نے فریق ثانی کا موقف ہی نہیں سنا تھا اور اس کا موقف سنے بغیر یوں جلد بازی میں انہیں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

چنانچہ وہ اپنی اس غلطی پر بہت پچھتائے کہ آخر ان سے یہ غلطی کس طرح سے سر زد ہوئی ، اللہ تعالٰی نے انہیں معاف کر دیا۔

اصل واقعہ تو صرف اتنا ہی ہے"۔

علی بن محمد بن جہم نے کہا :۔

فرزند رسولؐ ! یہ بتائیں کہ اوریا کی زوجہ کے قصے میں کس حد تک صداقت پائی جاتی ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

''واقعہ یہ ہے کہ داؤدؑ کے زمانے میں جو عورت شوہر کی طبعی موت یا قتل ہونے کی وجہ سے بیوہ ہوتی تو وہ عقد ثانی نہیں کرتی تھی ، حضرت داؤد علیہ السلام اس غلط رسم کو توڑنا چاہتے تھے ، اتفاق سے ان کی فوج کا افسر اوریا ایک فوجی مہم میں مارا گیا ، تو اس کی زوجہ کی عدت کے بعد حضرت داؤدؑ نے اس سے نکاح کیا تھا ، اور اس نکاح سے انہوں نے سابقہ رسمِ بد کو ختم کیا ، مگر عوام الناس کو حضرت داؤدؑ کا یہ فعل پسند نہ آیا اور انہوں نے داستانیں بنا ڈالیں۔

د۔ **وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَی النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰاهُ** ۔ (الاحزاب۔ ۳۷)

'' اور تم اپنے دل میں اس بات کو چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور آپؐ لوگوں سے ڈرتے تھے جب کہ تمھیں اللہ سے ڈرنا چاہئے تھا ''۔

''بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی دنیا اور آخرت کی ازواج کے نام بتائے اور فرمایا :۔

تمہاری ازواج مومنین کے لیئے بمنزلہ مائیں ہیں ، ان ناموں میں زینبؓ بنت جحش کا نام بھی موجود تھا اور وہ اس وقت زید بن حارثہ کی زوجیت میں تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام اپنے دل میں چھپائے رکھا اور کسی پر اس کا اظہار نہ ہونے دیا تاکہ منافقین یہ نہ کہیں :۔

محمدؐ ایک شادی شدہ عورت کو اپنی زوجہ بتاتے ہیں۔

اور یاد رکھیں ! اس کائنات میں صرف تین نکاح ایسے ہیں جنہیں اللہ

نے براہ راست اپنی طرف سے قرار دیا ہے۔

1۔ آدمؑ و حواؑ کا نکاح جیسا کہ اللہ نے فرمایا :۔

یَآ اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ (البقرہ۔۳۵)

" آدمؑ تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو"۔

2۔ آنحضرتؐ و زینبؓ کا نکاح جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے :۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا ۔ (احزاب۔۳۷)

" جب زیدؓ نے اس سے (کوئی) حاجت (متعلق) نہ رکھی (یعنی زینبؓ بنت جحش(۱) کو طلاق دے دی) تو ہم نے اس کا عقد آپؐ سے کر دیا "۔

3۔ علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا علیھما السلام کا نکاح۔

حضرتؑ کی یہ تقریر سن کر علی بن محمد بن جہم رونے لگے اور کہا :۔

فرزند رسولؐ ! میں خدا کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں پھر کبھی انبیاءؑ کی شان میں گستاخی نہیں کروں گا۔

---

(۱)۔ زیدؓ اور زینبؓ کے رشتے میں چند مسائل قابل توجہ ہیں ۔

1۔زیدؓ ایک غلام تھے اور زینبؓ ایک سیدانی تھیں اور سماج ایسے رشتے کو برداشت کرنے والا نہیں تھا ۔

2۔ زیدؓ طبقاتی طور پر پست تھے اور زینبؓ بلند اور یہ بات بھی قابل برداشت نہ تھی

3۔زیدؓ رسول کریمؐ کے فرزند کہے جاتے تھے اور بیٹے کی زوجہ سے عقد کرنا کسی سماج میں قابل قبول نہیں ہے ۔

4۔زیدؓ نے جنسی تعلقات کے بعد طلاق دی تھی اور ایسی عورت عام انسانوں کے لیے ناقابل قبول ہو جاتی ہے ۔ چہ جائیکہ کائنات کے بلند ترین انسان پیغمبر خداؐ کے لیے ۔

5۔زیدؓ کا طلاق دینا رسول اکرمؐ کے لیے باعث بدنامی تھا کہ ایسا غلط رشتہ کر دیا کہ بالآخر طلاق کی نوبت آگئی ۔

6۔اس طلاق میں یہ بدنامی بھی تھی کہ اپنے عقد کے لیے طلاق دلوادی ہے اگر یہ کوئی مسئلہ شہوت ہوتا تو خدا اسی وقت بے نقاب کردیتا یا بعد میں یہ اعلان ہو جاتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقد کر لیا۔جب کہ آیت میں **زَوَّجْنٰكَهَا** "ہم نے اس (زینبؓ) کا عقد آپؐ سے کردیا" جس کے معنی یہ ہیں کہ سارا کام حکم خدا سے ہوا اس میں جنسی خواہشات کا کوئی دخل نہیں ہے۔رب کریم نے ایک ایک لفظ سے مخالفین کا جواب دے دیا اور واضح کردیا کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے جاہلیت کے کسی فیصلے کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور حکم خدا کے خلاف جو قانون بنایا جاتا ہے وہ جاہلیت کا قانون ہوتا ہے۔

باب 15

مامون الرشید سے عصمتِ انبیاءؑ پر آپؑ کا

دوسرا مباحثہ

۱۔ تمیم بن عبداللہ بن تمیم القرشی رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا اور انہوں نے اپنے والد سے ،انہوں نے حمدان بن سلیمان نیشا پوری سے ، انہوں نے علی بن محمد بن جہم سے روایت کی ، اس نے کہا :۔

میں مامون الرشید کے پاس گیا اور اس وقت دربار میں علی رضا علیہ السلام بھی موجو د تھے ، مامون نے ان سے کہا :۔

فرزند رسول ! کیا آپؑ انبیاءؑ کو معصوم مانتے ہیں ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"جی ہاں ! میں انہیں معصوم مانتا ہوں"۔

مامون نے کہا :۔

پھر آپؑ اس آیت کے متعلق کیا فرمائیں گے ؟

وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى۔ (طہ۔۱۲۱)

" اور آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نصیحت پر عمل نہ کیا تو راحت کے راستے سے بے راہ ہوگئے "۔

مام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ وحواؑ کو جنت میں رہائش دی تھی تو ان سے فرمایا تھا :۔

وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ (بقرہ۔۳۵)

" تم دونوں جنت کے پھلوں کو جہاں سے تم چاہو بلا روک ٹوک کھاؤ اور

اس درخت کے قریب مت جانا"۔

اور گندم کی طرف اشارہ کر کے انہیں یہ کہا گیا تھا اوراس کے ساتھ ان دونوں کو تنبیہ کی گئی کہ اگر وہ اس درخت کے قریب گئے تو۔

فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۔(البقرہ ۳۵)

" تم دونوں ظالم قرار پاؤ گے"۔

اس مقام پر یہ نکتہ خصوصی توجہ کاطالب ہے کہ اللہ نے انہیں یہ نہیں کہا تھ کہ تم مذکورہ درخت کے ہم جنس درخت کے قریب نہ جانا۔

اور واقعہ یہ ہوا کہ آدمؑ وحواؑ اس اشارہ شدہ درخت کے پاس نہیں گئے تھے اور نہ ہی انہوں نے اس پودے کا پھل کھایا تھا۔

البتہ انہوں نے اس کی جنس کے دیگر پودے کا پھل کھایا تھا اور اس میں بھی ان کا ارادہ معصیت و نافرمانی کا ہرگز نہ تھا، کیونکہ ابلیس ان دونوں کے پاس گیا اور ان سے کہا تھا کہ تم دونوں اس کے کھانے سے یا فرشتے بن جاؤ گے یا تمہیں ہمیشہ کی زندگی مل جائے گی۔

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ۔ (الاعراف۔۲۱)

"اور ان دونوں کے سامنے اس نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں"۔

حضرت آدمؑ وحواؑ سلسلہ انسانیت کے پہلےافراد تھے اور انہوں نے کبھی کسی کو جھوٹی قسم کھاتے ہوئے بھی نہیں دیکھا تھا، لہذا اس کا نتیجہ یہ نکلا ۔

فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ ۔ (الاعراف۔۲۲)

" وہ دھوکا کھا گئے"

اور قسم پروردگار پر اعتماد کرلیا اوروہ درخت کےپاس چلے گئے۔

بایں ہمہ ان کا یہ عمل گناہ کبیرہ نہ تھا کہ جس کی پاداش میں وہ جہنم کے

مستحق بنتے ، البتہ ان کا اقدام ایک گناہ صغیرہ کی حیثیت رکھتا ہے جو قبل وحی انبیاءؑ سے سرزد بھی ہو تو قابل بخشش ہوتا ہے ، اور پھر جب اللہ نے ان کا انتخاب کیا اور انہیں نبی بنایا تو وہ ہر لحاظ سے معصوم قرار پائے ، اور ان سے پھر کسی طرح کا صغیرہ یا کبیرہ گناہ سر زد نہیں ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی ثُمَّ اجْتَبَاہُ رَبُّہٗ فَتَابَ عَلَیْہِ وَھَدٰی
(طہ۔ ۱۲۱۔۱۲۲)

" اور آدمؑ نے اپنے پروردگار کی نصیحت پر عمل نہ کیا تو راحت کے راستے سے بے راہ ہوگئے ، اس کے بعد ان کے پروردگار نے انہیں برگزیدہ کیا ، پھر ان کی توبہ قبول کی اور ان کی ہدایت فرمائی۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ۔ (آل عمران ۔۳۳)

"بے شک اللہ نے آدمؑ ، نوحؑ ، آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو عالمین (۱) پر منتخب کرلیا ہے"۔

پھر مامون نے کہا :۔

فرزند رسولؐ ! بھلا آپؑ اس آیت کے متعلق کیا فرمائیں گے۔

فَلَمَّآ اٰتَاھُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَہٗ شُرَکَآءَ فِیْمَآ اٰتَاھُمَا ۔(الاعراف ۔۱۹۰)

" پس جب اللہ نے انہیں صالح فرزند عطا کردیا ،تو انہوں نے اللہ کی عطا کردہ چیز میں شریک بنا لیئے"۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"بات یہ ہے کہ آدمؑ و حواؑ سے پانچ سو بچے ہوئے ،جن میں لڑکے اور لڑکیاں

(۱)۔ یہاں "عالمین" سے مراد اس دور کے افراد ہیں نہ کہ ہر زمانے کے لوگ ۔

تھیں ، آدمؑ وحواؑ ہر حمل کے وقت اللہ کے حضور منت مانتے تھے۔

لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ۔ (الاعراف ۱۸۹)

" خدایا اگر تو نے ہمیں صالح اولاد عطا کی تو ہم تیرے شکر گزار ہوں گے"۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صالح اولاد عطا کی اور جب ان کے بچوں کے بچے ہوئے تو انہوں نے آدمؑ وحواؑ کی طرح سے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا اور خدا کا شریک ٹھہرانے لگے ، اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت کا اختتام ان الفاظ پر کیا ۔

فَتَعَالَی اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۔ (الاعراف ۔۱۹۰)

" جو وہ شرک کرتے ہیں ، اللہ اس سے بلند و بالا ہے"۔

لفظ "**یُشْرِکُوْنَ**" صیغہ جمع ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمؑ وحواؑ نے اللہ کی عطا میں کسی کو شریک نہیں کیا تھا بلکہ شریک ٹھہرانے والی جماعت ان کے علاوہ تھی اور وہ ان کی اولاد در اولاد تھی۔

مامون نے کہا :۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپؑ فرزند رسولؐ ہیں ، اور علاوہ ازیں آپؑ ابراہیم علیہ السلام کے اور اس آیت مجیدہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں ؟

فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ کَوْکَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ (انعام۔۷۶ تا ۸۳)

" جب رات چھائی ، انہوں نے ستارے کو دیکھا اور کہا ، کیا یہ میرا رب ہے"؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"ابراہیم علیہ السلام کے دور میں مظاہر فطرت کے پجاریوں کے تین گروہ تھے ، ایک گروہ زہرہ (ستارہ) دوسرا گروہ قمر (چاند) اور تیسرا گروہ شمس (سورج) کی پوجا کرتا تھا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تہ خانہ سے باہر آئے تو انہوں نے بطور حجت جب ستارہ کو طلوع کرتے ہوئے دیکھا تو انکار و استخبار کے طور پر فرمایا :۔

هٰذَا رَبِّیْ ۔ (انعام۔۷۶)

"کیا یہ میرا رب ہے" ؟

جب ستارہ غروب ہوا تو انہوں نے فرمایا :۔

لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ۔ (انعام۔۷۶)

" میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا "۔

کیونکہ غروب ہونا حادث ہونے کی دلیل ہے اور قدیم ہونے کی نفی ہے۔
اسی طرح سے جب انہوں نے چاند کو ابھرتے ہوئے دیکھا تو بطور انکار فرمایا :۔

هٰذَا رَبِّیْ۔ (انعام۔۷۷)

" پھر کیا یہ رب ہوگا؟" ۔

جب چاند ڈوب گیا تو فرمایا :۔

لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ۔ (انعام۔۷۷)

"اگر میرے خدا نے میری رہنمائی نہ کی ہوتی تو میں یقیناً گمراہ لوگوں میں سے ہو جاتا "۔

صبح ہوئی تو انہوں نے سورج کو طلوع کرتے ہوئے پایا تو انہوں نے بطور انکار فرمایا :۔

هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۔ (انعام۔۷۸)

" پھر کیا یہ خدا ہوگا کہ یہ زیادہ بڑا ہے" ؟

اور جب سورج ڈوب گیا تو انہوں نے مظاہر فطرت کے تینوں قسم کے پجاریوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا :۔

یَا قَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (انعام۔۷۸،۷۹)

" اے میری قوم ! جو تم شرک کرتے ہو ، میں اس سے بے زار ہوں ،

بلاشبہ میں نے تمام جہان سے منقطع ہو کر اپنا چہرہ اس کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں "۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مظاہر فطرت کے پجاریوں کے سامنے دلیل و برہان سے ان کے نظریات کی تردید کر کے واضح فرمایا کہ صرف زہرہ (ستارہ) قمر (چاند) اور شمس (سورج) ہی عبادت کے لیئے نا قابل قبول ہیں بلکہ ایسے تمام اجسام و اجرام فلکی جن میں انہی کی طرح سے طلوع و غروب کے اوصاف پائے جاتے ہوں، عبادت کے ہرگز لائق نہیں ہیں۔

عبادت کے لائق صرف وہ ذات حق ہے جس نے ان اجرام کو پیدا کیا اور اسی نے اپنی قدرت کاملہ سے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی یہ دلیل الہام خداوندی اور تعلیم ربانی کے تحت تھی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

تِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۔ (انعام۔ ۸۳)

" ابراہیم کو قوم کے مقابلے میں یہ دلیل ہم نے عطا کی تھی "۔

مامون نے کہا:۔

فرزند رسولؐ ! خدا آپؑ کو جزائے خیر عطا فرمائے ، اور آپؑ مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کے متعلق مطمئن فرمائیں:۔

ابراہیمؑ نے بارگاہ احدیت میں التجا کی

رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ۔۔۔(البقرہ۔ ۲۶۰)

" پروردگار ! مجھے دکھا تو کس طرح سے مردوں کو زندہ کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تمہارا اس پر ایمان نہیں ہے ؟ ابراہیمؑ نے کہا ایمان تو ہے! لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہو"۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

''اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی تھی کہ میں اپنے ایک بندے کو اپنا خلیل بنا رہا ہوں ، اگر اس نے مجھ سے مردے زندہ کرنے کا بھی سوال کیا تو بھی میں اس کے لیئے مردے زندہ کر دوں گا ۔

ابراہیم علیہ السلام نے دل میں سوچا کہ مذکورہ خلیل ہونے کا شرف شاید مجھے ہی حاصل ہو ، لیکن جب تک مردے زندہ نہ ہوں انہیں اپنے اس شرف کے حاصل ہونے کا اطمینان نہیں ہو سکتا تھا ، اسی لیئے انہوں نے اللہ سے درخواست کی کہ وہ اسے دکھائے کہ وہ مردے کیسے زندہ کرتا ہے ؟

تاکہ میرا دل اس خلت پر مطمئن ہو جائے ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْ هُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ علٰى كُلِّ جَبلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ (البقرہ ۔۲۶۰)

'' تم چار پرندے پکڑ لو اور انہیں اپنے سے مانوس کر لو پھر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک حصہ رکھ دو ،اس کے بعد انہیں بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے ، اور جان لو کہ بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے''۔

ابراہیم علیہ السلام نے گدھ ، بط ، مور اور مرغ کو پکڑ کر اس کے ٹکڑے کیئے اور سب ٹکڑوں کو ملایا ، اس گوشت کے دس حصے کر کے پہاڑوں پہ رکھ دیئے اور چاروں کی چونچیں اپنے پاس رکھیں اور اپنے پاس پانی اور دانہ رکھا ، اس کے بعد چاروں کو پکارا تو ان کا ریزہ ریزہ اپنی جگہ سے اڑ کر ان کی اپنی چونچ سے جا ملے اور وہ سب اپنی اصلی حالت پر آ گئے ، پھر ان پرندوں نے پانی پیا اور دانے چگے

اور کہنے لگے :۔

"اللہ کے نبی ! آپؑ نے ہم کو زندہ کیا ، خدا آپؑ کو زندہ رکھے"۔

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا :۔

"بے شک اللہ ہی زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"۔

مامون نے کہا :۔

ابوالحسن ! خدا آپؑ کو برکت دے ، مجھے موسیٰ علیہ السلام اور اس آیت کے متعلق مطمئن فرمائیں :۔

فَوَكَزَهُ مُوسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۔

(القصص ۔ آیت ١٥)

" موسیٰؑ نے اسے ایک گھونسا مار کر اس کی زندگی کا فیصلہ کر دیا اور کہا کہ یہ یقیناً شیطان کے عمل سے تھا "۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

اس واقعہ کو ابتدا سے دیکھتے ہیں ۔

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلٰى حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِيعَتِهٖ عَلَى الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهُ مُوسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۔(القصص ۔ آیت ١٥)

"اور موسیٰؑ شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب لوگ غفلت میں تھے (اور وہ مغرب و عشا کے درمیان کا وقت تھا) انہوں نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا ، ایک ان کے شیعوں میں سے تھا اور ایک دشمنوں میں سے ، تو جو ان کے شیعوں میں سے تھا اس نے دشمن کے ظلم کی فریاد کی ، موسیٰ علیہ السلام نے (اپنے شیعہ کے حق میں فیصلہ کیا اور حکم خدا سے) دشمن کو گھونسا رسید کیا جس سے وہ مر گیا اور

انہوں نے کہا یہ یقیناً شیطان کے عمل سے تھا"۔

(مقصد یہ ہے کہ جو لڑائی دو افراد میں جاری تھی ، وہ عمل شیطان تھی نہ کہ موسیٰ کا عمل۔)

اوراس کے ساتھ انہوں نے فرمایا :۔

اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ (القصص۔۱۵)

یقیناً شیطان دشمن اور کھلا گمراہ کرنے والا ہے ۔

مامون نے کہا :۔

فرزند رسولؐ ! اگر یہی مفہوم ہے تو پھر موسیٰ کے اس قول کا مفہوم کیا ہوگا ؟

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْلِىْ۔ (القصص۔۱۶)

" موسیٰ نے کہا ، پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیاہے ،لہذا مجھے معاف کردے "۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

ظلم کا مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کو غیر موزوں مقام پر رکھا جائے تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی کہا تھا کہ میں نے اس وقت اس علاقے میں آکر اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسایا ۔

اور "غَفْرٌ" کے معنی چھپانے کے ہیں ، اسی لیئے انہوں نے عرض کی " فَاغْفِرْلِىْ " یعنی خدایا ! مجھے اپنے ان دشمنوں سے چھپالے تاکہ وہ مجھے گرفتار کرکے قتل نہ کردیں۔

فغفر لهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (القصص۔۱۶)

" اللہ نے انہیں چھپادیا ، یقیناً وہ چھپانے والا اور مہربان ہے "۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ

"موسیٰؑ نے کہا ! پروردگار تو نے مجھ پر نعمت کی ہے ، لہٰذا میں کبھی مجرموں کا ساتھی نہیں بنوں گا "۔(القصص۔۱۷)

اس کی بجائے تیری راہ میں جہاد کروں گا ۔

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ۔(القصص۔۱۸)

"پھر صبح کے وقت موسیٰؑ شہر میں داخل ہوئے تو خوف زدہ اور حالات کی نگرانی کرتے ہوئے کہ اچانک دیکھا کہ جس نے کل مدد کے لیئے پکارا تھا وہ پھر فریاد کر رہا ہے موسیٰ نے کہا یقیناً تو کھلا ہوا گمراہ ہے "۔

فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ یٰمُوْسٰٓی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًاۢ بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ۔(القصص۔۱۹)

"پھر جب موسیٰؑ نے چاہا کہ اس پر حملہ آور ہوں جو دونوں کا دشمن ہے تو اس نے کہا موسیٰ ! تم مجھے اس طرح قتل کرنا چاہتے ہو جس طرح تم نے کل ایک شخص کو قتل کیا ہے ، تم صرف روئے زمین پر سرکش حاکم بن کر رہنا چاہتے ہو اور یہ نہیں چاہتے کہ تمہارا شمار اصلاح کرنے والوں میں ہو"۔

مامون نے کہا :۔

اللہ آپؑ کو انبیاءؑ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے ، لیکن اسی سلسلے کی اس آیت کے متعلق میری تشفی فرمائیں ۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے اس قتل کے متعلق خود کہا تھا۔

فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ۔ (الشعراء ۔۲۰)

" میں نے وہ قتل اس وقت کیا تھا جب میں بھٹکا ہوا تھا "۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

اس جواب سے پہلے فرعون نے انہیں کہا تھا۔

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكَافِرِیْنَ (الشعراء۔۱۹)

" اور تم نے وہ کام کیا ہے جو تم کر گئے ہو اور تم شکریہ ادا کرنے والوں میں سے نہیں ہو "۔

تو اس کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے مذکورہ جملہ کہا تھ ، یعنی میں اس وقت تمہارے ایک شہر میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔

فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۔(الشعراء ۔۲۱)

" پھر میں نے تم لوگوں کے خوف سے گریز اختیار کیا تو میرے رب نے مجھے نبوت عطا کی اور مجھے اپنے نمائندوں میں سے قرار دیا "۔

اسی طرح سے اللہ نے اپنے حبیبؐ کو اپنے احسانات یاد دلاتے ہوئے فرمایا۔

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۔ (الضحیٰ۔۶)

"اللہ نے تمہیں یکتا پایا تو آپؐ کو لوگوں کا ملجا و ماویٰ بنا دیا "۔

وَ وَجَدَكَ ضَآ لًّا فَهَدٰی ۔(الضحیٰ۔۷)

" اور آپؐ کو آپؐ کی قوم کی نظر میں گمنام پایا تو لوگوں کو آپؐ کی رہنمائی فرمائی "۔

وَ وَ جَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ۔ (الضحیٰ ۔۸)

" اور آپؐ کو تنگ دست پایا تو آپؐ کو غنی کر دیا "۔

مقصد یہ ہے کہ آپؐ کی دعا کو شرف قبولیت عطا کر کے آپؐ کو مستغنی کر دیا"۔

مامون نے کہا :۔

فرزند رسولؐ! خدا آپؐ کو مزید برکت عطا فرمائے ، مجھے قرآن مجید کی اس آیت کے متعلق بھی مطمئن فرمائیں ۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ ۔ (الاعراف ۔ ۱۴۳)

" تو جب موسیٰؑ ہمارا وعدہ پورا کرنے کے لیئے آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام کیا تو انہوں نے کہا ، پروردگار مجھے اپنا جلوہ دکھا دے ، ارشاد ہوا ، تم ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے "۔

اب سوال یہ ہے کہ جب کلیم خدا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آیا یہ علم نہ تھا کہ خدا دیکھنے کی چیز نہیں ہے ، اور اگر بالفرض انہیں اس کا علم تھ تو انہوں نے یہ سوال ہی کیوں کیا ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"واقعہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ ذات احدیت قابل مشاہدہ نہیں ہے لیکن ایسا سب کچھ اس لیئے ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور انہیں اپنا مقرب بنایا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا :۔

"اللہ نے مجھ سے کلام کیا ہے"۔

بنی اسرائیل نے کہا :۔

"جب تک ہم اللہ کے کلام کو خود نہ سنیں ، ہم آپ کی بات پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے"۔

تو اس کے بعد حضرت موسیٰؑ نے سات لاکھ اسرائیلیوں میں سے ستر ہزار افراد کا انتخاب کیا اور ستر ہزار میں سے سات سو افراد کو چنا اور سات سو میں سے ستر افراد کو اس کام کے لیئے منتخب کیا اور انہیں طور سینا پر اپنے ساتھ لے گئے اور انہیں دامن کوہ پہ ٹھہرایا اور خود طور کی چوٹی پر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ ان لوگوں کو اپنا کلام سنائے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی جسے ان تمام افراد نے اوپر ،

نیچے ،دائیں اور بائیں سے سنا ، جب وہ اللہ کا کلام سن چکے تو انہوں نے کہا ۔

''ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم اپنے پروردگار کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں ''۔

حضرت موسیٰؑ نے انہیں بہت سمجھایا کہ ذات خداوندی قابل رویت نہیں ہے مگر وہ جاہل لوگ اپنی ضد پر اڑے رہے ،حضرت موسیٰؑ کو ان کا مطالبہ پیش کرتے ہوئے شرم آتی تھی ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

''موسیٰ ! میں نے بنی اسرائیل کی گفتگو سن لی ، ان کا مطالبہ تم مجھ تک پہنچاؤ ، میں تمہارا مؤاخذہ نہیں کروں گا''۔

اسی لیئے موسیٰ علیہ السلام نے جلوہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو اللہ نے فرمایا :۔

لَنْ تَرٰنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الاعراف ۔ ۱۴۳)

'' تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے ، تم پہاڑ کی جانب نگاہ کرو ،اگر پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہے تو تم عنقریب مجھے دیکھ لو گے ، اور جب اللہ تعالیٰ نے (اپنی آیت میں سے ایک آیت کا) پہاڑ پر جلوہ دکھایا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش میں آئے تو کہا خدایا ! تو پاک ہے ،میں تیرے حضور (اپنے اس عقیدہ کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ تو لائق رویت نہیں ہے ، اور اپنی قوم کی جہالت کے لیئے) توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں تیرے غیر مرئی ہونے پر ایمان لانے والا ہوں''۔

مامون نے کہا :۔

ابوالحسن ! خدا آپؑ کا بھلا کرے ، آپؑ قصۂ یوسفؑ سے تعلق رکھنے والی

اس آیت کے متعلق میری رہنمائی فرمائیں۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ۔

(یوسف۔۲۴)

"اور یقیناً اس (عورت) نے ان سے برائی کا ارادہ کیا اور وہ بھی ارادہ کر بیٹھتے اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے"۔

امام علی رضاعلیہ السلام نے فرمایا:۔

"زلیخانے یقیناً برائی کا مصمم ارادہ کرلیا تھا اور اگر یوسفؑ برہان خداوندی کا مشاہدہ نہ کرتے تو وہ بھی برائی کا ارادہ کر بیٹھتے لیکن وہ معصوم تھے اور معصوم نہ تو گناہ کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ ہی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں"۔

میرے والدماجدنے اپنے والد ماجدامام جعفرصادق علیہ السلام سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا:۔

"زلیخا برائی کا ارادہ کرچکی تھی اوریوسفؑ ارادہ کر چکے تھے کہ وہ برائی نہیں کریں گے"۔

مامون نے کہا:۔

ابوالحسن ! خدا آپؑ کا بھلا کرے ، یونس علیہ السلام کے متعلق اس ارشاد خداوندی کی بھی وضاحت فرمائیں ۔

وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ۔

(الانبیاء۔۸۷)

" اور مچھلی والے کو یاد کرو جب وہ غصہ میں آکر چلے اور یہ خیال کیا ہم اس پر قدرت نہیں رکھیں گے "۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

"اس آیت میں یونس بن متی کا واقعہ بیان ہوا ہے اور لفظ " **ظَنَّ** " یقین

کے معنی میں ہے ، یعنی جب وہ غصہ میں چلے تو انہوں نے یقین کر لیا کہ۔

اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ ۔(الانبیاء۔۸۷)

" ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے "۔

لفظ " **قَدَرَ يَقْدِرُ** " عربی زبان میں " تنگ کرنے " کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَ اَمَّآ اِذَا مَا بْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۔(الفجر۔۱۶)

" اور بہر حال جب اللہ انسان کی آزمائش کرتا ہے ، تو اس کی روزی تنگ کردیتا ہے "۔

اس آیت میں لفظ " **قَدَرَ** " تنگ کرنے کے معنی میں مستعمل ہے ، اسی طرح سے یونس علیہ السلام کے لیے بھی " **اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ** " روزی تنگ کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

بہر نوع۔

فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ ۔(الانبیاء۔۸۷)

" انہوں نے تاریکیوں یعنی تاریکی شب ، تاریکی بحر اور تاریکی شکم ماہی میں ندا دی "۔

اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔

(الانبیاء۔۸۷)

" پروردگار! تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو پاک و بے نیاز ہے ، میں ہی اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے ہوں "۔

مقصد یہ ہے کہ شکم ماہی میں مجھے جو خلوت نصیب ہوئی ہے ، اس خلوت میں ، میں حق عبادت ادا کرنے سے قاصر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول کیا اور شکم ماہی سے انہیں نجات دی۔

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔ (الصافات۔ ۱۴۳، ۱۴۴)

" پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو روز قیامت تک اسی کے شکم میں رہ جاتے "۔

مامون نے کہا:۔

ابوالحسن! خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، انبیائے کرام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ان کی مایوسی کا ذکر کیا ہے، لہذا اس آیت مجیدہ کا مفہوم بھی واضح کریں۔

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۔ (یوسف۔ ۱۱۰)

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

آیت کا ترجمہ بڑا واضح ہے۔

" یہاں تک کہ جب ان کے انکار سے مرسلین مایوس ہوگئے اور ان کی قوم نے یہ گمان کر لیا کہ پیغمبروں کی جانب سے ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا ہے تو ہماری مدد مرسلین کے پاس آگئی "۔

مامون نے کہا:۔

ابوحسن! خدا آپ کو سلامت رکھے، مجھے اس آیت مجیدہ کے مفہوم سے بھی آگاہ کریں۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔۔۔الخ (الفتح۔ ۲،۱)

" بے شک ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح عطا کی ہے تاکہ خدا آپ کے اگلے پچھلے گناہ ختم کردے "۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"بات یہ ہے کہ اہل مکہ کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا گناہ گار کوئی نہیں تھا، کیونکہ وہ تین سو ساٹھ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور آپؐ خدائے واحد کی عبادت کرتے اور لوگوں کو بھی اس کی عبادت کا حکم دیتے اور بتوں کی تنقیص کیا کرتے تھے۔

آنحضرتؐ کا یہ فعل ان کی نظر میں بہت بڑا گناہ تھا اور وہ کہتے تھے۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۔ (ص۔ ۵،۶،۷)

"کیا اس نے سارے خداؤں کو چھوڑ کر ایک خدا بنا دیا ہے، یہ تو انتہائی تعجب خیز بات ہے، ان میں سے ایک گروہ یہ کہہ کر چل دیا چلو اپنے خداؤں پر قائم رہو کہ اس میں ان کی کوئی غرض پائی جاتی ہے، ہم نے اگلے دور کی امتوں میں یہ باتیں نہیں سنی تھیں اور یہ کوئی خود ساختہ بات معلوم ہوتی ہے"۔

اور جب خدا کی مہربانی سے مکہ فتح ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۔ (الفتح۔۱)

"ہم نے آپؐ کو کھلم کھلا فتح عطا کی"۔

لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ۔ (الفتح۔۲)

"تاکہ خدا آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردے"۔

یعنی جسے کفار مکہ گناہ سمجھتے تھے اب وہ مغلوب ہو گئے ہیں، ان میں سے کچھ مسلمان ہو گئے اور کچھ مکہ چھوڑ کر دور دراز علاقوں میں نکل گئے اور باقی کفار کو یہ جرأت نہیں ہے کہ آپ کے خلاف زبان طعن دراز کرسکیں اور کھلم کھلا توحید کا انکار کرسکیں، لہٰذا اب اگر آپؐ انہیں دعوت توحید دیں گے تو ان کی نظر میں آپؐ کا فعل گناہ محسوب نہیں ہو گا۔

مامون نے کہا:۔

خدا آپؑ کا بھلا کرے ، اس کے ساتھ مجھے اس آیت کا مفہوم بھی سمجھائیں۔

عَفَا اللّٰهُ عَنكَ لِمَ اَذِ نتَ لَهُمْ ۔ (التوبہ۔۴۳)

" پیغمبرؐ ! خدا نے آپؐ سے در گذر کیا کہ آپؐ نے کیوں انہیں پیچھے رہنے کی اجازت دے دی "۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

اس آیت میں دراصل حضور اکرمؐ کو سنا کر دوسروں کو تنبیہ کی گئی ہے جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت کا بھی یہی انداز ہے۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَا سِرِيْنَ ۔
(الزمر۔٦٥)

" اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے تمام اعمال برباد کر دیئے جائیں گے اور تمہارا شمار گھاٹے والوں میں ہو جائے گا"۔

مامون نے کہا:۔

فرزند رسولؐ! بے شک آپؑ بجا فرماتے ہیں ، آپؑ مجھے قرآن مجید کی اس آیت کے متعلق بھی بتائیں۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَا تَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَا للّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ۔ (الاحزاب ۔ ۳۷)

" اور اس وقت کو یاد کریں جب آپؐ اس شخص سے جس پر خدا نے بھی نعمت نازل کی اور آپؐ نے بھی احسان کیا ، یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی زوجہ کو اپنے ہاں ٹھہرائے رکھو اور اللہ سے ڈرو اور تم اپنے دل میں اس بات کو چھپائے ہوئے تھے جسے خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنوں کا خوف تھا حالانکہ خدا زیادہ

حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

ان آیات کا تعلق زیدؓ اور زینبؓ کے واقعہ سے ہے۔

ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کے لیئے زیدؓ بن حارثہ بن شراحیل کلبیؓ کے گھر تشریف لے گئے اور اتفاق یہ ہوا کہ زیدؓ گھر پر موجود نہ تھے اور اس کی زوجہ زینبؓ غسل کر رہی تھی ، آنحضرتؐ کی اس پر نظر پڑی تو آپؐ نے اللہ کی تنزیہ و تقدیس کے قصد سے فرمایا :۔

سُبحَانَ الَّذِیْ خَلقكِ انْ یَكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۔ (استنادانسہ۔اسہ)

" وہ ذات پاک ہے جس نے تجھے پیدا کیا کہ اس کی کوئی اولاد ہو"۔

اور آنحضرتؐ نے یہ تنزیہ باری کفار و مشرکین کے اس نظریہ کے خلاف کی تھی جس کا تذکرہ قرآن مجید کی اس آیت میں کیا گیا ہے۔

افاصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِیْنَ وَاتَّخَذَ امِنَ الْمَلآ ئِكَةِ اِنَا ثًا اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا ۔ (بنی اسرائیل ۔۴۰)

" کیا تمہارے پروردگار نے تم لوگوں کے لیئے لڑکوں کو پسند کیا ہے اور اپنے لیئے ملائکہ میں سے لڑکیاں بنائی ہیں ، یہ تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو"۔

یعنی مقصد یہ تھا کہ خدا کو لڑکیوں کی ضرورت ہی کیا ہے ؟ ضرورت انہیں ہے جنہیں غسل کی احتیاج ہو۔

آنحضرتؐ یہ کہہ کر واپس چلے گئے ،جب زید اپنے گھر آئے تو ان کی زوجہ نے آنحضرتؐ کی تشریف آوری کے متعلق انہیں بتایا اور آنحضرتؐ کے الفاظ بھی انہیں سنائے۔

زیدؓ آنحضرتؐ کے الفاظ کا مطلب نہ سمجھ پائے ، انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ آنحضرتؐ اس کی زوجہ کے حسن و جمال پہ فریفتہ ہوئے ہیں۔

الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِيٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ (الاحزاب۔۳۷)

" اس کے بعد جب زیدؓ نے اس سے (کوئی) حاجت (متعلق) نہ رکھی (یعنی اس کو طلاق دے دی) تو ہم نے اس کا عقد آپؐ سے کر دیا تا کہ مؤمنین کے لیئے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے عقد کرنے میں کوئی حرج نہ رہے، جب وہ ان سے (اپنی) حاجت (متعلق) نہ رکھیں اور اللہ کا حکم بہر حال نافذ ہو کر رہتا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ منافقین اس نکاح پر طعنے دیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ (احزاب۔۳۸)

" نبی کے لیئے خدا کے فرائض میں کوئی حرج نہیں ہے "۔

مامون نے کہا :۔

فرزند رسولؐ ! اللہ تعالیٰ آپؑ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپؑ نے میرے دل کو شفا بخشی ہے، اور آپؑ نے متشابہ امور کی مکمل وضاحت فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ آپؑ کو اپنے انبیاءؑ اور اسلام کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

علی بن محمد بن جہم (راوی) کہتے ہیں :۔

مامون، محمد بن جعفر کا ہاتھ تھامے ہوئے نماز کے لیئے روانہ ہوئے، میں ان دونوں کے پیچھے چل رہا تھا۔

مامون نے محمد بن جعفر سے کہا :۔

آپ نے اپنے بھتیجے کو کیسا پایا ؟

انہوں نے کہا :۔

وہ عالم ہیں اور ہم نے انہیں آج تک کسی عالم سے علم حاصل کرتے ہوئے بھی نہیں دیکھا۔

اسی لیئے زیدؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کی۔

یا رسول اللہؐ ! زینب بد اخلاق ہے اور میں اس کی بد خلقی سے تنگ آ چکا ہوں ، میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں۔

نبی کریمؐ نے زیدؓ سے فرمایا :۔

"اپنی زوجہ کو اپنے ہاں رہنے دو اور اللہ سے ڈرو"۔

اور ادھر شان قدرت ملاحظہ فرمائیں ، اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو ان کی دنیا و آخرت کی ازواج کے نام بتائے ہوئے تھے جن میں زینبؓ بنت جحش کا نام بھی تھا ، مگر آنحضرتؐ لوگوں کو یہ بتانا پسند نہیں کرتے تھے اور آپؐ نے زیدؓ کو بھی بتانا پسند نہ کیا مبادا لوگ یہ طعنہ نہ دیں کہ محمدؐ اپنے آزاد کردہ غلام کی زوجہ پہ فریفتہ ہو چکے ہیں ، چنانچہ انہی حالات کے پس منظر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ۔ (الاحزاب ۔ ۳۷)

" اور اس وقت کو یاد کریں جب آپؐ اس شخص سے جس پر خدا نے (اسلام کی) نعمت نازل کی اور آپؐ نے بھی (آزادی دے کر) جس پر احسان کیا ، یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی زوجہ کو اپنے ہاں ٹھہرائے رکھو اور اللہ سے ڈرو اور آپؐ اپنے دل میں اس بات کو چھپائے ہوئے تھے جسے خدا ظاہر کرنے والا تھا اور آپؐ کو لوگوں کے طعنوں کا خوف تھا حالانکہ خدا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے"۔

بہر نوع زیدؓ بن حارثہ نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ، ایام عدت گزرنے کے بعد حکم خدا سے آنحضرتؐ نے اس سے نکاح کر لیا ، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سرگزشت کو ان الفاظ میں بیان کیا ۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى

مامون نے کہا :۔

بھلا ایسا کیوں نہ ہو ، آپ کے بھتیجے کا تعلق اس خاندان سے ہے جن کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا :۔

''میری عترت کے نیک افراد اور میری نسل کے پاکیزہ افراد بچپن میں تمام لوگوں سے زیادہ حلیم اور جوانی میں سب سے بڑے عالم ہوں گے ، انہیں پڑھانے کی کوشش نہ کرنا وہ تم سے زیادہ عالم ہیں ، وہ تمہیں ہدایت کے دروازے سے نکال کر گمراہی کے دروازے میں داخل نہیں کریں گے''۔

امام رضا علیہ السلام اپنے بیت الشرف روانہ ہوگئے۔

دوسرے دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور مامون کے تاثرات سے انہیں آگاہ کیا تو آپؑ مسکرا دیئے اور فرمایا :۔

'' ابن جہم ! مامون کی ان باتوں سے کبھی دھوکا نہ کھانا وہ مجھے عنقریب خفیہ طور پر قتل کرائے گا اور اللہ اس سے میرا انتقام لے گا ''۔

مصنف کتاب کہتے ہیں :۔

یہ حدیث علی بن محمد بن جہم جیسے ناصبی اور دشمن آل محمد کی زبانی مروی ہے اور اس ناصبی سے یہ روایت انتہائی تعجب خیز ہے۔

باب 16

حضرتؑ کی روایت، اصحابِ رس کون تھے؟

۱۔ (بحذف اسناد) ابوالصلت عبدالسلام بن صالح ہروی نے امام علی رضاؑ سے، انہوں نے امام موسیٰ کاظمؑ سے، انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے علی زین العابدینؑ سے، انہوں نے امام حسینؑ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا :۔

امیرالمؤمنین علیہ السلام کی ضربت سے تین دن پہلے بنی تمیم کا ایک سردار ان کے پاس آیا، جس کا نام عمرو تھا۔

اس نے کہا :۔

امیرالمؤمنین ! آپؑ ہمیں اصحاب رس کے متعلق بتائیں کہ وہ کس دور میں تھے اور ان کی رہائش کہاں تھی، ان کا بادشاہ کون تھا اور کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب کوئی رسول بھیجا تھا یا نہیں اور وہ کیسے ہلاک کیئے گئے ؟؟؟

قرآن مجید میں ہمیں " **اَصۡحَابَ الرَّسِّ** " کے الفاظ تو نظر آتے ہیں۔

1۔وَعَادًا وَّ ثَمُوۡدَا وَ اَصۡحَابَ الرَّسِّ وَ قُرُوۡنًا بَیۡنَ ذٰلِکَ کَثِیۡرًا ۔ (الفرقان۔۳۸)

" اور عاد و ثمود اور اصحاب رس اور ان کے درمیان بہت سی نسلوں اور قوموں کو بھی تباہ کردیا ہے "۔

2۔کَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّ اَصۡحَابَ الرَّسِّ وَ ثَمُوۡدُ ۔

(ق۔۱۲)

" ان سے پہلے قوم نوح، اصحاب رس اور ثمود نے بھی تکذیب کی تھی"

لیکن ان کی توضیح کہیں دکھائی نہیں دیتی۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:۔

تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو اس سے قبل مجھ سے کسی نے نہیں پوچھی اور میرے بعد تمہیں یہ بات کوئی نہیں بتائے گا اور اگر کسی نے بتایا تو وہ مجھ سے سن کر بتا سکے گا، قرآن مجید کی ہر آیت کو میں جانتا ہوں اور ہر آیت کی تفسیر جانتا ہوں اور ہر آیت کے متعلق یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ میں اتری اور رات کو اتری یا دن کو نازل ہوئی، یہاں بہت زیادہ علم موجود ہے، یہ لفظ کہتے ہوئے حضرتؑ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا لیکن علم کے طلب گار کم ہیں اور عنقریب مجھے کھو کر وہ پچھتائیں گے۔

اے بنی تمیم سے تعلق رکھنے والے سنو! ان کا قصہ یہ ہے۔

یہ لوگ وہ قوم تھے جو صنوبر کے درخت کی عبادت (پوجا) کرتے تھے اور اس درخت کو "شاہ درخت" کہا جاتا تھا، یافث بن نوح نے طوفان کے بعد ایک چشمہ کے کنارے اسے کاشت کیا تھا، چشمہ کا نام "دوشاب" تھا، یہ چشمہ بھی طوفان کے بعد جاری ہوا تھا اور انہیں اصحاب رس کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے زمین میں فساد برپا کر رکھا تھا۔

اور یہ لفظ " رَسَّ بَيْنَهُمْ " سے مشتق ہے جس کے معنی فساد برپا کرنے کے ہیں۔

یہ لوگ سلیمان بن داؤدؑ کے بعد خوب پھلے پھولے، ایک دریا کے کنارے پر ان کی بارہ بستیاں تھیں اور انہی لوگوں کی وجہ سے دریا کو دریائے رس کہا جاتا تھا، اور اس وقت اس دریا سے زیادہ زرخیزی پھیلانے والا اور ذائقہ میں اس سے بہتر کوئی دریا روئے زمین پر نہ تھا اور ان کی بستیوں سے زیادہ آباد وشاداب بستیاں کہیں اور موجود نہ تھیں۔

ان کی بستیوں کے نام یہ تھے۔

پہلی بستی کا نام آبان، دوسری بستی کا نام آذر، تیسری کا نام دَی، چوتھی کا نام بہمن، پانچویں کا نام اسفندار، چھٹی کا نام فرور دین، ساتویں کا نام ردی بہشت، آٹھویں کا نام خر داد، نویں کا نام مرداد، دسویں کا نام تیر، گیارہویں کا نام مہر اور بارہویں کا نام شہریور تھا۔

ان کا سب سے بڑا شہر اسفندار تھا، اور ان کا بادشاہ اسی شہر میں رہتا تھا، اس کا نام ترکوذ بن غابور بن یارش بن سا زن بن نمرود تھا۔

یہ وہی نمرود ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا، ان کا متبرک چشمہ اور صنوبر کا درخت بھی اسی شہر میں تھا۔

ان لوگوں نے اس درخت صنوبر کے بیج سے اپنی بستیوں میں صنوبر کے درخت کاشت کیئے تھے، چنانچہ ہر بستی میں اس متبرک صنوبر کی نسل کا ایک ایک درخت موجود تھا۔

ہر بستی والوں نے اپنے درخت کی خوب حفاظت کی، چنانچہ وہ بہت بڑے درخت بن گئے اور ان لوگوں نے دریا اور چشمہ کا پانی اپنے اور اپنے جانوروں کے لیئے حرام قرار دیا تھا اور کہتے تھے

" یہ پانی ہمارے خداؤں کی زندگی ہے، اسی لیئے کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ہمارے خداؤں کی زندگی میں کچھ مداخلت کرتے ہوئے اس میں کمی کرے"

اور اگر کوئی اس پانی کو خود پیتا یا جانوروں کو پلانے کی جسارت کرتا تو وہ اسے قتل کر دیتے تھے۔

وہ لوگ ہر ماہ ایک ایک بستی میں عید مناتے تھے اور اس عید کی خوشیاں منانے کے لیئے باقی بستیوں والے بھی اس بستی میں آجاتے تھے اور صنوبر کے درخت کے نیچے جمع ہوکر خوب ڈھول بجاتے اور خوشیاں مناتے تھے اور وہ درخت

پر ایک کپڑا لٹکایا کرتے تھے جس پر مختلف جانداروں کی تصویریں ہوتی تھیں۔

پھر درخت دیوتا کو خوش کرنے کے لیئے اس کے نیچے گائے اور بکریاں لا کر ذبح کرتے تھے اور درخت کے نیچے آگ جلاتے تھے اور جب جانوروں کی چربی کی خوشبو دھوئیں کے ساتھ بلند ہوتی اور دھوئیں کی وجہ سے آسمان دکھائی نہ دیتا تو وہ درخت کے آگے سجدہ ریز ہو جاتے اور خوب رو رو کر اس سے درخواست کرتے کہ وہ ان سے راضی ہوجائے۔

چنانچہ شیطان آکر درخت کی ٹہنیاں ہلاتا اور بچے کی سی آواز نکال کر کہتا:۔
"میرے بندو! میں تم سے راضی ہوں تم خوشیاں مناؤ اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھو"۔

جیسے ہی یہ آواز بلند ہوتی تو وہ اپنے سر سجدہ سے اٹھاتے تھے اور خوب شراب نوشی کرتے اور ڈھول و تاشے پیٹتے تھے اور ایک دن اور رات اسی طرح سے بسر کرتے تھے۔

اہل عجم نے اپنے مہینوں کے نام اصحاب رس کی بستیوں کے نام پر رکھے ہیں کیونکہ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ فلاں ماہ کی عید ہے، یہ فلاں ماہ کی عید ہے، یعنی یہ آبان ماہ کی عید ہے، یہ آذر ماہ کی عید ہے، الغرض ہر ماہ کسی نہ کسی بستی میں یہ جشن بپا رہتا تھا اور جب بڑے شہر کی عید ہوتی تو وہ بڑے جوش و خروش سے اس میں حصہ لیتے تھے اور ان کے صغیر و کبیر اس جشن میں شریک ہوتے تھے۔

میلہ کے موقع پر صنوبر اور چشمہ کو دیباج کے پردوں سے مزین کر دیا جاتا تھا۔

اس شہر کے بارہ دروازے تھے اور ہر بستی والوں کے لیئے علیحدہ علیحدہ دروازہ مخصوص ہوتا تھا، چنانچہ تمام بستیوں والے وہاں بڑی مقدار میں قربانیں

نے گر آتے اور اپنے مخصوص دروازوں سے داخل ہوکر اپنے معبود درخت کے سامنے جاتے اور اسے سجدہ کرتے اور قربانی کے جانور ذبح کرتے تھے ،اس وقت ابلیس وہاں پہنچ کر درخت صنوبر کو زور زور سے ہلا کر درخت کے تنے سے بلند آواز میں گفتگو کرتااورانہیں زجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ ،لعنت ملامت) کرتا اور انہیں امیدیں دلاتا ، الغرض باقی شیاطین کے وعدہ وعید (ٹال مٹول) سے وہ کہیں زیادہ انہیں امیدیں دلاتا تھا۔

اس کی آواز سن کر وہ سجدے سے سراٹھاتے اور بڑے خوش ہوتے اور خوشی کے اظہار کے لیئے خوب ڈھول پیٹتے اور تاشے بجاتے اوریوں یہ جشن پورے بارہ دن جاری رہتا تھا ، بارہ دن جشن منانے کے بعد وہ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے۔

ایک طویل عرصہ تک یہ کفر جاری رہا اور غیر اللہ کی عبادت ہوتی رہی ، آخرکار اللہ تعالٰی نے یہودا بن یعقوب کی نسل میں سے ایک نبی کو ان کے پاس بھیجا جو ایک عرصہ تک ان میں قیام پذیر رہا اور انہیں عبادت خدا اور معرفت ربوبیت کی دعوت دیتا رہا ، مگر وہ لوگ اپنے کفر سے باز نہ آئے اور کسی نے ان کی پیروی نہ کی۔

جب نبی نے ان کی گمراہی کی شدت کو دیکھا تو اور انہیں یقین ہو گیا کہ یہ لوگ راہ راست پر نہیں آئیں گے ، پھر وہ ان کی بڑی عید پر گیئے اور بارگاہِ احدیت میں عرض کی :۔

"پروردگار ! تیرے بندوں نے مجھے جھٹلایا ہے اور تیرا انکار کیا ہے اور تجھے چھوڑ کر ایک ایسے درخت کی عبادت کر رہے ہیں جو نہ تو فائدہ دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

خدایا ! ان کے اس درخت کو خشک کر کے انہیں اپنی قدرت و طاقت کا

کرشمہ دکھا"۔

نبی کی بددعا فوراً قبول ہوئی، وہ درخت خشک ہو گیا اوردرخت کی یہ حالت دیکھ کر ان کے چہرے اتر گئے اور بڑے پریشان ہوئے اور ان کے دوگروہ بن گئے۔ ایک گروہ کہتا :۔

آسمان و زمین کے رب کا نمائندہ ہونے کے دعویدار نے تمہارے خداؤں پر جادو کر دیا ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے خداؤں کو چھوڑ کر اس کے خدا کو مانو ۔

دوسرا گروہ کہتا :۔

نہیں ! یہ بات نہیں ہے ، اس شخص نے تمہارے خداؤں کی برائی کی ہے اور ان پر زبان طعن درازکی ہے ، اسی لیئے تمہارے خدا ناراض ہو گئے اور انہوں نے تم سے اپنے حسن وسرسبزی کو چھپا لیا ہے تاکہ تم اس پراپنے غضب کا اظہار کرتے ہوئے اپنے خداؤں کی مدد کرو۔

پھر ان لوگوں نے سیسے کے پائپ بنائے اور ان پائپوں کی مدد سے چشمہ کا تمام پانی نکال لیا اور چشمہ کی تہ میں ایک گہرا کنواں کھودا اور اپنے نبی کو اس کنویں میں ڈال کر اس نبی کے منہ پر بھاری پتھر رکھ دیا اور پھر کہنے لگے ۔

" اب ہمیں امید ہے کہ ہمارے خدا ہم پر راضی ہو جائیں گے کیونکہ ہم نے ان کے مخالف کو قید کر دیا ہے"۔

نبی سارے دن کنویں میں قید رہےاور اس کے رونے کی آواز سارا دن ان کے کانوں میں آتی رہی ، نبی رو رو کر یہ کہتے تھے :۔

" اے میرے پروردگار،اے میرے آقا ! تو میرے تنگ مکان اور سخت مصیبت کو دیکھ رہاہے ، میری بے بسی اورکمزوری پر رحم فرمااور جلدی سے میری روح قبض فرما اور میری دعا کی قبولیت میں تاخیر نہ فرما"۔

نبی یہ دعا مانگتے رہے حتّٰی کہ اللہ کی رحمت میں پہنچ گئے۔

اس وقت رب العالمین نے جبریلؑ سے فرمایا:۔

" جبریلؑ ! میرے ان بندوں کو دیکھو، جنہیں میرے حلم (تحمل) کی وجہ سے دھوکا ہوا ، میری تدبیر سے مطمئن ہوئے ، میرے غیر کی عبادت کی اور میرے رسول کو شہید کر دیا ، کیا یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ میرے غضب کی تاب لا سکتے ہیں اور کیا یہ میرے دائرۂ سلطنت سے کہیں باہر جا سکتے ہیں ؟

انہیں معلوم ہونا چاہیئے جو میری نا فرمانی کرے ، میرے عذاب سے نہ ڈرے ، میں اس سے انتقام لیتا ہوں اور میں اپنی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تمام جہانوں کے لیئے انہیں باعث عبرت بنا دوں گا " ۔

ابھی وہ لوگ جشن عید میں مصروف تھے کہ سرخ و تند آندھی اٹھی اور اسے دیکھ کر وہ حیران و پریشان رہ گئے اور ان کے قدموں کے نیچے زمین سے گندھک کے پتھر کی طرح سے شعلے نکلنے لگے ، سیاہ بادل چھا گئے جس سے نکاروں کی بارش ہوئی اور آگ میں ان کے بدن یوں پگھل گئے جیسا کہ سکہ آگ میں پگھل جاتا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کے غضب و نزول عذاب سے پناہ چاہتے ہیں ۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِا اللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

باب 17

حضرتؑ کی زبانی "وَ فَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ" کی تفسیر (۱)

۱۔ (بحذف اسناد) فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ، انہوں نے فرمایا :۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں دنبہ بھیجا اور ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اس دنبہ کو ذبح کریں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک قلق سا محسوس ہوا اور انہوں نے خواہش کی کہ کاش اس دنبہ کی جگہ وہ اپنے جگر گوشہ کو ذبح کرتے تو اس کے ذریعہ سے انہیں بہت بڑا درجہ نصیب ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی :۔

ابراہیمؑ ! میری تمام مخلوق میں سے تمہیں کس سے زیادہ محبت ہے؟

ابرھیم علیہ السلام نے عرض کی : "پروردگار! تیری تمام مخلوق میں سے مجھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبت ہے"۔

اللہ تعالی نے وحی کی : یہ بتاؤ تمہیں اپنے آپ سے زیادہ محبت ہے یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبت ہے ؟

ابراھیم علیہ السلام نے عرض کی : "آنحضرتؐ مجھے اپنی جان سے زیدہ عزیز ہیں"۔

اللہ تعالی نے فرمایا : اچھا یہ بتاؤ تمہیں ان کے بیٹے سے زیدہ محبت ہے یا

---

(۱) [illegible]

اپنے بیٹے سے زیادہ محبت ہے ؟

ابراھیم علیہ السلام نے عرض کی : "مجھے ان کے بیٹے سے زیادہ محبت ہے"۔

اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا : اچھا یہ بتاؤ کہ ان کا بیٹا دشمنوں کے ہاتھوں ظلم سے شہید ہو جائے تو تمہارے دل کو زیادہ تکلیف ہو گی یا تمہارا بیٹا میری اطاعت میں تمہارے اپنے ہاتھ سے ذبح ہو ، اس سے تمہارے دل کو زیادہ تکلیف ہو گی ؟

ابراھیم علیہ السلام نے عرض کی : "پروردگار ! ان کے بیٹے کا دشمنوں کے ہاتھوں ظلم سے شہید ہو جانا میرے دل کے لیئے زیادہ تکلیف دہ ہے"۔

اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا : "ابراہیمؑ ! ایک گروہ جو اپنے آپ کو امت محمدؐ سمجھتا ہو گا وہ ان کے فرزند حسینؑ کو ان کے بعد ظلم وستم سے دنبے کی طرح سے ذبح کرے گا ،اس کی وجہ سے وہ میرے غضب کے حقدار بن جائیں گے"۔

یہ سن کر ابراہیمؑ چلانے لگے اور ان کے دل میں درد کی ایک لہر اٹھی اور رونے لگے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے ان پر وحی فرمائی: "ابراہیمؑ ! اسماعیلؑ کی بجائے میں نے تمہیں حسینؑ کا غم دیا ہے ، اور اگر تم اپنے فرزند کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرتے تو بھی تمہیں اتنا قلق نہ ہوتا جتنا کہ حسینؑ کی شہادت کا تمہیں قلق ہوا ، اسی لیئے میں نے اہل مصائب کے بلند ترین درجات کا تمہیں مستحق ٹھہرایا"۔

اور **فَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ** (۱)

" ہم نے اس کا فدیہ ذبح عظیم سے دیا" کا بھی یہی مطلب ہے ۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔

۱۔ سورہ صافات کی آیت نمبر ۱۰۷ سے امام حسین علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لفظ "ذبح" کی صفت "عظیم" بیان فرمائی ہے اور منیٰ میں ذبح ہونے والا دنبہ اللہ کی نظر میں کبھی بھی لفظ "عظیم" کا مستحق نہیں ہو سکتا

حدیث میں وارد ہے کہ اسماعیلؑ کے عوض اللہ نے جو ذبح عظیم مقرر کیا ہے وہ امام حسینؑ ہیں۔

البتہ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حسین علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ کیسے ہو سکتے ہیں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

باب 18

حضرتؑ کی زبانی آنحضرتؐ کی حدیث

" اَنَا ا بنُ الذَّبِیحَینِ " کی تشریح (۱)

۱۔(محذف اسناد)علی بن حسین بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا:۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث **اَنَا ا بنُ الذَّبِیحَینِ** "میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں" کا مطلب دریافت کیا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

" اس سے اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام اور عبداللہ بن عبدالمطلب مراد ہیں۔

اسماعیل وہ غلام حلیم ہیں جن کی بشارت اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دی تھی ،ان کے واقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ۔ (الصافات۔۱۰۲)

" جب وہ والد کے ساتھ محنت مشقت کے قابل ہوئے " (یعنی باپ کی

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور حدیث ہے۔

اَنَا ا بنُ الذَّبِیحَینِ۔

"میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں"۔

ان سے حضرت اسماعیل اور حضرت عبداللہ مراد ہیں۔

(صفحہ نمبر ۳۶۸ کا بقیہ حاشیہ)۔ جب کہ امام حسینؑ حضرت اسماعیلؑ سے افضل تھے اور افضل کبھی مفضول کا فدیہ نہیں بن سکتا۔

تو ہم اس کا یہ جواب دیں گے کہ پیغمبر اکرمؐ اور ان کے اہل بیت علیہم السلام سب کا تعلق اور [illegible] سے [illegible] حضرت اسماعیل منیٰ میں ذبح ہو جاتے تو یہ ذوات قدسیہ عالم رنگ و بو میں قدم نہ رکھ سکتیں، اسی لیے حسینؑ ان سب کا فدیہ ہیں اور ان میں سے امام حسینؑ کے جد نامدار جناب رسول خداؐ اور امام حسینؑ کے والدین یقیناً امام حسینؑ سے افضل ہیں۔

صرح اطاعتِ خداوندی بجا لانے کے قابل ہوئے ۔)

قَالَ یٰا بُنَیَّ اِنِّیۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیۤ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰۤا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۔(الصافات۔۱۰۲)

" تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا ، پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں ، اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے ؟ انہوں نے کہا ابا جان ! آپ کو جو کچھ حکم کیا جا رہا ہے ، آپ وہ کر گزریں " ۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہ لفظ نہیں کہے :۔

یٰۤا اَبَتِ افْعَلْ مَا رَأَیتَ ۔

" ابا جان ! جو کچھ آپؑ نے دیکھا ہے وہ کریں"۔

کیونکہ اسماعیلؑ یہ سمجھ چکے تھے کہ یہ بات صرف دیکھنے تک محدود نہیں ہے بلکہ ان کے والد بزرگوار کو اس کا امر (حکم) کیا جا رہا ہے۔

سَتَجِدُنِیۤ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ ۔(الصافات۔۱۰۲)

" خدا نے چاہا تو عنقریب آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے"۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں قربان کرنے کے لیئے لٹایا تو اللہ نے ان کے عوض موٹا تازہ خوبصورت دنبہ بھیج دیا جو کہ جنت کے باغات میں چالیس برس تک چرتا رہا تھا اور وہ کسی مادہ کے شکم سے نہیں نکلا تھا وہ دنبہ **کُنْ فَیَکُوْنُ** کے حکم الٰہی سے پیدا ہوا تھا ، چنانچہ وہ دنبہ اسماعیل کے عوض ذبح ہوا اور منی میں قیامت تک جتنے جانور بھی ذبح ہوں گے وہ سب اسماعیل کا فدیہ ہوں گے ، چنانچہ اسماعیلؑ پہلے ذبیح ہیں۔

دوسرے ذبیح رسول خداؐ کے والد ماجد حضرت عبداللہؑ تھے۔

حضرت عبدالمطلبؑ نے کعبہ شریف کا دروازہ پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دس بیٹے عطا فرمائے ، اور انہوں نے خدا کے حضور نذر مانی کہ اگر اللہ

تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی تو وہ ایک بیٹے کو اللہ کی راہ میں ذبح کریں گے۔
اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور انہیں دس بیٹے عطا کیے تو انہوں نے کہا:۔
"اللہ نے میری منت پوری کی ہے، لہٰذا میں بھی اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا کروں گا"۔

چنانچہ منت ادا کرنے کے لیئے عبدالمطلبؓ اپنے دس بیٹے لے کر صحن کعبہ میں آئے اور قرعہ اندازی کی اور قرعہ حضرت عبداللہؓ کے نام پر نکلا، عبداللہؓ ان کے سب سے پیارے بیٹے تھے۔
عبدالمطلبؓ نے دوبارہ قرعہ ڈالا تو دوبارہ بھی عبداللہ کے نام کا قرعہ نکلا۔ اور تیسری دفعہ انہوں نے پھر قرعہ ڈالا تو بھی عبداللہؓ کا قرعہ نکلا۔
انہوں نے عبداللہؓ کو پکڑا اور اس کے ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔
قریش اکٹھے ہوگئے اور ان سے کہنے لگے:۔
"آپ سردار قریش ہیں، آپ کا عمل آنے والی نسلوں کے لیئے سنت بن جائے گا اور وہ اپنے بیٹوں کو ذبح کریں گے، لہٰذا آپ ایسا نہ کریں"۔
عبدالمطلبؓ کی بیویاں بھی جمع ہوگئیں اور رونے پیٹنے لگیں۔
ان کی بیٹی عاتکہ نے کہا:۔
"ابا جان! میں اللہ سے اپنے بھائی کو بچانے کے لیے آپ کو ایک ترکیب بتاتی ہوں"۔
عبدالمطلبؓ نے کہا:۔
"آپ ضرور بتائیں، کیونکہ آپ میری بابرکت بیٹی ہیں"۔
عاتکہ نے کہا:۔
"اباجان! آپ عبداللہؓ اور دس اونٹوں کا قرعہ ڈالیں اور مسلسل قرعہ ڈالتے جائیں جس وقت اونٹوں کا قرعہ نکلے تو آپ وہ اونٹ خدا کی راہ میں ذبح کر دیں"۔

چنانچہ عبدالمطلبؓ نے عبداللہؓ اور دس اونٹوں کا قرعہ ڈالا تو قرعہ عبداللہ کے نام پر نکلا ، انہوں نے مزید دس اونٹوں کا اضافہ کیا قرعہ پھر بھی عبداللہ کے نام پر نکلا ، آخر کار دسویں بار سو اونٹوں کا قرعہ نکلا۔

جب اونٹوں کا قرعہ نکلا تو قریش نے زور سے تکبیر کہی جس سے تہامہ کے پہاڑ لرز اٹھے۔

عبدالمطلبؓ نے کہا :۔

"میں پھر بھی تین بار قرعہ ڈالوں گا "۔

چنانچہ انہوں نے تین بار قرعہ ڈالا ،ہر بار قرعہ سو اونٹوں کا نکلتا رہا۔ جب تیسری بار اونٹوں کا قرعہ نکلا تو عبداللہؓ کے بھائیوں زبیر اور ابو طالبؓ نے اسے عبدالمطلبؓ کے پاؤں سے کھینچ لیا اور اسے اٹھا کر چل پڑے ، زمین پر لیٹنے کی وجہ سے ان کے ایک رخسار کی جلد پھٹ گئی تھی۔

عبداللہؓ کے بھائی اسے اپنے کاندھوں پر اٹھائے اور بوسے دیتے ہوئے گھر لے آئے۔

حضرت عبدالمطلبؓ نے سو اونٹ ذبح کیئے اور ہر عام وخاص کو گوشت لینے کی اجازت دی گئی۔

عبدالمطلبؓ نے پانچ سنتیں رائج کی تھیں جنہیں اللہ نے اسلام میں بھی باقی رکھا۔

1۔ انہوں نے باپ کی بیوی کو بیٹے کے لیئے حرام قرار دیا۔

2۔ انہوں نے قتل کی دیت سو اونٹ قراردی۔

3۔ وہ بیت اللہ کے سات چکر لگا کر ایک طواف شمار کرتے تھے۔

4۔ انہیں ایک خزانہ ملا تو انہوں نے اس میں سے خمس نکالا۔

5۔ انہوں نے چاہ زمزم کو دوبارہ کھود کر اس کا نام "سقایۃ الحاج " رکھا۔

اگر عبدالمطلبؑ حجت خدا نہ ہوتے تو سنت ابراہیمؑ پر عمل کرتے ہوئے اپنے فرزند عبداللہؑ کو ذبح کرنے کا ارادہ نہ کرتے۔ اور حضرت رسول خداؐ اُن کے فعل پر فخر کرتے ہوئے کبھی یہ نہ کہتے۔

اَنَا ا بنُ الذَّبِیحَینِ۔

" میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں "۔

اللہ تعالٰی نے جس وجہ سے اسماعیلؑ کو ذبح ہونے سے بچایا تھا، اسی وجہ سے حضرت عبداللہ کو ذبح ہونے سے محفوظ رکھا اور دونوں بزرگواروں کے محفوظ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ رسول خداؐ اور ائمۂ طاہرینؑ ان کے صلب میں موجود تھے، رسول خداؐ اور ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام کی برکت سے دونوں بزرگ ذبح ہونے سے محفوظ رہے، اور لوگوں میں بھی اپنی اولاد کو ذبح کرنے کی رسم جاری نہ ہوئی، اگر اسماعیلؑ و عبداللہ ذبح ہو جاتے تو لوگوں پر اپنی اولاد کی قربانی فرض ہو جاتی، اور قیامت تک خدا کو تقرب حاصل کرنے کے لیئے جتنی بھی قربانیاں ہوتی رہیں گی وہ سب اسماعیلؑ کا فدیہ متصور ہوں گی۔

مصنف کتاب ہذا کہتے ہیں۔

ذبح کے متعلق روایات میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے، بعض روایات میں ہے کہ ذبح ہونے والے اسحاقؑ تھے اور اکثر روایات میں ہے کہ ذبح ہونے والے اسماعیلؑ تھے اور جن روایات میں اسماعیلؑ کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ روایات ازروئے سند بھی زیدہ قوی ہیں، اسی لیئے ان کا انکار ممکن نہیں ہے۔

جب قربانی کا واقعہ ہوا تو اس وقت حضرت اسحاقؑ پیدا نہیں ہوئے تھے، اور جب پیدا ہوئے اور منصب نبوت حاصل کرنے کے بعد انہیں قربانی کی وجہ سے اسماعیلؑ کے مراتب کا علم ہوا تو ان کے دل میں بھی یہ حسرت پیدا ہوئی کہ کاش وہ بھی اپنے بھائی کی طرح سے راہ خدا میں ذبح ہونے کے لیئے اپنا سر جھکا دیتے اور

ان کی طرح سے صبر کر کے ان کے برابر ثواب حاصل کرتے۔

اور اللہ تعالیٰ نے جب ان کی نیت کے اخلاص کا مشاہدہ کیا تو اپنے ملائکہ میں ان کا نام ذبیح رکھ دیا اور میں نے کتاب النبوۃ میں اس حدیث کو اسناد کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

باب 19

علاماتِ امام پر حضرتؑ کا فرمان

۱۔ (بحذف اسناد) علی بن حسن بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام نے فرمایا :۔

" امام کی یہ علامتیں ہیں۔

1۔ امام تمام لوگوں سے بڑا عالم ہوتا ہے۔

2۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والا ہوتا ہے۔

3۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ پرہیز گار ہوتا ہے۔

4۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ حلیم ہوتا ہے۔

5۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہوتا ہے۔

6۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ سخی ہوتا ہے۔

7۔ امام تمام لوگوں سے زیادہ عابد ہوتا ہے۔

8۔ امام ختنہ شدہ پیدا ہوتا ہے۔

9۔ امام طاہر و مطہر ہوتا ہے۔

10۔ امام اپنے پس پشت ایسے دیکھتا ہے جیسا کہ اپنے سامنے دیکھتا ہے۔

11۔ امام کا سایہ نہیں ہوتا۔

12۔ امام جب شکم مادر سے زمین پر قدم رکھتا ہے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے بل زمین پر سجدہ کرتا ہے اور بلند آواز سے کلمۂ شہادتین ادا کرتا ہے۔

13۔ امام کو احتلام نہیں ہوتا۔

14۔ امام کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن امام کا دل نہیں سوتا۔

15۔ امام محدث بہ الہام خدا ہوتا ہے۔

16 امام کے جسم پر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زرہ پوری آتی ہے۔

17۔ امام کا بول وبراز کسی کو دکھائی نہیں دیتا کیونکہ زمین اس کے نگلنے پر موکل ہے۔

18۔ امام کے بدن سے اٹھنے والی خوشبو مشک کی خوشبو سے کہیں زیدہ اچھی ہوتی ہے۔

19۔ امام لوگوں کی جانوں سے ان پر زیادہ حق تصرف رکھتا ہے۔

20۔ امام لوگوں کے لیے والدین سے زیادہ شفیق ہوتا ہے۔

21۔ امام اللہ کے لیئے تمام انسانوں سے زیادہ تواضع کرنے والا ہوتا ہے۔

22۔ امام حکم خدا کا سب سے زیادہ پابند ہوتا ہے۔

23۔ امام منہیات سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والا ہوتا ہے۔

24۔ امام کی دعا مقبول ہوتی ہے، اگر وہ چٹان کے لیئے بھی دعا کرے تو وہ بھی دو حصے میں تقسیم ہو جائے گی۔

25۔ امام کے پاس رسول خدا کے ہتھیار اور ان کی تلوار ذوالفقار ہوتی ہے۔

26۔ امام کے پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے جس میں قیامت تک آنے والے تمام شیعوں کے نام موجود ہوتے ہیں۔

27۔ امام کے پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے جس میں قیامت تک آنے والے دشمنوں کے نام لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔

28۔ امام کے پاس ایک "جامعہ" ہوتا ہے، جامعہ ایک صحیفہ ہے جس کی لمبائی ستر ہاتھ کی ہے، اس میں وہ تمام چیزیں ہوتی ہیں جن کی اولاد آدم کو ضرورت ہو سکتی ہے۔

29۔ امام کے پاس جفر اکبر اور جفر اصغر ہوتا ہے۔

30۔ امام کے پاس ایک بکری اور ایک بھیڑ کی کھال ہوتی ہے، جس میں

تمام علوم ہوتے ہیں ، یہاں تک کہ خراش کرنے کی دیت اور ایک اور نصف کوڑے تک کا بھی تذکرہ موجود ہوتا ہے۔

31۔ امام کے پاس حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کا مصحف ہوتا ہے۔

۲۔ ایک اور حدیث میں مذکور ہے۔

1۔ امام مؤید بروح القدس ہوتا ہے۔

2۔ امام کے اور خدا کے درمیان نور کا ایک ستون ہوتا ہے ، جس کے ذریعے سے وہ بندوں کے اعمال کا مشاہدہ کرتا ہے ، امام کو جب کچھ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس ستون میں سے دیکھتا ہے ، جب ستون پھیل جائے تو وہ جان لیتا ہے اور اگر ستون سمیٹ لیا جائے تو اسے علم نہیں ہوتا۔

امام کے ہاں اولاد بھی پیدا ہوتی ہے اور امام خود بھی پیدا ہوتا ہے ، امام تندرست بھی ہو سکتا ہے اور امام بیمار بھی ہو سکتا ہے۔

امام کھاتا اور پیتا بھی ہے، امام بول وبراز بھی کرتا ہے ، امام نکاح بھی کرتا ہے ، امام کو نیند بھی آتی ہے اور امام پہ سہو و نسیان بھی ہو سکتا ہے (۱)

امام خوش بھی ہوتا ہے اور غمگین بھی ہوتا ہے اور امام ہنستا بھی ہے اور روتا بھی ہے ، امام زندگی بسر بھی کرتا ہے اور امام پر موت بھی وارد ہوتی ہے ، امام

۱۔ بعض قدیم قلمی نسخوں میں یہ جملہ یوں مرقوم ہے " **والامام لا ینسی ولا یسهو** " یعنی امام پہ سہو و نسیان طاری نہیں ہوتا لیکن متن کے الفاظ مصنف کے نظریہ کے مطابق ہیں کیونکہ مصنف علامہ کا نظریہ یہ تھا کہ امام پہ سہو و نسیان طاری ہو سکتا ہے ، اہل سنت نے تو آنحضرتؐ کے متعلق بھی روایت لکھی ہے کہ آپؐ نے چار رکعتی نماز کو دو رکعت پڑھا دی تھی جس پر ذوالیدین نامی ایک صحابی نے آپؐ سے پوچھا کہ نماز قصر ہو گئی یا آپؐ بھول گئے ؟
حضورؐ نے فرمایا :۔

ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا ، بعد میں دوسرے صحابہ نے ذوالیدین کی گواہی دی۔۔ مذکورہ روایت کسی طرح سے بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کا راوی ابو ہریرہ ہے ،اور اگر بالفرض نبی و امام کے لیئے سہو و نسیان کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو سارے دین سے اعتماد اٹھ جائے گا۔

شیخ مفید نے اپنے استاد علامہ کی تردید میں ایک رسالہ تالیف کیا تھا جس میں انہوں نے دلائل سے ثابت کیا تھا کہ نبی و امام سہو و نسیان سے مبرا ہوتے ہیں۔

مدفون بھی ہوتا ہے اوراس کی زیارت بھی کی جاتی ہے اور امام عرصہ محشر میں اٹھایا بھی جائے گا اوران سے سوال بھی کیا جائے گا، محشر میں امام کو ثواب بھی عطا کیا جائے گا اور ان کا احترام بھی کیا جائے گا اور امام شفاعت بھی کریں گے۔

امام کی پہچان دو چیزوں سے ہوتی ہے، علم اور دعا کی قبولیت سے اور امام کسی واقعے کی قبل از وقت خبر اس لیئے دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کی خبر اپنے رسولؐ کو دی ہوئی ہوتی ہے اور رسول خداؐ نے ائمہؑ کو اس کی خبر دی ہوئی ہوتی ہے، اسی لیئے امامؑ اپنے آبائے طاہرینؑ سے وہ علم لے کر قبل از وقت کسی واقعے کی خبر دیتے ہیں، اور آنحضرتؐ کو وہ خبر علام الغیوب خدا کی طرف سے جبریل امینؑ کے ذریعے سے موصول ہوتی ہے۔

رسول خداؐ کے بعد گیارہ ائمہؑ میں سے حضرت علی اور امام حسین علیہم السلام تلوار سے شہید ہوئے اور باقی نو امامؑ زہر سے شہید کیئے گئے اور ہر امامؑ کو ان کے زمانے کے طاغوت نے شہید کرایا۔

ائمہ ہدیٰ حقیقی معنوں میں شہید ہوئے ہیں اور اس سلسلے میں غلاۃ (۱) اور مفوضہ (۲) لعنھم اللہ کا قول غلط ہے، یہ بد بخت کہتے ہیں کہ "ائمہ ہدیٰؑ درحقیقت قتل نہیں ہوئے، لوگوں کو ان کی شہادت کے متعلق اشتباہ ہوا ہے"۔

یہ لوگ جھوٹے ہیں ان پر اللہ کا غضب نازل ہو۔

عیسیٰؑ بن مریمؑ کے علاوہ کسی بھی نبی یا امام کی شہادت کا معاملہ کبھی بھی اشتباہ میں نہیں آیا۔

---

(۱) غلاۃ، جمع ہے غالی کی اور غالی وہ ہیں جنہوں نے ائمہؑ کی شان میں وہ باتیں کہیں جو انہوں نے خود اپنے متعلق نہیں کہیں، یہ لوگ کبھی تو اللہ کی تشبیہ مخلوق سے دیتے ہیں اور کبھی مخلوق کی تشبیہ اللہ سے دیتے ہیں غلاۃ کے نظریات مذاہب صوفیہ اور مذاہب تناسخیہ کے نظریات سے ماخوذ ہیں۔

(۲) مفوضہ وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو پیدا کرکے خلق عالم اور تدبیر جہاں کے جملہ امور ان کے سپرد کر دیئے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ جملہ امور علی بن ابی طالبؑ کے حوالے کر دیئے۔

ماخوذ از کتاب الفرق بین الفرق طبع مصر صفحہ ۱۸ ، ۱۵۳

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ زمین سے اٹھایا گیا اور زمین و آسمان کے درمیان ان کی روح قبض کر لی گئی ، پھر انہیں آسمان پر لے جایا گیا اور ان کی روح ان کے جسم میں پلٹا دی گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ ۔۔۔

(آل عمران ۔ ۵۵)

" جب اللہ تعالیٰ نے کہا ، اے عیسیٰؑ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف بلند کرنے والا ہوں"۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کا قیامت کے دن کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا :۔

وَ کُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّادُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۔ (المائدہ ۔ ۱۱۷)

" اور جب تک میں ان میں رہا ،میں ان کا گواہ تھا اور جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو خود ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز کا گواہ ہے"

ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام کے متعلق تجاوز کرنے والے یہ بد بخت کہتے ہیں :۔

جب عیسیٰؑ کا معاملہ مشتبہ رہ سکتا ہے تو پھر ائمۂ ہدیٰ کا معاملہ کیوں مشتبہ نہیں رہ سکتا ؟

ان لوگوں کو یہ جواب دیا جائے گا :۔

یہ ضروری تو نہیں کہ ہمارے ائمہؑ اور عیسیٰؑ بن مریمؑ میں ہر لحاظ سے مشابہت پائی جائے ، حضرت عیسیٰؑ بغیر والد کے پیدا ہوئے جب کہ ہمارے ائمہ کے والد موجود تھے۔

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش اور موت دونوں کو ہی اللہ نے عجیب و غریب بنایا تا کہ دنیا جان لے کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

باب 20

وصف امام اور امام کے رتبہ و فضیلت پر آپؑ کا خطبہ

۱۔ (بحذف اسناد) عبدالعزیز بن مسلم سے مروی ہے کہ جب ہم جناب امام علی رضا علیہ السلام کے ہمراہ مقام مرو میں تھے، پس بروز جمعہ ہم جامع مسجد میں گئے اور وہاں امر امامت پر بحث شروع ہوئی اور لوگوں نے مختلف آراء کا اظہار کیا، کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ۔

جب میں اپنے امام برحق اور سردار مطلق کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے حضور لوگوں کا نظریہ امامت بیان کیا تو امام علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا۔

اے عبدالعزیز! یہ لوگ بالکل ناواقف ہیں، ان کی آراء نے ان کو دھوکا دیا ہے۔ خداوند بزرگ و برتر نے جب تک دین اسلام کو کامل نہ کر لیا اپنے نبی کو اس وقت تک دنیا سے نہیں بلایا۔

ان پر قرآن نازل فرمایا جس میں ہر چیز حلال و حرام، حدود و احکام اور تمام انسانی ضروریات کا مفصل بیان مذکور ہے۔

پس اللہ نے ارشاد فرمایا:۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ۔ (الانعام۔ ۳۸)

"ہم نے اس کتاب میں کوئی بات باقی نہیں رکھی"۔

اور حجۃ الوداع میں جو حضور کریمؐ کی عمر شریف کا آخری حصہ تھا، یہ آیت نازل فرمائی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (المائدہ۔ ۳)

"آج میں نے تمہارے لیئے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر

دیا ہے ، اور میں نے تمہارے لیئے یہی دین اسلام پسند فرمایا ہے"۔

اور امر امامت کا تعلق اتمام دین سے ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے عقبیٰ کو اس وقت تک اختیار نہ کیا جب تک انہوں نے معالم دین بیان نہ فرمائے اور آنحضرتؐ ان کا راستہ واضح کرکے انہیں راہ حق پر ڈال کر گئے ، اور ان کے لیئے علیؑ کو علم اور امام مقرر کرکے گئے ، آپؐ نے ہر اس چیز جس کی امت کو حاجت تھی بیان فرمائی ، لہٰذا جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل نہیں کیا وہ دراصل کتاب خدا کو رد کرتا ہے اور جو کتاب خدا کو رد کرے وہ کافر ہے ۔

عبدالعزیز ! جانتے ہو کہ قدر امامت کیا ہے اور آیا امت کے لیئے امامت میں تصرف کرنا جائز بھی ہے یا نہیں ؟

امامت کی قدرو منزلت اس کی شان اور اس کا مکان اور اس کے اطراف وجوانب اور اس کی گہرائی اس بات سے کہیں جلیل ، عظیم ، اعلیٰ ، محفوظ اور بعید ہے کہ لوگ اپنی عقلوں سے اس تک پہنچیں یا اپنی آراء سے اس کو حاصل کریں یا امام کو اپنے اختیار سے قائم کریں۔

امامت ایک ایسا جوہر ہے جو اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبوت و خلت کے بعد عطا کیا ، پس امامت ، نبوت و خلت کے بعد کا تیسرا درجہ ہے ، پس امامت وہ فضیلت ہے کہ اس سے ان کو شرف عنایت فرمایا اور اسی سے ان کے ذکر کو محکم فرمایا ، پس ارشاد ہوا۔

اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۔ (البقرہ ۔ ۱۲۴)

"بالتحقیق میں تمہیں لوگوں کا امام بناؤں گا "۔

یہ سن کر حضرت خلیلؑ اس مرتبۂ عظمیٰ سے خوش ہوئے اور عرض کی ۔

وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۔ (البقرہ ۔ ۱۲۴)

"کیا یہ مرتبہ میری ذریت کو بھی حاصل ہو گا"۔

ارشادرب العزت ہوا:۔

لَا یَنَا لُ عَھْدِی الظّٰا لِمِیْنَ ۔ (البقرہ ۱۲۴)

" ہاں پہنچے گا مگر جو ظالم ہیں ان کو نہیں پہنچے گا" ۔

پس اس آیت نے ہر ظالم کی امامت کو قیامت تک کے لیئے باطل کر دیا اور اس کو صرف معصومینؑ میں باقی رکھا۔

پھر خداوندعالم نے جناب ابراہیمؑ کی تعظیم و تکریم کے لیئے ان کی ذریت میں معصومین ؑومطہرین کو خلق فرمایا اور ارشاد فرمایا :۔

وَ وَھَبْنَا لَہٗٓ اِسْحَاقَ وَ یَعْقُوْبَ نَا فِلَۃً وَ کُلًّا جَعَلْنَا صَا لِحِیْنَ وَجَعَلْنَا ھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرَا تِ وَاِ قَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآ ءَ الزَّکٰوۃِ وَ کَانُوْا لَنَا عَا بِدِیْنَ ۔ (الانبیاء۔۷۲۔۷۳)

" ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ و یعقوبؑ عنایت فرمائے اور ان کو صالح بنایا اور ہم نے ان کو امام بنایا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کریں اور ہم نے ان کو وحی کی کہ نکی اچھے کاموں کو بجالائیں اور مخلوقات میں نماز کو قائم کرائیں اور زکوۃ دوائیں اور وہ سب صرف ہماری ہی عبادت کرنے والے تھے" ۔

پس یہ عہدۂ امامت جناب ابراہیمؑ کی ذریت میں بطورمیراث جاری رہا اور ایک کے بعد دوسرا اس کا وارث ہوتا رہا ، یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وارث بنایا اور ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِ بْرَاھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَاالنَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ (آل عمران ۔۶۸)

"بالتحقیق وراثت ابراہیمؑ کے سب سے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی ہے اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ مومنین کا ولی

ہے"۔

پس یہ عہدۂ امامت خاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے تھا، جو انہوں نے بطریق سنت خداوندی اپنے بھائی علی بن ابی طالب علیہ السلام کو سونپا، پس علی بن ابی طالب کی ذریت میں اصفیاء و اتقیاء پیدا ہوئے جنہیں خداوند عالم نے علم وہبی اور ایمان لدنی عنایت فرمایا جس کا بیان اس آیت مجیدہ میں مذکور ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ ۔ (الروم۔ ۵۶)

"جن لوگوں کو علم اور ایمان خداوند عالم کی طرف سے عطا ہوا ہے ، وہ کہیں گے کہ تم لوگ کتاب خدا کے مطابق قیامت کے دن تک ٹھہرے رہے۔ تو یہ قیامت کا دن ہے"۔

پس وہ امامت اب اولاد علی بن ابی طالب علیہ السلام میں قیامت تک محصور اور مخصوص ہے ، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے ، پس یہ جاہل لوگ کہاں سے امامت کو اختیار کرتے ہیں کیونکہ امامت مقام انبیاء اور میراث اوصیاء ہے اور امامت خلافتِ الٰہی اور خلافت رسول ہے اور مقام امیر المومنین اور میراث حسنؑ اور حسینؑ ہے۔

امامت سلک دین ہے ، امامت نظام مسلمین ہے ، امامت صلاح دنیا ہے ، امامت مومنین کی عزت ہے اور امامت اسلام عالی کی اصل ہے اور اس کی بلند و بالا شاخ ہے اور امام کی وجہ سے نماز، زکوٰۃ ، روزہ ، حج اور جہاد اور غنیمت و صدقات کامل ہوتے ہیں اور امام حدود الٰہی اور احکام خداوندی کو جاری کرتے ہیں اور سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

امام حلال خدا کو حلال اور حرام خدا کو حرام کرتے ہیں اور حدود الٰہیہ کو قائم کرتے ہیں اور دین خدا کی حفاظت کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنے پروردگار کے راستے

کی حکمت ، موعظہ حسنہ اور حجتِ بالغہ سے دعوت دیتے ہیں ۔

امام شمس نصف النہار کی طرح ہے جو اپنی ضیا بار شعاعوں سے عالم کو روشن کرتا ہے اور خود اس قدر بلند مقام پر ہوتا ہے کہ نہ تو وہاں تک کوئی ہاتھ پہنچ سکتا ہے اور نہ نظر کام کرسکتی ہے ۔

امام بدر منیر ، روشن چراغ ، نور ساطع اور تاریک راتوں ، شہروں کے چوراہوں ، چٹیل میدانوں اور بہتے سمندروں میں رہنمائی کرنے والا ستارہ ہے۔

امام پیاسوں کے لیئے آب شیریں ہے ، ہدایت کا رہبر ہے ، ہلاکت سے نجات دینے والا ہے۔

امام آگ کے بقعہ نور کی گرمی کی شدت ہے (اسخیائے عرب قحط سالی میں بلند مقام پر آگ روشن کر دیتے تھے تاکہ بھولا بھٹکا شخص اسے دیکھ کر ان کے پاس آجائے)۔

امام سرما خوردہ کے لیئے حرارت ہے اور خوفناک مقامات پر امام رہبر ، ہے ۔ جو امام کو چھوڑ دے گا وہ ہلاک ہوجائے گا ، امام برسنے والا بادل ہے، امام جھڑی ورن کہتا ہے ، امام ضیا بار سورج ہے ، امام سایہ دار آسمان ہے ، امام پرفضہ زمین ہے ، امام بہتا ہوا چشمہ ہے ، امام پانی سے لبریز تالاب ہے، امام پر بہار سبزہ زار ہے۔

امام رفیق ساتھی اور شفیق والد اور مہربان بھائی ، شفیق ماں اور آفتوں اور بدوں میں جائے پناہ ہے ۔ امام مخلوقات میں اللہ کا امین ہے اور بندوں پر اللہ کی حجت ہے ، اور اللہ کی سلطنت میں اس کا خلیفہ ہے۔

امام اللہ کی طرف بلانے والا ہے ، امام اللہ کے حرم کا محافظ ہے ، امام گناہوں سے پاک اور عیوب سے بری ہے ، امام علم سے مخصوص ہے ۔ امام حلم سے موسوم ہے ، امام دین کا نظام ہے ، امام مسلمانوں کی عزت ہے اور امام منافقین

کے لیئے باعث غیظ و غضب ہے اور امام کفار کے لیئے پیغام ہلاکت ہے۔

امام اپنے زمانے میں یکتا ہوتا ہے، کوئی اس کے رتبہ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی عالم اس کے برابر ہو سکتا ہے اور نہ تو امام کا بدل مل سکتا ہے اور نہ کوئی اس کا مثیل و نظیر ہوتا ہے، تمام فضائل بغیر طلب و اکتساب کے اس کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں اور یہ اس کو فضل کرنے اور عطا کرنے والے خدا کی طرف سے خصوصیت ملی ہے۔

پس کون ہے جو معرفت امام حاصل کرے اور کس کی مجال ہے کہ اپنی مرضی سے امام بنا سے، یہ بات بہت دور ہے، بہت دور ہے! عقل گمراہ ہے دانش پریشان ہے، خرد حیران ہے، آنکھیں چندھیا گئی ہیں بڑے بڑے حقیر ہو گئے ہیں حکماء متحیر ہیں۔

صاحبان دانش قاصر ہیں، خطباء گنگ ہیں، دانا جاہل ہیں، شعراء تھک گئے، ادباء عاجز ہو گئے، بلغاء رہ گئے اور یہ تمام طبقے امام کی شان یا فضیلت بیان کرنے سے عاجز آ گئے۔ اور انہوں نے اپنی عاجزی اور تقصیر کا اعتراف کر لیا اور یہ لوگ امام کے اوصاف یا نعت و کنہ بیان کریں تو کیسے کریں جب کہ امام کا کوئی امر ان کی سمجھ میں نہیں آ سکا؟

کسی کی کیا مجال کہ اپنی جانب سے امام کا قائم مقام ہو سکے یا اس سے مستغنی کر سکے۔

ہرگز نہیں، کس طرح اور کہاں! وہ تو ثریا کی طرح لوگوں کے ہاتھوں اور تعریف کرنے والوں کی زبانوں سے بلند اور دور ہے۔

پس وہ ایسے صفات نے حامل کو کہاں سے اختیار کر سکتے ہیں اور اس تک عقلیں کب کیسے پہنچ سکتی ہیں اور ایسا کہاں مل سکتا ہے؟

اور کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ ایسا شخص آل رسول کے علاوہ کہیں اور مل

سکتا ہے ؟

اللہ کی قسم ! ان کے نفسوں نے انہیں دھوکا دیا ہے اور ان کے باطل خیالات نے انہیں جھوٹی آرزو میں مبتلا کیا ہے ، وہ ایک دشوار گزار مہلک مقام پر چڑھ گئے جہاں سے پھسل کر تحت الثریٰ میں گریں گے اور انہوں نے اپنی متحیر و ناقص عقول اور گمراہ آراء سے امام کے تقرر کا قصد کر لیا ہے ،یہ لوگ اسی وجہ سے امام برحق سے بہت دور چلے گئے۔

قَا تَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْ فَكُوْنَ ۔ (التوبہ ۔ ۳۰)

" انہیں خدا مارے یہ کہاں بھٹک رہے ہیں "۔

بالتحقیق انہوں نے بڑی جرأت کی اور جھوٹ کہا ہے اور سخت گمراہی میں پڑ گئے اور دیدہ و دانستہ امام برحق کو چھوڑ کر حیران ہو گئے ہیں اور شیطان نے ان کے غلط اعمال کو ان کے لیئے مزین کر دیا ہے اور راہ حق سے ان کو روک دیا ہے، اور انہوں نے جان بوجھ کر امام کو چھوڑ دیا ہے، اور انہوں نے خدا و رسولؐ کے اختیارات کا انکار کرکے اپنے اختیار کو ترجیح دی ہے ، حالانکہ قرآن مجید ان کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔

وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ (القصص ۔ ۶۸)

" اور تیرا پروردگار جو چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مختار بناتا ہے ، ان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جس کو چاہیں اپنا مختار بنا لیں ، اللہ ان کے شرک سے پاک ہیں "۔

اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وما كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ و رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۔ (احزاب ۔ ۳۶)

"کسی مومن اور مومنہ کو اختیار نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی امر کا فیصلہ کر دیں تو وہ اپنی مرضی سے اس میں تغیر و تبدل کریں"۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ اَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صَادِقِيْنَ۔ (القلم ۔ ۳۶ تا ۴۱)

"تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو ، آیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو اور تمہارے واسطے اس میں جو کچھ چاہو موجود ہے ، یا تمہارا کامل عہد و پیمان قیامت تک ہم سے یہ ہے کہ جو کچھ تم حکم لگاؤ ہمیں منظور ہے ؟

اے پیغمبرؐ! ذرا ان سے پوچھیے تو سہی کہ اس بات کا تم میں سے کون ذمہ دار ہے ؟ یا ان کے شرکاء ہیں ، اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو وہ اپنے شرکاء کو بلائیں "۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۔ (محمدؐ ۔ ۲۴)

" یہ لوگ قرآن میں تدبر کیوں نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں " ؟

یا اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے پس وہ کچھ نہیں سمجھ سکتے؟ یا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ،حالانکہ نہیں سنتے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۔

(الانفال ۔ ۲۲، ۲۳)

" بتحقیق اللہ کے نزدیک سب سے برا چلنے پھرنے والا وہ ہے جو کچھ نہیں سنتا اور نہیں سمجھتا اور اگر اللہ کو ان میں کچھ بھلائی نظر آتی تو وہ ضرور ان کو سننے والا بناتا اور اگر سننے والا بناتا تو بھی وہ حق سے اعراض کر کے بھاگتے "۔

یا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا لیکن ہم مخالفت ہی کریں گے (خیر جو کچھ ہو) امامت فضل خدا ہے اور فضل خدا کا وصف یہ ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

(جمعہ ۴)

" یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے "۔

پس کس طرح وہ امام کو خود اختیار کر سکتے ہیں ، حالانکہ امام ایسا عالم ہے کہ کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور ایسا داعی ہے کہ تنگ نہیں ہوتا اور وہ تقدس ، طہارت ، نسک ،زہد ، علم ، عبادت کا منبع اور سرچشمہ ہوتا ہے۔

امام دعوت رسولؐ سے مخصوص ہوتا ہے اور نسل بتولؑ کا پاک و پاکیزہ فرد ہوتا ہے ، اس کے نسب میں کوئی شبہ نہیں ہوتا اور حسب میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ، امام خاندان میں قریشی اور ہاشمی الاصل ہوتا ہے ،عترت رسولؐ ہوتا ہے ، امام اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے ، اشراف کے لیئے مایۂ شرافت اور عبدمناف کی شاخ ہے علم میں نامی اور حلم میں کامل ہوتا ہے۔

امام حامل بار امامت اور عالم علم سیاست اور واجب الاطاعت قائم بامر اللہ، خیر خواہ عباد اور محافظ دین خدا ہے۔

انبیاء اور ائمہ خدا کی طرف سے توفیق یافتہ ہوتے ہیں اور خداوند عالم انہیں اپنے علم مخزون اور حکمت سے سب سے زیادہ حصہ عنایت فرماتا ہے ،ان کا علم کل علمائے زمانہ سے زیادہ ہوتا ہے ،جس کا تذکرہ خداوند عالم نے اس آیت میں کیا ہے ۔

اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ

اَنْ یُّهْدٰی فما لَکُمْ کیفَ تَحْکُمُوْنَ۔ (یونس۔۳۵)

" کیا وہ شخص جو حق کی ہدایت کرتا ہے زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ شخص جس میں ہدایت کی صلاحیت ہی نہیں اور دوسرے کی ہدایت کا محتاج ہے پس تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ۔ (البقرہ۔۲٦۹)

" جس کو اللہ کی طرف سے حکمت ملی، اس کو خیر کثیر عطا ہوئی "۔

اور اللہ تعالیٰ نے طالوت کے متعلق ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاهُ عَلَیْکُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ و الْجِسْمِ واللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْکَهٗ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔ (البقرہ۔۲۴۷)

" بالتحقیق اللہ نے اس کو تم پر مختار بنا دیا ہے اور اسے علم اور جسم میں تم پر زیادتی عطا فرمائی ہے اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنا ملک عطا کرتا ہے، اللہ وسعت والا اور علم والا ہے "۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے فرمایا:۔

وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۔(النساء۔۱۱۳)

" اور ہمیشہ سے تم پر اللہ کا عظیم فضل رہا ہے "۔

اور ائمہ اہل بیت نبیؐ، عترت نبیؐ اور ذریت نبیؐ کی نسبت ارشاد فرماتا ہے۔

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرَاهِیْمَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَ اٰتَیْنَاهُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وَکَفٰی بِجَهَنَّمَ سَعِیْرًا ۔ (نساء۔۵۴، ۵۵)

" کیا ان فضائل پر جو اللہ نے انہیں عطا کیے ہیں لوگ حسد کرتے ہیں، پس اس سے پہلے بھی ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب حکمت اور ملک عظیم عطا فرمایا تھا،

پس بعض ان میں سے ایمان لائے اور بعض رُک گئے اور جہنم ان کے عذاب کے لیئے کافی ہے "۔

اور جب اللہ اپنے بندوں کے امور کے لیئے کسی کا انتخاب کرتا ہے تو اس کے سینے کو کشادہ کر دیتا ہے اور اس کے دل میں حکمت کے چشمے جاری کر دیتا ہے اور اس کو ہر طرح کا علم الہام کر دیتا ہے۔

پس وہ کسی سوال کے جواب سے عاجز نہیں ہوتا ، اور راہ حق سے کبھی منحرف نہیں ہوتا ، پس وہ معصوم ہے ، مؤید ہے ، موفق ہے ، **مسدّد** ہے ، ہر طرح کی خطا و لغزش سے محفوظ ہے۔

اللہ اس کو ان امور سے مخصوص فرماتا ہے تاکہ وہ اس کے بندوں پر حجت ہو اوراس کی مخلوقات پر اس کا شاہد ہو۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

(جمعہ۔۴)

"یہ خدا کا مخصوص فضل ہے جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے "

پس کیا یہ لوگ ایسے شخص کے انتخاب پر قدرت رکھتے ہیں جو ان صفاتِ حسنہ کا حامل ہو اور کیا ان کا اپنی مرضی سے چنا ہوا شخص مذکورہ صفات سے موصوف ہو سکتا ہے کہ اس کو مقتدا بنائیں ؟

بیت اللہ کی قسم ! یہ لوگ حق سے تجاوز کر گئے ہیں اور کتاب خدا کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا ہے گویا کہ کچھ جانتے ہی نہیں اور حالانکہ کتاب خدا میں ہدایت اور شفا ہے ، پس اس کو تو انہوں نے چھوڑ دیا ہے اور اپنی خواہشوں کی پیروی کر لی ہے۔

پس خداوند عالم نے ان کی مذمت کی ہے اور ان کو مورد عذاب وہلاکت قرار دیا ہے ، پس رب العالمین نے ارشاد فرمایا :۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ (القصص۔۵۰)

" اور اس سے بھی بھلا کوئی زیادہ گمراہ ہے جس نے اپنی خواہشات کی پیروی کی ہو، حالانکہ اللہ نے اس کو اس امر کی ہدایت نہیں کی اور اللہ ظالموں کو ہرگز ہدایت نہیں کرتا"

اور رب العزت نے ارشاد فرمایا:۔

فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ۔ (محمد۔۸)

" پس ہلاکت ہے ان کے لیئے اور ان کے سارے اعمال بے کار ہیں"۔

اور ارشاد فرمایا:۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۔ (مومن۔۳۵)

" اللہ اور اہل ایمان کے ہاں یہ سخت ناراضگی کا سبب ہے اور اسی طرح سے اللہ ہر متکبر اور جبار کے دل پر مہر لگا دیتا ہے"۔(۱)

۲۔ مجھ سے یہ حدیث محمد بن محمد بن عصام کلینی اور علی بن احمد بن محمد بن عمران دقاق اور علی بن عبداللہ ورّاق اور حسن بن احمد المؤدب اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام (ہاشم) مؤدب رضی اللہ عنھم نے بیان کی اور انہوں نے یہ حدیث محمد بن یعقوب کلینی سے روایت کی ،انہوں نے ابو محمد قاسم بن علا سے یہ حدیث نقل کی، انہوں نے قاسم بن مسلم سے ،انہوں نے یہ حدیث عبدالعزیز بن مسلم سے روایت کی اور انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے مذکورہ حدیث روایت کی ۔

۱۔ شانِ امامت پر مشتمل یہ خطبہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے اگر اس خطبہ کے علاوہ امامت کے لیے کوئی دوسری حدیث نہ بھی ہوتی تو بھی یہ خطبہ شانِ امامت کے لیئے کافی ووافی ہوتا۔

باب 21

حضرتؑ کی زبانی فاطمہ زہراؑ کی شادی کی روایت

۱۔ ابوالحسن محمد بن علی بن شاہ نے مرو رود میں ہمیں یہ حدیث سنائی، انہوں نے یہ حدیث ابو العباس احمد بن مظفر بن حسین سے سنی، انہوں نے ابو عبداللہ محمد بن زکریا بصری سے یہ حدیث سنی، انہوں نے محمد بن سابق سے، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں نے یہ حدیث اپنے والد علیہ اسلام سے، انہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق علیہ السلام سے. انہوں نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے، انہوں نے امام زین العابدین علیہ اسلام سے، انہوں نے امام حسین علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ میرے والد علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا:۔

میں نے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے شادی کا ارادہ کیا لیکن رسول خداؐ کے سامنے خواستگاری کی مجھ میں جرأت نہیں ہوتی تھی، اور دن رات میرے ذہن پر یہی سوچ سوار تھی، ایک دن آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا:۔

"یا علیؑ!"

میں نے عرض کی: "لبیک یا رسول اللہؐ!"

آپؐ نے فرمایا: "کیا تم شادی کرنے کی خواہش رکھتے ہو؟"

میں نے عرض کی: "اللہ کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں"۔

میں نے گمان کیا کہ شاید آنحضرتؐ قریش کی کسی عورت سے کہیں میرا نکاح نہ کر دیں اور اگر ایسا ہوا تو فاطمہ(س) سے محروم ہو جاؤں گا۔

پھر اچانک آنحضرتؐ نے مجھے ام سلمہؓ کے گھر میں بلایا، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے جیسے ہی مجھے دیکھا ان کا چہرہ کھل اٹھا اور آپؐ مسکرائے.

یہاں تک کہ آپؐ کے دانتوں کی چمک مجھے نظر آئی اور آپؐ نے مجھے فرمایا ۔

"علیؑ! تمہیں مبارک ہو ۔ تمہاری شادی کی فکر کے لیئے اللہ نے میری کفایت کی"۔

میں نے عرض کی : "یارسول اللہؐ! وہ کیسے ؟"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : "میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور ان کے پاس جنت کا ایک خوشہ اور لونگ تھا، انہوں نے دونوں چیزیں مجھے پکڑا دیں"۔

میں نے انہیں لے کر سونگھا اور میں نے کہا :۔

"جبرئیلؑ! یہ خوشہ اور یہ لونگ کیسا ہے ؟"

انہوں نے کہا : "اللہ تعالیٰ نے ملائکۂ بہشت اور ساکنین جنت کو حکم دیا کہ وہ جنت کی نہروں اور پھلوں اور اشجار اور محلات کو مزین کریں اور اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا، ہوا نے عطر وخوشبو کی لپٹیں نثار کیں اور اللہ تعالیٰ نے حور العین کو حکم دیا کہ وہ سورۂ طٰہٰ ، طٰسٓ (سورۂ نمل) اور حٰمٓ عٓسٓقٓ (سورۂ شوریٰ) کی تلاوت کریں"۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ایک منادی کو حکم دیا جس نے اذن خدا سے یہ منادی کی :۔

"اے میرے ملائکہ اور میری جنت میں رہائش پذیر مخلوق! گواہ رہو میں نے فاطمہؑ بنتِ محمدؐ کی تزویج علی بن ابی طالبؑ سے کر دی اور یہ تزویج ان دونوں اور میری رضامندی سے ہوئی ہے"۔

پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کے ایک فرشتے کو جس کا نام "راحیل" ہے، وہ تمام ملائکہ میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے، اس کو خطبۂ نکاح پڑھنے کا حکم صادر فرمایا ، اس نے حکم الٰہی سے ایسا فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جس جیسا خطبہ آج تک زمین وآسمان میں نہیں پڑھا گیا۔

پھر منادی نے حق کی طرف سے ندا دی :۔

"میرے ملائکہ اور میری جنت کے باسیو ! تم علی بن ابی طالب علیہ السلام اور میرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور فاطمہ بنت محمد علیھما اسلام پر برکت بھیجو ، اور میں بھی ان پر برکت بھیجتا ہوں"۔

راحیل فرشتہ نے عرض کی : "پروردگار ! ہم نے علی و فاطمہ علیھما السلام کے لیئےجو برکت تیری جنت اور تیری دارکرامت میں دیکھی ہے اس سے زیادہ تو دنیا میں ان پر برکت نازل نہیں کرے گا"۔

خداوند عالم نے فرمایا :"راحیل ! ان دونوں پر میری برکت یہ ہے کہ ان دونوں کو اپنی محبت پر جمع کروں گا اور ان دونوں کو اپنی مخلوق پر حجت بناؤں گا۔

اور مجھےاپنی عزت وجلال کی قسم ! میں ان دونوں سے مخلوق پیدا کروں گا اور ان سے ان کی ذریت جاری کروں گا ، انہیں اپنی زمین میں اپناخازن بناؤں گا اور اپنی حکمت کا انہیں معدن بناؤں گا ، اور انبیاء اور مرسلین کے بعد انہی کے ذریعے سے اپنی مخلوق پر حجت قائم کروں گا"۔

لہذا علیؑ ! تمہیں مبارک اور خوشخبری ہو ، میں نے تمہارا اسی مہر پر اپنی بیٹی فاطمہ سے نکاح کیا ہے جو اللہ نے اس کے لیئے مقرر کیا ہے اور جس مہر پر اللہ راضی ہے ، میں بھی اسی مہر پر راضی ہوں۔

تم اپنی زوجہ کو لے جا سکتے ہو ، کیونکہ اب میری بہ نسبت تم اس کے زیادہ حقدار ہو ، مجھے جبریل امینؑ نے خبر دی ہے کہ جنت اور اہل جنت تم دونوں کے مشتاق ہیں ،اگر اللہ نے تم دونوں سے اپنی حجتوں کا ظہور نہ کرانا ہوتا تو اہل جنت اور جنت کی خواہش کے تحت تم دونوں کو فوراً وہاں بھیج دیتا ،تم میرے بہترین بھائی اور بہترین داماد اور بہترین ساتھی ہو، رضائے الٰہی تمہاری رضامندی کے لیئے کافی ہے۔

حضرت علیؑ نے کہا: "پروردگار ! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے عطا کی ہے"۔

رسول خداؐ نے فرمایا: ”آمین!“

۲۔ مجھ سے یہ حدیث علی بن احمد بن محمد بن عمران نے بیان کی، انہوں نے یہ حدیث احمد بن یحییٰ بن زکریا قطان سے، انہوں نے ابو محمد بکر بن عبداللہ بن جندب (حبیب) سے، انہوں احمد بن حرث (حارث) سے، انہوں نے ابو معاویہ سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے والد محمد باقر علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین علیہ السلام سے، انہوں نے امام حسین علیہ السلام سے، انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی۔

انہوں نے کہا: میں نے فاطمہؑ سے شادی کا ارادہ کیا لیکن میں رسول خداؐ کی خدمت میں خواستگاری کی جرأت نہ کر سکا۔

اس کے بعد مذکورہ حدیث بیان ہوئی ہے۔

علاوہ ازیں یہ حدیث اور بھی کئی طریقوں سے مروی ہے جن کا تذکرہ میں نے اپنی کتاب مدینۃ العلم میں کیا ہے (۱)

۳۔ (بحذف اسناد) حسین بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے ان کے آبائے طاہرینؑ کی سند سے سنا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا:۔

یا علی! قریش کے کئی افراد فاطمہؑ کے معاملے کی وجہ سے مجھ پر ناراض ہوئے اور مجھ سے کہا:۔

ہم نے آپؐ سے آپؐ کی صاحبزادی کا رشتہ طلب کیا تھا لیکن آپؐ نے ہمیں رشتہ دینا گوارہ نہ کیا اور علیؑ سے ان کا نکاح کر دیا۔

میں نے انہیں کہا: ”خدا کی قسم! میں نے تمہیں اس رشتہ سے محروم نہیں کیا اور میں نے اپنی مرضی سے علی کو رشتہ نہیں دیا بلکہ تمہیں اللہ نے محروم رکھا اور

۱۔ مدینۃ العلم شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی اہم کتاب ہے لیکن یہ کتاب بتدریج زمانہ کی وجہ سے تلف ہو چکی ہے

اللہ نے علیؑ کا نکاح کیا" مجھ پر جبرئیل نازل ہوئے اور کہا :۔

محمدؐ ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

"اگر میں علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو روئے زمین پر فاطمہؑ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا ، نہ ہی آدمؑ اور نہ ہی کوئی اور"۔

۴۔ ہم سے یہ حدیث احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ نے بیان کی ، انہوں نے یہ حدیث علی بن ابراہیم بن ہاشم سے ،انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن معبد سے ، انہوں نے حسین بن خالد سے ،انہوں نے امام علی رضاؑ سے یہ حدیث روایت کی اور آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے درج بالا حدیث نقل کی۔

مصنف کہتے ہیں

میں نے اس روایت کے تمام طرق "کتاب مولد فاطمہ و فضائلھا" میں جمع کیے ہیں۔

باب 22

آپؑ کی روایت کہ ایمان معرفت بالقلب ، اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا مجموعہ ہے۔

۱۔ (بحذف اسناد) ابوالصلت ہروی کہتے ہیں ، میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے ان کے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ فرمان سنا۔ آپؐ نے فرمایا :۔

"ایمان نام ہے معرفت بالقلب ، اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا"۔

یعنی تین اجزاء کے مجموعے کا نام ایمان ہے ، دل تصدیق کرے ، زبان اقرار کرے اور اعضاء و جوارح سے ایمان کے تقاضوں پر عمل کیا جائے۔

۲۔ (بحذف اسناد) عبدالسلام بن صالح ہروی نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ،انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی،انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

"ایمان معرفت بالقلب ، اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا نام ہے"۔

۳۔ (بحذف اسناد) ابوالصلت ہروی کہتے ہیں ، میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے ایمان کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا :۔

"ایمان دل کے عقیدہ اور زبان کے الفاظ اور اعضاء و جوارح کے مجموعہ کا نام ہے ، ایمان اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے"۔

۴۔ (بحذف اسناد) عبدالسلام بن صالح الہروی نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

"ایمان معرفت بالقلب ، اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا نام ہے"۔

۵۔(حذف اسناد) ابو احمد داوٗد بن سلیمان غازی نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، آپ کے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے امیرالمومنین عیہ اسلام سے روایت کی ، انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے روایت کی۔

آپؐ نے فرمایا:۔

"ایمان اقرار باللسان ، معرفت بالقلب اور عمل بالارکان کا نام ہے"۔

حمزہ بن محمد علوی رضی اللہ عنہ نے کہا :۔

میں نے اپنے والد اور عبدالرحمان بن ابی حاتم سے سنا ، ابو حاتم کہتے تھے" اگر اس حدیث کے اسناد کو کسی دیوانہ پر بھی پڑھاجائے تو وہ بھی تندرست ہو جائے گا"

یعنی امام علی رضاعلیہ السلام کے مبارک نام سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے نام تک یہ پاکیزہ اسماء کو کسی دیوانہ پر بھی دم کیا جائے تو ان پاکیزہ ناموں کی برکت سے وہ شفایاب ہو جائے گا۔

۶۔ مجھ سے میرے والد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا، ان سے محمد بن معقل القر میسینی (۱) نے بیان کیا ، ان سے محمد بن عبداللہ بن طاہر نے بیان کیا :۔

میں اپنے والد کے سرہانے کھڑا تھا ، اور اس وقت ہمارے گھر میں ابوالصلت ہروی اور اسحاق بن راہویہ اور احمد بن محمد بن حنبل موجود تھے ۔

میرے والد نے کہا :۔

تم میں سے ہر شخص ایک ایک حدیث پڑھے۔

چنانچہ ابوالصلت ہروی نے یہ حدیث پڑھی۔

حدثنی علی بن موسیٰ الرضا وکان واللہ رضی کما سمی

۱۔یہ لفظ "کرمان شاہی" کا معرب ہے۔

عن ابیه موسٰی بن جعفر عن ابیه جعفر بن محمد عن ابیه محمد بن علی عن ابیه علی بن الحسین عن ابیه الحسین بن علی عن ابیه علی بن ابی طالب علیهم السلام قال : قال رسول الله صلی الله علیه و اٰله وسلم

الایمان قول و عمل۔

"مجھ سے یہ حدیث علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے بیان کی اور خدا کی قسم وہ اپنے نام کے مطابق رضا تھے ، انہوں نے اپنے والد موسیٰ بن جعفر سے ، انہوں نے اپنے والد جعفر بن محمد سے ، انہوں نے اپنے والد محمد بن علی سے ، انہوں نے اپنے والد علی بن حسین سے ، انہوں نے اپنے والد حسین بن علی سے . انہوں نے اپنے والد علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"ایمان قول اور عمل کا نام ہے"۔

جب ہم نکلے تو احمد بن محمد بن حنبل نے کہا :۔

"یہ کیسے اسناد ہیں ؟"

میرے والد نے کہا :۔

"یہ پاگلوں کی نسوار ہے ، جب پاگلوں پر یہ نام پڑھے جاتے ہیں تو وہ تندرست ہو جاتے ہیں"۔

باب 23

حضرتؑ کی زبانی عترت اور امت کا فرق

۱۔ (بحذف اسناد) ریان بن صلت بیان کرتے ہیں :۔

امام علی رضا علیہ السلام "مرو" میں مامون کے دربار میں تشریف لائے ، اس وقت دربار میں عراق و خراسان کے علماء جمع تھے۔

مامون نے علماء سے کہا : آپ حضرات مجھے قرآن کی اس آیت مجیدہ کے متعلق بتلائیں۔

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتَابَ الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۔(فاطر۔۳۲)

"پھر ہم نے کتاب کا وارث انہیں بنایا جنہیں اپنے بندوں میں سے چن لیا"۔

علماء نے کہا : اس سے مراد پوری امت ہے۔

مامون نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا : ابوالحسن ! آپؑ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا : میں وہ نہیں کہتا جو انہوں نے کہا ہے ، اس کے لیئے میرا قول یہ ہے

"اللہ نے اس سے عترت طاہرہ مراد لی ہے"۔

مامون نے کہا : امت کو چھوڑ کر اللہ نے عترت کیسے مراد لی ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا : " اگر اس سے امت مراد ہوتی تو پوری کی پوری امت ہی جنتی ہوتی ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور پوری آیت یوں ہے۔

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتَابَ الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ وَمِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ وَمِنۡهُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَیۡرَاتِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِیۡرُ ۔(فاطر۔۳۲)

"پھر ہم نے کتاب کا وارث ان کو قرار دیا جنہیں اپنے بندوں میں سے چنا یا کیونکہ بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض اعتدال پسند ہیں اور بعض خدا کی اجازت سے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور در حقیقت یہ بڑا فضل و شرف ہے"۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سب کو جنت میں جمع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

جَنَّاتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا یُحَلَّوْنَ فِیهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْ لُؤًا وَلِبَا سُهُمْ فِیهَا حَرِیْرٌ۔ (فاطر۔۳۳)

"یہ لوگ ہمیشہ رہنے والی جنت میں داخل ہوں گے۔ انہیں سونے کے کنگن اور موتی کے زیورات پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس جنت میں ریشم کا ہو گا"۔

اسی لیئے وراثت کتاب عترت طاہرہ کے لیے مخصوص ہے، اس سے ان کے غیر مراد نہیں ہیں"۔

مامون نے کہا: عترت طاہرہ کون ہیں؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "عترت طاہرہ وہی ہے جن کی توصیف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔ (الاحزاب۔۳۳)

"بس اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اے اہل بیتؑ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے"۔

اہل بیتؑ وہی ہیں جن کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اور وہ ہیں

اللہ کی کتاب اور میری عترت اہل بیتؑ، یہ ایک دوسرے سے ہر گز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ روز قیامت میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں، دیکھنا یہ ہے کہ میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو، تم انہیں تعلیم مت دینا ،وہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔

علماء نے کہا: ابوالحسنؑ! آپ ہمیں یہ بتائیں کہ عترت سے مراد آل ہے یا آل کے علاوہ کچھ اور ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: ”عترت سے مراد آل ہے“

علماء نے کہا: رسول خداؐ سے مروی ہے ۔

آپؑ نے فرمایا: میری امت میری آل ہے ، اور اصحاب رسول نے روایت کی ہے کہ آل محمدؐ سے مراد امت محمدؐ ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: ” مجھے یہ بتاؤ کہ کیا آل پر صدقہ حرام ہے ؟“

تمام علماء نے کہا: بے شک آل پر صدقہ حرام ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: ”تو کیا امت پر بھی صدقہ حرام ہے ؟“

علماء نے کہا: نہیں ! امت پر صدقہ حرام نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ”یہ آل اور امت کا پہلا فرق ہے ، تم پر افسوس ہے تم کہاں جا رہے ہو اور جان بوجھ کر نصیحت سے اعراض کر رہے ہو اور کیا تم مسرفین تو نہیں ہو۔

کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ وراثت و طہارت ، مصطفیٰ اور ہدایت یافتہ افراد کے لیئے مخصوص ہے ، دوسروں کے لیئے نہیں ہے“ ۔

علماء نے کہا: آپؑ کے اس قول کی بنیاد کیا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا: ” قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان اس دعوی کی دلیل ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا وَّ اِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّة

وَالْکِتَاب فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَکَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فَا سِقُوْنَ۔ (الحدید۔٢٦)

"اور یقیناً ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو رسول بنا کر بھیجا اور ہم نے ان دونوں کی ذریت میں نبوت و کتاب کو رکھا پس ان میں کچھ ہدایت یافتہ ہیں اوران میں سے زیادہ تعداد فاسقین کی ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے وراثت ونبوت کے لیئے ہدایت یافتہ افراد کا انتخاب کیا۔اور فاسقین کو اس سے محروم رکھا۔

(اسی لیئے وراثت قرآن بھی ہدایت یافتہ افراد کے لیئے مخصوص ہے ، بدکار افراد قرآن کے وارث نہیں ہو سکتے)

اور کیا تمہیں یہ علم نہیں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کا نافرمان بیٹا غرق ہونے لگاتوانہوں نے اس کی نجات کے لیئے اللہ تعالیٰ سے دعاکرتے ہوئے عرض کی تھی۔

رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ ۔(ہود۔۴۵)

" پروردگار ! بیشک میرا بیٹا میرے اہل میں سےہے اور تیرا وعدہ حق ہے اورتو احکم الحاکمین ہے"۔

یہ الفاظ حضرت نوح علیہ السلام نےاس وجہ سے کہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے اور اس کے اہل کو طوفان سے نجات دے گا، اسی لیئے انہوں نے خدا کو وعدہ یاد دلاتے ہوئے عرض کیاتھا کہ میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ حق ہے۔

اللہ تعالیٰ نےنوح علیہ السلام کوجواب دیا:۔

قَالَ یَا نُوْحُ اِنَّهُ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ۔

(ہود ۔ ۴٦)

"ارشاد ہوا کہ نوحؑ یہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے ، یہ عمل غیر صالح ہے ، ہذا مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں ہے، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تمہارا شمارا جاہلوں میں نہ ہوجائے "۔

مامون نے کہا : ابوالحسن ! کیا اللہ تعالیٰ نے عترت کو دوسرے لوگوں پر فضیلت دی ہے؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا : "اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں پر عترت کی فضیلت کو اپنی محکم کتاب میں بیان کیا ہے"۔

مامون نے کہا : وہ اللہ کی کتاب میں کہاں ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا : عترت کی فضیلت ان آیت سے ثابت ہوتی ہے ۔

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰى اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ والَ عِمۡران عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ذُرِّيَّةً بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ۔

(آل عمران۔ ۳۳،۳۴)

"بے شک اللہ نے آدم ، نوح ، آل ابراہیم اورآل عمران کو تمام جہانوں سے منتخب کیا ہے یہ ایک نسل ہے جس ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سننے والا ، جاننے والا ہے "۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا :۔

اَمۡ يَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ فَقَدۡ اٰتَيۡنَاۤ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَاٰتَيۡنٰهُمۡ مُّلۡكًا عَظِيۡمًا (النساء ۔۵۴)

" یا وہ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنہیں خدا نے اپنے فضل وکرم سے بہت کچھ عطا کیا ہے، یقیناً ہم نے آل ابراہیم کو کتاب حکمت اور ملک عظیم سب کچھ عطا کیا ہے "

پھر ان چند آیات کے بعد اللہ نے اہل ایمان کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ --- (النساء۔ ۵۹)

" ایمان والو ! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو جو تمہیں میں سے ہیں"۔

یعنی اللہ نے انہیں کتاب و حکمت عطا کی ہے اور اسی لیئے باقی دنیا نے ان سے حسد کیا اور اللہ نے انہیں ملک عظیم عطا کیا، اور یہاں " ملک " سے مراد ان کی اطاعت ہے۔

قرآن میں بارہ (۱۲) مقامات پر عترت اہل بیتؑ کی فضیلت، اصطفاء اور انتخاب کا تذکرہ ہے

علماء نے کہا: ابوالحسن ! آپ یہ بتائیں کہ عترت کے انتخاب کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی کہیں موجود ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "باطنِ قرآن سے قطع نظر اللہ تعالیٰ نے ظاہر قرآن میں بارہ مقامات پر عترت اہل بیتؑ کے اصطفاء و انتخاب کا تذکرہ کیا ہے۔

پہلی آیت

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ (ورھطك المخلصین) (الشعراء۔ ۲۱۴)

" اور اے پیغمبر، آپؐ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے (اور اپنے مخلص

گروہ کو ڈرایئے) "۔

یاد رکھیں !"**رهطك المخلصين** " کے الفاظ ابی بن کعب کی قرأت میں ہیں اور عبداللہ بن مسعود کے مصحف میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں لہذا دعوت اسلامیہ کے آغاز کے لیئے قریبی رشتہ داروں کا انتخاب عترت کے لیئے ایک عظیم اعزاز ہے، چنانچہ یہ عترت کی پہلی فضیلت ہے۔

دوسری آیت

اس آیت کا تعلق اہل بیتؑ کے اصطفاء سے ہے، چنانچہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۔ (الاحزاب۔۳۳)

" اے اہل بیتؑ ! اللہ کا ارادہ بس یہی ہے کہ وہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے"۔

اہل بیتؑ کی اس فضیلت سے کوئی ضد کرنے والا جاہل ہی انکار کرسکتا ہے کیونکہ اہل بیتؑ کی طہارت قرآن مجید سے ثابت ہے۔

تیسری آیت

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے پاک و پاکیزہ افراد کا انتخاب کر لیا اور ان کے حق میں آیت تطہیر نازل کردی تو اس نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ وہ ان افراد کو لے کر نصاریٰ سے مباہلہ کریں، چنانچہ ارشاد ہوا:۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآئَنَا وَ اَبْنَآئَكُمْ وَ نِسَآئَنَا وَ نِسَآئَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ۔ (آل عمران ۔۶۱)

" پھر جو شخص آپؐ کے پاس علم آنے کے بعد آپؐ سے جھگڑا کرے تو آپؐ کہہ دیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں اور تم اپنی جانوں کو بلاؤ ، پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیں"۔

اس آیت کے بعد آنحضرتؐ نے علی اور حسن و حسین اور فاطمہ صلوات اللہ علیھم کو بلایا اور اپنے آپؐ کو ان کے ساتھ شامل کیا ، اور مباہلہ کے لیئے چل دیئے۔

امام علیہ السلام نے اہل دربار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :۔

جانتے ہو " **اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ** " سے کون مراد ہیں ؟"

علماء نے کہا : اس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی ذات مراد ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : "نہیں ! تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ،اس سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں ، علیؑ ہی نفس رسولؐ ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہے

آپؐ نے فرمایا :۔

لَیَنْتَھِیَنَّ بَنُو وَلِیْعَةَ اَوْلَاَ بْعَثَنَّ اِلَیْھِمْ رَجُلًا کَنَفْسِیْ یَعْنِیْ علی ابن ابی طالب ۔

" بنو ولیعه باز آجائیں ورنہ میں ان کی طرف اسے روانہ کروں گا جو میرے نفس کی مانند ہو گا ، اس سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہیں "۔

اور "**ابناء** " سے امام حسن اور امام حسین علیھما السلام مراد ہیں اور" **نساء**" سے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا مراد ہیں۔

اور یہ عترت طاہرہؑ کی وہ خصوصیت ہے کہ کوئی ان سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور یہ وہ فضیلت ہے جس میں کوئی بشر ان کا شریک نہیں ہو سکتا ، اور اس شرف

میں کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا ، اس لیئے کہ اللہ تعالٰی نے نفس علیؑ کو نفس محمدؐ قرار دیا ہے، یہ تیسری فضیلت ہے۔

چوتھی فضیلت

مسجد نبوی میں صحابہ کے دروازے کھلتے تھے ،آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عترت طاہرہؑ کے علاوہ سب دروازے بند کرا دیئے۔

اس پر لوگوں نے بہت باتیں بنائیں اور آنحضرتؐ کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے آنحضرتؐ سے اس سلسلے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا:۔

یارسول اللہ ! آپؐ نے علیؑ کا دروازہ کھلا رہنے دیا اور ہمیں آپؐ نے باہر نکال دیا ؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

مَآ اَنَا تَرَکْتُهٗ وَ اَخْرَجْتُکُمْ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَرَکَهٗ وَ اَخْرَجَکُمْ۔

" میں نے اپنی مرضی سے علیؑ کو نہیں رہنے دیا اور تمہیں اپنی مرضی سے نہیں نکالا، اللہ نے اسے رہنے دیا اور تمہیں نکال دیا "۔

دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عمل سے اپنی حدیث کا عملی ثبوت فراہم کیا۔

یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی۔

" علیؑ ! تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی "

علماء نے کہا : ابو الحسن ! اس کا قرآن مجید میں بھی کوئی حوالہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا : " جی ہاں ! اس کے لیئے میں تمہیں قرآن مجید کی آیت پڑھ کر سناتا ہوں"۔

علماء نے کہا: آپؑ ہمیں سنائیں۔

پھر آپؑ نے یہ آیت پڑھی۔

وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰی وَ اَخِیۡہِ اَنۡ تَبَوَّاٰ لِقَوۡمِکُمَا بِمِصۡرَ بُیُوۡتًا وَّ اجۡعَلُوۡا بُیُوۡتَکُمۡ قِبۡلَۃً۔ (یونس۔۸۷)

"اور ہم نے موسیٰؑ اوران کے بھائی کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لیئے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ قرار دو"۔

اس آیت سے حضرت ہارونؑ کی منزلت ظاہر ہوتی ہے اور رسول خداؐ نے تمام دروازوں کو بند کرکے علیؑ کا دروازہ کھول کر ہارون محمدی یعنی علیؑ کی فضیلت ظاہر کی، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

یہ مسجد کسی جنابت والے کے لیئے حلال نہیں ہے سوائے محمدؐ اور آل محمدؐ کے۔

علماء نے حضرتؑ کا استدلال سن کر کہا: ابو الحسن! یہ شرح اور یہ بیان صرف اہل بیت رسولؐ کے پاس ہی مل سکتا ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: اس کا انکار کون کرسکتا ہے، کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔

اَنَا مَدِیۡنَۃُ الۡعِلۡمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَافَمَنۡ اَرَادَ الۡعِلۡمِ فَلۡیَاۡ تِھَامِنۡ بَابِھَا

"میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے جسے علم کی ضرورت ہو وہ دروازہ پر آئے"۔(۱)

۱۔ اس حدیث کو اہل سنت محدثین نے بھی اپنے طرق سے نقل کیا ہے۔

ترمذی میں ہے۔ **انا دار الحکمۃ وعلی بابھا ۔**

"میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے"۔ طبرانی نے مرفوعاً حضرت علیؑ سے روایت کی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا **انامدینۃ العلم وعلی بابھا** ۔ اور صفحہ ۳۵ پر ہے

اَنَا دَارُ الۡعِلۡمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا

بغوی مصابیح میں ابو عمر کی روایت سے لکھتے ہیں۔

انا مدینۃ العلم و علی بابھا فمن اراد العلم فلیا تہ من بابہ۔

ور ہم نے عترت طاہرہؑ کی فضیلت و شرف اور بزرگی و اصطفاء و طہارت کے لیئے جو وضاحت کی ہے اس کا انکار صرف بدبخت دشمن ہی کر سکتا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

پانچویں آیت

عزیز و حکیم خدا نے اہل بیت پیغمبرؐ کو مخصوص اور امت میں سے ان کا انتخاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ۔ (بنی اسرائیل ۔۲۶)

" اور آپؐ قرابت دار کو اس کا حق دیں "۔

جب یہ آیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا:۔

"فاطمہؑ کو بلاؤ، چنانچہ سیدہ(س) کو بلایا گیا"۔

تو آپؐ نے فرمایا : " فاطمہؑ !"

نہوں نے کہا : "لبیک یا رسول اللہؐ !"

آنحضرتؐ نے فرمایا : "یہ فدک ہے ، اس کے حصول کے لیئے مسمانوں نے اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے ، یہ میری ذاتی جاگیر ہے ، اس میں مسمانوں کا کوئی حصہ نہیں ہے ، اور میں یہ جاگیر حکم خدا کے تحت تمہیں دے رہا ہوں تم اسے لے لو ، یہ جاگیر تیرے اور تیری اولاد کے لیئے ہے"۔

یہ پانچویں خصوصیت ہے۔

چھٹی آیت

رب العزت کا فرمان ہے :۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ۔ (الشوریٰ ۔ ۲۳)

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا، علاوہ اس کے کہ میرے اقرباء سے محبت کرو اور جو شخص بھی کوئی نیکی حاصل کرے گا تو ہم اس کی نیکی میں اضافہ کر دیں گے، بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور قدر دان ہے"۔

یہ خصوصیت صرف آل کو حاصل ہے کہ ان کی مودت اجر رسالت ہے، انبیائے سابقینؑ نے اپنی رسالت کی اجرت طلب نہیں کی تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام کا یہ فرمان قرآن مجید میں موجود ہے۔

یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مَالًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰکِنِّیْٓ اَرٰکُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ۔

(ہود ۔ ۲۹)

"اے میری قوم! میں تم سے کوئی مال تو نہیں چاہتا ہوں، میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور میں صاحبان ایمان کو نکال بھی نہیں سکتا کہ وہ لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات کرنے والے ہیں، البتہ میں تم کو ایک جاہل قوم تصور کر رہا ہوں"۔

حضرت ہود علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے۔

یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ (ہود ۔ ۵۱)

" قوم والو ! میں تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا ، میرا اجر تو اس پروردگار کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے ، کیا تم عقل نہیں رکھتے"۔

الغرض انبیائے سابقینؑ میں سے کسی نے بھی اجرت طلب نہیں کی ،مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کو حکم دیا کہ وہ اجرت طلب کریں۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (شوریٰ۔ ۲۳)

"آپؐ کہہ دیں میں تم سے تبلیغ رسالت کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتا ،مگر یہ کہ میرے اقربا سے محبت کرو"۔

اللہ تعالیٰ نے عترت طاہرہؑ کی مودت کو اس لیئے اجر رسالت قرار دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ دین سے کبھی منحرف نہیں ہوں گے اور کبھی بھی گمراہی کو اختیار نہیں کریں گے ۔

علاوہ ازیں یہ اصول فطرت ہے کہ اگر کوئی کسی شخص سے محبت کرتا ہو لیکن اس کے افراد خانہ میں سے کسی سے دشمنی رکھتاہو تو محبوب یہ سمجھ لیتا ہے کہ اسے مجھ سے کوئی محبت نہیں ہے ، کیونکہ اگر اسے مجھ سے محبت ہوتی تو پھر میرے پیاروں سے بھی محبت کرتا ، اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے عترت طاہرہؑ کی مودت فرض کی تا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقین کر لیں کہ میرے کلمہ پڑھنے والوں کو مجھ سے حقیقی محبت ہے، اسی لیئے جو شخص عترت سے محبت کرے گا ، رسول خداؐ اس سے کبھی نفرت نہیں کریں گے اور جو شخص حضورؐ کے افراد خانہ سے نفرت کرے گا تو یقیناً حضور اکرمؐ کبھی بھی اسے اپنا محب تصور نہیں کریں گے اور اس سے نفرت کریں گے ،اس سے بڑھ کر فضیلت وشرف اور کیا ہوکہ عترت طاہرہؑ کی محبت اللہ نے اجر رسالت قرار دیتے ہوئے فرمایا :۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (شوریٰ۔ ۲۳)

"آپؐ کہہ دیں میں تم سے تبلیغ رسالت کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتا ،مگر

یہ کہ میرے قرابت داروں سے محبت رکھو"۔

جب یہ آیت مجیدہ نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کے درمیان خطبہ دیا ، حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا :۔

لوگو ! اللہ نے تم پر میرا ایک حق واجب کیا ہے ، کیا تم وہ حق ادا کرو گے ؟

کسی نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا : لوگو ! میرا حق سونے چاندی اور کھانے پینے کی شکل میں نہیں ہے۔

لوگوں نے کہا : پھر آپؐ بیان فرمائیں ، اللہ نے آپؐ کا کون سے حق ہم پر فرض کیا ہے ؟

اس وقت آپؐ نے یہ آیت تلاوت کی تو لوگوں نے یہ آیت سن کر کہا کہ یہ ٹھیک ہے ، لیکن اس کے باوجود اکثریت نے اس وعدے کو پورا نہیں کیا ۔

حضور اکرمؐ سے پہلے جتنے بھی نبی آئے ، اللہ نے ان سب کو وحی فرمائی کہ تم قوم سے اجر رسالت طلب نہ کرنا ، میں تمہیں اس کا اجر عطا کروں گا۔

جب محمد رسول اللہؐ کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت اور ان کے قرابت داروں کی مودت کو واجب کر دیا اور اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اجر رسالت کو مودت اہل بیتؑ کی صورت میں طلب کریں اور یہ قاعدہ ہے کہ محبت ایسے نہیں ہوتی ، محبت کسی کی فضیلت و کمال کو دیکھ کر ہی کی جاتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیتؑ کی محبت اس لیئے فرض کی کہ اللہ جانتا تھا کہ خاندان محمدؐ صاحب فضیلت بھی ہے اور صاحب کمال بھی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آل محمدؐ کی مودت کو فرض کیا تو کئی لوگوں پر یہ بات گراں گذری کیونکہ انہوں نے جان لیا تھا کہ جس سے مودت کی جائے اس کے

فرمان پر عمل کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

اس کے بعد جن لوگوں نے خدا سے وفا کا عہد و پیمان کیا ہوا تھا بس وہی اس پر ثابت قدم رہے اور بغض ونفاق رکھنے والوں نے اس کی ناجائز تاویلات شروع کر دیں، اور حکم خدا کو اس کی حدوں سے باہر لے جانے کی مذموم کوششیں کیں۔

انہوں نے یہاں تک کہا :۔

قرابت سے مراد سارا عرب ہے اور تمام مسلمان ہیں۔

بہر نوع اگر ان کی یہ بات بھی مان لی جائے تو عرب سے محبت اس لیئے ضروری قرار پائی کہ وہ حضور اکرمؐ سے عجم کی بہ نسبت زیادہ قریب ہیں . اسی طرح سے اہل مکہ و مدینہ سے محبت کی وجہ یہ ہوگی کہ ان دو شہروں کے افراد آنحضرتؐ کے اور زیادہ قریب ہیں اور قریش سے محبت کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ قبیلہ اور قبیلوں کی بہ نسبت آپؐ سے زیادہ قریب ہے، تو جو جتنا بھی قریب ہوتا جائے گا محبت کے قابل بنتا جائے گا۔

جب عرب صرف زبان کی بنیاد پر اور اہل مکہ و مدینہ صرف ہم شہر ہونے کی بنیاد پر اور قریش ہم قبیلہ ہونے کی بنا پر لائق مودت بن سکتے ہیں تو جو افراد حضورؐ کا خون اور گوشت پوست ہوں تو ان کے ساتھ مودت تو اور زیادہ ضروری قرار پائے گی۔

اسی لیئے اہل ایمان کا فرض ہے کہ وہ عترت طاہرہ سے مودت کریں اوراسی مودت کے صلہ میں اللہ سے جنت حاصل کریں، کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے :۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ذٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (الشوریٰ ۔۲۲،۲۳)

" وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیئےوہ جنت کے باغات میں رہیں گے اور ان کے لیے پروردگار کی بارگاہ میں وہ تمام چیزیں ہیں جن کے وہ خواہش مند ہوں گے ، یہ بہت بڑا فضل پروردگار ہے، یہی وہ فضل عظیم ہے جس کی بشارت پروردگار اپنے بندوں کو دیتا ہے ، جنھوں نے ایمان اختیار کیاہےاور نیک اعمال کیئے ہیں تو آپ کہہ دیجئے میں تم سے تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا ، علاوہ اس کے کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرو "۔

پھر امام علیہ السلام نے اس آیت کے شان نزول کے متعلق فرمایا ۔

مجھ سے میرے والد نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے بیان کیاہے۔

مہاجرین و انصار آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔

یا رسول اللہؐ ! آپؐ کو کافی خرچے کی ضرورت ہے اور آپؐ کے پاس وفود بھی آتے رہتے ہیں ، ہم اپنے مال اور اپنی جانیں آپؐ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرتے ہیں، آپؐ جو حکم کریں گے اس کی تعمیل ہو گی اور جسے چاہیں عطا کریں اور جس سے چاہیں روک لیں ،آپؐ ہمارے اموال کے مالک و مختار ہیں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے روح الامینؑ کو آپؐ پر نازل کیا جنھوں نے آپؐ کو یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

" کہ میری رسالت کا اجر یہی ہے کہ تم میرے بعد میرے قرابت داروں سے محبت کرو "۔

اللہ کا یہ حکم سن کر مہاجرین و انصار چلے گئے۔

اس آیت کے نزول کے بعد منافقین نے یہ کہا:۔

آنحضرتؐ نے ہماری پیش کش کو اس لیئے ٹھکرایا ہے کہ وہ ہمیں اپنے قرابت داروں کی مودت کی ترغیب دے سکیں اور انہوں نے یہ بات اپنی طرف سے

کہ [illegible] لی ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا فَاِنْ یَّشَاِاللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ وَ یَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ ٌبِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ (الشوریٰ ۔۲۴)

" کیا ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ رسولؐ نے اللہ پر جھوٹا بہتان تراش لیا ہے جب کہ خدا چاہے تو تمہارے قلب پر مہر بھی لگا سکتا ہے اور خدا تو باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنے کلمات کے ذریعے سے ثابت اور پائیدار بنا دیتا ہے، یقیناً وہ دلوں کے رازوں کو جاننے والا ہے"۔

رسول خداؐ نے قاصد بھیج کر ان لوگوں کو اپنے ہاں طلب کیا اور فرمایا :۔

کیا اس طرح کی باتیں ہوئی ہیں ؟

لوگوں نے کہا :۔

جی ہاں ! ہم میں سے کچھ لوگوں نے اس طرح کی باتیں کی ہیں اور وہ ہمیں ناگوار گزری ہیں ۔

آنحضرتؐ نے انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی ،اہل ایمان یہ آیت سن کر رونے لگے اور ان کے رونے کی آوازیں کافی بلند ہوئیں تو اللہ کو ان پر رحم آ گیا اور یہ آیت نازل فرمائی :۔

وَھُوَالَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۔(الشوریٰ ۔ ۲۵)

" اور وہی وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اوران کی برائیوں کو معاف کرتا ہے اور وہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے "۔

چنانچہ یہ اہل بیتؑ کی چھٹی خصوصیت ہے۔

ساتویں آیت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔(الاحزاب۔۵۶)

" بے شک اللہ اوراس کے فرشتے نبیؐ پردرود بھیجتے ہیں ، ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور سلام کرو جیسا کہ سلام کرنے کا حق ہے"۔

جب یہ آیت مجیدہ نازل ہوئی تو صحابہ نے آنحضرتؐ سے عرض کی :۔

یا رسول اللہ !ہمیں آپؐ پر سلام کرنے کا تو علم ہے ، آپؐ پر صلوات کیسے پڑھی جائے ؟

آپؐ نے فرمایا :۔

تم یہ کہو :۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

" لوگو ! کیا تمہیں اس مسئلے میں کوئی اختلاف ہے ؟

تمام حاضرین نے کہا :۔

نہیں ! ہمیں اس بات سے کوئی اختلاف نہیں ہے، پوری امت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے "۔

مامون نے کہا :۔

ابوالحسن ! کیا آل کے متعلق قرآن مجید میں اس سے زیادہ واضح آیت بھی موجود ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"لوگو! مجھے قرآن مجید کی اس آیت مجیدہ کے متعلق بتلاؤ۔

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

لفظ یٰسین سے کون مراد ہیں؟"

علماء نے کہا:۔

ابوالحسن! سیدھی سی بات ہے کہ "یٰسین" سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اوراس کے متعلق کوئی شک نہیں ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"سنو! اللہ تعالیٰ نے محمد و آل محمد علیہم السلام کو وہ فضیلت عطا کی ہے جس کی حقیقت تک لوگوں کی عقل پرواز نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ پر سلام بھیجا ہے لیکن کسی نبی کی آل پر سلام نہیں بھیجا، چنانچہ فرمان الٰہی ہے:۔

سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ ۔ (الصافات۔ ۷۹)

"عالمین میں نوحؑ پر سلام ہو"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ۔ (الصافات۔ ۱۰۹)

"ابراہیمؑ پر سلام ہو"۔

اور فرمایا:۔

سَلَامٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهَارُوْنَ ۔ (الصافات۔ ۱۲۰)

"موسیٰؑ و ہارونؑ پر سلام ہو"۔

اس کے برعکس پورے قرآن میں اللہ نے یہ نہیں کہا:۔

کہ آل نوحؑ پر سلام ہو، آل ابراہیمؑ پر سلام ہو، آل موسیٰ و ہارون پر

سلام ہو ، لیکن جب آل محمد کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

سَلَامٌ عَلٰی اِلْ یَا سِیْنَ ۔ (الصافات۔۱۳۰)

”آل یاسینؑ پر سلام ہو ، یعنی آل محمدؐ پر سلام ہو “۔

امام علیہ السلام کا یہ بیان سن کر مامون نے کہا :۔

میں مان گیا ہوں کہ معدن نبوت ہی ایسی تشریح کر سکتے ہیں۔

آٹھویں آیت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی ۔ (انفال۔۴۱)

” اور جان لو جو کچھ تمہیں غنیمت حاصل ہو ، اس میں پانچواں حصہ اللہ اور رسولؐ اور ان کے قرابت داروں کا ہے “۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عترت طاہرہؑ کا حصہ اپنے اور اپنے رسولؐ کے ساتھ شامل کیا ، یہ آل کا عظیم شرف ہے ، اور اللہ تعالیٰ نے عترت طاہرہؑ کے حصے کو اپنے اور رسولؐ کے حصے سے متصل کیا اور باقی خمس کے حق داروں کو جدا اور علیحدہ رکھا ، اللہ نے اپنی ذات سے ابتدا کی اور دوسرے نمبر پر اپنے رسولؐ کا تذکرہ کیا اور تیسرے درجہ پر عترت طاہرہؑ کا تذکرہ کیا ۔

یہ اس کتاب کا فرمان ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور یہ کتاب ہے کہ جس کے آگے اور پیچھے باطل نہیں آ سکتا جو صاحب حکمت اور لائق حمد کی نازل کردہ ہے ۔

خمس کے تین مذکورہ طبقات کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسرے مستحقین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا :۔

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۔(انفال۔۴۱)

" خمس یتیموں اور مساکین اور مسافرین کے لیئے ہے "۔

اب قابل توجہ بات یہ ہے کہ یتیم خمس کا حقدار ہے ، لیکن جب یتیم بالغ ہو جائے تو وہ خمس کا حق دار نہیں رہے گا، اور اس طرح سے جب مسکین آسودہ حال ہو جائے تو اسے بھی غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا جائے گا اور جب مسافر اپنے گھر پہنچ جائے تو وہ بھی غنیمت میں سے حصہ نہیں لے گا۔

اور ان تینوں طبقات کے برعکس " ذی القربٰی " کا حصہ قیامت تک قائم رہے گا ، چاہے وہ امیر ہوں یا غریب ہوں ، پھر بھی خمس میں ان کا حصہ موجود رہے گا، کیونکہ ان کے حصہ کا تذکرہ اللہ اور رسول کے حصے کے ساتھ کیا گیا ہے ، اور اللہ اور رسول ہرگز غریب نہیں ہیں۔

جس طرح سے خدا نے خمس وغنیمت میں پہلے اپنا تذکرہ کیا پھر اپنے رسولؐ کا تذکرہ کیا اور پھر عترت طاہرہؑ یعنی " ذی القربٰی " کا تذکرہ کیا ، اسی طرح سے اللہ تعالٰی نے وجوب اطاعت کے لیئے پہلے اپنا ذکر کیا ، پھر اپنے رسولؐ کا ذکر کیا پھر اہل بیتؑ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۔ (النساء۔۵۹)

" ایمان والو ! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہوں "۔

اور آیت ولایت میں بھی اللہ نے پہلے اپنی ولایت پھر اپنے نبیؐ کی ولایت پھر عترت کی ولایت کا تذکرہ کیا ، چنانچہ ارشاد ہوا :۔

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۔ (المائدہ۔۵۵)

"(اہل ایمان) تمہارا ولی بس اللہ ہے اور اس کا رسولؐ ہے اور وہ مومن تمہارے ولی ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں"۔(۱)

اللہ تعالیٰ نے غنیمت و فے کے خمس میں انہیں اپنے اور اپنے رسولؐ کے ساتھ شامل کیا اور اطاعت میں بھی انہیں اپنے اور اپنے رسولؐ کے ساتھ شامل کیا اور ولایت میں بھی اللہ نے اپنی اور اپنے رسول کی ولایت کے ساتھ عترت طاہرہ کی ولایت کو شامل کیا۔

اس سے خود اندازہ کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیتؑ پر کتنی نعمتیں نازل کی ہیں۔

اور جب زکوٰۃ و صدقات کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّما الصَّدَقَا تُ لِلفُقَرآ ءِ وَالْمَساکِیْنِ وَالعَا مِلِیْنَ عَلَیْھا والمُؤَلَّفۃِ قُلُوْبُھُمْ وفی الرِّقَابِ وَالغَا رِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ۔ (التوبہ۔۶۰)

"صدقات فقراء اور مساکین اور اس کے عاملین اور جن کی تالیف قلب مطلوب ہو اور غلاموں کو آزاد کرانے اور قرض داروں کا قرض اتارنے اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کے لیئے ہیں، یہ اللہ کی طرف سے فرض ہے"۔

۱۔ علامہ حلی رحمہ اللہ اپنی کتاب نہج الحق کی بحث امامت میں لکھتے ہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام کی امامت منقول اور سنت متواترہ سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں اس سلسلے کی بہت سی آیات ہیں، جن میں پہلی آیت یہ ہے

اِنَّما وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ ورسُوْلُہٗ والَّذِیْنَ امنُوا الَّذِیْنَ یُقِیمُوْنَ الصَّلٰوۃَ ویُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وھُمْ رَاکِعُوْنَ

(المائدہ۔۵۵)

تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت امیر المومنین کے حق میں نازل ہوئی اور کتاب "الجمع بین الصحاح الستہ" میں مذکور ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضرت علی نے حالت رکوع میں ایک سائل کو اپنی انگشتری خیرات میں دی تھی۔

"ولی" "متصرف" کو کہتے ہیں، اللہ نے اپنی ذات کی ولایت ثابت کی پھر اپنے رسول کی ولایت ثابت کی اور پھر امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ثابت کی۔

اللہ کی ولایت عام ہے اسی طرح سے رسولؐ اور علی کی ولایت بھی عام ہے۔

صدقات میں اللہ نے اپنا کوئی حصہ نہیں رکھا اور اپنے رسولؐ کا بھی کوئی حصہ مقرر نہیں کیا ،اسی طرح سے عترت طاہرہؑ کا بھی صدقات میں کوئی حصہ نہیں رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ اور ان کے اہل بیتؑ پر صدقہ حرام کیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صدقہ لوگوں کے ہاتھ کی میل کچیل ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر طرح سے میل کچیل سے پاک و پاکیزہ رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل بیتؑ کو طاہر بنایا اور انہیں اپنی رضا کے لیئے چن لیا اور ذات احدیت نے جو کچھ اپنے لیئے پسند کیا وہی کچھ اہل بیتؑ کے لیئے پسند کیا ، اور جس چیز کو اپنے لیئے ناپسند کیا ، اسے اہل بیتؑ کے لیئے بھی ناپسند کیا۔

نویں آیت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (النحل ۔ ۴۳)

" اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو "۔

لوگو ! ہم اہل ذکر ہیں اور اگر تم لاعلم ہو تو ہم سے پوچھو"۔

علماء نے کہا :۔

ابوالحسن ! " اہل ذکر " سے تو یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"سبحان اللہ ! اگر اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں تو امت اسلامیہ جب ان سے سوال کرے گی تو وہ تو اپنے دین کی دعوت دیں گے اور کہیں گے کہ ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے۔

بھلا اس صورت میں تم کیا کرو گے ؟"

مامون نے کہا :۔

ابوالحسن ! پھر اس آیت کی تفسیر کیا ہو سکتی ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

" ذکر " سے رسول خدا مراد ہیں اور ہم اہل ذکر ہیں ، اللہ تعالیٰ نے سورہ طلاق میں ارشاد فرمایا :۔

قَدْ اَنزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا ۔ (طلاق ۔ ۱۰، ۱۱)

" اللہ نے تمہارے پاس رسولؐ کو ذکر بنا کر نازل کیا "۔

لہٰذا "ذکر " رسول اکرمؐ ہیں اور ہم ان کے اہل ہیں، لہٰذا ہم ہی " اہل الذکر " ہیں۔

یہ ہماری نویں خصوصیت ہے۔

دسویں آیت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ ۔ (النساء ۔ ۲۳)

" تم پر تمہاری مائیں ، اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں حرام کی گئیں "۔

اب آپ حضرات مجھے یہ جواب دیں کہ کیا میری بیٹی ، یا میری نواسی یا میرے صلب سے پیدا ہونے والی کوئی لڑکی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے حلال ہے اگر آپؐ زندہ ہوں ؟"

حاضرین نے کہا :۔

نہیں !

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

" اچھا یہ بتاؤ ! اگر بالفرض رسول خداؐ زندہ ہوں تو کیا تمہاری بیٹیاں ان

کے لیے حلال ہوں گی یا حرام ہوں گی ؟"

حاضرین نے کہا :۔

ہماری بیٹیاں حلال ہوں گی ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"بس اس سے ثابت ہوگیا کہ میں اور ہوں اور تم اور ہو، میں آل میں سے ہوں اور تم آل میں سے نہیں ہو ، اگر تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل ہوتے تو تمہاری بیٹیاں بھی میری بیٹیوں کی طرح آنحضرتؐ کے لیئے حرام ہوتیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ میں آنحضرتؐ کی آل ہوں اور تم ان کی امت ہو، یہ آل اور امت کا فرق ہے ، آل آنحضرتؐ کا جزو ہیں اور امت آپؐ کا جزو نہیں ہے۔"

گیارہویں آیت

اللہ تعالیٰ نے مومن آل فرعون کے قول کو نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّىَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ۔

(مومن۔ ۲۸)

" اور مرد مومن نے کہا جس کا تعلق آل فرعون سے تھا جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا ، کیا تم اس شخص کو قتل کرو گے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس واضح نشانیاں بھی لے کر آیا ہے "۔

مومن آل فرعون رشتہ میں فرعون کے ماموں کا بیٹا تھا ، وہ اگرچہ فرعون کے مسلک کا مخالف تھا ، اللہ تعالیٰ نے نسب کی وجہ سے اسے آل فرعون قرار دیا ، جب ایک شخص نظریاتی مخالف ہونے کے باوجود صرف نسب کی وجہ سے کسی کی آل قرار پاتا ہے تو ہم حضور اکرمؐ کے نسب میں بھی شریک ہیں اور دین میں بھی

شریک ہیں تو ہمارے آل ہونے کا کتنا بلند مقام ہوگا ؟

یہ آل اور امت کا گیارہواں فرق ہے ۔

بارہویں آیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ۔

وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۔ (طہ ۔ ۱۳۲)

" اور اپنے اہل کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو " ۔

اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت کے لیئے ہمیں مخصوص فرمایا ، کیونکہ تمام امت کے ساتھ ہمیں نماز قائم کرنے کا حکم دیا ، اور پھر امت سے علیحدہ کر کے اپنے حبیبؐ کو کہا کہ وہ ہمیں نماز کا حکم دیں ۔

چنانچہ اس آیت مجیدہ کے نزول کے بعد رسول خداؐ پورے نو مہینے تک ہر نماز کے وقت علی و بتول علیھما السلام کے دروازے پر روزانہ پانچ بار آتے تھے اور دروازے پر کھڑے ہو کر فرماتے تھے ۔

اَلصَّلَاةُ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ ۔

" خدا تم پر رحم کرے ، نماز کا وقت ہے " ۔

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی اولاد کو وہ عزت و عظمت عطا نہیں کی جو عزت و عظمت اہل بیتِ مصطفیٰ کو عطا کی ۔

مامون اور دوسرے علماء نے کہا :۔

اے اہل بیتِ پیغمبرؐ ! خدا تمہیں اس امت کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے ، جو حقائق ہماری فہم و فراست سے بلند ہوتے ہیں ، ان کی تشریح اور بیان آپ کی طرف سے ہی ہمیں نصیب ہوتے ہیں ۔

باب 24

آپؑ کی زبانی، شامی کے سوالات اور امیرالمومنینؑ کے جوابات

۱۔ (بحذف اسناد) ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن عامر طائی نے اپنے والد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا، امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے روایت کی۔

انہوں نے فرمایا: امیرالمومنین علیہ السلام کوفہ کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے تو مجمع میں سے ایک شامی نے اٹھ کر کہا:۔

امیرالمومنین! میں آپؑ سے چند چیزوں کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: سمجھنے کے لیئے سوال کرو اور ضد بازی کے لیئے سوال نہ کرو۔

مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگ اسے گھور گھور کر دیکھنے لگے۔

(ہم سوالات و جوابات کو مکالمہ کی شکل میں لکھیں گے۔)

شامی: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟

امیرالمومنینؑ: اللہ نے نور کو پیدا کیا۔

شامی: آسمانوں کو کس چیز سے خلق کیا گیا؟

امیرالمومنینؑ: پانی کے بخارات سے

شامی: زمین کس چیز سے بنائی گئی؟

امیرالمومنینؑ: پانی کی جھاگ سے۔

شامی: پہاڑ کس چیز سے بنائے گئے؟

امیرالمومنینؑ: پانی کی موجوں سے۔

شامی : مکہ کو " ام القریٰ " کیوں کہا جاتا ہے ؟

امیر المومنینؑ : کیونکہ زمین اس کے نیچے سے بچھائی گئی۔

شامی : آسمان دنیا کس چیز سے بنا ؟

امیر المومنینؑ : رکی ہوئی فوج سے ۔

شامی : سورج اور چاند کا طول و عرض کیا ہے ؟

امیر المومنینؑ : نو سو فرسخ ضرب نو سو فرسخ (۹۰۰×۹۰۰ فرسخ)۔

شامی : ستارے کا طول وعرض کیا ہے ؟

امیر المومنینؑ : بارہ فرسخ ضرب بارہ فرسخ (۱۲×۱۲)فرسخ

شامی : سات آسمانوں کے رنگ اور ان کے علیحدہ علیحدہ نام بتائیں ؟

امیر المومنینؑ :

آسمان دنیا کا نام" رفیع "ہے اوروہ پانی اوردھوئیں سے بنا ہوا ہے

آسمان دوم کا نام " قیذوم " ہے اس کا رنگ تانبے جیسا ہے ۔

آسمان سوم کا نام " مادون" ہے اس کا رنگ ملتا جلتا ہے ۔

آسمان چہارم کا نام " ارفلون " ہے ، اس کی رنگت چاندی جیسی ہے۔

آسمان پنجم کا نام " ہیعون " ہے ، اس کی رنگت سونے جیسی ہے۔

آسمان ششم کا نام " عروس " ہے اور وہ سبز یاقوت کا ہے ۔

آسمان ہفتم کا نام " عجماء " ہے اور وہ سفید موتی کا ہے ۔

شامی : بیل ہمیشہ کیوں سر جھکائے رہتا ہے اورکبھی بھی آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف نہیں دیکھتا ؟

امیر المومنینؑ : جب سے بنی اسرائیل نے گوسالہ کی پوجا کی ہے ،اس دن سے بیل بے چارہ شرم کی وجہ سے آسمان کی جانب آنکھ نہیں اٹھاتا ۔

شامی : وہ نبی کون ہیں جنہوں نے بیک وقت دو بہنوں سے نکاح کیا تھا ؟

امیر المومنینؑ : وہ حضرت یعقوب بن اسحاق تھے ،جنہوں نے حبار اور راحیل دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کیا تھا ، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کو حرام کر دیا ۔

شامی : مدوجزر کیا ہے ؟

امیر المومنینؑ : اللہ تعالیٰ نے سمندروں پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جس کا نام " رومان "ہے ، جب وہ اپنے قدم سمندر میں رکھتا ہے تو مد پیدا ہوتی ہے اور جب وہ پاؤں نکالتا ہے تو جزر پیدا ہوتی ہے۔

شامی : جنات کا باپ کون تھا ؟

امیر المومنینؑ : جنات کے جد اعلیٰ کا نام " شومان "ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے آگ کے شعلہ سے پیدا کیا تھا ۔

شامی : کیا اللہ تعالیٰ نے قوم جنات کی طرف کسی نبی کو مبعوث کیا ؟

امیر المومنینؑ : جی ہاں ! اللہ نے ایک نبی کو ان کی طرف مبعوث کیا تھ جس کا نام "یوسف" تھا ،نبی نے انہیں اللہ کی دعوت دی، انہوں نے اس نبی کو قتل کر دیا تھا۔

شامی : ابلیس کا آسمان میں کیا نام تھا ؟

امیر المومنینؑ : آسمان میں اس کا نام " حارث " تھا۔

شامی : آدمؑ کا نام "آدم" کیوں رکھا گیا ؟

امیر المومنینؑ : کیونکہ وہ " ادیمِ ارض" زمین کی کھال سے بنائے گئے تھے۔

شامی : میراث میں مرد کے دوحصے اور عورت کا ایک حصہ کیوں ہے ؟

امیر المومنینؑ : حواؑ نے خوشہ اٹھایا ، اس پر تین دانے تھے ،ایک اس نے خود کھایااور دو دانے آدمؑ کو کھلائے اسی لیئے عورت کا ایک حصہ اور مرد کے دو حصے مقرر ہوئے۔

شامی : کون سے انبیاء " مختون " پیدا ہوئے ؟

امیرالمومنینؑ : اللہ تعالیٰ نے آدم ، شیث ، ادریس ، نوح ، سام بن نوح ، ابراہیم ، داؤد ، سلیمان ، لوط ، اسماعیل ، موسیٰ ، عیسیٰ اور محمد مصطفی علیھم السلام کو " مختون " پیدا کیا ۔

شامی : آدمؑ کی عمر کتنی تھی ؟

امیرالمومنینؑ : نو سو تیس سال ۔

شامی : سب سے پہلے شعر کس نے کہے ؟

امیرالمومنینؑ : آدمؑ نے۔

شامی : اس نے شعر کب اور کیوں کہے ؟

امیرالمومنینؑ : جب آدمؑ زمین پر اترے تو انہوں نے زمین کی خاک اور وسعت ورہو کو دیکھا اور پھر جب قابیل نے ہابیلؑ کو قتل کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے یہ شعر کہے تھے ۔

تغیرت البلاد و من علیھا فوجه الارض مغبر قبیح
تغیر کل ذی طعم و لون و قل بشاشة الوجه الملیح
اری طول الحیاۃ علیَ غمًا وھل انا من حیاتی مستریح؟
ومالی لا اجود بسکب دمع و ھابیل تضمنه الضریح
قتل قابیل ھابیلا اخاہ فو ا حزنی لقد فقد الملیح

" شہر اور ان کے رہنے والے بدل گئے اور زمین کا چہرہ خراب اور گرد آلود ہو چکا ہے۔

ہر رنگ و ذائقہ رکھنے والی چیز بدل گئی ہے اور خوبصورت چہرے کی بشاشت ماند پڑ گئی ہے۔

میں اپنے لیئے طول حیات کو باعث غم سمجھتا ہوں ، اور کیا زندگی کے خاتمہ

کی وجہ سے مجھے چین مل سکے گا ؟

میں آنسو آخر کیوں نہ بہاؤں کیونکہ ہابیلؑ قبر میں مدفون ہو چکا ہے ۔

قابیل نے اپنے بھائی ہابیلؑ کو قتل کر ڈالا ہے ، ہائے غم و حسرت کہ سانولا سلونا بیٹا گم ہوگیا "۔

جب حضرت آدمؑ نے ہابیلؑ کا یہ مرثیہ پڑھا تو ابلیس لعین نے جواب میں یہ شعر پڑھے ۔

تنح عن البلاد و ساكنيها　　فبی فی الخلد ضاق بك الفسيح

و كنت بها و زوجك فی قرار　　و قلبك من أذى الدنيا مريح

فلم تنفك من كيدی و مكری　　الی ان فاتك الثمن الربيح

"تو شہروں اور شہر والوں سے دور ہو جا ، میری وجہ سے تیرے لیئے وسیع جنت تنگ ہوئی تھی ۔

جہاں تو اور تیری زوجہ سکون و قرار سے رہتے تھے اور دنیا کی تکلیف سے تیرا دل آزاد تھا۔

تو میرے فریب اور مکر سے نہ بچ سکا اور تجھ سے قیمتی سرمایہ چلا گیا "۔

شامی : حضرت آدمؑ فراقِ جنت میں کتنے روئے اور انہوں نے کس قدر آنسو بہائے تھے ؟

امیر المومنینؑ : حضرت آدمؑ فراق جنت میں ایک سو سال تک روتے رہے اور ان کی دائیں آنکھ سے دجلہ اور بائیں آنکھ سے فرات جتنے آنسو نکلے تھے۔

شامی : حضرت آدمؑ نے کتنے حج کیئے تھے ؟

امیر المومنینؑ : انہوں نے ستر حج پاپیادہ کیئے تھے، جب وہ پہلا حج کرنے گئے تھے تو ایک شورا (۱) ان کے ساتھ تھا جو انہیں پانی کے مقامات کی رہنمائی کرتا تھا اور وہ پرندہ ان کے ہمراہ جنت سے آیا تھا ، اسی لیئے شورے اور خطاف(۲) کے کھانے سے منع

۱۔ ایک پرندہ ہے جس کا سر موٹا اور پیٹ سفید اور پیٹھ سبز ہوتی ہے چھوٹے پرندوں کو شکار کر کے کھاتا ہے۔

۲۔ یہ ایک پرندہ ہے جس سے مشابہ ہے اور پانی [illegible] اور رنگ سیاہ ہوتا ہے۔

کیا گیا ہے۔

شامی : خفاش اپنے پاؤں پر کیوں نہیں چلتا۔

امیرالمومنینؑ : اس نے چالیس برس تک بیت المقدس کا طواف کیا اور اس کا نوحہ کرتا رہا اور آدمؑ کے ساتھ ہمیشہ روتا رہتا تھا، اسی لیئے اس نے گھروں میں رہائش رکھی ور اسی پرندہ کے پاس اللہ کی کتاب کی نو آیات تھیں جن کی آدمؑ جنت میں تلاوت کیا کرتے تھے، اور وہ نو آیات قیامت تک اس کے پاس رہیں گی۔ اور وہ آیات یہ ہیں۔

سورۂ کہف کی پہلی تین آیات اور سورۂ بنی اسرائیل کی تین آیات جو کہ " اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ " سے شروع ہوتی ہیں (یعنی سورۂ بنی اسرائیل کی ۴۵ تا ۴۷ آیات) اور سورۂ یاسین کی تین آیات جو کہ " وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا " سے شروع ہوتی ہیں (یعنی سورہ یاسین کی آیت ۹ سے ۱۱ تک)۔

شامی : کفر کی ابتدا کس نے کی اور پہلا کافر کون تھا ؟

امیرالمومنینؑ : کفر کی ابتدا ابلیس سے ہوئی اور وہی کائنات کا پہلا کافر ہے۔

شامی : نوح علیہ السلام کا اصل نام کیا تھا ؟

امیرالمومنینؑ : نوحؑ کا اصل نام " سکن " تھا، انہیں نوح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے نو سو پچاس برس تک قوم پر نوحہ کیا تھا۔

شامی : کشتیٔ نوحؑ کا طول، عرض کیا تھا ؟

امیرالمومنینؑ : اس کا طول آٹھ سو ہاتھ اور عرض پانچ سو ہاتھ ور سطح زمین سے اس کی بلندی اسی ہاتھ تھی۔

اس کے بعد وہ شامی بیٹھ گیا اور ایک اور شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے آپؑ سے یہ سوالات پوچھے۔

(ہم قارئین کی سہولت کے لیئے سوالات و جوابات کو مکالمہ کی شکل میں لکھیں

گے۔ من المترجم عفی عنہ)

سائل: زمین پر سب سے پہلے کون سا درخت کاشت کیا گیا ؟

امیر المومنینؑ: عوسجہ نامی درخت سب سے پہلے کاشت کیا گیا اور حضرت موسیٰؑ کا عصا بھی اسی درخت سے تعلق رکھتا تھا۔

سائل: وہ کون سا درخت ہے جو سب سے پہلے زمین پر اگا ؟

امیر المومنینؑ: سب سے پہلے کدو پیدا ہوا۔

سائل: آسمان والوں میں سے سب سے پہلے حج کس نے کیا تھا ؟

امیر المومنینؑ: جبریل علیہ السلام نے سب سے پہلے حج کیا تھا۔

سائل: طوفانِ نوحؑ کے زمانہ میں کس سر زمین کو سب سے پہلے چھپایا گیا تھا ؟

امیر المومنینؑ: مقام کعبہ کو اور وہ سبز زبرجد کا تھا۔

سائل: روئے زمین پر سب سے قابل احترام وادی کون سی ہے ؟

امیر المومنینؑ: سرندیب کی وادی، حضرت آدم علیہ السلام آسمان سے یہیں اترے تھے۔

سائل: روئے زمین کی بد ترین وادی کون سی ہے ؟

امیر المومنینؑ: یمن میں ایک وادی ہے جس کا نام برہوت ہے اور وہ دوزخ کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔

سائل: وہ قید خانہ کون سا ہے جو اپنے قیدی کو لے کر چلتا رہا ؟

امیر المومنینؑ: وہ وہی مچھلی ہے جس کے شکم میں یونس بن متیؑ تھے وہ انہیں لے کر چلتی رہی۔

سائل: آپؑ ان چھ چیزوں کے نام بتائیں جو رحمِ مادر میں نہیں رہیں ؟

امیر المومنینؑ: وہ یہ ہیں۔

1۔ آدمؑ 2۔ حوا 3۔ ابراہیمؑ کا دنبہ 4۔ موسیٰؑ کا عصا 5۔ صالحؑ کی اونٹنی

6۔ وہ چمگادڑ جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنایا تھا اور جو اذن خدا سے اڑا تھا ۔

سائل : آپؑ اس متہم کے متعلق بتائیں جو نہ تو انسان تھا اور نہ ہی جن تھا اور اس پر تہمت بھی لگائی گئی ؟

امیر المومنینؑ : وہ بھیڑیا تھا جس کے متعلق برادران یوسف نے تہمت لگائی تھی۔

سائل : اس چیز کا نام بتائیں جو نہ تو انسان ہے اور نہ ہی جن ہے مگر اس کی طرف اللہ نے وحی کی ہو ؟

امیر المومنینؑ : وہ شہد کی مکھی ہے ۔

سائل : وہ پاکیزہ ترین جگہ کون سی ہے جہاں نماز جائز نہیں ہے ؟

امیر المومنینؑ : کعبہ کی چھت۔

سائل : وہ جگہ بتائیں جہاں صرف ایک مرتبہ سورج چمکا پھر نہیں چمکا ؟

امیر المومنینؑ : یہ وہ سمندر ہے جہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر گئے تھے ، ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے گزرنے کی جگہ کو اللہ نے خشک کر دیا تھا اور وہاں سورج چمکا تھا ، پھر وہاں آج تک سورج نہیں چمکا۔

سائل : وہ کون سی چیز ہے جب زندہ تھی تو پیتی تھی اور جب مر گئی تو کھاتی تھی ؟

امیر المومنینؑ : وہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے جب تک تروتازہ تھا ، پانی پیتا تھا اور جب خشک ہو کر موسیٰؑ کے ہاتھ میں آیا تو جادوگروں کی رسیوں کو کھا گیا۔

سائل : وہ ڈرانے والا کون تھا جس نے اپنی قوم کو ڈرایا مگر وہ نہ تو انسان تھا اور نہ ہی جن تھا ؟

امیر المومنینؑ : وہ وہی چیونٹی تھی جس نے اپنی قوم کو لشکر سلیمانؑ سے ڈرایا تھا ، وہ نہ تو انسان تھی اور نہ ہی جن تھی۔

سائل : سب سے پہلے ختنہ کرانے کا حکم کس نے جاری کیا ؟

امیر المومنینؑ : ابراہیم علیہ السلام نے۔

سائل : وہ کون سی عورت تھی جس کا سب سے پہلے ختنہ ہوا ؟

امیر المومنینؑ : وہ ہاجرہ تھیں جن کا ختنہ سارہ نے کیا تھا تا کہ وہ ان کی کنیزوں سے آزاد ہو جائیں ۔

سائل : وہ عورت کون تھی جس نے سب سے پہلے اپنے تہ بند کو لٹکایا ؟

امیر المومنینؑ : وہ ہاجرہ تھیں ، جب وہ سارہ سے بھاگیں تو انہوں نے اپنے تہ بند کو لٹکایا اور زمین پر خط دیتی ہوئی روانہ ہوئیں ۔

سائل : اس مرد کا نام بتائیں جس نے سب سے پہلے اپنے تہ بند کو لٹکایا ؟

امیر المومنینؑ : وہ قارون تھا ۔

سائل : سب سے پہلے جوتا کس نے پہنا ؟

امیر المومنینؑ : ابراہیم علیہ السلام نے۔

سائل : ازروئے نسب سب سے زیادہ معزز کون ہیں ؟

امیر المومنینؑ : وہ یوسفؑ بن یعقوبؑ اسرائیل اللہ بن اسحاقؑ ذبیح اللہ بن ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں۔

سائل : وہ کون سے چھ نبی ہیں جن کے دو دو نام ہیں ؟

امیر المومنینؑ : وہ یہ ہیں۔

1۔ یوشعؑ بن نون ، ان کا دوسرا نام " ذوالکفل " ہے۔

2۔ یعقوبؑ ، ان کا دوسرا نام " اسرائیل " ہے ۔

3۔ خضرؑ ، ان کا دوسرا نام " حلقیا " ہے۔

4۔ یونسؑ ، ان کا دوسرا نام " ذوالنون " ہے ۔

5۔ عیسیٰؑ ، ان کا دوسرا نام " مسیح " ہے ۔

6۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،ان کا دوسرا نام " احمدؐ " ہے۔

سائل: وہ کون سی چیز ہے جو سانس تو لیتی ہے مگر اس میں گوشت اور خون نہیں ہے ؟

امیر المومنینؑ : وہ صبح ہے " **وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ** "۔(تکویر۔۱۸)

" اور صبح کی قسم جب سانس لینے لگی"

سائل : وہ پانچ نبی کون سے تھے جو عربی میں کلام کرتے تھے ؟

امیر المومنینؑ : وہ ہودؑ ،شعیبؑ،صالحؑ، اسماعیلؑ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے۔

پھر وہ سائل بیٹھ گیا اور ایک اور شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے حضرتؑ سے عرض کیا۔

سائل : امیرالمومنینؑ ! آپؑ قرآن مجید کی اس آیت کے متعلق ہمیں بتائیں ۔

يَوۡمَ يَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِيۡهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيۡهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيۡهِ لِكُلِّ امۡرِىٴٍ مِّنۡهُمۡ يَوۡمَئِذٍ شَاۡنٌ يُّغۡنِيۡهِ ۔ (عبس از ۳۴ تا ۳۷)

" جس دن انسان اپنے بھائی اوراپنی ماں اوراپنے باپ اور اپنی زوجہ اور اپنی اولاد سے بھاگے گا ، اس دن ہر شخص اپنی پریشانی میں مبتلا ہوگا جس کی وجہ سے وہ کسی پر توجہ نہیں کرے گا "۔

مذکورہ افراد کون ہیں ؟

امیر المومنینؑ : قیامت کے دن قابیل اپنے بھائی ہابیلؑ سے بھاگے گا اور موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ سے بھاگیں گے (۱) ، ابراہیم علیہ السلام اپنے مربی باپ آزر سے بھاگیں گے نہ کہ حقیقی والد سے۔

لوط علیہ السلام اپنی زوجہ سے بھاگیں گے اور نوح علیہ السلام اپنے نااہل بیٹے کنعان سے بھاگیں گے۔

سائل : وہ کون تھے جن کی سب سے پہلے اچانک وفات ہوئی تھی ؟

۱۔ مصنف کتاب ھذا اپنی دوسری کتاب خصال میں لکھتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے لئے اپنی والدہ سے [illegible] کی خدمت میں موسیٰ کی زندگی [illegible] ابراہیم علیہ السلام اپنے مشرک مربی آزر سے بھاگیں گے [illegible] حقیقی والد [illegible]۔

امیر المومنینؑ : وہ داؤد علیہ السلام تھے، بدھ کے دن اچانک اپنے منبر پروفات پا گئے تھے۔

سائل : وہ کون سی چار چیزیں ہیں جو چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتیں ؟

امیر المومنینؑ : 1۔ زمین بارش سے۔ 2۔ عورت مرد سے۔

3۔ آنکھ دیکھنے سے۔ 4۔ عالم علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔

سائل : سب سے پہلے درہم و دینار کا سکہ کس نے رائج کیا ؟

امیر المومنینؑ : نوح علیہ السلام کے بعد نمرود بن کنعان نے ۔

سائل : لواطت کو کس نے سب سے پہلے رائج کیا ؟

امیر المومنینؑ : لواطت کو سب سے پہلے ابلیس نے متعارف کرایا اور اس لعین نے اپنے نفس کو لواطت کے لیئے پیش کیا۔

سائل : راعبی (کبوتر) اپنی گنگناہٹ میں کیا کہتے ہیں ؟

امیر المومنینؑ : یہ ڈھول تاشے اور بینڈ باجے والوں کو بد دعا دیتے ہیں۔

سائل : براق کی کنیت کیا ہے ؟

امیر المومنینؑ : ابو ہلال (ابوہزال)۔

سائل : بادشاہ تبع کی وجہ تسمیہ کیا ہے ؟

امیر المومنینؑ : یہ بادشاہ دراصل پہلے پہل ایک اور بادشاہ کا کاتب تھا اور جب وہ بادشاہ کا کوئی خط لکھتا تو اس کے سرنامہ پر یہ عبارت لکھا کرتا تھا۔

" بسم اللہ الذی خلق صبحًا وریحًا"۔

" اس اللہ کے نام کے سہارے جس نے صبح اور ہوا کو پیدا کیا "۔

بادشاہ نے کہا : تم یہ الفاظ لکھنے کی بجائے یہ لکھا کرو۔

"باسمك ملك الرعد"۔

" کڑک کے فرشتے کے نام سے "۔

اس نے کہا: نہیں ! میں خط کا آغاز اپنے پروردگار کے نام سے ہی کروں گا پھر آپ کا مقصد تحریر کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا پسند آئی اور خدا نے اسے اس ملک کا بادشاہ بنا دیا، پھر لوگوں نے اس کے الفاظ کی تقلید کی، اسی لیئے وہ "تُبّع" کے نام سے مشہور ہوا۔

سائل: یہ بتائیں کہ بکری کی دم اوپر کی جانب کیوں اٹھی ہوئی ہے اور اس کی شرم گاہ کیوں ظاہر ہے؟

امیر المومنینؑ: جب حضرت نوحؑ کی کشتی پہ بکری سوار ہونے گئی تھی تو اس نے نوح علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی اور انہوں نے اس کی دم کو توڑ دیا تھا وراس کے برعکس بھیڑ کی شرم گاہ اس لیئے چھپی ہوئی ہے کہ اس نے نوح علیہ السلام کے فرمان پر عمل کیا تھا اور جلدی سے کشتی میں سوار ہو گئی تھی، حضرت نوحؑ نے اس کی دم پر دست شفقت پھیرا تھا، اسی لیئے بھیڑ کی شرم گاہ پوشیدہ رہتی ہے۔

سائل: اہل جنت کس زبان میں اور اہل دوزخ کس زبان میں گفتگو کریں گے؟

امیر المومنینؑ: اہل جنت کی زبان عربی ہوگی اور اہل دوزخ کی زبان مجوسیوں والی ہوگی۔

سائل: نیند کی کتنی قسمیں ہیں؟

امیر المومنینؑ: نیند چار قسم کی ہوتی ہے۔

1۔ انبیاءؑ سیدھے سوتے ہیں اور وہ سوتے میں بھی وحی الٰہی کے منتظر ہوتے ہیں۔

2۔ مومن قبلہ رو ہو کر دائیں کروٹ کے بل سوتا ہے۔

3۔ بادشاہ اور ان کی اولاد بائیں کروٹ کے بل سوتے ہیں تاکہ ان کی غذا ہضم ہو سکے۔

4۔ ابلیس اور اس کے بھائی بند اور دیوانے اور آفت رسیدہ افراد منہ کے بل الٹے سویا کرتے ہیں۔

اس کے بعد وہ سائل بیٹھ گیا اور ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا :۔

سائل : امیرالمومنینؑ ! آپ ہمیں یہ بتائیں کہ ہم بدھ کے دن کو منحوس کیوں سمجھتے ہیں اور اسے اپنے لیئے گراں کیوں قرار دیتے ہیں اور وہ بدھ کون سا ہے جو کہ نحس ہے ؟

امیرالمومنینؑ : وہ مہینہ کے آخر میں آنےوالا بدھ ہےجو کہ ایام محاق میں آئے (ایام محاق سےمراد ہر قمری مہینے کی آخری تین تاریخیں ہیں جن میں چاند نظر نہیں آتا) اس بدھ میں قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا ، اور اس بدھ کے روز ابراہیم علیہ السلام کو نار نمرود میں ڈالا گیا تھا اور انہیں منجنیق میں بٹھایا گیا تھ ،اور بدھ کے دن اللہ نے فرعون کو غرق کیا اور بدھ کی شب قوم لوط کی زمین کو تباہ کیا ور اس کے اوپر والے حصے کو نیچے کر دیا گیا ،اور بدھ کے دن قوم عاد پر تند ہوا کا عذاب نازل کیا اور اس علاقہ کو ایسا کردیا جیسا کہ کھیت سے فصل کٹ گئی ہو ۔

اور بدھ کے دن ہی اللہ نے نمرود پر مچھر کو مسلط کیا تھ ، اور بدھ کے دن فرعون نے موسیٰؑ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا اور بدھ کے دن ہی ایک نافرمان گروہ پر چھت آگری تھی اور بدھ کے دن فرعون نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کے قتل کا اعلان صادر کیا اور بدھ کے دن بیت المقدس ویران ہوا اور بدھ کے دن کوہ فارس کے علاقہ اصطخر میں سلیمان بن داؤدؑ کی مسجد کو نذر آتش کیا گیا اور بدھ کے دن یحییٰ بن زکریا علیھما السلام کو شہید کیا گیا۔اور بدھ کے دن فرعون پر عذاب کا آغاز ہوا ، بدھ کے دن قارون کو زمین میں دھنسایا گیا۔

اور بدھ کے دن ایوب علیہ السلام کی آزمائش ہوئی جس میں ان کے اہل و

عیال اور مال و متاع سب ختم ہو گیا اور بدھ کے دن یوسف علیہ السلام کو زندان میں ڈالا گیا اور وہ دن بھی بدھ کا تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

اِنَّا دَمَّرْنٰھُمْ وَقَوْمَھُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ (النمل۔ ۵۱)

" ہم نے انہیں اور ان کی تمام قوم کو تباہ کر دیا "۔

اور بدھ کے دن ہی چنگھاڑ سنائی دی تھی ، اور بدھ کے دن ہی کنکریوں کی بارش ہوئی تھی ، اور بدھ کے دن آنحضرتؐ زخمی ہوئے اور ان کے دندان شہید ہوئے ، بدھ کے دن عمالقہ تابوت سکینہ کو لے گئے تھے۔

سائل : یہ بتائیں کہ کونسا کام کس دن سر انجام دینا چاہیے ؟

امیر المومنینؑ : ہفتہ کا دن مکاری اور دھوکے کا دن ہے ۔ اتوار کاشت اور تعمیر کا دن ہے ۔ پیر (سوموار) جنگ اور خون کا دن ہے (دوسری روایت کے مطابق سوموار سفر اور طلب کا دن ہے)۔ منگل سفر اور طلب کا دن ہے (دوسری روایت کے مطابق منگل جنگ اور خون کا دن ہے)۔ بدھ نحس ہے اور لوگ اس سے بد شگونی لیتے ہیں۔ جمعرات حکام کے پاس جانے اور حاجات کے پورا ہونے کا دن ہے۔ جمعہ نکاح اور منگنی کا دن ہے۔

۲۔ (بحذف اسناد) احمد بن طائی روایت کرتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

بدھ کا دن قوم عاد کی تباہی کا دن اور مستقل منحوس دن ہے جو اس دن فصد کھلائے تو اس کے متعلق خطرہ ہے کہ اس کی رگیں کہیں سبز نہ ہو جائیں اور جو اس دن " نورہ " لگائے اس کے متعلق برص کا اندیشہ ہے ۔(۱)

۱۔ [illegible] **ضماد** [illegible] تیار کیا جاتا ہے [illegible] مخصوص مقامات پر لگایا جاتا ہے۔

باب 25

حضرتؑ کا زید شہیدؓ کے متعلق فرمان

۱۔ (محذف اسناد) ابن ابی عبدون نے اپنے والد سے روایت کی۔

انہوں نے کہا: زید بن موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بصرہ میں بغاوت کی اور بنی عباس کے مکانات نذرِ آتش کیئے، آخر کار وہ گرفتار ہوئے اور اسے مامون کے سامنے پیش کیا گیا تو مامون نے امام علی رضا علیہ السلام کی وجہ سے اس کو معاف کر دیا اور اس نے امام علیہ السلام سے کہا:

آپؑ کے بھائی نے بغاوت کی اور اس نے جو کچھ کرنا تھا کیا۔ آپؑ جانتے ہیں کہ اس سے پہلے زید بن علی زین العابدینؑ نے بنی امیہ کے خلاف بغاوت کی تھی، اسے بنی امیہ نے قتل کردیا تھا اور میں نے آپؑ کے بھائی زید کو صرف آپؑ کی وجہ سے معاف کیا ہے، اگر یہ آپؑ کا بھائی نہ ہوتا تو میں اسے قتل کرا دیتا، اس نے بہت بڑا جرم کیا ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "بادشاہ سلامت! آپؑ میرے بھائی زید کا قیاس زید بن علی زین العابدینؑ پر نہ کریں، زید شہیدؓ آل محمدؐ کے علما میں سے تھے، وہ اللہ کے لیئے غضب ناک ہوئے اور انہوں نے دشمنانِ خدا سے جہاد کیا اور با آخر شہید ہوئے۔

میرے والد علیہ السلام نے اپنے والد امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی۔

انہوں نے فرمایا: اللہ میرے چچا زیدؓ پر رحم کرے۔ انہوں نے آل محمدؐ کی رضا کی دعوت دی تھی اور اگر وہ کامیاب ہو جاتے تو وہ اپنی دعوت کی شرط کو ضرور پورا کرتے انہوں نے خروج کے لیئے مجھ سے مشورہ طلب کیا تھا اور میں نے انہیں کہا تھا۔

" چچا جان ! اگر آپ قتل ہونا چاہتے ہیں اور کوفہ کے محلّہ کناسہ میں صلیب پرلٹکنے کے خواہش مند ہیں تو خروج کریں ورنہ نہیں"۔

جب زید امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس سے باہر گئے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

اس پر افسوس اور تباہی ہو جو ان کی دعوت کی آواز سن کر اس پر لبیک نہ کہے"۔

مامون نے کہا : ابوالحسنؑ ! مگر جو ناحق امامت کا دعویٰ کرے تو اس کا عذاب بھی تو احادیث میں موجود ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :" انہوں نے سرے سے امامت کا ناحق دعویٰ ہی نہیں کیا تھا اور وہ خوف خدا رکھنے والے انسان تھے ،انہوں نے صرف رضائے آل محمدؐ کی دعوت دی تھی۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں ان افراد کی مذمت کی گئی ہے جو ناحق امامت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہیں کہ انہیں اللہ کی طرف سے منصب امامت عطا ہوا ہے ، پھر دین خداوندی کی مخالفت کی دعوت دیں اور علم کے بغیر لوگوں کو راہ راست سے بھٹکائیں ۔

حضرت زید ایسے ہرگز نہ تھے ، وہ تو قرآن مجید کی اس آیت کے مصداق تھے ۔

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ ۔(حج۔ ۷۸)

" اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے ، اس نے تمہیں چن لیا ہے "۔

معصومینؑ کی زبانی زید شہید کی فضیلت

مصنف کتاب ھذا محمد بن علی بن حسین کہتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ اسلام کے عدوہ دیگر معصومینؑ نے بھی زید شہیدؒ کے فضائل بیان کیے ہیں، موقع و مقام کی مناسبت سے میں چند احادیث لکھنا چاہتا ہوں تاکہ اس کتاب کے قارئین کو معلوم ہو سکے کہ امامیہ کی نظر میں زید شہید کا کیا مقام ہے۔

۲۔ یہ حدیث مجھ سے احمد بن ھارون الفامی نے ۳۵۴ ہجری میں مسجد کوفہ میں بیان کی ، اس نے یہ حدیث محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے،انہوں نے اپنے والد سے ، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے ، انہوں نے حسین بن علوان سے ، انہوں نے عمر بن ثابت سے ، انہوں نے داؤد بن عبدالجبار سے ، انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے ، انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ، انہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے علی علیہ السلام سے روایت کی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسین علیہ السلام سے فرمایا:۔

حسینؑ ! تیری نسل میں سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام زیدؒ ہوگا ،قیامت کے دن زیدؒ اور اس کے ساتھی سفید چہرے لیئے ہوئے لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے"۔

۳۔ (بحذف اسناد) عمرو بن خالد بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی زین اعابدین علیہ السلام نے اس کے بالوں کو پکڑ کر کہا:۔

"میرے والد علی زین العابدین علیہ السلام نے میرے بال پکڑ کر مجھ سے یہ حدیث بیان کی ، انہوں نے کہا کہ میرے والد امام حسین علیہ السلام نے میرے بال پکڑ کر مجھ سے یہ حدیث بیان کی ۔ انہوں نے کہا میرے والد علی بن ابی طالب

علیہ السلام نے میرے بال پکڑ کر مجھ سے یہ حدیث بیان کی ، انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بال پکڑ کر فرمایا ۔

جس نے میرے ایک بال کو بھی اذیت دی تو اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو اذیت دی ، اس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کریں گے"۔

۴ ۔ (محذوف اسناد) معمر کہتے ہیں :۔

ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ، اتنے میں زید بن علی زین العابدینؑ آئے اور وہ دروازے کے بالائی کناروں کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :"چچا جان! میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ کہیں تمہیں کوفہ کے محلہ کناسہ میں صلیب پر نہ چڑھایا جائے۔

زید کی والدہ نے حضرتؑ کے یہ الفاظ سنے تو انہوں نے حضرتؑ سے کہا ۔

آپؑ نے یہ الفاظ میرے بیٹے سے حسد کی بنا پر کہے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : کاش ! یہ الفاظ حسد کی وجہ سے ہی ہوتے ، آپؑ نے یہ الفاظ تین بار فرمائے ۔

مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ، انہوں نے کہا کہ ان کے جد اطہر نے فرمایا تھا :۔

ان کی نسل سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام زید ہو گا ، وہ کوفہ میں قتل ہو گا اور کناسہ میں صلیب پر لٹکایا جائے گا ، اسے قبر سے نکال کر صلیب پر چڑھایا جائے گا اور اس کی روح کے لیئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جائیں گے ، اہل زمین و آسمان اس پر فخر کریں گے ، اللہ تعالیٰ اس کی روح کو سبز رنگ کے ایک پرندے کے پوٹے میں رکھے گا ، وہ اپنی مرضی سے جنت کی سیر کریں گے"۔

۵۔ (بحذف اسناد) جابر جعفی کہتے ہیں :۔

میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا ، اس وقت ان کے پاس ان کے بھائی زیدؒ بیٹھے ہوئے تھے ، اسی اثناء میں معروف بن خربوذکی بھی ان کی خدمت میں آئے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا : معروف ! ہمیں کوئی اپنا عمدہ سا شعر سناؤ۔

چنانچہ معروف نے یہ شعر پڑھے۔

لعمرك ما ان ابو مالك بوان و لا بضعيف قواه

و لا بألد لذى قوله يعادى الحكيم اذا ما نهاه

و لكنه سيد بارع كريم الطبايع حلو ثناه

اذاسدته سدت مطواعة و مهما و كلت اليه كفاه

''تیری حیات کی قسم ! ابو مالک نہ تو کمزور ہے اور نہ ہی اس کے قوی ضعیف ہیں اور جب کوئی دانا اسے کسی کام سے روکے تو وہ اس سے الجھنے والا نہیں ہے ، وہ تو ایک عظیم المرتبت سردار ہے ، جو کہ شریفانہ طبیعت رکھتا ہے اور اس کی تعریف اچھی لگتی ہے۔

اور جب تو اسے روکے گا تو ایک اطاعت گزار کو روکے گا اور جب تو کوئی کام اس کے سپرد کرے گا تو وہ اسے پورا کرے گا "۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے زیدؒ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا :۔

''ابوالحسن ! یہ تو تمہاری وصف ہے"۔

۶۔ (بحذف اسناد) عبداللہ بن سیابہ بیان کرتے ہیں :۔

ہم سات افراد کوفہ سے مدینہ آئے اور ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گئے ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہم سے فرمایا۔

تمہارے پاس میرے چچا زید کے متعلق کوئی خبر ہے؟

ہم نے کہا: اب تک خروج کر چکے ہوں گے یا کرنے ہی والے ہوں گے۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تمہیں ان کے متعلق کوئی خبر موصول ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔

ہم چند روز مدینہ میں ٹھہرے رہے، ایک دن بسام صراف کا قاصد خط لے کر آیا جس میں اس نے لکھا تھا۔

زید بن علیؑ نے ماہ صفر میں بدھ کے دن خروج کیا اور بدھ اور جمعرات تک زندہ رہے اور جمعہ کے دن قتل ہو گئے اور ان کے ساتھ فلاں فلاں افراد شہید ہو گئے۔

ہم امام علیہ السلام کے پاس گئے اور وہ خط ان کے سامنے رکھا۔

امام علیہ السلام خط پڑھ کر رونے لگے اور کہا:۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (البقرہ ۱۵۶)

"ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں واپس جانے والے ہیں"

میں اس مصیبت کا اجر خدا سے طلب کرتا ہوں، وہ بہترین چچا تھے اور وہ ہماری دنیا اور آخرت کے لیئے کار آمد فرد تھے۔

خدا کی قسم! میرے چچا اس دنیا سے شہید ہو کر گئے اور انہیں ان شہیدوں کا مقام حاصل ہو گیا جو رسول خدا، علی مرتضیٰ اور حسن و حسین علیہم السلام کی معیّت میں شہید ہوئے تھے"۔

۷۔ (محذوف اسناد) فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ جس دن زیدؑ نے کوفہ میں خروج کیا، میں اسی صبح کو کوفہ میں پہنچ گیا تھا۔

میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا: "کوئی ہے جو شام کے راہبوں کے ساتھ جنگ میں میری مدد کرے، مجھے اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا، تم میں سے جو بھی شخص ان کے مقابے میں میری مدد کرے گا، قیامت کے دن میں اس کا ہاتھ پکڑ کر بحکم خدا جنت میں لے جاؤں گا"۔

جب زید شہید ہوگئے تو میں نے ایک جانور کرایہ پر لیا اور مدینہ کا رخ کیا اور دل میں یہ ارادہ تھا کہ میں یہ خبر امام جعفر صادق علیہ السلام کو جاکر سناؤں گا۔

جب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کہا۔

"میرے چچا زید کا کیا بنا؟"

میری آواز گلے میں رندھ گئی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: "ظالموں نے انہیں قتل کر دیا؟"

میں نے کہا: جی ہاں! خدا کی قسم لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: "تو کیا ظالموں نے انہیں صلیب پر بھی لٹکایا؟"

میں نے کہا: جی ہاں! لوگوں نے انہیں صلیب پر بھی چڑھایا۔

یہ سن کر امام علیہ السلام کی آنکھوں سے بارش کی طرح آنسو برسنے لگے اور مجھ سے فرمایا۔

"فضیل! کیا تو نے میرے چچا کے ساتھ مل کر اہل شام سے جنگ کی تھی؟"

میں نے عرض کیا: جی ہاں،

امام علیہ السلام نے فرمایا: "تم نے کتنے افراد کو قتل کیا تھا؟"

میں نے کہا: میں نے چھ افراد کو قتل کیا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: "تو کیا ان کے قتل کرنے کے متعلق تمہیں کوئی شک و تردد ہے؟"

میں نے عرض کیا: اگر مجھے شک ہوتا تو میں ان کو قتل ہی کیوں کرتا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: "اللہ مجھے اس خون میں شریک کرے زید حضرت علی بن ابی طالبؑ اور ان کے ساتھیوں کی راہ پر چلتے ہوئے شہید ہوئے ہیں"۔

باب 26

مختلف امور کے متعلق حضرتؑ سے مروی روایات

۱۔ (بحذف اسناد) آپؑ کے غلام، عباس سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جو شخص آذان صبح اور آذان مغرب سن کر یہ دعا پڑھے اوراگر وہ اس دن یا اس رات مر جائے تو تائب ہوکرمرے گا۔

دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ بِاِقۡبَالِ نَهارِكَ وَ اِدۡبَارِ لَيۡلِكَ و حَضُوۡرِ صَلَوَاتِكَ وَ اَصۡوَاتِ دُعَآئِكَ اَنۡ تُصَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنۡ تَتُوۡبَ عَلَیَّ اِنَّكَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ۔

" خدایا! میں تجھ سے تیرے دن کی آمد اوررات کے جانےاور تیری نمازوں کا وقت ہونے اور تیری دعاؤں کی آوازوں کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اورمیری توبہ قبول فرما، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے"۔

۲۔ (بحذف اسناد) دعبل بن علی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضاعیہ اسلام سے سنا، انہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

"قیامت کے روز میں چار افراد کی شفاعت کروں گا۔

1۔ میرے بعد میری ذریت کا احترام کرنے والا۔

2۔ ان کی حاجات پوری کرنے والا۔

3۔ ان کی پریشاں حالی کے وقت ان کے لیئے جدوجہد کرنے والا۔
4۔ اپنے دل اور زبان سے ان سے محبت کرنے والا“۔

۳۔(بحذف اسناد) فتح بن یزید جرجانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ اسلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص ماہ رمضان کے دن میں دس مرتبہ کسی عورت سے حلال یا حرام طریقہ سے مقاربت کرتا ہے تو اس کا کفارہ کیا ہے ؟

امام علیہ السلام نے لکھا :”اسے دس کفارے ادا کرنے پڑیں گے ، ہر بار کے لیئے ایک کفارہ دینا ہو گا ، اور اگر کوئی رمضان کے کسی دن میں کھانا کھائے یا پانی پیئے تو اسے ایک دن کا کفارہ ادا کرنا ہوگا“۔

۴۔(بحذف اسناد) یوسف بن محمد بن زیاد نے اپنے والد سے روایت کی ، انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ۔

انہوں نے فرمایا :”جب جعفر بن ابوطالب حبشہ سے واپس آئے تو رسول خداؐ ان کے لیئے کھڑے ہوئے اور بارہ قدم چل کر ان کا استقبال کیا ، انہیں گلے لگایا ،ان کی پیشانی کا بوسہ دیا اور رو پڑے اور فرمایا :۔

جعفر ! آج میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ مجھے ان دو میں سے کس چیز کی زیدہ خوشی ہے ۔ تیرے یہاں آنے کی یا تیرے بھائی علی کے ہاتھوں خیبر فتح ہونے کی ، آنحضرتؐ خوشی کی شدت سے روئے تھے“۔

۵۔(بحذف اسناد) حسن بن علی الوشا نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے حضرت علی علیہ اسلام سے روایت کی، انہوں نے کہا:۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

''معراج کی شب میں نے ایک رِحم کو دیکھا جو عرش سے چمٹا ہوا دوسرے رِحم کی اپنے پروردگار سے شکایت کر رہا تھا۔

میں نے اس سے پوچھا: '' تم دونوں کے درمیان کتنے آباء کا فاصلہ ہے۔

اس نے کہا: ہم چالیسویں پشت میں جا کر ملتے ہیں''۔

٦۔(محذف اسناد) عباس بن ہلال سے روایت ہے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضاعلیہ السلام سے سنا۔

آپؑ نے فرمایا:۔

''جو شخص اللہ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے ماہ شعبان میں ایک دن روزہ رکھے ، اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو شخص ماہ شعبان میں ہر روز ستر مرتبہ استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گروہ میں محشور فرمائے گا ، اور اللہ کی طرف سے کرامت کا حق دار ہو گا ، اور جو شخص ماہ شعبن میں صدقہ دے اگرچہ کھجور کا ایک حصہ ہی کیوں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو دوزخ پر حرام کر دے گا اور جو شخص ماہ شعبان کے تین روزے رکھے اور انہیں ماہ رمضان سے ملائے تو اللہ تعالیٰ اسے دو مسلسل مہینوں کے روزوں کا ثواب عطا کرے گا''۔

٧۔(محذف اسناد) زکریا بن آدم نے امام علی رضاعلیہ السلام سے روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا: '' نماز کے چار ہزار دروازے ہیں''۔

٨۔(محذف اسناد) ابو ہاشم جعفری نے امام علی رضاعلیہ السلام سے پوچھا:۔

مصلوب(جسے سولی پر چڑھایا گیا ہو) پر نماز جنازہ کس طرح سے پڑھنی چاہئے ؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تجھے علم نہیں ہے کہ میرے دادا صلوات اللہ علیہ نے اپنے چچا کی نماز جنازہ پڑھی تھی ۔

میں نے کہا: جی ہاں ! مجھے یہ علم ہے لیکن اس کی کیفیت کو نہیں جانتا ، آپؑ

اس کی وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: "ہم وضاحت کرتے ہیں، اگر مصلوب کا چہرہ قبلہ کی جانب ہو تو اس کے دائیں کندھے کے سامنے کھڑے ہو جاؤ، اگر اس کی پشت قبلہ کی جانب ہو تو اس کے بائیں کندھے کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔

مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے، اگر مصلوب کا بایاں کندھا قبلہ کی طرف ہو تو تم اس کے دائیں کندھے کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور اگر اس کا دایاں کندھا قبلہ کی طرف ہو تو تم اس کے بائیں کندھے کے سامنے کھڑے ہو جاؤ، اگر وہ منحرف ہو تو تم اس کے کندھوں سے دور نہ ہونا اور تمہارا چہرہ مشرق و مغرب کے درمیان ہونا چاہئے اور نہ تو اس کی طرف منہ ہو اور نہ ہی پشت ہو"۔

ابو ہاشم راوی کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

اب تم نے مسئلہ سمجھ لیا ہو گا۔

مصنف کتاب ھذا رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"یہ حدیث غریب ہے، اصول و مصنفات میں مجھے یہ حکم کہیں نہیں مل سکا اور اس حدیث کو صرف انہی اسناد سے ہی پہچانتا ہوں"۔

۹۔(بحذف اسناد) حضرتؑ کے ایک غلام، حارث بن دلہاث نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: "کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک اس میں تین خصلتیں نہ ہوں، ان میں سے ایک اللہ کی سنت ہے، ایک اللہ کے نبیؐ کی سنت ہے اور ایک اللہ کے ولیؑ کی سنت ہے۔

اللہ کی سنت راز کو پوشیدہ رکھنا ہے، چنانچہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (جن۔ ۲۶، ۲۷)

" وہ غیب کے جاننے والا ہے ، اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اس کے کہ جس رسول کو چن لے "۔

(لہٰذا مومن کو چاہیے کہ اپنے راز کی حفاظت کرے)

نبیؐ کی سنت لوگوں سے مدارات سے پیش آنا ہے ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کو مدارات سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بَالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ (ا ع ف ۔ ۱۹۹)

" عفو و درگزر کی عادت اپنائیں ،نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں ۔ے منہ موڑ یں "۔

(لہٰذا مومن کو صاحبِ تواضع و مدارات ہونا چاہیئے)

ولی کی سنت دکھ اور بیماری میں صبر کرنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالصَّابِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَأْسِ۔ (بقرہ ۱۷۷)

" اور وہ فقر و فاقہ اور پریشانیوں اور بیماریوں اور میدان جنگ کے حالت میں صبر کرتے ہیں"۔

(لہٰذا مومن کو صابر ہونا چاہیئے)

۱۰ ۔ (بحذف اسناد) سلیمان بن جعفر جعفری نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

" کوے سے تین خصلتیں سیکھو۔

1۔ اس کا چھپ کر مقاربت کرنا ۔

2۔ حصول رزق کے لیئے صبح سویرے اٹھنا۔

3۔ ہر وقت ہوشیار رہنا"۔

۱۱۔ (بحذف اسناد) یاسر خادم سے روایت ہے ، انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا۔

انہوں نے فرمایا :۔

"یہ مخلوق تین موقع پر سب سے زیادہ پریشان ہوتی ہے۔

1۔ جب انسان شکم مادر سے برآمد ہوکر اس وسیع و عریض دنیا کو دیکھتا ہے۔

2۔ جب مرکر آخرت کا مشاہدہ کرتا ہے۔

3۔ جب قبر سے قیامت کے دن نکالا جائے گا تو انسان وہ کچھ دیکھے گا جسے اس نے دنیا میں نہیں دیکھا ہو گا ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰؑ کو ان تینوں مواقع کی سلامتی عطا کی جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا (مریم ۱۵)

" اور ان پر سلامتی ہے جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن دوبارہ زندہ اٹھایا جائے گا "۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی مذکورہ تینوں مواقع کے لیئے اپنی سلامتی کا خود اعلان کرتے ہوئے فرمایا :۔

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا۔(مریم۔۳۳)

" اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن دوبارہ زندہ اٹھایا جاؤں گا "۔

۱۲۔(بحذف اسناد) حضرتؑ کے ایک غلام حسین بن علی دیلمی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا :۔

"جو شخص تین اہل ایمان کو حج کرائے تو اس نے دولت کے بدلے اللہ سے اپنی جان کو خرید لیا ،اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس سے اس کی دولت کے متعلق سوال نہیں

کرے گا کہ اس نے حلال سے کمائی تھی یا حرام سے کمائی تھی؟"

مصنف کتاب ھذا کہتے ہیں:۔

"اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ اس سے مشتبہ مال کے متعلق سوال نہیں کرے گا اور اس کے دعویداروں کو اپنی طرف سے معاوضہ دے گا"۔

۱۳۔ (بحذف اسناد) حارث بن دلہاث نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے ابوالحسن علی بن موسیٰ رضاؑ سے روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم دیا اور انہیں تین چیزوں سے متصل قرار دیا۔

1۔ اللہ نے نماز اور زکوۃ کا ایک ساتھ حکم دیا، لہٰذا جو شخص نماز پڑھے اور زکوۃ نہ دے تو اس کی نماز قبول نہیں ہو گی۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر اور والدین کے شکریہ کا ایک ساتھ حکم دیا، لہٰذا جو شخص اللہ کا شکر ادا کرے اور والدین کا شکریہ ادا نہ کرے تو خدا کا شکر قبول نہیں ہو گا۔

3۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تقویٰ اور صلہ رحمی کا ایک ساتھ حکم دیا ہے، لہٰذا جو شخص خوف خدا کے تقاضوں پر تو عمل کرے لیکن صلہ رحمی نہ کرے تو اس نے اللہ کا خوف ہی دل میں نہیں رکھا"۔

۱٤۔ (بحذف اسناد) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت ہے، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"حلم، علم اور خاموشی فقیہ کی علامات میں سے ہیں یقیناً خاموشی حکمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، خاموشی محبت کا ذریعہ ہے اور وہ ہر بھلائی کے لیئے رہنمائی کرتی ہے"۔

۱۵۔ (بحذف اسناد) حمدان دیوانی سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

''ہر شخص کا دوست اس کی عقل اور اس کا دشمن اس کی جہالت ہوتی ہے''۔

۱۶۔ (بحذف اسناد) ابوالقاسم عبداللہ بن محمد طائی نے اپنے والد سے روایت کی ہے،انھوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ،آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے روایت کی۔

''ایک شخص نے حضرت علیؑ کو کھانے کی دعوت دی ، تو آپؑ نے فرمایا:۔ اگر تمھیں ہماری تین شرائط منظور ہوں تو ہم تمھاری دعوت قبول کریں گے۔

اس شخص نے پوچھا: مولا : وہ کون سی شرائط ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا: 1۔ باہر سے کوئی چیز لا کر دعوت میں شامل نہ کرو گے۔

2۔ گھر کا کھانا ہم سے چھپا کر نہ رکھو گے۔

3۔ ہماری وجہ سے اہل و عیال کو تکلیف میں مبتلا نہ کرو گے۔

اس شخص نے کہا: مولا ! مجھے آپؑ کی تمام شرائط منظور ہیں۔

آپؑ نے اس کی دعوت قبول فرمائی۔

۱۷۔ (بحذف اسناد) داؤد بن سلیمان نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ۔

آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ۔

چار افراد کا بروز قیامت میں شفیع ہوں گا، اگرچہ وہ میرے پاس تمام اہل ارض کے گناہ لے کر بھی کیوں نہ آئیں ۔

1۔ میرے اہل بیتؑ کا مددگار ۔

2۔ بوقت ضرورت ان کی حاجات پوری کرنے والا ۔

3۔ دل و زبان سے ان کے ساتھ محبت کرنے والا۔

4۔ اپنے ہا تھ سےان کا دفاع کرنے والا ۔

۱۸۔(محذف اسناد) حسن بن علی بن فضال نے امام علی رضاعیہ السلام سے روایت کی ۔

آپؑ نے فرمایا :" بنی اسرائیل سے چاند چھپ گیا ، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ عیہ اسلام کو وحی فرمائی کہ مصر سے یوسف علیہ السلام کی لاش نکالو اور جب تم لاش نکالو گے توچاند طلوع ہو گا۔

موسٰی علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا : کیا تمہیں قبر یوسفؑ کاعم ہے ؟

لوگوں نے بتایا : یہاں ایک بڑھیا رہتی ہے جسے قبر یوسفؑ کا علم ہے ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چند افراد کو اس کے پاس بھیجا تو وہ ایک اپاہج بڑھیا کو اٹھا کر ان کے پاس لے آئے ۔

حضرت موسٰی علیہ السلام نے بڑھیا سے پوچھا: کیا تمہیں قبر یوسفؑ کے مقام کا علم ہے ؟

بڑھیا نے کہا : جی ہاں ! مجھے ان کا مقام قبرمعلوم ہے۔

موسٰی علیہ السلام نے فرمایا : تو ہمیں اس کی نشان دہی کرو۔

بڑھیا نے جواب میں کہا : جب تک آپؑ مجھے چار باتوں کی ضمانت نہ دیں میں آپؑ کو اس مقام کی نشان دہی نہیں کروں گی ۔

1۔ میں اپاہج ہوں اور چلنے پھرنے سے عاجز ہوں ، آپؑ میری ٹانگوں کو ٹھیک کردیں ۔

2۔ مجھے دوبارہ شباب و جوانی لے کر دیں۔

3۔ مجھے دوبارہ بصارت عطا کرائیں۔

4۔ مجھے جنت میں اپنی زوجہ بنائیں ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوبڑھیا کی شرائط ناگوار گذریں.اللہ تعالیٰ نے انہیں

وحی فرمائی۔

جو کچھ یہ مانگ رہی ہے اسے دے دو، کیونکہ اس کی تمام شرائط کا تعلق میری قدرت کاملہ سے ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے تمام مطالبات منظور کیئے تو اس نے دریائے نیل کے کنارے ایک مقام کی نشان دہی کی اور بتایا کہ یوسف عیہ السلام کی میت سنگ مرمر کے صندوق میں بند ہے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ صندوق برآمد کیا۔ تو چاند طلوع ہوا پھر حضرتؑ اس صندوق کو اپنے ساتھ ملک شام لے گئے، یہی وجہ ہے کہ اہل کتاب اپنے مردوں کو شام لے جاتے ہیں"۔

۱۹۔(بحذف اسناد) علی بن حسن بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے " **بِسْمِ اللّٰہِ** "(اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں) کا مطلب دریافت کیا۔

آپؑ نے فرمایا: "**بِسْمِ اللّٰہِ** " کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے آپ پر اللہ تعالیٰ کی علامات میں سے ایک علامت ثبت کر رہا ہوں اور وہ ہے عبادت"۔

۲۰۔(بحذف اسناد) سلیمان بن جعفر نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی۔

انہوں نے فرمایا: ہر ہد ہد کے پروں میں سریانی زبان میں اللہ تعالیٰ نے یہ عبارت تحریر فرمائی:

آلِ مُحَمَّد خَيرُ الْبَرِيَّةَ۔

"آل محمدؐ بہترین مخلوق ہے"۔

۲۱۔(بحذف اسناد) ابو علی احمد بن علی بن مہدی رقی نے اپنے والد سے

روایت کی ، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

یا علیؑ ! اس کے لیئے خوشخبری ہے جس نے تم سے محبت کی اور تیری تصدیق کی اور اس کے لیئے ہلاکت ہے جس نے تم سے بغض رکھا اور تجھے جھٹلایا۔

یا علیؑ ! تیرے محب ساتویں آسمان اور ساتویں زمین اور اس کے مابین معروف ہیں ، وہ اہل دین اور اہل تقویٰ اور اہل سیرتِ حسنہ اور خدا کی رضا کے لیئے انکساری کرنے والے ہیں ، ان کی نگاہیں پُر خشوع اور ان کے دل ذکر خداوندی کی وجہ سے خائف ہوتے ہیں اور انہوں نے تیری ولایت کے حق کو پہچانا ہے ، ان کی زبانیں تیری فضیلت کے بیان میں بولنے والی ہیں اور تیری اور تیری اولاد کے ائمہ کے مصائب کی وجہ سے ان کی آنکھیں روتی رہتی ہیں۔

اللہ نے اپنی کتاب میں انہیں جو حکم دیا ہے وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ سنت پیغمبرؐ کی برہان ان تک پہنچی ہے وہ اس پر یقین رکھتے ہیں اور انہیں اولی الامر جو حکم دیتے ہیں وہ اس پر عمل کرتے ہیں ، وہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں قطع رحمی نہیں کرتے ، ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے ہیں ، بغض رکھنے والے نہیں ہیں اور فرشتے ان پر رحمت بھیجتے ہیں اور ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور ان میں سے جو گناہ گار ہو ، فرشتے اس کے لیئے استغفار کرتے ہیں اور ان کے جنازے میں شامل ہوتے ہیں اور ایسے اہل ایمان کے چلے جانے کی وجہ سے ملائکہ روز قیامت تک تنہائی محسوس کرتے ہیں"۔

۲۲۔ (محذف اسناد) عبدالسلام بن صالح ہروی نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے حضرت علی بن ابی

طالب علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے فرمایا۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھ سے افضل اور بہتر کوئی مخلوق پیدا نہیں کی"۔

علی علیہ السلام نے عرض کی :۔

"یا رسول اللہؐ ! آپؐ افضل ہیں یا جبریلؑ ؟"

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"یا علیؑ! اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاءؑ و مرسلینؑ کو ملائکہ مقربینؑ سے افضل بنایا ہے اور مجھے تمام انبیاءؑ و مرسلینؑ پر فضیلت دی ہے ، اور میرے بعد تم اور تمہاری نسل کے ائمہ افضل ہیں ، اور یقیناً ملائکہ ہمارے اور ہمارے محبوں کے خادم ہیں۔

حاملین عرش اور اس کے گرد مقرر فرشتے اللہ کی حمد کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور جو لوگ ہماری ولایت پر ایمان لائے ہیں ، ان کے لیئے استغفار کرتے ہیں ۔

یا علیؑ ! اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ نہ آدمؑ کو پیدا کرتا اور نہ حوّاؑ کو اور نہ ہی جنت و دوزخ کو پیدا کرتا اور نہ ہی آسمان و زمین کو پیدا کرتا ۔

ہم بھلا ملائکہ سے افضل کیونکر نہ ہوں جب کہ ہم نے پروردگار کی معرفت اور تسبیح و تہلیل و تقدیس میں ان پر سبقت حاصل کی ہے ، کیونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کو پیدا کیا اور اسے اپنی توحید و تمجید کے ساتھ گویائی عطا کی ، پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو پیدا کیا ، جب ملائکہ نے ہمیں نور واحد کی صورت میں مشاہدہ کیا تو انہوں نے ہماری شان کو عظیم سمجھ لیا تو ہم نے

" **سُبْحَانَ اللّٰہِ** "(تسبیح کرتا ہوں میں خدائے بزرگ کی) پڑھا تا کہ ملائکہ کو علم ہو جائے کہ ہم پیدا ہونے والی مخلوق ہیں اور ہمارا پیدا کرنے والا ہماری صفات سے منزہ ہے۔

چنانچہ ہماری تسبیح سن کر ملائکہ نے تسبیح کی اور اللہ کو ہماری صفات سے منزہ سمجھا، اور جب ملائکہ نے ہماری عظمت ِشان کو ملاحظہ کیا تو ہم نے کہا " **لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰه** " (نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے) تاکہ ملائکہ کو علم ہو جائے کہ عبدت کے لائق صرف اللہ ہے اور ہم اس کے بندے ہیں ، معبود نہیں ہیں ، اسی لیئے نہ تو اللہ کے ساتھ ہماری عبادت جائز ہے اور نہ ہی اس کے علاوہ ہماری عبادت جائز ہے۔

چنانچہ ہم سے " **لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰه** " سن کر ملائکہ نے بھی "**لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰه**" کہا۔

اور جب ملائکہ نے ہمارے مقام کی بڑائی (بزرگی) کا ملاحظہ کیا تو ہم نے کہا "**اَللّٰهُ اَکْبَرُ**" (اللہ بڑا بزرگ و برتر ہے)

تاکہ ملائکہ کو علم ہو جائے کہ بڑائی کا سر چشمہ ذاتِ خداوندی ہے ، اس کے علاوہ کسی اور مقام سے بڑائی حاصل نہیں ہو سکتی۔

اور جب ملائکہ نے ہماری عزت و قوت کا مشاہدہ کیا تو ہم نے کہا

"**لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ**"۔

(نہیں ہے کوئی طاقت اور قوت سوائے خدائے بلند اور بزرگ کے)

تاکہ ملائکہ کو علم ہو جائے کہ ہماری قوت و طاقت اللہ کی عطا کردہ ہے۔

اور جب ملائکہ نے ہم پر اللہ کے انعامات اور ہماری اطاعت کی فرضیت کا مشاہدہ کیا تو ہم نے کہا

" **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** "۔(تمام تعریفیں اللہ کے لیے ثابت ہیں)

تاکہ ملائکہ کو علم ہو جائے کہ نعمتوں کے شکر کا انداز کیا ہوتا ہے ، چنانچہ ملائکہ نے ہم سے سن کر " **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** " کہا۔

ہماری وجہ سے ہی ملائکہ کو توحید پروردگار کی معرفت نصیب ہوئی اور ہماری وجہ سے ہی انہیں تسبیح ، تہلیل ، تحمید اور تمجید کا علم ہوا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ہمیں صلب آدمؑ میں ودیعت فرمایا ، اسی لیئے اللہ نے ملائکہؑ کو آدم علیہ السلام کے سجدہ کا حکم دیا اور اس سجدہ سے ہماری تعظیم و اکرام مقصود تھا، ملائکہؑ کا سجدہ ازروئے عبودیت اللہ کے لیئے تھا اور بطور اکرام آدم علیہ السلام کے لیئے تھا اور اس سے ہماری اطاعت مقصود تھی کیونکہ ہم ان کے صلب میں موجود تھے۔

اور ہم ملائکہؑ سے افضل کیونکر نہ ہوں جب کہ تمام ملائکہؑ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور جب مجھے معراج ہوئی تو جبریلؑ نے اذان و اقامت دی پھر مجھے کہا:

"محمدؐ! آپؐ آگے بڑھیں"۔

میں نے کہا: "میں تم سے آگے بڑھوں"۔

جبریلؑ نے کہا: "جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاءؑ کو تمام فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور تمہیں خاص کر فضیلت عطا فرمائی ہے"۔

پھر میں آگے بڑھا اور میں نے سب کو جماعت کرائی ،اس کے باوجود میں فخر نہیں کرتا۔اور جب میں نور کے حجابات پر پہنچا تو وہاں جبریلؑ رک گئے اور مجھے کہا:

"محمدؐ! آپ آگے جائیں"۔

میں نے کہا: "جبریلؑ! تم اس مقام پر مجھے اکیلا چھوڑ رہے ہو؟"

جبریلؑ نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے میری پرواز کی حد یہاں تک ہی مقرر کی ہے ، اگر میں اس سے آگے بڑھا تو اپنی حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے میرے پَر جل جائیں گے"(۱)

پھر نور کی ایک موج سی اٹھی اور جہاں تک خدا مجھے لے جانا چاہتا تھا ، میں وہاں پہنچ گیا ، اس وقت اللہ کی طرف سے مجھے ندا کی گئی تو میں نے کہا:

---

۱ فارسی میں اس مفہوم کو خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

گر یک سر موی برتر پرم ـ فروغ تجلی بسوزد پرم

" لبیك ربی و سعدیك تبارکت و تعالیت "۔

آواز قدرت بلند ہوئی :۔

" محمدؐ ! تو میرا عبد اور میں تیرا رب ہوں ، تم میری ہی عبادت کرتے رہنا اور مجھ پر ہی توکل کرنا ، میرے بندوں میں تو میرا نور ہے اور میری مخلوق کی طرف میرا رسول ہے ، اور میری مخلوق پر تو میری حجت ہے ، میں نے اپنی جنت کو تیرے اور تیرے پیرو کاروں کے لیئے پیدا کیا اور تیرے مخالفین کے لیئے میں نے دوزخ کو پیدا کیا اور تیرے اوصیاء کے لیئے میں نے اپنی کرامت کو واجب کیا اور ان کے شیعوں کے لیئے میں نے اپنا ثواب واجب کیا"۔

میں نے کہا : " پروردگار ! میرے اوصیاء کون ہیں ؟"

ندا آئی : " محمدؐ ! تمہارے اوصیاء کے نام عرش کے کنارے پر کندہ ہیں ۔ اس وقت میں نے عرش کے کنارے پر نگاہ ڈالی تو مجھے بارہ نور نظر آئے اور ہر نور میں سبز سطر تحریر تھی اور اس پر میرے اوصیاء میں سے ایک وصی کا نام لکھا ہوا تھا ، ان میں پہلا علیؑ اور آخری مہدی (عج) تھا"۔

میں نے کہا : " پروردگار ! کیا یہی میرے بعد میرے وصی ہیں ؟"

اس وقت مجھے یہ ندا سنائی دی۔

" محمدؐ ! یہ میرے اوصیاء ، میرے احباء اور میرے اصفیاء ہیں اور تیرے بعد میری مخلوق پر حجت ہیں ، یہ آپؐ کے اوصیاء ، آپؐ کے خلفاء اور آپؐ کے بعد میری بہترین مخلوق ہیں۔

مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ! ان کے ذریعے سے میں اپنے دین کو غالب کروں گا اور اپنے حکم کو بلند کروں گا اور ان میں سے آخری فرد کے ذریعے سے میں زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور میں انہیں زمین کے مشارق و مغارب کی حکومت عطا کروں گا ، اور ان کے لیئے ہواؤں کو مسخر کروں گا اور سخت بادوں

کو ان کا مطیع بناؤں گا اور میں ان کے لیئے تمام اسباب فراہم کروں گا اور اپنے شکر کے ذریعے سے ان کی مدد کروں گا اور اپنے ملائکہ کے ذریعے سے ان کی نصرت کروں گا۔

وہ میری دعوت کا اعلان کرے گا اور تمام مخلوق کو میری توحید پر جمع کرے گا، پھر میں ان کی سلطنت کو دوام دوں گا اور قیامت تک اقتدار و حکومت اپنے اولیاء میں قرار دوں گا"۔

۲۳۔ انہی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: " حیا ایمان کا حصہ ہے "۔

۲۴۔ (بحذف اسناد) حسین بن خالد نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ،آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا: "ایک دن حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی حکومت عطا کی ہے جو میرے بعد کسی کو عطا نہیں ہو گی اور اللہ نے ہوا کو میرے لیئے مسخر کیا اور انسانوں ، حیوانوں اور جنات و طیور کو میرا تابع فرمان بنایا اور مجھے ہر طرح کی نعمت و آسائش عط فرمائی مگر اس کے باوجود میرا ایک دن بھی پورا کبھی خوشی میں نہیں گزرا ، میں کل پورا دن اپنے محل میں بسر کرنا چاہتا ہوں اور اپنے محل کی چھت پر چڑھ کر اپنی مملکت کا نظارہ کرنا چاہتا ہوں ، اس لیئے کل کسی کو بھی مجھ سے ملاقات کی اجازت نہ دی جائے تا کہ میرا دن آرام اور خوشی سے گزر سکے"۔

آپ کے ساتھیوں نے کہا: "آپ کے فرمان کی تعمیل کی جائے گی"۔

جب دوسرا دن ہوا تو حضرت سلیمانؑ ہاتھ میں عصا لیئے ہوئے اپنے محل کے بلند ترین حصے پر چلے گئے اور عصا کا سہارا لے کر اپنی مملکت کا نظارہ کر رہے تھے اور اپنی مملکت کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ اتنے میں انہوں نے ایک خوش

شکل اور خوش لباس نوجوان کو دیکھا کہ وہ محل کے ایک کنارے سے ان کی طرف آ رہا ہے۔

حضرت سلیمانؑ نے اس نوجوان سے کہا۔

"تمہیں اس محل میں داخل ہونے کی کس نے اجازت دی جب کہ آج میری خلوت کا دن ہے ؟"

جوان نے کہا : "اس محل کے مالک کی اجازت سے میں اس محل میں داخل ہوا ہوں"۔

حضرتؑ اس کے مفہوم کو سمجھ گئے اور فرمایا۔

"بے شک اس کا حقیقی مالک مجھ سے اس کا زیادہ حق دار ہے ، لیکن تم کون ہو؟"

اس نے کہا : " میں ملک الموت ہوں"۔

سلیمان علیہ السلام نے کہا : " کس لیئے آئے ہو ؟"

ملک الموت نے کہا : "میں آپؑ کی روح قبض کرنے آیا ہوں"۔

سلیمان علیہ السلام نے کہا : " تم حکم خدا پر عمل کرو ، یہ میری خوشی کا دن تھا مگر خدا نے میری خوشی کو اس بات میں قرار دیا کہ میں اس کی ملاقات کروں"۔

انہوں نے عصا کا سہارا لیا اور ملک الموت نے کھڑے کھڑے ان کی روح قبض کر لی ، چنانچہ سلیمان علیہ السلام مرنے کے بعد بھی عصا کے سہارے کھڑے رہے۔

لوگ انہیں دور سے کھڑا دیکھتے تو سمجھتے کہ زندہ ہیں ، جب انہیں اس طرح کھڑے کچھ عرصہ گزرا تو لوگوں میں اختلاف ہو گیا ۔

کوئی کہتا : "سلیمانؑ مدت سے عصا پر کھڑے ہیں اور نہ تو وہ کچھ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں اور نہ ہی تھک کر سوتے ہیں ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے رب ہیں ، اسی لیئے ہمیں ان کی عبادت کرنی چاہیئے"۔

اور **کچھ لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا :** " دراصل سلیمانؑ ایک جادوگر ہے ، وہ جادو کے زور سے ہمیں یہ دکھا رہے ہیں کہ وہ عصا کے سہارے کھڑے ہوئے ہیں

درحقیقت ایسا نہیں ہے ، یہ سب کچھ فریب نظر کا کرشمہ ہے"۔

مومنین نے کہا : "سلیمانؑ اللہ کے بندے اور اس کے نبی ہیں ، اللہ اپنے امر کی جیسے چاہتا ہے تدبیر کرتا ہے"۔

جب لوگوں میں اختلاف بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے دیمک کو ان کے عصا پر مسلط کر دیا ، اس نے آپؑ کے عصا کو کھانا شروع کر دیا، جب عصا کھوکھلا ہو گیا تو وہ ٹوٹ گیا اور حضرت سلیمانؑ منہ کے بل گر پڑے۔

قوم جنات جو کہ سلیمان علیہ السلام کے مسخر تھے ، انہوں نے دیمک کا شکریہ ادا کیا ، اسی وجہ سے جہاں بھی دیمک ہو گی وہاں پانی اور مٹی موجود ہوں گی ۔

(یعنی دیمک کو پانی اور مٹی جنات فراہم کرتے ہیں)۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔ (سبا۔ ۱۴)

" پھر جب ہم نے ان کی موت کا فیصلہ کر دیا تو ان کی موت کی خبر بھی جنات کو کسی نے نہ بتائی سوائے دیمک کے جو ان کے عصا کو کھا رہی تھی اور جب وہ گرے تو جنات کو معلوم ہوا کہ گر وہ غیب کے جاننےوالے ہوتے تو اس ذلیل کرنے والے عذاب میں مبتلا نہ رہتے " ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :۔

یہ آیت ان الفاظ کے ساتھ نازل نہیں ہوئی تھی ، آیت کے الفاظ دراصل یہ تھے ۔

فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْاِنْسِ اَنِ الْجِنُّ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۔

" یعنی جب سلیمانؑ گرے تب انسانوں کو معلوم ہوا کہ اگر جنات غیب

کے جاننے والے ہوتے تو اس ذلیل کرنے والے عذاب میں مبتلا نہ رہتے ۔(۱)

۱۔اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ میں تحریف وقع ہوئی ہے اورمذہب ا یہ کے محققین اس نظریہ کے مخالف ہیں ،اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کاخود وعدہ فرمایا ہے۔ اور قرآن مجید قطعی ہے جب کہ تحریف کی روایات کی حیثیت " احاد " کی ہے ور روایت احادسے قطعی السند میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور تحریف کی جملہ روایات ضعیف ہیں ، علمائے امامیہ نےعدم تحریف کے لیئے بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں ، قارئین کو چاہئے کہ ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

باب 27

حضرتؑ کی زبانی ہاروتؑ ماروتؑ کے قصے کی حقیقت

۱۔ (بحذف اسناد) یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن یسار نے اپنے اپنے والد سے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی۔

"آپؑ نے قرآن مجید کی ان آیات کی تفسیر یوں فرمائی :۔

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ (البقرہ۔۱۰۲)

" اور انہوں نے ان باتوں کا اتباع شروع کردیا جو شیاطین سلیمانؑ کی سلطنت میں جپا کرتے تھے، حالانکہ سلیمانؑ کافر نہیں تھے"۔

کافر شیاطین نے لوگوں میں یہ مشہور کیا تھا کہ سلیمان علیہ اسرام جادوگر اور زائچہ جات کی وجہ سے حکومت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے تھے اور ان کا عظیم ملک سحر (جادو) کا مرہون تھا۔ اور اگر ہم بھی وہی جادو شروع کر دیں تو ہم بھی حکومت اور دولت حاصل کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :۔

وما كفرَ سُلَيْمَانُ ۔(البقرہ۔۱۰۲)

" سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا تھا"۔

یعنی وہ ساحر ہر گز نہیں تھے کیونکہ ساحر کافر ہوتے ہیں"۔

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَا رُوْتَ ۔(البقرہ۔۱۰۲)

" اور کافر وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے اور پھر جو کچھ

دو فرشتوں ہاروتؑ و ماروتؑ پر بابل میں نازل ہوا ہے "۔

نوحؑ علیہ السلام کے بعد جادوگری کا دور دورہ ہوا تو خدا نے دو فرشتوں کو اس وقت کے نبی کے پاس بھیج دیا کہ ان لوگوں کو جادو کے توڑ کی تعلیم دیں، انہوں نے یہ کام شروع کیا تو لوگوں نے توڑ کے نام پر کچھ سیکھ کر اس سے فساد کا کام شروع کر دیا۔

چنانچہ ان دو فرشتوں نے نبیؑ کو سحر اور رد سحر کی تعلیم دی اور نبیؑ نے لوگوں کو جادو کے توڑ کے لیئے وہ تعلیم دی تاکہ جادو کا ابطال کیا جا سکے اور لوگوں کو جادو کرنے سے منع کیا، اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسا کہ زہر کا تریاق کرنے کے لیئے زہر سے واقفیت ضروری ہے۔

وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۔
(بقرہ۔ ۱۰۲)

" اور وہ (دونوں فرشتے) اس کی بھی تعلیم اس وقت تک نہیں دیتے تھے جب تک کہ یہ نہ کہہ نہیں دیتے تھے کہ ہم ذریعہ امتحان ہیں، خبردار! تم کافر نہ ہو جاؤ"۔

مقصد یہ ہے کہ اس وقت کے نبی نے ان فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ انسانی شکل و صورت میں لوگوں کو یہ تعلیم دیں اور وہ جسے بھی سحر اور ابطال سحر کی تعلیم دیتے تو اس سے کہتے کہ ہم تمہارے لیئے امتحان بن کر آئے ہیں تاکہ لوگ یہ علم حاصل کر کے اللہ کی اطاعت کا ثبوت دیں اور اس علم کو صرف رد سحر تک ہی محدود رکھیں اور خود جادوگر بن کر کافر نہ بنیں اور لوگوں کو اس بات پر باور نہ کرائیں کہ جادو سے کسی کو زندہ کیا جا سکتا ہے یا کسی کو جادو کے زور سے مارا جا سکتا ہے، اگر کسی نے ایسا کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ (بقرہ۔ ۱۰۲)

" لیکن وہ لوگ ان سے وہ باتیں سیکھتے تھے جن سے میاں بیوی کے

درمیان جدائی ڈال دیں "۔

لوگ ان سے اس قسم کا جادو سیکھا کرتے تھے جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال جا سکے اور اس طرح کے تعویذ سیکھتے کہ اس تعویذ کو فلاں ویران مقام میں دفن کر دو، اس سے میاں بیوی میں جھگڑا پیدا ہو گا اور نوبت جدائی تک پہنچ جائے گی۔

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (البقرہ ۱۰۲)

" حالانکہ اذنِ خدا کے بغیر وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے "

کیونکہ اگر خدا چاہے تو اپنے جبر وقہر سے اس تاثیر کو باطل بھی کر سکتا ہے۔

وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۔(البقرہ۔۱۰۲)

" اور یہ ان سے وہ سب کچھ سیکھتے تھے جو ان کے لیئے مضر تھا اور اس کا انہیں کوئی فائدہ نہیں تھا "۔

کیونکہ جب وہ سحر اور نقصان کی غرض سے جادو سیکھتے تو یقیناً اس میں ان کا اپنا بھی نقصان تھا اور وہ نقصان دین کا نقصان تھا، حقیقت تو یہ ہے کہ وہ جادو سیکھ کر دین سے ہی منحرف ہو جاتے تھے۔

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ۔(البقرہ۔۱۰۲)

" اور وہ یہ خوب جانتے تھے کہ جو بھی ان چیزوں کو خریدے گا، اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو گا "۔

یعنی جو لوگ اپنے دین کا سودا جادو سے کر لیتے ہیں اور دین پر جادو کو ترجیح دیتے ہیں ان کا جنت میں کوئی حصہ نہ ہو گا۔

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۔(لبقرہ۔۱۰۲)

" اور انہوں نے اپنے نفس کا بہت برا سودا کیا، اگر یہ کچھ جانتے اور سمجھتے ہوں "۔

ان کی بد نصیبی اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ انہوں نے جادو جیسی گھٹیا چیز کی وجہ سے اپنی آخرت اور جنت کی نعمتوں کا سودا کیا ہے اور اپنی جانوں کو عذاب میں گروی کر دیا ہے۔

جادو گروں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ جادو گر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نہ تو کوئی خدا ہے اور نہ ہی کوئی رسول ہے اور نہ ہی یوم آخرت ہے، بس جو کچھ ہے وہ ان کے سفلی عمل ہیں۔

جب امام حسن عسکری علیہ السلام ،امام جعفر صادق علیہ السلام کی بیان کردہ تفسیر اس مقام تک سنا چکے تو دونوں راویوں نے عرض کی :۔

ہمارے ہاں کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ

" جب بنی آدم میں فسق و فجور عام ہوا تو فرشتوں نے ان پر اعتراض کیا اور ہاروت و ماروت اعتراض کرنے والوں میں پیش پیش تھے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانی شکل و صورت اور انسانی قوتیں دے کر بابل کی سر زمین پر نازل کیا ، اور یہاں یہ دونوں ایک فاحشہ عورت کو دل دے بیٹھے اور اسے زنا کی پیش کش کی ، چنانچہ اس کے کہنے پر انہوں نے شراب پی اور بت کی عبادت کی اور ایک شخص کو ناحق قتل کر دیا ۔

اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا اور انہیں چاہِ بابل میں الٹا لٹکا دیا اور اس عورت کو اللہ نے مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا"۔

یہ سن کر امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا :۔

"خدا کی پناہ ! فرشتے معصوم ہیں اور لطفِ الٰہی کی وجہ سے کفر وقبائح سے محفوظ ہیں ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۔ (تحریم ۔٦)

" وہ خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے ، وہ

اس پر عمل کرتے ہیں "۔

اور ملائکہؑ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ (انبیاء ۱۹، ۲۰)

" اور اسی خدا کے لیئے زمین و آسمان کی کُل کائنات ہے اور جو افراد اس کی بارگاہ میں ہیں وہ نہ اس کی عبادت سے اکڑ کر انکار کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں ، دن رات اس کی تسبیح کرتے ہیں اور سستی کا شکار بھی نہیں ہوتے "۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

اس سے مراد ملائکہؑ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ملائکہؑ کے متعلق مزید ارشاد فرمایا :۔

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهِ يَعْمَلُوْنَ۔

(الانبیاء ۔۲۶، ۲۷)

" بلکہ وہ سب اسی کے محترم بندے ہیں جو کسی بات پر اس سے سبقت نہیں کرتے اور اس کے احکام پر برابر عمل کرتے رہتے ہیں"۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُوْنَ۔ (الانبیاء۔ ۲۸)

" وہ ان کے سامنے اور ان کی پس پشت کی تمام باتوں کو جانتا ہے اور فرشتے کسی کی سفارش بھی نہیں کرسکتے مگر یہ کہ خدا اس کو پسند کرے اور وہ اس کے خوف سے برابر لرزتے رہتے ہیں"۔

ملائکہؑ انبیاءؑ و ائمہؑ کی مانند معصوم ہیں اگر بالفرض ملائکہ شراب نوشی اور ناحق قتل کرنے لگیں تو پھر انبیاءؑ کے متعلق بھی ان باتوں کا عقیدہ رکھنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے پیغام رسانی کا کام ہمیشہ ملائکہؑ سے لیا ہے ، جیسا کہ فرمان

الٰہی ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى

(یوسف ۔۱۰۹)

" اورہم نے آپؐ سے پہلے انہی مردوں کو رسول بنایا ہے جو آبادیوں میں رہنے والے تھے ،ہم نے ان کی طرف وحی بھی کی ہے"۔

اس آیت مجیدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ملائکہ رہبر اور حاکم بن کر نہیں آتے وہ تو اللہ کے پیغام رسانی کے لیئے آتے ہیں"۔

(اگر پیغام رساں ہی غیر معصوم ہو تو پیغام سے اعتماد اٹھ جائے گا)

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی :۔

مولا ! اگر فرشتوں سے کوئی غلطی صادر نہیں ہوتی تو ابلیس نے حکم خداوندی کی مخالفت کیوں کی تھی ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

"وہ توسرے سے فرشتہ ہی نہیں تھا ، اس کا تعلق قوم جنات سے تھا ، کیا تم نے قرآن مجید کی یہ آیت نہیں سنی۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ۔ (الکھف ۔۵۰)

" اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدمؑ کو سجدہ کرو ، انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے ، وہ جنوں میں سے تھا " ۔

اور اللہ تعالیٰ نے جنات کے متعلق ارشاد فرمایا :۔

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۔ (الحجر ۔۲۷)

" اور ہم نے جنات کو اس سے پہلے زہریلی آگ سے پیدا کیا ہے "۔

پھر امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا :۔

میں نے اپنے آبائے طاہرینؑ سے روایت کی ہے ، انہوں نے رسول خدا سے روایت کی ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"اللہ تعالیٰ نے گروہ آل محمدؐ کو چنا اور انبیاءؑ اور ملائکہ مقربین کو چنا اور اس نے یہ انتخاب اس علم کی وجہ سے کیا کہ وہ اس کی ولایت سے نہیں نکلے گے اور اپنی عصمت کو ختم نہیں کریں گے اور کسی لائق عذاب کو اپنی جانشینی کے لیئے نسبت نہیں دیں گے"۔

دونوں راویوں نے کہا :۔

آقا ! ہم نے سنا ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امامت علیؑ کی نص فرمائی تو اس وقت اللہ نے ولایت علیؑ کو آسمان کی مخلوق اور ملائکہ پر پیش کیا ، تو بہت سے گروہوں نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے اللہ نے مینڈکوں کی شکل میں ان کو مسخ کر دیا۔

پھر امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا :۔

" خدا کی پناہ ! یہ روایت ان لوگوں نے وضع کی ہے جو ہماری تکذیب کرنے والے ہیں اور ہم پر افترا باندھنے والے ہیں۔

جس طرح سے انبیاءؑ خدا کے پیغام رساں ہیں ، اسی طرح سے ملائکہؑ بھی خدا کے پیغام رساں ہیں تو ان سے کفر کیسے ممکن ہو سکتا ہے ؟"

ہم نے کہا :۔

نہیں ! ان سے کفر ممکن نہیں ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

"ملائکہ بڑی عزت وشان رکھنے والی مخلوق ہے اور ان کا مقام بڑا بلند ہے"۔

۲۔(بحذف اسناد) علی بن محمد بن جہم نے کہا کہ مامون نے امام علی رضا

علیہ السلام سے پوچھا ۔

لوگ کہتے ہیں زہرہ ستارہ دراصل ایک عورت تھی جس پر ہاروت و ماروت عاشق ہو گئے تھے اور سہیل ستارہ کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ یمن میں عشر لینے والا شخص تھا ، تو یہ باتیں کہاں تک صحیح ہیں ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

''لوگ یہ غلط کہتے ہیں کہ زہرہ و سہیل ستارے مسخ شدہ ہیں۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ناراض ہو کر اسے مسخ کردے پھر اسے چمکتے ہوئے ستارے کی شکل عطا کر دے اور جب تک زمین و آسمان قائم رہیں وہ یوں ہی چمکتے دمکتے رہیں۔

البتہ زہرہ اور سہیل دو جاندار بھی ہیں جو کہ سمندر میں رہتے ہیں ، لیکن وہ بھی مسخ شدہ نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے لوگوں کو بھی مسخ کیا ، انہیں تین دن سے زیادہ زمین پر باقی نہیں رہنے دیا اور بندر یا ریچھ یا ان جیسے جانور جنہیں لوگ مسخ سمجھتے ہیں ، یہ دراصل مسخ شدہ نہیں ہیں۔

ہاں البتہ جن لوگوں کو اللہ نے مسخ کیا تھا ، انہیں بھی بندر ، خنزیر یا ریچھ کی صورت دی گئی تھی ، مگر ان کو تین دن کے اندر خدا نے ہلاک کر دیا تھا ، ان سے کوئی نسل جاری نہیں ہوئی ، اور ہم جن جانوروں کو دیکھ رہے ہیں ، یہ پہلے سے موجود تھے۔

ہاروتؑ وماروتؑ دو فرشتے تھے ، انہوں نے لوگوں کو جادو کی تعلیم اس غرض سے دی تھی کہ لوگ اس سے جادو کا توڑ کر سکیں ، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے ۔

وہ جسے بھی جادو کی تعلیم دیتے تو اس سے یہ کہتے تھے۔

اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۔(البقرہ۔۱۰۲)

" ہم تمہارے لیئے ذریعہ امتحان ہیں ،تم کافر مت بننا "۔

لیکن لوگ ان سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد کافر بن گئے تھے ، کیونکہ لوگوں نے ان کی نصیحت پر عمل نہیں کیا تھا اور وہ ان سے جادو سیکھ کر میاں بیوی میں تفریق پیدا کرنے لگے تھے ، اور اللہ تعالٰی نے فرمایا :۔

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔(البقرہ۔۱۰۲)

" حالانکہ اذن خدا کے بغیر وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے "۔

یہاں " اذن " سے مراد علم ہے"۔

باب 28

حضرتؑ سے مروی متفرق روایات

وجودِ حجت سے زمین قائم ہے۔

۱۔(بحذف اسناد) محمد بن فضل کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا :۔

آیا امام کے بغیر زمین قائم رہ سکتی ہے ؟

حضرتؑ نے فرمایا : " نہیں ! اپنے اہل سمیت پانی میں ڈوب جائے گی"۔

۲۔ (بحذف اسناد) احمد بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا :۔

کیا زمین امام کے بغیر قائم رہ سکتی ہے ؟

حضرتؑ نے فرمایا : " نہیں !"

میں (راوی) نے عرض کیا : ہم نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔

انہوں نے فرمایا :" زمین امام کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی مگر یہ کہ اللہ بندوں پر ناراض ہو"۔

امام علیؑ رضا نے فرمایا : باقی نہیں رہے گی ، پانی میں ڈوب جائے گی۔

۳۔(بحذف اسناد) حسن بن علی وشا کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا :۔

کیا امام کے بغیر زمین قائم رہ سکتی ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :" نہیں !"

میں (راوی) نے کہا : ہم نے تو یہ سنا ہے کہ زمین امام کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی ، ہاں اگر خدا بندوں پر ناراض ہو تو اور بات ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا : ”اللہ تعالیٰ کے تمام فرمان برحق ہیں ، قاتلانِ حسین کی نسل کے قتل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے آباء کے اس فعل پر راضی ہیں اور اس ظلم پر فخر کرتے ہیں ، اور جو شخص کسی کے فعل پر راضی ہو وہ اس کے فعل میں شریک تصور کیا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص مشرق میں کسی کو قتل کرے اور مغرب میں رہنے والا شخص اس کے فعل پر اپنی رضا مندی کا اظہار کرے تو وہ بھی اس قتل میں شریک سمجھا جائے گا ، اور قائم آل محمد (عج) بھی انہیں اسی وجہ سے قتل کریں گے کہ وہ اپنے آباء کے اس فعل پر راضی ہیں“۔

میں (راوی) نے پوچھا: قائم آل محمد (عج) اپنے ظہور کے بعد سب سے پہلا کام کون سا کریں گے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا : ”وہ سب سے پہلے بنی شیبہ کے ہاتھ کاٹیں گے ، کیونکہ وہ بیت اللہ کے چور ہیں“۔

زمانۂ غیبت میں شیعوں کی پریشانی

٦۔ (بحذف اسناد) علی بن حسن بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی ، انہوں نے کہا کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

”گویا میں شیعوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں جب میری نسل میں سے تیرا بیٹا گم ہو جائے گا تو وہ اپنے لیئے چراگاہ کو تلاش کریں گے لیکن اسے کہیں نہیں پائیں گے“۔

میں (راوی) نے کہا : فرزند رسولؐ! ایسا کیوں ہوگا ؟

آپؑ نے فرمایا : ”کیونکہ ان کا امام ان سے غائب ہو جائے گا“۔

میں (راوی) نے کہا : وہ کس لیئے ؟

آگاہ رہو ! اللہ عادل ہے کبھی بھی ظلم نہیں کرتا"۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا : آپؑ ہمیں طاعون کے متعلق بتائیں۔

آپؑ نے فرمایا : "طاعون کچھ لوگوں کے لیئے اللہ کا عذاب اور کچھ لوگوں کے لیئے اللہ کی رحمت ہے"۔

لوگوں نے کہا : مولا ! ایک چیز ایک ہی وقت میں عذاب اور رحمت کیسے ہو سکتی ہے ؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا : " کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ دوزخ کی آگ کافروں کے لیئے عذاب اور دوزخ کے فرشتوں کے لیئے رحمت ہے ، کیونکہ وہ فرشتے بھی تو ان کے ساتھ آگ میں ہی ہوں گے"۔

تلاش حق کا طریقہ

۱۰۔ (بحذف اسناد) علی بن اسباط کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا عیہ السلام سے پوچھا :۔

مولا ! کبھی مجھے کوئی ایسا معاملہ پیش آتا ہے جس کے متعلق مجھے حکم شرعی کا علم نہیں ہوتا اور جس شہر میں میری رہائش ہے وہاں بھی مجھے آپؑ کا کوئی ایسا محب نہیں ملتا جو مجھے حکم شرعی سے آگاہ کرے تو اس حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیئے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا : " جب کبھی ایسی صورت حال در پیش ہو تو فقیہ شہر کے پاس جاؤ اور وہ جو فتویٰ تمہیں دے ، ان کے فتوی کے خلاف عمل کرو ، کیونکہ حق ان کے خلاف کرنے میں مضمر ہے" ۔(۱)

---

۱ مذہب امامیہ کے مخالفین کی مخالفت سے حق مل سکتا ہے۔

بالوں کی سفیدی

۱۱۔(بحذف اسناد)سلیمان جعفری نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ،آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"سر کے اگلے حصے کی سفیدی برکت ہے ، دائیں بائیں حصے کی سفیدی سخاوت ہے ، پیشانی کے بالوں کی سفیدی شجاعت کی علامت ہے اور گدی کے بالوں کی سفیدی نحوست کی علامت ہے"۔

پہلی چیز کو کھاؤ، دوسری کو چھپاؤ اور تیسری کو پناہ دو۔۔۔

۱۲۔(بحذف اسناد) ابوالصلت عبدالسلام بن صالح ہروی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا :۔

"اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ میں سے ایک نبی کی طرف وحی کی۔

کل صبح کے وقت جو چیز تمہیں سب سے پہلے نظر آئے ، اسے کھا لینا اور جو دوسری چیز نظر آئے اسے چھپا دینا اور جو تیسری چیز نظر آئے اسے قبول کر لینا اور چوتھی چیز کو مایوس نہ کرنا اور پانچویں چیز سے بھاگنا۔

دوسرے دن جب صبح ہوئی تو نبی گھر سے نکلے تو انہیں ایک سیاہ پہاڑ نظر آیا ، اسے دیکھ کر وہ نبی کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ اب کیا کروں ، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو چیز سب سے پہلے نظر آئے ، اسے کھالینا ، اب بھلا میں پہاڑ کو کھاؤں تو کیسے کھاؤں ؟

پھر نبی نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ

"اللہ تعالیٰ مجھے میری طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا" ، چنانچہ یہ سوچ کر وہ پہاڑ کو کھانے کے لیئے آگے بڑھے لیکن جیسے جیسے وہ قدم بڑھاتے گئے ویسے ویسے پہاڑ سمٹتا گیا اور جب نبی اس کے قریب پہنچے تو وہ ایک لقمہ جتنا باقی رہ گیا تھا۔

نبیؑ نے اسے کھا لیا تو وہ لقمہ انہیں بہت مزیدار محسوس ہوا۔

پھر نبی آگے بڑھے تو سونے کا ایک طشت نظر آیا ، نبیؑ نے دل میں کہا :۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ دوسری چیز کو چھپاؤں ، چنانچہ انہوں نے ایک گڑھا کھود کر طشت کو اس میں چھپا دیا اور اس پر مٹی ڈال دی لیکن جب انہوں نے مڑ کر دیکھا تو وہ طشت باہر نکلا پڑا تھا۔

انہوں نے دل میں کہا کہ میں نے اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔

پھر وہ یہاں سے چلے تو انہیں ایک پرندہ نظر آیا جس کے پیچھے باز لگا ہوا تھا اور پرندے نے ان کے گرد چکر لگانا شروع کیا ۔

نبیؑ نے دل میں کہا : مجھے میرے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں تیسری چیز کو پناہ دوں ، چنانچہ انہوں نے اپنی آستین کھولی اور پرندہ ان کی آستین میں چھپ گیا۔

باز نے ان سے کہا : آپ نے میرے شکار کو پکڑ لیا حالانکہ میں کئی دنوں سے اس کے پیچھے لگا ہوا تھا ۔

نبیؑ نے دل میں سوچا : اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں چوتھی چیز کو مایوس نہ کروں ، چنانچہ انہوں نے اپنی ہی ران سے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر اس کی طرف پھینک دیا۔

جب نبیؑ یہاں سے چلے تو انہوں نے ایک بدبودار مردار کو دیکھا جس میں کیڑے پڑے ہوئے تھے۔

نبیؑ نے دل میں کہا : اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں پانچویں چیز کو دیکھ کر بھاگ جاؤں، چنانچہ وہ اسے دیکھ کر بھاگ گئے اور اپنے گھر واپس آ گئے۔

رات کے وقت انہوں نے خواب میں دیکھا۔

ان سے کہا گیا: "تم نے ہمارے حکم کی تعمیل کی ہے تو کیا ان چیزوں کا مقصد و مفہوم بھی سمجھتے ہو ؟"

نبیؑ نے کہا: نہیں ! میں نہیں جانتا۔

خواب میں ان سے کہا گیا: "تم نے جس پہاڑ کو دیکھا تھا وہ انسان کا غصے تھ ، جب کوئی شخص غصہ میں آتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بھی نہیں دیکھتا اور غصے کی وجہ سے اسے اپنی قدر وحیثیت بھی دکھائی نہیں دیتی ، اسی حالت میں اگر وہ اپنے نفس پر قابو پا لے اور غصے کو پی جائے تو اس کا انجام ایک شیریں لقمہ جیسا ہوتا ہے"۔

اور تم نے سونے کے جس طشت کو دیکھا تو یہ انسان کا عمل صالح ہے، جب انسان اسے چھپائے تو اللہ اسے ظاہر کر دیتا ہے ، اس کے ذریعے سے اسے دنیا میں عزت ملتی ہے اور اس کی آخرت بھی محفوظ رہتی ہے۔

اور تم نے جس پرندہ کو دیکھا تو اس سے مراد وہ شخص ہے جو تمہیں نصیحت کرنے کے لیئے آتا ہے ،تمہارا فرض ہے کہ اس کی بات کو قبول کرو اور اسے اپنے ہاں جگہ دو۔

اور تم نے جس باز کو دیکھا ہے تو اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی حاجت کے سلسلے میں تمہارے پاس آتا ہے ، لہٰذا اسے مایوس مت کرو۔

اور جو تم نے بدبو دار مردار دیکھا ہے تو یہ دراصل غیبت ہے ،اس سے بھاگو"۔

دولت کب جمع ہوتی ہے ؟

۱۳۔(محذف اسناد) محمد بن اسماعیل بن بزیع کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا:۔

انہوں نے فرمایا: ” جب تک کسی شخص میں پانچ خصلتیں نہ ہوں ، اس وقت تک وہ دولت جمع نہیں کر سکتا۔(اور وہ یہ ہیں)

1۔شدید بخل۔ 2۔لمبی امید۔ 3۔غالب حرص۔

4۔قطع رحمی۔ 5۔دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا“۔

وہ جانور جنہیں نہیں مارنا چاہئے اور وہ جنہیں مارنا چاہئے

۱۴۔(محذف اسناد) سلیمان بن جعفر جعفری نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ،آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ۔

انہوں نے فرمایا: ” رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ چیزوں کے مارنے سے منع فرمایا :۔(وہ یہ ہیں)

1۔لٹورا 2۔صوام 3۔ ہُدہُد

4۔شہد کی مکھی اور چیونٹی 5۔ مینڈک

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ جانداروں کے مارنے کا حکم دیا۔

1۔کوا 2۔چیل 3۔ سانپ 4۔بچھو 5۔باؤلا کتا“

مصنف کتاب ھذا کہتے ہیں :۔

”یہ امر برائے رخصت ہے اور امر وجوب و فرض کے لیئے نہیں ہے“۔

مرغ کی پانچ عادتیں

۱۵۔(بحذف اسناد) ابراہیم بن حمویہ بن محمد بن عیسیٰ یقطینی نے کہا:۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

سفید مرغ میں انبیاءؑ کی پانچ عادتیں پائی جاتی ہیں۔

1۔اوقات نماز کی پہچان 2۔ غیرت 3۔ سخاوت 4۔ شجاعت 5۔ کثرتِ مباشرت

امیر المومنینؑ کے لیئے پانچ چیزوں کی دعا

١٦۔(بحذف اسناد) یاسر خادم نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے روایت کی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا :۔

یاعلیؑ ! میں نے تمہارے لیئے اللہ تعالیٰ سے پانچ باتوں کی درخواست کی اور اللہ نے مجھے وہ باتیں عطا کر دیں۔

1۔میں نے اللہ سے سوال کیا کہ جب قیامت قائم ہو اور میں اپنی قبر سے سرسے مٹی جھاڑتا ہوا نکلوں تو اس وقت علیؑ میرے ساتھ ہو۔

اللہ نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔

2۔میں نے اللہ سے درخواست کی جب میزان عدل قائم ہو تو اس کے پلڑے کے پاس علیؑ میرے ساتھ ہو۔

اللہ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی۔

3۔میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ وہ علیؑ کو میرے لواء الحمد کے اٹھانے والا مقرر کرے ،اور وہ لواء الحمد دراصل اللہ کا پرچم ہے جس پر یہ الفاظ تحریر ہوں گے۔

المفلحون هم الفائزون بالجنة۔

" کامیاب وہی ہیں جنھوں نے جنت حاصل کی "۔

اللہ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی۔

4۔ میں نے اللہ سے درخواست کی کہ میرے حوض کوثر کا ساقی علیؑ کو بنائے۔

اللہ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی۔

5۔ میں نے اللہ سے درخواست کی کہ میری امت کے لیئے جنت کا ہادی علیؑ کو بنائے

اللہ نے میری یہ دعا بھی قبول کی۔

اللہ کے اس احسان پر اس کی حمد ہے"۔

جن عورتوں سے عزل جائز ہے(۱)

۱۷۔ (محذف اسناد) یعقوب جعفری نے کہا کہ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے سنا :۔

انہوں نے فرمایا :۔

چھ قسم کی عورتوں سے عزل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

1۔ جس عورت کے متعلق یقین ہو کہ یہ اولاد نہیں جنے گی۔

2۔ بوڑھی عورت ۔

3۔ زبان دراز عورت ۔

4۔ فحش گو عورت۔

5۔ وہ عورت جو اپنی اولاد کو دودھ نہ پلاتی ہو۔

6۔ کنیز "۔

مصنف کتاب ھذا کہتے ہیں :۔

"ابوالحسنؑ سے مراد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی ہو سکتے ہیں اور اس سے

۱۔ عزل سے مراد یہ ہے کہ شوہر اپنے جوہر حیات کو فرج سے باہر گرائے۔

امام علی رضا علیہ السلام بھی مراد لیئے جا سکتے ہیں، کیونکہ دونوں کی کنیت ابوالحسن ہے اور راوی یعقوب جعفری نے دونوں سے ہی کسبِ فیض کیا تھا"۔

۱۸۔ (بحذف اسناد) ابو علی حسن بن راشد کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے تکبیر افتتاح کے متعلق پوچھا :۔

آپؑ نے فرمایا : "سات تکبیریں ہیں"۔

میں (راوی) نے کہا : مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق مروی ہے کہ آنحضرتؐ ایک ہی تکبیر کہتے تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : "آنحضرتؐ ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہتے اور چھ بار آہستہ سے تکبیر کہتے تھے"۔

نجاشی کا جنازہ

۱۹۔ محمد بن قاسم استر آبادی رضی اللہ عنہ نے ہم سے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے یوسف بن محمد بن زیاد سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی۔

انہوں نے فرمایا : "جب جبریل امینؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نجاشی کی موت کی خبر سنائی تو آپؐ بے حد غمگین ہوئے اور غم کی وجہ سے رونے لگے اور فرمایا :۔

تمہارا بھائی اصحمہ فوت ہو گیا، پھر آپؐ صحرا کی طرف گئے اور آپؐ نے سات تکبیروں سے ان کا جنازہ پڑھا، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے تمام حجابات ہٹا دیئے تھے اور حبشہ میں نجاشی کا جنازہ آپؐ کو دکھائی دے رہا تھا"۔

ایام کی تقسیم کار

۲۰۔(بحذف اسناد) بکر بن صالح نے جعفری سے روایت کی ہے ، اس نے کہا میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے سنا :۔

انہوں نے فرمایا : ”منگل کے دن اپنے ناخن تراشو اور بدھ کے دن حمام جاؤ اور اگر فصد کی ضرورت ہو تو جمعرات کو فصد کراؤ اور جمعہ کے دن تمہارے پاس جو عمدہ خوشبو ہو ، وہ لگاؤ“۔

خوشبو لگانے کی تاکید

۲۱۔(بحذف اسناد) معمر بن خلاد نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا : ”انسان کو چاہیئے کہ روزانہ خوشبو لگائے ، اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر ایک دن چھوڑ کر لگائے اور اگر ہر دوسرے دن بھی ممکن نہ ہو تو پھر ہر جمعہ کو خوشبو لگائے اور جمعہ کے دن خوشبو کا ناغہ نہ کرے“۔

جنتی کون اور دوزخی کون ہے ؟

۲۲۔مسجد کوفہ کے مجاور ابو الحسن علی بن عیسیٰ نے ہم سے بیان کیا، اس نے کہا کہ میں نے یہ حدیث دعبل بن خزاعی کے بھتیجے اسماعیل بن علی بن رزین سے سنی ، اس نے یہ حدیث اپنے والد سے سنی ، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے یہ حدیث سنی ، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ۔

انہوں نے فرمایا : ”رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا :۔

لَا یَسْتَوِیْ اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّةِ ، اَصْحَابُ الْجَنَّةِ

هُمُ الفَآئِزُونَ۔ (الحشر۔ ۲۰)

" جنت والے اور دوزخ والے برابر نہیں ہو سکتے، جنت جانے والے کامیاب ہیں "

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: "جنتی وہ ہے جو میری اطاعت کرے اور میرے بعد علیؑ بن ابی طالبؑ سے صلح رکھے اور اس کی ولایت کا اقرار کرے ، اور دوزخی وہ ہے جو ولایتِ علیؑ کو ، پسند کرے اور عہد شکنی کرے اور میرے بعد علیؑ سے جنگ کرے"۔

سجدۂ شکر میں کیا پڑھنا چاہیئے ؟

۲۳۔ (حذف اسناد) سلیمان بن حفص مروزی کہتے ہیں کہ ابوالحسن علیہ السلام نے مجھے لکھا :۔

سجدۂ شکر میں ایک سو مرتبہ

" شُكْرًا شُكْرًا "۔

کہو اور اگر چاہو تو

" عَفْوًا عَفْوًا "۔

بھی کہو ۔

مصنف کتاب ھذا کہتے ہیں

"سلیمان بن حفص نے امام موسیٰ کاظم اور امام علی رضا علیہما السلام دونوں کی زیارت کی تھی ، مجھے معلوم نہیں کہ اس روایت میں ابوالحسن سے کون مراد ہیں ؟"

جسے سجدے میں نیند آجائے؟

۲۴۔ (حذف اسناد) حسن بن علی وشا کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا :۔

انہوں نے فرمایا: "جب کسی بندے کو سجدے کی حالت میں نیند آ جاتی ہے

تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

میں نے اس کی روح کو قبض کیا جب کہ وہ میری اطاعت میں مصروف تھا"۔

علم ، عمل اور اخلاص

۲۵۔(حذف اسناد) داؤد بن سلیمان غازی نے ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیھما السلام سے روایت کی ، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ۔

آپؑ نے فرمایا : "مقامات علم کے علاوہ دنیا ساری کی ساری جہالت میں مبتلا ہے اور علم انسان کے خلاف حجت ہے سوائے اس علم کے کہ جس پر عمل کیا جائے اور عمل سارے کا سارا ریا (دکھاوا) ہے سوائے اس عمل کے جسے اخلاص سے انجام دیا جائے اور اخلاص بھی ہر وقت خطرہ کی زد میں ہے جب تک انسان کا انجام سامنے نہ آجائے"۔

علیؑ امام من است و منم غلامِ علیؑ

۲۶۔(حذف اسناد) محمد بن خالد برقی نے امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد ماجد امام علی رضا علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ، انہوں نے اجلح کندی سے ،انہوں نے ابن بریدہ سے ، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ، انہوں نے کہا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

" علیؑ ! تم میرے بعد ہر مومن کے امام ہو "۔

سجدۂ شکر اور اس کا فائدہ

۲۷۔(محذف اسناد) علی بن حسن بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی ،انھوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ۔

آپؑ نے فرمایا:" نماز فریضہ کے بعد سجدۂ شکر اس لیئے کیا جاتا ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کے فریضے کی ادائیگی کی توفیق ملنے پر شکر خدا ادا کرتا ہے۔

اور سجدۂ شکر کے ذکر کی کم از کم مقدار یہ ہے کہ انسان تین مرتبہ " **شُكْرًا لِلّٰهِ** " کہے"۔

میں (راوی) نے عرض کیا: " **شُكْرًا لِلّٰهِ** " کا کیا مفہوم ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:" مذکورہ الفاظ سے بندہ بارگاہ احدیت میں یہ کہتا ہے کہ تو نے مجھے اپنے ایک فرض کے ادا کرنے کی توفیق عنایت کی ہے ، اس لیئے میں تیرا شکر ادا کر رہا ہوں۔

اور سجدۂ شکر نعمتوں کے اضافے کا موجب ہے ، اگر نماز میں کوئی کمی رہ جائے تو نوافل سے اس کی تکمیل ہو جاتی ہے اور اگر نوافل سے بھی تکمیل نہ ہو سکے تو سجدۂ شکر سے تکمیل ہو جاتی ہے"۔

تہجد گزاروں کی خوبصورتی کا راز

۲۸۔(محذف اسناد) اسماعیل بن موسیٰ نے اپنے بھائی امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے اپنے والد علیہ السلام سے ، انھوں نے اپنے والد علیہ السلام سے روایت کی ۔

انہوں نے فرمایا:"امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا، تہجد گزار حسین و جمیل کیوں ہوتے ہیں ؟

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا : اس لیئے کہ وہ عالم تنہائی میں نماز ادا کرتے ہیں اوراللہ تعالیٰ انہیں اپنے نور کی چادر پہنا دیتا ہے''۔

۲۹۔(بحذف اسناد) محمد بن علی بن ابی عبداللہ نے امام علی رضا عیہ السلام سے نقل کیا۔

''آپؑ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی ۔

وَرَهبَا نِيَّةَ ۨابتَدَ عُوهَا مَا كَتَبنَا هَا عَلَيهِمۡ اِلَّا ابتِغَآءَ رِضوَانِ اللّٰهِ۔

(الحدید۔۲۷)

'' انہوں نے اللہ کی رضا کے لیئے جس رہبانیت کا اختراع کیا ہے ،ہم نے وہ رہبانیت ان پر فرض نہیں کی تھی ''۔

فرمایا یعنی''نماز شب''۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ کی تفسیر

۳۰۔ محمد بن قاسم استرآبادی نے یوسف بن محمد بن زیاد اورعلی بن محمد بن سیار سے روایت کی ،انہوں نے اپنے اپنے والدسے روایت کی ، انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد علی نقیؑ سے اور انہوں نے اپنے والد محمد تقی علیھما السلام سے روایت کی۔

انہوں نے فرمایا :'' ایک شخص امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی۔

'' فرزند رسولؐ! **اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ** کی تفسیر کیا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا : مجھ سے میرےوالدنے روایت کی اور انہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے روایت کی۔

انہوں نے فرمایا : ایک شخص امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور

عرض کی۔

امیر المومنین ! **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ** کی تفسیر کیا ہے ؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا :۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ " تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں" (الفاتحہ۔۲)

اللہ کی اس بات پر حمد ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو اجمالی طور پر اپنی کچھ نعمتیں بتائی ہیں ، کیونکہ بندوں کے پاس اتنی قوت ہی نہیں ہے کہ وہ تفصیلی طور پر اللہ کی نعمتوں کو پہچان سکیں اس لیئے کہ اللہ کی نعمتیں بے حد و حساب ہیں ، اس لیئے ان سب کی معرفت ناممکن ہے ، اس لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ وہ کہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (الفاتحہ۔۲)

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے"

ہم رب العالمین کی حمد بجا لاتے ہیں جو اس نے ہم پر نازل کی ہیں، اور اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ عالمین کی تربیت کرنے والا ہے۔

وہ حیوانات کی تربیت بایں طور کرتا ہے کہ وہ انہیں رزق فراہم کرتا ہے اور اپنی مصلحت کے مطابق ہر ایک جنس کی تدبیر کرتا ہے اور جمادات کے لیئے اس کی تربیت کا انداز یہ ہے کہ وہ انہیں اپنی قدرت سے تھامے ہوئے ہے اور انہیں گرنے سے روک رکھا ہے اور جو شے جھکی ہوئی ہے اسے زمین پر آنے سے روکے ہوئے ہے ، اور آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے اور زمین کو دھنس جانے سے روک رکھا ہے۔

یقیناً اللہ بندوں پر مہربان اور رحیم ہے۔

رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تمام جہانوں کا مالک اور خالق اور ان کے رزق کو ان تک اس طور پر پہنچاتا ہے جس [illegible]

بھی رزق فراہم کرتا ہے جسے وہ نہیں جانتے۔

اللہ کی طرف سے رزق تقسیم ہو چکا ہے ، ابن آدم جس بھی سیرت و کردار کا حامل کیوں نہ ہو اسے رزق مل کر رہتا ہے ، کسی متقی کا تقویٰ رزق میں اضافہ نہیں کرتا اور کسی بدکار کی بدکاری سے رزق میں کمی نہیں ہوتی۔

اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے رزق سے بھاگے تو بھی اس کا رزق اسے تلاش کرے گا اور رزق انسان کو ایسے ہی تلاش کرتا ہے جیساکہ موت اسے تلاش کرتی ہے ، اسی لیئے حکم ہے کہ تم کہو۔

ان انعامات پر ہم اللہ کی حمد بجا لاتے ہیں جواس نے ہم پر کیے ہیں اور اس نے ہماری پیدائش سے بھی پہلے سابقہ کتابوں میں ہمارا تذکرہ کیا ہے۔

اسی لیئے محمدؐ و آل محمدؑ اور ان کے شیعوں کا فرض ہے کہ وہ اس فضیلت پر اللہ کا شکر بجا لائیں ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:۔

"جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر اپنی بے پایاں نعمتیں نازل کیں ، انہیں شرفِ تکلم بخشا ، انہیں اپنا مصطفیٰ بندہ بنایا ، ان کے لیئے دریا میں راستہ بنایا اور انہیں تورات و الواح عطا فرمائیں تو انہوں نے اپنا یہ مقام دیکھ کر بارگاہِ احدیت میں عرض کی:۔

"پروردگار ! تو نے مجھے وہ عزت عطا کی ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئی"۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "موسیٰؑ ! کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے نزدیک تمام ملائکہ اور میری تمام مخلوق سے افضل ہیں"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی :"پروردگار ! محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو تیری مخلوق سے افضل ہیں تو کیا کسی نبی کی آل میری آل

سے بھی زیادہ محترم ہے ؟"

اللّٰہ تعالٰی نے فرمایا :" جس طرح سے محمدؐ تمام انبیاءؑ سے افضل ہیں ، اسی طرح سے ان کی آل بھی تمام انبیاءؑ کی آل سے افضل ہے"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی :" پروردگار! محمدؐ تو تمام انبیاءؑ سے افضل ہیں اوران کی آل بھی تمام انبیاءؑ کی آل سے افضل ہے توکیامیری امت سے کسی نبی کی امت افضل ہے جب کہ میری امت پر تو نے بادلوں کا سایہ کیا ہے اور تو نے ان پر من و سلویٰ نازل کیاہے اور تونے ان کے لیئے دریا میں راستہ بنایہے ؟"

اللّٰہ تعالٰی نے فرمایا : "موسیٰؑ ! کیاتمہیں یہ علم نہیں ہے کہ امت محمدؐ بھی تمام امتوں سے ایسے ہی افضل ہیں جیسا کہ خود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام انبیاءؑ سے افضل ہیں"۔

اس **وقت موسیٰ علیہ السلام نے کہا :**"پروردگار ! کاش میں انہیں دیکھ سکتا۔

اللّٰہ تعالٰی نے فرمایا :"موسیٰؑ ! تم انہیں ہرگز یہاں نہیں دیکھ سکتے کیونکہ ابھی ان کے ظہور کا وقت نہیں ہوا ، تم عنقریب انہیں جنت فردوس اور عدن میں دیکھو گے ، وہ اپنے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ جنت کی نعمتیں لوٹ رہے ہوں گے ، ہاں اس وقت اگر چاہو تو میں تمہیں ان کا کلام سنا دیتا ہوں"۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا :"جی ہاں پروردگار ! میں ان کا کلام سننا چاہتا ہوں"۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ندادی :۔

"اے امت محمدؐ !

ندئے الٰہی سن کر اصلاب آباء اور ارحامِ امہات سے امت نے عرض کی :۔

لَبَّیْکَ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الحَمْدَ وَ النِّعْمَۃَ لَکَ وَ الْمُلْکَ ، لَا شَرِیْکَ لَکَ ۔

" پرور دگار ! ہم حاضر ہیں ، تیرا کوئی شریک نہیں ، ہم حاضر ہیں ،تمام

تعریفیں ، نعمتیں اور بادشاہی تیری ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں ہے"۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کو امت محمدیہ کے یہ الفاظ پسند آئے اور انہیں تلبیۂ حج قرار دیا ، پھر اللہ تعالیٰ نے ندا دی :۔

"اے امت محمدؐ ! میرا تمہارے لیئے یہ فیصلہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہےاور عذاب سے پہلے میرا عفو و درگزر تمہارے لیئے ہے، تمہاری دعا مانگنے سے پہلے میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور تمہارے سوال سے پہلے تمہیں عطا کروں گا۔

" تم میں سے جو کوئی یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ ایک ہےاس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ، اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور ان کا ہر قول وفعل حق و صداقت پر مبنی ہے اور علی بن ابی طالبؑ ان کے بھائی اوران کے بعدان کے وصی اور ولی ہیں اور ان کی اطاعت بھی محمدؐ کی اطاعت کی طرح فرض ہے اورمحمدؐ و نبی کے بعد اللہ کے مصطفیٰ اور طاہر ومطہر جو کہ عجائب الٰہیہ کی خبر دینے والے ہیں وہ ان کے بعد بندگان خدا پر حجت ہیں "۔

تو میں اسے اپنی جنت میں داخل کروں گا اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کی طرح سے زیادہ بھی کیوں نہ ہوں۔

اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

وَما کُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ اِذْ نَا دَینَا ۔(القصص۔ ۴۶)

" اور آپؐ طور کے کنارے پر موجود نہ تھے جب ہم نے آپؐ کی امت کو خطاب کیا اور انہیں اس کرامت سے مخصوص کیا"۔

اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اس فضیلت کے مختص ہونے کی وجہ سے **اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ** کہیں، اور آپؐ نے اپنی امت کو حکم دیا کہ وہ مذکورہ فضائل کی وجہ سے **اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ** کہیں"۔

اطرافِ حرم

۳۱۔(بحذف اسناد) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ اطراف حرم یکساں کیوں نہیں ، یعنی کسی طرف سے زیادہ اور کسی طرف سے کم کیوں ہیں ؟

امام علیہ السلام نے جواب دیا : ” جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو وہ کوہ ابی قبیس پر اترے ، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تنہائی کی شکایت کی اور کہا :۔

”میں یہاں وہ آوازیں نہیں سنتا جو میں جنت میں سنا کرتا تھا“۔

اللہ تعالیٰ نے سرخ یاقوت نازل کیا ، آدم علیہ السلام نے اسے بیت اللہ کے مقام پر نصب کیا ، آدم علیہ السلام اس کا طواف کرتے تھے اور اس سرخ یاقوت کی روشنی حدود حرم (اعلام) تک جاتی تھی ، چنانچہ اس کی روشنی جہاں جہاں تک جاتی تھی اسے حدود حرم بنا دیا گیا“۔

۳۲۔(بحذف اسناد) اسماعیل بن ہمام نے امام علی رضا علیہ السلام سے یہی حدیث روایت کی اور صفوان بن یحییٰ نے امام علی رضا علیہ السلام سے حدود حرم کے متعلق پوچھا تو حضرتؑ نے مذکورہ جواب دیا۔

گناہان کبیرہ ازروئے قرآن

۳۳۔(بحذف اسناد) حضرت عبد العظیم بن عبداللہ حسنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام سے سنا ،انہوں نے اپنے والد امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ۔

انہوں نے فرمایا :"عمرو بن عبید بصری (۱) ، امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گئے ، سلام کرنے کے بعد انہوں نے بیٹھتے ہی قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَآئِرَ الْاِثْمِ ۔(شوریٰ ۔۳۷)

" وہ جو گناہان کبیرہ سے پرہیز کرتے ہیں "۔

عمرو بن عبید نے آیت کا یہ حصہ پڑھ کر خاموشی اختیار کر لی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا : تم خاموش کیوں ہوگئے ہو ؟

اس نے کہا : آقا ! میری خواہش ہے کہ کتاب خدا سے گناہان کبیرہ معلوم کروں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :

"1۔ جی ہاں عمرو ! سب سے بڑا گناہ کبیرہ شرک ہے ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔(المائدہ۔۷۲)

" بے شک جو بھی اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کی ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کے کوئی مددگار نہ ہوں گے"۔

2۔ اس کے بعد گناہ کبیرہ اللہ کی رحمت سے مایوسی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ۔ (یوسف ۔۸۷)

" اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا ، اللہ کی رحمت سے صرف کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں"۔

3۔ والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے ، اللہ تعالیٰ نے والدین کے نافرمان کو ظالم اور بد نصیب کہا ہے ، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا ۔

وَبَرًّاۢ بِوَالِدَتِیۡ وَلَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّا ۔(مریم ۔۳۲)

" اور اللہ نے مجھے اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے ظالم اور بد نصیب نہیں بنایا "۔

4۔ کسی انسان کو ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

• وَمَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیۡهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا ۔ (النساء ۔ ۹۳)

" اور جو بھی مومن کو قصداً قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے ، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر خدا کا غضب بھی ہے اور خدا نے اس پر لعنت کی ہے اور اس کے لیئے عذاب عظیم تیار کیا ہے "۔

5۔ عفیف عورتوں پر بہتان تراشی کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡغٰفِلٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ لُعِنُوۡا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۔ (النور ۔۲۳)

" یقیناً جو لوگ پاک باز اور بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ، ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لیئے عذاب عظیم ہے "۔

6۔ یتیم کا مال کھانا بھی گناہ کبیرہ ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ۔ (النساء ۔ ۱۰)

" یقیناً جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب واصل جہنم ہوں گے "۔

7۔ جہاد سے فرار کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے ، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۔ (الانفال۔۱۶)

" اور جو جنگ کے دن پیٹھ دکھائے گا ، وہ غضب الٰہی کا حق دار ہو گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا جو بد ترین انجام ہے ،علاوہ ان لوگوں کے جو جنگی حکمت عملی کی بنا پر پیچھے ہٹ جائیں یا کسی دوسرے گروہ کی پناہ لینے کے لیئے اپنی جگہ چھوڑ دیں "۔

8۔ سود کھانا بھی گناہ کبیرہ ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۔۔۔ (البقرہ۔۲۷۵)

" جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ روز قیامت اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو "۔

9۔ جادو کرنا گناہ کبیرہ ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۔

(البقرہ۔۱۰۲)

" اور وہ یہ بات بخوبی جانتے تھے جو بھی جادو کا کاروبار کرے گا ، اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو گا "۔

10۔ زنا گناہ کبیرہ ہے ، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۔ (الفرقان۔۶۸، ۶۹)

" اور جو ایسا عمل کرے گا وہ اپنے عمل کی سزا بھی برداشت کرے گا ، جسے روز قیامت دگنا کر دیا جائے گا اور وہ اسی میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ پڑا رہے گا"۔

11۔ جھوٹی قسم کھانا بھی گناہ کبیرہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

اِنَّ الَّذِینَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَھۡدِ اللّٰہِ وَ اَیۡمَانِھِمۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا اُولٰٓئِکَ لَا خَلَاقَ لَھُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۔۔۔ (آل عمران ۔ ۷۷)

" جو لوگ اللہ سے کیئے ہوئے عہد اور قسم کو تھوڑی قیمت پر بیچ دیتے ہیں ، ان کے لیئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ خدا ان سے بات کرے گا اور نہ روز قیامت ان کی طرف نظر کرے گا اور نہ انہیں گناہوں کی آلودگی سے پاک بنائے گا اور ان کے لیئے درد ناک عذاب ہے "۔

12۔ خیانت گناہ کبیرہ ہے ، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

وَمَنۡ یَّغۡلُلۡ یَاۡتِ بِمَا غَلَّ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ ۔ (آل عمران ۱۶۱)

" اور جو خیانت کرے گا وہ روز قیامت خیانت کے مال سمیت حاضر ہوگا"۔

13۔ زکوٰۃ نہ دینا بھی گناہ کبیرہ ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (مانعین زکوٰۃ کے لیئے) فرمایا :۔

وَ الَّذِینَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّھَبَ وَالۡفِضَّۃَ وَلَا یُنۡفِقُوۡنَھَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَبَشِّرۡھُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ یَّوۡمَ یُحۡمٰی عَلَیۡھَا فِیۡ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکۡوٰی بِھَا جِبَاھُھُمۡ وَ جُنُوۡبُھُمۡ وَ ظُھُوۡرُھُمۡ ھٰذَا مَا کَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِکُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا کُنۡتُمۡ تَکۡنِزُوۡنَ ۔ (توبہ۔۳۵،۳۴)

" اور جو لوگ سونے چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے ، آپ انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دیں ، جس دن وہ سونا چاندی آتشِ جہنم میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور پشت کو داغا جائے گا کہ یہی وہ ذخیرہ ہے جو تم نے اپنے لیئے جمع کیا تھا ، اب اپنے خزانوں اور ذخیروں کا مزہ چکھو "۔

14 ۔ جھوٹی گواہی دینا یہ بھی گناہ کبیرہ ہے ۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ۔ (الفرقان۔۲۷)

"وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے"۔

15۔ سچی گواہی کو چھپانا بھی گناہ کبیرہ ہے۔گواہی چھپانے کے متعلق ارشاد قدرت ہے:۔

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۔ (البقرہ۔۲۸۳)

" اور جو کوئی گواہی کو چھپائے تو اس کا دل گناہ گار ہے"۔

علاوہ ازیں شراب نوشی کو اللہ تعالیٰ نے بت پرستی کے مترادف قرار دیا ہے ، جان بوجھ کر نماز نہ پڑھنا بھی بد ترین جرم ہے ،بے نمازی خدا اور اس کے رسولؐ کے عہد سے بری ہے اور عہد شکنی اور قطع رحم (رشتہ داروں سے سلوک نہ کرنا) کرنے والوں کے لیئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۔ (الرعد۔ ۲۵)

" ان کے لیئے لعنت اور برا گھر ہے"۔

جب عمرو بن عبید نے یہاں تک سنا تو چیختے ہوئے امام جعفر صادق علیہ السلام کی محفل سے نکلے اور وہ یہ کہہ رہے تھے :۔

"خدا کی قسم ! وہ شخص ہلاک ہو گیا جس نے اپنی رائے سے گفتگو کی اور جس نے علم و فضل میں تمہارے مقابل آنے کی جسارت کی"۔

خوشبو دار پودے

۳۴۔(بحذف اسناد) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا :۔

دنیا میں خوشبو کیسے پیدا ہوئی ؟

آپؑ نے فرمایا:"دوسرے لوگ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں ؟"

میں نے کہا : ”لوگ کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام زمین پر اترے تو انہوں نے سرزمین ہند پر قدم رکھا ا۔ وہ ایک طویل عرصے تک فراق جنت میں روتے رہے ، ان کے آنسو زمین میں جذب ہوتے گئے اور جہاں جہاں ان کے آنسو پہنچے وہاں وہاں خوشبو دار پودے اُگے اور اس طرح دنیا میں خوشبو پھیلی“۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : ”یہ لوگ غلط کہتے ہیں ، اصل حقیقت یہ ہے کہ حوا علیہا السلام اپنی مینڈھیوں کو اشجار جنت کے ریشوں سے باندھا کرتی تھیں ، جب وہ زمین پر آئیں تو معصیت الٰہی کی وجہ سے انہیں حیض جاری ہوا ، انہیں غسل کا حکم دیا گیا ، جب انہوں نے غسل کیا اور بال کھولے تو اللہ نے ہوا بھیجی جس نے اشجار جنت کے ریشوں کو زمین کے مختلف حصوں میں پھیلا دیا ، چنانچہ جہاں جہاں جنت کے ریشے پہنچے ، وہاں وہاں خوشبو دار پودے اُگے اور جہاں میں خوشبو پھیلی“۔

بچے پاگل کیوں پیدا ہوتے ہیں؟

۳۵۔ (حذف اسناد) سید عبدالعظیم حسنی بن سید عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ۔

انہوں نے فرمایا : ”شوہر کو چاہیئے کہ چاند رات اور چاند کی چودہ ، پندرہ اور چاند کے آخری ایام میں اپنی زوجہ سے مقاربت نہ کرے ، اگر کسی نے ایسا کیا تو پیدا ہونے والا بچہ پاگل ہو سکتا ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ چاند کے ابتدائی اور درمیانی اور آخری ایام میں پاگلوں کو زیادہ دورے پڑتے ہیں ؟“

اور آپؑ نے ارشاد فرمایا : ”جو شخص قمر در عقرب میں شادی کرے وہ بھلائی نہیں پائے گا اور جو شخص چاند کے آخری دنوں میں شادی کرے تو اسے بچے کے اسقاط کا اندیشہ کرنا چاہیئے“۔

چور کب پکڑا جاتا ہے ؟

۳٦۔ (بحذف اسناد) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا :۔

"چور مسلسل چوری کرتا رہتا ہے اور جب چوری کی رقم اس کے ہاتھ کی دیت کے برابر ہو جاتی ہے تو وہ پکڑا جاتا ہے اور خدا اس کا پردہ فاش کر دیتا ہے"۔

نوجوان لڑکی پکے ہوئے پھل کی مانند ہے

۳۷۔ (بحذف اسناد) ابی حیون جو کہ مولا کے غلام تھے ۔ انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے بیان کیا :۔

جبرئیل علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا :۔

"محمدؐ ! آپؐ کا رب آپؐ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے :۔

نوجوان لڑکیاں درخت پر پکے ہوئے ثمر کی مانند ہیں ، اور جب پھل پک جائے تو فوراً اتار لینا چاہیئے ورنہ دھوپ اور ہوا اس کو خراب کر دیں گی اور وہ کھانے کے لائق نہیں رہے گا ، اسی طرح سے نوجوان لڑکیاں جب بالغ ہو جائیں تو ان کی فوراً شادی کر دینی چاہیئے ورنہ وہ کسی نہ کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گی"۔

اللہ کا یہ پیغام سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ دیا اور انہیں اللہ کا پیغام سنایا :۔

لوگوں نے پوچھا : یارسول اللہؐ ! ہم اپنی بیٹیوں کا رشتہ کس سے کریں ؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا : " ہم سروں سے رشتہ کرو"۔

لوگوں نے کہا: یا رسول اللہؐ! ہم سر کون ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: "مومن ایک دوسرے کے کفو ہیں"۔

آنحضرتؐ نے منبر سے اترنے سے پہلے ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کا نکاح مقداد بن اسودؓ سے کر دیا۔

پھر آپؐ نے فرمایا: "لوگو! میں نے اپنی چچا زاد بہن کا نکاح مقدادؓ سے اس لیئے کیا تا کہ نکاح میں آسانی پیدا ہو جائے اور احکام نکاح کی وضاحت ہو سکے"۔

جو نصیحت کے لائق نہ ہوں

۳۸۔(بحذف اسناد) ریان بن صلت کہتے ہیں کہ کچھ لوگ امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خراسان میں حاضر ہوئے اور عرض کی :۔

آپؑ کے خاندان کے کچھ افراد غیر شائستہ افعال بجا لاتے ہیں، بہتر ہے کہ آپؑ انہیں منع فرمائیں ۔

آپؑ نے فرمایا: "نہیں! میں ایسا نہیں کروں گا"۔

لوگوں نے کہا: اس کی وجہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: "میں نے اپنے والد علیہ السلام سے سنا تھا"۔

انہوں نے فرمایا: "نصیحت کڑوی ہوتی ہے"۔(۱)

متشابہ کو محکم کی طرف پلٹانا چاہیئے

۳۹۔(بحذف اسناد) مولا کے غلام ابی حیون نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ۔

آپؑ نے فرمایا: "جس نے متشابہ قرآن کو محکم کی طرف لوٹایا ، اسے صراط مستقیم کی ہدایت نصیب ہوئی"۔

---

۱ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ اس سے فتنہ مزید پھیلے گا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: "ہماری احادیث میں بھی کچھ متشابہ احادیث ہوتی ہیں ، اور کچھ محکم احادیث ہوتی ہیں ، لہذا تمہیں چاہیئے کہ متشابہ احادیث کو محکم احادیث کی طرف پلٹاؤ اور محکم کو چھوڑ کر متشابہ کی پیروی مت کرو" ۔(۱)

ماہِ رجب کے روزوں کا ثواب

۴۰۔(بحذف اسناد) علی بن حسن بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی ،انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ۔

آپؑ نے فرمایا: " جو شخص ثوابِ خداوندی کی رغبت کی نیت سے ماہ رجب کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھے تو اللہ اس کے لیئے جنت واجب کر دے گا اور جو شخص ماہِ رجب کے درمیان میں روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے قبیلۂ ربیعہ و مضر کے افراد کی تعداد کے برابر حق شفاعت عطا فرمائے گا (۲)۔

اور جو ماہ رجب کے آخر میں روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے بادشاہوں میں سے قرار دے گا اور اسے اس کے والد، والدہ ، بیٹا ، بیٹی، بہن ، بھائی ،چچا ، پھوپھی ، ماموں ، خالہ اور اس کے دوستوں اور ہمسایوں کے لیئے حق شفاعت عطا کرے گا اگرچہ ان میں سے کوئی دوزخ کا مستحق بھی کیوں نہ ہو"۔

محبت و نفرت صرف خدا کے لیئے

۴۱۔ ہم سے یہ حدیث محمد بن قاسم المعروف ابوالحسن مفسر جرجانی نے بیان کی ، انہوں نے یہ حدیث یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن سیار سے روایت کی، ان دونوں نے اپنے اپنے والد سے یہ حدیث سنی ، انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام

۱۔ محکم سے مراد وہ آیات و احادیث ہیں جن کے معنی و مطلب واضح ہو اور متشابہ وہ ہے جس کا متن واضح ہو لیکن معنی و مفہوم غیر واضح ہو۔

۲۔ ربیعہ و مضر عرب کے دو مشہور قبیلے ہیں جن کے افراد کی تعداد دیگر قبائلِ عرب کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

سے روایت کی ، انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک دن اپنے صحابہ سے فرمایا :۔

"بندگانِ خدا ! اللہ کی وجہ سے محبت رکھو ، اللہ کی وجہ سے بغض رکھو ، اللہ کی وجہ سے کسی سے دوستی رکھو اور اللہ کی وجہ سے دشمنی رکھو ، اس کے بغیر تمہیں اللہ کی سر پرستی حاصل نہیں ہو سکتی اور اس کے بغیر ایمان کی حلاوت کو کوئی انسان پا نہیں سکتا اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے بہت زیادہ مقدار میں بھی کیوں نہ ہوں۔

اور آج کل لوگ دنیا کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت اور بغض رکھتے ہیں اور یہ چیز انہیں اللہ کے ہاں کوئی فائدہ نہیں دے گی"۔

کسی نے آنحضرتؐ سے پوچھا : "یا رسول اللہؐ ! مجھے یہ پتا کیسے چلے گا کہ میں خدا کی وجہ سے محبت اور خدا کی وجہ سے بغض رکھ رہا ہوں ، اور اللہ کا ولی کون ہے جس سے مجھے دوستی رکھنی ہے اور اللہ کا دشمن کون ہے جس سے مجھے عداوت رکھنی ہے ؟؟

اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا :۔

"کیا تم انہے دیکھ رہے ہو؟"

اس شخص نے کہا : جی ہاں ! میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا : "یہ اللہ کا ولی ہے، اس سے دوستی رکھو اور اس کا دشمن خدا کا دشمن ہے، اس سے دشمنی رکھو ، اور اس کے دوست سے دوستی رکھو اگرچہ وہ تمہارے باپ اور بیٹے کا قاتل بھی کیوں نہ ہو ، اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھو اگرچہ اس کا دشمن تمہارا باپ اور بیٹا بھی کیوں نہ ہو"۔

ماہ شعبان میں استغفار کی فضیلت

۴۲۔ (بحذف اسناد) علی بن حسن(۱) بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی ، انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا :۔

انہوں نے فرمایا : ” جو شخص ماہِ شعبان میں ستر مرتبہ استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا ، اگرچہ وہ ستاروں کی مقدار میں ہوں“۔

کشتیٔ نجات اور عروۃ الوثقٰی سے تمسک

۴۳۔ (بحذف اسناد) حسین بن خالد نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے فرمایا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

” جو شخص کشتیٔ نجات پر سوار ہونا چاہتا ہو اور عروۃ الوثقٰی سے تمسک کا خواہش مند ہو اور اللہ کی مضبوط رسی کو تھامنے کی آرزو رکھتا ہو تو اسے چاہیئے کہ میرے بعد علیؑ سے محبت رکھے اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھے اور اس کی اولاد میں سے ائمہ ہدیٰ کی اقتدا کرے، کیونکہ وہ میرے خلفاء اور اوصیاء اور میرے بعد مخلوق پر حجت اور میری امت کے سردار اور متقین کے لیئے جنت کے رہنما ہیں، ان کا گروہ میرا گروہ اور میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے اور ان کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے“۔

۱۔ علی بن فضال کے دو بیٹے تھے ، ایک کا نام حسن اور دوسرے کا نام حسین تھا اور وہ دونوں عادل اور ثقہ تھے ، اور کتب حدیث میں حسن سے زیادہ روایات مروی ہیں۔ ایضاح الرجال۔

غضب کے لیئے بھی ایک حد چاہیئے

۴۴۔(بحذف اسناد) سید عبدالعظیم حسنی بن عبداللہ حسنی رضی اللہ عنہ نے امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی۔

انہوں نے فرمایا: " میرے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہارون الرشید کے پاس تشریف لے گئے تو وہ ایک شخص پر سخت غصے کا اظہار کر رہا تھا، یہ دیکھ کرانہوں نے ہارون الرشید سے فرمایا:۔

اگر تو اللہ کی وجہ سے اس پر غضب ناک ہو رہا ہے تو اللہ کے غضب سے زیادہ تو اس پر غصہ نہ کر"۔

نیمہ شعبان کی فضیلت

۴۵ (بحذف اسناد) علی بن حسن بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پندرہ شعبان کی شب کے متعلق سوال کیا۔

توانہوں نے فرمایا: "یہ ایسی رات ہے جس میں اللہ بہت سی گردنوں کو دوزخ سے آزادی دیتا ہے اور اس شب میں گناہان کبیرہ معاف کیے جاتے ہیں"۔

میں (راوی) نے پوچھا: کیا اس رات کی کوئی مخصوص نماز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: " نہیں! اس شب کے لیئے کوئی مخصوص نماز نہیں ہے لیکن اگر تمہیں نوافل کا شوق ہو تو اس رات نماز جعفر طیار(۱) پڑھو، اور اس رات کثرت سے ذکر الٰہی اور استغفار اوردعا کرو"۔

میرے والد (امام موسیٰ کاظم) علیہ السلام فرماتے تھے۔

"اس شب دعا مستجاب ہوتی ہے"۔

۱۔ نماز جعفر طیار کے لیئے مفاتیح الجنان اور دیگر کتب ادعیہ کی طرف رجوع کریں۔

میں (راوی) نے کہا: "لوگ کہتے ہیں کہ اس رات تقدیر کے فیصلے کیئے جاتے ہیں"۔
حضرتؑ نے فرمایا: "نہیں! وہ ماہِ رمضان کی شب قدر ہے"۔

فضائل ماہ رمضان

۴۶۔ اسی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی۔
آپؐ نے فرمایا: "ماہ رمضان باعظمت مہینہ ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نیکیوں کو دگنا کر دیتا ہے اور برائیوں کو مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے، جو اس مہینے میں صدقہ دے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا اور جو کوئی اپنے غلام یا کنیز سے احسان کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جو اس ماہ میں اپنا اخلاق اچھا رکھے گا تو اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا، اور جو شخص اس میں صلہ رحمی کرے گا تو اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جو شخص اس میں اپنے غصے کو پیئے گا تو اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا"۔
پھر آپؐ نے فرمایا: "تمہارا یہ مہینہ دوسرے مہینوں کی طرح سے نہیں ہے، کیونکہ جب یہ مہینہ آتا ہے تو برکت اور رحمت لے کر آتا ہے اور جب یہ مہینہ رخصت ہوتا ہے تو گناہوں کی مغفرت کا تحفہ دے کر جاتا ہے۔

یہ وہ مہینہ ہے جس میں نیکیاں دگنی شمار ہوتی ہیں اور نیکی کے کام مقبول ہوتے ہیں اور جو شخص اس مہینے میں دو رکعت نماز ادا کرے تو اللہ اس کی مغفرت فرماتا ہے"۔
پھر آپؐ نے فرمایا: "بدنصیب وہ ہے کہ جس سے یہ مہینہ اس حالت میں رخصت ہو جائے اور اس کے گناہ معاف نہ ہوئے ہوں اور جب نیکو کار اللہ سے انعام حاصل کر رہے ہوں اور وہ خسارہ میں پڑا ہوا ہو"۔

عظمتِ علیؑ

۴۷۔ (بحذف اسناد) حسین بن خالد نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے فرمایا:۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔

"یا علیؑ! تو میرا بھائی اور میرا وزیر اور دنیا و آخرت میں میرے پرچم کا مالک ہے، جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تم سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا"۔

گریہ اور مجلس کا ثواب

۴۸۔ (بحذف اسناد) علی بن حسن بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا: "جو ہمارے مصائب کو یاد کر کے خود روئے اور دوسروں کو رلائے تو اس کی آنکھ اس دن (روز قیامت) نہیں روئے گی جب دوسری آنکھیں رو رہی ہوں گی اور جو شخص ایسی مجلس میں جا کر بیٹھے جس میں ہمارے امر کو زندہ کیا جا رہا ہو تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دوسرے دل مریں گے"۔

وسعتِ رحمتِ خداوندی

۴۹۔ امام علی رضا علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا۔ (بنی اسرائیل ۔۷)

"اگر تم بھلائی کرو گے تو اپنی جانوں کے لیئے کرو گے اور اگر تم نے برائی

ں تو وہ بھی تمہاری جانوں کے لیئے"۔

پھر آپؑ نے فرمایا: "اگر تم نے برائی کی تو اس کے لیئے رب موجود ہے جو اسے معاف کرے گا"۔

درگزر کرنے کا خوبصورت انداز

۵۰۔ امام علی رضا علیہ السلام نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۔ (الحجر۔ ۸۵)

" خوبصورت انداز سے درگزر کرو"۔

حضرتؑ نے فرمایا: "بغیر عتاب کے معاف کردینا درگزر کا خوبصورت انداز ہے"۔

بجلیوں کی چمک

۵۱۔ امام علی رضا علیہ السلام نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔

هُوَالَّذِیْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۔۔۔ (الرعد۔ ۱۲)

" وہی خدا ہے جو تمہیں ڈرانے اور لالچ دلانے کے لیئے بجلیاں دکھاتا ہے"۔

پھر آپؑ نے فرمایا: "بجلی کی چمک مسافر کے خوف اور مقیم کے لالچ کا سبب ہوتی ہے"۔

درود کا ثواب

۵۲۔ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"جو شخص اپنے گناہ مٹانے کے لیئے قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہیئے کہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر کثرت سے درود بھیجے، درود گناہوں کو منہدم کر دیتی ہے"۔

آپؑ نے فرمایا: "محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود اللہ کے نزدیک تسبیح، تہلیل اور تکبیر کا درجہ رکھتی ہے"۔

ماہ رمضان کی آمد پر آنحضرتؐ کا خطبہ

۵۳۔ (بحذف اسناد) علی بن حسن بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین سید الوصیین سے روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ماہِ رمضان کی آمد پر) ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا:۔

لوگو! اللہ کا مہینہ برکت، رحمت اور مغفرت لے کر تمہارے پاس آیا ہے یہ مہینہ اللہ کے نزدیک تمام مہینوں سے افضل اور اس کے دن تمام دنوں سے افضل اور اس کی راتیں تمام راتوں سے افضل اور اس کی ساعتیں تمام ساعتوں سے افضل ہیں۔

اس ماہ میں تمہیں اللہ کی مہمانی کی دعوت دی گئی ہے اور تمہیں کرامت پروردگار کے قابل افراد میں شمار کیا گیا ہے۔ اس میں تمہاری سانس تسبیح ہیں (حالت روزہ میں سانس لینے کا ثواب تسبیح کے برابر ہے)۔

اور اس میں تمہاری نیند عبادت ہے، تمہارے عمل مقبول اور تمہاری دعا اس میں مستجاب ہوتی ہے۔

تم سچی نیت اور پاکیزہ دلوں سے اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ تمہیں اس کے روزوں اور اپنی کتاب کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ شخص بدنصیب ہے جو اس عظیم مہینے میں اللہ کی مغفرت سے محروم رہے اور دنیاوی بھوک اور پیاس کو محسوس کرتے ہوئے روزہ نہ رکھے اور روز قیامت کی بھوک و پیاس کو یاد نہ رکھے۔

لوگو ! اپنے غرباء و مساکین کو صدقہ دو اور اپنے بزرگوں کا احترام کرو اور اپنے چھوٹوں پر رحم کرو اور صلہ رحمی کرو اور اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو اور جس چیز کا سننا تمہارے لیئے ناجائز ہے ، اس کے سننے سے پرہیز کرو ، اور اگر تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے مرنے کے بعد تمہارے یتیموں پر شفقت کریں تو تم بھی لوگوں کے یتیموں پر شفقت کرو اور خدا کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور اوقات نماز میں ہاتھ بلند کر کے اس سے دعا مانگو ۔ نماز کے اوقات افضل ساعات ہیں، اللہ تعالیٰ ان اوقات میں اپنے بندوں پر نگاہ رحمت ڈالتا ہے اور جب بندے اس سے مناجات کرتے ہیں تو اللہ انہیں جواب سے سرفراز کرتا ہے اور اللہ ان کا تلبیہ قبول کرتا ہے اور ان کی دعاؤں کو مستجاب فرماتا ہے۔

لوگو ! تمہاری جانیں تمہارے اعمال کی وجہ سے گروی ہو چکی ہیں ، استغفار سے انہیں آزاد کراؤ اور تمہارے گناہوں کے بوجھ سے تمہاری پشتیں خمیدہ ہو چکی ہیں طویل سجدے کر کے ان کا وزن ہلکا کرو۔

اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ اپنی عزت کی قسم کھا چکا ہے کہ نماز پڑھنے والوں اور سجدہ گذاروں کو عذاب نہیں دے گا اور جب تمام لوگ رب العالمین کے حضور پیش ہونے کے لیئے کھڑے ہوں گے تو اللہ انہیں دوزخ سے خوف زدہ نہیں کرے گا۔

لوگو ! جو شخص اس ماہ میں تم میں سے کسی روزہ دار مومن کا روزہ افطار کرائے گا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا یہ عمل غلام آزاد کرنے کے برابر ہو گا اور اللہ اس کے سابقہ گناہ معاف فرمائے گا“۔

لوگوں نے کہا :۔

یا رسول اللہ ! ہم میں سے ہر شخص اس کی قدرت نہیں رکھتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

”دوزخ کی آگ سے بچو ، اگرچہ کھجور کے ایک دانے کے ایک حصہ سے افطار

کرا سکو ، دوزخ کی آگ سے بچو اگرچہ کسی روزہ دار کو پانی کا گھونٹ دے کر افطار کرا سکو۔

لوگو ! جو شخص اس مہینے میں اپنے خلق کو اچھا رکھے تو اس کا حسن خلق صراط سے گزرنے کی راہداری بن جائے گا جس دن لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

اور جو شخص اس ماہ میں اپنے ماتحت کو تخفیف دے ، اللہ اس کے حساب میں تخفیف فرمائے گا، اور جو اپنے شر سے باز رہے ،جب وہ اللہ کی ملاقات کرے گا تو اللہ اس سے اپنے غضب کو باز رکھے گا۔

اور جو اس میں کسی یتیم کا احترام کرے تو جس دن وہ اللہ سے ملاقات کرے گا (یعنی جس دن اللہ کے دربار میں حاضر ہو گا) اللہ اسے عزت عطا کرے گا ، اور جو اس میں صلہ رحمی کرے تو جس دن وہ اللہ سے ملاقات کرے گا ، اللہ اسے اپنی رحمت سے متصل کرے گا۔

اور جو اس ماہ میں قطع رحمی کرے تو جس دن وہ خدا سے ملاقات کرے گا ، اللہ اس دن اس سے اپنی رحمت قطع کردے گا ۔

اور جو اس ماہ میں نافلہ نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیئے دوزخ سے آزادی کو پروانہ لکھ دے گا ، اور جو شخص اس میں ایک فرض ادا کرے تو اسے دوسرے مہینوں کے ستر فرائض کی ادائیگی جتنا اجر ملے گا۔

اور جو اس ماہ میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجے تو اللہ اس کے میزان کو وزنی بنائے گا جس دن میزان ہلکے ہوں گے ۔

اور جو شخص اس ماہ میں قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کرے اسے باقی مہینوں کے ختم قرآن جتنا ثواب ملے گا۔

لوگو ! اس ماہ میں جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں ، تم اپنے پروردگار سے

دعا مانگو کہ وہ انہیں تم پر کہیں بند نہ کر دے اور دوزخ کے دروازے بند ہیں ، تم اپنے پرور دگار سے درخواست کرو کہ انہیں بند ہی رہنے دے اور تمہارے لیئے انہیں مت کھولے . اس ماہ میں شیاطین قید ہیں ، تم رب سے دعا مانگو کہ انہیں تم پر مسلط نہ ہونے دے"۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا :۔

"اس وقت میں کھڑا ہوا اور عرض کی۔

یا رسول اللہؐ ! اس مہینہ کا افضل عمل کون سا ہے ؟"

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

"اس ماہ کا بہترین عمل حرام خداوندی سے پرہیز کرنا ہے"۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رونے لگے۔

میں نے عرض کی :۔

یا رسول اللہؐ ! آپؐ کیوں روتے ہیں ؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

"یا علیؑ ! میں اس ماہ میں تم پر ہونے والے ظلم کو دیکھ کر روتا ہوں اور یہ منظر گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے رب کی نماز پڑھ رہے ہو اور اولین و آخرین کا سب سے بڑا بد بخت جو کہ ناقہ صالح کے قاتل کا سگا بھائی ہے ،اس نے تمہیں سر پر ضرب ماری ہے جس کی وجہ سے تمہاری داڑھی خضاب آلود ہو گئی ہے"۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے عرض کی :۔

"یارسول اللہؐ ! کیا میرا دین سلامت ہو گا ؟"

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

"ہاں تمہارا دین سلامت ہو گا"۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا :۔

یا علی ! جس نے تمہیں شہید کیا ، اس نے مجھے شہید کیا ، اور جس نے تم سے بغض رکھا ، اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے تمہیں سب کیا ، اس نے مجھے سب کیا کیونکہ تم میری جان کی طرح ہو ، تیری روح میری روح کا جزو اور تیری طینت میری طینت کا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور مجھے پیدا فرمایا اور میرا اور تمہارا انتخاب فرمایا ، مجھے نبوت کے لیئے منتخب کیا اور تمہیں امامت کے لیئے منتخب کیا ، جس نے تمہاری امامت کا انکار کیا اس نے میری نبوت کا انکار کیا۔

یا علی ! تم میرے وصی اور میری اولاد کے پدربزرگوار اور میری دختر کے شوہر نامدار اور میری زندگی اور میری وفات کے بعد تم میرے جانشین ہو ، تمہارا حکم میرا حکم ہے اور تمہاری طرف سے ممانعت میری طرف سے ممانعت ہے۔

میں اس ذات برحق کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا اور مجھے تمام جہان سے افضل بنایا ، بے شک تم خلق خدا پر اللہ کی حجت ہو اور اس کے راز کے امین ہو اور بندگان خدا پر تم اللہ کے جانشین ہو"۔

غفلتِ انسانی

۵۴۔ ہم سے یہ حدیث محمد بن قاسم مفسر رضی اللہ عنہ نے بیان کی ، انہوں نے یہ حدیث احمد بن حسن حسینی سے سنی ، انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے فرمایا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا :۔

"دنیا میں کتنے ہی غافل انسان ایسے ہیں جو کپڑا اپنے پہننے کے لیئے خریدتے ہیں مگر وہی کپڑا ان کا کفن ثابت ہوتا ہے اور اپنی رہائش کے لیئے گھر تعمیر کرتے ہیں

مگر وہی گھر ان کی قبر ثابت ہوتا ہے"۔

موت کی تیاری

۵۵۔ انہی اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ موت کی تیاری کیسی کرنی چاہیئے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"موت کی تیاری کے لیئے فرائض کی ادائیگی اور محرمات سے پرہیز اور اخلاق عالیہ سے اتصاف ضروری ہے، اور جب یہ تیاری مکمل ہو جائے تو پھر انسان کو اس بات کی ہرگز پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ موت پر جا پڑے یا موت اس پر آپڑے۔

خدا کی قسم! ابو طالب کے بیٹے کو ہرگز فکر نہیں ہے کہ وہ موت پر جا پڑے یا موت اس پر آپڑے"۔

فکرِ آخرت

۵۶۔ اسی اسناد سے امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا:۔

" لوگو! دنیا فنا کا گھر اور آخرت بقا کا گھر ہے، تمہیں اپنی گزر گاہ سے اپنی مستقل رہائش گاہ کا زاد راہ جمع کرنا چاہیئے، اور جس پر تمہارے بھید مخفی نہیں ہیں، اس کے سامنے اپنی پردہ دری مت کرو۔

اور اس دنیا سے اپنے اجسام کی مفارقت سے پہلے اپنے دل اس سے جدا کر لو، تمہیں دنیا میں زندگی دی گئی ہے اور تمہیں آخرت کے لیئے پیدا کیا گیا ہے، دنیا ایک زہر ہے جسے بے خبر کھا رہے ہیں"۔

جب کوئی شخص مرتا ہے تو فرشتے یہ کہتے ہیں:۔

"اس نے آگے کیا روانہ کیا ؟"

اور اس کے بر عکس لوگ یہ کہتے ہیں :۔

"اس نے اپنے پیچھے کیا چھوڑا ؟"

تم اپنے اعمال آگے روانہ کرو ، وہ تمہارے کام آئیں گے، اور اپنے پاس اسے روک کر نہ رکھو ورنہ تمہارے لیئے حسرت بن جائیں گے ۔

اس کائنات میں وہ شخص محروم ہے جو اپنی دولت کی بھلائی سے محروم رہ جائے ، اور قابل رشک انسان وہ ہے جو صدقات و خیرات سے اپنے میزان کو وزنی بنا دے اور اس کے ذریعے سے اپنے جنت کے ٹھکانے کو مزین کرے اور صراط سے گزرنے کا سامان فراہم کرے"۔

روزِ عاشور کو کمائی کا دن نہ بنائیں

۵۷۔ (محذف اسناد) علی بن حسن بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی ، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا:۔

" جو شخص عاشور کے دن دنیا وی حاجات کے لیئے تگ و دو نہ کرے تو اللہ اس کی دنیا و آخرت کی حاجات پوری کرے گا۔

اور جو شخص روز عاشور کو مصیبت اور غم اور گریہ کے دن کے طور پر بسر کرے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت کو اس کے لیئے خوشی اور مسرت کا دن بنائے گا اور ہماری وجہ سے جنت میں اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو گی۔

اور جو شخص روز عاشور کو برکت کا دن قرار دے اور اس دن اپنے گھر کے لیئے کچھ ذخیرہ کرے تو اللہ اس کے ذخیرہ میں برکت نہیں دے گا ،اور قیامت کے دن وہ یزید اور عبداللہ بن زیاد اور عمر بن سعد لعنۃ اللہ علیھم کے ساتھ محشور ہو گا اور ان کے

ساتھ دوزخ کے پست ترین درجے میں ہو گا۔

مصائبِ محرم

۵۸۔ (بحذف اسناد) ریان بن شبیب بیان کرتے ہیں کہ میں محرم کی پہلی تاریخ کو امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا :۔

" ابن شبیب ! کیا تم آج روزہ سے ہو ؟"

میں نے کہا :۔

نہیں !

حضرتؑ نے فرمایا :۔

اس دن حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے پرور دگار سے یہ دعا مانگی تھی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔

(آل عمران۔ ۳۸)

" میرے پرور دگار ! اپنی طرف سے مجھے پاکیزہ اولاد عطا فرما ، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے "۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور جب وہ اپنے حجرۂ عبادت میں نماز پڑھ رہے تھے تو فرشتوں نے انہیں یحییٰ علیہ السلام کی نوید دی تھی۔

چنانچہ جو شخص اس دن روزہ رکھے اور اللہ سے اپنی حاجات طلب کرے تو اللہ اس کی دعا کو اسی طرح سے قبول کرے گا جس طرح سے زکریا علیہ السلام کی دعا کو قبول کیا تھا"۔

پھر آپؑ نے فرمایا :۔

"ابن شبیب ! دور جاہلیت میں بھی لوگ ماہ محرم کا احترام کرتے تھے اور اس

ماہ کی حرمت کی وجہ سے جنگ اور ظلم سے پرہیز کرتے تھے ، لیکن اس امت نے اس مہینے کی حرمت کو نہیں پہچانا اور اپنے نبیؐ کی حرمت کا خیال نہیں رکھا۔

اس مہینے میں ان لوگوں نے ذریت پیغمبرؐ کو قتل کیا اور مخدرات عصمت کو قید کیا اور ان کا سامان لوٹا ، اللہ انہیں کبھی معاف نہ کرے۔

ابن شبیب ! اگر کسی چیز پر تم رونا چاہتے ہو تو حسینؑ بن علیؑ پر روؤ ،انہیں اس طرح سے قتل کیا گیا جس طرح سے گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے ، اوران کے ساتھ ان کے خاندان کے ان اٹھارہ افراد کو شہید کیا گیا جن کی روئے زمین پر کوئی مثال موجود نہ تھی"۔

ساتوں آسمان اورساتوں زمینیں ان کے قتل پر روئیں ،اور آسمان سے چار ہزار فرشتے ان کی نصرت کے لیئے نازل ہوئے جنہیں جنگ کی اجازت نہیں ملی ، چنانچہ قائم آل محمد(عج) کے خروج تک وہ فرشتے سروں پر خاک ڈالے قبرِ حسینؑ پر موجود رہیں گے اور جب قائم آل محمدؑ کا ظہور ہو گا تو وہ ان کے مددگار ہوں گے اور "**یا لِثَارَاتِ الحُسَین**" ان کا نعرہ ہو گا۔

ابن شبیب ! میرے والد نے مجھ سے اپنے والد کی سند سے بیان کیا اور انہوں نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی"۔

انہوں نے فرمایا:۔

"جب میرے دادا حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو آسمان سے خون ورسرخ مٹی کی بارش ہوئی۔

ابن شبیب !جب تم امام حسین علیہ السلام پر اتنا گریہ کروگے کہ تمہارے آنسو تمہارے رخساروں پر آ جائیں تو اللہ تعالیٰ تیرے صغیرہ و کبیرہ یعنی تمام گناہ معاف کر دے گا"۔

ابن شبیب !اگر تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہو کہ تم خدا کے حضور اس حالت میں

پیش ہو کہ تمہارے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ نہ ہو تو پھر حسین علیہ السلام کی زیارت کرو۔

ابن شبیب ! اگر تم جنت کے بلند و بالا محلات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کے خواہش مند ہو تو پھر قاتلانِ حسین علیہ السلام پر لعنت بھیجو۔

ابن شبیب ! اگر تم شہدائے کربلا کے ثواب کو حاصل کرنے کی آرزو رکھتے ہو تو جب بھی امام حسین علیہ السلام کو یاد کرو تو یہ الفاظ کہو :۔

یالیتنی کنت معھم فا فوز فوزا عظیماً۔

" اے کاش ! میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو عظیم کامیابی حاصل کرتا"۔

ابن شبیب ! اگر تمہیں اس بات سے خوشی محسوس ہوتی ہو کہ تم ہمارے ساتھ جنت کے بلند ترین مقامات پر ہو تو پھر ہماری غمی پر غم کرو اور ہماری خوشی کے ساتھ خوشی مناؤ اور ہماری ولایت سے وابستہ رہو، اگر کوئی شخص کسی پتھر سے بھی محبت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے ساتھ محشور فرمائے گا"۔

سورۂ فاتحہ کے دو حصے

۵۹۔ مفسر محمد بن قاسم استر آبادی نے ہم سے یہ حدیث بیان کی ،انہوں نے یہ حدیث یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن یسار سے روایت کی ، اور ان دونوں نے اپنے والد سے روایت کی اور انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ،انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :۔

"میں نے فاتحۃ الکتاب کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے ، سورت کا آدھا حصہ میرے لیئے اور آدھا حصہ میرے بندے کے لیئے ہے اور میرا بندہ جو

مجھ سے سوال کرے وہ میں قبول کروں گا۔

چنانچہ جب بندہ " بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "(عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے)کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

میرے بندے نے میرے نام سے ابتدا کی ہے اور مجھ پر اس کا یہ حق بنتا ہے کہ میں اس کے امور کی تکمیل کروں اور اس کے معاملات میں برکت دوں۔

اور جب بندہ

" الحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ "

کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

میرے بندے نے میری حمد کی ہے اور ان کو اس بات کا علم ہے کہ ان کے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں وہ سب میری عطا کردہ ہیں اور ان سے جتنی بھی بلائیں دور ہوئی ہیں ، وہ سب میرے فضل و کرم کی وجہ سے دور ہوئی ہیں ، میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں انہیں دنیا کی نعمتیں کے ساتھ ساتھ آخرت کی نعمتیں بھی عطا کروں گا اور جس طرح سے میں نے ان کی دنیا وی بلائیں ہٹائی ہیں ، اس طرح سے ان سے آخرت کی بلائیں بھی دور کروں گا۔

جب بندہ

" الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "(وہ عظیم اور دائمی رحمتوں والا ہے)

کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

میرے بندے نے میرے رحمان و رحیم ہونے کی گواہی دی ہے ، لہذا میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اپنی رحمت سے اسے وافر حصہ عطا کروں گا اور اپنے فیض سے اسے بہت کچھ دوں گا۔

جب بندہ

" مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ "(روز قیامت کا مالک و مختار ہے)

کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں ہی روز جزا کا مالک ہوں اور میں اس کے لیئے قیامت کا حساب آسان بنا دوں گا اور میں اس کے گناہوں سے درگزر کروں گا۔

اور جب بندہ

" **اِیَّاكَ نَعْبُدُ** " (پروردگار! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں)

کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

میرے بندے نے سچ کہا ہے ، یقیناً وہ میری ہی عبادت کرتا ہے اور میں اسے اس کی عبادت کا اتنا ثواب دوں گا کہ میری عبادت نہ کرنے والے اس پر رشک کریں گے۔

اور جب بندہ

" **وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ** " (اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں)

کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

میرے بندے نے مجھ سے مدد طلب کی ہے اور مجھ سے پناہ طلب کی ہے ، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اس کے معاملات میں اس کی ضرور مدد کروں گا اور مشکلات و شدائد (سختیوں) میں اس کی نصرت کروں گا ، اور اس کی مصیبت کے دن اس کی دستگیری کروں گا ۔

اور جب بندہ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ -

" ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرماتا رہ ، جو ان لوگوں کا رستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہے ، ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو بھٹکے ہوئے ہیں"۔

پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

سورت کا یہ حصہ میرے بندے کے لیئے ہے اور میرے بندے نے جو کچھ مانگا ہے اسے عطا کروں گا ،میں نے اپنے بندے کی دعا کو قبول کیا اور اس کی آرزوئیں میں نے پوری کیں اور جس چیز سے وہ خائف ہے میں نے اسے اس سے امان دی ہے"۔

امیرالمومنین علیہ السلام سے پوچھا گیا :۔

کیا " **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** " سورۂ فاتحہ کا حصہ ہے ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

جی ہاں ! رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسے پڑھا کرتے تھے اور اسے سورت فاتحہ کی آیت شمار کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے :۔

"فاتحۃ الکتاب ہی سبع مثانی ہے"۔

عظمتِ فاتحہ

۶۰۔ ہم سے یہ حدیث محمد بن قاسم مفسر المعروف ابوالحسن جرجانی رضی اللہ عنہ نے بیان کی ، انہوں نے یہ حدیث یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد سیار سے سنی ، انہوں نے اپنے اپنے والد سے روایت کی ، انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ،انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی۔

انہوں نے فرمایا :۔

" **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** " سورت فاتحہ کی (پہلی) آیت ہے اور سورت فاتحہ کی سات آیتیں ہیں جن میں " **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** " شامل ہے۔میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا :۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ (حجر۔ ۸۷)

"اور ہم نے تمہیں سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا کیا"۔

اللہ تعالیٰ نے سورت فاتحہ کی عظمت کو پورے قرآن مجید کے مساوی قرار دیا ہے اور فاتحۃ الکتاب خزانۂ عرش کا باعظمت ترین تحفہ ہے، اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے مخصوص کیا اور انہیں فاتحہ کا شرف عطا کیا اور کسی بھی نبی کو اس میں شریک نہیں کیا، البتہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" عطا کی گئی تھی جیسا کہ شہزادی بلقیس کے واقعے کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ (النمل۔ ۲۹،۳۰)

"میرے پاس ایک باعزت خط روانہ کیا گیا ہے، وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں تحریر ہے (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ)"۔

جو شخص محمدؐ وآل محمدؐ کی ولایت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اسے پڑھے اور سورت کے حکم کا فرماں بردار ہو اور اس کے ظاہر و باطن پر ایمان رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ہر حرف کے بدلے میں نیکی عطا کرے گا، اور وہ نیکی دنیا و مافیھا کی تمام دولت کی خیرات سے بہتر ہو گی، اور جو شخص اس سورت کو کسی قاری سے سنے تو اسے بھی قاری جتنا ثواب ملے گا، لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ نیکی کی اس پیش کش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے زیادہ سے زیادہ پڑھو، یہ تمہارے لیئے غنیمت ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت نکل جائے اور تمہارے دلوں میں حسرت باقی رہ جائے"۔

اندازِ محبت

٦١۔ (محذف اسناد) ریان بن صلت نے امام علی رضاعلیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے امام حسین عیہ السدم سے روایت کی ،

انہوں نے فرمایا:" امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے ایک شیعہ کو ایک عرصے کے بعد دیکھا اور اس پہ بڑھاپا چھا چکا تھا ،اور وہ تیزی سے چل رہا تھا"۔

امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے فرمایا:" اے شخص! تم بوڑھے ہو گئے ہو"۔

اس نے کہا:"مولا ! آپؑ کی اطاعت میں بوڑھا ہوا ہوں"۔

حضرتؑ نے فرمایا:" مجھے معلوم ہو تا ہے کہ تم ابھی کچھ عرصہ زندہ رہو گے"۔

اس نے کہا:" مولا ! بقیہ زندگی بھی آپؑ پر قربان ہے"۔

وحشتِ قیامت اور دوستوں کا فراق

٦٢۔ (محذف اسناد) علی بن حسن بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ،آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا:"جب حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا توآپؑ رونے لگے۔

آپؑ سے کہا گیا: فرزند رسولؐ !آپؑ کو رونے کی کیا ضرورت ہے ،آپؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے خصوصی قرابت رکھتے ہیں اور رسولؐ خدا

نے آپؑ کی شان میں جو کچھ کہا، آپؑ اسے بھی جانتے ہیں، اور آپؑ نے بیس مرتبہ پا پیادہ حج کیئے ہیں اور آپؑ نے تین مرتبہ اپنا آدھا سامان راہ خدا میں لٹایا ہے۔
یہ سن کر امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: ”میں دو وجوہات، وحشتِ قیامت اور دوستوں کی جدائی کی وجہ سے رو رہا ہوں“۔

مقام علیؑ

٦٣۔ (حذف اسناد) ابراہیم بن ابی محمود نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی اور آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے امام حسینؑ علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے فرمایا:۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

”یا علیؑ! میرے بعد تم پر ظلم کیا جائے گا۔ اس کے لیے ہلاکت ہے جو تم پر ظلم اور زیادتی کرے گا۔ اور خوشخبری ہے اس کے لیے جو تمہاری پیروی کرے اور تم پر جسارت نہ کرے۔

یا علیؑ! میرے رخصت ہونے کے بعد تم سے جنگیں کی جائیں گی۔ ہلاکت ہے اس کے لیے جو تم سے جنگ کرے اور خوشخبری ہے اس کے لیے جو تمہاری مَعِیّت میں رہ کر تمہارے دشمنوں سے جنگ کرے۔

یا علیؑ! تم میرے بعد میرے کلام کی روشنی میں گفتگو کرو گے اور میری زبان سے تکلم کرو گے۔ ہلاکت ہے اس کے لیے جو تمہاری بات کو ٹھکرائے اور اس کے لیے خوشخبری ہے جو تمہارے کلام کو قبول کرے۔

یا علیؑ! میرے بعد تم اس امت کے سردار، ان کے امام اور ان پر میرے خلیفہ ہو۔ جو تم سے جدا ہوگا وہ قیامت کے دن مجھ سے جدا ہوگا۔ اور جو تمہارے ساتھ وابستہ رہے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ وابستہ رہے گا۔

یا علیؑ! تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی اور تم سب سے پہلے میری مدد کرنے والے اور میری معیت میں میرے دشمنوں سے جہاد کرنے والے اور میرے ساتھ تم نماز پڑھنے والے پہلے انسان ہو کہ اس وقت باقی لوگ جہالت کی غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔

یا علیؑ! تم پہلے فرد ہو جو میرے ساتھ قیامت کے دن مبعوث ہو گے۔ اور تم پہلے فرد ہو جو میرے ساتھ پُلِ صراط کو عبور کرو گے۔

یا علیؑ! میرے پروردگار نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ کسی کو اس وقت تک پُلِ صراط سے گزرنے نہیں دے گا جب تک اس کے پاس تمہاری اور تمہاری اولاد کے ائمہ کی ولایت کی سند موجود نہ ہوگی۔ اور تم سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے۔ اور حوض کوثر سے تم اپنے دوستوں کو سیراب کرو گے اور اپنے دشمنوں کو وہاں سے دور کرو گے۔ اور جس وقت میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا تو اس وقت تم میرے ساتھی ہوگے۔ تمہیں ہمارے محبوں کی شفاعت کا حق دیا جائے گا۔ اور تم ان کی شفاعت کرو گے۔ اور تم سب سے پہلے میرے پرچم "لواء الحمد" کو لیے ہوئے جنت میں داخل ہوگے۔ اور اس پرچم کے ستر (۷۰) ٹکڑے ہوں گے۔ اور اس کا ایک ٹکڑا شمس و قمر سے زیادہ وسیع ہوگا۔ اور جنت کے شجرۂ طوبیٰ کے مالک تم ہوگے۔ اس درخت کی جڑ تمہارے گھر میں ہوگی اور اس کی ٹہنیاں تمہارے شیعوں اور محبوں کے گھروں میں ہوں گی"۔

مخالفین کی روایات کی اصل حیثیت

میں (راوی) نے عرض کی:۔

فرزند رسولؐ! فضائل امیرالمومنینؑ اور فضائل اہل بیتؑ کے لیئے ہمارے ہاں آپؑ کے مخالفین کی روایات بکثرت رائج ہیں لیکن ایسی روایات ہمیں آپؑ کے ہاں

نظر نہیں آتیں۔

تو کیا ہم مخالفین کی بیان کردہ روایات کو تسلیم کریں ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

''ابن ابی محمود ! مجھ سے میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیھم اسلام کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی ''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے :۔

''جس نے کسی بولنے والے کی گفتگو کو غور سے سنا تو اس نے اس کی عبادت کی ، اگر بولنے والا حکم خدا کے تحت گفتگو کر رہا ہو تو سننے والے نے اللہ کی عبادت کی ،اور اگر بولنے والا ابلیس کی نمائندگی کر رہا ہو تو پھر سننے والے نے ابلیس کی عبادت کی''۔

پھر امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

''ابن ابی محمود ! (یاد رکھو) ہمارے مخالفین نے ہمارے فضائل کے لیئے روایات وضع کی ہیں اور ان کی روایات تین طرح کی ہیں۔

1۔ ان کی بیان کردہ روایات غلو پر مبنی ہیں۔

2۔ یا امر امامت کی تقصیر پر مبنی ہیں۔

3۔ یا پھر ان روایات میں ہمارے مخالفین کے نام لے کر ان کے عیوب بیان کیئے گئے ہیں۔

اور اس سے ان کا مقصود یہ ہے کہ جب ان غلو آمیز روایات کو لوگ سنیں گے تو وہ ہمارے شیعوں کو کافر کہیں گے اور ہمارے شیعوں کے متعلق یہ فیصلہ کریں گے کہ شیعہ آل محمدؐ کی ربوبیت کا اعتقاد رکھتے ہیں اور جب لوگ ان کی وہ روایات سنیں گے جو تقصیر پر **مبنی** ہوں گی تو لوگ ہمارے متعلق تقصیر کا اعتقاد رکھیں گے ۔

اور جب لوگ ہم سے منسوب ایسی روایات سنیں گے جن میں ہمارے

مخالفین کے نام لے کر ان کی برائی کی گئی ہو گی تو لوگ بھی اس کے جواب میں ہمارا نام لے کر ہمارے عیوب بیان کریں گے، اور اس کے لیئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ (الانعام۔ ۱۰۸)

" خبردار ! تم لوگ انہیں برا بھلا نہ کہو جن کو یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کہ اس طرح یہ لوگ دشمنی میں بغیر سوچے سمجھے خدا کو برا بھلا کہیں گے "۔

ابن ابی محمود ! جب لوگ دائیں بائیں چل رہے ہوں تو تم ہمارے طریقے کو مضبوطی سے تھامے رہو ، کیونکہ جو ہم سے وابستہ رہے گا ہم اس سے وابستہ رہیں گے ، اور جو ہم سے علیحدگی اختیار کرے گا تو ہم بھی اس سے علیحدگی اختیار کریں گے اور ایمان سے خارج ہونے کے لیئے تو اتنی سی بات ہی کافی ہے کہ انسان کنکروں کو دیکھ کر کہے کہ یہ گٹھلیاں ہیں اور پھر اس پر اعتقاد بھی رکھے اور جو اس کے قول کی مخالفت کرے وہ اس سے اظہار برأت کرتا ہے۔

ابن ابی محمود ! میں نے تمہیں جو کچھ بتایا ، اسے اچھی طرح سے یاد رکھو ، کیونکہ میں نے تمہارے لیئے دنیا و آخرت کی بھلائی کو جمع کر دیا ہے"۔

دشمن سے محفوظ رہنے کی دعا

۶۴۔(حذف اسناد) حسن بن فضل ابو محمد بن ہاشم کے آزاد کردہ غلام نے روایت کی ، اس نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا ، انہوں نے اپنے والد علیہ السلام سے روایت کی ۔

انہوں نے فرمایا :۔

"ابو جعفر منصور دوانقی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو قتل کرانے کے لیئے اپنے دربار میں بلایا اور اس کام کے لیئے اس نے تلوار رکھی اور چرمی فرش بچھوا دیا

اور اپنے خادم خاص ربیع کو حکم دیا۔

جب میں جعفر صادق علیہ السلام سے گفتگو کرتے ہوئے تالی بجاؤں تو تم فورا انہیں قتل کر دینا۔

ربیع کہتے ہیں :۔

میں نے دیکھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام دربار میں داخل ہوئے اور ان کے ہونٹ حرکت کر رہے تھے۔

منصور دوانقی نے جیسے ہی انہیں دیکھا ، انہیں خوش آمدید اور مرحبا کہا اور کہنے لگا۔

ہم نے آپؑ کو اس لیئے بلایا ہے کہ آپؑ کا قرض ادا کیا جائے اور آپؑ کی ذمہ داریاں پوری کی جائیں۔

پھر کافی دیر تک منصور ، امام علیہ السلام کے ساتھ ان کے خاندان کی خیریت دریافت کرتا رہا اور ان سے میٹھی میٹھی باتیں کرتا رہا۔

اور امام علیہ السلام سے کہا :۔

ہم نے آپؑ کا قرض ادا کر دیا اور میں آپؑ کا وظیفہ ادا کرتا ہوں۔

پھر اس نے مجھے (ربیع) کو حکم دیا کہ میں انہیں ان کے گھر تک پہنچا آؤں۔

جب میں امام علیہ السلام کے ساتھ باہر آیا تو میں نے کہا :۔

یا عبداللہ ! کیا آپؑ نے تلوار اور چرمی فرش دیکھا تھا ، یہ آپؑ کے قتل کا سامان تھا . لیکن جب آپ دربار میں داخل ہوئے تو آپؑ کے لب حرکت کر رہے تھے ، آخر آپؑ نے کیا پڑھا کہ اس کا غصہ کافور ہو گیا ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

ربیع ! میری نظر جیسے ہی تلوار پر پڑی تو میں نے یہ دعا پڑھی اور اس کی برکت سے میں محفوظ رہا۔

حَسْبِیَ الرَّبُّ مِنَ الْمَرْبُوْبِیْنَ ،
حَسْبِیَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوْقِیْنَ
حَسْبِیَ الرَّازِقُ مِنَ الْمَرْزُوْقِیْنَ ،
حَسْبِیَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ،
حَسْبِیْ مَنْ هُوَ حَسْبِیْ ،
حَسْبِیْ مَنْ لَّمْ یَزَلْ حَسْبِیْ ،
(حَسْبِیْ مَنْ کَانَ مُذْ کُنْتُ لَمْ یزل حَسْبِیْ)
حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّاهُوَ علیهِ توکّلتُ وھُو رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

" میرا پروردگار مجھے کافی ہے مخلوق کے مقابلے میں ، خالق میرے لیے کافی ہے ، روزی پانے والوں سے روزی دینے والا ہی میرے لیے کافی ہے ، خدا میری کفایت کرنے والا ہے جو پوری کائنات کا پروردگار ہے بس وہی میرے لیے ہر طرح کفایت کرنے والا ہے، وہی کافی ہے جو ہمیشہ میری کفایت کرنے والا ہے۔ وہی میرے لیے کافی ہے (جب تک میں زندہ ہوں وہی میری کفایت کرنے والا ہے) خدا ہی میری کفایت کرنے والا ہے ، وہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا پروردگار ہے"۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی تفسیر

۶۵۔ محمد بن قاسم مفسر استر آبادی رضی اللہ عنہ نے ہم سے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے یہ حدیث یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن سیار سے روایت کی اور ان دونوں نے اپنے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی۔

انہوں نے فرمایا :۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے "**اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ**" (الفاتحہ۔۲) کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا :۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ خدایا ہمیں سیدھی راہ کی رہنمائی فرما، یعنی ہمیں اس راستہ پر چلنے کی توفیق دے جو تیری محبت تک لے جاتا ہو اور تیرے دین تک پہنچاتا ہو اور جو ہمیں اپنی خواہشات کی پیروی کرنے سے مانع ہو اور ہم ہلاکت سے بچ جائیں اور ہمیں اپنی آراء کا اسیر ہونے سے بچالے تاکہ ہم ہلاکت سے محفوظ رہیں۔

جس امانت کو زمین وآسمان نہ اٹھا سکے

۶۶۔ (بحذف اسناد) حسین بن خالد سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا :۔

مولا! وہ کون سی امانت ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید کی اس آیت مجیدہ میں کیا گیا ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۔

(الاحزاب ۷۲)

"بے شک ہم نے امانت کو آسمان ، زمین اور پہاڑ سب کے سامنے پیش کیا اور سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور خوف ظاہر کیا ، بس انسان نے اس بوجھ کو اٹھا لیا ، بے شک وہ ظالم و جاہل تھا "۔

حضرتؑ نے فرمایا :۔

"امانت سے مراد ولایت ہے ، جو اس کا ناحق دعویٰ کرے تو اس نے کفر کیا"۔

شجرۂ ممنوعہ

۶۷۔ (بحذف اسناد) عبد السلام بن صالح ہروی سے روایت ہے ، انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا :۔

وہ کون سا درخت تھا جس کا پھل آدمؑ وحواؑ نے کھایا تھا ؟

کیونکہ لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں ، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ گندم تھا اور کچھ لوگ اسے انگور بتاتے ہیں اور کچھ لوگ اسے حسد بتاتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

"تینوں باتیں درست ہیں"۔

میں (راوی) نے کہا :۔

مولا ! اس اختلاف کے باوجود یہ تینوں روایات درست کیسے ہیں ؟

حضرتؑ نے فرمایا :۔

"دنیا اور جنت کے درختوں میں فرق ہے ، جنت کے ایک درخت پر کئی طرح کے پھل لگتے ہیں ، وہ درخت گندم کا ایک پودا تھا اور اس پر انگور بھی لگے ہوئے تھے"۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو عزت وعظمت عطا کی اور ملائکہؑ سے ان کا سجدہ کرایا اور انہیں جنت میں بھیج دیا ، تو انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا :۔

کیا اللہ نے مجھ سے کسی کو افضل بنایا ہے ؟

اللہ تعالیٰ نے اس کے دلی خیال کا مشاہدہ کیا اور فرمایا :۔

آدمؑ تم سر اٹھا کر عرش کے کنارے پر نگاہ کرو۔

جب آدمؑ کی نظر عرش کے کنارے پر لگی تو وہاں یہ کلمات لکھے ہوئے تھے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله ، على ابن ابى طالب امير المومنين و زوجته فاطمة سيدة نساء العالمين و الحسن و الحسين سيد ا شباب اهل الجنة۔

آدم علیہ السلام نے کہا :۔

پروردگار ! یہ کون ہیں ؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

" آدمؑ ! یہ تیری اولاد ہیں اور یہ نہ صرف تم سے بلکہ میری تمام مخلوق سے افضل ہیں ۔

خبردار ! انہیں نگاہِ حسد سے نہ دیکھنا ورنہ میں تمہیں اپنی ہمسائیگی سے نکال دوں گا"۔

آدمؑ نے ذوات عالیہ کو نگاہِ حسد سے دیکھا اور اپنے لیئے ان کے مقام و منزلت کی خواہش کی ،جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیطان ان پر غالب ہوگیا اور انہوں نے شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھایا اور حواؑ نے بھی حضرت زہرا سلام اللہ علیھا کو حسد کی نگاہ سے دیکھا تھ ،اسی لیئے ان پر بھی شیطان غالب آگیا اورانہوں نے بھی آدم علیہ السلام کے ساتھ مل کر شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھایا اور اسی وجہ سے اللہ نے انہیں اپنے جوار رحمت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا"۔

معصوم ہمیں سمجھدار دیکھنا چاہتے ہیں

۶۸۔ (محذف اسناد) عبید بن بلال کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا:۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہر مومن "محدث" ہو"۔

میں (راوی) نے کہا:۔

"محدث" کا کیا مفہوم ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا:۔

"مقصد یہ ہے کہ مومن کو فہمیدہ ہونا چاہیئے"

(یعنی علوم آل محمدؐ کو حاصل کر کے لوگوں کو ان کی تعلیم دے)

دنیاوی مقاصد کے لیئے علم حاصل نہ کریں

۶۹۔ (محذف اسناد) عبدالسلام بن صالح ہروی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:۔

"اللہ اس بندے پر رحم کرے جو ہمارے امر کو زندہ کرے"۔

میں (راوی) نے عرض کی: آپؑ کے امر کو کیسے زندہ کرے؟

حضرتؑ نے فرمایا: "ہمارے علوم کو حاصل کر کے لوگوں کو ان کی تعلیم دے، کیونکہ اگر لوگ ہمارے کلام کے محاسن کو جان لیتے تو وہ ہماری پیروی کرتے"۔

میں (راوی) نے عرض کیا: امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔

انہوں نے فرمایا۔

"جو شخص اس لیئے علم حاصل کرے کہ وہ اس کے ذریعے سے احمقوں سے مباحثہ کرے یا اس علم کی وجہ سے علماء پر فخر و مباہات کرے یا اس کے ذریعے سے

لوگوں کواپنی جانب متوجہ کرے تو وہ دوزخ میں جائے گا"۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "میرے جد اطہر نے سچ فرمایا، کیا جانتے ہو کہ بے وقوف کون ہیں ؟"

میں (راوی) نے کہا: نہیں !

حضرتؑ نے فرمایا: "اس سے مراد ہمارے مخالفین کے قصہ گو ہیں"۔

پھر حضرتؑ نے فرمایا: "جانتے ہو علماء سے کون مراد ہیں ؟"

میں (راوی) نے عرض کیا: فرزند رسولؐ ! میں نہیں جانتا۔

حضرتؑ نے فرمایا: "اس سے علماء آلِ محمدؐ مراد ہیں جن کی اطاعت اور مودت کو اللہ نے فرض کیا ہے"۔

پھر حضرتؑ نے فرمایا: "جانتے ہو کہ " لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے " سے کیا مراد ہے؟"

میں (راوی) نے عرض کیا: فرزند رسولؐ ! مجھے معلوم نہیں ہے ۔

حضرتؑ نے فرمایا: "اس سے مراد امامت کا ناحق دعویٰ کرنا ہے ، اور جو کوئی ایسا کرے وہ دوزخ میں جائے گا"۔

لفظ " جزو " سے کیا مراد ہے ؟

۷۰ ۔ (بحذف اسناد) حسین بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا :۔

ایک شخص نے اپنے مال کے ایک " جزو " کی وصیت کی ، تو اب اس کی دولت کا کتنا حصہ راہِ خدا میں خرچ کیا جائے ؟

حضرتؑ نے فرمایا: "اس کی دولت کا اکیسواں حصہ 1/21 خرچ کیا جائے گا"۔(۱)

1۔ لفظ " جزو " کے تعین کے لیئے روایات میں اختلاف ہے۔

1 الکافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جزو سے مراد دسواں 1/10 حصہ ہے۔

2 امام علی رضا علیہ السلام سے مروی دوسری روایت میں اس سے ساتواں 1/7 حصہ مراد لیا گیا ہے۔ کما رواہ الشیخ (قدہ)

3 عبد الرحمن بن سیابہ کی ایک روایت میں ہے کہ اس سے مراد تیسواں 1/30 حصہ ہے ۔

لفظ " قدیم " سے کیا مراد ہے ؟

۷۱۔(بحذف اسناد) داؤد بن محمد نہدی نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی کہ ابن ابی سعید مکاری ،امام علی رضاعلیہ السلام کے پاس گئے اور گستاخی کرکے کہنے لگے :۔

کیا تمہاری بھی وہ قدر و منزلت ہو گئی ہے کہ تم اپنے والد کی طرح سے دعویٰ کرنے لگ گئے ہو ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : " اللہ تمہارے نور کو خاموش کرے اور تمہارے گھر میں فقر کو داخل کرے ،کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عمران کو وحی کی تھی کہ میں تمہیں بیٹا عطا کروں گا ، لیکن اسے مریم عطافرمائی اور مریمؑ کو عیسیٰ عطا کیا ۔ عیسیٰؑ مریمؑ سے ہے اور مریمؑ عیسیٰؑ سے ہے اور عیسیٰؑ اور مریمؑ دونوں ایک ہی چیز سے ہیں ۔

اور اس طرح سے میں اپنے والد سے ہوں اور میرے والد مجھ سے ہیں اور یوں میں اور میرے والد دونوں ایک ہی چیز ہیں "۔

پھر ابن ابی سعید نے کہا : میں آپؑ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

حضرتؑ نے فرمایا : تم میری بات قبول نہیں کروگے کیونکہ تم میرے شیعہ نہیں ہو، اس کے باوجود بھی نہیں جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو۔

ابن ابی سعید نے کہا : ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کرتے ہوئے کہا :۔

میرے جتنے بھی قدیم غلام ہیں ، انہیں رضائے الٰہی کے لیئے آزاد کرتا ہوں ۔ (تو لفظ " قدیم " کے تحت کس غلام کو آزادی ملے گی) ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا : "جس غلام کو ان کے پاس چھ مہینے گزر چکے ہوں ، وہ آزاد ہے "۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا :۔

حَتّٰی عَادَ کَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِیۡمِ ۔(یٰسین۔۳۹)

" یہاں تک کہ چاند پرانی شاخِ کھجور کی طرح سے ہو جاتا ہے "۔

راوی بیان کرتے ہیں: ابن ابی سعید کو مولا کی بد دعا لگ گئی اور وہ سخت غربت کا شکار ہو گیا اور اندھا ہو گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس کے پاس سر چھپانے کا سہارا تک نہ رہا اور اسی حالت میں مر گیا۔

۷۲۔ (محذف اسناد) اسماعیل خراسانی بیان کرتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"کسی چیز کا ترک کرنا ہی ضد نہیں ہے، بلکہ اس میں کمی کرنا ہی ضد ہے"۔

" صاع " کی مقدار

۷۳۔ (محذف اسناد) جعفر بن ابراہیم بن محمد ہمدانی نے سفر حج میں بیان کیا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو تحریر کیا :۔

"ہمارے اصحاب کا " صاع " کے متعلق اختلاف ہے ، بعض کہتے ہیں کہ فطرہ مدینہ کے " صاع " سے دیا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ عراقی " صاع " سے دیا جائے۔ (لہٰذا آپ رہنمائی فرمائیں)

امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا :۔

" صاع " چھ مدنی رطل اور نو عراقی رطل کا ہوتا ہے اور آپ نے لکھا کہ اس کا وزن گیارہ سو ستر درہم کے برابر ہوتا ہے"۔(۱)

---

۱ یہ " صاع " قریباً تین کلوگرام کے برابر ہوتا ہے۔

بیک وقت تین طلاقوں کا حکم

۷۴۔ مجھ سے یہ حدیث میرے والد رضی اللہ عنہ نے بیان کی ، انہوں نے یہ حدیث حسن بن احمد مالکی سے سنی ، انہوں نے ۲۴۱ھ میں یہ حدیث عبداللہ بن طاؤس سے سنی ، انہوں نے کہا :۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی :۔

"میرا ایک بھتیجا ہے اور میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کیا ہے ، وہ شراب پیتا ہے اور بار بار طلاق کا نام لیتا ہے"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

" اگر مذہبی طور پر اس کا تعلق تیرے بھائیوں سے ہے (یعنی اگر وہ شیعہ ہے) تو کوئی حرج نہیں اور اگر وہ دوسروں (اہل سنت) سے تعلق رکھتا ہے تو اپنی بیٹی اس سے جدا کر لو ، کیونکہ اس نے جدائی کا ارادہ کیا ہے"۔

میں (راوی) نے کہا :۔

میں آپؑ پر قربان جاؤں ، کیا امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مروی نہیں ۔

"جن عورتوں کو ایک مجلس میں تین بار طلاق دی گئی ہو تم ان عورتوں سے بچو ، کیونکہ وہ شوہر دار ہیں"۔

(یعنی بیک وقت تین طلاقیں جاری کرنے سے طلاق بائن نہیں ہوتی)۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"یہ حکم تمہارے مذہبی بھائیوں کے لیئے ہے ، دوسروں کے لیئے نہیں ہے ، کیونکہ جو شخص کسی قوم کا دین اختیار کرے تو ان کے احکام اس پر جاری ہوتے ہیں"۔

آسمانی ندا کے آنے تک صبر کرو

۷۵۔ (بحذف اسناد) حسین بن خالد کوفی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپؑ مجھے اس حدیث کا مفہوم بتائیں :۔

''عبداللہ بن بکیر نے عبید بن زرارہ سے روایت کی کہ جس سال ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب علیھما السلام نے خروج کیا اور انہوں نے جزباتی تقریریں کیں اور لوگ ان کی حمایت کے لیئے کھڑے ہوئے تھے، ان ایام میں میری ملاقات امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا :۔

مولا ! ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے متعلق ہمارے لیئے کیا حکم ہے'' (کیا ہم ان کا ساتھ دیں یا نہ دیں)۔

تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :۔

''اللہ سے ڈرتے رہو اور جب تک زمین و آسمان ساکن ہیں ، تم بھی سکون سے بیٹھے رہو''۔ (یعنی خروج میں حصہ نہ لو)

چنانچہ یہ حدیث سن کر عبداللہ بن بکیر کہتے تھے :۔

''خدا کی قسم ! اگر عبید بن زرارہ کی روایت درست ہے تو پھر نہ تو قائم آل محمد (عج) کی روایت درست ہے اور نہ ہی ان کے ساتھ خروج کرنا جائز ہے''۔

یہ سن کر امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

''عبید بن زرارہ نے جو حدیث بیان کی ہے وہ صحیح ہے لیکن عبداللہ بن بکیر نے اس کا مقصد نہیں سمجھا''۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمان کا مفہوم یہ ہے :۔

''جب تک آسمان سے تمہارے امام کی منادی نہ ہو اس وقت تک خروج نہ کرو اور جب تک حبش میں زمین نہ دھنس جائے، اس وقت تک صبر کرو اور

جلد بازی نہ کرو۔

قبر زہرا علیھا السلام کی نشان دہی

۷۶۔ (بحذف اسناد) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے حضرت فاطمہ زہرا علیھا السلام کی قبر اطہر کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا :۔

"حضرت سیدہ سلام اللہ علیھا کو ان کے گھر میں دفن کیا گیا تھا اور جب بنی امیہ نے مسجد میں توسیع کی تو قبر مبارک مسجد میں شامل ہو گئی"۔

عزت افزائی سے انکار نہ کرو

۷۷ (بحذف اسناد) حسن بن جہم کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے :۔

"عزت افزائی سے تو کوئی گدھا ہی انکار کر سکتا ہے"۔

میں (راوی) نے پوچھا : مذکورہ جملہ کا مقصد کیا ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا : "کسی کو کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو یا کسی کو خوشبو کا تحفہ پیش کیا جائے اور وہ اسے قبول نہ کرے تو ایسا شخص گدھا ہے"۔

۷۸۔ (بحذف اسناد) علی بن جہم کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا

آپؑ فرماتے تھے : " عزت افزائی سے انکار تو گدھا ہی کرتا ہے"۔

میں (راوی) نے پوچھا : عزت افزائی سے کیا چیز مراد ہے ؟

آپؑ نے فرمایا : " جیسے خوشبو یا کوئی ایسی چیز جس سے کوئی شخص کسی کی عزت کرتا ہے"۔

۷۹ (بحذف اسناد) ابو زید مکی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام

کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

آپؑ فرماتے تھے: ”عزت افزائی کا انکار تو کوئی گدھا ہی کر سکتا ہے“۔

اس سے آپؑ کا مقصود خوشبو اور تکیہ تھا۔

”سکینہ“ کیا ہے؟

۸۰۔ (محذوف اسناد) ابو ہمام اسماعیل بن ہمام بیان کرتے ہیں:۔

امام علی رضا علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا:۔

”تم ”سکینہ“ کے متعلق کیا جانتے ہو؟“

اس شخص نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہے اور حاضرین میں سے کوئی بھی اس سوال کا جواب نہ دے سکا۔

تو انہوں نے کہا: ہم آپ پر قربان جائیں، آپؑ ہی بتائیں کہ ”سکینہ“ کیا ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا: ”سکینہ“ جنت سے آنے والی ایک خوشبو دار ہوا ہے، جس کی شکل انسان جیسی ہے اور وہ انبیاءؑ پر نازل ہوتی رہتی ہے، جب ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ تعمیر کر رہے تھے تو وہ ان پر نازل ہوئی اور وہ جس طرف چکر لگاتی، حضرت اسی کے مطابق بیت اللہ کی بنیادیں بلند کرتے تھے“۔(۱)

زاہد کون ہے؟

۸۱۔ ہم سے یہ حدیث مفسر ابو الحسن محمد بن قاسم جرجانی رضی اللہ عنہ نے بیان کی، انہوں نے یہ حدیث احمد بن حسن حسینی سے سنی، انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی۔

۱۔ قرآن مجید میں چھ مقامات پر لفظ سکینہ کا ذکر موجود ہے [illegible]

آپؑ نے فرمایا : امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ دنیا میں زاہد کون ہے؟
آپؑ نے فرمایا :۔
" زاہد وہ ہے جو حساب کے خوف سے حلال کو ترک کر دے اور عذاب کے ڈر سے حرام کو ترک کر دے"۔

کثافت کیا ہے ؟

۸۲۔(بحذف اسناد) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی بیان کرتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔
ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ۔ (الحج۔۲۹)
" لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے بدن کی کثافت دور کریں اور اپنی نذور کو پورا کریں "۔
پھر آپ نے کثافت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا :۔
"اس سے مراد ناخن تراشی اور میل کا دور کرنا اور احرام کا اتارنا ہے"۔

امم سابقہ کی بیماری

۸۳۔(بحذف اسناد) حسن بن علی بن فضال نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ،آپ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے فرمایا۔
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کا ارشاد مبارک ہے :۔
"تم سے پہلی امتوں کی بیماری تم میں درآئی ہے اور وہ ہے بغض اور حسد"۔

نیکی کی قدر دانی

۸۴۔ (حذف اسناد) داؤد بن سلیمان نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے والد علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے فرمایا :۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :۔

''اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میرے بندوں میں سے جب کوئی بندہ ایک نیکی بجا لاتا ہے تو میں اسے جنت میں داخل کرتا ہوں''۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی :۔

''پروردگار! وہ کون سی نیکی ہے؟''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

''جب کوئی شخص کسی مومن کی پریشانی دور کرتا ہے اگرچہ کھجور دے کر ہی پریشانی کیوں نہ دور کرے''۔

یہ سن کر داؤد علیہ السلام نے عرض کی :۔

''تمہاری پہچان کرنے والے شخص کا حق یہ ہے کہ وہ تم سے ناامید نہ ہو''۔

قاتل اور قاتل کو پناہ دینے والا دونوں ملعون ہیں

۸۵۔ (حذف اسناد) حسن بنت الیاس کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

''اللہ نے حدث کا ارتکاب کرنے والے اور اس کو پناہ دینے والے پر لعنت کی ہے''۔

میں (راوی) نے کہا : ''حدث'' سے کیا مراد ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا : ''اس سے مراد قتل ہے''۔

(یعنی قاتل اور قاتل کو پناہ دینے والا دونوں ملعون ہیں)۔

کان، آنکھ اور دل کو جواب دینا پڑے گا

۸۶ ۔(محذف اسناد) سید عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ سے میرے مولا و آقا امام علی نقی نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"فلاں میرے لیئے بمنزلہ کان ہے اور فلاں میرے لیئے بمنزلہ آنکھ ہے اور فلاں میرے لیئے بمنزلہ قلب ہے"۔

دوسرے دن میں(امام حسین علیہ السلام) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت مذکورہ افراد اورامیر المومنین علیہ السلام آنحضرتؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ۔

میں نے عرض کیا: اباجان ! میں نے ان اصحاب کے متعلق کل آپؐ کا فرمان سنا تھا اس کا کیا مقصد ہے؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"یہ کان ، آنکھ اوردل ہیں اوران سے میرے اس وصی کے متعلق پوچھا جائے گا" ، یہ کہہ کر آپؐ نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ پھر فرمایا :۔

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے :۔

اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا۔

(بنی اسرائیل۔ ۳۶)

"بے شک کان ، آنکھ اوردل ان سب سےاس کے متعلق پوچھا جائے گا"۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"مجھے عزت پروردگار کی قسم! میری تمام امت کو روز قیامت ٹھہرا کر ولایت علیؑ کے متعلق پوچھا جائے گا ، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی یہی فرمایا ہے :۔

وقِفُوهُمْ اِنَّهُمْ مسْئُولُون ۔ (الصافات۔۲۴)

" اور انہیں روکو ،ان سے سوال کیا جائے گا "۔(۱)

" لحم " اور " لحم سمین" کی تشریح

۷۸۔ (بحذف اسناد) حسین بن خالد نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ،انہوں نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ،انہوں نے فرمایا :۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :۔

" اللہ تعالیٰ گوشت اور موٹے گوشت کو ناپسند کرتا ہے "۔

آپؑ کے ایک صحابی نے کہا :۔

فرزند رسولؐ ! ہمیں تو گوشت پسند ہے اور ہمارے گھر گوشت سے خالی نہیں رہتے ۔(آخر اس فرمان کا کیا مطلب ہے)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :۔

" وہ چیز مراد نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو ، گوشت کا گھر وہ ہے جہاں غیبت کے ذریعے سے لوگوں کا گوشت کھایا جاتا ہو اور موٹے گوشت سے مراد جابر ، متکبر اور متکبرانہ چال چلنے والا ہے"۔

۱۔ [illegible] نے بھی [illegible] لکھا ہے ۔
[illegible] نے [illegible] ابی سعید خدری کی روایت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے
آپؐ نے فرمایا ۔
[illegible] قدرت آگے [illegible] نہیں [illegible] ولایت علیؑ کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

روزہ توڑنے کے تین کفارے اور ایک کفارہ

۸۸۔(بحذف اسناد) عبدالسلام بن صالح ہروی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضاعلیہ السلام سے پوچھا:۔

فرزند رسول ! روزہ کے کفارے کے متعلق ہمیں آپؑ کے آباءؑ سے دو مختلف روایت ملتی ہیں ۔ بعض روایات میں ہے کہ جو شخص ماہ رمضان کے دن میں ہم بستری کرے یا روزہ توڑ دے تو اس پر تینوں کفارے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ ایک کفارہ ہے ۔ ہم کس روایت پر عمل کریں ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"ان دونوں روایات پر عمل کرو ۔ جب کوئی شخص حرام ذرائع سے جنسی تسکین حاصل کرے یا رزق حرام سے روزہ توڑ دے تو اس کے ذمے تین کفارے ہیں ۔ یعنی ایک غلام آزاد کرے اور دو ماہ تک مسلسل روزے رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور ایک دن کے روزے کی قضا کرے ۔

اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے جنسی تسکین حاصل کرے یا رزق حلال سے روزہ توڑے تو اس پر ایک کفارہ ہے اور اس دن کی قضا ہے ۔ اور اگر کوئی بھول کر روزہ توڑے تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے"۔

عربوں کی اولاد کے نام

۸۹۔ (بحذف اسناد) احمد بن اشیم نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا ۔ میں آپ پر قربان جاؤں آپ یہ بتائیں کہ عرب اپنی اولاد کے نام کلب(کتا) فہد (چیتا) وغیرہ جیسے کیوں رکھتے ہیں ؟

حضرتؑ نے فرمایا: " بات یہ کہ عرب جنگجو لوگ ہیں اسی لیئے دشمنوں کو

مرغوب کرنے کے لیے اپنی اولاد کے اس طرح سے نام رکھتے ہیں اور خوشی کے حصوں کے بیئے اپنے غلاموں کے نام فرج ، مبارک اور میمون رکھتے ہیں"۔

افعال عباد مقدرہ ہیں

۹۰۔ (بحذف اسناد) عبدالسلام بن صالح ہروی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا ، آپؑ نے فرمایا :۔

"افعال عباد مخلوق ہیں"۔

میں نے عرض کیا : فرزند رسولؐ ! مخلوق کا کیا مقصد ہے ؟

حضرتؑ نے فرمایا : " یعنی وہ تقدیر کے زیر اثر ہیں"۔

نیا کپڑا پہننے کے آداب

۹۱۔(بحذف اسناد) یاسر خادم نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ۔ آپؑ نے اپنے والد امام علی نقی علیہ السلام اور انہوں نے اپنے والد امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے فرمایا :۔

"جب امام علی رضا علیہ السلام نیا کپڑا پہننے کا ارادہ کرتے تو آپؑ ایک برتن میں پانی منگواتے تھے اور اس پر دس مرتبہ سورۂ قدر اور دس مرتبہ سورۂ اخلاص اور دس مرتبہ سورۂ کافرون پڑھ کر دم کرتے تھے پھر اس پانی سے کپڑے پر چھینٹے مارتے تھے اور فرمایا کرتے تھے ۔

جو شخص ایسا کرے تو جب تک اس کے بدن پر اس کپڑے کی ایک تار بھی باقی رہے گی ، وہ فارغ البالی میں رہے گا"۔

مصنف کتاب ہذا کہتے ہیں کہ یاسر خادم نے امام علی رضا علیہ السلام سے ملاقات کی تھی لیکن امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس کا احادیث بیان کرنا عجیب سا محسوس ہوتا ہے ۔

باب 29

حضرتؑ سے منقول آنحضرتؐ کی صفات

ا۔ (حذف اسناد) اسماعیل بن محمد بن اسحاق امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی انہوں نے فرمایا۔

آنحضرتؐ کا حلیہ مبارک

امام حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے فرمایا:

"میرے ماموں ہند بن ابی ہالہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے تھے۔ میں نے ایک دن ان سے آنحضرتؐ کا حلیہ مبارک دریافت کیا تو انہوں نے کہا:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پاکیزہ اور کشادہ چہرہ جس پر چاند کی سی چمک تھی۔ آپؐ میانہ قد تھے اور کوتاہی نظر سے حقیر نظر نہیں آتے تھے، نہ اتنے طویل تھے کہ آنکھ ان سے نفرت کرتی۔ سر بڑا مگر اعتدال و مناسبت کے ساتھ۔ مانگ درمیان سے نکلی ہوئی۔ پیشانی کشادہ، ابرو خمدار باریک اور گنجان۔ دونوں جدا جدا، دونوں کے درمیان میں ایک رگ کا ابھار جو غصہ آنے پر نمایاں ہو جاتی۔ رنگت سفید چمک دار۔ پتلیاں سیاہ۔ نظریں نیچی۔ گوشۂ چشم سے دیکھنے کا انداز حیا دارانہ۔ ناک بلندی مائل۔ اس پر نورانی چمک۔ جس کی وجہ سے ابتدائی نظر میں بڑی معلوم ہوتی تھی۔ رخسار ہموار اور ہلکے نیچے کو ذرا سا گوشت ڈھلکا ہوا تھا۔ دہن بہ اعتدال فراخ۔ ریش بھرپور اور گنجان بال۔ گردن پتلی، لمبی جیسے مورتی کی طرح خوبصورتی سے تراشی گئی ہو۔ گردن کی رنگت چاندی جیسی اجلی اور خوشنما۔ بدن پر

بال زیادہ نہ تھے۔ سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر۔ کندھوں، بازوؤں اور سینے کے بالائی حصے پر تھوڑے سے بال تھے۔ مجموعی ڈھانچہ بدن گٹھا ہوا۔ اعضا کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط۔ سینہ چوڑا، سینہ اور پیٹ ہموار۔

کلائیں دراز، ہتھیلیاں فراخ، انگلیاں حدتک دراز، ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت، تلوے قدرے گہرے، قدم چکنے کہ پانی نہ ٹھہرے۔

رفتار باوقار۔ چلتے تو یوں محسوس ہوتا کہ بلندی سے اتر رہے ہیں۔جب کسی کی طرف توجہ کرتے تو پورے جسم کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتے۔آسمان کی بہ نسبت زمین پر زیادہ نگاہ رکھا کرتے تھے اور ہر ملنے والے پر سلام میں پہل کرتے“۔

آنحضرتؐ کا انداز گفتگو

میں (امام حسن علیہ السلام) نے کہا کہ آنحضرتؐ کا انداز گفتگو کیسا تھا؟

انہوں نے کہا:۔

”آنحضرتؐ شیریں کلام تھے اور واضح الفاظ سے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتے اور آپؐ کا کلام الفاظ کی کمی بیشی سے معرا ہوتا اور آپؐ کی تمام گفتگو جیسی موتیوں کی لڑی پروئی ہوتی تھی۔اور آپؐ دائم الحزن اور ہمیشہ غور وفکر میں مصروف اور آپؐ بلا ضرورت کلام نہیں کرتے تھے اور آپؐ کی گفتگو مختصر مگر جامع ہوتی تھی۔

آپؐ نرم خو تھے اور بد خلق نہ تھے اور آپؐ چھوٹی سے چھوٹی نعمت کی بھی قدر کرتے تھے اور آپؐ کھانے کی مدح یا خدمت نہیں کرتے تھے اور دنیا اور متاع دنیا کی وجہ سے ناراض نہ ہوتے تھے اور جب حق وصداقت کا مسئلہ درپیش ہوتا تو آپؐ شیر کی طرح سے غضب ناک ہوجاتے اور کسی کو آپؐ کا سامنا کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی اور جب تک حق کو سر بلندی نہ ملتی اس وقت تک بے چین رہتے۔

اور جب اشارہ کرنا مطلوب ہوتا تو اپنے پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور

جب کبھی کسی چیز پر تعجب ہوتا تو الٹے ہاتھ کا اشارہ کرتے اور جب کلام کرتے تو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے قریب کرتے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر زور سے رکھتے اور جب آپؐ ناراض ہوتے تو آپؐ چہرہ پھیر لیتے اور رنگ مبارک متغیر ہو جاتا اور جب مسکراتے تو آپؐ کی مسکراہٹ خفیف ہوتی اور تبسم سے آگے تجاوز نہ کرتی"۔

امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عرصے تک اس خبر کو اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام سے مخفی رکھا۔ پھر میں نے اس بات کی انہیں خبر دی تو پتہ چلا کہ وہ مجھ سے بھی پہلے ہند بن ابی ہالہ سے حلیہ مبارک سن چکے تھے اور انہوں نے بتایا کہ انہوں اپنے والد ماجد امیر المومنینؑ علیہ السلام سے رسول خدا کے دخول، خروج اور ان کی مجلس کے متعلق بھی سوال کیا تھا۔

آنحضرتؐ کا دخول، خروج اور نشست عام

چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے امیر المومنینؑ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا:۔

" جب آپؐ گھر تشریف لاتے تو اس وقت کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔ ان کے وقت کا ایک حصہ اللہ کے لیئے ہوتا تھا (جس میں وہ عبادت کرتے تھے) ایک حصہ افراد خانہ کے لیئے ہوتا تھا اور ایک حصہ ان کے اپنے لیئے ہوتا تھا۔اور آپؐ لوگوں کو بھر پور وقت دیا کرتے تھے جس میں عام وخاص آپؐ سے مل سکتے تھے۔ آپؐ اپنی محفل میں اہل فضل کو مقدم رکھتے تھے اور آپؐ کی نظر میں فضیلت کا معیار دین کے احکام کی پابندی تھی۔اور حاجت مند افراد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپؐ ان کی حاجت برآوری کے لیئے کوشاں ہوتے۔امت کو مسائل دین بتاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے جو یہاں حاضر ہے اس کو چاہیئے کہ غائب تک یہ پیغام پہنچائے۔ اور فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی حاجت مجھ تک نہیں لا سکتا، تم اس کی حاجت مجھ تک

ے آؤ اور جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی حکمران تک لے جائے تو اللہ بروز قیامت اسے ثابت قدم رکھے گا۔

وگ خالی جھولیاں لے کر آتے تو اپنی جھولیاں بھر کے جاتے اور صاحب علم و دانش بن کر واپس جاتے''۔

گھر سے باہر آنحضرتؐ کا طرز عمل

میں (امام حسین علیہ السلام) نے والد علیہ السلام سے پوچھا۔

گھر سے باہر آپؐ کا طرز عمل کیسا ہوتا تھا؟

امیر مومنین علیہ السلام نے فرمایا:۔

''آپؐ بلاضرورت کلام نہیں کرتے تھے اور آپؐ لوگوں کو اپنے ساتھ مدتے تھے، انہیں اپنے سے متنفر نہیں کرتے تھے اور ہر قوم کے سربراہ کا احترام کرتے تھے اور اسے اس کی قوم پر والی مقرر کرتے تھے اور لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈراتے تھے۔ آپؐ کسی کے ساتھ سختی روا نہ رکھتے اور بداخلاقی کا مظاہرہ نہ کرتے تھے اور جو صحابی چند دن تک نہ آتا اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کرتے تھے اور لوگوں سے ان کے حالات پوچھتے تھے اور اچھائی کی تعریف کرتے اور اسے تقویت پہنچاتے تھے اور برائی کی تنقیص کرتے اور اسے کمزور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپؐ تمام کاموں میں اعتدال کو مد نظر رکھتے تھے اور افراط و تفریط کو پسند نہیں کرتے تھے۔ آپؐ غفلت نہیں کرتے تھے کہ مبادا لوگ غفلت کرنے لگیں یا باطل کی طرف میلان پیدا کریں۔ آپؐ امر حق سے کوتاہی نہیں کرتے تھے اور اپنے قریبی ساتھیوں کو بھی کوتاہی کرنے سے منع کرتے تھے۔ باکردار انسان آپؐ کی نگاہ میں افضل ہوتے تھے اور آپؐ تمام مسلمانوں کے خیر خواہ تھے اور آپؐ کی نظر میں وہی قابل قدر قرار پاتا تھا جو لوگوں کا زیادہ ہمدرد اور غم گسار ہوتا تھا''۔

آنحضرتؐ کی محفلیں

امام حسینؑ علیہ السلام نے امیر المومنین علیہ السلام سے آنحضرتؐ کی محفل کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا :۔

"آپؐ بیٹھتے تو ذکر خدا کرتے اور اٹھتے تو ذکر خدا کرتے اور محفل میں جہاں آپؐ کو جگہ ملتی بیٹھ جاتے تھے اور لوگوں کو بھی اسی بات کا حکم دیتے تھے اور تمام شرکائے محفل کو یکساں مستفید ہونے کا موقع دیتے تھے۔ اور آپؐ کا کوئی ساتھی یہ نہیں سمجھتا تھا کہ حضورؐ نے اس پر کسی دوسرے کو ترجیح دی ہے۔ اور اگر کوئی شخص حاجت لے کر آتا تو وہ اپنی مراد پا کر جاتا یا کم از کم حضرتؐ سے اچھا فرمان سن کر جاتا تھا۔ آپؐ کا خلق تمام لوگوں کے لیئے وسیع تھا اور آپؐ سب کے لیئے شفیق والد تھے اور حق کے لیئے سب برابر تھے۔

آپؐ کی محفل حلم و حیا، صدق و امانت کی محفل ہوتی تھی، جس میں آوازیں بلند نہیں ہوتی تھیں اور آپؐ کی محفل میں لوگوں کی عیب جوئی اور کمزوریاں بیان نہیں ہوتی تھیں۔ محفل کے باہمی تعلقات تقویٰ پر موقوف ہوتے تھے۔

اور شرکائے محفل ایک دوسرے سے تواضع سے پیش آتے تھے۔ جہاں بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر رحم کیا جاتا تھا اور صاحب حاجت افراد کو اپنے اوپر ترجیح دی جاتی تھی اور مسافروں کا خیال رکھا جاتا تھا"۔

آنحضرتؐ کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ حُسن سلوک

میں (امام حسین علیہ السلام) نے پوچھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے ساتھیوں سے رویہ کیسا تھا؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا :۔

”آپؐ ہمیشہ خوش اخلاق، نرم خو رہتے تھے۔ آپؐ تنگ دل اور تنگ مزاج ہر گز نہیں تھے۔ فحش گوئی پسند نہیں تھی اور کسی کا عیب بیان نہ کرتے تھے۔ ناحق مزاح سے پرہیز کرتے تھے اور کسی کی بلا وجہ مداح نہیں کرتے تھے۔ جس چیز کو پسند نہ کرتے اس سے تغافل فرماتے تھے۔ کسی کو مایوس نہیں کرتے۔ تھے اور کسی امید وار کو ناکام نہیں پلٹاتے تھے۔

اور آپؐ تکبر، کثرت طلبی اور بے مقصد گفتگو جیسی تینوں صفت سے منزہ تھے۔ اور آپؐ کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے اور کسی کو شرمندہ نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہی کسی کی کمزوریوں کے درپے ہوتے تھے۔

اور آپؐ بس وہی کلام کرتے جس کے ثواب کی امید رکھتے تھے اور جب آپؐ گفتگو کرتے تھے تو آپؐ کے اصحاب ہمہ تن گوش ہو کر آپؐ کے فرمان کو سنتے تھے۔ اور یوں خاموش رہتے جیسا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں اور جب آپؐ خاموش ہوتے تو صحابہ گفتگو کرتے اور آپؐ کے سامنے صحابہ آپس میں نہیں جھگڑتے تھے اور اگر کوئی شخص آنحضرتؐ سے گفتگو کرتا تو صحابہ خاموش ہو کر سنا کرتے تھے۔ جب کبھی صحابہ مسکراتے تو آپؐ بھی ان کے ساتھ مسکراتے اور جس سے آپؐ کے اصحاب تعجب کرتے تو آپؐ بھی تعجب کا اظہار کرتے۔ اور اگر کوئی بدو آپؐ سے سختی سے پیش آتا تو آنحضرتؐ اس پر صبر کرتے، ایسے شخص کو صحابہ کھینچ کر بٹھا دیتے تھے اور فرماتے تھے جب تم کسی حاجت مند کو حاجت کے لیئے تگ و دو

کرتے ہوئے دیکھو تو اس کے ساتھ نرمی کرو اور ہم پلہ کے علاوہ کسی کی ثناء قبول نہیں کرتے تھے۔ اور کسی کی بات پر آپؐ کو ٹوکنے کی عادت نہ تھی اور نہ ہی کسی کی گفتگو کے دوران اٹھ کر کھڑے ہوتے تھے"۔

آنحضرتؐ کی خاموشی

میں (امام حسین علیہ السلام) نے پوچھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاموشی کیسی ہوتی تھی؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا :۔

"آپؐ کا سکوت چار چیزوں یعنی حلم، ہوشیاری، اندازہ گیری اور فکر پر مشتمل ہوتا تھا۔ آپؐ ہمیشہ تسویۂ نظر اور استماع بین الناس کے متعلق اندازہ فرماتے تھے۔ اور آپؐ ہمیشہ باقی رہنے والی اور فنا ہونے والی چیزوں کے متعلق سوچا کرتے تھے اور آپؐ کے لیئے حلم و صبر یکجا کر دیئے گئے تھے۔ چنانچہ کوئی چیز آپؐ کو غضب ناک نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی کوئی چیز آپؐ کو متنفر کر سکتی تھی اور آپؐ کی ہوشیاری چار بنیادوں پر مشتمل ہوتی تھی۔

1۔ اچھی چیز کو اپنانا تاکہ آپؐ کی اقتدا ہو سکے۔

2۔ قبیح کو ترک کرنا تاکہ لوگ اس سے باز رہیں۔

3۔ اور امت کی اصلاح و فلاح کے لیئے مقدور بھر کوشش۔

4۔ اور امت کے لیئے دنیا و آخرت کی بھلائی جمع کرنا"۔

صلوات اللہ علیہ و آلہ الطاہرینؑ

میں نے شمائلِ مبارکہ کی روایت مختلف اسناد سے اپنے مشائخ سے نقل کی ہے جسے میں نے "**کتاب النبوۃ**" میں نقل کیا ہے۔ اور اس مقام پر میں نے اس روایت کا صرف وہی حصہ نقل کیا ہے جو امام علی رضا علیہ السلام سے منقول

ہے کیونکہ اس کتاب میں ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام کی مرویات ہی نقل کی جائیں ۔ اور میں نے اس حدیث کے مشکل الفاظ کی شرح اپنی کتاب معانی الاخبار میں لکھی ہے ۔

وهذا اخر ما اورد نا ترجمته من كتاب عيون اخبار الرضا عليه السلام واسئل الله ان يوفقني لمرضاته وان يجعله ذخر اليوم فقري وفاقتي وان يتجاوز عن سيئاتي وعن ذنوب والذي فانه ارحم الرحمين ۔ وصلى الله على حبيبه محمد و اله الطاهرين المعصومين ۔

و انا الاثم الجاني محمد حسن الجعفري ۔

Presented by www.ziaraat.com

عیون اخبار الرضاؑ

جلد دوم

از

شیخ اقدم محدث اکبر ابی جعفر الصدوق محمد
بن علی بن الحسین بن بابویه القمی قدہ
المتوفی ۳۸۱ھ

مترجم

محمد حسن جعفری

ناشر

اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی

Presented by www.ziaraat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	عیون اخبار الرضاؑ
جلد	دوم
مصنف	شیخ صدوقؒ
مترجم	محمد حسن جعفری
کمپوزنگ	سجاد خان اینڈ ملک محمد ساجد
ناشر	اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی
تعداد :	پانچ سو
طبع	اول
قیمت	۲۰۰ روپے

ملنے کا پتہ

رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

فون نمبر: 2431577

Presented by www.ziaraat.com

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
28	باب30 امام علی رضاؑ سے مروی اخبار منثورہ	1
40	علیؑ چوتھا خلیفہ ہے	2
42	عورتوں کو مختلف سزائیں	3
46	فضائل علی علیہ السلام	4
47	بنی اسرائیل کی گائے کا قصہ	5
51	حرمتِ غنا	6
53	احکام حج	7
57	متفرق مسائل	8
62	اختلاف حدیث کا بیان	9
66	فقاع اور شطرنج فعل یزید ہے	10
70	باب31 امام علی رضاؑ سے مروی اخبار کا مجموعہ	11
81	حضرت علی علیہ السلام کے لیئے پانچ دعائیں	12
82	قیام فاطمہ سلام اللہ علیہا	13
83	حدیث ثقلین	14
84	کلمۂ توحید کا ثواب	15
87	مقامِ بتول سلام اللہ علیہا و حسنین علیہما السلام	16
107	زائر حسینؑ کا مقام	17
108	عصمت یوسفؑ	18
111	آنحضرتؐ کی یتیمی کا سبب	19

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
20	قاتل حسین کا ٹھکانہ	113
21	مقام علیؑ	115
22	کربلا کی آبادی	116
23	عظمتِ علیؑ	116
24	توکل و تواضع کے حدود	118
25	پھوڑے پھنسیوں کا مجرب عمل	119
26	ذوالفقار	120
27	عظمت سادات	120
28	راست گوئی اور ادائیگی امانت	121
29	آخر شعبان کے اعمال	121
30	زاہد کون ؟	122
31	نجات شیعہ	123
32	امیر اور غریب میں فرق روارکھنا	123
33	سلمانؓ کی ضیافت	124
34	امیرالمومنینؑ کے چند نصائح	126
35	نقش انگشتر	131
36	مقام ائمہؑ	136
37	مقام قرآن	136
38	قیامت کے دن شیعوں کا حساب	137
39	معرفتِ امامؑ کے بغیر مرنے والے کا انجام	138
40	مقام اہل بیتؑ	138
41	دعائے ہلال	156
42	ابلیس کی درخواست	158

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
43	فاطمہؑ کی وجۂ تسمیہ	159
44	بہی کے فوائد	160
45	شجرۂ طیبہ	161
46	خزانہ اور چابی	161
47	**باب 32 کتاب العلل**	163
48	امام رضاؑ سے مروی علل واسباب کا بیان	163
49	قوم نوح میں بچے نہ تھے ؟	163
50	پسر نوح	164
51	ابراہیمؑ کی خلقت کی وجہ	165
52	اسحاقؑ کا کمربند	165
53	فرعون ایمان لانے کے باوجود غرق کیوں ہوا؟	167
54	حضرت سلیمانؑ چیونٹی کی کس بات پر ہنسے تھے؟	169
55	اسماعیلؑ کو صادق الوعد کا لقب کیوں ملا؟	171
56	حواریوں کی وجہ تسمیہ	172
57	اخلاط اربعہ کی تشبیہ	173
58	انبیاءؑ کے مختلف معجزات کی وجہ	173
59	لفظ اولی العزم کی وجہ تسمیہ	174
60	رسول خداؐ کی پانچ عادات	175
61	لوگوں نے حضرت علیؑ سے انحراف کیوں کیا تھا؟	176
62	حضرت علیؑ نے مخالفین سے جنگ کیوں نہیں کی تھی؟	177
63	امامت ذریت حسینؑ میں ہی کیوں؟	177
64	جنازہ کی پانچ تکبیرات کی وجہ	179
65	تلبیہ کی وجہ	180

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
66	فضیلت حج	181
67	حضرت علیؑ مکہ میں رات کیوں نہ بسر کرتے تھے؟	181
68	پانچ سو درہم حق مہر کی وجہ	182
69	حلالہ کیوں؟	183
70	آنحضرتؐ کی کنیت ابوالقاسم کیوں تھی؟	184
71	حضرت علیؑ کے قسیم النار و الجنتہ ہونے کا مفہوم	187
72	حضرت علیؑ نے اپنے دور حکومت میں فدک واپس کیوں نہ لیا؟	188
73	قرآن کی تروتازگی کا راز	189
74	صحابہ ستاروں کی مانند ہیں	189
75	کیا معاویہ صحابی ہے؟	190
76	**باب 33 محمد بن سنان کے جواب میں آپؑ نے جو علل و اسباب تحریر فرمائے**	192
77	غسل جنابت واجب ہونے کی وجہ	192
78	پیشاب اور پاخانہ کے بعد غسل واجب نہ ہونے کی وجہ	192
79	اغسال مسنونہ کی وجہ	193
80	غسل میت کی وجہ	193
81	غسل مس میت کی وجہ	194
82	وضو میں چہرہ اور ہاتھ کے دھونے اور سر اور پاؤں کے مسح کرنے کی وجہ	194
83	زکوۃ و صدقات دینے کی وجہ	195
84	حج کرنے کی وجہ	195
85	حج صرف ایک مرتبہ ہی کیوں واجب ہے؟	196
86	بیت اللہ وسط زمین میں کیوں قرار دیا گیا؟	197

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
87	لفظ مکہ کی وجہ تسمیہ	197
88	طواف بیت اللہ کرنے کی وجہ	197
89	حجر اسود کو بوسہ دینے کی وجہ	198
90	منیٰ کی وجہ تسمیہ	199
91	روزہ فرض ہونے کی وجہ	199
92	قتل کی حرمت کی وجہ	199
93	والدین کی نافرمانی کے حرام ہونے کا سبب	199
94	زنا کی حرمت کا سبب	200
95	یتیم کا مال کھانے کی حرمت کا سبب	200
96	جہاد سے فرار کی حرمت کا سبب	201
97	تعرب بعد الھجرہ کی حرمت کا سبب	202
98	"مااہل بہ لغیر اللہ" کی حرمت کا بیان	202
99	شکاری پرندوں اور درندوں کی حرمت کی وجہ	202
100	خرگوش کی حرمت کی وجہ	203
101	سود کی حرمت کی وجہ	203
102	خنزیر اور بندر کی حرمت	204
103	مردار کی حرمت کی وجہ	204
104	خون کی حرمت کی وجہ	204
105	تلی کی حرمت کی وجہ	205
106	حق مہر کیوں واجب ہے؟	205
107	عورت بیک وقت چار نکاح کیوں نہیں کر سکتی؟	205
108	غلام کو صرف دو نکاح کرنے کی اجازت کیوں ہے؟	206

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
109	تین طلاقوں کی وجہ	206
110	طلاق اور رویت ہلال کے لیے عورتوں کی گواہی معتبر نہ ہونے کی وجہ	207
111	اثبات زنا کے لیے چار گواہ کیوں ضروری ہیں؟	207
112	اولاد کا مال باپ کے لیے کیوں حلال ہے؟	208
113	ثبوت بذمہ مدعی اور قسم بذمہ مدعی علیہ	208
114	چور کا ہاتھ کاٹنے کی وجہ	209
115	زنا اور قذف کی سزا کی وجہ	209
116	حلال جانوروں کی حلت کی وجہ	210
117	مکروہ جانوروں کی کراہت کی وجہ	211
118	عورت کے بالوں کو دیکھنا کیوں حرام ہے؟	211
119	عورت کی میراث نصف کیوں؟	211
120	شراب اور منشیات کی حرمت کا سبب	213
121	**باب 34 بعض احکام شرعی کے علل واسباب**	214
122	کیا حکیم اپنے بندے کو کسی ایسے فعل کے بجالانے کا حکم دے سکتا ہے جس میں کوئی علت اور جس کا کوئی مفہوم نہ ہو؟	214
123	یہ بتائیں کہ اللہ نے اپنی مخلوق کو شریعت کی تکلیف کیوں دی؟	214
124	وہ علل و اسباب معروف اور موجود بھی ہیں یا غیر معروف اور غیر موجود ہیں؟	214
125	کیا آپ ان علل و اسباب کو جانتے ہیں یا ان سے ناواقف ہیں؟	215
126	سب سے پہلا فریضہ کونسا ہے؟	215

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
127	مخلوق کو خدا اور رسولؐ اور حجت اور جو کچھ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے، اس کے اقرار کا حکم کیوں دیا گیا ہے ؟	215
128	انسان کے لیے انبیاء و رسل کی معرفت اور ان کا اقرار اور انہیں واجب الاطاعت سمجھنا کیوں ضروری ہے ؟	216
129	اولی الامر کی ضرورت کیا ہے اور خدا نے اس کی اطاعت کا حکم کیوں دیا؟	216
130	ایک وقت میں دو یا دو سے زیادہ امام کیوں نہیں ہو سکتے ؟	218
131	امام کے لیے اولاد رسولؐ ہونا کیوں ضروری ہے؟	219
132	خدا کی وحدانیت کا اقرار کرنا آخر کیوں ضروری ہے؟	220
133	انسانوں کے لیے اس بات کا اقرار کیوں ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی مثال نہیں ہے؟	221
134	اللہ نے بندوں کو چند امور بجالانے کا حکم کیوں دیا اور چند امور سے منع کیوں کیا؟	222
135	انسانوں پر عبادت کو کیوں فرض کیا گیا؟	222
136	نماز کا حکم کیوں دیا گیا؟	222
137	نماز سے پہلے وضو کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟	223
138	وضو میں صرف چہرہ اور ہاتھ، سر اور پاؤں ہی کیوں شامل ہیں ؟	223
139	وضو میں منہ اور ہاتھوں کا دھونا اور سر اور پاؤں کا مسح کیوں واجب کیا گیا اور اس کی بجائے ان چاروں اعضاء کے دھونے یا چاروں اعضاء کے مسح کا حکم کیوں نہیں دیا گیا؟	223

Presented by www.ziaraat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
224	مقام پیشاب وپاخانہ سے خارج ہونے والی اشیاء پر وضو واجب کیا گیا اور نیند کی وجہ سے بھی وضو واجب ہو جاتا ہے جب کہ دوسری چیزوں کی وجہ سے وضو واجب نہیں ہوتا آخر اس کی کیا وجہ ہے؟	140
224	پیشاب پاخانہ کے بعد غسل کا حکم کیوں نہیں دیا گیا؟	141
225	جنابت کی وجہ سے تو غسل واجب کیا گیا لیکن پاخانہ کی وجہ سے غسل واجب نہیں کیا گیا جب کہ پاخانہ جنابت سے زیادہ نجس اور زیادہ ناپاک ہے؟	142
225	اذان کا حکم کیوں دیا گیا؟	143
225	اذان کی ابتدا **اشهد ان لا اله الا الله** کی بجائے **الله اکبر** سے کیوں کی جاتی ہے؟	144
226	اذان کے جملوں کو دو دو بار کیوں دہرایا جاتا ہے؟	145
226	اذان کی ابتدا میں **الله اکبر** کو چار بار کیوں دہرایا جاتا ہے؟ اذان میں **الله اکبر** کے بعد توحید و رسالت کی گواہی کا تذکرہ کیوں کیا جاتا ہے؟	146
227	خدا کی توحید اور رسول کریمؐ کی رسالت کی گواہی کے بعد "**حی علیٰ الصلٰوۃ**" کیوں کہا جاتا ہے؟	147
227	اذان کا اختتام **الحمد الله** یا **سبحان الله** پر بھی ہو سکتا تھا۔ ان الفاظ میں بھی آخری لفظ "**الله**" ہے مگر اختتام "**لا اله الا الله**" پر کیوں کیا گیا؟	148
228	نماز کی ابتدا اور رکوع و سجود، قیام و قعود میں اللہ اکبر کہنا کیوں ضروری ہے؟	149

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
150	رکعت اول میں قرأت سے قبل دعا پڑھی جاتی ہے اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟	228
151	نماز میں قرأت کا حکم کیوں ہے؟	228
152	ہر مرتبہ قرأت سے قبل سورۂ فاتحہ پڑھنا کیوں ضروری ہے اور اس کے پڑھنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟	228
153	رکوع و سجود میں تسبیح کیوں واجب ہے؟	230
154	نماز کی اصلی صورت دو رکعت کیوں ہے اور پھر نماز مغرب میں ایک رکعت اور ظہر و عصر و عشاء میں دو رکعت کا اضافہ کیوں کیا گیا اور نماز فجر کو اس کی اصلی حالت پر کیوں رہنے دیا گیا؟	230
155	افتتاح نماز کے وقت سات تکبیریں پڑھنے کا حکم کیوں دیا گیا؟	231
156	ہر رکعت میں رکوع ایک اور سجدے دو کیوں رکھے گئے؟	232
157	دوسری رکعت کے بعد تشہد کیوں واجب ہے؟	232
158	نماز کا اختتام سلام پر کیوں کیا جاتا ہے اور اس کی بجائے **اللہ اکبر** ،**سبحان اللہ** یا اور کوئی لفظ مقرر کیوں نہیں کیا گیا؟	
159	پہلی دو رکعات مین سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اور پچھلی دو رکعت میں تسبیحات اربعہ کیوں کافی ہے؟	232

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
160	جماعت کا حکم کیوں دیا گیا ہے ؟	233
161	بعض نمازیں جہری ہیں اور بعض اخفاتی ہیں آخر ایسا کیوں ہے ؟	233
162	نماز کے اوقات مقرر کیوں کر دیئے گئے کہ ان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی ؟	233
163	جب عصر کا کوئی طبعی اور مشہور و معروف وقت نہیں تھا تو اسے ظہر و مغرب کے بیچ کیوں رکھا گیا۔ جب کہ اس نماز کو عشاء اور فجر یا فجر اور ظہر کے درمیان بھی رکھا جا سکتا تھا ؟	234
164	اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ کیوں بلند کیئے جاتے ہیں ؟	236
165	سنتی نمازیں چونتیس رکعات کیوں ہیں؟	236
166	سنتی نمازیں علیحدہ علیحدہ اوقات میں کیوں مقرر کی گئی ہیں ایک ہی وقت میں ساری سنتیں کیوں نہیں پڑھی جا سکتیں؟	236
167	نماز جمعہ دو رکعت ہے اور جب امام نہ ہو تو پھر چار رکعت (ظہر) کیوں پڑھی جاتی ہے؟	237
168	نماز جمعہ میں خطبہ کیوں واجب کیا گیا؟	237
169	دو خطبات کی کیا حکمت ہے ؟	238
170	نماز جمعہ کا خطبہ نماز سے قبل اور عیدین کے خطبات نماز کے بعد کیوں ہیں؟	238
171	نماز جمعہ دو فرسخ تک رہنے والوں پر واجب کیوں ہے اور اس سے زیادہ دور رہنے والوں پر کیوں واجب نہیں ہے؟	239

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
172	جمعہ کے دن سنتی نمازوں میں چار رکعت کا اضافہ کیوں کیا گیا ہے؟	239
173	سفر میں نماز قصر کیوں ہے؟	239
174	آٹھ فرسخ پر نماز قصر کیوں ہو جاتی ہے اس سے کم پر کیوں نہیں ہوتی؟	239
175	ایک دن کی مسافت پر قصر نماز کا حکم کیوں جاری کیا گیا اس سے زیادہ پر قصر کیوں نہ جاری ہوئی؟	240
176	لوگوں کی رفتار بھی تو مختلف ہوتی ہے پھر ایک دن کی مسافت آٹھ فرسخ ہی کیوں فرض کر لی گئی ہے؟	240
177	قصر کی حالت میں دن کے نوافل معاف ہیں مگر رات کے نوافل معاف نہیں ہیں آخر ایسا کیوں ہے؟	240
178	نماز عشاء قصر ہوتی ہے مگر اس کی دو سنتی رکعتیں کیوں پڑھی جاتی ہیں؟	240
179	مریض اور مسافر نماز شب رات کے پہلے حصہ میں پڑھ سکتے ہیں آخر اس کی کیا وجہ ہے؟	241
180	نماز جنازہ کا حکم کیوں دیا گیا؟	241
181	نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں ہی کیوں فرض کی گئیں اور اس کی بجائے چار یا چھ تکبیروں کا حکم کیوں نہیں دیا گیا؟	241
182	نماز جنازہ میں رکوع اور سجدہ کیوں نہیں ہے؟	241
183	غسل میت میں کونسی حکمت کار فرما ہے؟	241
184	میت کو کفن کیوں پہنایا جاتا ہے؟	242

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
185	اسلام میں مردے کو دفن کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟	242
186	جو مردے کو غسل دے اسے غسل مس میت کا حکم کیوں دیا گیا؟	242
187	آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ انسان کے علاوہ اگر کوئی شخص مردہ پرندے، مردہ جانور یا مردہ درندے کو ہاتھ لگائے تو اس پر غسل مس میت واجب کیوں نہیں ہوتا؟	243
188	آپ نماز جنازہ وضو کے بغیر کیوں جائز قرار دیتے ہیں؟	243
189	آپ مغرب سے قبل اور فجر کے بعد نماز جنازہ کو کیوں جائز قرار دیتے ہیں؟	243
190	سورج گرہن اور چاند گرہن کے موقع پر نماز کیوں واجب کی گئی ہے؟	243
191	نماز آیات میں دس رکوع کیوں واجب کیے گئے؟	244
192	اگر دس رکوع کی بجائے دس سجدے واجب کر دیئے جاتے تو کیا فرق پڑتا؟	244
193	نماز کسوف (نماز آیات) کا طریقہ عام نماز سے مختلف کیوں ہے؟	244
194	یوم فطر کو عید کا درجہ کیوں دیا گیا؟	245
195	عام نمازوں کی بہ نسبت اس میں تکبیریں کیوں زیادہ ہیں؟	245
196	اس میں بارہ تکبیریں کیوں رکھی گئی ہیں؟	245
197	پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کیوں ہیں؟	245
198	روزے کا حکم کیوں دیا گیا؟	246

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
199	ماہ رمضان میں روزہ کیوں فرض ہے کسی دوسرے مہینہ میں روزہ فرض کیوں نہیں کیا گیا؟	246
200	لوگوں پر صرف ماہ رمضان کے روزے ہی فرض کیوں کیے گئے اس سے زیادہ یا اس سے کم فرض کیوں نہیں ہوئے؟	247
201	عورت حالت حیض میں نماز اور روزہ کیوں جا نہیں لاسکتی؟	247
202	ایام حیض کی قضاشدہ نمازیں معاف ہیں جب کہ مخصوص ایام کے روزوں کی قضاواجب ہے آخراس کی کیا وجہ ہے؟	248
203	اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں بیمار ہوجائے یاسفر میں ہولور پورا سال وہ سفر میں رہےلوردوسرا ماہ رمضان آجائے تو پہلے ماہ رمضان کے روزوں کا فدیہ دینا واجب ہےلوراگراس دوران بیمار تندرست ہو جائے یامسافرسفر ختم کر کے گھر آجائے لیکن وہ روزوں کی قضابجانہ لائےلورپھردوسرا ماہ رمضان آجائے تو ان پر قضالور فدیہ دونوں ضروری ہیں آخراس کی کیاوجہ ہے؟	248
204	کیاجسے پچھلے سال استطاعت روزہ نہ تھی وہ اس سال استطاعت رکھتا ہے؟	250
205	ماہ رمضان کے روزے جو فرض تھے سو وہ فرض تھے مگر سنتی روزے میں کیا مصلحت ہے؟	250

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
206	ہر مہینہ میں تین روزے اور ہر دس دن میں ایک روزہ رکھنا کیوں مسنون ہے۔	250
207	سنتی روزوں کے لیے پہلے عشرہ کا جمعرات اور آخری عشرہ کا جمعرات اور آخری عشرہ میں بدھ کا دن کیوں منتخب کیا گیا؟	251
208	جس شخص پر کفارہ کے طور پر غلام آزاد کرنا واجب ہو اور وہ غلام آزاد کرنے کی سکت نہ رکھتا ہو تو غلام کے بدلے میں اسے روزے رکھنے پڑتے ہیں آخر ایسا کیوں ہے روزہ کی بجائے حج یا نماز کی چند رکعات فرض کیوں نہیں ہیں اس حکم میں کیا مصلحت ہے؟	251
209	کفارہ میں دو مسلسل مہینے روزہ رکھنے کا حکم کیوں دیا گیا اور اس کی بجائے ایک ماہ یا تین ماہ کا حکم کیوں نہیں دیا گیا؟	252
210	دو ماہ مسلسل روزہ رکھنے کا حکم کیوں ہے؟	252
211	حج کے حکم میں کون سی مصلحت کارفرما ہے؟	252
212	زندگی میں صرف حج ایک مرتبہ ہی کیوں واجب ہے اس سے زیادہ کیوں نہیں؟	253
213	حج تمتع کا حکم کیوں دیا گیا؟	253
214	حج کے لیئے ذی الحجہ کی دس تاریخ ہی کیوں مقرر کی گئی؟	254
215	احرام کا حکم کیوں دیا گیا؟	255
216	**باب 35 اسلام اور شرائع دین کی اصل حقیقت**	257
217	امام رضاؑ کی چند روایات	269

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
218	ولایت نعمت ہے	272
219	عظمت قرآن	275
220	روشن دنیا	276
221	ہم شکل علی	277
222	حسد کی تباہ کاری	278
223	جزع یمانی کی فضیلت	278
224	باب 36 نیشاپور میں آمد اور جس گھر میں قیام کیا اس کا بیان	279
225	باب 37 حدیث سلسلۃ الذہب	281
226	حمام رضا اور چشمہ کہلان	285
227	باب 38 آپؑ کی ایک نادر حدیث	285
228	باب 39 آپؑ کی نیشاپور سے طوس پھر وہاں سے مرو کی طرف روانگی	286
229	حرز رضاؑ یا رقعۃ الجیب	288
230	باب 40 آپؑ کی ولی عہدی کا بیان اور اس پر کون خوش ہوا اور کون ناراض ہوا؟	291
231	مامون کی دھمکی	293
232	شعراء کی خدمتِ امام میں حاضری	297
233	ابونواس کے اشعار	300
234	امام زین العابدینؑ کا مسافرت میں طرز عمل	304
235	خطبۂ امامؑ بوقت تہنیت ولی عہدی	306

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
236	بابرکت نام	307
237	ستاروں کی گردش	308
238	دور متوکل کی ناصبیت کی جھلک	311
239	امام اور نماز عید	313
240	ولی عہدی کا اصل سبب بقول مامون	317
241	کتاب "الحباءوالشرط" سے اقتباس	324
242	حسن بن سہل نے مامون کی طرف سے یہ تحریر کیا	333
243	حضرت امام رضاؑ کی تحریر و توثیق بخط خود	333
244	فضل بن سہل کا انجام	334
245	آپ حکومت کریں اور میں دعا کروں	345
246	قائم آل محمد (عج) کی پیش گوئی	346
247	شکر کی قدردانی	347
248	فضل نے امامؑ کی ولی عہدی کا مشورہ کیوں دیا؟	347
249	ہم دونوں کے لیئے شرائط کی پابندی ضروری ہے	350
250	فضل بن سہل کا امام کو ورغلانا	351
251	باب 41 امام علی رضاؑ اور طلب باراں اور منکر کا انجام	353
252	شیر قالین کا مجسم ہونا	360
253	باب 42 امامؑ کی طرف سے مامون اور اس کے حواریوں کی رسوائی کی دعا	363

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
253	باب 43 امام علی رضاؑ کی ذوق شاعری	366
254	حلم کے بارے میں	366
255	معافی بہترین انتقام ہے	367
256	بلند اخلاقی	368
257	رازداری	369
258	مروان بن ابی حفصہ کے اشعار سے اذیت	370
259	موت کا ایک دن معین ہے	372
260	عیوب کی پردہ پوشی کرو	373
261	اشعار عبدالمطلب بزبان امام علی رضاؑ	374
262	سخاوت اور تحمل	374
263	کائنات کی بے ثباتی	375
264	بڑھاپے کی شکایت	376
265	اپنی خوش حالی پر نہ اتراؤ	378
266	باب 44 آپؑ کے اخلاق کریمانہ اور کیفیت عبادت کا بیان	379
267	کنیزوں سے سلوک	379
268	آپ ہر سوال کا جواب قرآن سے دیا کرتے تھے	381
269	کلام دلنشین کی جھلک	381
270	یومیہ نمازوں میں فرائض و نوافل کی تفصیل	382
271	قید خانہ میں عبادت	387
272	نشست و برخاست کا انداز	389
273	باب 45 امامت و تفضیل کے متعلق مامون کا مناظرہ	390

Presented by www.ziaraat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
390	مامون کے متعلق امامؑ کا ارشاد	274
390	مخالفین اہل بیتؑ سے مامون کا مناظرہ	275
403	مامون کے محدثین سے سوالات	276
407	سورۂ دہر کی تلاوت	277
411	حدیث طیر	278
412	آیت غار	279
415	بستر رسولؐ پر شب بسری	280
417	حدیث ولایت	281
419	حدیث منزلت	282
421	متکلمین سے گفتگو	283
429	محدثین و متکلمین سے مامون کے سوالات	284
434	مامون کی طرف سے اتمام حجت	285
436	باب 46 حضرتؑ کی زبانی ائمہ کے دلائل اور غلاۃ و مفوضہ کی تردید	286
443	غالیوں پر لعنت	287
443	تفویض درامر شریعت و تفویض درامور تکوینی	288
444	غلاۃ و مفوضہ کے متعلق ناطق فیصلہ	289
444	بعض نظریات کی تردید	290
447	باب 47 امامؑ کے چند دلائل امامت و معجزات	291
449	آغاز سفر سے نیشاپور تک کے حالات	292
452	ایک دعویدار خلافت کو تنبیہ	293

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
294	الی السرایا کے متعلق پیش گوئی	452
295	ریان کے دل کی بات زبان امامت پہ	454
296	ثروت واقبال کی پیش گوئی	454
297	امین کے قتل کی پیش گوئی	455
298	امام محمد تقیؑ کی پیدائش کی پیش گوئی	455
299	ہرثمہ کے انجام کی پیش گوئی	457
300	اگر رسول خداؐ اور دیتے تو میں بھی اور دیتا	457
301	خواب میں نسخے کی تجویز	458
302	ریان پر نوازش	460
303	ایک شک کرنے والے کی تسلی	461
304	اپنی تکریم کو لوگوں پر فخر کا ذریعہ نہ بناؤ	462
305	فرقۂ واقفیہ کے سامنے اپنے حق کا اثبات	463
306	ایک شخص کو پرانا لقب یاد دلانا	465
307	آپؑ کے قتل کی ایک کوشش	465
308	اپنے والد کی موت کی تصدیق	469
309	اپنی اور ہارون کی قبر یکجا ہونے کی پیش گوئی	470
310	پیاسوں کو پانی کا پتا دینا	470
311	اپنی شہادت کی پیش گوئی	471
312	ایک شک کرنے والے سے خطاب	472
313	اپنے خاندان کو گریہ کرنے کا حکم	473

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
314	مقروض کے قرض کی ادائیگی	473
315	اولاد کی بشارت	474
316	دعا کی قبولیت	475
317	میرا مال مجھے واپس کرو	475
318	خطوط جلا دیں	476
319	اپنا سن وسال بتانا	476
320	دل میں پوشیدہ سوال کا جواب	477
321	سر درد کی دعا اور لباس احرام	477
322	برساتی کا ساتھ لانا	478
323	فرزند کی بشارت	479
324	تکلیف پر صبر کرنے کی جزا	479
325	بہی کھاتہ روانہ کرو	480
326	مصر چلے جاؤ	480
327	بیٹوں کی بشارت	481
328	ایک شخص کو وصیت کرنے کا حکم	482
329	تمہارے ہاں چھ انگلیوں والا بچہ جنم لے گا	482
330	باب 48 خاندان بکار پر بد دعا اور اس کا اثر	485
331	باب 49 آپؑ کی پیش گوئی کہ آپؑ بغداد نہ جا سکیں گے	486

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
332	باب 50 آل برمک کے لیئے بددعا اور پیش گوئی کہ رشید آپؑ کو کوئی اذیت نہ دے سکے گا	487
333	آل برمک کو معلوم نہیں کہ اس سال ان پر کیا گزرے گی	487
334	آل ابوطالب کے متعلق ہارون الرشید کا حلفیہ بیان	488
335	ہارون اپنی پوری کوشش صرف کر کے دیکھ لے وہ مجھ پر کوئی تسلط حاصل نہ کر سکے گا	488
336	باب 51 ہارون کے ساتھ ایک مکان میں دفن ہونے کی پیش گوئی	490
337	میں اور ہارون دونوں اکٹھے ہوں گے	490
338	باب 52 اپنی زہر خوانی اور ہارون کے پہلو میں دفن ہونے کی پیش گوئی	491
339	باب 53 اہل ایمان اور اہل نفاق کی صحیح پہچان	491
340	باب 54 آپؑ تمام زبانیں جانتے تھے	492
341	آپؑ منفصل طریقے سے سمجھاتے تھے	493
342	فصل الخطاب کیا ہے؟	493
343	باب 55 حسن بن علی وشاء کے سوالوں کے جوابات	494
344	ابن وشاء سے کپڑے کا مطالبہ	495

Presented by www.ziaraat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
495	مشورہ پر عمل نہ کرنے والے کا انجام	345
496	باب 56 ابو قرہ صاحب جاثلیق کے سوال کا جواب	346
498	باب 57 مسئلۂ امامت کے متعلق دربار مامون میں یحییٰ بن ضحاک سمرقندی کا جواب	347
500	باب 58 حضرتؑ کا اپنے بھائی زید النار سے خطاب اور جو شیعوں سے بدسلوکی روا رکھے اس کے متعلق آپؑ کا فرمان	348
500	اولاد فاطمہؑ اور نار جہنم	349
501	زید النار	350
502	زید کے خروج کی تفصیل	351
505	متقی ہی قابل عزت ہے	352
507	نجات شیعہ	353
509	باب 59 اسباب شہادت	354
509	ایک صوفی کی حکایت	355
512	عقد بیعت اور فسخ بیعت کے طریقوں میں فرق	356
513	ابو صلت ہروی کا بیان	357
514	باب 60 امام محمد تقیؑ کی امامت پر نص	358
515	باب 61 حضرتؑ کی شہادت مامون کی زہر خوانی سے واقع ہوئی	359
517	باب 62 طریق خاصہ سے شہادت کی ایک اور روایت	360

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
362	باب 63 ابو صلت کی زبانی شہادت کی روایت اور یہ کہ آپؑ کو انگوروں میں زہر دیا گیا	519
363	باب 64 امام علیہ السلام کی شہادت کی روایت بزبان ہرثمہ اور یہ کہ آپؑ کو انگوروں اور انار دونوں میں زہر دیا گیا	528
364	باب 65 آپؑ کی شہادت پر لکھے گئے چند مرثیے	539
365	ابن مشیع مدنی (مرتی خ ل) کا مرثیہ	539
366	علی بن عبداللہ خوافی کا مرثیہ	540
367	دعبل خزاعی کا مرثیہ	541
368	ابو محمد یزیدی کا مرثیہ	542
369	محمد بن حبیب ضبی کا مرثیہ	543
370	باب 66 امام علی رضاؑ کی زیارت کا ثواب	550
371	قصیدہ دعبل میں دو اشعار کا اضافہ	563
372	حضرت حجت (عج) کے متعلق دعبل کے اشعار	568
373	دعبل کا عالم نزع	569
374	دعبل کی لوح قبر	571
375	باب 67 حضرت معصومہ قمؑ کی زیارت کی فضیلت	572
376	باب 68 امام علی رضاؑ کی زیارت کا طریقہ	573
377	زیارت وداع امام علی رضا	579
378	زیارت جامعہ صغیرہ	581

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
379	وہ زیارت جو تمام ائمہ پر پڑھی جاتی ہے	581
380	زیارت جامعہ کبیرہ	581
381	عرض مترجم	582
382	زیارت وداع ائمہ طاہرینؑ	599
383	**باب 69 امام علی رضاؑ کے روضہ اطہر سے کرامات و معجزات کا ظہور**	601
384	روضہ مقدس مقام استجابت دعا ہے	602
385	مقام امانت کی نشاندہی	604
386	دیوار پر معجزانہ تحریر	605
387	آپؑ کے نام کا احترام	606
388	اختلاف قرأت	607
389	آہ جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے	609
390	لاالہ الا اللہ کی کرامت	610
391	سیلاب اور روضہ اقدس	611
392	مسروقہ رقم کی برآمدگی	612
393	ضامن آہو	616
394	ایک سائل کو خراسان کی حکومت دے دی	617
395	گمشدہ فرزند کی بازیابی	620

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہٖ نستعین

باب 30

امام علی رضا علیہ السلام سے مروی اخبار منشورہ (۱)

ا۔ ابوالحسن محمد بن قاسم مفسر جرجانی نے ہم سے بیان کیا، ان سے احمد بن حسن حسینی نے بیان کیا، انہوں نے حسن بن علی سے سنا، انہوں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے محمد تقی علیہ السلام سے سنا، انہوں اپنے والد امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، انہوں نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا، انہوں نے فرمایا:۔

"امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے دوستوں کے ساتھ دستر خوان پر کھانا کھانے کے لیے بیٹھے کہ انہیں ان کے بڑے فرزند اسماعیل بن جعفر کی موت کی اطلاع ملی۔ آپؑ یہ سن کر مسکرا دیئے پھر آپؑ نے طعام حاضر کرنے کا حکم دیا اور اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر کھانا کھانے لگے اور اس دن آپ نے دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ سکون سے کھانا کھایا اور اپنے دوستوں کو بھی کھانا کھانے کی ترغیب دیتے رہے اوران کے سامنے کھانا رکھتے رہے۔ آپؑ کے دوست یہ دیکھ کر تعجب کرنے لگے کہ آپؑ پر غم کا کوئی اثر تک نہیں ہے، جب آپؑ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو انہوں نے فرمایا:۔

فرزند رسولؐ! ہم نے عجیب ماجرا دیکھا آپؑ کا فرزند انتقال کر گیا اور آپؑ کی یہ حالت ہے!

---

(۱) ۔ یہ باب باون (۵۲) احادیث پر مشتمل ہے۔ قدیم نسخے میں بسملہ موجود نہیں ہے اوراس میں شیخ صدوق کے یہ الفاظ بھی مرقوم ہیں۔ "ان میں سے چند روایات کی توضیح میں نے اپنی کتاب معانی الاخبار میں نقل کی ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے فرمایا :۔

"میری ایسی حالت آخر کیونکر نہ ہو ؟ کیونکہ اصدق الصادقین خدا نے یہ خبر دی ہے کہ میں نے مرنا ہے اور تم نے بھی مرنا ہے"۔

اس خبر کے بعد ایک گروہ نے موت کو اپنی نگاہوں میں جگہ دی اور اسے خوب پہچانا اور اسی لیئے وہ موت کے وارد ہونے کو ہرگز عجیب نہیں سمجھتے اور انہوں نے اپنے امر کو خدا کے حوالے کردیا"۔

۲۔ اسی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے انہوں نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے فرمایا:۔

" ایک چاندنی رات میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے خواص آپؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ۔ آپؑ کے ساتھیوں نے کہا:۔

فرزند رسولؐ ! آسمانی چہرہ اور نجوم و کواکب کا نور کتنا خوبصورت ہے ؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

" تم یہ بات کہتے ہو لیکن مدبرات اربعہ جبریل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت جب زمین پر نگاہ کرتے ہیں اور تمہیں اور تمہارے بھائیوں کو زمین کے گوشوں میں دیکھتے ہیں اور تمہارے نور کی کرنوں کو آسمان اور خود اپنی جانب بلند ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ بھی تمہاری طرح سے کہتے ہیں ۔

ان مومنین کا نور کتنا ہی حسین ہے !"

۳۔اسی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے فرمایا:۔

" ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہا:۔

" میں زندگی سے اکتا گیا ہوں ، میں اللہ سے موت کی تمنا کرتا ہوں "۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :۔

Presented by www.ziaraat.com

زندگی کی قیمت یہ ہے کہ تم اطاعت کرو اور نافرمانی نہ کرو۔ لہذا اگر تم زندہ رہو اور اطاعت کرو تو یہ تمہارے لیئے موت سے بہتر ہے جس میں تم نہ تواطاعت کرسکتے ہو اور نہ ہی نافرمانی کرسکتے ہو"۔

۴۔ اسی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے اپنے والدامام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ،انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے فرمایا:۔

" کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کے گناہوں کی وجہ سے جنت کا فاصلہ زمین سے عرش جتنا ہوتا ہے لیکن وہ اپنے گناہوں پر ندامت محسوس کرتے ہوئے خوف خدا سے رو پڑتا ہے تو جنت اس کے اتنا قریب ہوجاتی ہے جتنا کہ آنکھ کی سفیدی آنکھ کی سیاہی کے قریب ہے"۔

۵۔ اسی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے ، آپؑ نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے فرمایا:۔

" امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ ہمیں طاعون کے متعلق خبر دیں

آپؑ نے فرمایا:۔

"طاعون ایک قوم کے لیئے اللہ کا عذاب اور دوسروں کیلیے رحمت ہے"۔

لوگوں نے کہا :۔

بھلا رحمت عذاب کیسے بن سکتی ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"دوزخ کی آگ کفار کے لیے عذاب ہوگی اور دوزخ کے خازن فرشتے بھی ان کے ساتھ ہوں گے مگر وہی آگ ان کے لیے رحمت ہوگی"۔

۶۔ اسی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے ، آپؑ نے اپنے والد سے روایت کی ، انہوں نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دنیا میں زیادہ ہنستے ہیں اور لہو و لعب میں معروف رہتے ہیں ، انھیں قیامت کے دن زیادہ رونا پڑے گا ۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنے گناہوں پر زیادہ روتے ہیں اور خائف رہتے ہیں ایسے لوگ قیامت کے دن جنت میں بہت سی خوشیاں حاصل کریں گے اور زیادہ ہنسیں گے"۔

۷۔ اسی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے ، انہوں نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے فرمایا :۔

" امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک اہل مجلس کے متعلق پوچھا تو آپؑ کو بتایا گیا کہ وہ بیمار ہے ۔

آپؑ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور آپ نے اسے قریب المرگ پایا تو آپ نے فرمایا :۔

خدا پر حسن ظن رکھو !

اس نے کہا:۔

خدا کے متعلق میرا اچھا گمان ہے لیکن میں اپنی بیٹیوں کے متعلق سخت پریشان ہوں ، مجھے ان کی پریشانی نے ہی بیمار کیا ہے ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

جس ذات سے تم اپنی نیکیوں کے دگنا ہونے اور برائیوں کے مٹانے کی امید رکھتے ہو ، اسی ذات سے ہی اپنی بیٹیوں کی اصلاح کی امید رکھو ۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

"جب میرا گزر سدرۃ المنتہیٰ سے ہوا اور میں اس کی ٹہنیوں کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کی بعض بیریوں سے دودھ ٹپک رہا تھا اور بعض سے شہد ٹپک رہا تھا اور بعض سے تیل ٹپک رہا تھا اور بعض سے میدے کی طرح سے آٹا ٹپک رہا تھا ۔ اور بعض سے شکر ٹپک رہی تھی اور بعض سے شیرہ ٹپک رہا تھا اور یہ

Presented by www.ziaraat.com

تمام چیزیں زمین کی طرف جارہی تھیں۔ یہ منظر دیکھ کر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ سب کچھ زمین کے کس مقام پر جا رہے ہونگے ۔ اس وقت جبریل امینؑ بھی میرے ساتھ موجود نہیں تھے ۔کیونکہ میں ان سے آگے گزر گیا تھا اور وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ گئے تھے ۔ اس وقت خداوند عالم نے میرے دل میں مجھے ندا دی

" محمدؐ ! میں نے اس بلند و بالا مقام پر اسے اگایا ہے اور ان نعمتوں سے میں آپؐ کی امت کے مومنین کی لڑکیوں اور لڑکوں کی پرورش کرتا ہوں ۔ آپؐ لڑکیوں کے والد سے کہہ دیں کہ وہ اپنی لڑکیوں کے فقر و فاقہ کے لیئے تنگ دل نہ ہوں جس طرح سے میں نے انہیں پیدا کیا ہے اسی طرح سے انہیں رزق بھی دیتا ہوں"۔

۸۔ اسی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے ۔آپؑ نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ۔ آپؑ نے فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو تحریر فرمایا :۔

" اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا خاتمہ تمہارے بہترین عمل پر ہو اور افضل ترین عمل کی حالت میں تمہیں موت نصیب ہو تو پھر خدا کے حق کی تعظیم کرو اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کی نافرمانی میں خرچ نہ کرو اور خدا کے حلم کو دیکھ کر کسی دھوکہ میں جتلا نہ ہو ۔ اور ہر اس شخص کی عزت کرو جسے تم ہمارا ذکر کرتے ہوئے پاؤ یا جو بھی ہماری مودت کا دعویٰ کرے ۔اور تمہیں اس سے غرض نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے یا جھوٹا ہے ۔ تمہیں اپنی نیت کی جزا ملے گی اور اسے اس کے جھوٹ کی سزا ملے گی"۔

۹۔ اسی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے ۔ آپ نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے فرمایا:۔

" امام جعفر صادق علیہ السلام سفر کر رہے تھے آپؑ کے ساتھ کچھ دوسرے

Presented by www.ziaraat.com

لوگ تھے جن کے پاس سامان تجارت تھا۔ اور راستے میں انہیں پتہ چلا کہ آگے کچھ ڈاکو قافلوں کو لوٹ رہے ہیں۔ یہ خبر سن کر وہ کانپنے لگے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

"تم لوگ کیوں رک گئے ہو؟"

انہوں نے کہا:۔

ہمارے پاس بہت سا مال اور سامان ہے اور ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں سب کچھ لٹ نہ جائے۔ تو کیا ہمارا سارا مال و متاع آپ ہم سے لینا پسند کریں گے؟ اور ممکن ہے جب ڈاکوؤں کو یہ علم ہو کہ یہ سارا سامان آپ کا ہے تو وہ نہ لوٹیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"مگر یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ صرف مجھے ہی لوٹنا چاہتے ہوں اور میری وجہ سے تمہارا سارا مال بھی لٹ جائے"۔

اہل قافلہ نے کہا:۔

پھر آپؑ ہی ہمیں مشورہ دیں اگر آپؑ کہیں تو ہم سارا مال اور سامان زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"یہ تجویز زیادہ نقصان دہ ہے کیونکہ ممکن ہے کسی کو اس کا پتہ چل جائے تو وہ زمین کھود کر تمہارا سارا مال ہی نکال لے جائے اور یہ بھی ممکن ہے تمہیں دوبارہ یہاں آنا ہی نصیب نہ ہو"۔

اہل قافلہ نے کہا:۔

پھر آپ ہی بتائیں ہم کیا کریں؟

آپؑ نے فرمایا:۔

تم اپنا سامان اس کے حوالے کرو جو اس کی حفاظت کرے اور اس کی

Presented by www.ziaraat.com

پرورش کر کے اسے دنیا و مافیہا سے بڑا بنائے اور جب تمہیں اس کی ضرورت ہو تو وہ اسے تمہیں واپس بھی کر دے"۔

اہل قافلہ نے کہا:۔

"بتائیں وہ کون ہے ؟"

آپؑ نے فرمایا:۔

"وہ رب العالمین ہے"۔

اہل قافلہ نے کہا:۔

بھلا ہم اپنا سامان اس کے سپرد کیسے کریں ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"اس کی صورت یہ ہے کہ تم اپنا مال غریب اور کمزور مسلمانوں پر صدقہ کرو"۔

انہوں نے کہا:۔

مگر اس وقت ہم غرباء و مساکین کو کہاں سے لائیں ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

" تم یہ ارادہ کرلو کہ تم اس مال کی تہائی خدا کی راہ میں صدقہ کرو گے اور وہ تم سے تمام خطرات دور کرے گا"۔

اہل قافلہ نے کہا:۔

ہم نے ارادہ کر لیا ہے ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"اب تم خدا کی امان میں ہو ، اب چل پڑو"۔

قافلہ چل پڑا۔ کچھ دیر کے بعد ڈاکوؤں کی ٹولی ظاہر ہوئی تو اہل قافلہ خوف زدہ ہوگئے ۔

Presented by www.ziaraat.com

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

"تمہیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے تم تو خدا کی امان میں ہو؟"

اتنے میں ڈاکوؤں کا گروہ آگے آیا اور وہ اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور امام علیہ السلام کے ہاتھوں کو بوسے دینے لگے۔ اور انہوں نے کہا:۔

ہم نے آج رات خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آنحضرتؐ نے ہمیں آپ کے سامنے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اسی لیئے ہم آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اب ہم آپ کے آگے چلیں گے اور آپؑ کا دفاع کریں گے اور آپؑ کے قافلے کو چوروں اور ڈاکوؤں سے محفوظ رکھیں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

"مگر ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جس خدا نے ہمیں تم سے محفوظ رکھا ہے وہی ہمیں دوسروں سے بھی محفوظ رکھے گا"۔

الغرض قافلہ صحیح سلامت اپنی منزل پر پہنچ گیا اور انہوں نے ایک تہائی مال خدا کی راہ میں صدقہ کیا اور خدا نے انہیں تجارت میں برکت عطا کی اور ایک درہم کے بدلے انہیں دس درہم منافع ملا۔

اہل قافلہ نے کہا:۔

امام جعفر صادقؑ کتنے ہی بابرکت ہیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"اب تم نے خدا کے ساتھ معاملہ کرنے کی برکت کو جان لیا ہے اور آئندہ بھی اسی پر قائم رہنا"۔

۱۰۔ اسی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا:۔

"امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے فرزند کی

Presented by www.ziaraat.com

موت پر سخت جزع فزع کر رہا تھا تو آپؑ نے اس سے فرمایا:۔

"اے شخص! تم چھوٹی مصیبت پر واویلا کر رہے ہو اور بڑی مصیبت سے غافل ہو۔ اگر تم نے اس سفر کی تیاری کی ہوتی جس کی طرف تمہارا فرزند روانہ ہو چکا ہے تو تم اتنا زیادہ واویلا نہ کرتے۔ اور یاد رکھو! تمہارا آخرت کی تیاری کو چھوڑ دینا تمہارے فرزند کی موت سے بڑی مصیبت ہے"۔

۱۱۔ ہم سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے روایت کی، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے روایت کی، انہوں نے احمد بن عیسیٰ سے روایت کی، انہوں نے محمد بن سنان سے روایت کی انہوں نے کہا کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اسم اعظم کے لیے آنکھ کی سفیدی سے بھی زیادہ قریب ہے۔

راوی کا بیان ہے جب امام علی رضا علیہ السلام اپنے گھر سے برآمد ہوتے تو آپؑ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خَرَجْتُ بِحَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ لَا بِحَوْلِيْ وَقُوَّتِيْ بَلْ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ يَارَبِّ مُتَعَرِّضًا بِهٖ لِرِزْقِكَ فَأْتِنِيْ بِهٖ فِيْ عَافِيَةٍ۔

"رحمٰن و رحیم اللہ کے نام کا سہارا لے کر میں خدا کی قوت وطاقت کے بل بوتے پر نکل رہا ہوں نہ کہ اپنی قوت و طاقت کے سہارے پر۔ پروردگار میں تیرے رزق کی جستجو کرنا چاہتا ہوں، مجھے خیر و عافیت سے رزق عطا کر"۔

۱۲۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ ان کے والد امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"سب سے پہلے **بسم الله الرحمن الرحيم اقراء باسم ربك الذي خلق** ۔۔۔۔ کی سورہ نازل ہوئی اور سب سے آخر میں سورۂ **اذا جاء نصرالله والفتح** نازل ہوئی"۔

۱۳۔ (محذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امام حسین علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے فرمایا:۔

يا على انت حجة الله و انت باب الله و انت الطريق الى الله و انت النباء العظيم و انت الصراط المستقيم و انت المثل الاعلى ۔ ياعلى انت امام المسلمين واميرالمومنين وخير الوصيين و سيد الصديقين ، يا على انت الفاروق الاعظم و انت الصديق الاكبر يا على انت خليفتى على امتى و انت قاضى دينى و انت منجز عداتى يا على انت المظلوم بعدى ياعلى وانت المفارق بعدى يا على انت المحجور بعدى اشهدالله تعالىٰ ومن حضر من امتى ان حزبك حزبى و حزبى حزب الله وان حزب اعدائك حزب الشيطان ۔

"یاعلی! تم خدا کی حجت ہواور تم اللہ کا دروازہ ہو اورتم خدا کا راستہ ہو اور تم عظیم خبر ہو اور تم صراط مستقیم ہو اور تم مثل اعلیٰ ہو۔

یاعلیؑ! تم مسلمانوں کے امام اور مومنوں کے امیر اور تمام وصیوں کے سرداراور صدیقین کے آقا ہو۔ یاعلیؑ! تم ہی فاروق اعظم اور صدیق اکبر ہو۔ یاعلیؑ! تم میری امت میں میرے جانشین ہو اور تم ہی میرے قرض کو ادا کرنے والے ہو اور تم ہی میرے وعدوں کو پورا کرنے والے ہو۔ یاعلیؑ! میرے بعد تم پر ظلم کیا

Presented by www.ziaraat.com

جائے گا۔ یا علیؑ ! میرے بعد تمہیں چھوڑ دیا جائے گا اور میرے بعد تم سے قطع تعلق کرلیا جائے گا ۔ میں خدا کو اور اس وقت میری امت کے جوافراد موجود ہیں ان کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ تمہارا گروہ میرا گروہ ہے اور میرا گروہ خدا کا گروہ ہے اور تمہارے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے "۔

۱۴۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"تاریک اور سخت فتنہ ضرور واقع ہوگا جس میں تمام قسم کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے اور یہ فتنہ اس وقت واقع ہوگا جب شیعہ میرے تیسرے فرزند کو کھو دیں گے (یعنی امام حسن عسکریؑ کی وفات ہوگی) اس پر آسمان اور اہل زمین روئیں گے اور تمام غمزدہ مرد اور عورتیں روئیں گی ۔ پھر آپؑ نے فرمایا۔

میرے ماں باپ قربان ہوں اس پر جو میرے نانا کا ہم نام ہے جو میری شبیہ اور موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی شبیہ ہے ۔ ان سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہوں گی ۔ اور ان سے تقدس کی روشنی پھوٹ رہی ہوگی اور میٹھے پانی کے گم ہونے پر بہت سے مومن مرد اور عورتیں غمگین ہوکر غم کریں گے گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ سخت مایوس ہیں اور انہیں اس وقت ایک ندا سنائی دے گی جو کہ دور اور قریب سے یکساں ہو گی ۔ وہ مومنوں کے لیے رحمت اور کافروں کے لیے عذاب ہوگی"۔

۱۵۔ سعد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے روایت کی ، انہوں نے حسن بن علی وشا سے روایت کی ، انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا ، آپؑ نے فرمایا:۔

" انسان حالت سجدہ میں خدا کے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے " وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ " "سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ" میں اسی طرف اشارہ کیا ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۶۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔
"نماز ہر متقی کے لیئے ذریعۂ تقرب ہے"۔

۱۷۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔
(ایک بار) "آندھی آئی ہر شخص چھپنے کے لیے جگہ تلاش کرنے لگا اور میں اس وقت حالت سجدہ میں تھا اور خدا سے گڑ گڑا کر دعا مانگ رہا تھا اور میں اسی طرح سے سجدہ میں پڑا رہا یہاں تک کہ آندھی ختم گئی"۔
(اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آندھی تھمنے کی دعا مانگنا مستحب ہے)

۱۸۔ (حذف اسناد) "محمد بن اسماعیل بن بزیع نے بیان کیا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو دیکھا جب وہ سجدہ کرتے تو آہستہ سے اپنی تین انگلیوں کو یکے بعد دیگرے حرکت دیتے تھے گویا آپؑ ذکر تسبیح کو شمار کر رہے ہوتے تھے۔ پھر آپؑ اپنا سر بلند کرتے تھے۔ راوی کہتا ہے میں نے امام علیہ السلام کو رکوع کرتے ہوئے دیکھا اور میں نے آپؑ کو تمام رکوع کرنے والوں سے زیادہ جھک کر رکوع کرنے والا پایا۔ آپؑ جب بھی رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو پھیلاتے تھے"۔

۱۹۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام فرمایا کرتے تھے :۔
"جب کسی شخص کو سجدے کی حالت میں نیند آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ میرے بندہ کو دیکھو میں نے اپنی اطاعت میں اس کی روح کو قبض کیا ہے"۔

۲۰۔ (حذف اسناد) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کا خط پڑھا جو انہوں نے ابو جعفر کو تحریر کیا تھا۔
"ابو جعفر! مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب تم اپنے گھر سے سوار ہو کر باہر نکلتے ہو تو تمہارے غلام تمہیں چھوٹے دروازے سے باہر نکالتے ہیں۔ تمہارے غلام دراصل بخل کر رہے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ تمہاری طرف سے کسی کو بھلائی نہ ملے۔

Presented by www.ziaraat.com

لہذا میں تمہیں اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں آئندہ بڑے دروازے سے داخل ہوا کرو اور بڑے دروازے سے ہی نکلا کرو۔ جب آپ گھر سے سوار ہو کر نکلیں تو اس وقت آپؐ کے پاس سونا چاندی کی خاصی مقدار ہونی چاہیے اور جب بھی کوئی سائل آپ سے کچھ مانگے تو اسے عطا کرو اور جو بھی تمہارا چچا تم سے کوئی سوال کرے تو اسے پچاس دینار سے کم نہ دو اور اس سے زیادہ دینا چاہو تو وہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ اور جو بھی تمہاری پھوپھی تم سے سوال کرے تو اسے پچیس دینار سے کم نہ دو اور اگر اس سے زیادہ دینا چاہو تو وہ تمہاری مرضی پر موقوف ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ خدا تمہیں ترقی دے۔ لہذا دولت خرچ کرو اور صاحب عرش سے تنگی کا خوف نہ رکھو"۔

۲۱۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"قیامت کے دن میری دختر حضرت فاطمہؑ اس حالت میں محشور ہوں گی کہ ان کے پاس خون آلود کپڑے ہوں گے اور وہ ستونِ عرش کو پکڑ کر کہیں گی۔

" احکم الحاکمین! میرے اور میرے فرزند کے قاتل کے درمیان فیصلہ فرما"۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔

رب کعبہ کی قسم! اللہ میری دختر فاطمہؑ کے حق میں فیصلہ فرمائے گا"۔

۲۲۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی، آپؐ نے فرمایا:۔

"جس نے کچھ سنے بغیر عقیدہ رکھا تو اللہ تعالٰی اسے سرگردانی اور پریشانی میں مبتلا کرے گا اور جس نے خدا کے دروازے کو چھوڑ کر کسی اور دروازے سے سن کر عقیدہ رکھا وہ مشرک ہے اور جو دروازہ وحی الٰہی کے لیے قابل اعتماد ہے وہ محمدؐ ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

علیؑ چوتھا خلیفہ ہے

۲۳۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا:۔

ایک مرتبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی ایک گلی میں سے گزر رہا تھا کہ ایک گھنی داڑھی اور چوڑے کندھوں والا بزرگ ہمیں ملا اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سلام کیا اور آپؐ کو خوش آمدید کہا۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور مجھے سلام کرتے ہوئے کہا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَابِعَ الْخُلَفَاءِ۔

چوتھے خلیفہ آپؑ پر سلام ہو۔ اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

پھر اس نے آنحضرتؐ کی طرف دیکھ کر کہا:۔

یارسول اللہؐ! کیا ایسا نہیں ہے؟

رسول خداؐ نے فرمایا:۔

جی ہاں! ایسا ہی ہے۔ پھر وہ بزرگ چلے گئے۔

میں نے آنحضرتؐ سے عرض کی:۔

یا رسول اللہؐ! اس بزرگ نے آپؐ سے کیا کہا اور آپؐ نے اس کی تائید کیسے فرمائی؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

الحمد لله تم ایسے ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں چار خلفاء کا تذکرہ کیا ہے اور تم چوتھے خلیفہ ہو۔

1۔ پہلی خلافت آدمؑ کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۔ (البقرہ۔۳۰)

"میں زمین پر خلیفہ بنا رہا ہوں"۔

Presented by www.ziaraat.com

2۔ دوسری خلافت ہارونؑ کی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کا قول نقل کیا ہے۔

اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۔
(اعراف ۱۴۲)

"تم میری قوم میں میرے خلیفہ بن جاؤ اور اصلاح کرو اور فساد کرنے والوں کے راستوں کی پیروی نہ کرو"۔

3۔ تیسری خلافت حضرت داؤد کی ہے ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ ۔ (ص ۲۶)

" داؤد ! ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا ہے "۔

4۔ چوتھی خلافت تمہاری ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ (التوبہ ۳)

" اورخدا اور ان کے رسولؐ کی طرف سے حج اکبر کے دن لوگوں کے لیے اعلان کیا جاتا ہے "۔

اور تم ہی خدا اور ان کے رسولؐ کی طرف سے تبلیغ کرنے والے ہو اور تم میرے وصی اور میرے وزیر اور میرے قرض کے ادا کرنے والے اور میرے وعدے کو پورے کرنے والے اور تمہیں مجھ سے وہی نسبت حاصل ہے جو ھارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔ تم چوتھے خلیفہ ہو جیسا کہ اس بزرگ نے تمہیں سلام کیاہے ۔اور کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ بزرگ کون تھے ؟

میں نے کہا:۔

نہیں ! میں نہیں جانتا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے وہ تمہارے بھائی خضر علیہ السلام تھے"۔

Presented by www.ziaraat.com

عورتوں کو مختلف سزائیں

۲۴۔ ہم سے علی بن عبداللہ وراق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن ابو عبداللہ کوفی سے سنا، انہوں نے سہل بن زیاد لومی سے سنا، انہوں نے حضرت عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے سنا، انہوں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی انہوں نے اپنے والد امام علی رضا علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا:۔

" ایک مرتبہ میں اور فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ کو بے تحاشہ روتے ہوئے پایا۔

میں نے عرض کی:۔

میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ کیوں رو رہے ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

"علیؑ! میں نے شب معراج اپنی امت کی عورتوں کو شدید عذاب میں دیکھا اور ان کے عذاب کی شدت نے مجھے رلادیا۔ (وہ عذاب کچھ اس طرح کے تھے)

1۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو بالوں سے لٹکی ہوئی تھی اور اس کے سر کا دماغ جوش کھا رہا تھا۔

2۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنی زبان سے لٹکی ہوئی تھی اور دوزخ کا گرم پانی اس کے حلق میں انڈیلا جا رہا تھا۔

3۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی۔

4۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے جسم کا گوشت نوچ رہی تھی اور اس کے نیچے آگ جلائی جارہی تھی۔

5۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کے ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے بندھے ہوئے تھے اور سانپ اور بچھو اس پر مسلط تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

6۔ میں نے ایک گونگی بہری اندھی عورت کو دوزخ کے صندوق میں دیکھا جس کا دماغ اس کے نتھنوں سے باہر نکل رہا تھا اور جذام و برص کی وجہ سے اس کا بدن ٹکڑے ٹکڑے تھا۔

7۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو پاؤں کے ذریعے سے دوزخ کے تنور میں لٹکی ہوئی تھی۔

8۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کے جسم کے اوپر اور نیچے کے حصے کو دوزخ کے متراضوں سے کاٹا جارہا تھا۔

9۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کے ہاتھ اور چہرے کو جلایا جا رہا تھا۔ اور وہ اپنی انتڑیوں کو کھا رہی تھی۔

10۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کا سر خنزیر کا اور بدن گدھے کا تھا اور اس پر ہزاروں طرح کے مختلف عذاب تھے۔

11۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کی شکل کتے کی تھی اوراس کی دبر سے دوزخ کی آگ داخل ہورہی تھی اور اس کے منہ سے نکل رہی تھی اور فرشتے دوزخ کے گرز لے کر اس کے سر پر مار رہے تھے"۔

حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا نے عرض کی :۔

پیارے ابو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک! مجھے بتائیں ان عورتوں کا کیا قصور تھا جس کی وجہ سے انہیں مذکورہ عذاب دیئے جارہے تھے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔

"میری پیاری دختر سنو!

1۔ جو عورت اپنے سر کے بالوں سے لٹکی ہوئی تھی تووہ ایسی عورت جو مردوں سے اپنے بال نہیں چھپاتی تھی۔

2۔اور جو عورت اپنی زبان سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے ہمسایوں کو اذیت پہنچایا

Presented by www.ziaraat.com

کرتی تھی۔

3۔اور جو عورت اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کو حقوق زوجیت سے محروم رکھتی تھی ۔

4۔جو عورت اپنی ٹانگوں سے دوزخ میں لٹکی ہوئی تھی تو وہ ایسی عورت تھی جو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی تھی ۔

5۔جو عورت اپنے جسم کو نوچ رہی تھی تو وہ ایسی عورت تھی جو لوگوں کے لیے بناؤ سنگار کیا کرتی تھی ۔

6۔جس عورت کے ہاتھ اور پاؤں بندھے ہوئے تھے اس پر سانپ اور بچھو مسلط تھے وہ ایسی عورت تھی جو طہارت کا خیال نہیں رکھتی تھی اور جو گندے کپڑے پہنتی تھی اور جنابت اور حیض کا غسل نہیں کرتی تھی اور صفائی کا بالکل خیال نہ رکھتی تھی اور نماز کی پرواہ نہ کرتی تھی ۔

7۔اندھی گونگی اور بہری عورت وہ تھی جو حرام کا بچہ جن کر اپنے شوہر کے گلے منڈھ دیتی تھی ۔

8۔جس عورت کا گوشت مقراضوں سے کاٹا جارہا تھا تو وہ ایسی عورت تھی جو اپنے آپ کو مردوں کے لیے پیش کرتی تھی ۔

9۔جس عورت کے ہاتھ اور چہرے کو آگ لگی ہوئی تھی اور وہ اپنی انتڑیوں کو کھا رہی تھی تو وہ دلالہ تھی ۔

10۔جس عورت کا سر خنزیر اور باقی بدن گدھے کا تھا تو وہ چغل خور اور جھوٹ بولنے والی عورت تھی ۔

11۔جس عورت کی شکل کتے کی تھی اور دوزخ کی آگ اس کی دبر میں سے جاکر اس کے منہ سے نکل رہی تھی تو وہ گانے بجانے اور لوگوں کے مُردوں پر نوحہ کرنے والی حاسد عورت تھی"۔

Presented by www.ziaraat.com

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"ہلاکت ہے اس عورت کے لیے جس نے اپنے شوہر کو ناراض کیا اور خوشخبری ہے اس عورت کے لیئے جس سے اس کا شوہر راضی ہو"۔

۲۵۔ (حذف اسناد) محمد بن عرفہ سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"ابن عرفہ! نعمتوں کی مثال ان اچھی رفتار والے اونٹوں کی ہے جنہیں پانی کے حوض اور گھاس کے پاس باندھا جاتا ہے اور جب اونٹ اپنی رفتار خراب کرلیں تو انہیں حوض سے ہٹا دیا جاتا ہے"۔

۲۶۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"سخی لوگوں کے ہاں کھانا کھاتا ہے تاکہ لوگ اس کے ہاں کھانا کھائیں اور بخیل لوگوں کے ہاں کھانا اس خوف سے نہیں کھاتا کہ مبادا لوگ اس کے ہاں سے کھانا کھائیں"۔

۲۷۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"سخی اللہ کے قریب ہے، جنت کے قریب ہے اور لوگوں کے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے۔ اور بخیل جنت سے دور، لوگوں سے دور اور دوزخ کے قریب ہے"۔ آپؑ نے فرمایا:۔

" سخاوت جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں اور جو کوئی اس کی شاخ سے پیوستہ ہوگا تو وہ جنت میں داخل ہو گا"۔

۲۸۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"بنی اسرائیل میں کوئی شخص اس وقت تک عابد نہیں کہلاتا تھا جب تک وہ دس سال تک خاموشی اختیار نہ کرلیتا"۔

۲۹۔ (حذف اسناد) امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے

Presented by www.ziaraat.com

اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی ۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (البقرہ۔۲۹)

" وہ خدا ہے جس نے زمین کے تمام ذخیروں کو تم ہی لوگوں کے لیئے پیدا کیا ہے اس کے بعد اس نے آسمان کا رخ کیا تو سات مستحکم آسمان بنا دیئے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے "۔

آپؑ نے فرمایا کہ مقصد یہ ہے کہ تم عبرت حاصل کرو تاکہ اس کی رضا حاصل کر کے عذاب سے بچ جاؤ ۔ اور خدا نے آسمانوں کو بہتر اور محکم طریقے سے پیدا کیا اور اس نے سات آسمان پیدا کیے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے ۔یعنی وہ تمام اشیاء کی مصلحتوں سے آگاہ ہے اسی لیئے اس نے زمین کی تمام اشیاء کو انسانوں کی مصلحتوں کے واسطے پیدا کیا ۔

فضائل علی علیہ السلام

۳۰۔ (بحذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ، آپؑ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

لکل امة صدیق و فاروق وصدیق هذه الامة و فاروقها علی ابن ابی طالب وانه سفینة نجاتها وباب حطتها و انه یوشعها و شمعونها و ذوقرینها ۔

معاشر الناس ! ان علیا خلیفة الله و خلیفتی علیکم بعدی وانه لامیرالمومنین وخیرالوصیین من نازعه فقد نازعنی ومن ظلمه فقد ظلمنی و من غالبه فقد غالبنی ومن بره فقدبرنی و

Presented by www.ziaraat.com

من جفاه فقد جفاني ومن عاداه فقد عاداني ومن والاه فقد و الاني و ذلك انه اخي و وزيری و مخلوق من طينتي و كنت انا و هو نورا واحد " كنت انا واياه من نور واحد خ ل"۔

" ہر امت میں کوئی نہ کوئی صدیق اور فاروق ہوتا ہے اور اس امت کا صدیق اور فاروق علی ابن ابی طالب" اور وہ امت کے لیے نجات کی کشتی ہے اور اس کے لیئے باب حطہ اور وہ امت کا یوشع ، شمعون اور ذوالقرنین ہے ۔

لوگو ! بے شک علیؑ خلیفۃ اللہ ہے اور میرے بعد تم میں میرا جانشین ہے ۔ اور وہ امیرالمومنین اور خیر الوصیین ہے جس نے ان سے جھگڑا کیا اس نے مجھ سے جھگڑا کیا اور جس نے ان پر ظلم کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا اور جس نے ان سے مقابلہ کیا ، اس نے مجھ سے مقابلہ کیا ، جس نے ان سے بھلائی کی اس نے مجھ سے بھلائی کی اور جس نے ان پر جفا کی اس نے مجھ پر جفا کی اور جس نے ان سے دشمنی رکھی، اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے ان سے دوستی کی ، اس نے مجھ سے دوستی کی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ میرا بھائی اور میرا وزیر ہے اور وہ میری طینت سے پیدا ہوا ہے ۔ اور میں اور وہ ایک ہی نور سے ہیں"۔

بنی اسرائیل کی گائے کا قصہ

۳۱۔ (محذوف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے ایک قرابت دار کو قتل کیا اور اس کی لاش کو اٹھا کر بنی اسرائیل کے بہترین اسباط کے راستے میں ڈال دیا ۔ پھر وہی قاتل خون کا مطالبہ کرنے لگا اور کہا کہ فلاں خاندان کے فرد نے میرے فلاں رشتہ دار کو قتل کیا ہے لہٰذا ان سے مقتول کا قصاص لیا جائے ۔

بنی اسرائیل یہ واقعہ دیکھ کر پریشان ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا فلاں خاندان والوں نے فلاں کو قتل کیا ہے آپ

Presented by www.ziaraat.com

ہمیں قاتل کے متعلق خبر دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً ۔(البقرہ ۶۷)

"خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔ اور ذبح شدہ گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کے بدن سے لگاؤ وہ زندہ ہو جائے گا اور تمہیں اپنے قاتل کے متعلق خود بتائے گا"۔

اور اگر بنی اسرائیل خدا کے حکم کو مان کر کوئی سی گائے ذبح کر دیتے تو کافی تھی۔ لیکن انہوں نے اس پر عمل کرنے کی بجائے حضرت موسیٰؑ سے کہا:۔

قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ ۔ (البقرہ ۶۷)

"ان لوگوں نے کہا آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں حضرت موسیٰؑ نے کہا پناہ بخدا کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں"۔

ان لوگوں نے خدا کے سیدھے سادے فرمان پر عمل نہ کیا انہوں نے سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کر دی اور انہوں نے کہا:۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَۃٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ عَوَانٌ بَیْنَ ذٰلِکَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۔

(البقرہ ۶۸)

"انہوں نے کہا اچھا خدا سے دعا کیجیئے کہ ہمیں اس کی حقیقت بتائے، انہوں نے کہا ایسی گائے چاہیے جو نہ بوڑھی ہو نہ بچہ۔ درمیانی قسم کی ہو، اب تم حکم خدا پر عمل کرو"۔

اگر بنی اسرائیل خدا کا یہ حکم سن کر اس کی تعمیل کر لیتے تو بھی کوئی سی بھی گائے ذبح کر سکتے تھے لیکن انہوں نے خود سختی کی تو خدا نے بھی ان پر سختی کی۔

Presented by www.ziaraat.com

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَالَوْنُهَا قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۔ (البقرہ ۶۹)

" ان لوگوں نے کہا یہ بھی پوچھے کہ رنگ کیا ہوگا ، کہا کہ حکم خدا ہے کہ زرد بھڑک دار رنگ کی ہو جو دیکھنے میں بھلی معلوم ہو "۔

اس حکم کے بعد اگر بنی اسرائیل کوئی سی درمیانی عمر کی زرد گائے ذبح کردیتے تو وہ ان کے لیے کافی ہوتی لیکن انہوں نے سختی کی تو خدا نے بھی ان پر سختی کی ۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَاهِيَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۔(البقرہ ۷۰،۷۱)

" ان لوگوں نے کہا ایسی تو بہت سی گائیں ہیں اب ہم کون سی ذبح کریں اسے بیان کیا جائے ہم انشاء اللہ تلاش کرلیں گے ۔ حکم ہوا کہ ایسی گائے جو کاروباری نہ ہو ، نہ زمین جوتے اور نہ کھیت سینچے ، ایسی صاف ستھری کہ اس میں کوئی دھبہ بھی نہ ہو ان لوگوں نے کہا اب آپ نے بالکل ٹھیک بیان کیا ہے "۔

مذکورہ نشانیاں سننے کے بعد بنی اسرائیل اس گائے کی تلاش کو نکلے تو مذکورہ نشانیوں والی گائے ایک اسرائیلی نو جوان کے پاس موجود تھی ۔ مگراس جوان نے کہا اس گائے کی قیمت یہ ہے کہ اس کی کھال کو تم سونے سے بھر دو گے ۔

گائے کی اتنی بڑی قیمت سن کر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور گائے کی قیمت کی ان سے شکایت کی ۔

آپؑ نے فرمایا کہ کچھ بھی ہو تم اسے ضرور خریدو ۔

آخرکار اسرائیلیوں نے وہ گراں قدر قیمت گائے خریدی اور وہ گائے لے

Presented by www.ziaraat.com

کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور اس کے گوشت کا ٹکڑا مقتول کے جسم سے مس کیا تو مقتول زندہ ہو گیا اور کہنے لگا۔

" اللہ کے پیغمبر ! میرا چچا زاد بھائی ہی میرا قاتل ہے اور جس پر اس نے الزام لگایا ہے وہ میرا قاتل نہیں ہے"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:۔

اس گائے کا بھی ایک پس منظر ہے ۔

لوگوں نے پوچھا:۔

حضرت اس کا پس منظر کیا ہے ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔

"بنی اسرائیل کا وہ جوان اپنے والد کا فرماں بردار فرزند تھا اور اس نے گائے کا ایک بچھڑا خریدا اور اپنے والد کے پاس آیا۔ رقم کی چابیاں اس کے والد کے پاس تھیں اور والد خواب آلودہ (نیند میں بھرے ہوئے) سو رہے تھے۔ اس نے اپنے والد کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا اور اس نے اس سودے کو منسوخ کر دیا ۔

جب اس کے والد بیدار ہوئے تو اس نے اپنے والد کو اپنے معاملے کی خبر سنائی ۔

اس کے والد نے کہا:۔

تم نے اچھا کیا تمہارے اس سودے کے بدلے میں میں تمہیں یہ گائے دیتا ہوں"۔

اللہ کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔

" لوگو ! دیکھو والد سے نیکی نے جوان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ؟"

Presented by www.ziaraat.com

حرمتِ غنا

۳۲۔ (حذف اسناد) ریان بن صلت کا بیان ہے کہ میں نے خراسان میں امام علی رضا علیہ السلام سے ایک دن پوچھا کہ ابراہیم بن ہاشم (ہشام بن ابراہیم ختل) عباسی کہتا ہے کہ آپ نے اسے راگ سننے کی اجازت دی ہے۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"وہ زندیق جھوٹ بولتا ہے اس نے مجھ سے اس کے متعلق پوچھا تھا تو میں نے اس سے کہا تھا کہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا تھا:۔

"جب خدا حق و باطل میں تمیز کرے گا تو اس وقت راگ کہاں ہو گا ؟"

اس شخص نے کہا:۔

راگ باطل کے ساتھ ہو گا۔

یہ سن کر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:۔

"تم نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے"۔

۳۳۔ (حذف اسناد) ریان بن صلت کہتے ہیں میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا :۔

"اللہ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر شراب کی حرمت کا پیغام دے کر مبعوث فرمایا اور یہ کہ وہ اس بات کا اقرار کرے اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور یہ کہ اس کی میراث میں کندر ہو گا"۔(کندر ایک خار دار درخت کے گوند کو کہا جاتا ہے)

ریان کہتے ہیں کہ میں نے آپؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رات کے وقت تاریک گھر میں چراغ کے بغیر نہیں جانا چاہیے۔

۳۴۔ احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت کی ،

Presented by www.ziaraat.com

انہوں نے علی بن ابراہیم بنی ہاشم سے روایت کی ، انہوں نے یاسر خادم سے روایت کی کہ مامون کے فوج کے ایک سالار نے امام علی رضا علیہ السلام سے مٹی کھانے کے متعلق دریافت کیا اور کہا کہ اس کی چند کنیزیں مٹی کھاتی ہیں۔

امام علیہ السلام یہ سن کر غضبناک ہوئے پھر آپ نے فرمایا:۔

"مٹی کھانا مردار اور خنزیر کے گوشت کی طرح سے حرام ہے ۔ تم اپنی کنیزوں کو مٹی کھانے سے منع کرو"۔

یاسر نے مجھے بتایا جب امام علیہ السلام جمعہ کے دن جامع مسجد سے تشریف لائے تو آپؑ کے چہرے پر غبار اور پسینہ تھا آپؑ نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور کہا:۔

"خدایا ! اگر میری کشائش اور آسائش موت کے ذریعے سے ممکن ہے تو اسی وقت ہی مجھے جلدی سے موت دے دے"۔

آپؑ شہادت تک اسی طرح مغموم اور پریشان رہے ۔

یاسر کا بیان ہے نیشا پور سے مامون کو ایک شخص نے خط لکھ کر بتایا کہ ایک مجوسی نے موت کے وقت وصیت کی کہ اس کے مال کا ایک بڑا حصہ فقراء و مساکین میں تقسیم کیا جائے ۔ اور اس کے مرنے کے بعد نیشا پور کے قاضی نے اس کے مال کا بڑا حصہ مسلمان غرباء و مساکین میں تقسیم کردیا ۔

جب مامون کو یہ خط ملا تو اس نے امام علی رضا علیہ السلام سے کہا:۔

آپ اس مسئلے میں کیا حکم دیتے ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

" مجوسی مسلمان فقراء میں اپنی دولت خرچ نہیں کرتے ۔ لہذا آپ نیشاپور کے والی کو لکھیں کہ وہ مذکورہ مقدار میں صدقات مسلمین میں سے نکال کر مجوسی فقراء میں تقسیم کردے"۔

علی بن ابراہیم کہتے ہیں یاسر خادم نے مجھے اور بھی بہت سی احادیث سنائی تھیں لیکن وہ

Presented by www.ziaraat.com

مجھے یاد نہیں رہیں کیونکہ انہیں سنے ہوئے ایک زمانہ بیت چکا ہے۔

احکام حج

۳۵۔ میرے والد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے روایت کی، انہوں نے احمد بن عیسیٰ سے روایت کی، انہوں نے حسن علی وشاء ابن بنت الیاس سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جب ہم مدینہ والوں کو ذی الحجہ کا چاند مدینہ میں نظر آجائے تو ہم صرف حج کا ہی احرام باندھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم شجرہ سے احرام باندھتے ہیں اور شجرہ کو ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لیئے میقات قرار دیا ہے"۔

اور تم اہل عراق جب عراق سے آؤ اور چاند دکھائی دے تو تمہیں عمرہ کرنے کا اختیار ہے کیونکہ تمہارے سامنے ذات عرق وغیرہ ہے جسے رسول خدا نے تمہارے لیے میقات مقرر کیا ہے۔

فضل نے کہا:۔

میں طواف کر چکا ہوں تو کیا میں احرام کھول سکتا ہوں ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

جی ہاں !

محمد بن جعفر، سفیان بن عینہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ فلاں نے ایسا ایسا کہا ہے تو اس نے امام علی رضا علیہ السلام پر تنقید کی"۔

کتاب ہذا کے مصنف رحمۃاللہ عرض پرداز ہے کہ سفیان بن عینہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات کی تھی اور انہوں نے آپ سے روایات بھی نقل کی تھیں اور وہ امام علی رضا علیہ السلام کے زمانہء امامت تک زندہ تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

۳۶۔ محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کی، انہوں نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

آپؑ نے اس سال (حج و عمرہ) کیسے کیا تھا؟

آپؑ نے جواب میں فرمایا:۔

میں نے رجب میں عمرہ کیا پھر میں آزاد ہوگیا اور حالت متعۃ الحج میں داخل ہوا اور جب بھی میں عمرہ کروں گا تو ایسے ہی کرونگا"۔

۳۷۔ (حذف اسناد)" احمد بن موسیٰ بن سعد کا بیان ہے کہ میں طواف میں امام علی رضا علیہ السلام کے ساتھ تھا جب ہم رکن یمانی کے سامنے پہنچے تو آپؑ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیئے اور یہ دعا پڑھی۔

يَآ اَللّٰهُ يَا وَلِيَّ الْعَافِيَةِ وَيَا خَالِقَ النِّعْمَةِ وَ يَا رَازِقَ الْعَافِيَةِ الْمُنْعِمُ بِالْعَافِيَةِوَ الْمَنَّانُ بِالْعَافِيَةِ وَ الْمُتَفَضِّلُ بِالْعَافِيَةِ عَلَيَّ وَ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِكَ يَارَحْمَانَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ رَحِيْمَهُمَا صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَارْزُقْنَا الْعَافِيَةَ وَ دَوَامَ الْعَافِيَةِ وَ تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَ شُكْرَ الْعَافِيَةِ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

" اے اللہ، اے عافیت عطا کرنے والے، اے نعمتوں کے خالق، اے عافیت دینے والے، اے نعمتوں کو عافیت عطا کرنے والے، اے عافیت کا احسان کرنے والے، مجھ پر اور اپنی تمام مخلوق پر عافیت کا فضل کرنے والے، اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم!

محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج اور ہمیں عافیت اور عافیت کا تسلسل و دوام عطا فرما اور ہم پر عافیت کی تکمیل فرما۔ دنیا و آخرت میں عافیت اور عافیت کے شکر

Presented by www.ziaraat.com

کرنے کی توفیق عنایت فرما۔ اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے "۔

۳۸۔ (حذف اسناد) مقاتل بن مقاتل سے روایت ہے۔انہوں نے کہا "میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو سڑک کے کنارے جمعہ کے دن زوال کے وقت حالت احرام میں پچھنے لگوائے ہوئے دیکھا"۔

کتاب ہذا کے مصنف رحمہ اللہ عرض پرداز ہے اس حدیث سے تین مسائل کا استفادہ ہوتا ہے۔

1۔ جمعہ کے دن ضرورت کے تحت پچھنے لگوانا جائز ہے اور جن روایات میں اس کی کراہت وارد ہوئی ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ حالت اختیار میں پچھنے لگوانا مکروہ ہیں۔

2۔ زوال کے وقت پچھنے لگوانا جائز ہے۔

3۔ حالت احرام میں ضرورت اور مجبوری کے تحت پچھنے لگوانا جائز ہے مگر پچھنے کی بجائے سر منڈوانے کی اجازت نہیں ہے۔

۳۹۔ (حذف اسناد) "فضل بن شاذان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت احرام و روزہ میں پچھنے لگوائے"۔

کتاب ہذا کے مصنف رحمہ اللہ عرض پرداز ہے کہ یہ حدیث اس دوسری حدیث کے معارض نہیں ہے جس میں کہا گیا **"اَفطَرَ الحَاجِمُ وَ المَحجُومُ"** کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوانے کا حکم دیا ہے۔ اور آپؐ نے ہی اس عمل کو جاری کیا اور **"اَفطَرَ الحَاجِمُ وَ المَحجُومُ"** کا یہ مفہوم نہیں ہے فصد کھولنے والے اور کھلوانے والے کا روزہ باطل ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ فصد کھولنے والا اور کھلوانے والا دونوں میری سنت اور

Presented by www.ziaraat.com

فطرت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (۱)

۴۰۔ میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے روایت کی، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسٰی سے روایت کی، انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے روایت کی، انہوں نے کہا:۔

" میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو دیکھا وہ عمرہ کے لیے روانہ ہونا چاہتے تھے تو وہ مغرب کے بعد رسول خداؐ کی قبر اطہر پر آئے اور سر مبارک کے سامنے کھڑے ہوئے اور رسول خداؐ پر سلام کیا اور قبر اطہر سے چمٹ گئے پھر واپس چلے گئے بعد ازاں قبر مبارک پر آئے اور قبر کے پہلو میں کھڑے ہوکر نماز پڑھی اور ان کا بایاں پہلو قبر کے ساتھ، ستون کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔ اس سے وہ ستون مراد نہیں ہے جو آنحضرتؐ کے سر مبارک کے پاس ہے۔ پھر آپؑ نے آنحضرتؐ کے قدموں کے پاس چھ یا آٹھ رکعات نماز پڑھی اور آپؑ کے رکوع اور سجدے کی مقدار تین تسبیحات یا اس سے زیادہ کے برابر تھی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپؑ نے طویل سجدہ کیا یہاں تک کہ آپؑ کے پسینہ سے سنگریزے بھیگ گئے۔

راوی کہتا ہے کہ آپؑ کے بعض اصحاب کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنا رخسار زمینِ مسجد سے چپکا دیا تھا"۔

۴۱۔ (حذف اسناد) " محمد بن اسمٰعیل بن بزیع کہتے ہیں کہ میں نے حالت احرام میں امام علی رضا علیہ السلام کو انگشتری پہنے ہوئے دیکھا"۔

۴۲۔ (حذف اسناد) موسیٰ بن سلام نے کہا:۔

" امام علی رضا علیہ السلام نے عمرہ کیا جب آپؑ نے خانۂ کعبہ کو الوداع کہا اور باہر نکلنے کے لیے باب حناطین(۲) پہنچے تو کعبہ کی پشت کی طرف صحنِ مسجد

(۱) اس سے مراد اسلام اور فطرت اللہ ہے۔ اہل بیت طاہرینؑ کی تفسیر میں اس سے اسلام مراد لیا گیا ہے۔

(۲) مسجد الحرام میں بنی امیہ نے اضافہ کیا تھا اور باب الحناطین اسی توسیع شدہ صحن کا ایک دروازہ ہے۔ یہ دروازہ باب السلام اور باب الزیارت کے درمیان ہے اور صحن کے ایک کونے میں واقع ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

میں بیٹھ گئے اور ہاتھ بلند کر کے دعا مانگی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
یہاں حاجت طلب کرنا انتہائی پسندیدہ ہے اور یہاں نماز پڑھنے کی دوسرے
مقامات سے زیادہ فضیلت ہے یہاں ایک نماز ساٹھ ماہ یا ساٹھ سال کی نمازوں سے
بہتر ہے اور جب آپ دروازے کے پاس پہنچے تو کہا:۔

اللھم انی خرجت علی ان لاالہ الا انت ۔

پروردگار میں دروازے سے اس عقیدے کی حالت میں نکل رہا ہوں کہ تیرے
علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے"۔

۴۳۔ (حذف اسناد) " ابراہیم بن ابی محمود نے کہا میں نے امام علی رضا
علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے کعبہ کو وداع کیا اور جب مسجد الحرام کے دروازے
سے نکلنے لگے تو سجدہ میں گر گئے اور قبلہ کی طرف رخ کر کے کہا:۔

اللھم انی انقلب علی ان لاالہ الااللہ ۔

خدایا ! میں **لاالہ الااللہ** کا عقیدہ لے کر واپس جا رہا ہوں"۔

متفرق مسائل

۴۴۔ (حذف اسناد) " محمد بن اسماعیل بن بزیع کا بیان ہے

1۔ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے فجر اور وتر کی قنوت کے متعلق
دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا رکوع سے پہلے قنوت پڑھنی چاہیے ۔

2۔ میں نے آپؑ سے " فقاع " کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے اسے
سخت ناپسندیدہ کہا ۔ (۱)

3۔ میں نے آپؑ سے منقش کپڑے میں نماز کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے
فرمایا جس میں تصاویر ہوں وہ مکروہ ہے ۔

میں نے آپؑ سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی نابالغہ لڑکی کا عقد کیا ، ابھی

---

(۱) یہاں کراہت سے مراد حرمت ہے اور اکثر روایات میں کراہت سے حرمت مراد لی گئی ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

لڑکی چھوٹی تھی کہ اس کے والد کا انتقال ہو گیا تو کیا بالغہ ہونے کے بعد وہ نوجوان لڑکی خود مختار ہو گی یا اس کے والد کا کیا ہوا عقد قائم رہے گا ؟

آپؑ نے فرمایا، اس کے والد کا کیا ہوا عقد قائم رہے گا۔

5۔آپؑ نے کہا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا :۔

وضو صرف اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو تمہارے ان دو راستوں سے خارج ہو جن کے ذریعے سے خدا نے تم پر احسان کیا (یعنی قبل و دبر سے جو چیز نکلے اس سے وضو باطل ہو جاتا ہے)۔

6۔میں نے آپؑ سے مکہ اور مدینہ میں نماز کے متعلق پوچھا کہ ان دو شہروں میں نماز قصر پڑھی جائے یا پوری پڑھی جائے ؟

آپؑ نے فرمایا، جب تک دس دن قیام کرنے کا ارادہ نہ ہو تو قصر پڑھنی چاہیے ۔ (۱)

7۔میں نے آپؑ سے پوچھا کہ کیا عورتوں کو خواجہ سراؤں سے پرد کرنا چاہیے؟

آپؑ نے فرمایا :۔ خواجہ سرا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بیٹیوں کے ہاں آیا کرتے تھے اور وہ ان سے پردہ نہیں کرتی تھیں۔ (۲)

8۔ میں نے آپؑ سے ام ولد لونڈی کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ مردوں

---

(۱) واضح رہے کہ علمائے امامیہ اثناعشریہ کا نظریہ یہ رہا ہے جب قصر کے شرائط مکمل ہوں تو قصر پڑھنی چاہیے اور شیخ کے دور سے مشہور فتویٰ یہ ہے کہ چار مقامات پر قصر اور تمام پڑھنے کا اختیار ہے ۔ اور بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہے کہ ائمہ علیہم السلام کے اصحاب کے ہاں قصر کا فتویٰ معروف رہا ہے

بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے پوشیدہ علم میں چار مقامات حرم خدا ،حرم رسولؐ ،حرم امیر المومنینؑ اور حرم امام حسینؑ میں پوری نماز پڑھنے کا حکم موجود ہے ۔

(۲) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ سراؤں سے پردہ کرنا واجب نہیں ہے ۔ جیسا کہ علامہ نے " مختلف " میں اس کی وضاحت کی ہے ۔ لیکن فخر العلماء نے اپنی کتاب شرح قواعد میں لکھا ہے کہ علماء کا اس امر پر اجماع ہے کہ خواجہ سرا کے لیئے اپنی مالکہ کا دیکھنا حرام ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

کے سامنے کھلے سر آسکتی ہے ؟

آپؑ نے فرمایا: اسے کپڑے سے سر ڈھانپنا چاہیے ۔

9۔میں نے آپؑ سے سونے اور چاندی کے برتنوں کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے ان سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

10۔میں نے آپؑ سے عرض کی کہ ہمارے بعض اصحاب کی روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس ایسا آئینہ تھا جس کے گرداگرد چاندی لگی ہوئی تھی۔

آپؑ نے فرمایا:۔

الحمداللہ ! ایسا نہیں۔ البتہ اس کا کڑا چاندی کا تھا اور وہ آئینہ اب میرے پاس موجود ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا:۔

جب میرے بھائی عباس کا ختنہ ہوا تو ان کے لیے ایک لکڑی پر چاندی کا خول چڑھایا گیا تھا جس پر دس درہم کی مقدار میں چاندی لگی ہوئی تھی مگر میرے والد نے حکم دیا تھا کہ اس لکڑی کو توڑ دیا جائے ۔

11۔میں نے آپؑ سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی کنیز کو بوسہ دیتا ہے تو کیا وہی کنیز اس کے فرزند کے لیئے حلال ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

کیا اس نے شہوت سے بوسہ دیا ؟

میں نے کہا:۔

جی ہاں ! اس نے شہوت سے بوسہ دیا۔

آپؑ نے فرمایا:۔

جب وہ شہوت سے بوسہ دے چکا تو اس نے کچھ بھی نہیں چھوڑا (یعنی ایسی

Presented by www.ziaraat.com

کنیز اس کے فرزند کے لیئے حلال نہیں ہے)۔

پھر آپؑ نے خود ہی ابتدا کرتے ہوئے فرمایا:۔

اگر کوئی شخص اپنی کنیز کو ننگا کر کے نگاہ شہوت سے دیکھے تو وہ کنیز اس شخص کے بیٹے اور باپ پر حرام ہو گی۔

میں نے کہا:۔

کیا صرف بدن کو دیکھنے سے اس کے باپ اور بیٹے پر حرام ہو جائے گی ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

صرف بدن دیکھنے سے نہیں بلکہ شرم گاہ دیکھنے سے حرام ہو جائے گی۔

12۔میں نے آپؑ سے پوچھا کہ گر کنیز کم سن اور نا بالغہ ہو تو کیا مرد کو اس کی ماہواری کا انتظار کرنا چاہیے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

نا بالغہ کنیز کے لیئے ایک ماہ تک ماہواری کا انتظار کرنا چاہیے (یہ حکم استحباب کے تقاضوں پر مبنی ہے)۔

13۔میں نے کہا اگر کنیز کی عمر سات برس یا اس کے لگ بھگ ہو اور اس کے حاملہ ہونے کی کوئی توقع نہ ہو تو پھر کیا حکم ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

جب وہ چھوٹی ہو تو ماہواری کا انتظار نہ کرنے سے تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔

14۔میں نے پوچھا کہ اگر اس کی عمر سات سے نو سال کے درمیان ہو تو کیا حکم ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

ہاں اگر وہ نو سال کی بھی ہو (تو بھی یہی حکم ہے)۔

Presented by www.ziaraat.com

15۔میں نے آپؑ سے پوچھا کہ ایک عورت نے نبیذ پی ، جس کی وجہ سے اسے نشہ چڑھ گیا اور اس نے نشہ کی حالت میں ایک شخص سے نکاح کرلیا۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے اس عقد سے انکار کردیا پھر اس نے گمان کیا کہ وہ نکاح نافذ ہوچکا ہے ۔ اور وہ اس کی زوجہ بن گئی ہے تو اس نے اس مرد کے ساتھ رہائش اختیار کرلی تو کیا یہ نکاح حلال ہے یا باطل ہے ۔ کیونکہ نکاح کے وقت وہ نشہ میں تھی اور اس شخص کو اس پر کوئی اختیار نہیں ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"ہوش میں آنے کے بعد جب اس نے اس مرد کے ساتھ رہائش اختیار کرلی تو وہ رہائش اس کی رضامندی شمار ہو گی ۔ اور اس کی شادی جائز ہو گی"۔

16۔میں نے آپؑ سے پوچھا کہ اگر ایک کنیز دو اشخاص کی ملکیت میں ہو اور دونوں آزاد کردیں اور کنیز کا ایک بھائی بھی ہو جو اس سے غائب ہو اور کنیز کنواری ہو، تو کیا ان دو مالکوں میں سے کوئی ایک اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا اس کے بھائی کی اجازت کے بغیر عقد نہیں ہو سکتا ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"جی ہاں ! مالکوں میں سے اگر ایک اس سے عقد کرنا چاہے تو جائز ہے"۔

17۔میں نے کہا تو کیا اگر سابقہ مالکوں میں سے کوئی ایک اس سے عقد کرنا چاہے تو جائز ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"جی ہاں !"

راوی کہتا ہے پھر امام علیہ السلام نے مجھے فرمایا:۔

"خدا کے متعلق اچھا گمان رکھو ۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " میں اپنے

Presented by www.ziaraat.com

بندے سے اس کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں اگر اچھا گمان رکھتا ہے تو اچھا سلوک کرتا ہوں اگر برا گمان رکھتا ہے تو اس سے برا سلوک کرتا ہوں "۔

18۔ آپؑ نے ائمہ علیہم السلام کے متعلق فرمایا:۔

"وہ عالم، صادق ، ملہم اور محدث ہوتے ہیں"۔

19۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام کو خط لکھا جس میں مَیں نے آپؑ سے " ربیثا " (ا) کے متعلق پوچھا کہ آپؑ اس کے متعلق مجھے کیا حکم دیتے ہیں ؟

آپؑ نے تحریر فرمایا:۔

" اس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

اختلافِ حدیث کا بیان

۴۵۔ مجھ سے میرے والد محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے روایت کی ،انہوں نے محمد بن عبداللہ مسمعی سے روایت کی ، انہوں نے احمد بن حسن میثمی سے روایت کی ، انہوں نے کہا:۔

"ایک دن امام علی رضا علیہ السلام کے پاس بہت سے اصحاب موجود تھے اور حکم واحد کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی دو مختلف احادیث کے متعلق جھگڑ رہے تھے ۔آخر کار آپؑ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے حرام کی حرمت اور حلال کی حلت کا اعلان کیا اور فرائض مقرر کیے ۔ جو روایت حرام خدا کی حلت یا حلال خدا کی حرمت کے متعلق ہو یا کتاب خدا میں بیان کردہ کسی ایسے فریضہ کو جس کے احکام واضح ہوں اور قرآن

(ا) ربیثا ایک مخصوص مچھلی کا نام ہے اور روایت سے اس کے کھانے کی حلت ثابت ہوتی ہے شاید یہ روایت تقیہ پر محمول ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

مجید میں اسے کہیں منسوخ بھی نہ کیا گیا ہو چنانچہ ایسے فریضے کے خلاف اگر کوئی حدیث بیان کی جائے تو ایسی حدیث پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرام خدا کو حلال اور حلال خدا کو حرام اور خدا کے قائم کردہ فریضہ کو ختم کرنے والے نہیں تھے ۔آپؐ حکم خداوندی کے مقابل سر تسلیم خم کرنے والے تھے اور خدا کا پیغام پہنچانے والے تھے اور قرآن مجید کی اس آیت میں اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ ۔(الانعام۵۰) "میں تو بس اپنی طرف آنے والی وحی کی پیروی کرتا ہوں" ۔ یہی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

آپؐ خدا کے فرماں بردار تھے اور خدا کی طرف سے انہیں جو پیغام ملتا تھا آپ اس کی تبلیغ کرنے والے تھے ۔

میں (راوی) نے کہا:۔

کسی حکم کے متعلق ہمارے پاس آپؐ کی طرف سے رسول خداؐ کی ایک حدیث وارد ہوتی ہے جس کا تذکرہ کتاب میں نہیں صرف سنت میں ہے ۔ پھر ہمارے پاس دوسری حدیث پہلی حدیث کے خلاف وارد ہوتی ہے۔ (یعنی امر واحد کے متعلق دو مختلف احادیث وارد ہوتی ہیں تو اس کے متعلق ہماری تکلیف شرعی کیا ہے ؟)

آپؐ نے فرمایا:۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اشیاء کے متعلق نہی حرمت فرمائی اور آپؐ کی نہی خدا کی نہی سے مطابقت کر گئی ۔ اور اسی طرح سے آنحضرتؐ نے بعض اشیاء کا حکم نافذ کیا تو آپؐ کا فرمان امر خداوندی سے مطابقت کر گیا تو وہ بھی فریضہ خداوندی کی طرح سے واجب اور لازم ہے ۔

لہذا آنحضرتؐ سے جس چیز کے متعلق نہی حرمت وارد ہو تو ہم (اہل بیتؑ) اس کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے اور اسی طرح سے آپؐ نے جس کام کے متعلق

Presented by www.ziaraat.com

امر وجوبی ارشاد فرمایا ہو ہم اس سے روک نہیں سکتے ۔ کیونکہ جس کے متعلق آنحضرتؐ نے رخصت نہیں دی ہم بھی اس کے متعلق رخصت نہیں دیتے اور امر رسول کے خلاف کوئی حکم جاری نہیں کرتے مگر کسی ضرورت (احتیاج) کے خوف سے ایسا کرتے ہیں ۔ پس ہم حلالِ محمدؐ کو حرام اور حرامِ محمدؐ کو ہر گز حلال نہیں کرتے ۔ کیونکہ ہم پیغمبر خداؐ کے پیرو کار ہیں اور ہم ان کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے ہیں اور رسول خداؐ ، حکم خداوندی کے سامنے سر جھکانے والے تھے اور خدا کے فرمان کی اتباع کرنے والے تھے ۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (الحشر۔۷)

" جو کچھ رسولؐ تمہیں دے دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ "۔

رسول خداؐ نے بعض اشیاء کے متعلق نہی فرمائی مگر وہ حرمت پر مبنی نہیں تھی بلکہ کراہت و احتیاط پر مبنی تھی ۔

اسی طرح سے آپؐ نے چند اشیاء کے متعلق حکم دیا اور وہ وجوب پر مبنی نہ تھا بلکہ فضیلت اور دینی رجحان پر مبنی تھا پھر آپؐ نے اس میں مجبور اور غیر مجبور کو رخصت عنایت فرمائی ۔

آنحضرتؐ کی نہی کراہت اور امر فضیلت کے متعلق رخصت کی گنجائش موجود ہے۔اور جب تمہارے پاس ہماری طرف سے ایسی دو حدیثیں وارد ہوں اور دونوں روایات کے راوی بھی ثقہ ہوں تو ان میں سے ایک یا دونوں پر عمل کرنا ضروری ہے یا ان میں سے جس روایت پر تم چاہو اس پر عمل کر سکتے ہو ۔ اس کے متعلق مکمل گنجائش موجود ہے اور ان احادیث پر عمل کرنا رسول خداؐ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے مترادف ہے اور جو عناد وانکار کی وجہ سے ایسی احادیث پر عمل ترک کردے

Presented by www.ziaraat.com

تو وہ رسول خداؐ کے حضور سر تسلیم خم کرنے والا نہیں ہے اور وہ خدائے عظیم کے ساتھ شرک کرنے والا ہے۔

جب تمہارے پاس دو متضاد خبریں وارد ہوں تو ان دونوں روایات کو خدا کی کتاب کے سامنے پیش کرو۔اور کتاب خدا میں جس کے حلال یا حرام ہونے کا ذکر موجود نہ ہو تو تم اس حدیث کی پیروی کرو جو کتاب اللہ کے موافق ہو۔اور کتاب خدا میں جس کا تذکرہ موجود نہ ہو تو اس حدیث کو سنت نبویؐ کے سامنے پیش کرو۔ اگر سنت پیغمبرؐ میں اس کے متعلق نہی حرمت یاامر وجوبی وارد ہو تو تم اس حدیث کی پیروی کرو جو پیغمبر اکرمؐ کے امر و نہی کے مطابق ہو۔

اور اگر سنت میں نہی تنزیہی وارد ہو اور دوسری خبر اس کے خلاف ہو تو اس کے لیے رخصت و گنجائش موجود ہے کیونکہ رسول خداؐ نے اس سے کراہت کی تھی اور اسے حرام قرار نہیں دیا تھا۔ اس صورت میں دونوں روایات پر عمل کرنے کی گنجائش ہے یا کسی ایک خبر پر جسے تم پسند کرو۔ اور یہ رسول خداؐ کے حضور تسلیم اور اتباع اور حضور کی طرف معاملات کو پلٹانے کے دائرہ کار میں شامل ہے۔ اور اگر تمہیں کتاب خدا اور سنت رسولؐ میں اس کا کہیں بھی کوئی حکم دکھائی نہ دے تو اس کا علم ہماری طرف پلٹاؤ۔ ہم اسکے زیادہ حقدار ہیں اور اپنی آراء سے کچھ نہ کہو۔ ایسی صورت میں جب تک ہماری طرف سے تمہارے پاس کوئی وضاحت نہ پہنچے اس وقت تک تمہیں رک جانا چاہیے اور ٹھہر جانا چاہیے"۔

مصنف کتاب ہذا رضی اللہ عنہ عرض پرداز ہے کہ ہمارے شیخ محمد بن حسن بن احمد بن الولید رضی اللہ عنہ ، محمد بن عبداللہ مسمعی راوی حدیث ہذا کے متعلق بری رائے رکھتے تھے اور میں نے کتاب ہذا میں یہ حدیث اس لیئے ذکر کی ہے کیونکہ یہ حدیث "کتاب الرحمۃ" میں موجود تھی اور میں نے وہ کتاب شیخ کے سامنے پڑھی تھی اور شیخ نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

۴۷۔ (حذف اسناد) زکریا بن آدم نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے ناسور (۱) کے متعلق پوچھا کہ کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"وضو کو صرف تین چیزیں پیشاب، پاخانہ اور ریح توڑتی ہیں"۔

۴۸۔ (حذف اسناد) حسن بن علی الوشاد سے مروی ہے انہوں نے کہا:۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

اگر کسی شخص کے ہاتھ پر دوائی لگی ہوئی ہو اور وہ وضو میں صرف اس پر ہاتھ پھیر دے تو کیا اس کا وضو درست ہوگا ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"جی ہاں ! اس پر ہاتھ پھیر دے اس کا وضو ہو جائے گا"۔

۴۹۔ (حذف اسناد) محمد بن سہل نے اپنے والد سے روایت کی ۔ انہوں نے کہا:۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

اگر وضو میں منہ کا کچھ حصہ باقی بچ جائے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"اپنے باقی جسم کی تری سے اسے تر کرلے"۔ (۲)

فقاع اور شطرنج فعل یزید ہے

۵۰ ۔ ہم سے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری عطار نے بیان کیا انہوں نے علی بن محمد قتیبہ سے سنا ، انہوں نے فضل بن شاذان سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا :۔

"جب امام حسین علیہ السلام کا سر اطہر یزید لعین کے پاس شام لایا گیا

(۱) بعض نسخوں میں ناسور کی بجائے بواسیر مرقوم ہے (۲) یہ حکم وضو سے فارغ ہونے کے بعد پر محمول کیا جائے گا

Presented by www.ziaraat.com

یزید لعین نے حکم دیا کہ اسے تخت کے نیچے ایک طشت میں رکھا جائے ۔پھر اس نے شطرنج کی بازی لگائی اور شطرنج کھیلنے لگ گیا ۔ اور امام حسین علیہ السلام اور ان کے والد اوران کے نانا کو برا بھلا کہتا رہا اوران کا ذکر کر کے ان کا مذاق اڑاتا رہا اور جیسے وہ اپنے کسی ساتھی سے بازی جیتتا تھا تو وہ فقاع(ایک مخصوص قسم کی شراب) کے تین گھونٹ پیتا تھا اور اس کی چھٹ طشت کے قریب انڈیلتا تھا ۔ جو بھی ہمارا شیعہ ہو انہیں فقاع اور شطرنج سے پرہیز کرنا چاہیے اور جن کی نظر فقاع اور شطرنج پر پڑے تو اسے چاہیے کہ امام حسین علیہ السلام کو یاد کرے اوریزید اور آل یزید پر لعنت کرے ۔ اللہ تعالی ان کے گناہ مٹائے گا اگرچہ وہ ستاروں کی تعداد میں بھی ہوں گے"۔

۵۱ ۔(حذف اسناد) عبدالسلام بن صالح الہروی نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا:۔

"دور اسلام میں یزیدبن معاویہ لعین وہ پہلا شخص ہے جس کے لیے فقاع (ایک مخصوص شراب) تیار کی گئی ۔ یزید لعین اور اس کے ساتھی دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے پاس " فقاع " رکھی ہوئی تھی اور اس لعین نے امام حسین علیہ السلام کے سر پر دستر خوان بچھایا ہوا تھا ۔ وہ لعین خود بھی فقاع پیتا اور اپنے ساتھیوں کو بھی پلاکر کہتا تھا

اس شراب کو پیو یہ بابرکت شراب ہے اگر اس میں برکت نہ ہوتی توبھی اس کی برکت کے لیئے یہی بات کافی ہے کہ سب سے پہلے میں نے یہ شرابا ستعمال کی اور میرے دشمن کا سر میرے پاس ہے اور ہم نے ان پر دستر خوان بچھا رکھا ہے اور ہم پر سکون اور مطمئن ہو کر کھا پی رہے ہیں ۔

جو بھی ہمارا شیعہ ہو انہیں فقاع سے پرہیز کرنا چاہیے ۔ کیونکہ یہ ہمارے دشمنوں کا مشروب ہے اور جنہوں نے ایسا نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہو گا ۔ میرے

Presented by www.ziaraat.com

والد نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے رسول خداؐ سے روایت کی ۔ آپؐ نے فرمایا :۔

"میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو اور میرے دشمنوں کے کھانے مت کھاؤ اور میرے دشمنوں کے راستوں پر مت چلو ، ورنہ تم بھی ان کی طرح سے میرے دشمن قرار پاؤ گے"۔

مصنف کتاب ہذا رحمہ اللہ عرض پرداز ہے

دشمنوں کے لباس سے سیاہ لباس اور دشمنوں کے کھانوں سے نشہ آور نبیذ، فقاع ، مٹی ، ملی مچھلی ،سانپ مچھلی " زمیر اور طافی " اور ہر وہ مچھلی مراد ہے جس پر چھلکا نہ ہو اور اس کے ساتھ گوہ (سوسمار) کا گوشت ، خرگوش اور وہ انڈا جس کے دونوں سرے برابر ہوں اور ٹڈی دل میں سے "دبا" اور یہ ٹڈی دل کی وہ قسم ہے جو پوری طرح سے پرواز نہیں کرتی اور تلی مراد ہیں ۔

اور دشمنوں کے راستوں سے تہمت کے مقامات اور شراب نوشی کی محفلیں اور راگ رنگ کی مجلسیں اور ایسی مجلسیں جن میں حق کا فیصلہ نہ کیا جاتا ہو اور ایسی مجالس جس میں ائمہ ہدیٰ علیہم السلام اور مومنین کا شکوہ کیا جاتا ہو ۔ اور اہل معاصی و ظلم اور فساد اور قمار بازی کی تمام تر مجلسیں مراد ہیں ۔

"(مجھے معلوم ہوا ہے کہ فقاع کی اقسام میں ایسی قسمیں بھی ہیں جن کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرتی ہے اور وہ تمام اشیاء جو زیادہ مقدار میں نشہ پیدا کرتی ہیں ان کی قلیل مقدار بھی حرام ہے) "۔ (۱)

۵۲۔ عبدالواحد بن محمد بن عبدوس عطار رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا ، انہوں نے علی بن محمد بن قتیبہ نیشا پوری سے روایت کی، انہوں نے فضل بن شاذان سے روایت کی ، انہوں نے کہا میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا ، آپؑ فرمایا

---

(۱) واوین میں دی ہوئی عبارت بعض نسخوں میں موجود ہے اور اصل نسخہ میں موجود نہیں ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

کرتے تھے :۔

"عدل و احسان کا استعمال نعمت کے ہمیشہ رہنے کا اعلان کرتا ہے"۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

Presented by www.ziaraat.com

باب 31

امام علی رضا علیہ السلام سے مروی اخبار کا مجموعہ (۱)

شیخ فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی نزیل رے قدس اللہ روحہ نے کہا:۔

۱۔ ہم سے یہ حدیث ہمارے والد رضی اللہ عنہ اور محمد بن حسن بن احمد بن الولید رضی اللہ عنہما نے بیان کی ۔ انہوں نے یہ حدیث سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے سنی ، انہوں نے یہ حدیث ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے حسن بن جہم سے یہ حدیث سنی ، انہوں نے کہا میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا آپؑ فرمایا کرتے تھے۔

"ہر شخص کا دوست اس کی عقل ہوتی ہے اور جہالت اس کی دشمن ہوتی ہے"۔

۲۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جس نے مخلوق میں سے احسان کرنے والے کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ بھی ادا نہیں کیا"۔

۳۔ (حذف اسناد) ابراہیم بن ابی محمود سے روایت ہے ۔ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"مومن وہ ہے جب اس سے بھلائی صادر ہو تو وہ خوشی محسوس کرے اور جب اس سے کوئی برائی صادر ہو تو وہ استغفار کرے ۔ اور مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان سلامتی محسوس کریں ۔ اور وہ شخص ہم میں سے نہیں جس کے شر سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ ہو ۔

۴۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے

---

(۱) یہ باب تین سو اکیاون ۳۵۱ احادیث پر مشتمل ہے ۔ بعض نسخوں میں باب ۳۰ جلد اول میں شامل ہے اور جلد دوم باب ۳۱ سے شروع کیا گیا ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"میں چار قسم کے لوگوں کی قیامت کے دن شفاعت کروں گا ۔

1۔ میری اولاد کا احترام کرنے والا 2۔ ان کی حاجات پوری کرنے والا

3۔ جب وہ پریشان اور مضطر ہوں تو ان کے امور کے لیئے بھاگ دوڑ کرنے والا

4۔ اپنے دل اور زبان سے ان سے محبت رکھنے والا"۔

۵۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے اسماء بنت عمیسؓ نے بیان کیا ، انہوں نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا سے روایت کی ، انہوں نے فرمایا :۔

"جب حسن علیہ السلام میرے شکم میں آئے اور میں نے انہیں جنم دیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:۔

اسماء ! میرا فرزند میرے حوالے کرو۔

اسماء کہتی ہیں کہ میں نے حسن علیہ السلام کو اٹھا کر آنحضرتؐ کے حوالے کیا اور اس وقت امام حسن علیہ السلام زرد قسم کے کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے ۔ آنحضرتؐ نے زرد کپڑا اتار کر پھینک دیا اور امام حسن علیہ السلام کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی ۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:۔

آپؑ نے میرے فرزند کا کیا نام رکھا ؟

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی :۔

یا رسول اللہؐ ! میں آپؐ پر سبقت نہیں کر سکتا ویسے میں چاہتا تھا کہ نو مولود فرزند کا نام حرب رکھوں ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔

پھر میں بھی اس کے نام کے لیئے اپنے خدا پر سبقت نہیں کروں گا ۔

Presented by www.ziaraat.com

اتنے میں جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا:۔

محمدؐ! علی الاعلیٰ آپؐ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے۔

علیؑ کو آپؐ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے حاصل تھی اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے آپؐ اس نومولود فرزند کا نام ہارونؑ کے فرزند کے نام پر رکھیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

ہارونؑ کے فرزند کا کیا نام تھا؟

جبرئیل نے عرض کی:۔

ہارونؑ کے فرزند کا نام شبر تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

میری زبان عربی ہے۔

جبرئیلؑ نے کہا:۔

آپؐ اس کا نام حسن رکھیں۔

اسماء کہتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے اس کا نام حسنؑ رکھا۔ جب امام حسنؑ کی ولادت کو سات دن گزرے تو رسول خداؐ نے دو موٹے تازے گوسفند عقیقہ میں ذبح کیئے اور دایہ کو آپؐ نے ایک ران اور ایک دینار دیا۔ پھر آپؐ نے امام حسن علیہ السلام کا سر منڈوایا اور بالوں کے وزن کے مطابق چاندی بطور صدقہ دی اور بچے کے سر پر "خلوق" لگائی اور فرمایا، اسماء! خون لگانا فعل جاہلیت ہے۔

اسماء کہتی ہیں کہ ایک سال بعد امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور رسول خداؐ گھر میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا:۔

میرا فرزند مجھے دے دو۔

میں حسینؑ کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر لائی۔ آپؐ نے اس کے دائیں کان

Presented by www.ziaraat.com

میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی پھر حسینؑ کو گود میں لٹا کر روئے۔

اسماء کہتی ہیں میں نے عرض کی:۔

یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ کیوں روتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا:۔

میں اپنے اس فرزند پر روتا ہوں۔

میں نے کہا:۔

مگر یہ بچہ تو ابھی پیدا ہوا ہے (اس میں بھلا رونے کی کیا حکمت ہے؟)

آپؐ نے فرمایا:۔

میرے بعد ایک باغی گروہ اسے قتل کرے گا خدا انہیں میری شفاعت نصیب نہ کرے۔

پھر آپؐ نے فرمایا:۔

اسماء! فاطمہ(س) کو اس کی خبر نہ دینا کیونکہ وہ تازہ زچگی سے فارغ ہوئی ہے۔

پھر آپؐ نے علیؑ سے فرمایا:۔

آپؑ نے میرے اس فرزند کا کیا نام رکھا؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:۔

یارسول اللہؐ! میں نام کے لیئے آپؐ پر سبقت نہیں کر سکتا ویسے میرا ارادہ تھا کہ اس نومولود فرزند کا نام حرب رکھوں گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

نام کے لیئے میں بھی اپنے خدا پر سبقت نہیں کروں گا۔

اتنے میں جبریل امینؑ نازل ہوئے اور کہا:۔

محمدؐ! علی الاعلیٰ آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

علیؑ کو آپؐ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی آپؐ اپنے نومولود فرزند کا نام ہارونؑ کے فرزند کے نام پر رکھیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

ہارونؑ کے فرزند کا کیانام تھا ؟

جبریل امینؑ نے کہا:۔

ہارونؑ کے فرزند کا نام شبیر تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مگر میری زبان عربی ہے۔

جبریل امینؑ نے کہا:۔

آپؐ اپنے فرزند کانام حسینؑ رکھیں۔

ساتویں دن آپؐ نے دو موٹے گوسفند عقیقہ میں ذبح فرمائے اور دایہ کو ایک ران اور ایک دینار عطافرمایا۔ پھر آپؐ نے حسینؑ کا سر منڈوایا اور بالوں کے وزن کے مطابق چاندی تصدق فرمائی اور حسینؑ کے سر پر " خلوق" (۱) کا لیپ کیا اور فرمایا۔

اسماء! خون لگانا رسم جاہلیت ہے۔ (۲)

---

(۱) خلوق ایک خوشبو دار بوٹی ہے۔

(۲) اس حدیث پر ایک اہم اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ اس حدیث کی روایت اسماء بنت عمیسؓ سے ہے اور اسماء بنت عمیسؓ حضرت جعفر طیارؓ کی زوجہ تھیں اور وہ ہجرت حبشہ میں ان کے ہمراہ تھیں۔ حضرت جعفر طیارؓ ۷ھ کو فتح خیبر کے دن واپس تشریف لائے تو ان کے ساتھ اسماء بنت عمیسؓ بھی مدینہ آئیں۔

جب کہ شہید اول دروس میں لکھتے ہیں کہ امام حسن مجتبیٰؑ پندرہ رمضان ۲ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ اور شیخ مفید لکھتے ہیں کہ آپؑ کی ولادت ۳ھ کو ہوئی اور اس وقت اسماء حبشہ میں موجود تھیں۔

بعض محققین نے اس اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ امام حسن و حسین علیہما السلام کی دایہ سلمیٰ بنت عمیس تھیں اور رواۃ کو نام بیان کرنے میں تسامح ہوا ہے۔ واللہ اعلم

بعض نسخوں کے حاشیہ پر اس حدیث کے متعلق تحریر ہے کہ اس حدیث کو بہت سے حفاظ اور ائمہ حدیث نے نقل کیا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

۷۔ اسی اسناد سے رسول خداؐ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا:۔

"شب معراج جبریل امین نے مجھے جنت کے ایک قالین پر بٹھایا اور پھر انہوں نے مجھے ایک بہی دی ۔ میں اس بہی کو اپنے ہاتھوں میں الٹ پلٹ رہا تھا کہ وہ پھٹ گئی اور اس سے ایک خوبصورت نو خیز لڑکی برآمد ہوئی جس سے زیادہ حسین چہرہ میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا ۔ اس نے مجھ سے کہا:۔

السلام علیك یامحمدؐ !

میں نے پوچھا:۔

تم کون ہو ؟

اس نے کہا:۔

میں راضیہ مرضیہ ہوں۔ جبار نے میرے جسم کو تین طرح سے بنایا ۔ میرے جسم کے نچلے حصہ کو مسک سے بنایا اور میرے درمیانی حصہ کو کافور سے بنایا اور میرے اوپر والے دھڑ کو عنبر سے پیدا کیا اور آب حیات سے میرا خمیر اٹھایا ۔ پھر خدا نے مجھ سے کہا ۔ ہوجا۔ میں بن گئی ۔ اللہ نے مجھے آپ کے بھائی اور ابن عم علی بن ابی طالبؑ کے لیئے پیدا کیا ہے"۔

۸۔ اسی اسناد سے رسول خداؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"فرزند پھول ہوتا ہے اور حسنؑ و حسینؑ میرے پھول ہیں"۔

۹۔ اسی اسناد سے رسول خداؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"علیؑ ! تم جنت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو اور تم جنت کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ گے اور حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوگے"۔

۱۰۔ اسی اسناد سے رسول خداؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"تمہارے درمیان میرے اہل بیتؑ کی مثال کشتی نوحؑ جیسی ہے جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو پیچھے رہ گیا اسے تیزی سے دوزخ میں ڈال دیا

Presented by www.ziaraat.com

جائے گا"۔

۱۱۔اسی اسناد سے رسول خداؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔
"خدا اور اس کے رسولؐ کا غضب اس پر سخت ہوگا جو میرا خون بہائے گا اور مجھے میری عترت کے متعلق اذیت پہنچائے گا"۔

۱۲۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔
" میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا ۔ محمدؐ ! اللہ آپؐ پر درود و سلام بھیجتا ہے اور آپؐ کو پیغام دیتا ہے۔

میں نے فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کردیا ہے آپؐ بھی ان کا عقد علیؑ سے کردیں۔ اور میں نے اس عقد کی خوشی میں شجرۂ طوبیٰ کو حکم دیا کہ وہ دُر اور یاقوت و مرجان نچھاور کرے۔ اس عقد سے اہل آسمان خوش ہیں اور عنقریب ان سے دو فرزند پیدا ہوں گے جو جوانان جنت کے سردار ہوں گے اور اہل جنت ان سے زینت حاصل کریں گے۔ محمدؐ !آپ کو بشارت ہو آپؐ اولین و آخرین سے بہتر ہیں"۔

۱۳۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔
"چھ چیزیں جواں مردی میں شامل ہیں ان میں سے تین کا تعلق حضر سے ہے اور تین کا تعلق سفر سے ہے ۔ جن کا تعلق حضر سے ہے ۔ وہ یہ ہیں ۔
1۔ کتاب اللہ کی تلاوت 2۔ مساجد کو آباد رکھنا ۳۔ خدا کے لیئے بھائی مقرر کرنا اور جن تین کا تعلق سفر سے ہے وہ یہ ہیں ۔

1۔زاد راہ خرچ کرنا 2۔حسن اخلاق 3۔ ایسا مزاح جس میں خدا کی نافرمانی نہ ہو"۔

۱۴۔ اسی اسناد سے رسول خداؐ سے مروی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا:۔
"ستارے آسمان والوں کے لیئے باعث امان ہیں اور میرے اہل بیتؑ میری امت کے لیئے باعث امان ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۵۔اسی اسناد سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا:۔
"امام محمد باقر علیہ السلام کی انگشتری کا نقش یہ تھا۔

ظنی باللہ حسن و بالنبی المؤتمن ولوصی ذی المنن و بالحسین والحسن"۔

۱۶۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق منقول ہے کہ ان سے "**اَکّٰالُوْنَ لِلسُّحْتِ**" (المائدہ۔۴۲)۔ سود کے کھانے والے کے متعلق پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا:۔

"اس سے وہ شخص مراد ہے جو اپنی بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے پھر اس سے ہدیہ قبول کرتا ہے"۔

۱۷۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"ایمان زبان سے اقرار اور دل سے معرفت اور اعضاء سے عمل کرنے کے مجموعہ کا نام ہے"۔

۱۸۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کہتا ہے:۔

"فرزند آدم ! میں تم پر نعمتیں نازل کر کے تمہاری محبت چاہتا ہوں اور تم نافرمانیاں کر کے میری ناراضگی چاہتے ہو۔ میری طرف سے تم پر خیر کا نزول ہوتا ہے اور تمہاری طرف سے تمہارا شر میری طرف بلند ہوتا ہے اور ہمیشہ معزز فرشتہ شب و روز تمہارے برے عمل لے کر میرے پاس آتا رہتا ہے۔

فرزند آدم ! اگر تم اپنے اوصاف و اطوار کسی غیر کی زبان سے سنو اور تمہیں یہ پتہ نہ ہو کہ اس سے مراد کون ہے تو تم بہت جلدی سے اس کے ساتھ بغض رکھو گے"۔

۱۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"بچوں کی پیدائش کے ساتویں دن ان کا ختنہ کراؤ کیونکہ وہ پاکیزگی کا ذریعہ

Presented by www.ziaraat.com

ہے اور اس سے بچے کا گوشت جلد پیدا ہوتا ہے"۔

۲۰۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

اللہ کے نزدیک افضل ترین عمل یہ ہیں۔

1۔ ایسا ایمان جس میں شک نہ ہو 2۔ ایسا جہاد جس میں خیانت نہ ہو

3۔ مقبول حج

اور سب سے پہلے جنت میں یہ لوگ جائیں گے۔

1۔ راہ خدا میں قتل ہونے والا 2۔ وہ مملوک غلام جو اپنے رب کی عبادت احسن انداز سے بجالائے اور اپنے مالک سے خیر خواہی کرے 3۔ باعفت صاحبِ اہل وعیال

اور سب سے پہلے دوزخ میں یہ جائیں گے۔

1۔ وہ حاکم جو بزور لوگوں پر مسلط ہو جائے اور عدل نہ کرے 2۔ وہ دولت مند جو دولت کا حقوق ادا نہ کرے 3۔ فخر کرنے والا غریب"۔

۲۱۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جب تک مومن نماز پنجگانہ کی محافظت کرتا رہتا ہے تو شیطان اس سے خوف زدہ رہتا ہے اور جب وہ نمازوں کو ضائع کردیتا ہے تو شیطان اس پر جرات حاصل کر لیتا ہے اور اسے گناہان کبیرہ میں ڈال دیتا ہے"۔

۲۲۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔

"جس نے فرض ادا کیا تو اللہ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے"۔

۲۳۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

" علم کئی خزانوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ان خزانوں کی چابی سوال ہے۔ سوال کرو خدا تم پر رحم کرے۔ علم کے متعلق چار افراد کو اجر ملتا ہے۔

1۔ سوال کرنے والا 2۔ تعلیم دینے والا 3۔ توجہ سے سننے والا

4۔ جس کے لیئے جواب دیا جائے"۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۴۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"اللہ اس شخص سے بغض رکھتا ہے جس کے گھر میں کوئی داخل ہوجائے اور وہ اس سے جنگ نہ کرے"۔

۲۵۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"میری امت، اس وقت تک اچھائی سے رہے گی جب تک میری امت کے افراد ایک دوسرے سے محبت کرتے رہیں گے اور ایک دوسرے کو ہدیے دیتے رہیں گے اور امانت ادا کرتے رہیں گے اور حرام سے پرہیز کرتے رہیں گے اور مہمان کا احترام کرتے رہیں گے اور نماز قائم کرتے رہیں گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں گے اور جب میری امت ان کاموں کو ترک کردے گی تو وہ قحط اور خشک سالی میں مبتلا ہوجائے گی"۔

۲۶۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے مسلمان کو دھوکہ دیا یا اسے نقصان پہنچایا یا اس سے فریب کیا"۔

۲۷۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"فرزند آدم! لوگوں کے گناہوں کو دیکھ کر اپنے گناہوں کے متعلق دھوکے میں نہ آنا۔ لوگوں کی نعمتیں اپنے اوپر دیکھ کر خدا کی نعمتوں کو فراموش نہ کرنا۔ اور خود رحمت کی امید رکھ کر لوگوں کو خدا کی رحمت سے مایوس نہ کرنا"۔

۲۸۔ اسی اسناد سے رسول خداؐ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا:۔

"مجھے اپنے بعد اپنی امت کے متعلق تین باتوں کا خوف ہے۔

1۔ معرفت کے بعد گمراہی 2۔ گمراہ کرنے والے فتنے (۱) 3۔ شکم اور فرج

---

(۱) نہج البلاغہ میں حضرت امیرالمومنینؑ کا فرمان ہے۔

تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ و آزمائش سے پناہ چاہتا ہوں۔ بقیہ صفحہ 55 پر ملاحظہ کریں

Presented by www.ziaraat.com

کی شہوت"۔

۲۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"جب تم اپنے فرزند کا نام محمد رکھو تو اس کا احترام کرو اور مجلس میں اسے کشادہ جگہ دو اور اسے کبھی روسیاہ نہ کہو"۔

۳۰۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"جب کوئی گروہ کسی بات پر مشورہ کیلیئے جمع ہو تو ان میں ایسا شخص آجائے جس کا نام محمد یا احمد ہو اور وہ لوگ اسے مشورہ میں شامل کر لیں تو انہیں بھلائی نصیب ہو گی"۔

۳۱۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"جس دستر خوان پر محمد یا احمد نامی شخص موجود ہو تو وہ گھر ایک دن میں دومرتبہ پاک و پاکیزہ قرار دیا جائے گا"۔

۳۲۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔
"ہم ایسے خاندان سے ہیں جس کے لیئے صدقہ حلال نہیں ہے اور ہمیں کامل وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم گدھے کی اعلیٰ نسل کی گھوڑی سے جفتی نہ کرائیں"(۱) ۔

۳۳۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"مومن کا مقام خدا کے ہاں ملک مقرب کے مقام کے برابر ہے بلکہ مومن کا درجہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔خدا کو تائب مومن اور تائب مومنہ سے

صفحہ 54 کا بقیہ حاشیہ: اس لیئے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو فتنہ کی لپیٹ میں نہ ہو بلکہ جو پناہ مانگے وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۔(الانفال ۲۸) " اور اس بات کو جانے رہو کہ تمہارا مال اور اولاد فتنہ ہے۔۔۔۔۔۔" (نہج البلاغہ قول ۹۳)

(۱) اس سے ہاشمی عورت کا غیر ہاشمی سے نکاح مراد ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

زیادہ پسند اور کوئی نہیں ہے"۔

۳۴۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"جو لوگوں کا حاکم بنا اور اس نے ان پر ظلم نہ کیا اور لوگوں سے بات کی تو ان سے جھوٹ نہ بولا اور لوگوں سے وعدہ کیا اور وعدہ خلافی نہ کی تو ایسا شخص ان میں سے ہے جن کی مردانگی کامل، عدالت واضح ، جس کی اخوت واجب اور غیبت حرام ہے"۔

حضرت علی علیہ السلام کے لیے پانچ دعائیں

۳۵۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"یا علیؑ ! میں نے تمہارے متعلق اپنے رب سے پانچ باتوں کا سوال کیا ،اللہ نے مجھے وہ عطا فرمائیں ۔

1۔ میں نے اللہ سے سوال کیا کہ سب سے پہلے میری قبر شگافتہ ہو اور جب میں اپنے سر کی مٹی جھاڑتا ہوا باہر آؤں تو اس وقت تم میرے ساتھ ہو ۔ اللہ نے میری یہ دعا قبول فرمائی ۔

2۔ میں نے اللہ سے دعا مانگی کہ میزان کے وقت تم میرے ساتھ رہو ۔ اللہ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی۔

3۔ میں نے اللہ سے دعا مانگی کہ وہ میرے لواء الحمد کا اٹھانے والا تمہیں بنائے اور وہ خدا کا دیا ہوا بہت بڑا پرچم ہے جس پر لکھا ہوگا " کامیاب وہ ہیں جو جنت حاصل کرنے والے ہیں" اللہ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی ۔

4۔ میں نے اللہ سے درخواست کی کہ وہ میرے حوض کا ساقی تمہیں مقرر کرے اور میری امت تمہارے ہاتھ سے سیراب ہو ۔ تو اللہ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی ۔

5۔ میں نے اللہ سے دعا مانگی کہ وہ تمہیں جنت کے لیے میری امت کا

Presented by www.ziaraat.com

سیدہ بتولؑ یوں آراستہ پیراستہ ہو کر جنت میں داخل ہوں گی جیسا کہ دلہن کو آراستہ کیا جاتا ہے ان کے ساتھ ستر ہزار کنیزیں مؤکل ہوں گی"۔

۳۹۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"قیامت کے دن عرش کے درمیان سے مجھے یہ ندا دی جائے گی محمدؐ ! ابراہیم خلیل اللہ آپؐ کے بہترین والد ہیں اور علی بن ابی طالبؑ آپؐ کے بہترین بھائی ہیں"۔

حدیث ثقلین

۴۰۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"مجھے بلایا جائے گا میں لبیک کہوں گا اور میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔

1۔ اللہ کی کتاب آسمان سے زمین پر لٹکی ہوئی رسی ہے۔

2۔اور میری عترت اہل بیتؑ۔

دیکھنا یہ ہے کہ میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک روا رکھتے ہو"۔

۴۱۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"تمہیں حسن خلق اپنانا چاہیے کیونکہ حسن خلق لازمی طور پر جنت میں ہوگا اور تمہیں بد خلقی سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ بد خلقی لازمی طور پر دوزخ میں ہوگی"۔

۴۲۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی پوری مخلوق کی مقدار کے برابر اجر عطا فرمائے گا۔ دعا یہ ہے۔

سبحان اللہ والحمد اللہ ولا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر"۔

Presented by www.ziaraat.com

کلمۂ توحید کا ثواب

۴۳۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے سرخ یاقوت کا ایک ستون پیدا کیا ہے جس کا سرا عرش کے نیچے ہے اور جس کا نچلا حصہ ساتویں زمین کے نیچے مچھلی کی پشت پر ہے اور جب کوئی بندہ **لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریك له** کہتا ہے تو عرش کانپنے لگ جاتا ہے اور وہ ستون حرکت میں آجاتا ہے اور مچھلی بھی حرکت میں آجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اے عرش! سکون میں آ۔

عرش کہتا ہے:۔

پروردگار! میں سکون میں آؤں تو بھلا کیسے۔ کیونکہ ابھی تک تو نے اس جملہ کہنے والے کی مغفرت نہیں کی ہے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

میرے آسمانوں کے رہنے والو! گواہ رہو میں نے کلمۂ توحید کہنے والے کی مغفرت کردی ہے"۔

۴۴۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل تقدیر کا فیصلہ کردیا اور تدابیر کو مقرر کردیا تھا"۔

۴۵۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جب قیامت کا دن ہو گا اور بندہ پیش کیا جائے گا تو سب سے پہلے اس سے نماز کے متعلق پوچھا جائے گا اگر وہ مکمل نماز لے کر آیا ہو گا تو بہتر ورنہ اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا"۔

Presented by www.ziaraat.com

۴۶۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"تم اپنی نمازیں برباد نہ کرو۔ جس نے اپنی نماز کو ضائع کیا تو وہ قارون اور ہامان کے ساتھ محشور ہوگا اور اللہ پر حق ہوگا کہ اسے منافقین کے ساتھ دوزخ میں ڈال دے ۔ لہٰذا ہلاکت ہے اس کے لیے جو اپنی نماز کی محافظت نہ کرے اور اپنے نبیؐ کی سنت کو ادا نہ کرے"۔

۴۷۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست کی کہ وہ اسے امت محمدؐ سے بنائے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی تھی کہ تم وہاں تک نہیں پہنچ پاؤ گے"۔(۱)

۴۸۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے ۔آپؐ نے فرمایا:۔

"جس رات مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو میں نے تیسرے آسمان پر ایک مرد کو بیٹھا ہوا دیکھا جس کا ایک پاؤں مشرق اور ایک پاؤں مغرب میں تھا اور اس کے سامنے ایک تختی رکھی تھی جسے وہ دیکھ رہا تھا اور اپنے سر کو حرکت دے رہا تھا۔

میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا۔یہ کون ہے ؟

جبرئیلؑ نے کہا ۔ یہ ملک الموت ہے"۔

۴۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے ۔آپؐ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے میرے لیے براق مسخر کیا اور وہ جنت کے جانوروں میں سے ایک جانور ہے ۔ جو نہ تو چھوٹا ہے اور نہ ہی بہت لمبا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اسے اجازت دیتا تو وہ دنیا و آخرت کو ایک ہی زقند میں پار کرلیتا اور تمام جانوروں سے اس کا رنگ بہت خوبصورت ہے"۔

---

(۱) مقصود حدیث یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی کہ وہ ان کی عمر کو اتنا لمبا کر دے کہ وہ محمد مصطفیٰؐ کو دیکھ سکیں اور ان کی امت کے فرد کہلا سکیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا تمہیں تم اتنی مدت تک زندہ نہ رہ سکو گے ۔

Presented by www.ziaraat.com

۵۰۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائے گا ملک الموت ! مجھے اپنی عزت و جلال اور عظمت و بلندی کی قسم ! میں تمہیں ضرور بالضرور موت کا ذائقہ چکھاؤں گا جیسا کہ تم نے میری امت کو موت کا ذائقہ چکھایا ہے"۔

۵۱۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

جب اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۔ (الزمر۔۳۰)

"پیغمبرؐ ! آپ کو بھی موت آنے والی ہے اور یہ سب مر جانے والے ہیں"۔ نازل ہوئی تو میں نے کہا:۔

پروردگار ! کیا تمام مخلوق مر جائے گی اور انبیاء (۱) باقی رہ جائیں گے ؟

اس پر یہ آیت نازل ہوئی

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۔ (العنکبوت۔۵۷)

" ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری طرف پلٹائے جاؤ گے"۔

۵۲۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جنت کو دوزخ پر اختیار کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو ورنہ تمہیں دوزخ میں اوندھے منہ گرا دیا جائے گا جہاں تم ہمیشہ کے لیئے رہو گے"۔

۵۳۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے چار افراد علیؑ ، سلمانؓ ، ابوذرؓ اور مقداد بن اسودؓ کی محبت کا حکم دیا ہے"۔

۵۴۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

---

(۱)۔صحیفۃ الرضا میں ہے کہ میں نے کہا پروردگار کیا تمام مخلوق مر جائے گی اور ملائکہ باقی رہیں گے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ لفظ "ملائکہ" زیادہ مناسب ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

"ہوا میں کسی بھی پرندے کا پَر بھی ادھر ادھر نہیں ہوتا مگر یہ کہ ہمارے پاس اس کا علم ہوتا ہے"۔

مقامِ بتول سلام اللہ علیہا و حسنین علیہما السلام

۵۵۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا۔ اے گروہ خلائق! اپنی نگاہوں کو جھکا لو تاکہ فاطمہؑ بنت محمدؐ گزر جائیں"۔(۱)

۵۶۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"حسنؑ و حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں اور ان دونوں کے والد ان سے بہتر ہیں"۔

۵۷۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ اپنے بندہ مومن کے لیئے تجلی فرمائے گا اور اسے اس کا ایک ایک گناہ یاد کرائے گا۔ پھر اللہ اسے معاف کردے گا اور اس کے گناہوں کی کسی ملک مقرب اور نبی مرسل کو خبر نہ دے گا اور اس کی تمام غلطیوں کو چھپا دے گا جن کے اظہار کو وہ پسند نہیں کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں سے فرمائے گا تم نیکیوں میں تبدیل ہو جاؤ"۔

مصنف کتاب ہذا رحمۃ اللہ عرض پرداز ہے " تَجَلَّى اللّٰهُ لِعَبْدِهٖ " کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی نشانیوں میں سے کوئی نشانی اس کے لیئے ظاہر کرے گا جس سے اسے معلوم ہوگا کہ اس سے خدا خطاب کررہا ہے۔

(۱) دوسری روایت میں یہ الفاظ وارد ہیں۔
"جب قیامت کا دن ہو گا تو کہا جائے گا۔ اے اہل مجمع! تم اپنی نگاہیں جھکا لو فاطمہؑ بنت محمدؐ گزر رہی ہے۔ آپؑ کا گزر ہو گا اس وقت آپؑ نے دو سرخ چادریں پہنی ہوئی ہو گی"۔

Presented by www.ziaraat.com

۵۸۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے ۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جو شخص کسی مومن کو ذلیل تصور کرے یا اس کی غربت و افلاس کی تحقیر کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ظاہر کرے گا پھر اسے رسوا کرے گا"۔

۵۹ ۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"ابتدا سے لے کر قیامت تک جہاں بھی کوئی مومن ہوگا تو اس کے ساتھ اسے اذیت دینے والا ہمسایہ ضرور ہوگا"۔

۶۰۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف کردے گا لیکن جس نے نیا دین بنایا یا جس نے کسی مزدور کی مزدوری غصب کی یا جس نے کسی آزاد شخص کو فروخت کیا، انہیں خدا معاف نہیں کرے گا"۔

۶۱۔ اسی اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے " **يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ** " (بنی اسرائیل ۷۱) "اس دن ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ پکاریں گے" کے متعلق فرمایا:۔

"ہر قوم کو اپنے زمانے کے امام اور اپنے رب کی کتاب اور اپنے پیغمبر کی سنت کے نام سے پکارا جائے گا"۔

۶۲۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"آسمان میں مومن کو ایسے جانا پہچانا جاتا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنے اہل وعیال کو جانتا پہچانتا ہے اور ایک مومن خدا کو ملک مقرب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔"

۶۳۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے ۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جو کسی مومن مرد یا مومن عورت پر بہتان تراشے یا ان کے متعلق ایسی بات کرے جو ان میں موجود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن دوزخ کے ایک ٹیلے پر کھڑا کرے گا ۔ یہاں تک کہ جو اس نے مومن کے متعلق کہا ہو اس سے

Presented by www.ziaraat.com

باہر نکلے ۔ (۱)

۶۴۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"میرے پروردگار کی طرف سے جبریلؑ میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا آپؐ کا رب آپؐ پر درود و سلام کہتا ہے اور فرما رہا ہے۔

محمدؐ! آپؐ ان مومنین کو جنت کی بشارت دیں جو نیک عمل کرتے ہیں اور جو آپؐ پر اور آپؐ کی اہل بیتؑ پر ایمان رکھتے ہیں ۔ بے شک میرے ہاں ان کے لیئے اچھی جزا ہے اور وہ جنت میں داخل ہوں گے"۔

۶۵۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"جس نے میرے اہل بیتؑ پر ظلم کیا،جس نے ان سے جنگ کی، جس نے ان کے خلاف ظالم کی مدد کی اور جس نے انہیں گالیاں دیں ، ان کے لیئے جنت کو حرام قرار دیا گیا ہے اور قیامت کے دن خدا ایسے لوگوں کی طرف نگاہ (کرم) نہیں کرے گا اور انہیں پاک نہ کرے گا اور ان کے لیئے دردناک عذاب ہے"۔

۶۶۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ پوری مخلوق کا حساب کرے گا مگر جس نے خدا کے ساتھ شرک کیا ہوگا ۔ قیامت کے دن ایسے شخص کا کوئی حساب نہ کیا جائے گا اور اسے دوزخ میں بھیجنے کا حکم دیا جائے گا"۔

۶۷۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے ۔آپؐ نے فرمایا:۔

"اپنے بچوں کو احمق اور کمزور نظر والی عورتوں سے دودھ نہ پلواؤ ۔ کیونکہ دودھ کے اثرات بچوں پر مرتب ہوتے ہیں"۔

۶۸۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"دسترخوان سے گرے ہوئے ٹکڑے اٹھا کر کھانا حور عین کا حق مہر ہے"۔

---

(۱) ممکن ہے کہ یہاں "حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ" جیسی ناممکن شرط عائد کی گئی ہو ۔

Presented by www.ziaraat.com

۶۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"بچے کے لیئے اس کی ماں کے دودھ سے بہتر کوئی دودھ نہیں ہے"۔
۷۰۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"جن کی فقہ (سمجھ بوجھ) بہتر ہوئی اس کے لیئے ایک نیکی ہے"۔
۷۱۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"جب تم ثرید کھاؤ تو اطراف سے کھاؤ۔ کیونکہ درمیان والے بلند حصے میں برکت ہوتی ہے"۔
۷۲۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"سرکہ بہترین سالن ہے اور وہ خاندان غریب نہ ہوگا جن کے پاس سرکہ ہوگا"۔
۷۳۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"پروردگار! میری امت کے لیئے ہفتہ اور جمعرات کی صبح کو بابرکت بنا"۔
۷۴۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"بنفشہ کا تیل لگاؤ کیونکہ روغن بنفشہ گرمیوں میں سرد اور سردیوں میں گرم ہے"۔
۷۵۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"توحید نصف دین ہے اور صدقہ دے کر رزق کو نیچے اتارو"۔
۷۶۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"جو نیکی کے لائق ہو ان سے نیکی کرو اور جو نیکی کے لائق نہ ہو ان سے بھی نیکی کرو اگر تمہیں نیکی کا اہل نہ مل سکے تو تم خود ہی اس کے اہل بن جاؤ"۔
۷۷۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"خدا پر ایمان لانے کے بعد عقل کا سرچشمہ لوگوں سے محبت اور ہر نیک

Presented by www.ziaraat.com

و بد سے بھلائی کرتا ہے"۔

۷۸۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"گوشت دنیا اور آخرت کے تمام کھانوں کاسردار ہے اور پانی دنیا و آخرت کے تمام مشروبات کا سردار ہے اور میں تمام نسل آدم کا سردار ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں ہے"۔ (۱)

۷۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے ۔آپؑ نے فرمایا:۔

"گوشت دنیا وآخرت کے تمام کھانوں کا سردار ہے پھر چاول سردار ہے"۔

۸۰۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے ۔آپؑ نے فرمایا:۔

"انار کھاؤ کیونکہ انار کا ہر دانہ معدہ میں جاکردل کو روشن کرتا ہے اور چالیس دنوں کے لیئے شیطان کو نکال دیتا ہے"۔

۸۱۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔آپؑ نے فرمایا:۔

"تمہیں تیل (۲) استعمال کرنا چاہیے ۔ کیونکہ اس سے تلخی ہٹ جاتی ہے اوراس سے بلغم دور ہوتا ہے اور اعصاب کو مضبوطی دیتا ہے اور کمزوری کو دور کرتاہے اور خوش خلقی پیدا کرتا ہے اور سانسوں کو خوشبو دار بناتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے"۔

۸۲۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے ۔آپؑ نے فرمایا :۔

"انگورکاایک ایک دانہ کر کے کھاؤ اس طرح وہ خوشگوار اور خوش ذائقہ ہوتا ہے"۔

---

(۱) ۔ ممکن ہے اس جملے سے یہ مراد ہو کہ میں افتخار و تکبر کے لیے ہی اپنی سرداری کا اعلان نہیں کر رہا ہوں بلکہ یہ حقیقت واقعیہ ہے ۔ علاوہ ازیں اس کا مفہوم یہ بھی ہے کہ صرف نسل آدم کا سردار ہونا ہی میرے لیے سرمایہ فخر نہیں ہے کیونکہ میں تو ملائکہ وجنات سمیت تمام مخلوقات کا سردار ہوں ۔

(۲) ۔ دوسری روایت میں " زبیب " کے الفاظ وارد ہیں جس کے معنی خشک انگور اور سوکھی انجیر کے ہوتے ہیں ۔

Presented by www.ziaraat.com

۸۳۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"اگر کسی چیز میں شفا ہو سکتی ہے تو فصد کھولنے والے کے نشتر یا شہد کے شربت میں شفا ہے"۔

۸۴۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"جب تمہیں کوئی شخص شہد کا شربت پیش کرے تو اسے واپس نہ کرو"۔

۸۵۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"جب تم سالن پکاؤ تو کدو زیادہ پکایا کرو کیونکہ کدو غم زدہ شخص کے دل کو تسلی فراہم کرتا ہے"۔

۸۶۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"تم کدو استعمال کرو اس سے دماغ میں اضافہ ہوتا ہے"۔

۸۷۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"میری امت کا افضل ترین عمل خدا کی کشائش کا انتظار کرنا ہے"۔

۸۸۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"مجھ میں کمزوری پیدا ہو گئی یہاں تک کہ میں نماز اور جماع سے بھی کمزور ہو گیا۔ آسمان سے ایک دیگچی مجھ پر اتاری گئی جسے میں نے تناول کیا تو مجھ میں چالیس افراد کی طاقت اور جماع کی قوت پیدا ہو گئی اور وہ غذا ہرلیسہ تھی"۔ (۱)

۸۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"بھرے ہوئے شکم سے زیادہ اللہ کو کوئی چیز مبغوض نہیں ہے"۔

۹۰۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"یا علیؑ! مومن اللہ کو اتنا پیارا ہوتا ہے کہ اللہ اس کی موت کا کوئی وقت تک مقرر نہیں کرتا اور جب مومن کسی ہلاک کنندہ فعل کا قصد کرتا ہے تو

---

(۱)۔ ہرلیسہ ایک مخصوص پکوان ہے جسے دلیہ اور گوشت سے تیار کیا جاتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

خدا مومن کو اپنے پاس بلا لیتا ہے"۔

امام علی رضا علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ امام جعفر صادقؑ فرماتے تھے :۔

"ہلاک کرنے والے اعمال سے پرہیز کرو تمہاری عمر دارز ہو گی"۔

۹۱۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جب انسان کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ کر نہ پڑھ سکتا ہو تو لیٹ کر پڑھے ۔ اپنے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف کرے اور اشاروں سے پڑھے"۔

۹۲۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جو شخص جمعہ کے دن صبر اور ثواب کی غرض سے روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسے دس بھر پور روشن دنوں کے روزوں کا ثواب عطا کرے گا جو کہ ایام دنیا کے مشابہ نہیں ہوں گے"۔

۹۳۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جو مجھے ایک بات کی ضمانت دے میں اسے چار باتوں کی ضمانت دوں گا۔

1۔جو صلہ رحمی کرے ، اس سے خدا محبت رکھے گا ۔

2۔اس کے رزق میں وسعت پیدا کرے گا ۔

3۔اس کی عمر میں اضافہ کرے گا ۔

4۔اپنے وعدے کے مطابق اسے جنت میں داخل کرے گا"۔

۹۴۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"خدایا ! میرے خلفاء پر رحم فرما۔آپؐ نے تین بار یہی جملے ارشاد فرمائے۔

آپؐ سے پوچھا گیا ۔ یا رسول اللہؐ ! آپؐ کے خلفاء کون ہیں ؟

آپؐ نے فرمایا:۔

(میرے خلفاء وہ ہیں)"جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث اور

Presented by www.ziaraat.com

میری سنت کی روایت کریں گے اور میرے بعد لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے"۔

۹۵۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"دعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور آسمانوں اور زمین کا نور ہے"۔

۹۶۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"بد خلقی عمل کو ایسے ہی خراب کردیتی ہے جیساکہ سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے"۔

۹۷۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"انسان اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے روزہ دار اور شب زندہ دار کا مقام حاصل کر لیتا ہے"۔

۹۸۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"حسن اخلاق سے میزان عمل میں کوئی چیز زیادہ وزنی نہیں ہے"۔

۹۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"میری امت میں سے جو شخص چالیس احادیث یاد کرے جس سے لوگ نفع حاصل کریں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے فقیہ عالم بنا کر اٹھائے گا"۔

۱۰۰۔ اسی اسناد سے مروی ہے کہ

"رسول خداؐ جمعرات کے دن سفر کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اس دن اعمال خدا کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور اسی میں ولایت قائم کی جاتی ہے"۔

۱۰۱۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ

"رسول خداؐ نے ہمیں قصر نماز پڑھائی تو آپؐ نے پہلی رکعت میں **قل یا ایھا الکافرون** کی تلاوت کی اور دوسری رکعت میں **قل ھو اللہ احد** کی تلاوت کی۔ پھر آپؐ نے فرمایا میں نے تمہارے لیئے قرآن کی تہائی اور چوتھائی کی تلاوت کی ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۰۲۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"جو شخص سورۃ اذا زلزلت الارض کو چار مرتبہ پڑھے گا تو گویا اس نے سارا قرآن پڑھا ہے"۔

۱۰۳۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"روزہ کے بغیر اعتکاف جائز نہیں ہے"۔

۱۰۴۔ اسی اسناد سے امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"ایمان کے اعتبار سے تم میں زیادہ کامل وہ ہے جس کا اخلاق تم میں سے زیادہ بہتر ہے"۔

۱۰۵۔ اسی اسناد سے امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"عمل کا مخفی رکھنا، مصائب پر صبر کرنا اور مصائب کے چھپانے کا تعلق نیکی کے خزانوں سے ہے"۔

۱۰۶۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"خوش خلقی بہترین ساتھی ہے"۔

۱۰۷۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا:۔
کس عمل کی وجہ سے لوگوں کی اکثریت جنت میں داخل ہوگی؟

آپؐ نے فرمایا:۔
"خدا کا تقویٰ اور خوش خلقی"۔

آنحضرتؐ سے پوچھا گیا:۔
کس عمل کی وجہ سے لوگوں کی اکثریت دوزخ میں جائے گی؟

آپؐ نے فرمایا:۔
"شکم اور شرم گاہ کے دو گڑھوں کی وجہ سے" (لوگوں کی اکثریت دوز

Presented by www.ziaraat.com

میں جائے گی)۔

۱۰۸۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"قیامت کے دن تم میں سے میرے زیادہ قریب وہ بیٹھے گا جس کا خلق اچھا ہوگا اور جو اپنے خاندان کے لیئے اچھا ہوگا"۔

۱۰۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"لوگوں میں سے ایمان کے لحاظ سے زیادہ اچھا وہ ہے جس کا خلق اچھا ہواور جو اپنے اہل پر زیادہ شفقت کرتا ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل پر شفیق ہوں"۔

۱۱۰۔ اسی اسناد سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے **ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (التکاثر۔۸)** " پھر اس دن تم سے ضرور نعمت کے متعلق پوچھا جائے گا " کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا اس سے مراد تازہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی ہے ۔

۱۱۱۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔آپؑ نے فرمایا:۔

"تین چیزیں حافظہ میں اضافہ کرتی ہیں اور بلغم کو دور کرتی ہیں ۔

1۔ تلاوت قرآن 2۔ شہد 3۔ کندر"

۱۱۲۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔آپؑ نے فرمایا:۔

"جو شخص باقی رہنا چاہتا ہو ، ویسے تو کسی کے لیئے بقا نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ وہ جلد ناشتہ کرے اور اچھا جوتا پہنے اور کم سے کم قرض لے اور عورتوں سے کم سے کم مباشرت کرے"۔

۱۱۳۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔آپؑ نے فرمایا :۔

"ایک دن ابو جحیفہ (۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور بار بار ڈکار لی ۔ رسول خداؐ نے فرمایا ، اپنی ڈکار کو روک ! کیونکہ اس

---

(۱) ۔ ابو جحیفہ کا نام وہب بن عبداللہ تھا وہ حضرت علیؑ کے ساتھیوں میں سے تھے ۔

Presented by www.ziaraat.com

دنیا میں پیٹ بھرنے والے افراد کی اکثریت قیامت کے دن بھوکی ہوگی"۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:۔

"پھر اس کے بعد ابوجحیفہ نے مرتے دم تک پیٹ بھر کر کبھی کھانا نہ کھایا"۔

۱۱۴۔ اسی اسناد سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانا کھاتے تو کہتے:۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَارْزُقْنَا خَیْرًا مِّنْهُ۔

"خدایا ہمارے لیئے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے بہتر عطا فرما"۔

اور جب آپؐ دودھ یا کوئی اور شربت پیتے تو کہتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَارْزُقْنَا فِیْهِ

"خدایا! ہمارے لیئے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں اس میں سے عطا فرما"۔

۱۱۵۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"روزہ دار کو روزہ کی حالت میں ان تین چیزوں کے سامنے اپنے آپ کو پیش نہیں کرنا چاہیے۔ 1۔حمام 2۔ فصد 3۔ خوبصورت عورت"

۱۱۶۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"عورت میں دس قابل ستر مقامات ہیں جب اس کا عقد ہوتا ہے تو ایک قابل ستر مقام چھپ جاتا ہے اور جب عورت کی موت واقع ہوتی ہے تو اس کے تمام قابل ستر مقامات چھپ جاتے ہیں"۔

۱۱۷۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک عورت لائی گئی جس پر زنا کا الزام تھا اور عورت نے کہا کہ وہ ابھی تک کنواری ہے۔ آنحضرتؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں عورتوں کو بلاکر اس کی بکارت کی تصدیق کراؤں۔

Presented by www.ziaraat.com

عورتوں نے اس کو ملاحظہ کیا تو اسے باکرہ پایا۔اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا:۔
میں بھلا اس عورت کو سزا کیسے دے سکتا ہوں جس پر خدا کی طرف سے مہر موجود ہے۔ آنحضرتؐ ایسے امور میں عورتوں کی گواہی کو جائز قرار دیتے تھے"۔

۱۱۸۔اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"جب کسی عورت سے پوچھا جائے کہ تم سے بدکاری کس نے کی تھی تو اگر وہ کہہ دے کہ فلاں نے مجھ سے بدکاری کی تھی تو اس عورت پر دو طرح کی حدود نافذ کی جائیں گی۔ ایک تو اس پر حد قذف نافذ ہوگی اور دوسری اس پر حدزنا نافذ ہوگی"۔

۱۱۹۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مذکور ہے آپؑ نے فرمایا:۔
"جس طرح قرآن مجید میں " **یا ایھاالذین امنوا** " "اے ایمان والو!" سے خطاب کیا گیا ہے اسی طرح تورات میں " **یا ایھاالناس** " "اے لوگو" کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق " **یا ایھاالمساکین** " اے مسکینو، کہہ کر خطاب کیا گیا ہے"۔

۱۲۰۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
" اگر بندہ اپنی موت اور اس کی جلدی کو دیکھ لیتا تو وہ امیدوں کو ناپسند کرتا اور طلب دنیا چھوڑ دیتا"۔

۱۲۱۔اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"حسنؑ و حسینؑ رسول اکرمؐ کے پاس کھیلتے رہے یہاں تک کہ اچھی خاصی رات ہوگئی پھر آنحضرتؐ نے بچوں سے فرمایا، اب تم اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ۔ (بچے گھر کی طرف چلے تو) ایک چمک سی ظاہر ہوئی اور مسلسل ظاہر ہوتی رہی یہاں تک دونوں بچے اپنی والدہ فاطمہؑ کے پاس آگئے اور رسول خداؐ اس چمک کو دیکھتے

Presented by www.ziaraat.com

رہے اور فرمایا:۔

"اللہ کی حمد ہے جس نے ہم اہل بیت کو عزت عطا فرمائی"۔

۱۲۲۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"مین نے رسول اکرمؐ سے دو کتابیں میراث میں پائیں (ایک) اللہ کی کتاب اور (دوسری) میری وہ کتاب جو میری تلوار کی نیام میں ہے"۔

آپؑ سے پوچھا گیا:۔

امیر المومنینؑ! آپؑ کی تلوار کے نیام میں کون سی کتاب ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

(وہ ایک تحریر ہے جس میں لکھا ہے) "جو اپنے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کرے یا اپنے زد و کوب کرنے والے کے علاوہ کسی دوسرے کو زد و کوب کرے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے"۔

۱۲۳۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"ہم آنحضرتؐ کے ہمراہ خندق کھودنے میں مصروف تھے کی فاطمہ سلام اللہ علیہا آنحضرتؐ کے پاس آئیں اور ان کے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور انہوں نے وہ ٹکڑا آنحضرتؐ کو دیا"۔

رسول خداؐ نے فرمایا:۔

یہ ٹکڑا کیسا ہے؟

فاطمہؑ نے عرض کی:۔

میں نے حسنؑ و حسینؑ کے لیئے روٹی پکائی تو اس میں سے ایک ٹکڑا آپؐ کے لیئے لے کر آئی ہوں۔

آپؐ نے فرمایا:۔

تین دن کے بعد آج یہ پہلا ٹکڑا ہے جو تمہارے والد کے منہ میں داخل

Presented by www.ziaraat.com

ہو رہا ہے"۔

۱۲۴۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"آنحضرتؐ کے پاس کھانا لایا گیا تو آپؐ نے اپنی ایک انگلی اس پر رکھی تو کھانا گرم محسوس ہوا۔ آپؐ نے فرمایا اسے رکھ دو تاکہ ٹھنڈا ہو جائے اور ٹھنڈا کھانا زیادہ برکت والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں گرم کھانا نہیں کھلایا"۔

۱۲۵۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"جب تم میں کوئی شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی تلاش کے لیے جمعرات کی صبح کو نکل پڑے اور گھر سے روانہ ہوتے وقت سورہ آل عمران کی آخری آیات اور آیت الکرسی اور سورۃ القدر اور سورۂ فاتحہ پڑھے۔ جو کوئی ایسا کرے گا اس کی دنیا و آخرت کی حاجات پوری ہوں گی"۔

۱۲۶۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"خوشبو علاج ہے، شہد علاج ہے، سوار ہونا علاج ہے اور سبزے کو دیکھنا علاج ہے"۔

۱۲۷۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"شراب کا سرکہ کھاؤ، اس سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا جو شراب خود بخود خراب ہو کر سرکہ بن جائے تم وہ سرکہ استعمال کرو اور جس شراب کو تم خراب کر کے سرکہ بناؤ وہ مت کھاؤ"۔

۱۲۸۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول خداؐ نے گلاب کا پھول اپنے دونوں ہاتھ پر رکھ کر مجھے بطور تحفہ دیا جب میں اس پھول کو اپنے ناک کے قریب لے گیا تو آپؐ نے فرمایا:۔

"اُس" کے بعد گلاب ہی جنت کے تمام خوشبودار پودوں کا سردار ہے"۔

۱۲۹۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"تمہیں گوشت کھانا چاہیے، کیونکہ گوشت کھانے سے جسم میں گوشت پیدا ہوتا ہے اور جو شخص چالیس دن تک گوشت استعمال نہ کرے تو وہ بد خلق بن جاتا ہے"۔

۱۳۰۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے گوشت اور چربی کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا گوشت اور چربی کا معدہ میں جانے والا ہر ٹکڑا اپنی جگہ پر شفا پیدا کرتا ہے اور بیماری دور کرتا ہے"۔

۱۳۱۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گردے نہیں کھاتے تھے اور انہیں حرام بھی قرار نہ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ گردے پیشاب کے قریب ہوتے ہیں"۔

۱۳۲۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"طلحہ بن عبید اللہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ کے ہاتھ میں بہی تھی آپؐ نے اسے بہی دے کر فرمایا:۔

اسے پکڑو! یہ دل کو مضبوط کرتی ہے"۔

۱۳۳۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"جو شخص نہار منہ اکیس سرخ منقیٰ کھائے تو وہ اپنے جسم میں کوئی ایسی چیز نہ پائے گا جو اسے ناگوار محسوس کرے"۔

۱۳۴۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔

"جب آنحضرتؐ کھجوریں کھاتے تو اس کی گٹھلیاں ہتھیلی کی پشت پر جمع کرتے تھے پھر انہیں دور پھینک دیتے تھے"۔

۱۳۵۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا:۔

"جبریل امین رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے کہا، "آپؐ برنی کھجوریں استعمال کریں کیونکہ یہ تمہاری بہترین کھجور ہے یہ خدا کے قریب

Presented by www.ziaraat.com

کرتی ہے اور دوزخ سے دور کرتی ہے"۔

۱۳۶۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا:۔
"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔
تم مسور کی دال استعمال کرو وہ مبارک اور مقدس ہے ۔ دل میں رقت پیدا کرتی ہے اور زیادہ سے زیادہ آنسو پیدا کرتی ہے اسے ستر انبیاء نے برکت دی ہے ۔ جس میں آخری عیسیٰ بن مریمؑ تھے"۔

۱۳۷۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"تمہیں کدو استعمال کرنا چاہیے کیونکہ اس سے دماغ میں اضافہ ہوتا ہے"۔

۱۳۸۔ اسی اسناد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کو دعوت طعام دی تو آپؑ نے فرمایا:۔
"اگر تم تین باتوں کی ضمانت دو تو میں تمہاری دعوت قبول کرتا ہوں۔
اس شخص نے کہا، امیرالمومنینؑ ! وہ کون سی تین شرائط ہیں ؟
آپؑ نے فرمایا:۔
1۔ میرے لیے باہر سے کچھ نہ لانا 2۔ گھر میں موجود چیز کو مجھ سے نہ چھپانا 3۔ اپنے اہل و عیال کو مشقت میں نہ ڈالنا ۔
اس شخص نے کہا۔ مجھے آپؑ کی تمام شرائط منظور ہیں ۔
پھر آپؑ نے اس کی دعوت قبول کرلی"۔

۱۳۹۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"طاعون تیز رفتار موت ہے"۔

۱۴۰۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ، مجھے تمہارے متعلق دین کو حقیر سمجھنے ، رقم لے کر فیصلہ کرنے ، قطع رحمی ، قرآن کو راگ میں ڈھالنے اور جو

Presented by www.ziaraat.com

لوگ دین میں مقام نہ رکھتے ہوں ، انہیں آگے لانے کا خوف ہے"۔

۱۴۱۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے کہا:۔

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

تم تیل لگاؤ اور بطور غذا اسے استعمال کرو کیونکہ جو کوئی تیل بطور غذا استعمال کرے اور سر میں لگائے تو چالیس دن تک شیطان اس شخص میں نہیں ٹھہر سکے گا"۔

۱۴۲۔ اسی اسناد سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا :۔

"یا علیؑ ! تمہیں نمک استعمال کرنا چاہیے ۔ نمک ستر بیماریوں کی دوا ہے ۔ جن میں سے کم ترین جذام ، برص اور جنون ہیں"۔

۱۴۳۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔

"رسول اکرمؐ کی خدمت میں تربوز اور تازہ کھجوریں پیش کی گئیں ۔ آپؐ نے دونوں کو تناول فرمایا اور فرمایا یہ دونوں پاکیزہ ترین ہیں"۔

۱۴۴۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے ۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جو کھانے کی ابتداء نمک سے کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے ستر(۷۰) بیماریاں دور کرے گا جن میں سے کم ترین بیماری جذام ہے"۔

۱۴۵۔ اسی اسناد سے امام حسن مجتبیٰؑ سے مروی ہے۔

"ساتویں دن ان کا نام حسنؑ رکھا گیا اور انہی کے نام سے لفظ " حسین" کو مشتق کیا گیا اور دونوں بھائیوں کے درمیان بس حمل کا فاصلہ تھا"۔

۱۴۶۔ اسی اسناد سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا :۔

"ہفتہ ہمارے لیے ہے اتوار ہمارے شیعوں کے لیے ہے سوموار بنی امیہ کے لیے ہے ۔ منگل بنی امیہ کے پیروکاروں کے لیے ہے ۔ بدھ بنی عباس کے لیے ہے اور جمعرات ان کے پیروکاروں کے لئے ہے اور جمعہ باقی تمام انسانوں کے لیئے ہے ۔ البتہ جمعہ کے روز سفر نامناسب ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۔(الجمعۃ۔۱۰)

" پس جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور خدا کا فضل تلاش کرو"۔ یعنی ہفتہ کے دن"۔

۱۴۷۔ اسی اسناد سے امام زین العابدینؑ سے روایت ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول خداؐ نے پیدائش کے دن حسن مجتبیٰؑ کے کان میں اذان کہی"۔

۱۴۸۔ اسی اسناد سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

"میرے والد علیہ السلام نے سر پر تیل لگانے کے لیے تیل منگایا۔ جب تیل لگا چکے تو میں نے ان سے عرض کی:۔

آپؑ نے کس چیز کا تیل استعمال کیا ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

میں نے روغن بنفشہ استعمال کیا۔

میں نے پوچھا:۔

بنفشہ کی کیا فضیلت ہے ؟

آپ نے فرمایا" میں نے اپنے والد سے روایت کی انہوں نے امام حسین بن علی علیہما السلام سے روایت کی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی انہوں نے کہا":۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔

بنفشہ کو باقی تیلوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو اسلام کو دوسرے ادیان پر حاصل ہے"۔

۱۴۹۔ اسی اسناد حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے ۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"جو شخص مخلوق کی اطاعت اور خالق کی نافرمانی کا عقیدہ رکھے تو اسکا کوئی دین نہیں ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۵۰۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"انار کو گودے سمیت کھاؤ کیونکہ وہ معدہ کی صفائی کرتا ہے"۔

۱۵۱۔ اسی اسناد سے امام زین العابدینؑ سے مروی ہے آپؑ نے اپنے والد امام حسین علیہ السلام سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ عبداللہ بن عباس کہا کرتے تھے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی انار کھاتے تو آپؐ اس میں کسی کو شریک نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے۔

"ہر انار میں ایک جنت کا دانہ ضرور ہوتا ہے"۔

۱۵۲۔ اسی اسناد سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ حضرت علیؑ بخار میں مبتلا تھے۔ آنحضرتؐ نے انہیں "غبیرا" کھانے کا حکم دیا"(۱)۔

۱۵۳۔ اسی اسناد سے امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"دو اشخاص حضرت علی علیہ السلام کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے ان میں سے ایک نے اپنا اونٹ دوسرے کے پاس بیچا تھا اور سر اور کھال مستثنیٰ کی تھی۔ خریدنے والے نے اونٹ نحر کرنے کا ارادہ کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ بیچنے والا سر اور جلد کی مقدار میں اونٹ کا شریک ہے"۔

۱۵۴۔ اسی اسناد سے امام حسین علیہ السلام کے متعلق منقول ہے۔

"آپؑ بیت الخلا میں داخل ہوئے تو وہاں ایک لقمہ گرا ہوا دیکھا۔ آپؑ

---

(۱)۔ "غبیرا" کے متعلق دو قول ہیں۔

یہ ایک نبات کا نام ہے جسے "سنجد" بھی کہا جاتا ہے اور بعض محققین کہتے ہیں کہ یہ ایک طرح کا دلیہ ہوتا ہے جس میں کھجور، تیل اور آٹا شامل ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

نے روٹی کا وہ لقمہ اٹھا کر غلام کے حوالے کیا اور فرمایا:۔

جب میں باہر آؤں تو تم مجھے یہ لقمہ یاد دلانا۔

غلام نے وہ لقمہ کھا لیا۔

جب آپؑ باہر آئے تو غلام سے فرمایا، وہ لقمہ کہاں ہے ؟

غلام نے کہا: مولا ! میں نے کھالیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: میں نے تمہیں خدا کی راہ میں آزاد کردیا۔

ایک شخص نے کہا: مولا! آپؑ نے اسے اتنی سی بات پر آزاد کردیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

جی ہاں! میں نے اپنے جد اطہر رسول خداؐ سے سنا ، آپؐ نے فرمایا:۔

"جو کوئی گرا ہوا لقمہ پائے اور اسے اٹھا لے اس سے مٹی صاف کرے یا اس سے غلاظت دھو کر کھالے تو وہ لقمہ جیسے ہی اس کے پیٹ میں جائے گا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے آزاد کردے گا"۔

۱۵۵۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"پانچ نصیحتیں ایسی ہیں اگر تم اونٹوں پر طویل سفر کرو تو بھی ان سے بہتر باتیں حاصل نہ کرسکو گے۔

1۔ بندہ کو اپنے گناہ کے علاوہ کسی چیز سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔

2۔ اپنے رب کے علاوہ کسی سے امید نہیں رکھنی چاہیئے۔

3۔ جب جاہل سے کوئی بات پوچھی جائے تو اسے اپنی لاعلمی کے اظہار سے شرمندگی محسوس نہیں کرنی چاہیئے۔

4۔ انسان جس بات کو نہ جانتا ہو اس کے سیکھنے سے شرم محسوس نہیں کرنی چاہیئے۔

5۔ صبر کا ایمان میں وہی مقام ہے جو سر کا بدن میں ہے۔ جس میں صبر

Presented by www.ziaraat.com

نہیں اس میں ایمان نہیں"۔

۱۵۶۔ اسی اسناد سے امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"اس امت کے اعمال روزانہ صبح کے وقت خدا کے حضور پیش کیئے جاتے ہیں"۔

۱۵۷۔ اسی اسناد سے امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"جو یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کے رزق میں اضافہ ہو تو اسے صلہ رحمی کرنا چاہیئے"۔

۱۵۸۔ اسی اسناد سے امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"ایک شہر کی دیوار کے نیچے سے ایک تختی برآمد ہوئی جس پر یہ عبارت تحریر تھی"۔

لا الہ الا انا و محمد نبیی

" میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمد مصطفیٰ میرا نبی ہے"۔
مجھے اس پر تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے وہ خوش کیسے ہوتا ہے ؟
اور مجھے اس پر تعجب ہے جسے تقدیر کا یقین ہے وہ غمگین کیسے ہوتا ہے؟
اور مجھے اس پر تعجب ہے جس نے دنیا کو آزمایا ہو، وہ مطمئن کیسے ہوتا ہے؟
اور مجھے اس پر تعجب ہے جسے حساب کا یقین ہو وہ گناہ کیسے کرتا ہے ؟

زائرِ حسینؑ کا مقام

۱۵۹۔ اسی اسناد سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپؑ نے فرمایا :۔
"مجھے میرے والد نے خبر دی کہ جو شخص امام حسین علیہ السلام کے حق کا عارف بن کر ان کی قبر کی زیارت کرے تو اس کا نام علیین (۱) میں لکھا جائے گا"۔

۱۔ علیین اہل جنت کے کتابچہ کا نام ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

پھر آپؑ نے فرمایا:۔

قبر حسین علیہ السلام کے گرد ستر ہزار فرشتے بال کھولے ہوئے ہیں اور سر میں خاک ڈالے ہوئے موجود ہیں جو قیامت کے دن تک آپؑ پر گریہ کرتے رہیں گے"۔

۱۶۰۔اسی اسناد سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"والدین کی کم سے کم نافرمانی " اُف " کہنا ہے ۔اگر " اف " سے کم تر الفاظ سے نافرمانی ممکن ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی منع فرما دیتا"۔

۱۶۱۔اسی اسناد سے امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"مجھے اسماء بنت عمیسؓ نے خبر دی کہ میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا کے پاس بیٹھی تھی۔اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔

حضرت فاطمہؑ نے اپنی گردن میں ایک سونے کا ہار پہن رکھا تھا جسے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے مال غنیمت کے حصے سے خریدا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

فاطمہؑ ! لوگوں کو یہ کہنے کا موقعہ نہیں ملنا چاہیئے کہ فاطمہؑ بنت محمدؐ جباروں جیسے زیورات استعمال کرتی ہے۔

رسول خداؐ کے یہ الفاظ سن کر سیدہؑ نے ہار کے ٹکڑے کر دیئے اور اسے فروخت کر کے ایک کنیز خرید لی اور اسے راہِ خدا میں آزاد کردیا۔

یہ سن کر رسولؐ خدا بے حد خوش ہوئے۔

عصمتِ یوسفؑ

۱۶۲۔ اسی اسناد سے امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے ۔

"آپؑ نے قرآن مجید کی آیت ۔

وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ۔ (یوسف۔۲۴)

" اور یوسفؑ بھی ارادہ کر بیٹھتے اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے "۔

Presented by www.ziaraat.com

کے متعلق ارشاد فرمایا :۔

عزیز کی بیوی بت کی طرف متوجہ ہوئی اور اس پر کپڑا ڈالا۔

یہ عمل دیکھ کر حضرت یوسفؑ نے کہا: یہ کیا ہے ؟

اس نے کہا:۔

اس بت کے سامنے مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ وہ ہمیں اس حالت میں دیکھے۔

یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:۔

"تم اس سے شرم کر رہی ہو جو نہ تو سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ ہی کچھ سمجھتا ہے اور نہ ہی کھاتا پیتا ہے۔ تو کیا میں اس خدا سے شرم نہ کروں جس نے انسان کو پیدا کیا اور اسے تعلیم دی اور یہی " لَوْلَآ اَنْ رَّاٰی بُرْهَانَ رَبِّهٖ " (یوسف ۲۴) کا مفہوم ہے۔

۱۶۳۔ اسی اسناد سے امام زین العابدین علیہ السلام کے متعلق منقول ہے۔

"آپؑ جس مریض کو صحت یاب پاتے تو اس سے فرمایا کرتے تھے :۔

تمہیں گناہوں سے پاکیزگی مبارک ہو"۔

۱۶۴۔ اسی اسناد سے امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا :۔

"لوگوں نے تین چیزیں تین افراد سے حاصل کیں۔

1۔ لوگوں نے صبر ایوبؑ سے سیکھا۔

2۔ لوگوں نے شکر نوحؑ سے سیکھا۔

3۔ لوگوں نے حسد اولاد یعقوبؑ سے سیکھا"۔

۱۶۵۔ اسی اسناد سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ میرے والد علیہ السلام سے سفر کی نماز کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا:۔

میرے والد علیہ السلام سفر میں نماز قصر کیا کرتے تھے"۔

۱۶۶۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"چالیس گنجوں میں تمہیں ایک برا شخص نہیں ملے گا اور چالیس بالوں والوں میں تمہیں ایک نیک شخص دکھائی نہیں دے گا اور برا گنجا نیک بالوں والے سے بہتر ہے"۔

۱۶۷۔ اسی اسناد سے حضرت امام حسینؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

میں نے نبی اکرمؐ کو دیکھا کہ انہوں نے حمزہؓ کے جنازے پر پانچ تکبیریں پڑھیں اور حمزہؓ کے بعد دوسرے شہداء پر بھی پانچ تکبیریں پڑھیں اور یوں جناب حمزہؓ پر ستر تکبیریں پڑھی گئیں"۔

۱۶۸۔ اسی اسناد سے امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"امیر المومنین علیہ السلام نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا:۔

عنقریب لوگوں پر ایسا سخت زمانہ آئے گا جب مومن خدا کی نعمت کو اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑے گا" (یعنی وہ کسی دوسرے کو اس نعمت میں شریک کرنا نہیں چاہے گا) جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ا ۔

(البقرہ۔ ۲۳۷)

" اور آپس میں بزرگی کو فراموش نہ کرو ۔ بے شک جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھنے والا ہے"۔

اور عنقریب ایسا وقت بھی آئے گا جب شریر افراد کو آگے کیا جائے گا اور نیک لوگوں کو بھلا دیا جائے گا اور مجبور افراد سے خرید و فروخت کی جائے گی جب کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجبور افراد کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے والی خرید و فروخت اور دھوکے پر مبنی خرید و فروخت سے منع کیا ہے ۔

لوگو ! اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے معاملات کی اصلاح کرو اور میرے اہل بیتؑ کے متعلق مجھے یاد رکھو۔

Presented by www.ziaraat.com

آنحضرتؐ کی یتیمی کا سبب

۱۶۹۔ اسی اسناد سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ رسول اکرم کو اللہ تعالیٰ نے والدین کی طرف سے یتیم کیوں بنایا ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"تا کہ آپؐ پر مخلوق کا حق واجب نہ ہو"۔

۱۷۰۔ اسی اسناد سے امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے والد سے روایت کی ، انہوں نے حضرت علیؑ سے روایت کی ، انہوں نے کہا ،رسول اکرمؐ نے فرمایا:۔

"جس پر خدا کوئی نعمت کرے تو اسے اللہ کی حمد کرنی چاہیئے اور جس کے رزق میں تاخیر ہو تو اسے خدا سے استغفار کرنی چاہیئے اور جو کسی معاملے کی وجہ سے غمگین ہو تو اسے" لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ " پڑھنا چاہیئے"۔

۱۷۱۔ اسی اسناد سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے۔

"ایک یہودی نے امیرالمومنین علیہ السلام سے پوچھا:۔

آپؑ مجھے یہ بتائیں کہ وہ کون سی چیز ہے جو اللہ کے لیئے نہیں ہے اور وہ کون سی چیز ہے جو اللہ کی طرف سے نہیں ہے اور وہ کون سی چیز ہے جسے خدا نہیں جانتا ؟

حضرتؑ نے فرمایا:۔

جس چیز کا خدا کو علم نہیں ہے وہ تمہارا یہ قول ہے کہ عزیر اللہ کے فرزند ہیں۔جب کہ خدا کو اپنے کسی فرزند کا علم نہیں ہے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ اللہ کے لیئے کون سی چیز نہیں ہے ؟ تو اللہ کے لیئے کوئی شریک نہیں ہے۔ اور تمہارا یہ سوال کہ وہ کون سی چیز ہے جو خدا کی طرف سے نہیں ہے ؟ تو خدا کی طرف سے بندوں پر ظلم نہیں ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ سن کر یہودی نے کہا:۔

اشهد ان لا اله الا الله و ان محمد رسول الله"۔

۱۷۳۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے، رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"جو لوگوں کو علم کے بغیر فتویٰ دے تو اس پر آسمانوں اور زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں"۔

۱۷۴۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے، رسول اکرمؐ نے فرمایا:۔

"میں نے اپنی دختر کا نام فاطمہؑ رکھا۔ کیونکہ اللہ نے انہیں اور ان سے محبت رکھنے والوں کو دوزخ سے آزاد کیا ہوا ہے۔(۱)

۱۷۵۔ اسی اسناد سے رسول خداؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"موسیٰ بن عمرانؑ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا۔

پروردگار! کیا تو مجھ سے دور ہے تو میں تجھے ندا دوں یا قریب ہے تو میں تجھ سے مناجات کروں؟

اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی نازل کی اور فرمایا:۔

موسیٰ بن عمران! میں اپنے ذکر کرنے والے کا ہم نشین ہوتا ہوں"۔

۱۷۶۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے منقول ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

بے شک اللہ فاطمہ سلام اللہ علیھا کے غضب سے غضب ناک ہوتا ہے اور فاطمہ سلام اللہ علیھا کی رضا سے راضی ہوتا ہے"۔ (یعنی جس پر فاطمہؑ غضب ناک ہو اس پر خدا غضب ناک ہوتا ہے اور جس سے فاطمہؑ راضی ہوں اس سے خدا راضی ہوتا ہے)

۱۷۷۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے منقول ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"ہلاکت ہے میرے اہل بیتؑ پر ظلم کرنے والوں کے لیئے۔ میں گویا کل

---

(۱)۔ لفظاً "فاطمہ" "فطم" سے مشتق ہے جس کے معنی بچے سے دودھ چھڑانے کے ہیں۔ اور لفظ فاطمہ کے لفظی معنی ہیں چھڑانے والی، یعنی اپنے گناہگار محبوں کو شفاعت کر کے دوزخ سے چھڑانے والی۔

Presented by www.ziaraat.com

انہیں دیکھ رہاہوں کہ وہ منافقین کے ساتھ دوزخ کے پست ترین طبقے میں ہوں گے"۔

قاتلِ حسین کا ٹھکانہ

۱۷۸۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"حسینؑ بن علیؑ کا قاتل آگ کے صندوق میں بند ہوگا اور اہل دنیا کے عذاب کا نصف حصہ اس پر نازل ہوگا اور اس کے ہاتھ پاؤں دوزخ کی زنجیروں سے بندھے ہوئے ہوں گے اور اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ دوزخ کی تہ میں جا گرے گا اور اس سے ایسی بد بو خارج ہوگی جس کی وجہ سے اہل دوزخ خدا سے پناہ مانگیں گے اور وہ دوسرے ایسے دشمنان حسین کے ساتھ ابدالاباد کے لیئے عذاب الیم میں مبتلا رہے گا جنہوں نے قتل حسینؑ کے لیئے اس کی پیروی کی ہوگی۔ اور جب ان کی کھالیں بوسیدہ ہوجائیں گی تو اللہ تعالیٰ انہیں دوسری کھالیں دے گا تا کہ وہ عذاب الیم کا مزہ چکھتے رہیں اور ان سے ایک لمحہ کے لیئے عذاب کم نہ کیا جائے گا اور انہیں دوزخ کا گرم پانی پلایا جائے گا۔ عذاب دوزخ کی وجہ سے ان پر ہلاکت ہو"۔

۱۷۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے درخواست کرتے ہوئے کہا:۔

پروردگار! میرا بھائی ہارون انتقال کر گیا تو ان کی مغفرت فرما۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کی:۔

موسیٰ! اگر آپ حسین بن علی علیہما السلام کے قاتل کے علاوہ مجھ سے اولین وآخرین کے متعلق مغفرت طلب کریں تو میں آپ کی درخواست کو قبول کروں گا۔ لیکن میں حسین علیہ السلام کے قاتل سے ضرور انتقام لوں گا"۔

۱۸۰۔ اسی اسناد سے آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"عقیق کی انگشتری پہنو جب تک عقیق موجود ہو گا تو تمہیں کوئی غم نہیں پہنچے گا"۔

۱۸۱۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جو آخری زمانے میں ہم سے جنگ کرے تو گویا اس نے دجال کے ساتھ مل کر ہم سے جنگ کی ہے"۔

۱۸۲۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"یا علیؑ! اللہ نے تمہاری مغفرت کی اور تمہارے خاندان اور تمہارے شیعوں اور تمہارے شیعوں سے محبت کرنے والوں اور تمہارے شیعہ کے محبوں سے محبت کرنے والوں کی مغفرت کی ہے۔ تمہیں بشارت ہو تم "**انزع البطین**" ہو۔ یعنی تم شرک سے دور اور علم سے لبریز ہو"۔

۱۸۳۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"من کنت مولاه فعلی مولاه ۔ اللھم وال من والاه و عاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله۔

"جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔ خدایا! جو ان سے دوستی رکھے تو اس سے دوستی رکھ اور جو ان سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ اور جو ان کی مدد کرے تو اس کی مدد کر اور جو انہیں چھوڑ دے تو بھی اسے چھوڑ دے"۔

۱۸۴۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"مغبون" دھوکا کھانے والا نہ تو قابل تعریف ہے اور نہ ہی لائقِ اجر خداوندی ہے"۔

۱۸۵۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"نہار منہ کھجوریں کھاؤ اس سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں"۔

مصنف کتاب ھذا رحمہ اللہ عرض پرداز ہے۔

اس سے "برنی کھجور" کے علاوہ ہر طرح کی کھجور مراد ہے کیونکہ "برنی کھجور" کے نہار منہ کھانے سے فالج پیدا ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

مقامِ علیؑ

۱۸۶۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"نورہ" لگانے کے بعد مہندی لگانا جذام اور برص سے امان دیتا ہے"۔(۱)

۱۸۷۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے منقول ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"یا علیؑ! اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مومنین کی پہچان نہ ہوتی"۔ (۲)

۱۸۸۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"یا علیؑ ! اللہ نے تمہیں تین فضیلتیں عطا کی ہیں جو تم سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائیں"۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی:۔

یا رسول اللہؐ ! وہ کون سی فضیلتیں ہیں جو مجھے عطا کی گئی ہیں ؟

آپؐ نے فرمایا:۔

1۔ تمہیں مجھ جیسا سسر ملا۔ 2۔ تمہیں فاطمہؑ جیسی زوجہ ملی۔

3۔ تمہیں حسنؑ و حسینؑ جیسے فرزند ملے۔

۱۸۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"یا علیؑ ! قیامت کے دن ہم چار افراد کے علاوہ کوئی سواری پر سوار نہ ہو گا۔ یہ سن کر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی :۔

یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر نثار ہوں ! وہ سوار کون ہوں گے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

1۔ میں خدا کے چوپایہ براق پر سوار ہوں گا۔

2۔ میرا بھائی صالح ناقۃ اللہ پر سوار ہو گا جسے پے کیا گیا تھا۔

3۔ میرا چچا حمزہ میرے ناقہ عضبا پر سوار ہو گا۔

۱۔ غیر ضروری بالوں کو صاف کرنے کے لیئے مخصوص قسم کا چونا استعمال کیا جاتا ہے اسے "نورہ" کہتے ہیں۔

۲۔ کیونکہ آپؑ کی محبت و ولایت ایمان کی علامت اور آپؑ کا بغض نفاق کی علامت ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

4۔ میرا بھائی علی جنت کی ایک ناقہ پر سوار ہو گا اور اس کے ہاتھ میں لواء الحمد ہو گا اور علی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ندا کرے گا۔ لوگ کہیں گے یہ کوئی ملک مقرب یا نبی مرسل یا حامل عرش ہے۔

اس وقت عرش کے نیچے سے ایک فرشتہ کہے گا :۔

اے لوگو ! یہ ملک مقرب اور نبی مرسل اور حامل عرش نہیں ہے۔ یہ صدیق اکبر علی بن ابی طالبؑ ہے"۔

کربلا کی آبادی

۱۹۰۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قبر حسین علیہ السلام کے گرد محلات بن چکے ہیں اور میں ان حاملہ خواتین کو دیکھ رہا ہوں جو کوفہ سے قبر حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیئے چل پڑی ہیں ۔ اور شب و روز کا سلسلہ قائم ہو گا جب دور دراز سے لوگ حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیئے آئیں گے اور یہ اس وقت ہو گا جب نسل مروان کی حکومت ختم ہو جائے گی"۔

عظمتِ علی علیہ السلام

۱۹۱۔ ہم سے حسن بن محمد بن سعید ہاشمی نے مسجد کوفہ میں بیان کیا ، انہوں نے فرات بن ابراہیم بن فرات کوفی سے روایت کی، انہوں نے محمد بن ظہیر سے روایت کی ، انہوں نے ابوالحسن محمد بن حسین بن اخی یونس بغدادی سے بغداد میں سنا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن یعقوب جہضلی نے بیان کیا ، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ،انہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق علیہ السلام سے،انہوں نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے ، انہوں نے اپنے والد زین العابدین علیہ السلام سے،انہوں نے اپنے والد امام حسین علیہ السلام سے ، انہوں نے اپنے والد امیر المومنین علیہ السلام سے ، انہوں نے رسول خدا صلی

Presented by www.ziaraat.com

اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ، انہوں نے جبریلؑ سے ،انہوں نے میکائیلؑ سے ، انہوں نے اسرافیلؑ سے ، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

"میرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں نے تمام مخلوق کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور پھر ان میں سے جنہیں چنا انہیں اپنا نبی بنایا۔ اور میں نے تمام انبیاء سے محمدؐ کو اپنا حبیب اور خلیل اور صفی بنایا۔ میں نے انہیں اپنی مخلوق کے پاس رسول بنا کر بھیجا اور میں نے ان کے لیئے علیؑ کو چنا اور میں نے انہیں محمدؐ کا بھائی اور وصی اور وزیر بنایا اور انہیں محمدؐ کی طرف سے اپنی مخلوق کے لیئے ترجمان بنایا اور اپنے بندوں پر انہیں خلیفہ مقرر کیا۔ علیؑ لوگوں کے لیئے میری کتاب کو بیان کرے گا اور ان میں میرا حکم نافذ کرے گا۔ میں نے انہیں گمراہی سے ہدایت دینے والا پرچم بنایا اور اپنے تک پہنچنے کے لیئے انہیں دروازہ بنایا اور علیؑ کو میں نے اپنا وہ گھر بنایا جو اس میں داخل ہوا وہ میری دوزخ سے محفوظ رہا اور میں نے انہیں اپنا وہ قلعہ بنایا جو اس میں پناہ لے گا وہ دنیا و آخرت کے ناپسندیدہ امور سے محفوظ رہے گا اور میں نے علیؑ کو اپنا وہ چہرہ بنایا جو ان کی طرف متوجہ ہوا تو میں نے اس سے اپنا رخ نہ پھیرا۔ اور علیؑ کو میں نے آسمانوں اور زمین میں اور تمام ارضی و سماوی مخلوقات کے لیئے اپنی حجت بنایا اور میں زمین و آسمان کے رہنے والوں کا کوئی عمل قبول نہیں کروں گا جب تک وہ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کا اقرار نہ کریں۔ علیؑ میرا وہ دستِ شفقت ہے جو لوگوں پر کھلا ہوا ہے اور علیؑ میری وہ نعمت ہے جو میں اپنے پیارے بندوں کو عطا کرتا ہوں۔ میں اپنے جس بندے سے محبت کرتا ہوں تو میں اسے علیؑ کی ولایت و معرفت عطا کرتا ہوں۔ اور میں جس سے بغض رکھتا ہوں تو اس سے بغض بھی اسی لیئے رکھتا ہوں کہ وہ علیؑ کی معرفت و ولایت سے منحرف ہوتا ہے۔

میں اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم اٹھا کر حلفیہ کہتا ہوں کہ میرا جو بھی بندہ علیؑ سے محبت کرے گا میں اسے دوزخ سے بچا لوں گا اور اسے جنت میں داخل کروں گا۔ اور میرا جو بھی بندہ علیؑ سے بغض رکھے اور ان کی ولایت سے روگردانی کرے میں

Presented by www.ziaraat.com

اس سے بغض رکھتا ہوں اور اسے دوزخ میں داخل کروں گا اور وہ بد ترین ٹھکانہ ہے۔

اللھم ثبتنی علی ولایتہ و ولایتہ الائمۃ من ولدہ صلوات اللہ علیھم اجمعین۔

توکل و تواضع کے حدود

۱۹۲۔(حذف اسناد) حسن بن جہم کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

"میں آپؑ پر قربان جاؤں! توکل کی حد کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

توکل کی حد یہ ہے کہ تم خدا کے علاوہ کسی سے خوف نہ کھاؤ۔

میں نے کہا:۔

تواضع کی حد کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

حد تواضع یہ ہے کہ تم لوگوں سے وہی سلوک کرو جو تم ان کی طرف سے اپنے لیۓ پسند کرتے ہو۔

میں نے کہا:۔

میں آپؑ پر قربان جاؤں! میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپؑ کی نظر میں میرا مقام کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

تم خود ہی دیکھ لو جو تمہاری نظر میں میرا مقام ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

پھوڑے پھنسیوں کا مجرب عمل

۱۹۳۔ (حذف اسناد) علی بن نعمان کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی:۔

"مولا! میرے جسم پر بہت پھوڑے پھنسیاں ہیں جس کی وجہ سے میں پریشان رہتا ہوں۔ میں آپؑ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ایسی چیز تعلیم فرمائیں جس کی وجہ سے میں ان سے نجات پاؤں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

ہر پھوڑے کے لیئے سات جو کے دانے لو اور ہر جو کے دانے پر سات مرتبہ

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا۔ (الواقعہ۔ ۱ تا ۶)

پھر سات مرتبہ یہ آیت پڑھو۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا۔ (طٰہٰ۔ ۱۰۶، ۱۰۷)

پھر ایک ایک جو لے کر ایک ایک پھوڑے پر لگاؤ اور تمام جو لے کر انہیں ایک نئے کپڑے میں باندھ لو اور اس کپڑے میں کوئی پتھر بھی باندھ دو۔ پھر اس کپڑے کو کسی گندے کنوئیں میں ڈال دو"۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ایسا کیا اور جب میں نے ساتویں دن اپنے جسم کو دیکھا تو وہ میری ہتھیلی کی طرح سے بالکل صاف تھا۔

یہ عمل چاند کی آخری تاریخوں میں کرنا چاہیئے۔

۱۹۴۔ (حذف اسناد) حسین بن خالد نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"کسی بھی مسلمان کو دھوکا اور مکاری نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ میں نے جبریلؑ امینؑ سے سنا۔انہوں نے کہا۔ مکر اور دھوکے کا مقام دوزخ میں ہے"۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

"وہ ہم میں سے نہیں جو مسلمان کو دھوکا دے اور وہ ہم میں سے نہیں جو کسی مسلمان سے خیانت کرے۔

پھر آپؐ نے فرمایا:۔

رب العالمین کی طرف سے جبریل امینؑ مجھ پر نازل ہوئے اور کہا:۔

"محمدؐ! آپ کو خوش خلقی اپنانی چاہیئے۔ اور خوش خلقی دنیا و آخرت کی بھلائی کو جمع کرتی ہے۔

خبردار! آپؐ میں سے میرے زیادہ مشابہ وہ ہے جس کا خلق تم میں سے بہتر ہو۔

ذوالفقار

۱۹۵۔(حذف اسناد) احمد بن عبداللہ نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تلوار ذو الفقار کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں سے آئی تھی؟

آپؐ نے فرمایا:۔

اسے جبریل امینؑ آسمان سے لے کر آئے تھے اور اس پر چاندی کا قبضہ تھا اور وہ اس وقت میرے پاس موجود ہے"۔

عظمتِ سادات

۱۹۶۔(حذف اسناد) حسین بن خالد نے کہا۔امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"ہماری ذریت کو دیکھنا عبادت ہے۔

آپؐ کی خدمت میں عرض کی گئی :۔

Presented by www.ziaraat.com

فرزند رسول ! آپؑ میں سے صرف ائمہ کو دیکھنا عبادت ہے یا تمام اولاد پیغمبر کو دیکھنا عبادت ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

جب تک اولاد پیغمبرؐ آپؐ کے طریقے کو نہ چھوڑے اور نافرمانی میں ملوث نہ ہو اس وقت تک تمام اولاد پیغمبر کو دیکھنا عبادت ہے"۔

راست گوئی اور ادائیگیِ امانت

۱۹۷۔ میرے والد رحمہ اللہ نے مجھ سے بیان کیا، انہوں نے احمد بن علی تفلیسی سے سنا، انہوں نے احمد بن محمد ہمدانی سے، انہوں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے آنحضرتؐ سے روایت کی۔

آپؐ نے فرمایا:۔

"لوگوں کی نماز اور روزے، حج اور نیکیوں کی کثرت کو نہ دیکھو اور رات کے وقت ان کی تلاوت کی آوازوں کو مت دیکھو۔ تم ان کی راست گوئی اور امانت کی ادائیگی کو دیکھو"۔

آخر شعبان کے اعمال

۱۹۸۔ ہم سے تمیم بن عبداللہ بن تمیم قرشی نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے احمد بن علی انصاری سے، انہوں نے عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا:۔

"میں شعبان کے آخری جمعہ کو امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا:۔

ابوالصلت ! شعبان کا زیادہ حصہ گزر چکا ہے اور آج شعبان کا آخری جمعہ ہے۔ اس ماہ میں جو تم سے کوتاہی ہوئی ہے اس کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ اور تجھے وہ کچھ کرنا چاہیئے جو تمہیں فائدہ دے اور بے فائدہ چیزوں کو ترک کر دینا چاہیئے اور تمہیں زیادہ سے زیادہ توبہ، استغفار اور قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیئے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیئے تاکہ

Presented by www.ziaraat.com

جب اللہ کا مہینہ (رمضان المبارک) وارد ہو تو تم خدا کے مخلص ہو۔ تمہارے ذمہ جو امانت ہو اسے ادا کردو اور تمہارے دل میں کسی مومن کے خلاف کینہ ہو تو اسے نکال دو اور اگر کسی گناہ کے عادی ہو تو اسے خیر باد کہہ دو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ظاہر و باطن میں خدا پر توکل رکھو (کیونکہ اللہ کا فرمان ہے)۔

وَ مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔ (الطلاق۔ ۳)

" اور جو خدا پر بھروسہ کرے گا، خدا اس کے لیئے کافی ہے۔ بے شک خدا اپنے حکم کو پہنچانے والا ہے اس نے ہر چیز کے لیئے ایک مقدار معین کردی ہے"۔

اور اس ماہ کے جتنے دن باقی رہ گئے ہیں ان میں یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ لَّمْ تَكُنْ قَدْ غَفَرْتَ لَنَا فِيْ مَا مَضٰى مِنْ شَعْبَانَ فَاغْفِرْلَنَا فِيْمَا بَقِيَ مِنْهُ۔

" خدایا! اگر شعبان کے گزرے ہوئے دنوں میں تو نے ہماری مغفرت نہیں کی تو اس کے باقی دنوں میں ہماری مغفرت فرما"۔

اس مہینے میں اللہ تعالیٰ ماہ رمضان المبارک کی حرمت کی وجہ سے بہت سی گردنوں کو دوزخ سے آزاد کردیتا ہے

زاہد کون ؟

۱۹۹۔ ہم سے ابوالحسن محمد بن قاسم مفسر جرجانی نے بیان کیا، انہوں نے احمد بن حسن حسنی سے روایت کی، انہوں نے امام حسن عسکریؑ سے، انہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے فرمایا:۔

"امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ دنیا میں زاہد کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"زاہد وہ ہے جو حساب کے ڈر سے حلال کو ترک کرے اور عذاب کے خوف سے حرام کو چھوڑ دے۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۰۰۔ اسی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے ، آپؑ نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی،انہوں نے فرمایا:۔

"امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے فرزند کی موت کی وجہ سے سخت جزع فزع کر رہا تھا۔تو آپؑ نے اس سے فرمایا:۔

"اے شخص ! تم چھوٹی مصیبت پر جزع فزع کر رہے ہواور بڑی مصیبت سے غافل ہو۔اگر تم بھی اس موت کی تیاری کر چکے ہوتے جس کی طرف تمہارافرزند چلا گیا ہے تو تم اتنا زیادہ غم نہ کرتے۔

یاد رکھو ! تمہارا موت کی تیاری کو چھوڑ دینا تمہارے فرزند کی مصیبت سے زیادہ سخت ہے"۔

نجاتِ شیعہ

۲۰۱۔ (حذف اسناد) امام علی رضاعلیہ السلام سے مروی ہے، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے رسول خداؐ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

شِيعَةُ عَلِيٍّ هُمُ الْفَآئِزُونَ يَوْمَ الْقِيامَةِ۔

" قیامت کے دن علیؑ کے شیعہ ہی کامیاب و کامران ہوں گے "۔

امیر اور غریب میں فرق روا رکھنا چاہیے

۲۰۲۔(حذف اسناد) امام علی رضاعلیہ السلام نے فرمایا:۔

" جو کسی غریب مسلمان سے ملاقات کرے اور اسے اس طرح سے سلام نہ کرے جس طرح سے دولت مندوں کو سلام کرتا ہے تو قیامت کے دن جب وہ خدا کے حضور پیش ہوگا تو اللہ اس پر ناراض ہو گا "۔

Presented by www.ziaraat.com

سلمانؓ کی ضیافت

۲۰۳۔ علی بن احمد بن محمد بن عمران دقاق سے روایت ہے، انہوں نے محمد بن ہارون صوفی سے روایت کی، انہوں نے ابوتراب محمد بن عبداللہ بن موسیٰ رویانی سے روایت کی، انہوں نے سید عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے روایت کی، انہوں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا :۔

حضرت سلمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو اپنے گھر پر دعوت دی اور ان کے سامنے دو روٹیاں پیش کیں۔

ابوذرؓ نے روٹیوں کو اٹھا کر اپنے ہاتھوں میں گردش دی۔

سلمانؓ نے کہا:۔

ابوذرؓ! ان روٹیوں کو گردش کیوں دے رہے ہو؟

ابوذرؓ نے کہا:۔

دیکھ رہا ہوں کہ یہ زیادہ خشک تو نہیں ہیں۔

یہ سن کر سلمانؓ بہت زیادہ ناراض ہوئے اور کہا:۔

تمہاری یہ جرأت کہ آپ ان روٹیوں کو یوں گردش دیں۔ خدا کی قسم (یہ روٹی یوں ہی نہیں بن گئی) اس کے تیار ہونے میں وہ پانی خرچ ہوا ہے جو عرش کے نیچے ہے اور اس کی تیاری میں ملائکہ نے کردار ادا کیا اور انہوں نے زیرِ عرش پانی کو ہوا کے سپرد کیا اور ہوا نے اس کی تیاری میں اپنا کردار ادا کیا۔ اس نے اس پانی کو بادلوں کے حوالے کیا اور بادلوں نے اس کی تیاری میں بڑا کردار ادا کیا، انہوں نے زمین پر بارش برسائی اور اس کی تیاری میں گرج، چمک اور ملائکہ نے حصہ لیا، جنہوں نے اسے اس کے مقام پر رکھا۔ اور اس کی تیاری میں زمین اور لکڑی (ہل) لوہے اور جانوروں اور آگ اور ایندھن اور نمک کے علاوہ اور بھی بے شمار چیزوں نے

Presented by www.ziaraat.com

حصہ لیا اور اتنی محنت کے بعد یہ روٹی آپ کے ہاتھوں تک پہنچی ہیں۔آپ خدا کی اتنی بڑی نعمت کا شکر کیسے ادا کر رہے ہیں ؟

ابوذرؓ نے کہا:۔

میں اپنی اس غلطی کی خدا سے توبہ کرتا ہوں اور اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے رویہ کی آپؓ سے بھی معذرت چاہتا ہوں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلمانؓ نے ابوذرؓ کو اپنی مہمانی کی دعوت دی۔ابوذرؓ پہنچے تو سلمانؓ نے اپنی گوڈری سے روٹی کا ایک خشک ٹکڑا انہیں پیش کیا اور اپنے مشکیزہ کے پانی سے روٹی کو گیلا کیا۔

ابوذرؓ نے کہا:۔

یہ روٹی بہت اچھی ہے ۔ کاش اس کے ساتھ نمک بھی ہوتا۔

سلمانؓ اٹھے اور انہوں نے ایک دوکاندار کے پاس اپنا مشکیزہ رہن رکھا اور نمک لے آئے۔

ابوذرؓ روٹی پر نمک چھڑک کر کھانے لگے اور انہوں نے کہا:۔

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے ہمیں یہ قناعت عطا فرمائی۔

یہ سن کر سلمانؓ نے کہا:۔

اگر آپ میں قناعت ہوتی تو مجھے اپنا مشکیزہ رہن نہ رکھنا پڑتا"۔

امیر المومنینؑ کے چند نصائح

۲۰۴۔ ہم سے علی بن احمد بن عمران دقاق نے بیان کیا ، انہوں نے محمد بن ہارون صوفی سے روایت کی ، انہوں نے ابوتراب عبیداللہ بن موسیٰ رویانی سے سنا ، انہوں نے سید عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے روایت کی ،انہوں نے کہا:۔

"میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کی:۔

فرزند رسولؐ !آپؑ اپنے آباء کی کوئی حدیث مجھ سے بیان فرمائیں۔

Presented by www.ziaraat.com

حصہ لیا اور اتنی محنت کے بعد یہ روٹی آپ کے ہاتھوں تک پہنچی ہیں۔آپ خدا کی اتنی بڑی نعمت کا شکر کیسے ادا کر رہے ہیں؟

ابوذرؓ نے کہا:۔

میں اپنی اس غلطی کی خدا سے توبہ کرتا ہوں اور اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے رویہ کی آپؓ سے بھی معذرت چاہتا ہوں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلمانؓ نے ابوذرؓ کو اپنی مہمانی کی دعوت دی۔ابوذرؓ پہنچے تو سلمانؓ نے اپنی گودڑی سے روٹی کا ایک خشک ٹکڑا انہیں پیش کیا اور اپنے مشکیزہ کے پانی سے روٹی کو گیلا کیا۔

ابوذرؓ نے کہا:۔

یہ روٹی بہت اچھی ہے۔کاش اس کے ساتھ نمک بھی ہوتا۔

سلمانؓ اٹھے اور انہوں نے ایک دوکاندار کے پاس اپنا مشکیزہ رہن رکھا اور نمک لے آئے۔

ابوذرؓ روٹی پر نمک چھڑک کر کھانے لگے اور انہوں نے کہا:۔

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے ہمیں یہ قناعت عطا فرمائی۔

یہ سن کر سلمانؓ نے کہا:۔

اگر آپ میں قناعت ہوتی تو مجھے اپنا مشکیزہ رہن نہ رکھنا پڑتا''۔

امیر المومنینؑ کے چند نصائح

۲۰۴۔ہم سے علی بن احمد بن عمران وقاق نے بیان کیا،انہوں نے محمد بن ہارون صوفی سے روایت کی،انہوں نے ابوتراب عبیداللہ بن موسیٰ رویانی سے سنا،انہوں نے سید عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے روایت کی،انہوں نے کہا:۔

''میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کی:۔

فرزند رسولؐ! آپؑ اپنے آباءؑ کی کوئی حدیث مجھ سے بیان فرمائیں۔

Presented by www.ziaraat.com

امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا :۔

مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ، اور انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا:۔

"لوگ جب تک چھوٹے اور بڑے بن کر رہیں گے تو بھلائی سے رہیں گے اور جب سب یکساں ہو جائیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے"۔

میں (راوی) نے عرض کی :۔

فرزند رسولؐ ! کچھ اور سنائیں ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

" اگر تمہیں ایک دوسرے کے اعمال کا پتہ چل جائے تو تم ایک دوسرے کو دفن نہ کرو گے"۔

میں (راوی) نے کہا :۔

فرزند رسولؐ! کچھ اور سنائیں ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"تم دولت میں لوگوں سے ہرگز نہیں بڑھ سکتے ۔ مسکراتے چہرے اور حسنِ ملاقات میں لوگوں سے بڑھ جاؤ کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"تم لوگوں سے دولت میں ہرگز نہیں بڑھ سکتے۔ تم اخلاق میں لوگوں سے آگے بڑھ جاؤ"۔

Presented by www.ziaraat.com

میں (راوی) نے عرض کی:۔

فرزندِ رسولؐ! کچھ اور سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"جو زمانے پر غصہ کرے گا تو وہ طویل عرصے تک غصے میں رہے گا"۔

میں (راوی) نے عرض کی:۔

فرزندِ رسولؐ! کچھ اور سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنینؑ سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"برے لوگوں کی ہم نشینی سے نیک لوگوں کے متعلق بدگمانی پیدا ہوتی ہے"۔

میں (راوی) نے عرض کی:۔

فرزندِ رسولؐ! کچھ اور سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنینؑ علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"آخرت کا بدترین زادِ راہ بندوں پر ظلم کرنا ہے"۔

میں (راوی) نے عرض کی:۔

فرزندِ رسولؐ! کچھ اور سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"ہر شخص کی وہی قیمت ہے جسے وہ اچھی طرح سے سرانجام دے سکتا ہے"۔

میں (راوی) نے عرض کی:۔

فرزندِ رسولؐ! کچھ اور سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے"۔

میں (راوی) نے عرض کی:۔

فرزندِ رسولؐ! کچھ اور سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے فرمایا:۔

"وہ شخص کبھی ہلاک نہ ہوا جس نے اپنی قدر و قیمت کو پہچانا"۔

میں (راوی) نے عرض کی:۔

فرزندِ رسولؐ! کچھ اور سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"کام سے پہلے سوچ بچار کرنے سے تم ندامت سے بچ سکتے ہو"۔

میں (راوی) نے عرض کی:۔

فرزندِ رسولؐ! کچھ اور سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین

Presented by www.ziaraat.com

علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا :۔

"جس نے زمانہ پر تکیہ کیا وہ پچھاڑا گیا"۔

میں (راوی) نے عرض کی :۔

فرزندِ رسولؐ! کچھ اور سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا :۔

"جو شخص اپنی رائے پر اعتماد کر کے بے نیاز ہو جاتا ہے وہ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالتا ہے"۔

میں (راوی) نے عرض کی :۔

فرزندِ رسولؐ ! کچھ اور سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"متعلقین کی کمی دو قسموں میں سے ایک قسم کی آسودگی ہے"۔

میں (راوی) نے عرض کی :۔

فرزندِ رسولؐ! کچھ اور سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا :۔

"جس میں خود پسندی داخل ہوئی وہ ہلاک ہو گیا"۔

میں (راوی) نے عرض کی :۔

فرزندِ رسولؐ ! کچھ اور سنائیں۔

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"جسے عوض کے ملنے کا یقین ہو وہ عطیہ دینے میں دریا دلی دکھاتا ہے"۔

میں (راوی) نے عرض کی:۔

فرزندِ رسولؐ! کچھ اور سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرے والد نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"جو اپنے سے کمتر شخص کی عافیت پر راضی ہوا اسے اپنے سے اوپر والے سے بھی سلامتی ملے گی"۔

میں نے کہا، مولا! اب یہ احادیث میرے لیئے کافی ہیں۔

۲۰۵۔ اسی اسناد سے سید عبدالعظیم حسنی سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے اس آیت کا مفہوم دریافت کیا:۔

أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۔ (القیامۃ۔ ۳۴،۳۵)

"افسوس ہے تیرے حال پر بہت افسوس ہے، حیف اور صد حیف ہے"۔

آپؑ نے فرمایا:۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمہارے لیئے دنیا کی بھلائی سے دوری ہو اور تمہارے لیئے آخرت کی بھلائی سے دوری ہو۔

نقشِ انگشتر

۲۰۶۔ مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے روایت کی، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے روایت کی، انہوں نے

Presented by www.ziaraat.com

محمد بن علی کوفی سے، انہوں نے حسن بن ابی العقب صیرفی سے، انہوں نے حسین بن خالد صیرفی سے روایت کی۔ اس نے کہا:۔

"میں نے امام علیؑ رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی:۔

ایک شخص استنجا کرے اور اس کی انگلی میں ایسی انگشتری ہو جس پر **لا اله الا الله** نقش ہو (تو اس کا کیا حکم ہے؟)

آپؑ نے فرمایا:۔

میں اسے نا پسند کرتا ہوں۔

میں نے عرض کی:۔

تو کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؑ کے دیگر آبائے طاہرینؑ اپنی انگلی میں انگشتری نہیں پہنا کرتے تھے اور وہ ایسا نہیں کیا کرتے تھے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

جی ہاں! لیکن وہ داہنے ہاتھ میں انگشتری پہنا کرتے تھے۔ خدا سے ڈرو اور اپنی حالت پر نگاہ رکھو۔

میں نے عرض کی:۔

امیر المومنین علیہ السلام کی انگشتری کا نقش کیا تھا؟

آپؑ نے فرمایا:۔

تم ان سے پہلے بزرگوں کے متعلق کیوں نہیں پوچھتے؟

میں نے عرض کی:۔

تو بہتر ہے میں پوچھتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

آدم علیہ السلام کی انگشتری پر **لا اله الا الله محمد رسول الله** نقش تھا۔ اور جب آپؑ جنت سے اترے تھے تو یہ انگشتری پہن کر آئے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

اور جب نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی :۔

نوح ! جب آپ کو ڈوبنے کا خطرہ لاحق ہو تو اس وقت ایک ہزار مرتبہ **لا الہ الا اللہ** کہنا ۔ میں آپ اور آپ پر ایمان لانے والوں کو بچا لوں گا۔

پھر کشتی چل پڑی اور ایک مرتبہ سخت آندھی آئی اور کشتی کا لنگر اٹھ گیا تو حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی کے ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہوا اور انہوں نے دل میں سوچا کہ وہ ایک ہزار مرتبہ **لا الہ الا اللہ** نہیں کہہ سکیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اس وقت سریانی زبان میں کہا :۔

ھیلو لیا الفا الفا یا ماریا یا ماریا ایقن ۔

یہ کہنے کی دیر تھی کہ ہوا تھم گئی اور کشتی صحیح چلنے لگی۔ جب کشتی نے کوہ جودی پر قرار پکڑا تو نوح علیہ السلام نے کہا :۔

جس جملے نے مجھے ڈوبنے سے بچایا وہ ہر وقت میرے ساتھ رہنا چاہیئے۔

چنانچہ انہوں نے اپنی انگشتری میں یہ الفاظ نقش کرائے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلفَ مَرَّةٍ یَا رَبِّ اَصلِحنِیْ ۔

یہ الفاظ آپؑ کے سریانی جملے کا ترجمہ ہیں، یعنی

" **لا الہ الا اللہ** ہزار بار ، پروردگار ! میری اصلاح فرما"۔

اور جب ابراہیم علیہ السلام کو نار نمرود میں ڈالنے کے لیئے منجنیق میں بٹھایا گیا تو جبریل امینؑ بہت غضب ناک ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کرتے ہوئے فرمایا :۔

"جبریلؑ ! آپ کس بات پر ناراض ہو رہے ہیں؟

جبریلؑ نے عرض کی :۔

"پروردگار ! روئے زمین پر صرف خلیل ہی تیری عبادت کرتا ہے اور تو نے ان پر اپنے اور ان کے دشمن کو مسلط کر دیا ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی :۔

"جبرائیل! جلدی وہ کرتا ہے جسے تمہاری طرح مجرم کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہو۔ مجھے جلدی کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ میرا بندہ ہے، میں جب چاہوں اسے پکڑ سکتا ہوں"۔

یہ سن کر جبریلؑ خوش ہو گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے کہا :۔

"کیا آپؑ کو کسی چیز کی ضرورت ہے ؟"

ابراہیم علیہ السلام نے کہا :۔

"مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں ہے"۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک انگشتری نازل کی جس پر یہ چھ جملے نقش تھے۔

لا اله الا الله ، محمد رسول الله ، لا حول ولا قوة الابالله ، فوضت امری الی الله ، اشتدت ظهری الی الله ، حسبی الله ۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ اس انگشتری کو پہن لیں اور میں آگ کو آپ کے لیئے ٹھنڈک اور سلامتی بنا دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی انگشتری کے نقش پر وہ جملے تھے جنہیں آپؑ نے تورات سے اخذ کیئے تھے اور وہ جملے یہ ہیں۔

اِصبِرْ تُوجَرْ اُصدُقْ تَنجُ ۔

" صبر کرو تمہیں اجر ملے گا ، سچ بولو تم نجات پاؤ گے "۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری پر یہ الفاظ نقش تھے۔

سُبحَانَ مَنْ اَلجَمَ الجِنَّ بِکَلِمَاتِهٖ ۔

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے کلمات سے جنات کو لگام دی "۔

Presented by www.ziaraat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انگشتری پہ دو جملے نقش تھے جنہیں آپؑ نے انجیل سے اخذ کیئے تھے اور وہ جملے یہ ہیں۔

طُوبیٰ لِعبَدٍ ذُکِرَ اللّٰهُ مِنْ اَجْلِهِ وَوَیْلٌ لِعَبْدٍ نُسِیَ اللّٰهُ مِنْ اَجْلِهِ۔

" اس بندہ کے لیئے خوش خبری ہے جس کی وجہ سے خدا کا ذکر کیا جائے اور اس بندہ کے لیئے ہلاکت ہے جس کی وجہ سے خدا کو فراموش کر دیا جائے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی انگشتری پہ

لا اله الا الله محمد رسول الله نقش تھا۔

امیر المومنین علیہ السلام کی انگشتری پر " **الملك لله** " نقش تھا۔

امام حسن علیہ السلام کی انگشتری پر " **العزة لله** " نقش تھا۔

امام حسین علیہ السلام کی انگشتری پر " **ان الله بالغ امره** " نقش تھا۔

امام زین العابدین علیہ السلام اپنے والد کی انگشتری پہنا کرتے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام بھی امام حسینؑ کی انگشتری پہنا کرتے تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کی انگشتری پر

" **انه ولیی و عصمتی من خلقه** " کے الفاظ نقش تھے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی انگشتری پر " **حسبی الله** " نقش تھا۔

راوی حدیث حسین بن خالد نے کہا :۔

پھر امام علی رضا علیہ السلام نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ آپؑ نے اپنے والد علیہ السلام کی انگشتری پہن رکھی تھی اور آپؑ نے مجھے نقش بھی دکھایا۔

ایک اور روایت میں مروی ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کی انگشتری پر یہ الفاظ نقش تھے۔

خزی و شقی قاتل الحسین بن علی علیهما السلام۔

Presented by www.ziaraat.com

"حسین بن علی علیہما السلام کا قاتل رسوا ہوا اور بد بخت بنا"۔

۲۰۷۔ (بحذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"انبیاءؑ کے دانش مندانہ اقوال میں سے لوگوں کے پاس صرف یہی قول باقی رہ گیا ہے۔

"جب تم سے حیا رخصت ہو جائے تو پھر جو تمہارے جی میں آئے وہ کرتا رہ"۔

مقامِ ائمہ علیہم السلام

۲۰۸۔ (بحذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"مجھے جبریل امین نے خدا کی طرف سے خبر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"علی بن ابی طالبؑ میری مخلوق پر میری حجت ہے اور میرے دین کا فیصل ہے۔ میں ان کے صلب سے ایسے امام پیدا کروں گا جو میرے امر کو قائم کریں گے اور میرے راستے کی دعوت دیں گے۔ ان کے ذریعے سے میں اپنے بندوں اور کنیزوں سے بلاؤں کو دور کروں گا اور انہی کی وجہ سے میں اپنی رحمت نازل کروں گا"۔

مقامِ قرآن

۲۰۹۔ ہم سے جعفر بن محمد بن مسرور نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے سنا، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے سنا، انہوں نے ریان بن الصلت سے روایت کی، انہوں نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے کہا:۔

فرزندِ رسولؐ! آپؑ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

قرآن اللہ کا کلام ہے تم اس سے تجاوز نہ کرو اور قرآن کے علاوہ کسی اور سے ہدایت طلب نہ کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے"۔

۲۱۰۔(حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

" ہم دنیا میں سردار ہیں اور زمین میں بادشاہ ہیں"۔

۲۱۱۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جو یاقوت احمر کی اس شاخ کو دیکھنا چاہتا ہو جسے خدا نے اپنے ہاتھ سے کاشت کیا اور جو ان سے تمسک کرنا چاہتا ہو تو اسے علی اور ان کی اولاد میں سے ائمہؑ کے ساتھ محبت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ خدا کے منتخب اور مصطفیٰ بندے ہیں اور وہ ہر گناہ اور خطا سے معصوم ہیں"۔

۲۱۲۔ (بحذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جو شخص ماہ شعبان میں روزانہ ستر مرتبہ" **استغفر الله و اسئله التوبة** "۔ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیئے دوزخ سے آزادی اور صراط سے گزر لکھ دیتا ہے اور اسے جنت میں داخل کرتا ہے"۔

قیامت کے دن شیعوں کا حساب

۲۱۳۔ (بحذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جب قیامت کا دن ہو گا تو ہم اپنے شیعوں کا حساب اپنے ذمے لے لیں گے۔ جس سے خدائی معاملات میں تقصیر ہوئی ہو گی تو ہم اس کے متعلق فیصلہ کریں گے اور اللہ ہمارے فیصلے کو قائم رکھے گا۔

اور جس سے حقوق العباد میں کوئی تقصیر سرزد ہوئی ہو گی تو ہم متاثرہ فریق سے اس کی خطا معاف کرنے کی سفارش کریں گے اور ہماری وجہ سے اس کی خطا

Presented by www.ziaraat.com

معاف کردی جائے گی۔

اور جس سے ہمارے حق میں تقصیر واقع ہوئی ہوگی تو ہم در گزر اور معاف کرنے کے زیادہ حق دار ہیں"۔

معرفتِ امام کے بغیر مرنے والے کا انجام

۲۱۴۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے آنحضرتؐ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جو مر جائے اور میری اولاد میں سے اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور جاہلیت و اسلام کے اعمال کی بدولت اس کا مؤاخذہ کیا جائے گا"۔

مقام اہل بیتؑ

۲۱۵۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔

"میں اور یہ یعنی علیؑ اس طرح سے ہوں گے۔ پھر آپؐ نے اپنی دو انگلیوں کو ملایا اور پھر فرمایا۔ ہمارے شیعہ ہمارے ساتھ ہوں گے اور جو ہمارے مظلوم کی مدد کرے وہ بھی ایسا ہی ہے"۔ (یعنی وہ بھی ہمارے ساتھ ہو گا)

۲۱۶۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جو عروۃ الوثقٰی (مضبوط رسی) کو پکڑنے کا خواہش مند ہو تو اسے علیؑ اور میرے اہل بیت سے تمسک کرنا چاہیئے"۔

۲۱۷۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"ائمہ حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے۔ جس نے ان کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ یہی عروۃ الوثقٰی ہیں اور یہی خدا کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں"۔

۲۱۸۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"علی! تم اور میرے دو بیٹے (حسنؑ و حسینؑ) اللہ کی مخلوق میں سے

Presented by www.ziaraat.com

برگزیدہ ہیں"۔

۲۱۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔

"میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں"۔

۲۲۰۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جس نے ہم اہل بیتؑ سے محبت رکھی۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن حالتِ امن میں محشور فرمائے گا"۔

۲۲۱۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:۔

"جس نے تم سے محبت رکھی قیامت کے دن وہ انبیاءؑ کے ساتھ ان کے درجہ میں ہو گا اور جو تم سے بغض رکھتے ہوئے مرا تو اس کے متعلق خدا پرواہ نہیں کرتا کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے"۔

۲۲۲۔ اسی اسناد سے رسولؐ خدا نے قرآن مجید کی آیت

وَقِفُوهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ۔ (الصافات۔۲۴)

" اور انہیں روکو، ان سے سوال کیا جائے گا "۔ کے متعلق فرمایا:۔

"ان سے ولایت علیؑ کا سوال کیا جائے گا"۔(۱)

۲۲۳۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"آپؐ نے علی، فاطمہ، حسن، حسین، عباس بن عبدالمطلب اور عقیل علیہم السلام کو جمع کر کے فرمایا:۔

"جو تم سے جنگ کرتا ہے اس سے میں جنگ کرتا ہوں اور جو تم سے صلح رکھتا ہے اس سے میں صلح رکھتا ہوں"۔

مصنف کتاب ھذا رحمہ اللہ عرض پرداز ہے:۔

اس حدیث میں عباس و عقیل کا ذکر غریب ہے اور میں نے محمد بن عمر

۱۔علامہ حلی رقم طراز ہیں۔ جمہور نے ابن عباس اور ابی سعید خدری کی سند سے آنحضرتؐ سے اسی آیت کے متعلق روایت کی ہے کہ لوگوں سے ولایت علی کو سوال کیا جائے گا۔ اکثر حفاظ حدیث نے یہی لکھا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

الجعالی کے علاوہ اور کسی راوی کی حدیث میں یہ نہیں سنا۔

۲۲۴۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ انہوں نے حضرت علیؑ سے فرمایا :۔

"تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔

۲۲۵۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔

"علیؑ ! تم خیر البشر ہو۔ تمہارے متعلق کافر کے علاوہ کوئی شک نہیں کرے گا"۔

۲۲۶۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔

"میں نے فاطمہ(س) کا عقد اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ مجھے اللہ نے ان کے نکاح کا حکم دیا"۔

۲۲۷۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔

"جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔

خدایا ! جو ان سے دوستی رکھے تو اس سے دوستی رکھ اور جو ان سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ اور جو ان کی اعانت کرے تو اس کی اعانت کر اور جو ان کی نصرت کرے تو اس کی نصرت کر۔ اور جو انہیں چھوڑ دے تو اسے چھوڑ اور اس کے دشمن کو چھوڑ دے اور ان کی اور ان کی اولادوں کی اولاد کی حمایت فرما اور انہیں اچھائی عطا فرما۔ اور جو کچھ انہیں عطا فرمائے اس میں انہیں برکت عطا فرما اور روح القدس سے ان کی تائید فرما اور وہ زمین کے جس گوشے میں بھی جائیں ان کی حفاظت فرما اور ان میں امامت کو جاری فرما اور جو ان کی اطاعت کرے اس کی قدر دانی فرما اور جو ان کی نافرمانی کرے اسے ہلاک فرما۔ بے شک تو قریب و مجیب ہے"۔

۲۲۸۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔

"سب سے پہلے میری اتباع کرنے والا علیؑ ہے اور حق کے بعد مجھ سے سب سے پہلے مصافحہ کرنے والا علیؑ ہو گا"۔

۲۲۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔

Presented by www.ziaraat.com

"علیؑ !تم میری ذمہ داریاں ادا کرو گے اور تم میری امت میں میرے جانشین ہو"۔

۲۳۰۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص حق کے لیئے قیام کرے گا اور یہ اس وقت ہو گا جب اللہ اسے اجازت عطا فرمائے گا ۔ جو ان کی پیروی کرے گا نجات پائے گا اور جو ان سے پیچھے رہے گا ہلاک ہو جائے گا۔

بندگان خدا ! خدا سے ڈرتے رہو۔ تمہیں برف سے گزر کر بھی ان کے پاس جانا پڑے تو بھی چلے جاؤ کیونکہ وہ خدا کا اور میرا خلیفہ ہو گا"۔

۲۳۱۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ کے متعلق مروی ہے۔

"آپؐ نے حضرت علیؑ کا بازو پکڑ کر فرمایا:۔

جو گمان کرتا ہو کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور علیؑ سے دشمنی رکھتا ہے تو اس نے جھوٹ کہا"۔

۲۳۲۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"قیامت کے دن میرے اور میرے اہل بیتؑ کی ولایت میں مخلص شیعوں کے لیئے عرش کے ارد گرد منبر نصب کیئے جائیں گے اور اللہ تعالٰی فرمائے گا :۔

"میرے بندو ! میرے پاس آؤ تا کہ میں تم پر اپنی کرامت پھیلاؤں تمہیں دنیا میں بہت تکلیفیں دی گئی تھی"۔

۲۳۳۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"یا علیؑ ! جس شجر سے میں پیدا ہوا ہوں تم بھی اسی شجر سے پیدا ہوئے ہو۔ میں اس درخت کی جڑ ہوں اور تم اس کی شاخ ہو اور حسن و حسین علیہما السلام اس کی ٹہنیاں ہیں اور ہمارے محب اس درخت کے پتے ہیں۔ جو کسی طرح سے بھی اس درخت سے تعلق رکھے گا اللہ تعالٰی اسے جنت میں داخل فرمائے گا"۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۳۴۔ اسی اسناد سے امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے، انہوں نے اپنے والد امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے کہا:۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"یا علیؑ ! انصار میں سے تم سے وہی بغض رکھے گا جو یہودی الاصل ہوگا"۔

۲۳۵۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"نبی اُمی نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ مومن کے علاوہ مجھ سے کوئی محبت نہیں کرے گا اور منافق کے علاوہ مجھ سے کوئی دشمنی نہیں رکھے گا"۔

۲۳۶۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

میرے اور علی ، فاطمہ ، حسن اور حسین علیہم السلام اور جو میرے اہل بیت ہیں ان کے علاوہ کسی کے لیے اس مسجد میں جنابت حلال نہیں ہے"۔

۲۳۷۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"علیؑ کے علاوہ جو میرا ستر دیکھے وہ کافر ہو گا"۔

۲۳۸۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"یا علیؑ ! قیامت کے دن تمہارے شیعہ سیراب ہو کر وارد ہوں گے۔ وہ پیاسے نہ ہوں گے اور تمہارے دشمن پیاسے وارد ہوں گے وہ پانی طلب کریں گے لیکن انہیں پانی نہیں دیا جائے گا"۔

۲۳۹۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"علیؑ کا بغض کفر اور بنی ہاشم کا بغض نفاق ہے"۔

۲۴۰۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا دیتے ہوئے فرمایا تھا :۔

پروردگار ! ان کے دل کو ہدایت عطا فرما اور ان کے سینے کو کشادہ فرما اور ان کی زبان کو ثابت فرما اور انہیں سردی اور گرمی سے محفوظ فرما"۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۴۱۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا :۔
"مجھے ناکثین (اہل جمل)، قاسطین (اہل صفین) اور مارقین (اہل نہروان) سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تھا"۔

۲۴۲۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا :۔
"حبِ حزن (غم کی محبت) سے بچنے کے لیئے خدا سے پناہ طلب کرو"۔

۲۴۳۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا :۔
"علیؑ کے علاوہ میری طرف سے کوئی پیغام نہیں پہنچائے گا اور علیؑ کے علاوہ میرے وعدوں کو کوئی پورے نہیں کرے گا"۔

۲۴۴۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے بنی ہاشم سے فرمایا
"تمہیں میرے بعد کمزور سمجھ لیا جائے گا"۔

۲۴۵۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا :۔
"تمہارا بہترین مال اور تمہارا ذخیرہ صدقہ ہے"۔

۲۴۶۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔
"میں نے تمہیں گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ سے مستثنیٰ قرار دیا"۔

۲۴۷۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔
"علیؑ میرا بہترین بھائی اور حمزہ میرا بہترین چچا اور عباس میرے والد کے قائم مقام ہے"۔

۲۴۸۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا :۔
"دو اور ان سے زیادہ افراد جماعت ہیں"۔

۲۴۹۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا :۔
"مؤذن قیامت کے دن لمبی گردن والے ہوں گے"۔

۲۵۰۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا :۔

Presented by www.ziaraat.com

"مومن خدا کے نور سے نگاہ کرتا ہے"۔

۲۵۱۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"اپنے دن کا آغاز صدقہ سے کرو جو اپنے دن کا آغاز صدقہ سے کرے تو اس دن اس کی کوئی دعا رد نہ ہوگی"۔ (۱)

۲۵۲۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"میرے اور اپنے والد کے بعد حسنؑ و حسینؑ تمام اہل زمین سے بہتر ہیں اور ان کی والدہ تمام اہل زمین کی عورتوں سے بہتر ہے"۔

۲۵۳۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"اونٹ پر سوار ہونے والی تمام عورتوں سے قریش کی عورتیں بہتر ہیں۔وہ اپنے شوہروں کے لیئے نرم دل ہیں"۔

۲۵۴۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔

"جو تمہارے پاس تمہاری جماعت میں تفرقہ ڈالنے اور امت کے امور غصب کرنے اور مشورے کے بغیر حکومت قائم کرنے کی غرض سے آئے تو تم اسے قتل کر دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہے"۔

۲۵۵۔ اسی اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً ۔(البقرہ۔۲۷۴)

"وہ جو اپنا مال رات اور دن میں چھپ کر اور ظاہر ہو کر خرچ کرتے ہیں"۔

یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی"۔(۲)

---

(۱)۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس دن اس پر کوئی بلا وارد نہ ہوگی ۔

(۲)۔ علامہ حلی رقم طراز ہیں:۔

جمہور نے اپنی اسناد سے روایت کی ہے کہ یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔حضرت علیؑ کے پاس چار درہم تھے۔ انہوں نے ایک درہم رات کو خدا کی راہ میں دیا اور ایک درہم دن کے وقت راہ خدا میں صدقہ کیا۔اور انہوں نے ایک درہم چھپ کر راہِ خدا میں دیا اور ایک درہم لوگوں کے سامنے راہ خدا میں صرف کیا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۵۶۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔

رسول خداؐ نے وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۔ (الحاقہ ۔ ۱۲)

" اور اسے یاد رکھنے والا کان یاد رکھے گا " ۔تلاوت فرمائی اور فرمایا :۔

"یا علیؑ ! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ تمہارے کان کو " اذن واعیہ " قرار دے"۔ (۱)

۲۵۷۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا :۔

"میں نے رسول خداؐ سے زیادہ چوڑے شانے والا کسی کو نہیں دیکھا"۔

۲۵۸۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"قیامت کے روز بندوں سے سب سے پہلے ہم اہل بیتؑ کی محبت کے متعلق پوچھا جائے گا"۔

۲۵۹۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت اہل بیتؑ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر وارد نہ ہو جائیں"۔

۲۶۰۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔

"رسول خداؐ دو موٹے تازے اور سینگ دار مینڈھے عید قربان پر ذبح کرتے تھے"۔

۲۶۱۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔

"رسول خداؐ نے میرے لیئے سردی اور گرمی سے بچنے کی دعا فرمائی تھی"۔

۲۶۲۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ کے رسولؐ کا بھائی ہوں اور جو میرے بعد یہ دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہو گا"۔

۲۶۳۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے مجھ سے فرمایا تھا:۔

۱۔ علامہ علی لکھتے ہیں :۔ جمہور نے روایت کی کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

Presented by www.ziaraat.com

"یا علیؑ! تم عیسٰی کی مثال ہو جس سے نصاریٰ نے محبت کی تو وہ محبت میں کافر ہو گئے اور یہود نے ان سے بغض رکھا تو وہ ان کے بغض کی وجہ سے کافر ہو گئے"۔

۲۶۴۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"فاطمہؑ نے اپنی عصمت کی حفاظت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت پر دوزخ کی آگ کو حرام قرار دے دیا"۔

۲۶۵۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا:۔

"تمہارا محب میرا محب ہے اور تم سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے"۔

۲۶۶۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"مومن کے علاوہ علیؑ سے کوئی محبت نہیں کرے گا اور کافر کے علاوہ کوئی علیؑ سے بغض نہیں رکھے گا"۔

۲۶۷۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"لوگ مختلف درختوں سے تعلق رکھتے ہیں اور میں اور علیؑ ایک ہی درخت سے تعلق رکھتے ہیں"۔

۲۶۸۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔

"رسول خداؐ اپنے دائیں ہاتھ میں انگشتری پہنا کرتے تھے"۔

۲۶۹۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا"۔

۲۷۰۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔

"جو اپنے آقاؤں کے علاوہ اوروں سے تعلق قائم کرے تو اس پر اللہ اور ملائکہؑ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو گی"۔

۲۷۱۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاملہ عورتوں سے جماع کرنے

Presented by www.ziaraat.com

سے منع کیا یہاں تک کہ وہ بچے کو جنم دیں"۔ (۱)

۲۷۲۔اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے منقول ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"ائمہ قریش میں سے ہوں گے"۔

۲۷۳۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا :۔

"جس کے کلام کا اختتام مجھ پر اور علیؑ پر درود سے ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا"۔

۲۷۴۔اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"تمہیں مجھ سے بیزاری کی دعوت دی جائے گی۔ تم مجھ سے بیزاری اختیار نہ کرنا کیونکہ میں دین محمدؐ پر ہوں"۔

۲۷۵۔اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے ۔آپؑ نے فرمایا :۔

"سنت پیغمبرؐ کے یاد رکھنے والے اصحاب محمدؐ تو‌لی جانتے ہیں کہ اہل صفین پر خدا نے اپنے رسولؐ کی زبانی لعنت کی ہے اور وہ ناکام رہے۔جنہوں نے جھوٹ تراشا"۔

۲۷۶۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا :۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا :۔

"علیؑ ! تم جس راستے اور وادی میں چلو گے تو شیطان تمہارے راستے اور وادی میں نہیں چلے گا"۔

۲۷۷۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا :۔

"امت کا بدترین شخص حسینؑ کو قتل کرے گا اور حسینؑ کی نسل سے بیزاری وہی کرے گا جو میرا منکر ہو گا"۔

۲۷۸۔ ہم سے محمد بن عمر حافظ نے بیان کیا،انہوں نے حسن بن عبداللہ تمیمی سے سنا ،انہوں نے اپنے والد سے سنا ، انہوں نے کہا میں نے اپنے آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام سے سنا ،انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے

ا۔یہ نہی کراہت پر مبنی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے سنا ، انہوں نے کہا کہ رسول خداؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا :۔

"جس کا میں ولی ہوں ، اس کا علی ولی ہے اور جس کا میں امام ہوں اس کا علی امام ہے"۔

۲۷۹۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا :۔

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خیبر کے دن مجھے علم عطا کیا تو میں اس وقت تک واپس نہ آیا جب تک خدا نے میرے ہاتھ پر فتح نہ دے دی"۔

۲۸۰۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا :۔

"مجھے خدا کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ **لا الہ الا اللہ** کہیں ۔ اور جب وہ **لا الہ الا اللہ** کہہ دیں گے تو ان لوگوں کے خون اور مال مجھ پر حرام ہو جائیں گے"۔

۲۸۱۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کبھی تین دن تک مسلسل گندم کی روٹی شکم سیر ہو کر تناول نہیں فرمائی یہاں تک کہ آپؐ دنیا سے رخصت ہوئے"۔

۲۸۲۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا :۔

"سلمانؓ ہمارے اہل بیت میں سے ہے"۔

۲۸۳۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"ابوذرؓ اس امت کے صدیق ہیں"۔

۲۸۴۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"جس نے سانپ کو مارا تو گویا اس نے ایک کافر کو قتل کیا"۔

۲۸۵۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ نہ ڈالو۔ تمہارے لیئے صرف پہلی نگاہ ہی حلال ہے"۔

۲۸۶۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"جب رسول خداؐ نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر روانہ کیا تو مجھے ارشاد فرمایا۔
"جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ پیش کیا جائے تو جب تک دوسرے فریق کا بیان نہ سن لو اس وقت تک کوئی فیصلہ نہ کرنا"۔
حضرت علیؑ کہتے ہیں۔"اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں کبھی شک نہیں ہوا" ۔

۲۸۷۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔آپؑ نے فرمایا:۔
"اللہ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو اس کے دین میں جھگڑتے ہیں ۔ان لوگوں پر خدا کے نبیؐ کی زبان سے بھی لعنت کی گئی ہے"۔

۲۸۸۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔آپؑ نے فرمایا:۔
وَ السَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ ۔ (الواقعہ۔ ۱۰)
" اور سبقت کرنے والے تو سبقت کرنے والے ہیں "۔
یہ آیت میری شان میں نازل ہوئی اور
أُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ۔ (مؤمنون۔۱۰،۱۱)
" یہی تو وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث بنیں گے ۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے " ۔
یہ آیت بھی میری شان میں نازل ہوئی ہے۔

۲۸۹۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا:۔
"جس نے ایک سو مرتبہ آیت الکرسی پڑھی تو وہ اس کی مانند ہے جس نے پوری زندگی خدا کی عبادت کی ہو"۔

۲۹۰۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول اکرمؐ نے فرمایا:۔
"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اچھی گفتگو کرے اور کھانا کھلائے اور جب لوگ رات کے وقت نیند میں سوئے ہوئے ہوں تو وہ نماز پڑھے"۔

۲۹۱۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

"آپؑ کے سامنے کوفہ کا ذکر کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:۔
کوفہ سے ویسے ہی بلائیں دور کی جائیں گی جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منازل سے دور کی جاتی ہیں"۔

۲۹۲۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"جس نے رسول خداؐ کی شفاعت کی تکذیب کی تو اسے شفاعت نصیب نہ ہوگی"۔

۲۹۳۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا:۔
"دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ نسل حسینؑ سے ایک شخص خروج کرے گا جو دنیا کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی"۔

۲۹۴۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق منقول ہے۔
"انہوں نے کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا"۔

۲۹۵۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"علم مومن کی گمشدہ چیز ہے"۔

۲۹۶۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا:۔
"جس نے مسلمان کو مشورہ میں دھوکا دیا تو میں اس سے بیزار ہوں"۔(۱)

۲۹۷۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"ہم اہل بیتؑ سے کسی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن ہمارے اندر نازل ہوا اور معدن رسالت ہمارے اندر ہے"۔

۲۹۸۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا:۔
" اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا ۔
" میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے "۔

۱۔ ایک روایت میں " مومن " کے الفاظ وارد ہیں ۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۹۹۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے ان سے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نگاہ ڈالی تو ان میں سے مجھے منتخب کیا۔ پھر خدا نے اہل زمین پر دوبارہ نگاہ ڈالی تو میرے بعد تمہیں چنا۔ اس نے میرے بعد تمہیں میری امت کے امور کا نگران مقرر کیا اور ہمارے بعد کوئی بھی ہماری مثال نہیں ہے"۔

۳۰۰۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام نے

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۔ (الرحمٰن ۔ ۲۴)

"اسی کے وہ جہاز بھی ہیں۔ جو دریاں میں پہاڑوں کی طرح کھڑے ہیں" کے متعلق فرمایا کہ اس سے کشتیاں مراد ہیں۔

۳۰۱۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے منقول ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا:۔

"جب دو گروہ جنگ کریں گے ان میں سے ایک گروہ میرے راستے اور میری سنت پر جنگ کرے گا اور دوسرا دین سے خارج ہو گا۔ اس وقت عمارؓ حق پر ہو نگے"۔

۳۰۲۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"علیؑ کے دروازے کے علاوہ باقی جتنے دروازے مسجد میں کھلتے ہیں، بند کر دو"۔

۳۰۳۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول اکرمؐ نے مجھ سے فرمایا:۔

"میری وفات کے بعد لوگوں کے سینے میں چھپے ہوئے کینے تمہارے لیئے ظاہر ہو جائیں گے اور وہ تمہیں تمہارے حق سے محروم کر دیں گے"۔

۳۰۴۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"علیؑ کی ہتھیلی میری ہتھیلی ہے"۔ (۱)

۳۰۵۔ اسی اسناد سے امام حسینؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں ہم منافقین کو علیؑ اور اولاد علیؑ کے بغض کی علامات سے پہچانا کرتے تھے"۔

۱۔ یعنی علیؑ کی بیعت میری بیعت ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

۳۰۶۔اسی اسناد سے امام حسینؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا:۔
"جنت تمہاری اور عمارؓ، سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ کی مشتاق ہے"۔

۳۰۷۔اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول اکرمؐ نے ان سے فرمایا:۔
عنقریب میری امت تم سے غداری کرے گی اور تمام نیک و بد اس میں شامل ہوں گے"۔

۳۰۸۔ اسی اسناد سے رسول خداؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔
جس نے علیؑ کو سب کیا اس نے مجھے سب کیا اور جس نے مجھے سب کیا تو اس نے خدا کو سب کیا"۔

۳۰۹۔اسی اسناد سے رسول خداؐ سے مروی ہے۔آپؐ نے فرمایا:۔
"علیؑ تم جنت میں میرے ساتھ ہوگے اور تم جنت کے ذوالقرنین ہو"۔(۱)

۳۱۰۔ اسی اسناد سے امام حسینؑ سے مروی ہے۔آپؑ نے فرمایا:۔
"امیرالمومنین علیہ السلام نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا۔
تم مجھ سے قرآن کے متعلق سوال کرو میں تمہیں قرآنی آیات کے متعلق بتاؤں گا کہ کون سی آیت کس کے متعلق نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی"۔

۳۱۱۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے ان سے فرمایا:۔
"میں تمہارے لیئے وہی کچھ پسند کرتا ہوں جو اپنے لیئے پسند کرتا ہوں اور تمہارے لیئے وہی کچھ ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لیئے ناپسند کرتا ہوں"۔

۳۱۲۔ اسی اسناد سے امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ان سے صحابی رسول بریدہؓ نے کہا:۔
"ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ ہم آپؑ کے والد کو امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کریں"۔

۱۔ یعنی تم جنت کے بادشاہ اور سلطان ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

۳۱۳۔ اسی اسناد سے امام حسینؑ سے مروی ہے۔ رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:۔

"اپنے شیعوں کو بشارت دو کہ میں قیامت کے دن ان کا شفیع بنوں گا اور اس دن میری شفاعت کے علاوہ کوئی چیز فائدہ نہ دے سکے گی"۔

۳۱۴۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"جنت کا وسطی حصہ میرے اور میرے اہل بیتؑ کے لیئے ہوگا"۔

۳۱۵۔ (محذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے رسول خداؐ سے روایت کی۔ آنحضرتؐ نے جبریلؑ سے سنا اور جبریلؑ نے اللہ تعالیٰ سے سنا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"جس نے میرے اولیاء سے دشمنی رکھی تو اس نے مجھے جنگ کی دعوت دی اور جس نے میرے نبیؐ کے اہل بیتؑ سے جنگ کی تو اس پر میرا عذاب نازل ہوا اور جس نے ان کے غیر سے دوستی رکھی تو اس پر میرا غضب نازل ہوا اور جس نے ان کے غیر کی عزت کی تو اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی تو اس کے لیئے دوزخ ہے"۔

۳۱۶۔ (محذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے رسول خداؐ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جب کوئی شخص کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور جب کوئی بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو وہ لیٹ کر نماز پڑھے اور اپنے دونوں پاؤں قبلہ رو کرے اور اشارے سے نماز ادا کرے"۔

۳۱۷۔ (محذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے رسول خداؐ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جو نیکی کا اہل ہو اس سے تم بھلائی کرو اور جو اہل نہ ہو تو بھی تم اس سے بھلائی کرو۔ اگر کوئی اہل ہے تو وہ تو ویسے ہی اہل ہے، اگر کوئی اہل نہیں ہے تو تم نیکی کے اہل ہو گے"۔

Presented by www.ziaraat.com

۳۸۱۔اسی اسناد سے رسول خداؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"جس نے خدا کو ناراض کر کے کسی سلطان کو راضی کیا تو وہ اللہ کے دین سے خارج ہو گیا"۔

۳۱۹۔اسی اسناد سے امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے، آپؑ نے فرمایا، میں نے اپنے والد سے سنا، وہ اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے تھے، انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی۔انہوں نے کہا:۔
"رسول خداؑ ایک چمڑے کے خیمے میں بیٹھے تھے۔میں نے دیکھا کہ بلال حبشیؓ آپؑ کے خیمے سے برآمد ہوئے اور ان کے پاس رسول خداؑ کے وضو کا بچا ہوا پانی تھا۔لوگ تبرک سمجھ کر جلدی سے اس پر ٹوٹ پڑے۔جن کے ہاتھ کچھ پانی لگا وہ اپنے چہرے کو لگانے لگا اور جن کے ہاتھ کچھ نہ آیا وہ اپنے ساتھی کے گیلے ہاتھوں کو مس کر کے اپنے چہرے پر لگانے لگا۔اور امیر المؤمنین علیہ السلام کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو بھی لوگوں نے متبرک سمجھ کر آپس میں تقسیم کیا"۔

۳۲۰۔اسی اسناد سے رسول خداؑ سے مروی ہے۔آپؑ نے فرمایا:۔
"گوشت کھانے کے بعد اپنے چھوٹے بچوں کے ہاتھ دھلایا کرو کیونکہ شیطان اس کی بُو سونگھتا ہے۔جس کی وجہ سے بچہ نیند میں ڈر جاتا ہے۔اور کراماً کاتبین کو اس کی بُو سے اذیت ہوتی ہے"۔

۳۲۱۔اسی اسناد سے رسول خداؑ سے مروی ہے۔آپؑ نے فرمایا:۔
"جو شخص چالیس دن تک خدا کے لیے نیت کو خالص رکھے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے پھوٹ کر اس کی زبان پر جاری ہوں گے"۔

۳۲۲۔اسی اسناد سے رسول خداؑ سے مروی ہے۔آپؑ نے فرمایا:۔
"اپنی خوش آوازی سے قرآن کو حسین بناؤ کیونکہ خوش الحانی سے قرآن کے حُسن میں اضافہ ہوتا ہے۔پھر آپؑ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

وَاللّٰہُ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَایَشَآءُ۔ (استناد سورۂ فاطر۔۱)

" اللہ جو چاہتا ہے خلق میں اضافہ کرتا ہے"۔

۳۲۳۔ (محذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے رسول خداؐ سے روایت کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"مہمان کا ایک حق یہ بھی ہے کہ تم ان کے ساتھ چلو اور اپنی حویلی سے دروازے تک ان کے ساتھ آؤ"۔

۳۲۴۔(محذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے رسول خداؐ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

" ابرار " (نیک لوگ) کا نام اس لیئے " ابرار " رکھا گیا کیونکہ انہوں نے اپنے آباء اور اولاد اور بھائیوں سے نیکی کی"۔

۳۲۵۔(محذف اسناد) ایک اور روایت میں جسے امام علی رضا علیہ السلام نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:۔

"عقیق کی انگشتری پہنو کیونکہ وہ پہلا پہاڑ ہے جس نے خدا کی توحید اور میری نبوت اور تمہاری وصایت اور تمہارے شیعوں کے لیئے جنت کا اقرار کیا تھا"۔

۳۲۶۔اسی اسناد سے رسولؐ خدا سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"لذات کو ڈھا دینے والی چیز (موت) کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرو"۔

۳۲۷۔اسی اسناد سے رسول خداؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جو کسی مومن کو ذلیل کرے یا ان کی غربت و افلاس کی وجہ سے انہیں حقیر تصور کرے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کے پل پر رسوا کرے گا"۔

۳۲۸۔(محذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے ، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین کی سند سے حضرت علیؑ سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"مسلمان کے لیئے حلال نہیں کہ وہ مسلمان کو خوفزدہ کرے"۔

Presented by www.ziaraat.com

۳۲۹۔اسی اسناد سے رسول خداؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"جس نے اپنے غصے کو روکا تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب روک لے گا اور جس نے اپنا اخلاق بہتر بنایا تو اللہ تعالیٰ اسے روزہ دار اور شب زندہ دار شخص کا درجہ عطا کرے گا"۔

دعائے ہلال

۳۳۰۔ہم سے محمد بن احمد بن حسین بن یوسف بغدادی نے بیان کیا، انہوں نے علی بن محمد بن عینیہ سے سنا، انہوں نے دارم بن قبیصہ سے سنا، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے، انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

جب رسول خداؐ نیا چاند دیکھتے تو آپؐ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَیُّھَا الخَلقُ المُطِیعُ الدَّآئِبُ السَّرِیعُ المُتَصَرِّفُ فِی مَلَکُوتِ الجَبَرُوتِ بِالتَّقدِیرِ رَبِّیَ وَرَبُّکَ اللّٰہُ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہُ عَلَینَا بِالاَمنِ وَالاِیمَانِ وَ السَّلَامَۃِ وَالاِسلَامِ وَالاِحسَانِ وَ کَمَا بَلَّغتَنَا اَوَّلَہُ فَبَلِّغنَا اٰخِرَہٗ وَ اجعَلہُ شَھرًا مُّبَارَکًا تَمحُو فِیہِ السَّیِّئَاتِ وَ تُثبِتَ لَنَا فِیہِ الحَسَنَاتِ وَتَرفَعَ لَنَا فِیہِ الدَّرَجَاتِ یَا عَظِیمَ الخَیرَاتِ۔

" اے فرمانبردار، سرگرم عمل اور تیز رو مخلوق اور فلک نظم و تدبیر میں تصرف کرنے والے میرا اور تمہارا رب اللہ ہے۔

خدایا! اس چاند کو ہمارے لیئے امن و ایمان، سلامتی، اسلام اور احسان کا چاند بنا۔ اور جس طرح سے تو نے ہمیں اس کا ابتدائی حصہ نصیب کیا، اسی طرح ہمیں اس کا آخری حصہ بھی نصیب فرما اور اسے با برکت مہینہ بنا۔ اس میں برائیاں مٹا اور نیکیاں

Presented by www.ziaraat.com

۳۳۱۔ اسی اسناد سے مروی ہے۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معمول تھا کہ ماہ شعبان کی ابتدا میں تین روزے رکھتے تھے اور اس کے درمیان میں تین روزے رکھتے تھے اور اس کے آخر میں تین روزے رکھتے تھے۔ اور ماہ رمضان کی آمد سے دو دن قبل روزہ نہیں رکھتے تھے۔ پھر آپؐ ماہ رمضان کے روزے رکھتے تھے"۔

۳۳۲۔ اسی اسناد سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"رجب اللہ کا خاموش (۱) مہینہ ہے۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت کی بارش نازل کرتا ہے اور ماہ شعبان میں اچھائی کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔ اور ماہ رمضان کی چاند رات سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اور ہر شب ستر ہزار افراد کی مغفرت کی جاتی ہے اور شب قدر میں اللہ اس تعداد کے برابر افراد کی مغفرت کرتا ہے جتنا کہ وہ ماہ رجب و شعبان اور ماہ رمضان کی دیگر راتوں میں بخش چکا ہوتا ہے۔ مگر شب قدر میں اس شخص کی مغفرت نہیں کی جاتی جو اپنے بھائی سے بغض و عناد رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"ان دونوں پر نظر رکھو یہاں تک کہ وہ صلح کرلیں"۔

۳۳۳۔ اسی اسناد سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین سے فرماتا ہے۔

"عصر کے بعد میرے بندوں اور کنیزوں کی تنگ دلی اور ان کی لغزش کو ان کے نامۂ اعمال میں نہ لکھو"۔(۲)

۳۳۴۔ اسی اسناد سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کا ایک مرغ ہے جس کا تاج عرش کے نیچے اور اس کے دونوں قدم ساتویں زمین کے نیچے ہیں اور جب رات کا آخری تہائی حصہ شروع ہوتا ہے تو

۱۔ رجب ماہ حرام ہے اور اس میں جنگ ممنوع ہے۔ اسی لیئے ماہ رجب میں ہتھیاروں کی جھنکار سنائی نہیں دیتی۔

۲۔ ممکن ہے یہ حدیث سابقہ حدیث کا تتمہ ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

وہ مرغ بلند آواز سے اللہ کی تسبیح کرتا ہے جسے جنات اور انسانوں کے علاوہ سب مخلوق سنتی ہے۔ اس آواز کو سن کر دنیا کے مرغ اذانیں دینے لگتے ہیں"۔

۳۳۵۔ اسی اسناد سے مروی ہے کہ۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تازہ کھجور اور کھجور کی گری کو خشک اور پرانی کھجوروں کے ساتھ تناول کرتے تھے اور فرماتے تھے :۔

اس سے ابلیس لعین کا غصہ تیز ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے (ہائے) فرزند آدم نے اتنی عمر پائی کہ وہ پرانی کھجور کو تازہ کھجور کے ساتھ کھانے لگ گیا"۔

ابلیس کی درخواست

۳۳۶۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا :۔

"میں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس صحن کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک بوڑھا شخص آپؐ کے پاس آیا جس کی کمر جھکی ہوئی تھی اور بڑھاپے کی وجہ سے اس کے ابرو اس کی آنکھوں پر پڑے ہوئے تھے اور اس کے ہاتھ میں خم دار لاٹھی تھی۔ اس نے سرخ ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ اس نے بالوں کا جبہ پہن رکھا تھا۔ اور اس نے آنحضرتؐ سے عرض کی :۔

یا رسول اللہ ! آپؐ میری مغفرت کے لیئے دعا فرمائیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

بوڑھے ! تمہاری کوشش رائیگاں گئی اور تمہارے عمل تباہ ہوئے۔

جب یہ سن کر بوڑھا واپس گیا تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا :۔

ابوالحسنؑ ! اسے پہچانتے ہو ؟

میں نے عرض کی :۔

نہیں ! میں اسے نہیں جانتا۔

آپؐ نے فرمایا :۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ ابلیس لعین ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا :۔

یہ سن کر میں اس کے تعاقب میں دوڑا ، یہاں تک کہ میں نے اسے پالیا اور میں نے اسے زمین پر پٹک دیا اور اس کے سینے پر جا بیٹھا اور میں نے اس کی گردن دبوچنے کے لیئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو اس نے مجھ سے کہا :۔

ابوالحسنؑ ! ایسا نہ کرنا کیونکہ مجھے وقت معلوم تک مہلت ملی ہوئی ہے۔ خدا کی قسم ! یا علی میں آپؑ سے بے حد محبت کرتا ہوں اور جو بھی آپؑ سے بغض رکھتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس کے باپ کے ساتھ جماع میں شریک ہوتا ہوں اور وہ ولد الزنا ہوتا ہے یہ سن کر میں ہنس پڑا اور اسے چھوڑ دیا"۔

فاطمہؑ کی وجۂ تسمیہ

۲۳۷۔ ہم سے محمد بن احمد بن حسین بن یوسف بغدادی نے بیان کیا ،انہوں نے علی بن محمد بن عیینہ سے سنا ، انہوں نے دارم بن قبیصہ نھشلی سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا اور امام محمد تقی علیہما السلام سے سنا ،ان دونوں نے فرمایا ، ہم نے مامون سے سنا ، انہوں نے رشید سے روایت کی ، انہوں نے مہدی سے روایت کی ، انہوں نے منصور سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔

عبداللہ بن عباس نے معاویہ سے کہا :۔

"تمہیں معلوم ہے کہ فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ کیوں رکھا گیا ؟

معاویہ نے کہا :۔

نہیں ! مجھے معلوم نہیں ۔

ابن عباس نے کہا :۔

لا نها فطمت هي و شيعتها من النار۔

Presented by www.ziaraat.com

"کیونکہ وہ اور ان کے شیعہ دوزخ سے آزاد کیئے جائیں گے"۔
اور میں نے یہ بات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے سنی تھی"۔

۳۳۸۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے رسول خداؐ سے روایت کی۔ آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:۔

"علیؑ! میں نے اپنے پروردگار سے جو کچھ اپنے لیئے طلب کیا وہی کچھ میں نے تمہارے لیئے بھی طلب کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

آپؐ کے بعد نبوت نہیں ہے۔ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور علیؑ خاتم الوصیین ہیں"۔

بہی کے فوائد

۳۳۹۔ ہم سے محمد بن احمد بن حسین بن یوسف بغدادی نے بیان کیا، انہوں نے علی بن محمد بن عینیہ سے سنا، انہوں نے دارم بن قبیصہ سے سنا، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"ایک دن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپؐ کے ہاتھ میں بہی موجود تھی۔ آپؐ نے خود بھی کھائی اور مجھے بھی کھلائی اور فرمانے لگے:۔

یا علیؑ! یہ خدا کی طرف سے میرے اور تمہارے لیئے تحفہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ مجھے اس میں ہر قسم کی لذت محسوس ہوئی۔

پھر آپؐ نے فرمایا:۔

یا علیؑ! جو شخص تین دن نہار منہ بہی کھائے تو اس کا ذہن صاف ہو گا اور اس کے اندر علم و حلم بھر جائے گا(۱) اور وہ ابلیس اور اس کے لشکر کے فریب سے محفوظ رہے گا۔

---

(۱)۔ عربی عبارت واستلاه جوفہ حلما وعلماً ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

۳۴۰۔اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"جب کبھی گوشت پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال کر شوربہ زیادہ بناؤ کیونکہ شوربہ بھی ایک طرح کا گوشت ہے اور اپنے ہمسایوں کو بھیجو کیونکہ اگر تمہارے ہمسائے گوشت حاصل نہ بھی کر سکیں تو کم از کم شوربہ تو حاصل کر ہی لیں گے"۔

شجرۂ طیبہ

۳۴۱۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"علیؑ! لوگوں کی تخلیق مختلف درختوں سے ہوئی اور تمہاری اور میری تخلیق ایک درخت سے ہوئی جس کی جڑ میں ہوں اور تم اس کی شاخ ہو اور حسن و حسین علیہما السلام اس کی ٹہنیاں ہیں اور ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں۔جو بھی اس درخت کی ٹہنی سے چمٹ گیا تو اللہ نے اسے جنت میں داخل کیا"۔

خزانہ اور چابی

۳۴۲۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے،آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی، انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی، انہوں نے کہا:۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

میں علم کا خزانہ ہوں اور علی اس کی چابی ہے جسے خزانہ کی طلب ہو وہ چابی کے پاس جائے"۔

۳۴۳۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی۔رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"ہدیہ بہترین چیز ہے اور وہ حاجات کی چابی ہے"۔

۳۴۴۔ اسی اسناد سے مروی ہے۔رسول خداؐ نے فرمایا:۔

"ہدیہ دلوں کے کینوں کو دور کرتا ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

۳۴۵۔(حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"خوبصورت چہرہ رکھنے والوں کے پاس بھلائی طلب کرو کیونکہ ان کے افعال بھی خوبصورت ہونے کے لائق ہوتے ہیں"۔

۳۴۶۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"میں خاتم الانبیاء ہوں اور علیؑ خاتم الاوصیاء ہے"۔

۳۴۷۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"جمعہ کو روزے سے جدا نہ کرو" (یعنی جمعہ کے دن روزہ رکھا کرو)۔

۳۴۸۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص جیسا ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو"۔

۳۴۹۔اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"رات کے وقت چراغ بجھا دیا کرو تاکہ چوہے چراغ کو ادھر ادھر کر کے گھر کو نذر آتش نہ کر دیں"۔

۳۵۰۔ اسی اسناد سے آنحضرتؐ سے مروی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔
"کھمبی (مشروم) کا تعلق اس "مَن" سے ہے جسے خدا نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا اور وہ آنکھوں کے لیئے شفا ہے اور برنی کھجور میں چسپیدہ دانوں کا تعلق جنت سے ہے اور وہ زہر کے لیئے تریاق اور شفا ہے"۔

۳۵۱۔ اسی اسناد سے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق مروی ہے۔
"آپؑ نے مخنث کو اس کے مقام پیشاب کی مناسبت سے وراثت عطا کی"۔

Presented by www.ziaraat.com

باب32

کتاب العلل

امام رضاؑ سے مروی علل و اسباب کا بیان

۱۔ ہم سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے احمد بن محمد بن سعید کوفی سے سنا، انہوں نے علی بن حسن بن علی بن فضال سے سنا، انہوں نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

فرزند رسولؐ! اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو مختلف انواع کی شکل و صورت میں کیوں پیدا کیا اور اس نے ایک نوع کیوں نہ پیدا کی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

تا کہ اوہام میں یہ بات نہ آئے کہ وہ عاجز ہے۔ جب بھی کسی ملحد کے وہم میں کسی صورت کا خاکہ آئے گا تو وہ دیکھے گا کہ خدا نے اس شکل و صورت کی مخلوق پہلے سے بنا رکھی ہے۔ اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ کیا خدا اس اس طرح سے کوئی چیز نہیں بنا سکتا کیونکہ وہ جیسی بھی شکل و صورت تجویز کرے گا وہی شکل و صورت اسے مخلوقات میں ضرور دکھائی دے گی۔ اور یوں لوگ انواع خلقت کو دیکھ کر یہ علم حاصل کر سکتے ہیں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"۔

کیا قوم نوح میں بچے نہ تھے؟

۲۔ ہم سے احمد بن جعفر ہمدانی نے بیان کیا، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے سنا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت کی، انہوں نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

یہ باب ۳۵ احادیث پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

فرزند رسولؐ! حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں اللہ نے پوری روئے زمین کو غرق کیوں کیا جب کہ غرق ہونے والوں میں بچے اور بے گناہ بھی تھے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

ان میں بچے سرے سے تھے ہی نہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے عذاب کا ارادہ کیا تو خدا نے ان کے مردوں اور عورتوں کو چالیس برس تک عقیم (بانجھ) بنا دیا۔ اور یوں عذاب کے نزول سے چالیس برس قبل بچوں کی پیدائش بند ہو چکی تھی اور جب قوم نوح غرق ہوئی تو ان میں کوئی بچہ نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ بے گناہوں کو عذاب دینے والا نہیں ہے۔

قوم نوح کے باقی افراد اس لیئے غرق ہوئے کہ انہوں نے اللہ کے نبی کی تکذیب کی تھی اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس لیئے غرق ہوئے کہ وہ ظالم، نبی کی تکذیب کرتے رہے اور وہ اس تکذیب پر راضی تھے اور جو کسی کام میں موجود نہ ہو مگر اس کام کو سن کر اس پر راضی ہو تو وہ شخص اس شخص کی مانند شمار کیا جاتا ہے جو موقع پر موجود ہو اور کام کو بجا لایا ہو"۔

پسر نوح

۳۔ مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے سنا، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے سنا، انہوں نے حسن بن علی وشاء سے سنا، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:۔

"میں نے اپنے والد علیہ السلام سے سنا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے قرآن مجید کی آیت

یَا نُوحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۔ (ہود۔۴۶)

" نوحؑ! یہ آپؑ کے اہل سے نہیں ہے"۔ کے متعلق فرمایا۔

پسر نوح اہل سے اس لیئے خارج کیا گیا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کا

Presented by www.ziaraat.com

مخالف تھا اور اتباع کرنے والوں کو نبی کا اہل کہا تھا۔

پھر آپؑ نے مجھ سے فرمایا:۔

لوگ اس آیت (سورۂ ہود آیت ۴۶) کو کیسے پڑھتے ہیں؟

میں نے کہا:۔

لوگ اس آیت کو دو طرح سے پڑھتے ہیں۔

۱۔ اِنَّهٗ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ۔ "اس نے برا عمل کیا"۔

۲۔ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔ "یہ عمل غیر صالح ہے"۔

اور یوں لوگ یہ ترشح کرنا چاہتے ہیں کہ کنعان حضرت نوحؑ کا فرزند ہی نہیں تھا۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"لوگ غلط کہتے ہیں۔ کنعان حضرت نوحؑ کا فرزند تھا۔ جب اس نے دین میں اپنے والد کی مخالفت کی تو اللہ نے اس کی حضرت نوحؑ سے نفی کر دی"۔

ابراہیمؑ کی خُلت کی وجہ

۴۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے والد کی سند سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالٰی نے ابراہیم علیہ السلام کو اس لیئے اپنا خلیل بنایا کیونکہ ابراہیمؑ نے کبھی بھی اللہ کے علاوہ کسی غیر کا ارادہ اور پوری زندگی کبھی غیراللہ سے کچھ سوال نہیں کیا تھا"۔

اسحاقؑ کا کمر بند

۵۔ (حذف اسناد) "امام علی رضا علیہ السلام نے

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۔ (یوسف۔۷۷)

"(برادران یوسف نے یوسفؑ کے سامنے) کہا۔ اگر بن یامین نے چوری کی

Presented by www.ziaraat.com

ہے تو یہ تعجب خیز نہیں ہے کیونکہ ان کے بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی، یوسفؑ نے اس کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور ان پر ظاہر نہ ہونے دیا"۔
کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا :۔

حضرت اسحاق علیہ السلام کا ایک کمر بند تھا جسے چھوٹے بڑوں سے بطور میراث حاصل کرتے تھے اور وہ کمر بند حضرت یوسف علیہ السلام کی پھوپھی کے پاس تھا اور پھوپھی کو حضرت یوسفؑ سے بے حد محبت تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ پھوپھی اپنے بھتیجے کو اپنے پاس ٹھہرانے کے لیئے لے گئی۔ چند دنوں بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے انہیں پیغام بھیجا کہ وہ یوسفؑ کو واپس پہنچائیں۔

بی بی نے جواب میں کہلا بھیجا کہ آج رات یوسف کو میرے پاس رہنے دیں، میں کل اپنے بھتیجے کو آپؑ کے پاس بھیج دوں گی۔

دوسرے دن جب یوسفؑ اپنے والد کے گھر جانے کی تیاری کرنے لگے تو پھوپھی نے وہی کمر بند یوسفؑ کی کمر میں باندھ کر لباس پہنا دیا اور یوسفؑ کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیج دیا۔ جب یوسف اپنے گھر پہنچ گئے تو بی بی آئیں اور یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ آپؑ کے فرزند نے ہمارے گھر سے کمر بند چوری کرلیا ہے جو کہ اس وقت بھی اس کی کمر کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔

اس زمانے کا دستور تھا کہ اگر کوئی کسی کی چوری کرتا اور چوری ثابت ہو جاتی تو چور کو مالک کا غلام بنا دیا جاتا تھا"۔

۶۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"بنی اسرائیل کا دستور یہ تھا کہ اگر کوئی کسی کی چوری کرتا تو چور کو مالک کا غلام بنا دیا جاتا تھا۔ یوسفؑ اپنی پھوپھی کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس وقت وہ بچے تھے اور ان کی پھوپھی ان سے بے حد محبت کرتی تھی۔

حضرت اسحاق علیہ السلام کا ایک کمر بند تھا جو انہوں نے یعقوب علیہ السلام

Presented by www.ziaraat.com

کو دیا تھا اور وہی کمر بند حضرت یعقوب علیہ السلام کی بہن کے پاس تھا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو پیغام بھیجا کہ وہ یوسف کو واپس کریں۔ بی بی یہ پیغام سن کر غمگین ہوئیں اور کہلا بھیجا کہ ابھی رہنے دیں میں یوسف کو خود بھیج دوں گی۔

دوسرے دن بی بی نے یوسفؑ کو روانہ کرتے وقت ان کی کمر میں کمر بند باندھ دیا۔ جب یوسف والد کے پاس پہنچ گئے تو بی بی آئیں اور کمر بند کے چوری ہو جانے کا ذکر کیا۔ پھر بی بی نے تلاش کیا تو یوسفؑ کی کمر کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔

چنانچہ جب یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بن یامین کی بوری میں اپنے پانی کا پیالہ رکھوا کر پھر برآمد کیا تو بھائیوں نے سابقہ کمر بند کے واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا:۔

اگر بن یامین نے چوری کی ہے تو یہ چنداں تعجب خیز نہیں ہے کیونکہ ان کے بھائی یوسف نے بھی پہلے چوری کی تھی۔ یوسف علیہ السلام نے ان کے طعنہ کو دل میں جگہ دی اور ان پر اپنی حقیقت عیاں نہ ہونے دی"۔

فرعون ایمان لانے کے باوجود غرق کیوں ہوا ؟

۷۔(محذوف اسناد) ابراہیم بن محمد ہمدانی کا بیان ہے۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون کو کیوں غرق کیا جب کہ وہ اللہ پر ایمان لے آیا تھا اور اس کی توحید کا اقرار کر چکا تھا ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عذاب کا مشاہدہ کرنے کے وقت ایمان لایا تھا اور اس وقت کا ایمان قابل قبول نہیں ہے۔ اور روزِ ازل سے خدا کی یہی سنت ہے۔ جیسا کہ رب العزت کا فرمان ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

فَلَمَّا رَاَوْ بَاْسَنَا قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَه' وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَا نُهُمْ لَمَّا رَاَوْ بَاْسَنَا ۔۔۔۔(المومن۔۸۴،۸۵)

" پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم خدائے یکتا پر ایمان لائے ہیں اور جن باتوں کا شرک کیا کرتے تھے سب کا انکار کر رہے ہیں تو عذاب دیکھنے کے بعد کوئی ایمان کام آنے والا نہیں تھا کہ یہ اللہ کا مستقل طریقہ ہے جو اس کے بندوں کے بارے میں گزر چکا ہے اور اسی وقت کافر خسارہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَا نُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَا نِهَا خَيْرًا ۔ (الانعام ۔۱۵۸)

"جس دن اس کی بعض نشانیاں آ جائیں گی اس دن جو نفس پہلے سے ایمان نہیں لایا ہوگا یا اس نے ایمان لانے کے بعد کوئی بھلائی نہیں کی ہو گی اس کے ایمان کا کوئی فائدہ نہ ہو گا"۔

اور فرعون بھی اس وقت ایمان لایا تھا جب وہ عذاب کو دیکھ چکا تھا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے :۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِيْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔(یونس۔۹۰)

"یہاں تک کہ جب فرعون کو غرقابی نے پکڑ لیا تو اس نے کہا میں اس خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لے آیا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں اطاعت گزاروں میں سے ہوں "۔

اس وقت فرعون کو یہ جواب دیا گیا تھا:۔

آلْئٰنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ فَا لْيَوْمَ

Presented by www.ziaraat.com

نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً وَ اِنَّ كَثِيْرً مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيَاتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۔ (یونس ۔۹۱ تا ۹۲)

" اب جب کہ تم پہلے نافرمانی کر چکے ہو اور تمہارا شمار مفسدوں میں ہو چکا ہے۔ خیر ! آج ہم تمہارے بدن کو بچا لیتے ہیں تاکہ تم اپنے بعد والوں کے لیئے نشانی بن جاؤ اگرچہ بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہی رہتے ہیں"۔

اور جب فرعون نے بنی اسرائیل کا تعاقب کیا تھا تو وہ سر سے لے کر پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور جب وہ ڈوبنے لگا تو اس نے خدائے واحد پر ایمان لانے کا اقرار کیا مگر اس وقت کا ایمان اس کے لیئے نفع مند ثابت نہ ہوا البتہ اللہ نے اس کے بدن کو ساحل پر پھینکوا دیا تاکہ اسے دیکھ کر لوگ عبرت حاصل کریں کہ لوہے میں ڈوبا ہوا غرق ہونے کی بجائے ساحل پر کیسے آ پہنچا۔

اور فرعون کے غرق ہونے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ اس نے ڈوبتے وقت موسیٰؑ کو پکارا تھا، اللہ کو نہیں پکارا تھا۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی :۔

موسیٰؑ ! آپؑ نے فرعون کی مدد نہ کی کیونکہ آپؑ نے اسے پیدا نہیں کیا تھا اور اگر وہ مجھ سے مدد طلب کرتا تو میں ضرور اس کی مدد کرتا"۔

حضرت سلیمانؑ چیونٹی کی کس بات پر ہنسے تھے ؟

۸۔ (محذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے والد علیہ السلام کی سند سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ۔

آپؑ نے فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا ۔ (النمل ۔۱۹)

" سلیمانؑ اس کی بات سن کر ہنس پڑے تھے"۔ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا :۔

جب سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا کے دوش پر چلتا ہوا وادی نمل سے گزرا تو

قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۔ (النمل ۔۱۸)

Presented by www.ziaraat.com

" ایک چیونٹی نے کہا ۔ اے چیونٹیو ! اپنے اپنے بلوں میں چلی جاؤ تا کہ سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں پامال نہ کر دیں اور انہیں اس کی مطلق خبر نہ ہو "۔

ہوا نے چیونٹی کی آواز حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچائی ۔ اس وقت آپؑ تخت پر سوار ہواؤں کے دوش پر تیر رہے تھے۔آپ یہ سن کر ٹھہر گئے اور فرمایا:۔

چیونٹی کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔

جب چیونٹی کوآپؑ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؑ نے چیونٹی سے فرمایا :۔

چیونٹی! کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور میں کسی پر ظلم نہیں کرتا ؟

چیونٹی نے کہا:۔

بے شک میں جانتی ہوں کہ آپؑ اللہ کے نبی ہیں اور کسی پر ظلم نہیں کرتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا :۔

پھر تم نے اپنی قوم کو میرے ظلم سے کیوں ڈرایا اور انہیں بلوں میں چلے جانے کا حکم کیوں دیا ؟

چیونٹی نے کہا:۔

بات یہ ہے کہ مجھے یہ خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ اگر میری قوم آپؑ کی زینت دیکھنے میں مصروف ہو گئی تو اللہ کے ذکر سے دور ہو جائے گی۔

پھر چیونٹی نے کہا:۔

اچھا آپؑ یہ بتائیں کہ آپؑ بڑے ہیں یا داؤدؑ ؟

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا :۔

(بھلا یہ بھی پوچھنے کی بات ہے) میرے والد داؤد علیہ السلام بڑے تھے۔

چیونٹی نے کہا :۔

پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ آپؑ کے نام کے حروف آپؑ کے والد کے نام کے حروف سے زیادہ کیوں ہیں ؟

Presented by www.ziaraat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا:۔

مجھے اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہے ۔

چیونٹی نے کہا :۔

اصل بات یہ ہے کہ آپؑ کے والد نے اپنے زخم کی دوا "ود" یعنی محبت سے کی تھی۔اسی لیئے ان کا نام داؤد رکھا گیا (یعنی محبت کے مرہم سے دوا کرنے والا) اور سلیمانؑ مجھے امید ہے کہ آپؑ بھی ایک دن اپنے والد کے ساتھ جا ملو گے۔

پھر چیونٹی نے کہا:۔

بھلا آپؑ جانتے ہیں کہ روئے زمین میں سے صرف آپؑ کے لیئے ہی ہوا کو مسخر کیوں کیا گیا ؟

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا :۔

مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

چیونٹی نے کہا:۔

اس ذریعے سے آپؑ کے خدا نے آپؑ کو یہ پیغام دیا ہے کہ اگر میں کائنات کی اور اشیاء کو بھی آپؑ کے لیئے ہوا کی طرح مسخر کر دیتا تو بھی آپؑ کی وہ مملکت ہوا کی طرح سے آپکے پاس سے چلی جاتی۔

چیونٹی کی یہ بات سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام مسکرا دیئے"۔

اسماعیلؑ کو صادق الوعد کا لقب کیوں ملا ؟

۹۔ (حذف اسناد) سلیمان جعفری نے بیان کیا۔

"امام علی رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:۔

کیا تمہیں معلوم ہے کہ اسماعیلؑ کو اللہ نے صادق الوعد کا لقب کیوں دیا ؟

میں نے عرض کی:۔

مولا ! میں نہیں جانتا ۔

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے فرمایا:۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اسماعیلؑ نے ایک شخص کے انتظار کا وعدہ کیا تھا تو اس کے انتظار میں پورے سال تک وہاں بیٹھے رہے اور اس کا انتظار کرتے رہے"۔

حواریوں کی وجۂ تسمیہ

۱۰۔ ہم سے ابوالعباس محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ،انہوں نے احمد بن محمد بن سعید کوفی سے سنا ، انہوں نے علی بن حسن بن علی بن فضال سے سنا ، انہوں نے اپنے والد سے سنا ، انہوں نے کہا:۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

حواریوں کو حواری کہنے کی وجۂ تسمیہ کیا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

لوگوں کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دھوبی تھے اور وہ لوگوں کے کپڑے دھو کر صاف کیا کرتے تھے اور لوگ اسی لفظ کا مادہِ اشتقاق "الخبز الحوار" کو قرار دیتے ہیں ۔(۱)

اور ہمارے نزدیک ان کی وجۂ تسمیہ یہ ہے کہ یہ لوگ خود خالص تھے اور دوسروں کو وعظ و نصیحت کے ذریعے سے گناہوں کی آلائش سے پاک کیا کرتے تھے"۔

میں (راوی) نے کہا:۔

نصاریٰ کو نصاریٰ کیوں کہا جاتا ہے ؟

حضرتؑ نے فرمایا:۔

"کیونکہ ان کا ابتدائی تعلق شام کے ایک دیہات " ناصرہ " سے ہے اور مصر سے واپسی پر حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی اسی بستی میں قیام کیا تھا۔ لہٰذا اسی گاؤں " ناصرہ" کی نسبت سے مسیح کے پیروکاروں کو نصاریٰ کہا گیا"۔

۱۔ خبز الحوار۔ وہ روٹی جس کے آٹے کو دو بار چھانا گیا ہو اور آٹے میں کسی طرح کا چھان وغیرہ باقی نہ رہا ہو ، تو گویا حواریوں کو حواری کہنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ چھانے ہوئے لوگ تھے اور ان میں کسی طرح کی قلبی آلائش موجود نہ تھی۔

Presented by www.ziaraat.com

اخلاط اربعہ کی تشبیہ

۱۱۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

طبائع (اخلاط) چار ہیں۔

1۔ایک بلغم ہے اور وہ جھگڑالو دشمن ہے۔

2۔ایک خون ہے اور وہ ایسا حبشی غلام ہے جو کبھی کبھی اپنے آقا کو قتل کر دیتا ہے۔

3۔ایک ہوا ہے وہ مدارات کرنے والا فرشتہ ہے۔

4۔ایک صفرا ہے ۔ اور صفرا زمین کی طرح سے ہے جب وہ لرزتی ہے تو اس پر قائم عمارتیں بھی گر جاتی ہیں"۔

انبیاء کے مختلف معجزات کی وجہ

۱۲۔ (حذف اسناد) "ابن سکیت نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا ، ید بیضا اور آلہ سحر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طب اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کلام اور خطبہ کے ساتھ کیوں مبعوث فرمایا ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

جس دور میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تو اس وقت جادو کا بڑا شہرہ تھا ۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور ید بیضاء کا معجزہ دے کر بھیجا جس سے انہوں نے جادو گروں کے جادو کو باطل کیا اور اپنی حجت کو ثابت کیا۔

جس دور میں خدا وند عالم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تو وہ دور بیماریوں کا تھا۔ لوگوں کو اس دور میں طب کی شدید ضرورت تھی۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے حضرت عیسیٰ کو وہ معجزات دیئے جو اس وقت کے طبیبوں کے پاس نہیں تھے۔ آپؑ نے حکم خداوندی سے مردے زندہ کیئے اور مادر زاد اندھوں

Presented by www.ziaraat.com

کو بینائی عطا کی اور برص کے مریضوں کو صحت یاب کیا اور اپنی حجت کو ثابت کیا۔

جس دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو عرب میں شعر و شاعری اور خطبات کا بڑا چرچا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے عرب کی فصاحت و بلاغت کو باطل کرنے کے لیئے اپنے رسولؐ کو قرآن مجید جیسی کتاب عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو جوامع الکلم عطا فرمائے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے اپنے خطبات و مواعظ سے عربوں کی فصاحت و بلاغت کو باطل فرمایا اور اپنی حجت ان پر قائم فرمائی۔

یہ سن کر ابن سکیت نے کہا:۔

خدا کی قسم ! میں نے آپؑ کی طرح سے صحیح جواب دینے والا آج تک نہیں دیکھا۔ آپؑ یہ بتائیں کہ مخلوق پر آج حجت کیا ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

عقل خدا کی طرف سے حجت ہے۔ اس کے ذریعے سے صادقین اور کاذبین کی پہچان ہوتی ہے۔ اور اسی کے ذریعے سے انسان خدا کے متعلق سچ بولنے والوں کی تصدیق اور خدا پر جھوٹ باندھنے والوں کی تکذیب کرتا ہے۔

ابن سکیت نے کہا:۔

خدا کی قسم ! یہ ہے جواب"۔

لفظ اولی العزم کی وجۂ تسمیہ

۱۳۔ ہم سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے احمد بن محمد بن سعید کوفی الہمدانی سے روایت کی، انہوں نے علی بن حسن بن علی بن فضال سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"اولی العزم انبیاء کو اولی العزم کہنے کی وجۂ تسمیہ یہ ہے کہ وہ صاحبان شریعت

Presented by www.ziaraat.com

و عزم تھے۔ نوح علیہ السلام کے بعد سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک جتنے بھی انبیاء آئے وہ حضرت نوحؑ کی کتاب و شریعت اور سنت نوحؑ کے تابع تھے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور اور ان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل جتنے بھی نبی آئے تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کتاب و شریعت اور ان کے طریقے کی اتباع کرتے رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی نبی بھیجے وہ سب کے سب حضرتؑ کی شریعت و کتاب کے پیروکار تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور سے لے کر ہمارے نبی حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دور تک جتنے بھی نبی آئے وہ سب کے سب شریعت عیسیٰ کے پیروکار تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جامع کتاب اور شریعت دے کر مبعوث فرمایا۔ یہ پانچ بزرگوار اولی العزم رسول ہیں اور وہ تمام انبیاء و رسل سے افضل ہیں۔

شریعت محمدؐ قیامت تک منسوخ نہ ہو گی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو شخص آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا قرآن کے بعد کسی آسمانی کتاب کا دعویٰ کرے تو ہر سننے والے پر اس کا خون بہانا حلال ہے" (اور وہ واجب القتل ہے)۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پانچ عادات

۱۴۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"پانچ عادات و اطوار کو میں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔

1۔ زمین پر بیٹھ کر غلاموں کے ساتھ کھانا کھانا۔

Presented by www.ziaraat.com

2۔ خالی پشت گدھا پر سوار ہونا۔

3۔ اپنے ہاتھ سے بکری کا دودھ دوہنا۔

4۔ اون کا لباس پہننا۔

5۔ بچوں پر سلام میں پہل کرنا تا کہ میرے بعد سنت ہو"۔

لوگوں نے حضرت علیؑ سے انحراف کیوں کیا تھا؟

۱۵۔ ہم سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی نے بیان کیا، انہوں نے احمد بن محمد بن سعید کوفی سے سنا، انہوں نے علی بن حسن بن علی بن فضال سے سنا، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

لوگوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے انحراف کیوں کیا اور آپؑ کو چھوڑ کر غیر کی طرف کیوں مائل ہوئے جب کہ وہ آپؑ کی فضیلت اور سبقت اسلام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آپؑ کی نسبت کو بخوبی جانتے تھے؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

لوگ آپؑ کی فضیلت سے اچھی طرح آگاہ تھے مگر اس کے باوجود وہ آپؑ کے غیر کی طرف اس لیئے مائل ہوئے کہ آپؑ نے ان کے باپ دادا، بھائی، چچا، ماموں اور قریبی رشتہ داروں کو قتل کیا تھا۔ اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں آپؑ کے خلاف کینہ پیدا ہو چکا تھا۔ اسی لیئے انہیں آپؑ کی حکمرانی اچھی نہیں لگتی تھی اور انہیں جتنی علیؑ سے عداوت تھی اتنی عداوت کسی اور سے نہیں تھی۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں جہاد میں جتنی آپؑ کی قربانیاں تھیں اتنی کسی اور کی نہیں تھیں۔

اسی لیئے لوگ آپؑ سے منحرف ہو گئے اور آپؑ کو چھوڑ کر غیر کی طرف مائل ہو گئے"۔

Presented by www.ziaraat.com

حضرت علیؑ نے مخالفین سے جنگ کیوں نہیں کی تھی ؟

۱۶ا۔ ہم سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے ابو سعید حسین بن علی عدوی سے روایت کی، انہوں نے ہیثم بن عبداللہ رمانی سے روایت کی ، انہوں نے کہا کہ

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا :۔

آپؑ مجھے یہ بتائیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی وفات کے بعد پورے پچیس برس تک دشمنوں سے جنگ کیوں نہ کی اور پھر اپنے زمانۂ حکومت میں جنگ کیوں کی تھی ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

حضرت علی علیہ السلام نے پچیس برس تک جنگ نہ کر کے آنحضرتؐ کی تیرہ سالہ مکی زندگی اور انیس ماہ مدنی زندگی کی پیروی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پاس اس عرصے میں مددگار نہ تھے اسی لیئے آپؐ نے کفار و مشرکین سے جنگ نہیں کی تھی۔ اسی طرح سے پچیس برس تک حضرت علی علیہ السلام کے پاس بھی مددگار نہ تھے اسی لیئے آپؑ نے بھی مخالفین سے جنگ نہیں کی۔ اگر مکہ کے تیرہ برس اور مدینہ کے انیس ماہ تک آنحضرتؐ نے جنگ نہیں کی اور ان کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آیا تو حضرت علی علیہ السلام کی پچیس سالہ خاموشی سے بھی ان کی امامت میں کوئی فرق نہیں آتا کیونکہ جنگ نہ کرنے کی دونوں کے لیئے وجہ ایک ہی تھی"۔

امامت ذریت حسینؑ میں ہی کیوں ؟

۱۷ا۔ (محذوف اسناد) محمد بن ابی یعقوب بلخی نے کہا :۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا :۔

اس کی کیا وجہ ہے کہ امامت امام حسنؑ کی ذریت کی بجائے نسل حسینؑ

Presented by www.ziaraat.com

میں ہی کیوں جاری کی گئی ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے امام حسن علیہ السلام کی نسل میں امامت نہیں رکھی اور اس نے امام حسین علیہ السلام کی نسل میں سلسلۂ امامت کو جاری فرمایا۔ اللہ سے اس کے افعال کے متعلق سوال نہیں کیا جا سکتا"۔

۱۸۔ میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے سنا ، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے روایت کی ، انہوں نے درست سے روایت کی ، انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کی ،انہوں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی عائشہ کے ہاں گئے تو اس نے کھلے برتن(ٹب) میں پانی رکھ کر دھوپ میں رکھا ہوا تھا۔

آپؐ نے فرمایا:۔ حمیرا ! یہ کیا ہے ؟

اس نے کہا:۔میں اس پانی سے سر اور جسم دھوؤں گی۔

آپؐ نے فرمایا:۔

دوبارہ ایسا نہ کرنا ۔ اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔

مصنف کتاب ھذا رحمہ اللہ عرض پرداز ہے کہ اس روایت میں" ابوالحسن " سے امام علی رضا علیہ السلام مراد ہو سکتے ہیں اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بھی مراد لیئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ راوی ابراہیم بن عبدالحمید نے دونوں ائمہ سے ملاقات کی تھی اور یہ حدیث " مراسیل " میں سے ہے۔

۱۹۔ ہم سے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ،انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ،انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے روایت کی ، انہوں نے حسن بن نضر سے روایت کی، انہوں نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا :۔

Presented by www.ziaraat.com

مولا ! یہ بتائیں کہ چند لوگ سفر کر رہے ہوں اور ان میں سے ایک شخص سفر میں مر جائے اور ایک شخص پر جنابت واجب ہو جائے اور ان کے پاس پانی صرف اتنا ہو کہ یا تو اس سے غسل میت ہو سکتا ہو یا صرف غسل جنابت کیا جا سکتا ہو ۔ آپؑ فرمائیں کہ اس صورت میں میت کو غسل دیا جائے یا جنب شخص غسل جنابت کرے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

اس پانی سے جنب شخص غسل جنابت کرے گا اور میت کو غسل نہ دیا جائے گا کیونکہ غسل جنابت فرض ہے اور دوسرا سنت ہے"۔

جنازے کی پانچ تکبیرات کی وجہ

۲۰۔ ہم سے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے سنا ،انہوں نے محمد بن عیسٰی سے سنا ، انہوں نے حسن لفر سے سنا ،انہوں نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے جنازے کی پانچ تکبیروں کی وجہ پوچھی تو آپؑ نے فرمایا:۔

لوگ یہ روایت کرتے ہیں کہ جنازے کی پانچ تکبیریں پانچ نمازوں سے ماخوذ ہیں اور یہ حدیث کا ظاہر ہے۔ مگر اس کا ایک باطن بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے لوگوں پر نماز ، زکوٰۃ ، روزہ ، حج اور ولایت کے پانچ فرائض فرض کیئے ہیں اور ہر فریضے کے بدلے میں نماز میت میں ایک تکبیر فرض کی گئی۔ تو جس نے ولایت کو قبول کیا اس پر پانچ تکبیریں پڑھی جاتی ہیں اور جس نے ولایت کو قبول نہیں کیا اس کے جنازے پر چار تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تم پانچ تکبیریں پڑھتے ہو اور تمہارے مخالفین چار تکبیریں پڑھتے ہیں"۔

Presented by www.ziaraat.com

تلبیہ کی وجہ

۲۱۔ (حذف اسناد) سلیمان بن جعفر نے کہا :۔

"میں نے امام علی رضاؑ سے تلبیہ کی وجہ پوچھی تو آپؑ نے فرمایا :۔

جب لوگ احرام باندھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ندا دے کر کہتا ہے :۔

میرے بندو اور کنیزو ! جس طرح سے تم نے میری رضا کے لیئے احرام باندھا ہے اسی طرح سے میں بھی تمہارے اجسام کو دوزخ پر حرام کرتا ہوں تو اس وقت مسلمان خدا کی ندا کے جواب میں لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے ہیں"۔

۲۲۔ ہم سے ہمارے والد رحمہ اللہ نے بیان کیا ، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ، انہوں نے علی بن معبد سے روایت کی ، انہوں نے حسین بن خالد سے روایت کی ، انہوں نے کہا۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

اونٹ کتنے افراد کی قربانی کے لیئے کافی ہے ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

ایک شخص کے لیئے ہے۔

میں (راوی) نے پوچھا:۔

گائے کتنے افراد کی طرف سے کافی ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

پانچ افراد کے لیئے کافی ہے جب وہ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہوں۔

میں (راوی) نے کہا:۔

بھلا یہ کیسے ہوا کہ اونٹ تو ایک شخص کی قربانی کے لیئے ہو اور گائے پانچ افراد کی طرف سے کافی ہو ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

اونٹ کی قربانی میں وہ علت و سبب موجود نہیں جو کہ گائے میں موجود ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

کیونکہ جن لوگوں نے قوم موسیٰ میں سامری کے بچھڑے کی لوگوں کو عبادت کی دعوت دی تھی وہ پانچ افراد تھے اور ان کا تعلق ایک ہی گھرانے سے تھا اور وہ ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور وہ لزینویہ اور اس کا بھائی میذویہ (۱) اور اس کا بھتیجا اور اس کی بیٹی اور اسکی بیوی تھے۔ اور انہوں نے ہی لوگوں کو بچھڑے کی عبادت کی دعوت دی تھی اور انہوں نے ہی اس گائے کو ذبح کیا تھا جس کے ذبح کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا"۔

فضیلتِ حج

۲۳۔ (حذف اسناد) حسین بن خالد نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا :۔

اس کی کیا وجہ ہے کہ حج کرنے والے شخص کے گناہ چار ماہ تک کیوں نہیں لکھے جاتے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین کو اللہ نے چار ماہ کی مہلت دی تھی اور فرمایا تھا۔ **فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ۔** (التوبہ۔۲)

" تم چار ماہ تک زمین میں چل پھر لو "۔

جب خدا نے مشرکین کو چار ماہ کی مہلت دی تو اس نے اپنی شان کریمی سے حج کرنے والے مومنین کو بھی یہ مہلت دی کہ چار ماہ تک ان کے گناہ بھی نہیں لکھے جائیں گے"۔

حضرت علیؑ مکہ میں رات کیوں نہ بسر کرتے تھے ؟

۲۴۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"ہجرت کے بعد پوری زندگی حضرت علیؑ نے مکہ میں کبھی رات بسر نہیں کی تھی۔

راوی کہتا ہے :۔

۱۔ علل الشرائع میں لزینویہ اور مذویہ مرقوم ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

میں نے پوچھا۔اس کی کیا وجہ تھی ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

حضرت علی علیہ السلام اس شہر میں رات بسر کرنا پسند نہیں کرتے تھے جس سے آپؑ ہجرت کر چکے تھے۔ آپؑ عصر کی نماز پڑھ کر مکہ سے باہر چلے جاتے تھے اور مکہ سے باہر شب باشی کیا کرتے تھے"۔

پانچ سو درہم حق مہر کی وجہ

۲۵۔(حذف اسناد) حسین بن خالد نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

حق مہر میں پانچ سو درہم سنت کیوں ہیں ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کریمی سے اپنے اوپر واجب کیا ہے کہ جو بھی مومن ایک سو مرتبہ **اللہ اکبر** اور ایک سو مرتبہ **الحمد للہ** اور ایک سو مرتبہ **سبحان اللہ** اور ایک سو مرتبہ **لا الہ الا اللہ** اور ایک سو مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور آپؐ کی آل پر درود پڑھ کر خدا سے حور عین کا سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا عقد حور عین سے کرے گا اور اس کا وہ عمل حور عین کا حق مہر ہوگا۔

اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وحی فرمائی کہ وہ مومن خواتین کا حق مہر بھی پانچ سو درہم مقرر کریں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس پر عمل کیا"۔

۲۶۔ ہم سے حسین بن احمد بن ادریس نے روایت کی، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے روایت کی ، انہوں نے ابن ابی نصر سے روایت کی، انہوں نے حسین بن خالد سے روایت کی ، انہوں نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی:۔

Presented by www.ziaraat.com

ہے اور ارشاد فرمایا :۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ (البقرہ۔۲۲۹)

" طلاق دو مرتبہ ہے۔ پھر یا تو اچھائی سے روک لینا ہے یا اچھے طریقے سے رخصت کرنا ہے "۔

یعنی جب تیسری طلاق واقع ہو گی تو زوجین میں جدائی پیدا ہو جائے گی۔ اللہ کو طلاق ناپسند تھی اسی لیئے اس نے دوبارہ نکاح کو جائز نہیں کیا جب تک عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ طلاق کو معمولی چیز نہ سمجھیں اور عورتوں کو ضرر نہ پہنچائیں"۔

۲۸۔ ہم سے محمد بن علی ماجیلویہ نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے روایت کی، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے روایت کی، انہوں نے جعفر بن محمد اشعری سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے کہا:۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے ان عورتوں کے متعلق پوچھا جنہیں ایک ہی نشست میں تین طلاقیں جاری کی گئی ہوں ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

اگر تم (یعنی شیعہ) بیک وقت اپنی زوجہ کو تین طلاقیں جاری کرو تو تمہاری زوجہ تمہارے علاوہ کسی کے لیئے حلال نہ ہو گی اور اگر تمہارے علاوہ دوسرے مسلمان بیک وقت تین طلاقیں جاری کریں تو ان کی بیویاں تمہارے لیئے حلال ہوں گی کیونکہ تم بیک وقت تین طلاقوں کو مؤثر نہیں مانتے اور تمہارے مخالف بیک وقت تین طلاقوں کو مؤثر مانتے ہیں"۔

آنحضرتؐ کی کنیت ابوالقاسم کیوں تھی ؟

۲۹۔ ہم سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ نے روایت کی، انہوں نے احمد بن محمد بن سعید کوفی سے روایت کی، انہوں نے علی بن حسن بن علی

Presented by www.ziaraat.com

مولا ! میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ یہ بتائیں کہ عورتوں کا حق مہر پانچ سو درہم یعنی بارہ اوقیہ اور ایک نش کیوں ہے ؟(۱)

آپؑ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر واجب کیا ہے کہ جو بھی مومن ایک سو مرتبہ **اللہ اکبر** اور ایک سو مرتبہ **سبحان اللہ** اور ایک سو مرتبہ **الحمد للہ** اور ایک سو مرتبہ **لا الہ الا اللہ** اور ایک سو مرتبہ نبیؐ کریم اور آپؐ کے خاندان پر درود پڑھ کر خدا سے حور عین کی خواستگاری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا عقد حور عین سے کرے گا اور اس عمل کو حور عین کا حق مہر قرار دے گا۔

حور عین کا حق مہر پانچ سو مرتبہ تکبیر و تحمید و تسبیح و تہلیل و صلوات پر مشتمل ہے۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا حق مہر بھی پانچ سو درہم مقرر کیا ہے۔ اور جو مومن کسی مومن سے رشتہ طلب کرے اور پانچ سو درہم حق مہر بھی ادا کرنے کی پیش کش کرے مگر دوسرا مومن اس رشتہ سے انکار کردے تو اس نے حقوق ایمان کی نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا نکاح حور عین سے نہیں کرے گا"۔

حلالہ کیوں ؟

۷۳۔ ہم سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی سے روایت کی ، انہوں نے علی بن حسن بن علی بن فضال سے روایت کی ،انہوں نے اپنے والد سے روایت کی،انہوں نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

جس عورت کو شرعی طلاق ہو جائے اور عدت کے بعد جب تک وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے پہلے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے شوہر کو دو رجعی طلاقوں کا اختیار دیا

۱۔ نش بیس درہم کا ہوتا ہے اور وہ نصف اوقیہ ہوتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

بن فضال سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ، انہوں نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا :۔

آنحضرتؐ کی کنیت ابوالقاسم کیوں تھی ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ایک فرزند تھا جس کا نام قاسم تھا۔ اسی لیئے آپؐ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

میں (راوی) نے عرض کی :۔

مولا ! تو کیا آپؑ مجھے اس سے زیادہ بتانے کا اہل سمجھتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا:۔

ہاں ! (میں تمہیں اس کا اہل سمجھتا ہوں) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:۔

أَنَا وَ عَلِيٌّ أَبَوَا هٰذِهِ الْأُمَّةِ ۔

" میں اور علیؑ اس امت کے باپ ہیں " ۔

میں (راوی) نے کہا:۔

جی ہاں ! میں نے یہ حدیث سنی ہوئی ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا:۔

کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ علیؑ جنت و دوزخ کے قاسم (تقسیم کرنے والے) ہیں؟

میں (راوی) نے کہا:۔

جی ہاں ! یہ سچ ہے کہ علی علیہ السلام قاسم نار و جنت ہیں ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

اسی لیئے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ یعنی

Presented by www.ziaraat.com

قاسم جنت و نار کے والد۔

میں (راوی) نے تعجب سے کہا:۔

مولاً ! وہ کیسے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرتؐ اپنی امت پر باپ سے بھی زیادہ شفیق تھے اور آپؐ اپنی امت کے لیئے بمنزلہ باپ کے تھے اور آپؐ کی امت میں افضل ترین فرد علی علیہ السلام تھے اور آپؐ علی علیہ السلام پر خصوصی شفقت اس لیئے بھی کرتے تھے کہ علی علیہ السلام آپؐ کے وصی اور جانشین اور آپؐ کے بعد امت کے امام تھے۔ اسی شفقت کی وجہ سے آپؐ حضرت علی علیہ السلام کے والد شفیق بنے تھے اور اسی وجہ سے آپؐ کی کنیت ابو القاسم تھی"۔

اور امت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام دونوں ہی شفیق تھے۔ اسی لیئے آنحضرتؐ نے فرمایا :۔

" میں اور علیؑ اس امت کے باپ ہیں "۔

پیغمبر اکرمؐ کی شفقت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپؐ نے ایک مرتبہ منبر پر اعلان فرمایا:۔

" جو شخص قرض اور اہل و عیال چھوڑ کر جائے تو اس کا قرض میں ادا کروں گا اور اس کے خاندان کی کفالت میرے ذمہ ہو گی اور جو شخص میراث میں مال و دولت چھوڑ جائے تو وہ دولت اس کے وارثوں کے لیئے ہو گی "۔

اسی شفقت کی وجہ سے آپؐ ماں باپ بلکہ خود مومنین کی جانوں سے بھی ان پر زیادہ حق رکھتے تھے اور جو حقوق آنحضرتؐ کو حاصل تھے وہ سب کے سب بعد میں حضرت علی علیہ السلام کو بھی حاصل ہوئے"۔

Presented by www.ziaraat.com

حضرت علیؑ کے قسیم النار والجنۃ ہونے کا مفہوم

۳۰۔ ہم سے تمیم بن عبداللہ بن تمیم قرشی نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے احمد بن علی انصاری سے روایت کی، انہوں نے ابوالصلت ہروی سے روایت کی۔

"ایک دن مامون نے امام علی رضا علیہ السلام سے کہا:۔

ابوالحسنؑ! آپؑ یہ بتائیں کہ آپؑ کے دادا امیرالمومنینؑ قسیم النار والجنۃ ہیں تو کس وجہ سے ہیں؟ میں نے اس کے متعلق بہت سوچا لیکن کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پایا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

امیر المومنین! کیا آپ نے اپنے بزرگوں کے ذریعے سے عبداللہ بن عباس سے یہ روایت نہیں کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

حب علی ایمان و بغضہ کفر۔

"علیؑ کی محبت ایمان اور علیؑ کا بغض کفر ہے"۔

مامون نے کہا:۔

جی ہاں! یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

آپؑ نے فرمایا:۔

پھر علیؑ کی محبت ذریعۂ جنت اور علی کا بغض ذریعۂ دوزخ ہے۔ اسی لیئے حضرت علی علیہ السلام قسیم جنت و نار ہیں۔

یہ جواب سن کر مامون نے کہا:۔

اللہ مجھے آپؑ کے بعد زندہ نہ رکھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے وارث ہیں۔

ابو الصلت کہتے ہیں:۔

جب امام علی رضا علیہ السلام گھر تشریف لائے تو میں نے آپؑ سے کہا:۔

Presented by www.ziaraat.com

فرزند رسول ! آپؑ نے آج بہترین جواب دیا۔

آپؑ نے فرمایا:۔

ابوالصلت ! یہ جواب میں نے اس کے عقل کے پیمانے کو مدنظر رکھ کر دیا تھا۔ جب کہ ہمارے نزدیک قسیم النار و الجنۃ کا مفہوم کچھ اور ہے اور وہ مفہوم وہی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

یا علی انت قسیم الجنة یوم القیامة تقول للنار :هذا لی و هذا لك۔

"علیؑ ! قیامت کے دن تم جنت کے قسیم ہو گے۔ تم دوزخ سے کہو گے۔ یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے"۔

حضرت علیؑ نے اپنے دور حکومت میں فدک واپس کیوں نہ لیا ؟

۳۱۔ ہم سے احمد بن حسن قطان نے بیان کیا، انہوں نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی سے روایت کی ، انہوں نے علی بن حسن بن علی بن فضال سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔

"انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا:۔

امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی خلافت ظاہری میں فدک واپس کیوں نہ لیا ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

ہم اہل بیتؑ کا شیوہ یہ ہے کہ اگر کوئی ظلم کرکے ہم سے کچھ چھین لے تو جب تک خدا ہمیں ہمارا حق خود واپس نہ کرے اس وقت تک ہم خود واپس نہیں لیا کرتے ۔البتہ ہم لوگوں کے غصب شدہ حقوق لوگوں کو دلواتے ہیں اور اپنے غصب شدہ مال کو واپس نہیں لیا کرتے۔

میں (مصنف) نے فدک واپس نہ کرنے کے کئی علل و اسباب اپنی کتاب

Presented by www.ziaraat.com

علل الشرائع میں بیان کیئے ہیں اور یہاں امام علی رضا علیہ السلام کی بیان کردہ اسی ایک حدیث پر ہی اکتفا کیا ہے"۔

قرآن کی تر و تازگی کا راز

۳۲۔(حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے والد علیہ السلام سے روایت کی۔

"امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا :۔

اس کی کیا وجہ ہے کہ قرآن کو جب بھی پڑھا جائے تو وہ ہمیشہ ترو تازہ محسوس ہوتا ہے ؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے قرآن کو مخصوص زمانے اور مخصوص افراد کے لیئے نازل نہیں کیا۔ اللہ تعالٰی نے قرآن کو تمام زمانوں اور تمام لوگوں کے لیئے نازل کیا۔ اسی لیئے قرآن ہر وقت اور ہر دور میں نیا لگتا ہے اور ہر قوم کے پاس قیامت کے دن تک قرآن ترو تازہ رہے گا"۔

صحابہ ستاروں کی مانند ہیں

۳۳۔ (حذف اسناد) "امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ لوگ روایت کرتے ہیں۔ **اصحابی کا لنجوم با یھم اقتدیتم اھتدیتم** ۔

" میرے صحابی ستاروں کی طرح سے ہیں تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پالو گے"۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

دعوالی اصحابی۔ "میرے اصحاب کو کچھ نہ کہو"۔

تو کیا یہ دونوں روایات صحیح ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

رسول خدؐا کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے لیکن اس سے وہ صحابی مراد ہیں جن میں رسول اکرمؐ کے بعد کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ صحابہ کے بدل جانے

Presented by www.ziaraat.com

کے متعلق بھی حضور اکرمؐ نے خود ہی فرمایا تھا اور ہمارے مخالفین بھی یہ روایت خود اپنی زبان سے بیان کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:۔

قیامت کے دن میرے حوض(کوثر) سے میرے چند صحابہ کو ایسے بھگایا جائے گا جیسے نئے آنے والے اونٹوں کو گھاٹ سے ہانکا جاتا ہے۔ میں کہوں گا :۔

پرور دگار ! یہ میرے اصحاب ہیں ۔یہ میرے اصحاب ہیں۔ تو اس وقت مجھ سے کہا جائے گا ۔

آپؐ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپؐ کے بعد کیا کچھ تبدیلیاں کیں۔ پھر انہیں " اصحاب الشمال " دوزخیوں کی طرف پھیر دیا جائے گا۔ میں کہوں گا:۔

میرے بعد بدلنے والوں کے لیئے دوری ہو اور ہلاکت ہو۔

اسی لیئے " اصحابی کالنجوم " اور "دعوالی اصحابی" کی روایات صحیح ہیں لیکن یہ ان صحابہ کے لیئے ہیں جن میں کوئی تغیر و تبدل پیدا نہیں ہوا تھا"۔(۱)

کیا معاویہ صحابی ہے ؟

۳۴۔ ہم سے حاکم ابو علی حسین بن احمد بیہقی نے بیان کیا ،انہوں نے محمد بن یحیٰ صولی سے روایت کی،انہوں نے احمد بن محمد بن اسحاق طالقانی سے روایت کی ،انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔

جس دور میں امام علی رضا علیہ السلام خراسان میں تھے تو ایک شخص نے کہا:۔

اگر معاویہ صحابی ہوا تو میری زوجہ کو طلاق ہو۔

فقہاء نے فتویٰ دے دیا کہ اس کی زوجہ کو طلاق ہو گئی ہے۔

۱۔ حدیث حوض کو محدثین اہل سنت نے متعدد اسناد سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا۔

بخاری نے عبداللہ بن مسعود کی زبانی آنحضرتؐ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا :۔

انا فرطکم علی الحوض ولیرفعن معی رجال منکم ثم لیختلجن دونی فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک۔ (بخاری ج ۸ ص۱۱۹ط الامیریہ)

" میں تم سے پہلے حوض کوثر پر پہنچ جاؤں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میری طرف آئیں گے اور انہیں مجھ تک آنے سے روک دیا جائے گا تو میں کہوں گا۔پرور دگار ! یہ میرے صحابی ہیں تو کہا جائے گا۔ آپؐ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپؐ کے بعد کیا کچھ کیا تھا"۔

الغرض اس مضمون کی روایات سے اہل سنت کی کتب حدیث چھلک رہی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

پھر یہ مسئلہ امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا اس کی زوجہ کو طلاق نہیں ہوئی۔

فقہاء نے ایک عریضہ لکھ کر امام علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور آپؑ سے اس فتویٰ کی وضاحت پوچھی تو آپؑ نے ان کے رقعہ کے نیچے تحریر فرمایا:۔

میں نے یہ فتویٰ تمہاری اپنی روایات کے مطابق دیا ہے۔

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن آنحضرت کی خدمت میں لوگ کثرت سے جمع ہوئے (یعنی طلقاء اکٹھے تھے)۔ آپؐ نے ان سے فرمایا:۔

" تم اچھے ہو اور میرے صحابی اچھے ہیں اور فتح کے بعد ہجرت نہیں ہے "۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ الفاظ فرما کر طلقاء مکہ کو اپنا صحابی تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی آپؐ نے انہیں ہجرت کی اجازت دی تھی۔

جب فقہاء نے امام علیہ السلام کا یہ جواب پڑھا تو انہوں نے آپؑ کے فتویٰ کی تائید کی"۔

۳۵۔ ہم سے محمد بن یحییٰ صولی نے بیان کیا، انہوں نے عون بن محمد سے روایت کی، انہوں نے سہل بن قاسم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا:۔

"امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے ایک ساتھی سے یہ کہتے ہوئے سنا:۔

" امیر المومنین علیہ السلام سے جنگ کرنے والے پر خدا کی لعنت ہو "۔

یہ سن کر آپؑ نے فرمایا:۔

اس کے ساتھ یہ کہو:۔

" سوائے اس کے جس نے توبہ کی ہو اور اصلاح کر لی ہو "۔

پھر آپؑ نے فرمایا:۔

جو لوگ امیر المومنین علیہ السلام سے علیحدہ رہے اور توبہ نہ کی ان کا جرم ان لوگوں سے کہیں زیادہ ہے جنہوں نے آپؑ سے جنگ کر کے توبہ کر لی تھی"۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 33

محمد بن سنان کے جواب میں آپؑ نے جو علل واسباب تحریر فرمائے (۱)

۱۔1۔ ہم سے محمد بن ماجیلویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے سنا، انہوں نے محمد بن علی کوفی سے سنا، انہوں نے محمد بن سنان سے سنا۔

2۔ ہم سے علی بن احمد بن محمد بن عمران دقاق، محمد بن احمد سنانی (شیبانی خ ل) علی بن عبداللہ وراق اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مکتب رضی اللہ عنھم نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے سنا، انہوں نے محمد بن اسماعیل سے سنا، انہوں نے علی بن عباس سے سنا، انہوں نے قاسم بن ربیع صحاف سے سنا، انہوں نے محمد بن سنان سے سنا۔

3۔ ہم سے علی بن احمد بن عبداللہ برقی، علی بن عیسیٰ مجاور مسجد کوفہ اور ابو جعفر محمد بن موسیٰ برقی نے رے میں بیان کیا، انہوں نے محمد بن علی ماجیلویہ سے روایت کی، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے روایت کی۔

امام علی رضا علیہ السلام نے اسے اس کے مسائل کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

غسل جنابت واجب ہونے کی وجہ

غسل جنابت صفائی کا ذریعہ ہے اور اس سے انسان اپنی ناپاکی سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اس کا پورا بدن پاک ہوتا ہے کیونکہ جنابت پورے بدن سے خارج ہوتی ہے اس لیئے غسل جنابت میں پورے وجود کا پاک کرنا ضروری ہے۔

پیشاب اور پاخانہ کے بعد غسل واجب نہ ہونے کی وجہ

پیشاب اور پاخانہ کے بعد غسل واجب نہیں کیا گیا کیونکہ جنابت کبھی کبھی لاحق ہوتی ہے جب کہ پیشاب و پاخانہ کے ساتھ ایک دن میں کئی بار واسطہ پڑتا ہے۔

۱۔ یہ باب دو احادیث پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اگر پیشاب وپاخانہ کے لیئے غسل واجب کیا جاتا تو اس سے مشقت لازم آتی اور ویسے بھی جنابت اور پیشاب و پاخانہ میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ پیشاب و پاخانے کا تعلق ارادہ اور شہوت سے نہیں ہوتا جب کہ جنابت کا تعلق ارادہ، لذت اور شہوت سے ہوتا ہے۔

اغسال مسنونہ کی وجہ

عیدین، جمعہ اور دیگر مسنون غسلوں میں بندے کی طرف سے اپنے رب کی تعظیم کا اظہار ہوتا ہے اور کریم و جلیل رب کے حضور صاف ستھرا ہونے کا اظہار ہوتا ہے اور اس سے بندے کی طرف سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

عید کا دن مسلمانوں کے ایک بڑے اجتماع کا دن ہوتا ہے جس میں جمع ہو کر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اسی لیئے اس دن کی تعظیم اور اس دن کی فضیلت اور نوافل و عبادت کے اضافے کا تقاضا ہے کہ اس دن غسل کیا جائے اور جمعہ کے دن غسل ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک انسان کی طہارت کا سبب ہے۔

غسل میت کی وجہ

میت کو غسل دینے کی وجہ یہ ہے کہ مردے کو امراض کی کثافت سے پاک کیا جائے کیونکہ مردے کو ملائکہ اور اہل آخرت سے ملاقات کرنی ہوتی ہے۔ اسی لیئے اسے غسل دیا جاتا ہے تا کہ جب وہ خدا کے حضور پیش ہو اور اہل طہارت مومنین سے اس کی ملاقات ہو تو وہ ان سے مصافحہ کرنے کے قابل بن سکے اور پاک و پاکیزہ ہو کر خدا کے حضور پیش ہو سکے تا کہ جب اسے طلب کیا جائے اور اس کی شفاعت کی جائے تو وہ صاف ستھرا ہو۔

اور اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ مرتے وقت انسان سے وہ مادہ منویہ خارج ہوتا ہے جس سے اس کی پیدائش ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس پر جنابت لازم آ جاتی ہے۔ اسی لیئے اسے غسل دینا چاہیئے۔

Presented by www.ziaraat.com

غسل مسّ میت کی وجہ

اور جو شخص میت کو نہلائے یا اسے غسل سے قبل ہاتھ لگائے تو اسے بھی غسل مس میت کرنا چاہئے تاکہ میت کی آلائش سے پاک و صاف ہو سکے کیونکہ جب روح نکل جاتی ہے تو اکثر آفات جسم میں باقی رہ جاتی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کے لیئے غسل مس میت کی ضرورت ہے۔

وضو میں چہرہ اور ہاتھ کے دھونے اور سر اور پاؤں کے مسح کرنے کی وجہ

وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کا دھونا واجب ہے اور سر اور پاؤں کا مسح کرنا فرض ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان نماز میں خداوند عالم کے حضور کھڑا ہوتا ہے اور اپنے ظاہری اعضا کے ساتھ اس کے سامنے پیش ہوتا ہے اور کراماً کاتبین سے بلاقات کرتا ہے۔

وضو میں چہرے کا دھونا اس لیئے واجب ہے کہ اسی چہرہ سے انسان کو سجدہ کرنا پڑتا ہے اور اسے بارگاہِ احدیت میں جھکا کر خضوع کا اظہار کیا جاتا ہے۔

اور ہاتھوں کے دھونے کو اس لیئے واجب قرار دیا گیا ہے کہ انسان انہی ہاتھوں کو تکبیر کے ساتھ بلند کرتا ہے اور انہیں دعا کے لیئے اٹھاتا ہے۔

وضو میں سر اور پاؤں کا مسح واجب کیا گیا ہے کیونکہ سر اور پاؤں ہمیشہ باہر رہنے والے عضو ہیں اور خشوع و خضوع کے لیئے ان کا اتنا تعلق نہیں ہے جتنا کہ منہ اور ہاتھ کا ہے۔ (خشوع و خضوع کے لیئے منہ اور ہاتھ کا کردار اہم ہے اسی لیئے ان کا غسل واجب ہے اور سر اور پاؤں کا کردار نسبتاً کم ہے اسی لیئے ان کا مسح واجب ہے)۔

Presented by www.ziaraat.com

زکوٰۃ و صدقات دینے کی وجہ

زکوٰۃ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے فقراء کو رزق فراہم کیا جائے اور دولت مندوں کی دولت محفوظ رہ سکے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صحت مند افراد کو حکم دیا ہے کہ وہ معذور اور اپاہج افراد کی خبر گیری کریں۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۔ (آل عمران۔۱۸۶)

"تمہیں تمہارے اموال اور جانوں کے متعلق ضرور آزمایا جائے گا"۔

مال کی آزمائش زکوٰۃ کی ادائیگی ہے اور جان کی آزمائش مشکلات و مصائب پر ثابت قدمی ہے۔

زکوٰۃ خدا کی نعمتوں کے شکر کا ذریعہ اور نعمتوں میں اضافے کا سبب ہے اور اس کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کمزوروں اور لاچاروں سے محبت و پیار کے اظہار کا وسیلہ ہے اور زکوٰۃ کمزور طبقے کے ساتھ ہمدردی کا عملی مظاہرہ ہے اور زکوٰۃ غرباء اور مساکین کے لیئے امر دین میں تقویت کا سبب ہے اور اس میں دولت مندوں کے لیئے ایک نصیحت بھی پوشیدہ ہے کہ وہ دنیاوی غرباء کو دیکھ کر اپنی آخرت کی غربت و افلاس کو مد نظر رکھیں اور زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کے شکر کا مظاہرہ ہے کہ خدا نے اسے دولت مند بنایا اور اپنی نعمتوں سے مالا مال کیا۔

اور زکوٰۃ و صدقات اور صلہ رحمی اور نیک سلوک روا رکھنے میں یہ درس بھی ہے کہ خدا نے انہیں غرباء اور مفلس افراد میں سے قرار نہیں دیا حالانکہ اگر وہ چاہتا تو انہیں بھی مستحق زکوٰۃ بنا سکتا تھا۔

حج کرنے کی وجہ

حج خدا کے حضور مہمان ہونے کا دوسرا نام ہے اور حج نعمتوں کے زیادہ طلب کرنے اور سابقہ گناہوں سے آزاد ہونے اور مستقبل کے لیئے محتاط ہونے کا نام ہے۔

حج میں انسان کو اپنی دولت خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے جسم

Presented by www.ziaraat.com

بھی تھکاوٹ کا نشانہ بنانا پڑتا ہے اور حج کے لیئے انسان اپنے آپ کو شہوات و لذات سے دور رکھتا ہے۔

علاوہ ازیں عبادت اور خشوع و خضوع اور گرمی و سردی کی شدت اور امن و خوف کو برداشت کر کے انسان خداوند عالم کا تقرب حاصل کرتا ہے۔

اور اس کے علاوہ حج میں تمام مخلوق کے لیئے بہت سے فوائد مضمر ہیں۔

اس کا ایک بڑا فائدہ خدا کے حضور رغبت اور گناہوں سے نفرت ہے۔

حج سے دل کی سختی اور نفس کی جسارت اور ذکر الٰہی کے نسیان اور انقطاع امید و عمل کا خاتمہ ہوتا ہے اور حج سے تجدید حقوق اور نفس کو فساد سے روکنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور حج اہل مشرق و مغرب اور بحر و بر والوں کے لیئے یکساں مفید ہے اور اس کا فائدہ صرف حج کرنے والوں تک ہی محدود نہیں ہے۔

حج تاجروں اور سامان لانے والوں، خرید و فروخت کرنے والوں اور اہل حرفہ وکسب اور مساکین کے لیئے بھی کامیابی کا ذریعہ ہے اور جن لوگوں کے لیئے اجتماع حج میں شرکت ممکن ہو ان سب کو اسلام نے دعوت دی ہے کہ وہ اجتماعِ حج میں شریک ہو کر اپنے فوائد کو ملاحظہ کریں۔

حج صرف ایک مرتبہ ہی کیوں واجب ہے؟

اللہ تعالیٰ نے حج پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی فرائض کو اس طرح سے وضع کیا کہ کمزور ترین افراد بھی اس میں شامل ہوسکیں اور ان فرائض میں حج بھی ایک فرض ہے جسے پوری زندگی میں ایک دفعہ بجا لانا ہی کافی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اہل قوت کو ان کی طاقت و قوت کے مطابق ترغیب دی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

بیت اللہ وسط زمین میں کیوں قرار دیا گیا؟

بیت اللہ کو وسط زمین میں قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ بیت اللہ ہی وہ مقام ہے جس کے نیچے سے زمین بچھائی گئی اور روئے زمین پر چلنے والی تمام ہوائیں رکن شامی کے نیچے سے برآمد ہوتی ہیں اور وہ زمین کا بچھایا جانے والا ابتدائی اور پہلا ٹکڑا ہے اور کعبہ شریف کو زمین کے وسط میں اس لیئے رکھا گیا تاکہ اہل مشرق و مغرب کے لیئے سفر یکساں ہو۔

لفظ مکہ کی وجۂ تسمیہ

شہر مکہ کو "مکہ" کہنے کہ وجہ یہ ہے کہ لوگ وہاں جا کر سیٹیاں بجایا کرتے تھے اور سیٹی بجانے کے عمل کو عربی زبان میں "مُکَاءُ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص مکہ جاتا تو لوگ کہتے تھے قَدْ مَکَا۔ "وہ سیٹی مارنے گیا"۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے عمل کو بیان کرتے ہوئے فرمایا :۔

وَمَا کَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَالْبَیْتِ اِلَّا مُکَاءً وَّتَصْدِیَةً ۔ (الانفال۔۳۵)

"مشرکین کی نماز بیت اللہ کے پاس سوائے سیٹی مارنے اور تالی بجانے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے"۔

طواف بیت اللہ کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے جب تخلیق آدمؑ کا ارادہ کیا تو ملائکہؑ سے فرمایا:۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۔ (البقرہ۔۳۰)

"میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں"۔

فرشتوں نے کہا تھا :۔

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ، قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ۔ (البقرہ۔۳۰)

"انہوں نے کہا کیا تو اسے زمین میں خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد

Presented by www.ziaraat.com

کرے گا اور خون ریزی کرے گا، جب کہ ہم تیری تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں تو ارشاد (خداوندی) ہوا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے"۔

پھر فرشتوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ نادم ہوئے اور عرش کے ارد گرد جمع ہوئے اور استغفار کی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اس کے بندوں کے لیئے بھی ایسا گھر ہونا چاہیئے۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے چوتھے آسمان پر عرش کی سیدھ میں ایک مکان بنایا جس کا نام " ضراح " رکھا پھر خدا نے اس گھر کی عین سیدھ میں آسمان دنیا پر ایک گھر بنایا جس کا نام " بیت المعمور " رکھا۔ پھر اللہ نے " بیت المعمور" کی سیدھ میں خانہ کعبہ بنوایا۔ اور جب آدم زمین پر آئے تو اللہ تعالیٰ نے اس گھر کا طواف کرنے کا حکم دیا۔ حضرت آدمؑ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور پھر اولاد آدم کے لیئے روز قیامت تک بیت اللہ کا طواف واجب کیا۔

حجر اسود کو بوسہ دینے کی وجہ

حجر اسود کو بوسہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نسل آدم سے میثاق لیا اور وہ میثاق پتھر میں محفوظ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس میثاق کو یاد رکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حجر اسود کے پاس یہ جملے کہے جاتے ہیں۔

" میں نے اپنی امانت ادا کر دی ہے اور میں نے اپنا میثاق پورا کر دیا ہے اور میری وعدہ وفائی کی گواہی دینا "۔

اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا :۔

قیامت کے دن حجر اسود کوہ ابو قبیس جتنا بڑا ہو کر آئے گا اس کی زبان اور ہونٹ ہوں گے جس نے اپنا وعدہ وفا کیا ہو گا تو وہ اس کی وعدہ وفائی کی گواہی دے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

منیٰ کی وجۂ تسمیہ

منیٰ کو " منیٰ " کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہاں اپنے فرزند اسماعیل کو قربانی کے لیئے لٹایا تھا تو جبریل امینؑ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا تھا:۔

" آپؑ جو چاہیں اپنے رب سے تمنا کر لیں "۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل میں تمنا کی تھی کہ ان کے فرزند اسماعیل کی جائے اللہ تعالیٰ دنبہ ذبح کرنے کا حکم دے دے تو بہتر ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تمنا کو پورا کیا۔

روزہ فرض ہونے کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے انسان پر روزہ اس لیئے فرض کیا کہ انسان بھوک اور پیاس کا ذائقہ چکھ سکے اور بھوک و پیاس کی ذلت و مسکنت کو برداشت کرتے ہوئے صبر و استقامت کا ثبوت دے اور خدا کی طرف سے اجر کا حقدار بن سکے۔

بھوک و پیاس کی سختی سے انسان و آخرت کی بھوک وپیاس یاد کرائی گئی اور بھوک و پیاس کے ذریعے سے انسانوں کو بھوکے پیاسے انسانوں کی غربت و افلاس کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

قتل کی حرمت کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے ناجائز طور پر قتل نفس کو حرام قرار دیا کیونکہ اگر قتل کو حلال قرار دے دیا جاتا تو انسانی نسل تباہ و برباد ہو جاتی اور انسانی تدبیریں ختم ہوجاتیں۔

والدین کی نافرمانی کے حرام ہونے کا سبب

اللہ تعالیٰ نے والدین کی نافرمانی کو حرام قرار دیا کیونکہ والدین کی نافرمانی توفیق الٰہی سے محرومی کا سبب ہے اور والدین کی نافرمانی نمک حرامی اور شکر کے ابطال کی موجب ہے اور والدین کی نافرمانی قلت نسل بلکہ انقطاع نسل کا سبب ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

کیونکہ اگر یہ رواج ہو جائے کہ اولاد والدین کی نافرمانی کرے گی تو اس سے قطع رحمی لازم آئے گی اور کوئی بھی والدین اپنی اولاد کی تربیت پر آمادہ نہ ہوں گے۔ اسی لیئے نسل انسانی ضائع ہو جائے گی۔

زنا کی حرمت کا سبب

اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دیا کیونکہ زنا کی وجہ سے قیمتی جانیں قتل ہو جاتی ہیں اور انساب ضائع ہو جاتے ہیں اور اولاد کی تربیت نہیں ہوتی اور میراث تباہ ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مفاسد اس میں مضمر ہیں۔

یتیم کا مال کھانے کی حرمت کا سبب

اللہ تعالیٰ نے ازروئے ظلم مال یتیم کھانے کو حرام قرار دیا اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ جب کوئی شخص ظلم سے یتیم کا مال کھاتا ہے تو وہ دراصل اس کے قتل کے لیئے تعاون کرتا ہے کیونکہ یتیم محتاج ہوتا ہے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لائق نہیں ہوتا اور اپنے معاملات کو خود سر انجام دینے کے قابل نہیں ہوتا اور اس کے سر پر والدین کی طرح کسی دوسرے کفیل کا بھی سایہ نہیں ہوتا۔

اندریں حالات اگر کوئی ظلم سے یتیم کا مال کھاتا ہے تو گویا وہ اسے قتل کرتا ہے اور وہ اسے فقر و فاقہ میں دھکیلتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یتیموں کا مال کھانے والوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا ہے کہ جیسا سلوک وہ یتیموں سے کر رہے ہیں ویسا سلوک ان کی اولاد سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا :۔

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ ۔ (النساء ۔ ۹)

" اور ان لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ اگر وہ خود اپنی ضعیف و

Presented by www.ziaraat.com

ناتواں اولاد کو چھوڑ جاتے تو کس قدر پریشان ہوتے لہٰذا خدا سے ڈریں ۔۔۔"۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا :۔

"اللہ تعالیٰ نے یتیموں کا مال کھانے والوں کے لیئے دو قسم کے عذابوں کا وعدہ کیا ہے۔ ایک دنیاوی عذاب اور دوسرا اُخروی عذاب"۔

یتیم کا مال حرام قرار دے کر خدا نے یتیم کو زندگی فراہم کی ہے اور اسے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بنایا ہے اور متولیِ یتیم کی اولاد کو بھی مستقبل میں یتیمی سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا ہے ۔اور یتیموں کا مال کھانے والوں کی نسل کو داغ یتیمی دینے کا وعدہ کیا گیا ہے ۔

علاوہ ازیں مال یتیم کو اس لیئے بھی حرام قرار دیا گیا ہے کہ کہیں یتیم بالغ ہونے کے بعد اپنے کفیل اور متولی سے بغض نہ رکھے اور وہ بغض جدال و قتال کا نتیجہ نہ بنے۔

جہاد سے فرار کی حرمت کا سبب

اللہ تعالیٰ نے میدان جہاد سے فرار کرنے کو حرام قرار دیا کیونکہ فرار سے دین کی تذلیل لازم آتی ہے اور جہاد سے بھاگنے کی وجہ سے انبیاء و رسل اور عادل اماموں کے حقوق کے متعلق تحقیر لازم آتی ہے اور میدان جنگ میں ہادیانِ دین کو چھوڑنے کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ انہیں چھوڑنے والا شخص در حقیقت ان کی دعوت یعنی اقرار ربوبیت اور عدل کے قیام اور ظلم کے ترک کرنے اور فتنہ و فساد کو ختم کرنے کی نفی کرتا ہے۔

اور میدان جہاد سے فرار کے ذریعے سے دشمن کے حوصلے بڑھتے ہیں۔

میدان جہاد سے فرار مسلمانوں کی قید اور قتل اور دین خداوندی کے ابطال کے مترادف ہے اور اس کے علاوہ اس میں اور بھی بہت سے نقصان مضمر ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

تعرب بعد الھجرۃ کی حرمت کا سبب

ہجرت کے بعد دوبارہ دارالکفر میں چلے جانا حرام ہے کیونکہ یہ دین ۔ انحراف اور ہادیان دین کی عدم نصرت کی دلیل ہے۔ اس میں اور بھی بہت ۔ مفاسد مضمر ہیں اور اس سے ہر صاحب حق کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔اسی طر سے جو شخص دین کو اچھی طرح سے جانتا پہچانتا ہو اس کے لیئے بھی اہل جہل ۔ ساتھ رہنا سہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ جاہلوں کے ساتھ رہن سہن رکھنے میں یہ اند موجود ہے کہ کہیں وہ اپنے علم کو نہ چھوڑ دے اور جاہلوں کے ساتھ نہ مل جائے ۔

" ما اھل بہ لغیر اللہ " کی حرمت کا بیان

جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اور جس جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اللہ تعالیٰ نے اس کا کھانا حرام قرار دیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر اپنی وحدانیت کا اقرار ضروری قرار دیا ہے اور اللہ تعا نے حلال جانوروں پر ذبح کے وقت اپنا نام لینا واجب قرار دیا ہے تاکہ خدا کی ر کے لیئے قربان کی جانے والی اشیاء اور شیطان کی رضا کے حصول کے لیئے قربا کی جانے والی اشیاء میں امتیاز ہوسکے کیونکہ اللہ کے نام لینے سے اس کی ربوبید اور توحید کا اقرار ظاہر ہوتا ہے اور غیر اللہ کا نام پکارنے سے شرک اور غ اللہ کا تقرب ثابت ہوتا ہے اور ذبیحہ کے وقت تکبیر (اللہ اکبر) پڑھنے ۔ حلال و حرام کا فرق واضح ہوتا ہے ۔

شکاری پرندوں اور درندوں کی حرمت کی وجہ

تمام قسم کے چیر پھاڑ کرنے والے پرندے اور درندے حرام ہیں کیونکہ مردہ جانوروں اور انسانی گوشت اور پاخانہ وغیرہ کھانے کے عادی ہوتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے حلال و حرام جانوروں کی نشانی مقرر فرمائی ہے۔ جیسا کہ میر۔ والد علیہ السلام نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

ہر نوکیلے پنجے والا جانور اور ہر نوکیلے پنجے والا پرندہ حرام ہے اور جس پرندے کی چھٹی ہو وہ حلال ہے ۔ اس کے علاوہ پرندوں کے حلال و حرام ہونے کا معیار میرے والد علیہ السلام نے یہ بیان کیا کہ جو پرندہ ہر وقت پر ہلاتا رہے اسے کھاؤ اور جو پر ہلاتے ہوئے روک لے اور اڑتا رہے اسے مت کھاؤ۔

خرگوش کی حرمت کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے خرگوش کا گوشت کھانا حرام قرار دیا کیونکہ وہ بلی جیسا ہوتا ہے اور اس کے پنجے بھی بلی جیسے ہوتے ہیں اوراس میں بلی اور دوسرے درندوں کی مشابہت کے ساتھ خون کی ناپاکی کی علامت بھی پائی جاتی ہے۔ اسے بھی عورتوں کی طرح سے ماہواری کا خون آتا ہے کیونکہ یہ مسخ شدہ ہے۔

سود کی حرمت کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے سود سے منع کیا ہے کیونکہ اس سے لوگوں کا مال تلف ہوتا ہے کیونکہ اگر ایک شخص ایک درہم کو دو درہم کے بدلے میں خرید کرے تو درہم کی قیمت تو ایک درہم ہی رہے گی اور دوسرے درہم کی قیمت باطل ہو گی۔ اسی لیئے سودی کاروبار مشتری اور بائع دونوں کے لیئے نقصان دہ ہے ۔جیسا کہ سفیہ (پاگل) کے حوالے مال کرنا ممنوع ہے کیونکہ اس سے مال و دولت کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہےاسی طرح سے سودی کاروبار بھی حرام ہے کیونکہ اس سے مال و دولت کا ضیاع لازم آتا ہے۔ دولت کے ضیاع کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا اور نقدی سودے میں ایک درہم کو دو درہم کے بدلے بیچنے کو حرام قرار دیا ۔

اور سود کی حرمت معلوم ہونے کے بعد سودی کاروبار کرنا اور زیادہ جرم ہے کیونکہ جو شخص سود کی حرمت معلوم ہونے کے بعد سودی لین دین کرتا ہے تو وہ در حقیقت دینی محرمات کو حقیر قرار دیتا ہے اور دین کو حقیر سمجھنے والا شخص دوزخی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

سود کی حرمت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ جس معاشرے میں سودی کاروبا
عام ہو جائے تو اس معاشرے میں رحم دلی اور صلہ رحمی مفقود ہو جاتی ہے اور لوگو
کی نظر صرف منافع پر ہوتی ہے۔ اس وجہ سے کوئی کسی کو قرض حسنہ دینے پر
آمادہ نہیں ہوتا اور نیک سلوک کا چلن ختم ہو جاتا ہے اور معاشرے میں ظلم
ستم رائج ہو جاتا ہے۔

خنزیر اور بندر کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے خنزیر کو حرام قرار دیا کیونکہ وہ انتہائی بدصورت ہے
اللہ تعالیٰ نے اسے مخلوق کی نصیحت و عبرت کے لیئے پیدا کیا اور یہ مسخ شدہ جانور
ہے اور اس کی غذا بھی انتہائی ناپاک ہوتی ہے۔

اور اسی مسخ ہونے کی وجہ سے اللہ نے بندر کو حرام کیا اور اسے انسانی
شکل و صورت پر پیدا کیا تاکہ انسانوں کو عبرت حاصل ہو سکے کہ یہ نسل بھی کسی
دور میں انسان تھی جنہیں خدا نے مسخ کر دیا اور ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا۔
اللہ تعالیٰ نے بندر کو انسانوں کے لیئے نصیحت و عبرت کا ذریعہ بنایا۔

مردار کی حرمت کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے مردار کو حرام قرار دیا کیونکہ مردار کا گوشت انسانی جسم کے
لیئے انتہائی مضر ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں یہ فلسفہ بھی کارفرما ہے کہ خدا
چاہتا ہے کہ اس کے نام کو حلال و حرام کا معیار قرار دیا جائے۔

خون کی حرمت کی وجہ

خون بھی مردار کی طرح سے انسانی جسم کے لیئے خطرناک ہے اور خون
پینے سے زرد پانی (صفرا) پیدا ہوتا ہے اور جسم میں بدبو پیدا ہوتی ہے۔ اس سے
اخلاق انسانی پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس سے سنگدلی پیدا ہوتی ہے اور شفقت
و رحمت ختم ہو جاتی ہے اور خون پینے والا شخص اپنے والد اور دوستوں کو بھی قتل کرنے

Presented by www.ziaraat.com

میں دریغ نہیں کرتا۔

تلی کی حرمت کی وجہ

تلی اس لئے حرام ہے کہ اس میں خون ہوتا ہے۔ تلی، خون اور مردار کی حرمت کی وجہ ایک ہی ہے اور ان تینوں کا نقصان ایک ہی ہے۔

حق مہر کیوں واجب ہے؟

شوہر پر فرض ہے کہ اپنی زوجہ کو حق مہر ادا کرے اور حق مہر صرف مرد پر واجب ہے عورت پر واجب نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کی ضروریات پوری کرنا مرد پر واجب ہے اور عورت دراصل اپنے آپ کو شوہر کے ہاتھوں بیچ رہی ہوتی ہے اور شوہر اسے خرید رہا ہوتا ہے۔ اور خرید و فروخت ہمیشہ رقم کے ذریعے سے ہوتی ہے اور رقم کی ادائیگی کے بغیر بیع و شراء متصور نہیں ہوتی۔ اور حق مہر اس لیئے بھی عورت کی ضرورت ہے کیونکہ بہت سی وجوہات کی بنا پر عورت کاروبار اور تجارت نہیں کر سکتی۔

عورت بیک وقت چار نکاح کیوں نہیں کرسکتی؟

اللہ تعالٰی نے ایک مرد کو چار نکاح کرنے کی اجازت دی ہے لیکن ایک عورت کو بیک وقت چار نکاح کرنے کی اجازت نہیں دی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک مرد کی چار بیویاں ہوں تو ان سے پیدا ہونے والے بچے اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں گے اور اگر ایک عورت کے بیک وقت دو شوہر ہوں تو پھر پیدا ہونے والی اولاد کسی ایک باپ کی طرف منسوب نہیں ہو سکے گی۔ اس سے انساب اور وراثت اور پہچان متاثر ہو گی۔

Presented by www.ziaraat.com

غلام کو صرف دو نکاح کرنے کی اجازت کیوں ہے؟

غلام کو صرف دو نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ وہ دو سے زیادہ بیویوں سے بیک وقت نکاح نہیں کر سکتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غلام نکاح و طلاق میں ایک آزاد شخص کا نصف شمار کیا جاتا ہے۔ وہ اپنی جان کا خود مالک نہیں ہوتا اور وہ اپنی ملکیت کا بھی حق نہیں رکھتا اور اس کا آقا ہی اس کی جان و مال کا وارث ہوتا ہے اور اس کا آقا ہی اس کی ضروریات زندگی کی کفالت کرتا ہے۔

علاوہ ازیں اس حکم کی دوسری وجہ یہ ہے کہ غلام کے پاس چار بیویاں اس لیئے بھی نہیں ہونی چاہئیں تا کہ وہ اپنے آقا کی خدمت اور نوکری بھی کر سکے۔ اور اس طرح سے غلام اور آزاد میں فرق بھی قائم رہے۔

تین طلاقوں کی وجہ

شریعت طاہرہ میں طلاقیں تین رکھی گئی ہیں اور اس میں یہ حکمت کار فرما ہے کہ شوہر اور بیوی کو دو مہینے کا وقفہ مل جاتا ہے اور اگر وہ اپنی غلطیوں کی تلافی کرنا چاہیں تو کر لیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مرد کو حق طلاق اس لیئے دیا گیا ہے کہ بیوی ہمیشہ خوف زدہ رہے اور شوہر کی نافرمانی کو معمولی خیال نہ کرے اور نافرمانی کی صورت میں طلاق کا خوف اس کے ذہن میں موجود رہے۔

اور جس عورت کو نو مرتبہ طلاق جاری کی گئی ہو تو اپنے طلاق دینے والے کے لیئے ہمیشہ کے لیئے حرام ہے اور اس حرمت کی وجہ یہ ہے کہ طلاق کو کھیل نہ سمجھ لیا جائے اور عورت کو کمزور تصور نہ کیا جائے اور اس حکم کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شوہر کو ہمیشہ اپنی زوجہ کے حقوق کے لیئے بیدار رہنا چاہیئے اور اسے علم ہونا چاہیئے کہ جب نوبت نو طلاقوں تک پہنچے گی تو پھر ان کے جمع ہونے کی کوئی بھی صورت باقی نہیں رہے گی۔

غلام کے لیئے دو طلاقیں ہی مؤثر ہیں کیونکہ کنیز کی طلاق نصف ہے اور

Presented by www.ziaraat.com

تین طلاقوں کا نصف ڈیڑھ بنتا ہے جسے فرائض احتیاط و تکمیل کی غرض سے دو طلاقوں کی صورت میں مکمل کیا گیا۔ اسی طرح سے جب غلام مر جائے تو اس کی زوجہ کی عدت بھی آدھی ہے۔

طلاق اور رویت ہلال کے لیئے عورتوں کی گواہی معتبر نہ ہونے کی وجہ

طلاق اور رویت ہلال کے لیئے عورتوں کی گواہی اس لیئے معتبر نہیں ہے کہ وہ اپنے قدرتی ضعف کی وجہ سے رویت کے قابل نہیں اور طلاق میں ان کی گواہی اس لیئے معتبر نہیں ہے کہ انہیں طلاق کا اشتیاق پیدا نہ ہو۔ عورتوں کی گواہی صرف ان مقامات پر قابل قبول ہے جہاں مرد گواہی نہ دے سکتا ہو مثلاً دایہ کی گواہی اور کسی عورت کے کنوارے پن یا شادی شدہ ہونے کی گواہی۔

اسی طرح سے اہل کتاب کی گواہی بھی اس وقت معتبر ہو گی جب مسلمان گواہ میسر نہ آئیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ اَوْ اٰخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ ۔(المائدہ۔۱۰۶)

" وصیت کے وقت دو عادل گواہ تم میں سے یعنی مسلمان ہوں یا پھر تمہارے غیر میں سے ہوں یعنی کافروں میں سے ہوں"۔

اور اسی طرح سے عام حالات میں بچوں کی گواہی مقبول نہیں ہے البتہ جب ان کے علاوہ کوئی دوسرا گواہ نہ ہو تو ان کی گواہی قابل قبول ہو گی۔

اثباتِ زنا کے لیئے چار گواہ کیوں ضروری ہیں ؟

عام معاملات کے لیئے دو گواہ کافی ہیں جب کہ اثباتِ زنا کے لیئے چار گواہوں کی ضرورت ہے کیونکہ اس گواہی کی وجہ سے ایک شادی شدہ کو سنگسار کیا جاتا ہے اور اس گواہی کی وجہ سے انسان کا قتل اور اس کی اولاد کے نسب کا انقطاع اور میراث کا فاسد ہونا لازم آتا ہے اسی لیئے اثباتِ زنا کے لیئے چار عینی گواہوں کی ضرورت ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اولاد کا مال باپ کے لیئے کیوں حلال ہے ؟

بیٹے کا مال باپ کے لیئے اس کی اجازت کے بغیر بھی حلال ہے جب کہ باپ کا مال اس کی اجازت کے بغیر بیٹے کے لیئے حلال نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بیٹا دراصل پیدا ہی باپ کے لیئے ہوتا ہے۔ جیساکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

يَهَبُ لِمَنْ يَشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَشَآءُ الذُّكُوْرَ۔ (الشوریٰ۔۴۹)

" وہ جسے چاہے بیٹیاں عطا کرے اور جسے چاہے بیٹے عطا فرمائے "۔

والد پر فرزند کی کفالت واجب ہے اور فرزند پوری زندگی اپنے والد سے ہی منسوب رہتا ہے اور اسی کی ولدیت سے پکارا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ۔ (الاحزاب۔۵)

" انہیں ان کے والد کے نام سے پکارو ، یہی خدا کے ہاں زیادہ صحیح ہے "۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تھا :۔

انت و مالك لابيك ۔

" تم اور تمہاری تمام ملکیت تمہارے والد کی ہے "۔

ماں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے فرزند کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف کرسکے اس کی وجہ یہ ہے کہ اولاد کا نفقہ باپ کے ذمہ ہوتا ہے ماں کے ذمہ نہیں ہوتا۔

ثبوت بذمہ مدعی اور قسم بذمہ مدعی علیہ

اثبات حقوق کے لیئے ثبوت مدعی کے ذمے ہوتا ہے اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ ہوتی ہے مگر قتل میں ایسا نہیں ہے ۔

قتل میں بے گناہی کا ثبوت اور بینہ مدعی علیہ کے ذمہ ہوتا ہے اور قسم مدعی کے ذمے ہوتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قتل کا عام حالات میں ثبوت مہیا کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے اور مدعی علیہ اس کا منکر ہوتا ہے۔ اسی لیئے یہ مدعی

Presented by www.ziaraat.com

علیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بے گناہی کا ثبوت مہیا کرے۔

یہ تمام تر احتیاط اس لیئے ہے کہ کسی مسلمان کا خون ضائع نہ ہونے پائے اور قاتل کو بھی اقدام قتل سے پہلے اچھی طرح سے یہ سوچنا چاہیئے کہ قتل کی صورت میں اسے اپنی بے گناہی کا ثبوت فراہم کرنا ہو گا جو کہ خاصا مشکل ہے۔

اور اسی طرح سے پچاس افراد کی قسم کی ضرورت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ کسی مسلمان کا خون ضائع نہ ہونے پائے۔

چور کا ہاتھ کاٹنے کی وجہ

چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان بہت سی چیزوں کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑتا ہے اوردایاں ہاتھ انسان کا اشرف اورافضل عضو ہوتا ہے۔ اور ہاتھ کا کٹ جانا چور کے لیئے عذاب اور باقی لوگوں کے لیئے باعثِ عبرت ہے۔ اور جب چور کا دایاں ہاتھ کٹے گا تو دوسرے لوگوں کو اس سے عبرت حاصل ہو گی اور وہ لوگوں کا مال چوری کرنے سے پرہیز کریں گے۔

چوری کی طرح لوگوں کا مال غصب کرنا اور لوگوں کا مال ناجائز ذرائع سے حاصل کرنا بھی حرام ہے اور اس کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اسلام چاہتا ہے کہ کوئی کسی کی دولت نہ ہتھیائے اور معاشرے میں بگاڑ پیدا نہ ہو۔

اگر اسلام چوری کو جائز قرار دے دیتا تو اس سے لوگوں کی دولت ہمیشہ کے لیئے غیر محفوظ ہوجاتی اور اس کے نتیجے میں اکثر اوقات لوگ قتل ہوتے۔اسی طرح سے اگر اسلام لوگوں کی دولت کو غصب کرنے کی اجازت دے دیتا تو اس سے قتل ، تنازعات اور جذبہ حسد پیدا ہوتا اور لوگ محنت مزدوری اور تجارت کرنا چھوڑ دیتے۔

زنا اور قذف کی سزا کی وجہ

کنوارے زانی کے لیئے حکم یہ ہے کہ اسے سو کوڑے مارے جائیں اور کوڑے مارنے میں کسی طرح کی رحم دلی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے اور اسے برسر عام سزا دی جائے۔

Presented by www.ziaraat.com

زانی کا تمام جسم زنا کی لذت میں شریک ہوتا ہے۔ اسی لیئے اسلام نے اسے سخت ترین سزا کا حکم جاری کیا ہے اور زانی کی سزا کو لوگوں کے لیئے عبرت بنایا گیا ہے۔

اور قذف (کسی پر ثبوت کے بغیر زنا کا الزام لگانا) اور شراب نوشی کے لیئے اسی(۸۰) کوڑوں کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ قذف سے اولاد کی نفی اور نسب کا ضیاع لازم آتا ہے۔

شراب نوشی کی سزا اسی(۸۰) کوڑے اس لیئے ہے کہ جو شخص شراب پیئے گا وہ ہذیان بکے گا اور جو ہذیان بکے گا تو وہ افترا کرے گا اسی لیئے شرابی کے لیئے مفتری کی سزا تجویز کی گئی ہے۔

اگر کنوارہ زانی اور کنواری زانیہ تین مرتبہ سو سو کوڑوں کی سزا کے بعد بھی زنا کا ارتکاب کریں تو انہیں قتل کر دینا چاہیئے کیونکہ انہوں نے سو کوڑوں کی سزا کو خاطر میں نہیں لایا اور انہوں نے چوتھی بار ایسا کرکے اپنے اباحیت پسند ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے جنسی تعلقات قائم کرنا حرام ہے۔ کیونکہ یہ خلاف فطرت فعل ہے اور ہم جنس پرستی سے نسل منقطع ہو سکتی ہے اور دنیا ویران ہو سکتی ہے۔

حلال جانوروں کی حلت کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے گائے، بکری اور اونٹ کا گوشت حلال کیا ہے کیونکہ یہ جانور کثرت سے پائے جاتے ہیں اور اسی طرح سے اللہ نے نیل گائے کا گوشت بھی حلال کیا ہے۔ یہ جانور صاف ستھری غذا کھاتے ہیں۔ ان کی غذا مکروہ اور حرام پر مشتمل نہیں ہوتی۔ اور ان کا گوشت انسانی صحت کے لیئے بھی مضر نہیں ہے اور یہ جانور مسخ شدہ بھی نہیں ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

مکروہ جانوروں کی کراہت کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے خچر اور گدھوں کے گوشت کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ لوگوں کو سواری کے لیئے ان جانوروں کی زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے اور اگر انہیں حلال کر دیا جاتا تو ان کی نسل ہی ناپید ہو جاتی۔ اور ان جانوروں کی کراہت کی وجہ ان کی شکل و صورت اور ان کی غذا کی خرابی نہیں ہے بلکہ ان کی نسل کو تحفظ دینا مقصود ہے۔

عورت کے بالوں کو دیکھنا کیوں حرام ہے ؟

شوہر دار اور بے شوہر عورتوں کے بالوں کو دیکھنا حرام ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے مرد کے شہوانی جذبات بر انگیختہ ہوتے ہیں۔ اور جب جذبات پر قابو نہ رہے تو انسان فعل حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

بالوں کے علاوہ کسی بھی مرد کو عورت کے ان تمام اعضاء و جوارح کو دیکھنا حرام ہے جو تحریک شہوت کا باعث بن سکیں۔ البتہ بوڑھی عورتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسا کہ رب العزت کا فرمان ہے :۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِیْنَةٍ ۔ (النور۔۶۰)

" اور ضعیفی سے بیٹھ رہنے والی عورتیں جنہیں نکاح سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ان کے لیئے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اپنے ظاہری کپڑوں کو الگ کر دیں بشرطیکہ زینت کی نمائش نہ کریں ۔۔۔"

لہٰذا بوڑھی عورتوں کے بال دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عورت کی میراث نصف کیوں ؟

بیوی کی وفات کی صورت میں اگر بیوی بے اولاد ہو تو شوہر کو اس کی جائیداد میں سے نصف حصہ دیا جائے گا اور اگر بیوی صاحب اولاد ہو تو اس

Presented by www.ziaraat.com

کی جائیداد میں سے شوہر کو چوتھائی حصہ دیا جائے گا۔

اور اگر شوہر بے اولاد ہو کر فوت ہو جائے تو بیوی کو اس کی میراث میں سے چوتھائی حصہ دیا جائے گا اور اگر شوہر صاحب اولاد ہو تو بیوی کو آٹھواں حصہ دیا جائے گا۔ یعنی شوہر کی بہ نسبت بیوی کو آدھی میراث ملتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مرد و عورت کا نکاح ہوتا ہے تو عورت حق مہر لیتی ہے اور شوہر حق مہر دیتا ہے اسی لیئے شوہر کو میراث میں دوگنا حصہ دیا گیا ہے۔

اور اس حکم کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بیوی کا نان نفقہ شوہر پر فرض ہوتا ہے جب کہ شوہر کا نان نفقہ بیوی پر واجب نہیں ہوتا۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے شوہر کو میراث میں زیادہ حصہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ۔ (النساء ۔۳۴)

" مرد عورتوں کے حاکم اور نگران ہیں۔ ان فضیلتوں کی بنا پر جو خدا نے بعض کو بعض پر دی ہیں اور اس بنا پر کہ انھوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا ہے "۔

بیوی کو شوہر کی زمین میں سے میراث نہیں دی جائے گی البتہ مکان کی اینٹوں اور دوسرے سامان کی قیمت لگا کر اسے میراث میں حصہ دیا جائے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جاگیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک مستقل جاگیر اور دوسری آنے جانے والی جاگیر۔

اسی طرح سے رشتہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک مستقل اور خونی رشتہ ہوتا ہے جو کہ ناقابل تغیر و تبدل ہوتا ہے اور دوسرا عارضی رشتہ ہوتا ہے اور بیوی کا شوہر سے رشتہ عارضی ہوتا ہے اسی لیئے اسے میراث بھی منقولہ یعنی آنے جانے والی جائیداد سے دی جائے گی اور جن کا رشتہ ناقابل تبدیلی ہو انہیں منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد سے حصہ دیا جائے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

شراب اور منشیات کی حرمت کا سبب

۲۔ (حذف اسناد) محمد بن سنان نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا:۔

"اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دیا کیونکہ شراب عقل میں فتور پیدا کرتی ہے اور شرابی کو انکارِ خدا اور خدا اور انبیاء پر جھوٹ باندھنے کی جرأت پیدا کرتی ہے۔

اس کے علاوہ شراب قتل، قذف، زنا اور دیگر محرمات کے ارتکاب کا سبب بنتی ہے۔ اسی لیئے ہر نشہ آور چیز کے لیئے ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ حرام ہے۔ کیونکہ تمام منشیات کا انجام وہی ہے جو شراب کا ہے۔ اسی لیئے ہر وہ شخص جو خدا کی توحید اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور ہماری مودت کا دعویٰ کرتا ہو۔اسے چاہیئے کہ وہ ہر نشہ آور مشروب سے پرہیز کرے۔ اور جو شخص بھی منشیات استعمال کرے تو اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 34

بعض احکام شرعی کے علل واسباب

اس باب میں وہ علل و اسباب مذکور ہیں جنہیں فضل بن شاذان نے متفرق اوقات میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سنا اور انہوں نے اسے جمع کر کے علی بن محمد قتیبہ نیشا پوری کو امام علی رضاعلیہ السلام سے روایت کا اجازہ عطا کیا۔ (۱)

ا۔ ہم سے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری عطار نے ماہ شعبان ۳۵۲ھ کو نیشا پور میں بیان کیا، انہوں نے ابوالحسن علی بن محمد بن قتیبہ نیشا پوری سے سنا، انہوں نے ابو محمد فضل بن شاذان نیشا پوری سے سنا۔

اور یہی حدیث ہم نے حاکم ابو محمد جعفر بن نعیم بن شاذان سے سنی، انہوں نے اپنے چچا ابی عبداللہ محمد بن شاذان سے سنی، انہوں نے یہی حدیث فضل بن شاذان سے سنی۔انہوں نے کہا۔ اگر کوئی سائل یہ سوال کرے۔

سوال ا:۔کیا حکیم اپنے بندے کو کسی ایسے فعل کے بجا لانے کا حکم دے سکتا ہے جس میں کوئی علت اور جس کا کوئی مفہوم نہ ہو؟

جواب ا:۔ اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ وہ حکیم ہے اور وہ خوامخواہ کے افعال کا حکم نہیں دیتا اور وہ جاہل بھی نہیں ہے۔

سوال ۲:۔پھر یہ بتائیں کہ اللہ نے اپنی مخلوق کو شریعت کی تکلیف کیوں دی؟

جواب ۲:۔ اس کے بہت سے علل و اسباب ہیں۔

سوال ۳:۔ تو کیا وہ علل و اسباب معروف اور موجود بھی ہیں یا غیر معروف اور غیر موجود ہیں؟

جواب ۳:۔ وہ علل و اسباب معروف اور موجود ہیں۔

ا۔ یہ باب تین احادیث پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

سوال ۴ :۔ تو کیا آپؑ ان علل واسباب کو جانتے ہیں یا ان سے ناواقف ہیں ؟

جواب ۴ :۔ کچھ علل واسباب کو ہم جانتے ہیں اور کچھ علل و اسباب سے ہم بے خبر ہیں۔

سوال ۵ :۔ سب سے پہلا فریضہ کون سا ہے ؟

جواب ۵ :۔ خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کی حجت اور جو کچھ خدا کی طرف سے نازل ہوا۔ اس کا اقرار اولین ایمانی فریضہ ہے۔

سوال ۶ :۔ مخلوق کو خدا اور رسولؐ اور حجت اور جو کچھ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے، اس کے اقرار کا حکم کیوں دیا گیا ہے ؟

جواب ۶ :۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں کیونکہ جو شخص اللہ پر ایمان نہ رکھے گا تو وہ خدا کی نافرمانی کرنے اور گناہاں کبیرہ کے ارتکاب سے پرہیز نہیں کرے گا اور وہ اپنی ہر خواہش کو جائز اور ناجائز طریقے سے حاصل کرنے کو اپنا حق تصور کرے گا۔ اور جب ایسا ہونے لگے تو پورا معاشرہ تہس نہس ہو جائے گا اور لوگ ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑا کریں گے اور لوگ ایک دوسرے کے مال اور عورتوں پر قبضہ کریں گے اور ایک دوسرے کا خون بہائیں گے اور اس سے مخلوق خدا کا جینا دوبھر ہو جائے گا اور اس صورت میں نہ تو نسل محفوظ رہے گی اور نہ ہی زراعت ہو سکے گی۔

اور اقرار خدا کی دوسری وجہ یہ ہے کہ خدا حکیم ہے اور حکیم ہوتا ہی وہی ہے جو بگاڑ کو روکے اور بھلائی کا حکم دے اور ظلم و ستم سے منع کرے اور ہر طرح کی برائی کو ممنوع قرار دے اور نیکیوں پر عمل اور برائیوں سے بچاؤ جبھی ممکن ہے جب خدا کا اقرار کیا جائے اور حکم دینے والے اور روکنے والے کی پہچان حاصل ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

اسی لیئے اگر لوگوں کو اقرار خدا کے بغیر رہنے دیا جائے تو نہ تو کوئی بھلائی پنپ سکے گی اور نہ ہی کوئی کسی برائی سے باز آئے گا۔ کیونکہ جب آمر و ناہی کا وجود ہی نہ ہو یا اگر وجود ہو اور اس کا دل سے اقرار نہ ہو تو اس وقت تک معاشرہ فساد کی لپیٹ میں رہے گا۔

یہ خدا کے اقرار کا کرشمہ ہے کہ لوگ تنہائی کے لحات میں بھی برائی کرنے سے پرہیز کرتے ہیں ۔الغرض معاشرے کی اصلاح و فلاح کے لیئے ضروری ہے کہ انسان ایک علیم وخبیر ہستی کا اقرار کرے جو اس کے ظاہر و باطن سے آگاہ ہو جو اچھائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور اس پر کائنات کا کوئی فعل مخفی نہ ہو اور جب تک ایسے علیم و خبیر پر ایمان نہ ہو تو اس وقت تک معاشرے میں امن و سکون کا قائم ہونا محال ہے۔

سوال ۷ :۔انسان کے لیئے انبیاء و رسل کی معرفت اور ان کا اقرار اور انہیں واجب الاطاعت سمجھنا کیوں ضروری ہے ؟

جواب ۷ :۔ انسان بذات خود اس لائق نہیں ہے کہ اپنے فائدے اور نقصان کا صحیح تعین کر سکے۔اسی لیئے انسان خدا کی رہنمائی کا محتاج ہے اور خدا اپنے کمال کی وجہ سے انسان کے حواس خمسہ سے بلند و بالا ہے اور انسان کی بذات خود اس تک رسائی ناممکن ہے۔ اسی لیئے ایک ایسے معصوم پیغمبر کا ہونا ضروری ہے جو خدا کے اوامر و نواہی کو انسانوں تک پہنچائے تا کہ اس ذریعے سے انسان ابدی نجات حاصل کر سکیں اور ہمیشہ کی ذلت و رسوائی سے محفوظ رہ سکیں۔

الغرض انبیاء و رسل کا بھیجنا حکیم مطلق کی حکمت کا تقاضا ہے۔اگر وہ ایسا نہ کرتا تو انسانیت کا مستقبل تاریک ہو جاتا۔

سوال ۸ :۔اولی الامر کی ضرورت کیا ہے اور خدا نے اس کی اطاعت کا حکم کیوں دیا ؟

Presented by www.ziaraat.com

جواب۸ :۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں اور ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے انبیاء کی وساطت سے انسان کے لیئے حدود مقرر کر دیئے اور انسانوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ خدا کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ کریں کیونکہ حدود سے تجاوز کرنے کی صورت میں معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو گا۔

اور لوگوں سے احکام و فرامین کی پیروی تبھی ممکن ہے جب کسی کو ان کا سر براہ بنایا جائے تا کہ وہ انہیں غلط کاموں سے منع کرے۔ اگر انسانوں کا کوئی سر براہ نہ ہو تو کوئی بھی شخص رضا کارانہ طور پر اپنی منفعت کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہو گا۔ خواہ اس کے لیئے دوسرے کا کتنا بڑا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔

اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر ایک نگران مقرر کیا جو انہیں فساد سے روکتا ہے اور احکام و حدود کو جاری کرتا ہے۔

اولی الامر کے تقرر میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اور کوئی قبیلہ اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتا جب تک اس قوم کا کوئی نہ کوئی سربراہ نہ ہو۔ امور دین اور امور دنیا کے لیئے کسی نہ کسی سر براہ کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

اسی لیئے حکیم خدا نے اپنی حکمت کے تحت اولی الامر مقرر کیئے تاکہ وہ لوگوں کی جمعیت کو قائم رکھے اور ظالم کے شر سے مظلوم کو تحفظ فراہم کرے اور ان کے دشمنوں سے جہاد کرے اور ان میں ان کے عطیات تقسیم کرے۔

علاوہ ازیں اگر ملت کا نگران امین نہ ہوتا تو ملت کا وجود ختم ہو جاتا اور احکام و سنن تبدیل ہو جاتے اور بدعت پسند افراد اس میں اضافے کر دیتے اور ملحد لوگ اس میں کمی کر دیتے اور مسلمانوں کے لیئے شبہات پیدا کرتے۔

انسان فطری طور پر ناقص ہیں اور وہ کامل نہیں ہیں پھر ان کی خواہشات جدا جدا ہیں۔ اگر ان پر ایسا حاکم اور نگران متعین نہ کیا جائے جو شریعت رسولؐ کا محافظ ہو تو پورا اسلامی معاشرہ ختم ہو جائے اور شریعت کے احکام و فرائض بدل جائیں

Presented by www.ziaraat.com

اور اس کی وجہ سے تمام مخلوق کا شیرازہ بکھر جائے گا۔

سوال۹ :۔ایک وقت میں دویادو سے زیادہ امام کیوں نہیں ہو سکتے ؟

جواب۹ :۔اس کی چند وجوہات ہیں۔اور ایک وجہ یہ ہے کہ فرد واحد کا فعل اور انتظام ایک ہی ہوتا ہے جب کہ دو افراد کے فعل اور انتظام میں فرق ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ دو افراد ہمت و ارادے میں مختلف ہوتے ہیں ۔

اور جب ایک ہی وقت میں امام دو ہوں اور ان کی ہمت و ارادہ اور انتظام میں فرق ہو اور دونوں ہی واجب الاطاعت ہوں اور اطاعت کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہ ہو تو اس سے مخلوق خدا میں فتنہ و فساد اور تنازعات جنم لیں گے اور رعایا میں سے ہر شخص جب ایک کی اطاعت کرے گا تو وہ دوسرے کا نافرمان شمار کیا جائے گا۔اور یوں پوری مخلوق ایک نہ ایک امام کی نافرمان متصور ہو گی اور اس کی تمام تر ذمہ داری خدائے حکیم پر عائد ہوگی جس نے بیک وقت دو افراد کی اطاعت کا حکم دیا ہے ۔

علاوہ ازیں اگر بالفرض یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ایک ہی وقت میں دو امام ہو سکتے ہیں تو پھر ہر ایک کا حکم جدا جدا ہو گا۔ اس کا منطقی نتیجہ یہی برآمد ہو گا کہ تمام حقوق و احکام و حدود باطل ہو جائیں گے ۔

علاوہ ازیں اگر بیک وقت دو حجت خدا زمین پر ہوں تو ان میں سے امر و نہی اور فرمان جاری کرنے کے لحاظ سے کسی کو کسی پر برتری نہ ہو گی اور اگر ایسی صورت حال بن جائے تو ان دونوں پر واجب ہو گا کہ بیک وقت کلام کی ابتدا کریں اور کسی کو دوسرے پر سبقت کا حق حاصل نہ ہو گا کیونکہ دونوں یکساں منصب کے حامل ہوں گے۔ اس صورت میں اگر ایک کے لیئے خاموشی جائز ہو تو دوسرے کو بھی لا محالہ خاموشی اختیار کرنی پڑے گی اور جب دونوں ہی خاموشی اختیار کر لیں گے تو تمام حقوق اور احکام اور حدود باطل ہو جائیں گے اور یوں لوگوں

Presented by www.ziaraat.com

کے لیئے امام کا وجود اور عدم وجود برابر ہو جائے گا۔

سوال۱۰۱:۔امام کے لیئے اولاد رسولؐ ہونا کیوں ضروری ہے ؟

جواب۱۰۱:۔ اس کی چند وجوہات ہیں اوران میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ واجب الاطاعت امام کے لیئے کوئی نہ کوئی ایسی علامت ضرور ہونی چاہیئے جس کے ذریعے سے وہ اپنی رعایا سے ممتاز ہو اور وہ علامت قرابت اور ظاہری وصیت ہی ہو سکتی ہے۔

علاوہ ازیں اگر نسل رسولؐ کے علاوہ امامت دوسرے خاندان کے لیئے مان لی جائے تو اس سے غیر رسول کا رسولؐ سے افضل ہونا لازم آئے گا۔ کیونکہ جب اولاد رسولؐ ابو جہل اور ابن ابی معیط جیسے دشمنانِ رسول کی نسل کی رعیت بن جائے تو دشمنان خدا کی نسل آقا اور رسولؐ کی نسل محکوم قرار پائے گی اور یہ عدل الٰہی کے خلاف ہے کیونکہ رسولؐ اتباع کے قابل تھے ۔اسی طرح نسل رسولؐ بھی اس فضیلت کا زیادہ استحقاق رکھتی ہے۔

نسل رسولؐ میں امامت کا ہونا اس لیئے بھی ضروری ہے کہ تمام مسلمان رسول خداؐ کی رسالت کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کی اطاعت کو اپنے لیئے باعثِ اعزاز خیال کرتے ہیں ۔

اگر رسول خداؐ کے بعد اولاد رسولؐ ان کی امام ہو تو لوگوں کے لیئے ان کی اطاعت کا قلادہ آسان ہو گا اور عظمتِ رسولؐ کے پیش نظر ہر شخص خوش ہو کر ان کی نسل کی امامت کو مان لے گا۔

اور اگر صورت حال اس کے برعکس ہو تو لوگ سوچیں گے کہ آخر اس خاندان کو ہم پر حکومت کا حق کس نے دیا ہے ۔اور اس امام کی بجائے میں اور میرا خاندان ہی منصب امامت پر کیوں نہ فائز ہو اور لوگ ذہنی طور پر دوسرے خاندان کی اطاعت کو قبول نہیں کریں گے اور یوں اسلامی اجتماع میں جنگ و جدال کا سلسلہ قائم ہو جائے گا اور امن غارت ہو جائے گا۔ اسی لیئے سلامتی اسی میں

Presented by www.ziaraat.com

ہے کہ نسل رسولؐ کو ہی امام تسلیم کیا جائے۔

سوال ۱۱:۔ خدا کی وحدانیت کا اقرار کرنا آخر کیوں ضروری ہے؟

جواب ۱۱:۔اس کے کئی اسباب ہیں ۔اگر خدا کی وحدانیت کا اقرار ضروری نہیں ہوتا تو لوگوں کے لیئے دو یا دو سے زیادہ تدبیر کنندگان کا وہم کرنا درست ہوتا اور اگر دو یا دو سے زیادہ مدبر کا عقیدہ صحیح ہوتا تو لوگوں کو پتہ ہی نہ چلتا کہ ان کا اپنا خالق و مالک کون ہے اور ہر انسان ہمیشہ اس شک میں مبتلا رہتا کہ آیا وہ جس کی عبادت کر رہا ہے وہی اس کا خالق ہے یا کوئی دوسرا ہے اور اسی وجہ سے کسی امر و نہی کی اہمیت ہی باقی نہ رہتی۔

علاوہ ازیں اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مدبر دو ہیں اور وہ دونوں یکساں طور پر اطاعت و عبادت کے لائق ہیں اور اس صورت میں اگر دوسرا مدبر یہ کہے کہ اللہ کی اطاعت نہ کی جائے تو اس صورت میں اسے اس کا اختیار ہو گا اور پھر اطاعت خدا نہ کرنے کی صورت میں یہ قباحت لازم آئے گی کہ خدا اور اس کی تمام کتابوں اور انبیاء کا انکار کرنا پڑے گا اور ہر باطل کو حق اور ہر حق کو باطل اور ہر حلال کو حرام اور ہر حرام کو حلال ماننا پڑے گا اور اس سے انسان ہر طرح کی معصیت میں داخل ہو جائے گا اور ہر قسم کی اطاعت سے خارج ہو جائے گا۔

اور اگر ایک سے زیادہ خدا ماننا صحیح مان لیا جائے تو پھر شیطان بھی دعویٰ کر سکے گا کہ دوسرا معبود میں ہوں اور پھر وہ خدا کے تمام احکامات کی مخالفت میں اپنے احکام صادر کرے گا اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا اور یوں بدترین کفر اور شدید ترین نفاق کا دور دورہ ہو گا۔(اسی لیئے ان تمام قباحتوں سے بچنے کے لیئے یہی صورت ہے کہ خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا جائے ۔)

Presented by www.ziaraat.com

سوال ۱۲:۔انسانوں کے لیئے اس بات کا اقرار کیوں ضروری ہے کہ اللہ کی کوئی مثال نہیں ہے ؟

جواب ۱۲:۔اس کی چند وجوہات ہیں۔

1۔ جب لوگ خدا کی عبادت کریں تو وہ ہر طرح کے شک اور وسوسے سے پاک ہو کر کریں اور وہ اپنے رب ، صانع اور مالک کے متعلق کسی طرح کے شک میں مبتلا نہ ہوں۔

2۔ اگر خدا کے بے مثل و بے مثال ہونے کے عقیدے کا اقرار لازمی نہ ہوتا تو لوگ یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوتے کہ ان کے بزرگوں نے جو بت تراشے تھے یا وہ جس طرح سے سورج اور چاند کو معبود سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے وہ صحیح اور مطابق واقعہ ہو اور دوسرے معبود کے جاری کردہ اوامر و نواہی بھی قابل اتباع ہوں۔

3۔ اگر خدا کے بے مثل و بے مثال ہونے کے عقیدے کا اقرار ضروری نہ ہو تو لوگ خدا کا قیاس اپنے اوپر کرنے میں حق بجانب ہوں گے اور وہ یہ خیال کرنے لگیں گے کہ جس طرح سے ان پر عاجزی اور جہالت طاری ہوتی ہے اسی طرح سے خدا پر بھی عاجزی اور جہالت طاری ہو سکتی ہے اور جس طرح سے گردش دوراں کی وجہ سے ان کے اجسام میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔یہی تبدیلی خدا میں بھی واقع ہوتی ہے اور جس طرح سے ان پر فنا ہے اسی طرح سے خدا پر بھی فنا ہے اور جس طرح سے وہ جھوٹ بولتے ہیں اور ظلم کرتے ہیں اسی طرح سے خدا بھی جھوٹ بولتا ہے اور ظلم کرتا ہے ۔

اور جب یہ تمام احتمال مان لیئے جائیں تو پھر خدا پر ایمان رکھنا اور نہ رکھنا برابر ہو جائے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

سوال ۱۳ :۔ اللہ نے بندوں کو چند امور بجا لانے کا حکم کیوں دیا اور چند امور سے منع کیوں کیا ؟

جواب ۱۳ :۔انسانیت کی بقا اور فلاح و صلاح امر و نہی میں مضمر ہے۔ انسان کی فلاح اسی میں ہے کہ اسے فساد اور غصب سے روکا جائے۔

سوال ۱۴ :۔ انسانوں پر عبادت کو کیوں فرض کیا گیا ؟

جواب ۱۴ :۔عبادت اس لیئے واجب کی گئی کہ لوگ خدا کی یاد کو بھول نہ جائیں اور اس کے ادب کے تارک نہ بنیں اور اس کے امر و نہی سے غفلت نہ برتیں کیونکہ خدا کے اوامر و نواہی میں ان کی بقا مضمر ہے۔ اگر انسانوں پر عبادت واجب نہ ہوتی تو وہ خدا کو بھلا دیتے اور ان کے دل پتھر بن جاتے۔

سوال ۱۵ :۔ نماز کا حکم کیوں دیا گیا ؟

جواب ۱۵ :۔نماز اقرار عبودیت ہے ۔نماز کے ذریعے سے انسان عملی طور پر معبودان باطل کی نفی کرتا ہے اور نماز خداوند عالم کے حضور خشوع وخضوع کے ساتھ حاضر ہونے کا نام ہے۔

نماز کے ذریعے سے انسان اپنے پروردگار سے اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگتا ہے اور مستقبل کے لیئے توفیق الٰہی کا طلب گار ہوتا ہے اور تکبر سے بچنے کے لیئے انسان روزانہ پانچ بار اپنی پیشانی کو زمین پر رگڑتا ہے۔ نماز خدا کی یاد ہے اور نمازی خدا سے غافل نہیں ہوتا ۔نماز پڑھنے والا صاحب خشوع ہوتا ہے اور ہمیشہ خدا سے اپنی حاجات کا سوال کرتا ہے اور اپنی دین و دنیا کی کامیابی کے لیئے خدا سے ملتمس دعا رہتا ہے۔

اور نمازی ہر طرح کے بگاڑ سے متنفر رہتا ہے۔ اور نماز شب و روز میں اس لیئے واجب کی گئی ہے کہ انسان اپنے مدبر اور خالق کو بھولنے نہ پائے اور سرکشی وطغیانی پر اترنے نہ پائے۔ اور نماز انسان کو ہر وقت خالق کی اطاعت کی یاد دلاتی

Presented by www.ziaraat.com

رہتی ہے اور نماز میں خدا کے حضور قیام کرنا انسان کو تمام نافرمانیوں سے بچاتا ہے اور ہر طرح کے بگاڑ سے اسے روکتا ہے۔

سوال ۱۶:۔ نماز سے پہلے وضو کرنے کا حکم کیوں دیا گیا ؟

جواب ۱۶:۔ وضو کا مقصد یہ ہے کہ جب انسان خدا کا اطاعت گزار بندہ بن کر اس کے حضور کھڑا ہو تو وہ تمام نجاستوں اور ہر طرح کی میل کچیل سے پاک صاف ہو۔

علاوہ ازیں وضو کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان ہر قسم کی سستی اور اونگھ سے محفوظ ہو جاتا ہے اور خدا کے حضور پاک و پاکیزہ دل لے کر حاضر ہوتا ہے۔

سوال ۱۷: وضو میں صرف چہرہ، ہاتھ، سر اور پاؤں ہی کیوں شامل ہیں ؟

جواب ۱۷:۔ نماز میں یہی اعضاء ہی زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔ انسان چہرے کے ساتھ سجدہ کرتا ہے اور خضوع کا اظہار کرتا ہے اور ہاتھوں سے سوال کرتا ہے اور انہیں دعا کے لیئے بلند کرتا ہے اور رکوع و سجدہ میں اپنے سر کو کام میں لاتا ہے اور اپنے قدموں کے ذریعے سے اٹھتا اور بیٹھتا ہے۔

سوال ۱۸:۔ وضو میں منہ اور ہاتھوں کا دھونا اور سر اور پاؤں کا مسح کیوں واجب کیا گیا ہے اور اس کی بجائے ان چاروں اعضاء کے دھونے یا چاروں اعضاء کے مسح کا حکم کیوں نہیں دیا گیا ؟

جواب ۱۸:۔ اس کی کئی وجوہات ہیں ۔

1۔ نماز کا عظیم ترین حصہ رکوع اور سجدہ پر مشتمل ہے اور رکوع اور سجدہ کا تعلق سر اور پاؤں کی بجائے چہرے اور ہاتھوں کے ساتھ ہے۔

2۔ سر اور پاؤں کا ہر وقت دھونا انسان کے لیئے دشوار ہے۔ اور موسم سرما اور سفر اور بیماری کی حالتوں میں یہ دشواری دوچند ہو جاتی ہے۔ جب کہ چہرے اور ہاتھوں کا دھونا سر اور پاؤں کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے۔ اور فرائض میں ہمیشہ کمزور ترین افراد کو مد نظر رکھا جاتا ہے اور طاقتور اور کمزور افراد اس حکم میں برابر ہوتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

3۔ چہرہ اور ہاتھ ہر وقت ظاہر ہوتے ہیں جب کہ سر اور پاؤں عام طور پر ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ کیونکہ سر عام طور پر عمامہ میں پوشیدہ رہتا ہے اور پاؤں موزوں اور جوتوں میں پوشیدہ رہتے ہیں۔

سوال۱۹ :۔ مقام پیشاب وپاخانہ سے خارج ہونے والی اشیاء پر وضو واجب کیا گیااور نیند کی وجہ سے بھی وضو واجب ہو جاتا ہے جب کہ دوسری چیزوں کی وجہ سے وضو واجب نہیں ہوتا۔آخر اس کی کیا وجہ ہے ؟

جواب۱۹ :۔ مذکورہ دونوں مقام ہی نجاست کے راستے ہیں اور انسان کو جو بھی نجاست لگتی ہے انہی دو راستوں سے ہی برآمد ہوتی ہے۔ اسی لیئے ان راستوں سے برآمد ہونے والی نجاسات کو پاک کرنے کے لیئے وضو کا حکم دیا گیا ہے۔ اور نیند اس لیئے ناقصِ وضو ہے کیونکہ جب انسان سو جاتا ہے تو اس کے تمام اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور ریح خارج ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اسی لیئے نیند کے بعد وضو کی ضرورت پڑتی ہے۔

سوال۲۰ :۔پیشاب و پاخانہ کےبعد غسل کا حکم کیوں نہیں دیا گیا؟

جواب۲۰ :۔پیشاب و پاخانہ کی انسان کو دن میں کئی بار ضرورت محسوس ہوتی ہے اور اگر پیشاب وپاخانہ کی وجہ سے غسل واجب ہوتا تو لوگوں کے دن کا زیادہ حصہ غسل کرنے میں گزر جاتا اور یہ امر انسان کے لیئے انتہائی دشوار ہوتا۔جب کہ خدا کا قانون ہے ۔ **لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا**۔(البقرہ۔۲۸۶)

" اللہ کسی بھی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا "۔

اور پیشاب و پاخانہ کے بر عکس جنابت کبھی کبھی طاری ہوتی ہے اور اس کا تعلق انسان کی خواہش اور ارادہ سے ہوتا ہے جس میں انسان اپنی مرضی اور اختیار سے تغیر و تبدل کر سکتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

سوال ۲۱ :۔ جنابت کی وجہ سے تو غسل واجب کیا گیا لیکن پاخانہ کی وجہ سے غسل واجب نہیں کیا گیا۔ جب کہ پاخانہ جنابت سے زیادہ نجس اور زیادہ ناپاک ہے ؟

جواب ۲۱ :۔ جنابت پر غسل کا حکم اس لیئے دیا گیا کہ مادو منویہ انسان کے پورے وجود سے گردش کر کے نکلتا ہے۔ جب کہ پاخانہ انسانی غذا کی بدلی ہوئی صورت ہے جو کہ ایک راستہ سے داخل ہوئی اور دوسرے راستے سے نکل گئی۔

سوال ۲۲ :۔ اذان کا حکم کیوں دیا گیا ؟

جواب ۲۲ :۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں ۔

اذان بھولے ہوئے شخص کی یاد دہانی اور غافل کے لیئے تنبیہ اور جسے وقت کا علم نہ ہو اس کے لیئے وقت کی پہچان ہے۔ اذان عبادت خدا کی دعوت ہے۔ اسی لیئے اذان میں توحید کا اقرار اور ایمان کا اظہار کیا جاتا ہے۔

اذان صرف نماز کی دعوت ہی نہیں بلکہ اعلان اسلام بھی ہے اور بھولے ہوئے شخص کے لیئے یاد دہانی ہے اور اذان دینے والے کو مؤذن اس لیئے کہا جاتا ہے کہ وہ نماز کی اذان یعنی اعلانِ نماز کرتا ہے۔

سوال ۲۳ :۔ اذان کی ابتدا "اشھد ان لا الہ الا اللہ" کی بجائے " اللہ اکبر " سے کیوں کی جاتی ہے ؟

جواب ۲۳ :۔ اس میں یہ فلسفہ کارفرما ہے کہ اذان کی ابتدا خدا کے ذکر اور اس کے نام سے ہو۔ اور " **اللہ اکبر** " میں " **اللہ** " کا نام ابتدا میں آتا ہے جب کہ " **اشھد ان لا الہ الا اللہ** " میں " **اللہ** " کا نام آخر میں آتا ہے۔ اسی لیئے اذان کی ابتدا اس جملے سے کی گئی جس کی ابتدا خدا کے نام سے ہوتی ہے۔

اور اس کے برعکس اذان کی ابتدا اس جملے سے نہیں کی گئی جس کے

Presented by www.ziaraat.com

آخر میں لفظ "اللہ" آتا ہے۔

سوال ۲۴ :۔ اذان کے جملوں کو دو دو بار کیوں دہرایا جاتا ہے ؟

جواب ۲۴ :۔ تاکہ سننے والوں کے کانوں تک وہ الفاظ پہنچ سکیں۔ اگر کوئی اذان کے پہلے جملے سے بے توجہی بھی کرے تو کم از کم دوسرے جملے پر توجہ دے سکے اور نماز بھی دو دو رکعت ہوتی ہے اسی لیئے اذان کے جملے بھی دو دو بار کہے جاتے ہیں۔

سوال ۲۵ :۔ اذان کی ابتدا میں "اللہ اکبر" کو چار مرتبہ کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب ۲۵ :۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اذان دی جاتی ہے تو اس وقت سننے والے غفلت میں ہوتے ہیں اور اذان سے پہلے کوئی کلام بھی نہیں ہوتا جو سننے والوں کو متنبہ کر سکے۔ اسی لیئے الفاظ اذان کے سننے کی ترغیب کے لیئے "**اللہ اکبر**" کو چار مرتبہ کہا جاتا ہے۔

سوال ۲۶ :۔ اذان میں اللہ اکبر کے بعد توحید و رسالت کی گواہی کا تذکرہ کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب ۲۶ :۔ ایمان کا آغاز خدا کی توحید اور اس کی وحدانیت کے اقرار سے ہوتا ہے اور توحید خداوندی کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار انتہائی ضروری ہے۔ اور خدا اور رسولؐ کی اطاعت اور معرفت ایک دوسرے کے لیئے لازم و ملزوم ہیں۔

اور ایمان کی بنیاد شہادتین پر ہے۔ اذان میں دو گواہیاں ایسے ہی ہیں جیسے کہ دوسرے حقوق میں دو گواہیاں کافی ہوتی ہیں اور جب کوئی شخص خدا کی توحید اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتا ہے تو وہ دراصل تمام ایمانی تقاضوں کا اقرار کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ اور رسولؐ کا اقرار ہی ایمان کی بنیاد ہے

Presented by www.ziaraat.com

سوال ۲۷:۔خدا کی توحید اور رسول کریمؐ کی رسالت کی گواہی کے بعد " **حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ** " کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب ۲۷:۔اذان دراصل نماز کا بلاوا ہے اور نماز کی دعوت سے پہلے تکبیر اور شہادتین کا ذکر کیا جاتا ہے اوردعوت نماز کے بعد بھی چار فصول ہیں۔نماز کی دعوت کو مزید مؤثر بنانے کے لیئے "**حی علی الفلاح**" اور "**حی علی خیر العمل**" کہا جاتا ہے۔ پھر دو بار تکبیر اور دو بار تہلیل کی جاتی ہے۔

اور "**حی علی الصلٰوۃ**" کا جملہ اذان کے وسط میں واقع ہے۔ اس سے قبل آٹھ فصول اذان ہیں اوراس کے بعد بھی آٹھ فصول اذان ہیں۔

اس سے پہلے چار مرتبہ " **الله اکبر** " اور دو مرتبہ " **اشهد ان لا اله الا الله** " اور دو مرتبہ " **اشهد ان محمد ا رسول الله** " ہے اور یہ سب ملا کر آٹھ فصول بنتے ہیں۔

اسی طرح اس کے بعد دو مرتبہ " **حی علی الفلاح** " دو مرتبہ " **حی علی خیر العمل** " دو مرتبہ " **الله اکبر** " اور دو مرتبہ " **لا اله الا الله** " ہے۔ اور یہ بھی سب ملا کر آٹھ فصول بنتے ہیں۔

اور مؤذن جس طرح سے اپنی اذان کی ابتدا اللہ کے ذکر سے کرتا ہے اسی طرح سے اذان کی انتہا بھی اللہ کے ذکر پر کرتا ہے۔

سوال ۲۸:۔اذان کا اختتام "**الحمد لله**" یا "**سبحان الله**" پر بھی ہوسکتا تھا اور ان الفاظ میں بھی آخری لفظ " **الله** " ہے۔مگر اختتام "**لا اله الا الله**" پر کیوں کیا گیا؟

جواب ۲۸:۔اصل بات یہ ہے کہ " **لا اله الا الله** " میں جہاں توحید کا اقرار ہے وہاں غیر اللہ کی نفی بھی ہے اور یہ جملہ ایمان کا اولین جملہ ہے اور

Presented by www.ziaraat.com

تمام انبیاء کی تبلیغ کا مرکزی نکتہ یہی ہے اور "**لا اله الا الله**" "**سبحان الله**" اور "**الحمد لله**" سے افضل و اشرف ہے۔

سوال۲۹ :۔ نماز کی ابتدا اور رکوع و سجود ، قیام وقعود میں الله اکبر کہنا کیوں ضروری ہے ؟

جواب۲۹ :۔ اس میں وہی اسباب کار فرما ہیں جن کا ذکر ہم اذان میں کر چکے ہیں ۔

سوال۳۰ :۔ رکعت اول میں قرأت سے پہلے دعا پڑھی جاتی ہے۔(۱) اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟

جواب۳۰ :۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ قیام کی ابتدا تحمید و تقدیس و رغبت و خوف سے ہو اور اس کا اختتام بھی اس پر ہو اور دوسری رکعت میں رکوع سے قبل قنوت پڑھنے کا حکم اس لیئے دیا گیا کہ قیام لمبا ہو جائے اور جماعت میں زیادہ سے زیادہ افراد شامل ہو جائیں۔

سوال۳۱ :۔ نماز میں قرأت کا حکم کیوں ہے ؟

جواب۳۱ :۔ تا کہ قرآن ہمیشہ زبانوں پر رہ سکے اور ضائع نہ ہونے پائے۔

سوال ۳۲ :۔ ہر مرتبہ قرأت سے پہلے سورۂ فاتحہ پڑھنا کیوں ضروری ہے اور اس کے پڑھنے کا حکم کیوں دیا گیا ؟

جواب۳۲ :۔ سورۂ فاتحہ قرآن مجید کی جامع ترین سورت ہے اس میں خیر و حکمت کا تمام تر خلاصہ موجود ہے (اور سورۂ فاتحہ پورے قرآن مجید کا جوہر ہے۔یا ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ متن ہے اور پورا قرآن اس کی تشریح ہے۔)

۱۔ اس سے مراد دعائے افتتاح ہے۔ **انی وجهت وجهی للذی فطر السموات و الارض حنیفا مسلما و ما انا من المشرکین ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین۔**

Presented by www.ziaraat.com

" **الحمد لله** " کے الفاظ نعمت الٰہی کے شکر کے لیئے ہیں اور اس مقام پر بندہ خدا کی حمد اس لیئے بجالا رہا ہے کہ خدا نے اسے نیکی کی توفیق عنایت فرمائی۔

" **رب العالمین** " کے لفظ میں خدا کی تمجید و تحمید ہے اور اس لفظ سے یہ اقرار مقصود ہے کہ اللہ ہی خالق اور مالک ہے اس کے علاوہ کوئی خالق و مالک نہیں ہے۔

" **الرحمن الرحیم** " جب انسان نے اللہ کی ربوبیت عامہ کا تذکرہ کیا تو اس کے ساتھ یہ بتایا کہ ربوبیت اجباری نہیں بلکہ وہ ربوبیت رحمانیت اور رحیمیت کے سر چشمہ سے مشتق ہے اور ان الفاظ سے خدا کی نعمتوں و احسانوں کا تذکرہ مقصود ہے۔

" **مالک یوم الدین** " کے الفاظ سے بندہ بعث و نشور حساب و مجازات کا اقرار کرتا ہے اور جس طرح سے وہ اس کو دنیا کا مالک اور رب تسلیم کر چکا تھا اسی طرح سے اب وہ خدا کو یوم آخرت کا مالک بھی تسلیم کرتا ہے۔

" **ایاک نعبد** " کے الفاظ میں بندے کی طرف سے تقرب الی اللہ اور اخلاصِ عمل کے شوق کا اظہار ہوتا ہے۔

" **و ایاک نستعین** " کے الفاظ سے بندہ توفیق و عبادت کے اضافے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے اور خدا سے ہمیشہ کے لیئے نعمتوں کے نزول کی درخواست کرتا ہے۔

" **اھدنا الصراط المستقیم** " کے الفاظ سے بندہ مالک حقیقی سے اس کے ادب کی رہنمائی اور اس کی رسی سے تمسک کی درخواست کرتا ہے اور خدا سے اس کی معرفت و عظمت و کبریائی سے آشنائی کا سوال کرتا ہے۔

" **صراط الذین انعمت علیھم** " کے الفاظ سے سوال و رغبت میں تاکید پائی جاتی ہے اور ان لفظوں سے انسان خدا سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اسے اپنے اولیاء (یعنی انبیاء و صدیقین و شہدا و صالحین) کے راستے پر گامزن رکھے اور اپنی نعمتوں سے اسے سرفراز کرے۔

Presented by www.ziaraat.com

" **غیر المغضوب علیہم** " کے الفاظ سے انسان خدا سے اس امر کی پناہ طلب کرتا ہے کہ کہیں اس کا شمار معاندین و کافرین میں نہ ہو۔ جن کی نظر میں خدا اور اس کے امر و نہی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

" **ولا الضالین** " کے لفظ سے انسان اپنے خدا سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اسے اس قوم کا فرد بننے سے محفوظ رکھے جنہیں خدا کی معرفت نصیب نہیں ہوئی اور وہ اس کی راہ سے بھٹک گئے اور اس کے باوجود وہ گم گشتہ لوگ اپنے متعلق اس غلط فہمی کا بھی شکار ہیں کہ وہ بہتر عمل سر انجام دے رہے ہیں۔

الغرض دنیا و آخرت کی خیر وحکمت جس طرح سے سورۂ فاتحہ میں جمع کی گئی ہے۔ خیر و حکمت کا ایسا حسین امتزاج اور خلاصہ قرآن مجید کی کسی دوسری سورت میں موجود نہیں ہے۔

سوال ۳۳ :۔ رکوع و سجود میں تسبیح کیوں واجب ہے ؟

جواب ۳۳ :۔ اس کے کئی اسباب ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ جب انسان خشوع وخضوع اور اخلاص عبادت اور تواضع کے ساتھ قرب خداوندی کی منازل طے کر رہا ہو تو اسے اس حالت میں خدا کی پاکیزگی اور تقدیس بجا لانی چاہیئے اوراس کے فکر و گمان میں غیراللہ کا تصور نہ آنے پائے۔

سوال ۳۴ :۔ نماز کی اصلی صورت دو رکعت کیوں ہے اور پھر نماز مغرب میں ایک رکعت اور نماز ظہر، عصر و عشاء میں دو دو رکعت کا اضافہ کیوں کیا گیا اور نماز فجر کو اس کی اصلی حالت پر کیوں رہنے دیا گیا؟

جواب ۳۴ :۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نماز کی اصلیت در حقیقت ایک رکعت ہے کیونکہ اعداد کی اصل بنیاد ایک کے ہندسے پر ہوتی ہے۔ اگر نماز ایک رکعت سے کم ہوجائے تو وہ نماز ہی نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہوا کہ لوگ ایک رکعت سمجھ کر بے توجہی کریں گے اور نماز ترک کر دیں گے۔ اسی لیئے اللہ

Presented by www.ziaraat.com

تعالیٰ نے اس میں ایک رکعت کا اضافہ کیا تا کہ اگر ایک رکعت کی ادائیگی میں کوئی کسر رہ گئی ہو تو اس کی تکمیل دوسری رکعت سے کی جا سکے۔ اسی لیئے اللہ نے نماز دو رکعت قرار دی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ ان دو رکعت کو کمالِ اخلاص سے ادا نہ کریں گے۔ اسی لیئے آپؐ نے نماز ظہر، عصر و عشا کے ساتھ دو دو رکعات کا اضافہ فرمایا تا کہ اگر اصل دو رکعات میں کوئی کمی بیشی رہ جائے تو اس کی تکمیل دوسری دو رکعت سے ہو سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے محسوس کیا کہ مغرب کا وقت انسان کے کھانے پینے اور کام کاج کا وقت ہے۔ اسی لیئے آپؐ نے اس میں صرف ایک رکعت کا اضافہ کیا تا کہ لوگوں کے لیئے آسانی رہے اور اس کے ساتھ آپؐ نے چاہا کہ شبانہ روز پانچ نمازوں کی رکعات طاق ہونی چاہیئے اسی لیئے آپؐ نے نماز فجر میں کوئی اضافہ نہیں کیا اور نماز فجر میں اضافہ نہ کرنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان جب صبح کے وقت نیند سے بیدار ہوتا ہے تو وہ تازہ دم ہوتا ہے اور وہ دنیاوی فکروں سے بھی کافی حد تک آزاد ہوتا ہے۔ اسی لیئے انسان جس اخلاص کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتا ہے وہ اخلاص اسے دوسری نمازوں میں نصیب نہیں ہوتا۔

سوال ۳۵ :۔ افتتاحِ نماز کے وقت سات تکبیریں پڑھنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

جواب ۳۵ :۔ وہ سات تکبیریں اس طرح سے ہیں۔ ان میں سے پہلی تکبیر، تکبیر افتتاح ہے ۔پھر پہلی رکعت کے رکوع کی ایک تکبیر ہے اور دو تکبیریں سجدوں کے لیئے ہیں۔ پھر دوسری رکعت کے رکوع کی ایک تکبیر ہے اور دو تکبیریں دو سجدوں کے لیے ہیں۔ اس طرح سے کل سات تکبیریں بن جاتی ہیں اور جو شخص نماز کی ابتدا میں یہ تکبیریں کہے تو اگر دوران نماز اس سے کوئی تکبیر رہ بھی جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔اور نماز میں کوئی نقص نہیں آئے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

سوال ۳۶ :۔ ہر رکعت میں رکوع ایک اور سجدے دو کیوں رکھے گئے ہیں ؟

جواب ۳۶ :۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رکوع کا تعلق قیام سے ہے اور سجدے کا تعلق قعود سے ہے اور اصول یہ ہے کہ بیٹھ کر پڑھی جانے والی دو رکعتیں کھڑے ہو کر پڑھی جانے والی ایک رکعت کے مساوی ہوتی ہیں۔ چونکہ سجدے کا تعلق بیٹھنے کی کیفیت سے ہے۔ اسی لیئے دو سجدے فرض کیئے گئے ہیں کہ وہ دو سجدے ایک رکوع کے مساوی ہو سکیں اور رکوع اور سجدے میں کوئی تفاوت باقی نہ رہے۔ کیونکہ نماز رکوع اور سجدہ ہی کا دوسرا نام ہے۔

سوال ۳۷ :۔ دوسری رکعت کے بعد تشہد کیوں واجب ہے ؟

جواب ۳۷ :۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رکوع و سجدہ سے قبل اذان اور دعا اور قرأت ہو جاتی ہے اسی لیئے دو رکعت کے بعد تشہد ، تحمید اور دعا کا حکم دیا گیا۔

سوال ۳۸ :۔ نماز کا اختتام "سلام" پر کیوں کیا جاتا ہے اور اس کی بجائے **اللہ اکبر ، سبحان اللہ** یا اور کوئی لفظ مقرر کیوں نہیں کیا گیا ؟

جواب ۳۸ :۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نمازی جیسے ہی نماز شروع کرتا ہے تو اس کے لیئے مخلوق سے کلام کرنا حرام ہو جاتا ہے۔ اور جب نماز کا اختتام ہوتا ہے تو وہ مخلوق کے ساتھ کلام کرنے سے ہوتا ہے اور مخلوق کے ساتھ کلام کی ابتدا سلام سے ہی ہو سکتی ہے ۔

سوال ۳۹ :۔ پہلی دو رکعات میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اور پچھلی دو رکعات میں تسبیحات اربعہ کیوں کافی ہے ؟

جواب ۳۹ :۔ یہ اس لیئے ہے کہ خدا کی فرض کردہ رکعات اور رسول خدا

Presented by www.ziaraat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرض کردہ رکعات کا فرق معلوم ہو سکے۔

سوال۴۰ :۔ جماعت کا حکم کیوں دیا گیا ؟

جواب۴۰ :۔ خدا کی مشیت یہ ہے کہ اخلاص ، توحید اور اسلام اور عبادت کھلم کھلا طور پر ادا ہو کیونکہ اس کا اظہار اہل مشرق ومغرب کے لیئے حجت ہے اور منافق اور دل میں دین کی صداقت کو ہلکا سمجھنے والا شخص بھی اسلام ظاہری کے فریضے پر عمل کرے اور مزید یہ کہ لوگ ایک دوسرے کے لیئے اسلام کی گواہی دے سکیں۔

علاوہ ازیں جماعت کے ذریعے سے مسلمان ایک دوسرے کی خیر و عافیت معلوم کر سکتے ہیں اور نیکی اور اچھائی کے کاموں میں حصہ لے سکتے ہیں اور خدا کی نافرمانی سے بچنے کے لیئے ایک دوسرے کے مدد گار ثابت ہو سکتے ہیں۔

سوال۴۱ :۔ بعض نمازیں جہری ہیں اور بعض اخفاتی ہیں آخر ایسا کیوں ہے ؟

جواب۴۱ :۔ اس میں خصوصی نکتہ یہ ہے کہ جہری نمازیں (فجر ، مغرب و عشا) وہی ہیں جو تاریکی میں پڑھی جاتی ہیں اور ان نمازوں کو بلند آواز سے پڑھنے کا حکم اس لیئے دیا گیا تا کہ اگر کوئی شخص اس مسجد کے پاس سے گزرے تو وہ آواز سن سکے اور اگر وہ جماعت میں شامل ہونا چاہے تو ہو سکے کیونکہ اگر اسے تاریکی کی وجہ سے جماعت نہ بھی دکھائی دے تو آواز سن کر وہ معلوم کر سکے کہ یہاں جماعت ہو رہی ہے۔

اور جو دو نمازیں ظہر و عصر اخفات سے پڑھی جاتی ہیں تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ دن کی روشنی میں پڑھی جاتی ہیں اور ہر شخص دیکھ کر معلوم کر سکتا ہے کہ یہاں جماعت ہورہی ہے اور سنانے کی اسے چنداں ضرورت نہیں ہے۔

سوال۴۲ :۔ نماز کے اوقات مقرر کیوں کر دیئے گئے کہ ان

Presented by www.ziaraat.com

میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی ؟

جواب ۴۲ :۔۱۔ اہل زمین کے لیئے چار وقت ایسے ہیں جنہیں ہر عالم و جاہل کسی جستجو کے بغیر معلوم کرسکتا ہے۔

1۔ سورج کے غروب ہونے کا وقت مشہور و معروف ہے اور اس وقت نماز مغرب ادا کی جاتی ہے ۔

2۔ افق مغرب سے شفق کا ٹل جانا بھی مشہور و معروف وقت ہے اور اس وقت نماز عشا پڑھی جاتی ہے۔

3۔ طلوع فجر کا وقت بھی مشہور و معروف وقت ہے اور اس وقت نماز فجر ادا کی جاتی ہے۔

4۔ سورج کے ڈھلنے کا وقت بھی مشہور و معروف وقت ہے اور اس وقت نماز ظہر پڑھی جاتی ہے۔

البتہ ان چار اوقات کی طرح سے نماز عصر کا کوئی مشہور و معروف وقت نہیں ہے ۔ اسی لیئے اس کا وقت نماز ظہر کے بعد رکھا گیا ہے ۔(۱)

۲۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ لوگ اپنے ہر کام کاج سے پہلے اس کی اطاعت کریں اور اس کی عبادت بجا لائیں۔ اسی لیئے جب لوگ صبح سویرے نیند سے بیدار ہوتے ہیں اور اپنے کام کاج کی تیاری شروع کرتے ہیں تو اللہ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے کام کاج بعد میں سر انجام دیں پہلے نماز فجر ادا کریں۔

پھر جب دوپہر ڈھلتی ہے اور لوگ کام کاج سے تھک ہار کر قیلولہ کرنا چاہتے ہیں اور اپنے کپڑے اتار کر کچھ لمحات کے لیئے آرام کرنا پسند کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آرام بعد میں کریں پہلے اسے یاد کرلیں اور نماز ظہر ادا کریں ۔

۱۔ یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے چار برابر ہو جائے ۔خ

Presented by www.ziaraat.com

پھر جب لوگ دوپہر کے وقت آرام سے فارغ ہو کر دوبارہ اپنے کام کاج میں مصروف ہونا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حکم ہوا کہ وہ دوبارہ مشغول ہونے سے پہلے ایک مرتبہ پھر اسے یاد کر لیں اور نماز عصر ادا کریں۔

پھر جیسے ہی سورج غروب ہوتا ہے اور لوگ کام چھوڑ کر اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں اور کھانا کھانا چاہتے ہیں تو خدا کی طرف سے انہیں حکم ہوا کہ تم کھانا بعد میں کھاؤ پہلے میرا ذکر کرو اور نماز مغرب ادا کرو۔

پھر جب لوگ رات کا کھانا کھا لیتے ہیں اور سونے کا ارادہ کرنے لگتے ہیں تو خدا کی طرف سے انہیں حکم ملتا ہے کہ چند لمحات کے لیئے اپنے کپڑے تبدیل نہ کریں اور سونے سے پہلے ایک دفعہ مجھے یاد کر لیں اور نماز عشاء ادا کریں۔

اور جب لوگ نماز پنجگانہ کو ان کے وقت کے مطابق ادا کریں گے تو وہ نہ تو خدا کو بھولیں گے اور نہ ہی اس سے غافل ہوں گے اور ان کے دل سخت نہ ہوں گے اور ان کی رغبت بھی کم نہ ہوگی۔

سوال ۴۳ :۔ جب نماز عصر کا کوئی طبعی اور مشہور و معروف وقت نہیں تھا تو اسے نماز ظہر و مغرب کے بیچ کیوں رکھا گیا۔ جب کہ اس نماز کو عشاء اور فجر یا فجر اور ظہر کے درمیان بھی رکھا جا سکتا تھا ؟

جواب ۴۳ :۔ نماز عصر کے موجودہ وقت سے زیادہ آسان ترین وقت اور کوئی نہیں ہے اور یہ ایک ایسا وقت ہے کہ جس میں کمزور اور طاقتور یکساں طور پر نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عام افراد دن کے ابتدائی حصے میں تجارت و معاملات میں مصروف ہوتے ہیں اور اپنی حاجات کو پورا کرنے کی جستجو میں لگے ہوئے ہوتے ہیں یا بہت سے لوگ بازاروں میں مصروف کاروبار ہوتے ہیں۔

اسی لیئے خدا نے نہیں چاہا کہ ان کی مصروفیت کے وقت میں نماز فرض کر کے انہیں طلب دنیا سے روک دے۔ اسی لیئے اللہ نے نماز عصر کو نماز فجر

Presented by www.ziaraat.com

اور ظہر کے درمیان نہیں رکھا اور نماز عشاء اور نماز فجر کے درمیان نماز عصر کو اس لیئے نہیں رکھا کہ وہ لوگوں کے آرام کا وقت ہوتا ہے اور لوگوں کے لیئے آدھی رات کے وقت بیدار ہونا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر رعایت فرمائی اور کسی مشکل وقت میں نماز عصر واجب نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نماز عصر کو آسان ترین وقت میں فرض کیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :-

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ - (البقرہ۔ ۱۸۵)

" اللہ تمہارے لیئے آسانی چاہتا ہے وہ تمہارے لیئے تنگی نہیں چاہتا "۔

سوال ۴۴ :- اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ کیوں بلند کیئے جاتے ہیں ؟

جواب ۴۴ :- ہاتھ بلند کرنا ایک طرح کا تضرع اور خشوع ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ میرا بندہ جب نماز پڑھے اور میری کبریائی کا تذکرہ کرے تو پورے خشوع اور تضرع سے کرے۔ رفع یدین میں احضار نیت اور اخلاص قلب مضمر ہے۔

سوال ۴۵ :- سنتی نمازیں چونتیس رکعات کیوں ہیں ؟

جواب ۴۵ :- فرض نمازوں کی سترہ رکعات ہیں اور فرض کی تکمیل کے لیئے چونتیس رکعات سنتی نمازیں مسنون کی گئی ہیں ۔

سوال ۴۶ :- سنتی نمازیں علیحدہ علیحدہ اوقات میں کیوں مقرر کی گئی ہیں۔ ایک ہی وقت میں ساری سنتی نمازیں کیوں نہیں پڑھی جاسکتیں ؟

جواب ۴۶ :- افضل وقت تین ہیں۔ سورج کے زوال کا وقت ، مغرب کے بعد کا وقت اور سحر کا وقت۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تین افضل اوقات میں اس کی عبادت کی جائے۔

علیحدہ پڑھنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جب سنتی نمازیں علیحدہ پڑھی جائیں گی تو ان کا ادا کرنا آسان اور ہلکا محسوس ہو گا اور اگر تمام سنتی نمازیں ایک

Presented by www.ziaraat.com

ہی وقت میں پڑھنے کا حکم صادر ہوتا تو اس کی ادائیگی انتہائی دشوار ہو جاتی۔

سوال ۴۷ :۔ نماز جمعہ دو رکعت ہے اور جب امام نہ ہو تو چار رکعت (نماز ظہر) کیوں پڑھی جاتی ہے ؟

جواب ۴۷ :۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں ۔

1۔ لوگ نماز جمعہ کے لیئے دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے چاہا کہ لوگ تھکے ہوئے ہیں اس لیئے انہیں دو رکعات کی رعایت دی جائے۔ اسی لیئے نماز جمعہ دو رکعت ہے۔

2۔ امام کچھ دیر کے لیئے خطبہ دیتا ہے اور مقتدی خطبہ سنتے رہتے ہیں اور انہیں نماز کا انتظار ہوتا ہے اور جو نماز کے انتظار میں ہو تو وہ بھی نماز میں شمار کیا جاتا ہے اسی لیئے جمعہ کے دو خطبے دورکعات کے قائم مقام ہیں ۔

3۔ امام کے ساتھ دو رکعت نماز خدا کی نظر میں چار رکعت ہے کیونکہ امام کے علم ، فقہ ، عدل اور فضل کی وجہ سے دو رکعت نماز کو اتنی بلندی نصیب ہوئی ہے کہ وہ چار رکعت متصور ہوتی ہے۔

4۔ جمعہ مسلمانوں کی عید ہے اور نماز عید دو رکعت ہی ہوا کرتی ہے اور دو خطبوں کی وجہ سے اس میں قصر پیدا نہیں ہوتی۔

سوال ۴۸ :۔ نماز جمعہ میں خطبہ کیوں واجب کیا گیا ہے ؟

جواب ۴۸ :۔ نماز جمعہ ایک عظیم اجتماع ہوتا ہے۔ اسی لیئے خدا نے چاہا کہ اس اجتماع کو فائدہ مند بنایا جائے اور امام لوگوں کو وعظ کرے اور انہیں اطاعت کی ترغیب دے اور انہیں نافرمانی کے برے اثرات سے آگاہ کرے اور انہیں دین و دنیا کے مصالح سے باخبر کرے اور انہیں جدید حالات سے آگاہی کر دے اور انہیں نفع و نقصان کی باتوں سے آگاہ کرے۔

Presented by www.ziaraat.com

سوال۴۹ :۔دو خطبات کی کیا حکمت ہے ؟

جواب۴۹ :۔ایک خطبہ خدا کی حمد و ثنا اور تقدیس کے لیئے ہے اور دوسرا خطبہ تبلیغ ،انذار اور دعوت کے لیئے ہے اور جس نیکی کا حکم دینا ہو یا جس برائی سے روکنا مقصود ہو تو اس کا اظہار دوسرے خطبے میں کیا جائے گا۔

سوال ۵۰ :۔ نماز جمعہ کا خطبہ نماز سے قبل اور عیدین کے خطبات عیدین کے بعد کیوں ہیں ؟

جواب۵۰ :۔ جمعہ امر دائی ہے اور یہ مہینے میں اور سال میں تو کئی بار آتا ہے لہٰذا اگر جمعہ کی نماز پہلے اور خطبہ بعد میں ہوتا تو لوگ نماز پڑھ کر چلے جاتے اور خطبہ سننا پسند نہ کرتے۔ اسی لیئے خطبہ پہلے ہے اور نماز جمعہ بعد میں ہے ۔

اور عیدین سال میں دو ہی ہوتی ہیں اور ان میں لوگوں کا ازدحام زیادہ ہوتا ہے اور لوگ نماز عید کو بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں ۔ اسی لیئے عید کے دن نماز پہلے پڑھی جاتی ہے اور خطبے بعد میں دیئے جاتے ہیں۔ اور اگر بالفرض خطبے کے دوران چند لوگ اٹھ کر چلے بھی جائیں تو بھی ان کے جانے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ لوگوں کی بھاری جمعیت خطبہ سننے کے لیئے موجود ہوگی۔

مصنف کتاب ھذا رحمہ اللہ عرض پرداز ہے کہ ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔

جمعہ اور عید کے دو خطبے نماز کے بعد ہیں کیونکہ یہ خطبات دو پچھلی رکعات کے قائم مقام ہیں اور سب سے پہلے خطبات کو عثمان بن عفان نے نماز سے مقدم کیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اس سے بہت سی بے اعتدالیاں سرزد ہوئیں تو لوگ اس کا خطبہ نہیں سنتے تھے اور یہ کہہ کر چلے جاتے تھے کہ ہم اس کا وعظ سن کر کیا کریں گے جب کہ ہمیں اس کے کرتوتوں کا پورا پورا علم ہے۔

جب حضرت عثمان نے یہ حالت دیکھی تو اس نے خطبے کو نماز سے پہلے پڑھنا شروع کر دیا تاکہ لوگ چار و ناچار اس کا خطبہ سنیں۔

Presented by www.ziaraat.com

سوال ۵۱ :۔ نماز جمعہ دو فرسخ پر رہنے والوں پر کیوں واجب ہے اور اس سے زیادہ دور رہنے والوں پر واجب کیوں نہیں ہے ؟

جواب ۵۱ :۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دو ڈاکیوں کے سفر کے برابر جب انسان سفر کرے تو نماز قصر ہو جاتی ہے۔ ایک جانے والا ڈاکیا چار فرسخ سفر کرتا ہے اور اسی طرح سے آنے والا ڈاکیا بھی چار فرسخ سفر طے کرتا ہے۔ تو قاعدہ شریعت یہ طے پایا کہ ایک ڈاکیے کی نصف مسافت کے فاصلے پر رہنے والوں کے لیئے جمعہ کی شرکت واجب قرار دی گئی۔

سوال ۵۲ :۔ جمعہ کے دن سنتی نمازوں میں چار رکعات کا اضافہ کیوں کیا گیا ؟

جواب ۵۲ :۔ اضافہ اس دن کی عظمت کے اظہار اور اس دن اور باقی دنوں کے امتیاز کی غرض سے کیا گیا۔

سوال ۵۳ :۔ سفر میں نماز قصر کیوں ہے ؟

جواب ۵۳ :۔ اصل بات یہ ہے کہ بنیادی طور پر دس رکعات نماز ہی فرض ہوئی تھی اور سات رکعات کا اس میں بعد میں اضافہ کیا گیا اور سفر کی تھکان اور مصروفیت کی وجہ سے مذکورہ سات رکعات نماز ختم کر دی گئی۔ البتہ نماز مغرب کی اضافہ شدہ ایک رکعت باقی رہنے دی گئی کیونکہ وہ دراصل قصر شدہ نماز ہے۔

سوال ۵۴ :۔ آٹھ فرسخ پر نماز قصر کیوں ہو جاتی ہے اس سے کم پر کیوں نہیں ہوتی ؟

جواب ۵۴ :۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک عام انسان اور قافلہ ایک دن میں آٹھ فرسخ کا سفر طے کرتا ہے۔اسی لیئے ایک دن کی مسافت پر نماز قصر کا حکم دیا گیا ۔

Presented by www.ziaraat.com

سوال ۵۵ :۔ایک دن کی مسافت پر قصر نماز کا حکم کیوں جاری کیا گیااس سے زیادہ پر قصر کیوں نہ جاری ہوئی ؟

جواب ۵۵ :۔اگر ایک دن کی مسافت پر نماز قصر نہ ہوتی تو پھر ایک سال کی مسافت پر بھی نماز قصر نہ ہوتی کیونکہ ایک دن کے بعد جب دوسرا دن آتا ہے تو وہ بھی تو پہلے دن ہی جیسا ہوتا ہے۔اور جب پہلے دن نماز قصر نہیں ہوئی تو دوسرے دن کی وجہ سے بھی نماز قصر نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ دونوں دن ایک جیسے ہیں ان میں کوئی فرق نہیں ہے ۔

سوال ۵۶ :۔لوگوں کی رفتار بھی تو مختلف ہوتی ہے پھر ایک دن کی مسافت آٹھ فرسخ ہی کیوں فرض کر لی گئی ہے ؟

جواب ۵۶ :۔ آٹھ فرسخ کی رفتار سے ساربان اور قافلے سفر کرتے ہیں لہٰذا یہی معیاری رفتار ہے۔

سوال ۵۷ :۔ قصر کی حالت میں دن کے نوافل معاف ہیں مگر رات کے نوافل معاف نہیں ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے ؟

جواب ۵۷ :۔جو نماز قصر نہ ہو تو اس کے نوافل میں بھی قصر نہیں ہوتی اور نماز مغرب قصر نہیں ہوتی اسی لیئے اس کے نوافل میں بھی قصر واقع نہ ہو گی۔ اسی طرح سے نماز فجر بھی قصر نہیں ہوتی لہٰذا اس کی سنتیں بھی قائم رہتی ہیں ۔

سوال ۵۸ :۔نماز عشاء قصر ہوتی ہے مگر اس کی دو سنتی رکعتیں کیوں پڑھی جاتی ہیں ؟

جواب ۵۸ :۔اصل حقیقت یہ ہے کہ نماز عشا کی دو رکعتوں کا تعلق پچاس سے نہیں ہے۔ان دو رکعات کو نوافل میں اس لیئے شامل کیا گیا تا کہ سترہ رکعات فریضہ کے مقابلے میں سنتی نمازوں کی تعداد چونتیس ہو سکے۔

Presented by www.ziaraat.com

سوال۵۹ :۔ مریض اور مسافر نماز شب رات کے پہلے حصے میں پڑھ سکتے ہیں۔آخر اس کی کیا وجہ ہے ؟

جواب۵۹ :۔ مسافر کو اس کے سفر کی وجہ سے اس کی اجازت دی گئی ہے اور مریض کو اس کی بیماری کی وجہ سے اس کی اجازت دی گئی اور مقصد یہ ہے کہ مریض راحت کے وقت آرام سے سویا رہے اور مسافر نے اگر پچھلے پہر سفر کرنا ہو تو وہ بھی سکون سے سفر کر سکے۔

سوال۶۰ :۔ نماز جنازہ کا حکم کیوں دیا گیا ؟

جواب۶۰ :۔ تا کہ لوگ اس کی خدا کے حضور شفاعت کریں اور اس کی مغفرت کی دعا مانگیں اور کوئی بھی شخص اس گھڑی سے زیادہ شفاعت اور استغفار کا محتاج نہیں ہوتا جتنا کہ مرنے والا محتاج ہوتا ہے۔

سوال۶۱ :۔ نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں ہی کیوں فرض کی گئیں اور اس کی بجائے چار یا چھ تکبیروں کا حکم کیوں نہیں دیا گیا ؟

جواب۶۱ :۔ نماز جنازہ کی پانچ تکبیریں دراصل نماز پنجگانہ سے ماخوذ ہیں کیونکہ دن رات میں نمازیں پانچ فرض ہیں اور ہر نماز کے بدلے میں نماز جنازہ میں ایک تکبیر رکھی گئی ہے۔

سوال۶۲ :۔ نماز جنازہ میں رکوع اور سجدہ کیوں نہیں ہے ؟

جواب۶۲ :۔ نماز جنازہ کا اول و آخر مقصد مردہ کی مغفرت طلب کرنا ہے ۔ کیونکہ وہ دنیا سے سفر کر چکاہےاور آخرت کے سفر میں پہلا قدم رکھ رہا ہے اسی لیئے اس کی مغفرت کی دعا کے لیئے نماز جنازہ فرض کی گئی ہے۔

سوال۶۳ :۔ غسل میت میں کون سی حکمت کار فرما ہے ؟

جواب۶۳ :۔جب کوئی شخص اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس پر نجاست اور

Presented by www.ziaraat.com

ناپاکی غالب ہوتی ہے۔ اسی لیئے شریعت نے اس کے غسل کا حکم دیا ہے تا کہ وہ پاک و صاف ہو سکے اور جب ملائکہ سے مصافحہ کرے تو وہ پاک و صاف ہونا چاہیئے اور جب خدا کے حضور پیش ہو تو بھی پاک و صاف ہو کر پیش ہو۔

علاوہ ازیں جب بھی کوئی شخص مرتا ہے تو اس سے جنابت خارج ہوتی ہے۔ اسی لیئے اسے غسل دینا واجب ہے۔

سوال ۶۴ :۔ میت کو کفن کیوں پہنایا جاتا ہے ؟

جواب ۶۴ :۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان خدا کے حضور پیش ہو تو اس کا جسم بھی پاک و صاف ہونا چاہیئے اور اس کی شرم گاہ بھی ڈھکی ہوئی ہو تا کہ اس کی لاش اٹھانے والے اور اسے دفن کرنے والے اس کی قباحتوں سے باخبر نہ ہوں اور مزید یہ کہ دیکھنے والے سنگدل نہ بن جائیں کہ اسے دفن کرنے سے کہیں انکار نہ کر دیں۔

اور کفن دینا اس لیئے بھی ضروری ہے کہ مرنے والے کے ننگے بدن کے تصور سے اس کے زندہ دوستوں کو گھن محسوس نہ ہو اور وہ اس احساس کی وجہ سے اس کی وصیت پر عمل نہ کریں۔

سوال ۶۵ :۔ اسلام میں مردے کو دفن کرنے کا حکم کیوں دیا گیا ؟

جواب ۶۵ :۔ اگر مردوں کو دفن نہ کیا جاتا تو مرنے کے بعد جیسے ہی ان کا بدن گلنے سڑنے لگتا اور اس سے بدبو کے بھبوکے اٹھتے تو زندہ افراد کو اس سے سخت اذیت محسوس ہوتی۔ اور دشمن یہ منظر دیکھ کر خوش ہوتے اور دوستوں کو تکلیف محسوس ہوتی ۔ان تمام باتوں سے بچنے کے لیئے اسلام نے مردے کو دفن کرنے کا حکم دیا۔

سوال ۶۶ :۔ جو مردے کو غسل دے ۔ اسے غسل مس میت کا حکم کیوں دیا گیا ؟

جواب ۶۶ :۔ تا کہ میت کے جراثیم سے پاک وصاف ہو جائے کیونکہ جب روح

Presented by www.ziaraat.com

نکل جاتی ہے تو جسم پر بہت سی آفتیں اور غلاظتیں آجاتی ہیں۔

سوال ۶۷ :۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ انسان کے علاوہ اگر کوئی شخص مردہ پرندے ، مردہ جانور یا مردہ درندے کو ہاتھ لگائے تو اس پر غسل مسِ میت واجب کیوں نہیں ہوتا ؟

جواب ۶۷ :۔ مذکورہ تمام اشیاء کی جلد اون یا بالوں میں پوشیدہ ہوتی ہے اور اون اور بالوں میں روح نہیں ہوتی اسی لیئے مردار کے وہ بال پاک ہوتے ہیں جب کہ انسان کا جسم بالوں یا اون میں پوشیدہ نہیں ہوتا اور اس کی کھال ظاہر ہوتی ہے اسی لیئے اسے ہاتھ لگانے سے غسل مسِ میت واجب ہو جاتا ہے۔

سوال ۶۸ :۔ آپ نماز جنازہ وضو کے بغیر کیوں جائز قرار دیتے ہیں ؟

جواب ۶۸ :۔ کیونکہ اس میں نہ تو رکوع ہے اور نہ ہی سجدہ ہے یہ تو فقط دعا اور سوال پر مبنی ہوتی ہے۔ اور دعا کے لیے وضو شرط نہیں ہے۔ آپ کسی بھی حالت میں خدا سے دعا مانگ سکتے ہیں، جب کہ وضو اس نماز کے لیے واجب ہے جس میں رکوع اور سجدہ ہو۔

سوال ۶۹ :۔ آپ مغرب سے قبل اور فجر کے بعد نماز جنازہ کو کیوں جائز قرار دیتے ہیں؟

جواب ۶۹ :۔ نماز جنازہ کے لیئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے جیسے ہی جنازہ لایا جائے اس پر نماز جنازہ پڑھ لینی چاہیئے۔ اس میں انسان کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ نماز جنازہ تو ایک مسلم کے حق کی ادائیگی ہے اور حق کی ادائیگی کے لیئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔

سوال ۷۰ :۔ سورج گرہن اور چاند گرہن کے موقع پر نماز کیوں واجب کی گئی ؟

جواب ۷۰ :۔ سورج گرہن اور چاند گرہن خدا کی ایک نشانی ہے جس کے

Presented by www.ziaraat.com

متعلق کوئی علم نہیں کہ وہ رحمت کی علامت ہے یا عذاب کی علامت ہے۔اسی لیئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ اس طرح کے موقع پر آپؑ کی امت خدا کے حضور توبہ کرے اور خدا سے رحم کی درخواست کرے تاکہ خدا انہیں قوم یونس کی طرح سے ہر مصیبت اور عذاب سے محفوظ رکھے۔

سوال۷۱ :۔ نماز آیات میں دس رکوع کیوں واجب کیئے گئے ؟

جواب۷۱ :۔جب ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نماز فرض کی تھی تو وہ کل دس رکعات تھی اور نماز آیات میں دس رکعات کے دس رکوع جمع کر دیئے گئے۔ اور ہر نماز میں کم از کم چار سجدے واجب ہوتے ہیں ۔ اسی لیئے نماز آیات میں دس رکوع اور چار سجدے رکھے گئے ہیں۔

سوال۷۲ :۔ اگر دس رکوع کی بجائے دس سجدے واجب کر دیئے جاتے تو کیا فرق پڑتا ؟

جواب۷۲ :۔رکوع کا تعلق قیام سے ہے اور سجدہ کا تعلق قعود سے ہے اور اس میں شک نہیں کہ قیام، قعود سے بہتر ہوتا ہے۔اور جب گرہن کے وقت کوئی شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو اسے گرہن بھی دکھائی دیتا ہے اور گرہن کا ختم ہو جانا بھی دکھائی دیتا ہے اور حالت سجدہ میں نہ تو گرہن دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی گرہن کا ختم ہونا دکھائی دیتا ہے۔

سوال۷۳ :۔ نماز کسوف (نماز آیات) کا طریقہ عام نماز سے مختلف کیوں ہے؟

جواب۷۳ :۔کیونکہ یہ نماز مظاہر فطرت کی تبدیلی کی وجہ سے پڑھی جاتی ہے اور نماز پڑھی ہی تبدیلی کی وجہ سے جاتی ہے تو اس کا طریق کار بھی دوسری نمازوں سے تبدیل ہو گا۔ کیونکہ جب علت میں تبدیلی آئے گی تو معلول

Presented by www.ziaraat.com

میں بھی تبدیلی آئے گی۔

سوال ۷۴ :۔یوم فطر کو عید کا درجہ کیوں دیا گیا ؟

جواب ۷۴ :۔تاکہ مسلمان جمع ہو کر خدا کی حمد و ثنا کریں اور مزید یہ کہ شوال کا پہلا دن عید کا دن اور اجتماع کا دن اور افطار کا دن اور زکوٰۃ فطرہ کا دن اور رغبت اور تضرع کا دن بن سکے۔ اور یہ سال کا پہلا دن ہے جس میں دن کے وقت کھانا پینا حلال کیا گیا ہے۔کیونکہ اہل حق کے نزدیک سال کا پہلا مہینہ ماہ رمضان ہے۔اسی لیئے خدا نے چاہا کہ لوگ اس دن جمع ہو کر اس کی حمد و تقدیس بجا لائیں۔

سوال ۷۵ :۔عام نمازوں کی بہ نسبت اس میں تکبیریں کیوں زیادہ ہیں ؟

جواب ۷۵ :۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تکبیر خدا کی عطا کردہ ہدایت و عافیت پر اس کی حمد اور پاکیزگی بیان کرنے کا نام ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَ لِتُكمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللهَ عَلٰى مَا هَدٰا كُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ (البقرہ۔۱۸۵)

"کہ تم عدد پورے کر دو اور اللہ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی کبریائی کا اقرار کرو شاید اس طرح اس کے شکر گزار بندے بن جاؤ"۔

سوال ۷۶ :۔اس میں بارہ تکبیریں کیوں رکھی گئی ہیں ؟

جواب ۷۶ :۔تاکہ دو رکعات میں بارہ تکبیریں ہوں۔اسی لیئے بارہ تکبیریں رکھی گئی ہیں۔

سوال ۷۷ :۔پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کیوں ہیں ؟

جواب ۷۷ :۔نماز فریضہ میں سنت یہ ہے کہ ابتدا سات تکبیروں سے کی جائے۔ اسی لیئے نماز عید کا آغاز سات تکبیروں سے کیا گیا ۔ اور دوسری رکعت میں

Presented by www.ziaraat.com

پانچ تکبیریں اس لیئے رکھی گئی ہیں کہ دن رات میں پانچ نمازیں واجب ہیں اور ہر نماز کا افتتاح تکبیر سے ہوتا ہے تو یوں دن رات میں پانچ تکبیرۃ الاحرام ہوتی ہیں۔

اور دونوں رکعتوں میں طاق عدد میں تکبیریں رکھی گئی ہیں کیونکہ طاق عدد اللہ کو زیادہ پیارا ہے ۔

سوال۷۸ :۔روزے کا حکم کیوں دیا گیا ؟

جواب۷۸ :۔تاکہ لوگوں میں بھوک اور پیاس کی تکلیف کا احساس اجاگر کیا جا سکے اور اس بھوک و پیاس کو مد نظر رکھ کر فقر آخرت کا تصور کریں۔

علاوہ ازیں روزے سے انسانی نفس کو برداشت کی تربیت ملتی ہے اور روزے کی بھوک و پیاس کی وجہ سے روزہ دار میں خضوع و خشوع ، استکانت اور اخلاص پیدا ہوتا ہے۔

روزے سے انسان ثواب کا حقدار بنتا ہے اور خواہشات سے رک جاتا ہے۔

اور یہی تربیت اسے حال اور مستقبل میں فائدہ پہنچاتی ہے اور اسی تربیت کی وجہ سے احکام الٰہی کی ادائیگی میں اسے آسانی پیدا ہوتی ہے ۔

علاوہ ازیں روزے کی بھوک و پیاس کی وجہ سے انسان میں بھوکے انسانوں کی مدد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور انسان اپنا فریضہ ادا کرتا ہے۔

سوال۷۹ :۔ماہ رمضان میں روزہ کیوں فرض ہے کسی دوسرے مہینے میں روزہ فرض کیوں نہیں کیا گیا ؟

جواب۷۹ :۔ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن پاک نازل ہوا اور حق و باطل کے درمیان تفریق پیدا کی گئی۔جیسا کہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے :۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِلنَّاسِ وَ بَیِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ ۔ (البقرہ۔ ۱۸۵)

Presented by www.ziaraat.com

" ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے ۔ یہ لوگوں کے لیئے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کی واضح نشانیاں موجود ہیں " ۔

اسی ماہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اعلان نبوت کا حکم دیا گیا اوراسی میں لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے اوراس رات میں ہر صاحب حکمت امر کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور اسی رات ہر شخص کے لیئے پورے سال کے خیرو شر اور نفع و نقصان اور رزق اور موت کا فیصلہ کیاجاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس رات کو لیلۃ القدر کہاجاتا ہے۔

سوال ۸۰ :۔لوگوں پر صرف ماہ رمضان کے روزے ہی کیوں فرض کیئے گئے۔ اس سے زیادہ یا اس سے کم فرض کیوں نہیں ہوئے ؟

جواب ۸۰ :۔لوگوں کی قوت برداشت کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا گیا کیونکہ ہر کمزور اور طاقتور ایک ماہ کے روزے رکھنے کے قابل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرائض میں ہمیشہ اغلب چیزوں کو مد نظر رکھ کر فیصلے کیئے ہیں اور پھر وہ فیصلے تمام لوگوں کے لیئے عام کیئے گئے۔ پھر زیادہ کمزوروں کو اس میں رعایت بھی دی گئی اور اہل قوت کو حصول فضیلت کی ترغیب دی گئی۔

اگر ایک ماہ سے کم ایام کے روزے لوگوں کی اصلاح کے لیئے کافی ہوتے تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس میں کمی کر دیتا اور اگر انسانیت کے لیئے ایک ماہ سے زیادہ روزوں کی ضرورت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس میں اضافہ کر دیتا۔

سوال ۸۱ :۔ عورت حالت حیض میں نماز اور روزہ کیوں نہیں بجا لاسکتی ؟

جواب ۸۱ :۔حالت حیض میں عورت نجاست میں ہوتی ہے جب کہ خدا

Presented by www.ziaraat.com

چاہتا ہے کہ اس کی عبادت حالت طہارت میں کی جائے اور جس کی نماز صحیح نہ ہوتی ہو اس کا روزہ بھی صحیح نہیں ہو گا۔

سوال ۸۲ :۔ایام حیض کی قضا شدہ نمازیں معاف ہیں جب کہ مخصوص ایام کے روزوں کی قضا واجب ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے ؟

جواب ۸۲ :۔اس کی چند وجوہات ہیں ۔

1۔ روزہ عورت کو اس کی اپنی خدمت اور شوہر کی خدمت اور گھریلو کا م کاج سے نہیں روکتا۔ جب کہ نماز ان تمام چیزوں میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔

2۔ نماز ایک دن میں پانچ مرتبہ واجب ہے۔اسی لیئے اس کی قضا باعث تکلیف ہے جب کہ روزہ چند دنوں کے لیئے ہے۔

3۔ نماز میں بہت سے ارکان بجا لانے پڑتے ہیں جس کی وجہ سے تھکان محسوس ہوتی ہے جب کہ روزے میں کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا۔ بس کھانے پینے سے پرہیز کرنا پڑتا ہے۔ اس کے کچھ ارکان ادا نہیں کرنے پڑتے۔

4۔ ہر آنے والے وقت میں ایک نئی نماز ادا کرنا پڑتی ہے جب کہ روزانہ روزہ نہیں رکھنا پڑتا۔

سوال ۸۳ :۔اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے یا سفر میں ہو اور پورا سال وہ سفر میں رہے یا پورا سال بیمار رہے اور دوسرا ماہ رمضان آجائے تو پہلے ماہ رمضان کے روزوں کا فدیہ دینا واجب ہے۔

اور اگر اس دوران بیمار تندرست ہو جائے یا مسافر سفر ختم کر کے گھر آجائے لیکن وہ روزوں کی قضا بجا نہ لائے اور پھر دوسرا ماہ رمضان آ جائے تو ان پر قضا اور فدیہ دونوں واجب ہیں ۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے ؟

جواب ۸۳ :۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مریض پر پچھلے سال کے روزے واجب

Presented by www.ziaraat.com

ہوئے تھے مگر خدا نے اسے روزے رکھنے کی مہلت ہی نہیں دی اور اسے صحت ہی عطا نہیں کی اور پھر دوسرا ماہ رمضان آ گیا ۔ اسی لیئے ایسے شخص کے لیئے فدیہ کا حکم ہے اور یہی حال مسافر کا ہے۔اگر وہ پورا سال سفر میں رہا ہو اور پھر دوسرا ماہ رمضان آ جائے تو اسے بھی فدیہ دینا ہو گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے :۔

"جب خدا اپنے بندے پر بیماری غالب کردے تو وہ اس کے لیئے خود ہی عذر پیدا کر دیتاہے"۔

ایسا شخص ان افراد کے زمرے میں آتا ہے جس پر روزہ فرض ہو اور وہ اسے ادا کرنے کی سکت نہ رکھتا ہو تو اسے روزے کے بدلے میں فدیہ دینا پڑاہو۔ جیسا کہ ان آیات میں یہی قاعدہ دکھائی دیتا ہے۔

فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآ سَّا فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِ طْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا ۔۔۔ (المجادلہ۔۴)

" ظہار کرنے والا شخص اگر غلام آزاد نہ کرسکتا ہو تو آپس میں ایک دوسرے کو مس کرنے سے پہلے دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے پھر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے "۔

فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖ اَذًی مِّنْ رَّ اْسِهٖ فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُکٍ۔(البقرہ۔۱۹۶)

" اب جو تم میں سے بیمار ہےیا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہے تو وہ روزہ یا صدقہ یا قربانی دے "۔

چنانچہ اسی قاعدے کے تحت جوپورے سال تک سفر میں رہا ہو یا جو پورا سال بیمار رہا ہےتو اللہ تعالیٰ نےان پر روزوں کے بدلے میں صدقہ (فدیہ) فرض کیا۔

Presented by www.ziaraat.com

سوال ۸۴ :۔کیا جسے پچھلے سال استطاعت روزہ نہ تھی وہ اس سال استطاعت رکھتا ہے؟

جواب ۸۴ :۔کیونکہ اس پر نیا ماہ رمضان آگیا ہے اس پر سابقہ ماہ رمضان کا فدیہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ اس کے حکم میں ہے جس میں کسی کفارے کے تحت روزہ رکھنا واجب ہو اور وہ روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو اسے اس کے بدلے میں فدیہ دینا ہوگا ۔

اور اگر وہ دوران سال تندرست ہو جائے اور روزہ نہ رکھے تو اس پر روزہ اور فدیہ دونوں واجب ہیں۔ فدیہ اس لیئے واجب ہے کہ اس نے فرض کو ضائع کیا اور روزہ اس لیئے واجب ہے کہ اسے اس کی استطاعت حاصل ہوئی۔

سوال ۸۵ :۔ماہ رمضان کے روزے جو فرض تھے سو وہ فرض تھے مگر سنتی روزے میں کیا مصلحت ہے ؟

جواب ۸۵ :۔تا کہ فرض روزوں کی کمی کی تلافی ہو سکے۔

سوال ۸۶ :۔ہر مہینے میں تین روزے اور ہر دس دن میں ایک روزہ رکھنا کیوں مسنون ہے ؟

جواب ۸۶ :۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۔ (الانعام ۔ ۱۶۰)

" جو شخص بھی نیکی کرے گا اسے دس گنا اجر دیا جائے گا " ۔

لہٰذا جو شخص ہر دسویں دن روزہ رکھے گا تو گویا وہ ہمیشہ روزہ رکھنے والا ہے۔

جیسا کہ سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا :۔

ایک ماہ کے تین روزے پورے ماہ کے روزوں کے برابر ہیں اور جسے پورے دور اور زمانے کے علاوہ کچھ اور ملے تو وہ اس کا روزہ رکھے۔

Presented by www.ziaraat.com

سوال ۸۷ :۔ سنتی روزوں کے لیئے پہلے عشرے کا جمعرات اور آخری عشرے کا جمعرات اور درمیانی عشرے میں بدھ کا دن کیوں منتخب کیا گیا؟

جواب ۸۷ :۔ جمعرات کی وجہ یہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :۔

بندوں کے اعمال جمعرات کو خدا کے سامنے پیش کیئے جاتے ہیں اسی لیئے بہتر یہی ہے کہ جب جمعرات کو اس کے عمل خدا کے حضور پیش ہوں تو وہ روزے کی حالت میں ہو اور آخری جمعرات کی وجہ یہ ہے کہ جب آٹھ دن کے اعمال خدا کے حضور پیش ہوں اور بندہ روزہ کی حالت میں ہو تو اس کے لیئے بہتر یہ ہے کہ جب اس کے دو دن کے عمل پیش ہوں تو اس میں بھی وہ حالت روزہ میں ہو۔

درمیانی عشرہ میں بدھ کا روزہ سنت ہے۔ کیونکہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا :۔

خداوند عالم نے دوزخ کو بدھ کے دن پیدا کیا اور وہ " نحس مستمر " ہے ۔ یعنی مسلسل نحوست والا دن ہے۔ اسی لیئے بہتر ہے کہ انسان اس دن کی نحوست کو روزہ کے ذریعے سے دور کرے۔

سوال ۸۸ :۔ جس شخص پر کفارہ کے طور پر غلام آزاد کرنا واجب ہو اور وہ غلام آزاد کرنے کی سکت نہ رکھتا ہو تو غلام کے بدلے میں اسے روزے رکھنے پڑتے ہیں۔

آخر ایسا کیوں ہے۔ روزہ کی بجائے حج یا نماز کی چند رکعات فرض کیوں نہیں ہیں۔ اس حکم میں کیا مصلحت ہے ؟

جواب ۸۸ :۔ نماز ، حج اور دیگر فرائض کے لیئے انسان کو اضافی وقت دینا پڑتا ہے جس سے اس کی معیشت ایک گونہ متاثر ہوتی ہے اور اس کے علاوہ اس میں وہ اسباب بھی کارفرما ہیں جن کا ذکر ہم نے حائض کے مسئلے میں کیا ہے

Presented by www.ziaraat.com

کہ وہ نماز کی بجائے روزہ کی قضا کیوں بجا لائے گی۔

سوال۸۹ :۔ کفارہ میں دو مسلسل مہینے روزہ رکھنے کا حکم کیوں دیا گیا اور اس کی بجائے ایک ماہ یا تین ماہ کا حکم کیوں نہیں دیا گیا؟

جواب۸۹ :۔ اللہ تعالیٰ نے روزے ایک ماہ کے فرض کیے ہیں کفارہ کی تاکید اور مزید پختگی کے لیئے دو ماہ کا حکم دیا گیا ہے ۔

سوال۹۰ :۔ دو ماہ مسلسل روزہ رکھنے کا حکم کیوں ہے ؟

جواب۹۰ :۔ تا کہ کفارہ ادا کرنے والا اسے معمولی نہ سمجھے اور اگر علیحدہ علیحدہ روزہ رکھنے کا حکم دیا جاتا تو لوگ اسے معمولی نوعیت کا کفارہ سمجھ لیتے۔

سوال۹۱ :۔ حج کے حکم میں کونسی مصلحت کار فرما ہے؟

جواب۹۱ :۔ حج خدا کے حضور مہمان بننے اور ماضی کے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے اور مستقبل کے لیئے توفیقاتِ الٰہی طلب کرنے اور اپنے جسم کو تھکانے اور خاندان و اہل وعیال سے جدا ہونے اور اپنے آپ کو لذات سے کنارہ کش کرنے اور خضوع و خشوع کے ساتھ مناسک بجا لانے کا نام ہے۔

حج اہل مشرق و مغرب اور سردوگرم علاقوں میں رہائش پذیر تمام افراد خواہ وہ حج میں شامل ہوں یا نہ ہوں ۔ سب کے لیئے باعث خیر و برکت ہے۔ اور اس میں تمام اصناف کے فوائد موجود ہیں۔ حج سے تاجر ، بیچنے والے ، خریدنے والے ، جانور کرایہ پر چلانے والے اور تمام ہنر مند اور غریب و امیر یکساں مستفید ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں مختلف افراد کے میل میلاپ سے ان کے مسائل حل ہوتے ہیں اور طالبانِ ہدایت ائمہ کی روایات حاصل کر کے تمام اطراف عالم میں انہیں پہنچاتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ

Presented by www.ziaraat.com

وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۔ (التوبہ۔۱۲۲)

" ہر گروہ میں سے ایک جماعت اس کام کے لیئے کیوں نہیں نکلتی کہ دین کا علم حاصل کرے اور پھر جب اپنی قوم کی طرف پلٹ کر آئے تو اسے عذاب الٰہی سے ڈرائے کہ شاید وہ اسی طرح ڈرنے لگیں۔ (۱)

سوال ۹۲ :۔زندگی میں صرف حج ایک مرتبہ ہی کیوں واجب ہے اس سے زیادہ کیوں نہیں ؟

جواب ۹۲ :۔اللہ تعالیٰ نے فرائض کے لیئے سب سے کمزور افراد کو پیش نظر رکھا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۔ (البقرہ۔۱۹۶)

" جو قربانی میسر آسکے "

اور وہ ممکنہ قربانی بکری کی ہے جو کہ امیر و غریب دونوں کو میسر آسکتی ہے۔
چنانچہ اس سنت الٰہی کے تحت اللہ نے صاحبانِ استطاعت پر ایک مرتبہ حج فرض کیا البتہ جن کے پاس زیادہ کی طاقت ہو انہیں اس کی مزید ترغیب دی۔

سوال ۹۳ :۔حج تمتع کا حکم کیوں دیا گیا ؟

جواب ۹۳ :۔یہ خدا کی طرف سے رعایت اور رحمت ہے تا کہ لوگ عمرہ کرکے احرام کھول دیں اور انہیں طویل عرصے کے لیئے احرام کی پابندی نہ کرنی پڑے اور طویل پابندی کی وجہ سے ان میں کسی طرح کا بگاڑ پیدا نہ ہو۔

حج تمتع کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ حج اور عمرہ دونوں واجب رہیں اور عمرہ اپنے مقام پر صحیح ہو اور حج اپنے مقام پر درست رہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہو ۔

۱۔یہ آیت مجیدہ اس بات کی شاہد ہے کہ یہاں جہاد کی بجائے علم دین کے حصول کی غرض سے نکلنا مقصود ہے۔ صاحب تفسیر البرہان نے اس آیت کے ضمن میں بہت سی روایات نقل کی ہیں جن سے امام علیہ السلام نے معرفت امام کے وجوب پر استدلال کیا۔
اصولیین نے اس آیت سے خبر واحد کی حجیت پر استدلال کیاہے۔ مزید تحقیق کے لیئے علم الاصول کی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

Presented by www.ziaraat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

"قیامت کے روز تک عمرہ، حج میں داخل کر دیا گیا"۔

اوراگر آپؐ قربانی ساتھ لے کر نہ آتے تو جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچتی تو آپؐ احرام نہ کھولتے۔ اور آپؐ بھی وہی کچھ کرتے جس کا آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا تھا۔

اسی لیئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"جوکام میں نے بعد میں کیا اگر وہی کام میں پہلے کرتا تو میں بھی وہی عمل بجا لاتا جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے لیکن (مجبوری یہ ہے کہ) میں قربانی ساتھ لایا ہوں اور قربانی لانے والا اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک قربانی قربان گاہ میں نہ پہنچ جائے"۔

یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا:۔

یا رسول اللہؐ ! یہ کیا بات ہوئی کہ ہم حج کے لیئے اس مشکل میں نکلیں کہ ہمارے سروں سے جنابت کا پانی ٹپک رہا ہو ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

"تم اس پر ہرگز ایمان نہیں لاؤ گے"۔

سوال ۹۴ :۔حج کے لیئے ذی الحجہ کی دس تاریخ ہی کیوں مقرر کی گئی ؟

جواب ۹۴ :۔اللہ تعالٰی نے چاہا کہ یہ عبادت ایام تشریق میں سرانجام پائے اور سب سے پہلے ملائکہ نے جب حج کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا تو انہوں نے بھی اسی تاریخ کو حج کیا تھا۔ اللہ تعالٰی نے اسے قیامت تک کے لیئے قائم کر دیا۔ اور حضرت آدمؑ ، حضرت نوحؑ ، حضرت ابراہیمؑ ،حضرت موسیٰؑ ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے بھی اسی تاریخ کو حج کیا تھا۔ اور قیامت تک اسی تاریخ کو حج ہوتا رہے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

سوال ۹۵ :۔احرام کا حکم کیوں دیا گیا ؟

جواب ۹۵ :۔ تا کہ حرم خدا میں داخل ہونے سے قبل لوگوں کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو اور اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ احرام باندھ کر لہو و لعب میں مصروف نہ رہیں اور دنیا وی زیب و زینت کے فریفتہ نہ رہیں اور وہ جس رضائے الٰہی کے حصول کے مقصد کے لیئے گھر سے چلے ہیں اسی مقصد کو اپنا ہدف بنائیں اور دل و جان سے اس کے حصول کی کوشش کریں۔

احرام اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور تلبیہ خدا کے حضور پیش ہوتے وقت تذلل (عاجزی) و خشوع کا مظہر ہے۔

و صلی اللہ علی محمد و آلہ و سلم

۲۔ ہم سے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری عطار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ، انہوں نے کہا کہ علی بن محمد بن قتیبہ نیشاپوری نے ہم سے بیان کیا ، انہوں نے کہا کہ میں نے جب فضل بن شاذان سے یہ علل و اسباب سنے تو میں نے ان سے کہا :۔

آپ مجھے یہ بتائیں کہ جو علل و اسباب آپ نے بیان کیئے ہیں ۔ یہ عقلی استنباط و استخراج کا ثمر ہیں یا آپ نے یہ سنے ہیں اور ان کی روایت کی ہے ؟

فضل بن شاذان نے کہا :۔

اللہ تعالیٰ نے جو فرائض فرض کیئے ہیں میں بھلا ان کے اسباب کیسے جان سکتا ہوں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی مقرر کردہ سنت کی مصلحتیں میں کیسے معلوم کر سکتا ہوں اور میں اپنی طرف سے ان کے اسباب و علل کیسے بنا سکتا ہوں ؟

میں نے مذکورہ تمام علل و اسباب اپنے آقا و مولا ابو الحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے متعدد بار سنے ہیں۔ میں نے انہیں جمع کیا۔

میں (راوی) نے ان سے پوچھا :۔

Presented by www.ziaraat.com

تو کیا میں انہیں آپ کی سند سے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کر سکتا ہوں ؟
انہوں نے کہا:۔
جی ہاں !
۳۔ ہم سے حاکم ابو محمد جعفر بن نعیم بن شاذان نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے چچا ابی عبداللہ محمد بن شاذان سے روایت کی۔ انہوں نے فضل بن شاذان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا :۔
میں نے یہ علل و اسباب اپنے آقا و مولا ابی الحسن بن موسیٰ رضا علیھما السلام سے سنے۔ میں نے انہیں علیحدہ علیحدہ لکھا پھر سب کو جمع کر دیا۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 35

اسلام اور شرائع دین کی اصل حقیقت (۱)

۱۔ ہم سے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری عطار نے نیشاپور میں شعبان ۳۵۲ھ میں بیان کیا۔ انہوں نے علی بن محمد بن قتیبہ نیشا پوری سے روایت کی، انہوں نے فضل بن شاذان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا:۔

"مامون نے امام علی رضا علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپؑ اس کے لیئے مختصر طور پر اسلام کی حقیقت تحریر کر دیں۔

اس کے جواب میں آپؑ نے لکھا:۔

اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ معبود واحد، احد، فرد، صمد، قیوم، سمیع، بصیر، قدیم، قائم اور باقی ہے۔

وہ ایسا عالم ہے جس پر جہالت طاری نہیں ہوتی۔ وہ قادر ہے اس پر عاجزی طاری نہیں ہوتی۔ وہ غنی ہے اس پر احتیاج طاری نہیں ہوتی۔ وہ عادل ہے ظلم نہیں کرتا۔ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور کوئی چیز اس کی مثال نہیں ہے۔ اس کی کوئی شبیہ نہیں اور اس کی ضد، ندا اور کوئی کفو نہیں ہے۔ اور دعا، رغبت و خوف اور عبادت کا مقصود صرف وہی ہے۔

اور یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ اور اس کے امین اور اس کے صفی اور مخلوق میں سے خدا کے پسندیدہ اور آپؐ مرسلین کے سردار، سلسلۂ انبیاءؑ کے خاتم اور تمام عالمین سے افضل و برتر ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ آپؐ کی ملت میں تبدیلی اور شریعت میں کوئی تغیر نہ ہوگا۔

۱۔ یہ باب اٹھارہ احادیث پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اور جو کچھ محمدؐ بن عبداللہ لے کر آئے ہیں وہ حق مبین ہے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں اور آپؐ سے پہلے جتنے خدا کے انبیاء ورسل وحجج آئے ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

اور ہم خدا کی سچی اور اس غالب کتاب کی تصدیق کرتے ہیں کہ باطل جس کے سامنے نہیں آسکتا اور جس کے پیچھے نہیں آ سکتا جسے صاحبِ حکمت اور لائق حمد خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ اور وہ تمام کتابوں کی نگہبان ہے اور وہ اپنی ابتداء سے لے کر انتہا تک حق ہے۔ ہم اس کے محکم اور اس کے متشابہ اور اس کے خاص و عام ، وعد ، وعید ، ناسخ، منسوخ ، قصص و اخبار پر ایمان رکھتے ہیں۔ مخلوق میں سے کسی کو یہ طاقت حاصل نہیں ہے کہ وہ قرآن کی مثال لا سکے۔

اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت کا رہنما اور مومنین پر حجت اور امر مسلمین کا قائم کرنے والا اور احکام قرآن بیان کرنے والا ، اور احکام قرآن سے مکمل آگاہی رکھنے والا ، آنحضرتؐ کا بھائی اور آپؐ کا جانشین اور آپؐ کا وصی اور وارث اور وہ جسے وہی مقام حاصل تھا جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھا ، علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

آپؑ مومنین کے امیر اور متقین کے امام اور سفید رو افراد کے قائد اور تمام اوصیاء سے افضل اور انبیاء و مرسلین کے علم کے وارث ہیں۔

آپؑ کے بعد جوانان جنت کے سردار حسنؑ اور حسینؑ امت کے امام ہیں۔ پھر زین العابدین علی بن الحسین امام ہیں ۔ پھر علم انبیاء کے شگافتہ کرنے والے محمد بن علی امام ہیں ۔پھر علم اوصیاء کے وارث جعفر صادق بن محمد باقر امام ہیں ۔ پھر موسیٰ کاظمؑ بن جعفر صادقؑ امام ہیں۔ پھر علی رضا بن موسیٰ کاظمؑ امام ہیں۔ پھر محمد بن علی ، پھر علی بن محمد۔ پھر حسن بن علی ۔ پھر حجت القائم المنتظر صلوات اللہ علیھم امام ہیں۔ میں ان سب کی وصیت اور امامت کی گواہی دیتا ہوں۔

Presented by www.ziaraat.com

زمین کسی بھی وقت خدا کی حجت سے خالی نہیں رہتی۔ اور یہی خدا کی مضبوط رسی اور ہدایت کے امام اور اہل دنیا پر خدا کی حجت ہیں یہاں تک کہ اللہ زمین اور اس کے رہنے والوں کا وارث بنے۔

اور جس نے بھی ان کی مخالفت کی ، وہ گمراہ ، گمراہ کنندہ ، باطل اور حق و ہدایت کا تارک ہے۔ اور وہی قرآن کے ترجمان اور رسول خدا کی طرف سے بیان کرنے والے ہیں۔

جو انہیں پہچانے بغیر مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

اور ان کے دین میں تقویٰ . عفت ، صداقت ، بھلائی ، استقامت ، اجتہاد ، ہر نیک اور بد کی امانت کی ادائیگی، طویل سجدے، دن کے روزے ، راتوں کا قیام ، محرمات سے پرہیز ، صبر اور حسن ہمسائیگی سے کشائش کا انتظار شامل ہے۔

پھر وضو اسی طرح سے کرنا چاہیئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ یعنی چہرے کو دھونا چاہیئے اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا چاہیئے اور سر اور دونوں پاؤں کا مسح کرنا چاہیئے۔

وضو پیشاب، پاخانہ ، ریح ، نیند اور جنابت سے ٹوٹتا ہے۔ اور جس نے موزوں پر مسح کیا تو اس نے خدا اور رسولؐ کی مخالفت کی اور اس نے فریضہ اور کتاب خدا کو ترک کیا۔

جمعہ ، عیدین ، مکہ اور مدینہ میں دخول ، زیارت، احرام ، ماہ رمضان کی چاند رات ، ماہ رمضان کی سترہ ، انیس ، اکیس اور تیئیس کی راتوں کو غسل کرنا سنت ہے ۔

غسل جنابت فرض ہے اور غسل حیض بھی اسی طرح سے واجب ہے۔

ظہر کی نماز چار رکعت فرض ہے اور عصر کی چار اور مغرب کی تین اور عشاء کی چار اور فجر کی دو رکعت نماز فرض ہے اور یوں کل فرضی رکعات کی تعداد سترہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اور سنت نماز چونتیس رکعات ہے۔ جن میں سے آٹھ رکعات ظہر سے پہلے اور آٹھ رکعات عصر سے پہلے اور چار رکعات مغرب کے بعد اور عشاء کے بعد دو رکعات بیٹھ کر پڑھی جاتی ہیں جو کہ ایک رکعت شمار ہوتی ہے۔

اور سحر کے وقت آٹھ رکعات نماز تہجد اور دو رکعت نماز شفع اور ایک رکعت نماز وتر ہے اور دو رکعت نافلہ فجر جسے فریضۂ فجر سے پہلے پڑھا جاتا ہے۔

اور اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے اور جماعت سے نماز پڑھنا انفرادی نماز سے چوبیس گنا افضل ہے۔(۱)

اور فاسق و فاجر کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے اور اقتدا صرف اہل بیتؑ کی کرنی چاہیئے اور مردار اور درندے کی کھال پر نماز نہیں ہوتی۔

پہلے تشہد میں " **السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین** " نہیں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ سلام کرنے کے ساتھ نماز تمام ہو جاتی ہے اور جب تم یہ الفاظ کہو گے تو تم نے سلام کر دیا۔

آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ سفر میں نماز قصر ہوتی ہے اور جب نماز قصر ہو تو اس دن کا روزہ نہیں ہوتا۔ اور جو شخص حالت قصر میں بھی روزہ رکھے اس کا روزہ درست نہیں ہو گا اور اس کے ذمے روزے کی قضا ہو گی۔ کیونکہ سفر میں اس پر روزہ واجب نہیں ہے۔

دعائے قنوت فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشا میں سنت واجبہ ہے۔ اور نماز جنازہ کی پانچ تکبیریں ہیں اور جس نے اس میں کمی کی اس نے سنت کی مخالفت کی۔ اور میت کا لباس آرام سے پاؤں کی طرف سے اتارا جائے گا اور اسے بڑی نرمی کے ساتھ داخل کیا جائے گا۔

۱۔ دوسرے نسخہ میں یہ الفاظ مرقوم ہیں۔
جماعت کی ایک رکعت انفرادی دو ہزار رکعات سے افضل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

تمام نمازوں میں **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کو بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے۔

ہر دو سو درہموں میں واجب زکوٰۃ پانچ درہم ہے اور اس سے کم رقم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور زکوٰۃ مال پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب اس پر پورا سال گزر جائے۔

اور مشہور اہل ولایت کے علاوہ دوسرے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

اور گندم ، جو ، کھجور اور منقیٰ میں دسواں حصہ زکوٰۃ کے عنوان سے دیا جائے گا جب وہ اجناس پانچ وسق ہوں۔ اور ایک " وسق " ساٹھ " صاع " کے برابر ہے اور ایک صاع چار مٹھوں کے برابر ہے۔

زکوٰۃ فطرہ ہر چھوٹے بڑے ، آزاد ، غلام ، مرد اور عورت کی طرف سے ادا کرنا ضروری ہے اور فطرہ میں ایک صاع گندم ، جو ، کھجور اور منقیٰ دیا جائے گا اور صاع چار مشت کے برابر ہے۔ زکوٰۃ فطرہ بھی اہل ولایت کو ہی دینی چاہیئے۔

حیض زیادہ سے زیادہ دس دن اور کم از کم تین دن جاری رہتا ہے۔ اور مستحاضہ روئی رکھے گی اور غسل کر کے نماز پڑھے گی۔ ماہواری کے ایام میں عورت نماز نہیں پڑھے گی اور اس کی قضا بھی نہیں بجا لائے گی اور ماہواری کی حالت میں عورت روزہ نہ رکھے گی بعد میں اس کی قضا بجا لائے گی۔

ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں ۔ چاند دیکھ کر روزہ رکھا جائے گا اور چاند دیکھ کر عید کی جائے گی ۔

اور نوافل کو جماعت سے پڑھنا ناجائز ہے کیونکہ یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں جائے گی۔

ہر مہینے میں تین روزے رکھنا سنت ہے اور ہر دس دنوں میں ایک روزہ رکھنا سنت ہے اور ہر ماہ کے پہلے اور آخری عشرہ میں جمعرات کے دن روزہ رکھنا چاہیئے اور درمیانی عشرہ میں بدھ کے دن روزہ رکھنا چاہیئے۔

Presented by www.ziaraat.com

اور جو ماہ شعبان میں روزے رکھے تو اس کے لیئے بہت ہی اچھا ہے اور اگر ماہ رمضان کے متفرق روزے قضا ہوئے ہوں گے تو ماہ شعبان کے روزوں سے ان کی تکمیل ہو جائے گی۔

اور ہر صاحب استطاعت پر بیت اللہ کا حج فرض ہے اور استطاعت سے مراد زادِ راہ ، سواری اور صحت ہے۔ (باہر کے لوگوں کے لیئے) صرف حج تمتع ہی درست ہے۔ اور حج قران اور حج افراد جسے عام لوگ بجا لاتے ہیں یہ صرف اہل مکہ کے لیئے درست ہے۔

اور میقات سے پہلے احرام باندھنا ناجائز ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۔ (البقرہ۔۱۹۶)

" اور حج و عمرہ کو اللہ کے لیئے مکمل کرو " ۔

اور خصی جانور کی قربانی ناجائز ہے کیونکہ خصی ناقص ہوتا ہے اور جس جانور کی رگیں مسل دی گئی ہوں اس کی قربانی بھی ناجائز ہے۔

اور جہاد عادل امام کے ساتھ واجب ہے اور جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے اور دارالتقیہ میں کسی کافر یا ناصبی کا قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ سوائے قاتل کے یا اس کے جو فساد برپا کرنے کی کوشش میں مصروف ہو۔ اور اس حکم پر عمل بھی اسی صورت میں واجب ہے جب تمہیں اپنی اور اپنے دوستوں کی جان کا خوف نہ ہو۔

اور دار التقیہ میں تقیہ کرنا واجب ہے۔ اور جو تقیہ کی وجہ سے کوئی قسم کھائے جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ سے ظلم دور کرے اور پھر اس قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر قسم توڑنے کا کفارہ لازم نہیں ہو گا۔

اور سنت کے مطابق طلاق کا وہی طریقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا اور پیغمبر اکرمؐ نے اپنی تعلیمات سے واضح فرمایا اور خلاف سنت طلاق

Presented by www.ziaraat.com

مؤثر نہیں ہے اور ہر وہ طلاق جو کتاب خداوندی کی مخالف ہو طلاق نہیں ہے۔
اور اسی طرح سے ہر وہ نکاح ، نکاح نہیں ہے جو کتابِ خداوندی کے خلاف ہو۔

اور ایک وقت میں چار آزاد عورتوں سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کیا جاسکتا اور جب کسی عورت کو وقفے سے تین طلاقیں ہو جائیں تو وہ اپنے سابق شوہر کے لیئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا :۔

" ان عورتوں سے پرہیز کرو جنہیں ایک ہی مرتبہ تین طلاقیں دی گئی ہوں ۔ وہ شوہر دار ہیں "۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر صلوات بھیجنا ہر مقام پر اور چھینک اور ذبحہ اور دیگر مواقع پر واجب ہے ۔

اور اولیاء اللہ سے محبت رکھنا واجب ہے اور دشمنان خدا سے بغض رکھنا اور ان سے بیزاری اختیار کرنا واجب ہے اور دشمنان خدا کے رہنماؤں سے بغض رکھنا اور ان سے بیزاری اختیار کرنا واجب ہے۔

والدین سے بھلائی کرنا واجب ہے اگرچہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔
اور خدا کی نافرمانی میں والدین کی اور ان کے علاوہ کسی اور کی اطاعت ضروری نہیں ہے کیونکہ خالق کی نافرمانی کے لیئے مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

اور جانور کا ذبحہ اس کے شکم والے بچے کا ذبحہ شمار ہوتا ہے بشرطیکہ اس پر بال اور اون آ چکی ہو۔

اور متعۃ النساء اور متعۃ الحج یہ وہ دو متعے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور رسول خداؐ نے انھیں رائج کیا ہے۔ یہ دونوں حلال ہیں۔
میراث اسی طرح سے تقسیم کی جائے گی جس طرح سے اللہ نے اس کے سہام مقرر کیئے ہیں اور " عول " باطل ہے۔ میراث میں اولاد اور والدین کی

Presented by www.ziaraat.com

موجودگی میں صرف شوہر یا بیوی میراث حاصل کر سکتے ہیں۔ اور جس کا حصہ مقرر شدہ ہے وہ اس سے زیادہ حقدار ہے جس کا حصہ مقرر نہ کیا گیا ہو۔ اور عصبہ یعنی متعلقین کا دین خداوندی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اور ہر پیدا ہونے والے لڑکے اور لڑکی کا عقیقہ واجب ہے۔اسی طرح سے بچے کا نام رکھنا اور پیدائش کے ساتویں دن سر منڈانا اور بالوں کے وزن برابر سونا یا چاندی تصدق کرنا بھی واجب ہے۔

ختنہ مردوں کے لیئے سنت واجب اور عورتوں کے لیئے عزت کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کسی بھی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

اور بندوں کے اعمال و افعال اللہ کی مخلوق ہیں مگر وہ خلق تقدیر ہے۔ خلقِ تکوین نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔ اور ہم جبر و تفویض پر عقیدہ نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ گناہ گار کے بدلے میں بے گناہ کو نہیں پکڑتا اور اللہ تعالیٰ باپ کے گناہوں کے عوض اس کے چھوٹے بچوں کو سزا نہیں دیتا۔اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور انسان کو اس کی کوشش اور محنت کا ثمر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کا عفو و تفضّل کا اختیار حاصل ہے اور اللہ ظلم و جور نہیں کرتا کیونکہ وہ اس سے پاک و پاکیزہ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس کی اطاعت واجب نہیں کرتا جس کے متعلق وہ جانتا ہو کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ اور اپنی رسالت کے لیئے اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کا ہرگز انتخاب نہیں کرتا جن کے متعلق وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا اور اس کی عبادت کا انکار کریں گے اور اسے چھوڑ کر شیطان کی پوجا کریں گے۔

اور اسلام اور ہے اور ایمان اور ہے اور ہر مومن مسلم ہے مگر ہر مسلم مومن نہیں ہے اور چور جس وقت چوری کر رہا ہوتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا اور زانی جس وقت زنا کر رہا ہوتا ہے وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا۔اور حدود الٰہیہ

Presented by www.ziaraat.com

کے حق دار مسلم ہیں مومن نہیں ہیں اور کافر بھی نہیں ہیں ۔

اور اللہ تعالیٰ نے مومن سے جنت کا وعدہ کیا ہے اسے دوزخ میں نہیں ڈالے گا اور اللہ تعالیٰ نے کافر سے دوزخ اور اس میں ہمیشہ رہنے کا وعدہ کیا ہے اسی لیئے وہ کسی کافر کو دوزخ سے باہر نہیں نکالے گا۔

اور اللہ شرک کو معاف نہیں کرتا ۔اس کے علاوہ جسے چاہے معاف فرمادے اور اہل توحید کے گناہ گار دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور ان کے لیئے شفاعت جائز ہو گی۔ اور آج کی مملکت دارالتقیہ ہے اور یہ نہ تو دارالکفر ہے اور نہ ہی دارالایمان ہے۔

اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ادائیگی جب ممکن ہو تو انہیں بجا لانا واجب ہے اور ان کا وجوب اسی حالت میں ہو گا جب انسان کو اپنی جان کا خطرہ نہ ہو۔

اور ایمان امانت کی ادائیگی اور تمام گناہان کبیرہ سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔

اور ایمان معرفت بالقلب اور اقرار باللسان اور عمل بالارکان کے مجموعہ کا نام ہے۔

اور عیدین میں نماز پنجگانہ کے بعد تکبیریں کہنا واجب ہے اور اس کی ابتدا عید الفطر کی شب نماز مغرب کے بعد سے کی جائے گی۔ اور عید قربانی کے موقع پر دس نمازوں کے بعد تکبیریں کہنا واجب ہے اور اس کی ابتدا قربانی کے دن نماز ظہر کے بعد سے کی جائے گی۔ اور منیٰ میں پندرہ نمازوں کے بعد تکبیریں کہی جائیں گی۔

اور نفاس والی عورت اٹھارہ دن سے زیادہ نماز نہیں چھوڑے گی۔ اور اگر اٹھارہ دنوں سے پہلے خون نفاس سے پاک ہوجائے تو وہ نماز پڑھے گی اور اگر اٹھارہ دن گزر جائیں اور اس کا خون بند نہ ہو تو وہ غسل کر کے نماز پڑھے گی اور وہ مستحاضہ کے احکام پر عمل کرے گی۔

اور عذاب قبر اور منکر و نکیر اور بعث بعد الموت اور میزان اور صراط پر ایمان ضروری ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اور جن لوگوں نے آل محمدؐ پر ظلم کیا اور انہیں گھروں سے نکالنے کا ارادہ کیا اور جنہوں نے ان پر ظلم کو رواج دیا اور جنہوں نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت تبدیل کی ان سے بیزاری ضروری ہے۔

اور اس کے ساتھ ناکثین (اصحاب جمل) ، قاسطین (اصحاب صفین) اور مارقین (خوارج) سے بیزاری ضروری ہے جن لوگوں نے حجاب رسول کو ہٹایا اور جنہوں نے اپنے امام کی بیعت توڑ ڈالی اور ایک عورت کو باہر نکال لائے اور امیر المومنین علیہ السلام سے جنگ کی اور امیر المومنین علیہ السلام کے متقی شیعوں کو قتل کیا ، ان سب سے بیزاری ضروری ہے ۔

اور ان لوگوں سے بیزاری بھی ضروری ہے جنہوں نے نیک لوگوں کو گھروں سے نکال کر جلا وطن کیا اور جن ملعون افراد کو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے شہر سے نکالا تھا ، جو انہیں واپس لے آئے اور انہیں اپنے ہاں پناہ دی اور جنہوں نے دولت کو اپنے ہی دولت مندوں میں گردش دی اور جنہوں نے معاویہ اور عمرو بن العاص جیسے افراد جن پر رسول خداؐ لعنت فرما چکے تھے ، کو حکومت میں شامل کیا۔ اور ان کے ساتھ ان کے پیرو کاروں سے بیزاری ضروری ہے جنہوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے جنگ کی اور انصار و مہاجرین اور اہل فضل و تقویٰ سابقین کو قتل کیا۔

اور اس کے ساتھ استحصالی طبقے (اموی حکومت) اور ابو موسیٰ اشعری اور اس کے ان تمام دوستوں سے بیزاری ضروری ہے جن کی دنیاوی زندگی کی محنت اکارت گئی اور وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھے عمل کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے خدا کی آیات اور امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت اور خدا کی ملاقات کا انکار کیا اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ وہ علیؑ کی امامت کے بغیر ہی خدا سے ملاقات کر لیں گے۔ ایسے لوگوں کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ایسے لوگوں کے اعمال

Presented by www.ziaraat.com

کے لیئے وزن قائم نہیں کریں گے اور وہ لوگ اہل دوزخ کے کتے ہیں۔

اور " انصاب " (بتوں) ، " ازلام " (پانسے کے تیروں) جوکہ گمراہی کے پیشوا اور تمام اہل جور خواہ وہ اولین میں سے ہیں یا آخرین میں سے، کے رہنما ہیں ان سے بھی بیزاری ضروری ہے۔

اور اس کے ساتھ ناقۃ اللہ کے قاتلوں کے مشابہ جو اولین و آخرین کے بہت بڑے بد بخت ہیں اور ان کے پیرو کاروں سے بیزاری بھی ضروری ہے۔

اور امیرالمومنین علیہ السلام اور ان صحابہ سے محبت کرنا ضروری ہے جو پوری زندگی بغیر کسی تغیر و تبدل کے اپنے نبی اکرمؐ کی راہ پر چلتے رہے۔ جیسے سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری ، مقداد بن اسود ، عمار بن یاسر ، حذیفہ یمانی ، ابو الہیثم بن تیہان ، سہل بن حنیف ، عبادہ بن صامت ، ابو ایوب انصاری ، خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم و رحمۃ اللہ علیہم جیسے افراد سے محبت رکھنا واجب ہے۔ اور ان بزرگواروں کے پیرو کاروں اور ان کی ہدایت کے زیر اثر چلنے والوں اور ان کے راہ پر سفر کرنے والوں سے محبت رکھنا ضروری ہے۔

اور شراب کم ہو یا زیادہ بہر طور حرام ہے۔ اور ہر نشہ آور مشروب خواہ کم ہو یا زیادہ حرام ہے۔ اور جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ پیدا کرے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔ اور حالت اضطرار میں بھی شراب نہیں پینی چاہیئے کیونکہ شراب اس کے لیئے مہلک ثابت ہو گی ۔

اور تمام پنجے دار پرندے حرام ہیں اور تمام نوک دار پنجے والے پرندے حرام ہیں اور تلی کا کھانا حرام ہے کیونکہ وہ خون ہے اور " ملی مچھی " اور " سانپ مچھی " ، " طافی " اور " زمیر "(۱) حرام ہیں اور ہر وہ مچھلی حرام ہے جس پر چاند سا چھلکا نہ ہو۔

۱۔ طافی اور زمیر حرام مچھلی کی دو علیٰحدہ علیٰحدہ قسمیں ہیں ۔

Presented by www.ziaraat.com

گناہان کبیرہ سے پرہیز کرنا واجب ہے اور وہ یہ ہیں ۔

۱۔ ناحق کسی کو قتل کرنا ۲۔ زنا ۳۔ چوری

۴۔ شراب نوشی ۵۔ والدین کی نافرمانی

۶۔میدان جہاد سے فرار ۷۔ظلم سے یتیم کا مال کھانا

۸۔ کسی شرعی مجبوری کے بغیر مردار ، خون ، خنزیر کا گوشت اوراسے کھانا جسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

۹۔ ثبوت کے بعد سود کھانا۔ ۱۰۔ حرام اور ناجائز کمائی۔

۱۱۔ جوا ، قمار بازی ۱۲۔ ناپ تول میں کمی۔

۱۳۔ عفیف عورتوں پر تہمت لگانا ۱۴۔ لواطت

۱۵۔ جھوٹی گواہی ۱۶۔ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا

۱۷۔ خدا کے عذاب سے مطمئن ہو جانا۔

۱۸۔ اللہ کے کرم سے مایوس ہونا۔

۱۹۔ ظالموں کی مدد اور ان کی طرف مائل ہونا ۔

۲۰۔ جھوٹی قسم ۲۱۔ کسی مجبوری کے بغیر حقوق روک لینا۔

۲۲۔ جھوٹ بولنا ۲۳۔ تکبر کرنا

۲۴۔ فضول خرچی اور ناجائز خرچ کرنا ۲۵۔ خیانت

۲۶۔ حج کو حقیر سمجھنا۔ ۲۷۔ اولیاء خدا سے جنگ کرنا

۲۸۔ آلات غنا سے مشغول ہونا ۲۹۔ گناہوں پر اصرار کرنا"۔

۲۔ مجھ سے حمزہ بن محمد بن احمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے بیان کیا ، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ا نصر قنبر بن علی بن شاذان نے بیان کیا، انہوں نےاپنے والد سے روایت کی ، انہوں نے فضل بن شاذان سے روایت کی ، انہوں نے امام علی رضاعلیہ السلام سے روایت

Presented by www.ziaraat.com

کی مگر اس نے اپنی روایت میں یہ ذکر نہیں کیا کہ امام علیہ السلام نے مامون کو لکھا تھا اور آپؑ نے اس میں فطرے کے متعلق لکھا کہ گندم کی زکوٰۃ فطرہ دو مد (نصف صاع) ہے اور جو، کھجور اور منقٰی کی زکوٰۃ فطرہ ایک صاع ہے۔ اور آپؑ نے اس خط میں یہ بھی لکھا کہ اعضاء وضو کو ایک ایک بار دھونا واجب ہے اور دو بار دھونے سے وضو کی تکمیل ہوتی ہے۔

اور اس خط میں آپؑ نے یہ ذکر بھی کیا کہ انبیاء کے گناہ (ترک اولیٰ) کا تعلق صغیرہ سے ہوتا ہے اور وہ انہیں معاف شدہ ہوتے ہیں۔

اور اس خط میں آپؑ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ زکوٰۃ گندم، جو، کھجور، منقٰی، اونٹ، گائے، بکری، سونا اور چاندی نو چیزوں پر واجب ہے۔

اور میرے نزدیک عبدالواحد بن محمد بن عبدوس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔ **ولا قوۃ الا باللہ۔**

۳۔ ہم سے حاکم ابو محمد جعفر بن نعیم بن شاذان رضی اللہ عنہ نے روایت کی، انہوں نے اپنے چچا ابی عبداللہ محمد بن شاذان سے روایت کی، انہوں نے فضل بن شاذان سے روایت کی اور انہوں نے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس کی حدیث جیسی روایت کی۔

امام علی رضا علیہ السلام کی چند روایات

۴۔ (حذف اسناد) "امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

ایک مرتبہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے والد علیہ السلام کے سامنے گفتگو کی اور بہت خوبصورت گفتگو کی۔ آپؑ کی گفتگو سن کر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

پیارے فرزند! اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے تمہیں اپنے آباء کا جانشین بنایا اور خوشی دینے والا فرزند اور دوستوں کا نعم البدل بنایا"۔

Presented by www.ziaraat.com

۵۔ہم سے حاکم ابو علی حسین بن احمد بیہقی نے بیان کیا ، انہوں نے کہا کہ اس نے محمد بن یحییٰ صولی سے بیان کیا ، انہوں نے کہا کہ اس سے عون بن محمد کندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوالحسین محمد بن ابی عباد نے بیان کیا اور وہ موسیقی سننے اور نبیذ پینے میں مشہور تھا۔انہوں نے کہا:۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے " سماع " کے متعلق سوال کیا۔تو آپؑ نے فرمایا :۔

اس سلسلے میں اہل حجاز کی اپنی ایک رائے ہے اور یہ باطل اور لہو میں شامل ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا:۔

وَ اِذَا مَرُّوْ بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۔ (الفرقان ۔۷۲)

" اور خدا کے نیک بندے جب کسی بے ہودہ چیز سے گزریں تو باعزت گزر جاتے ہیں "۔

۶۔ اسی اسناد سے سہل بن قاسم نوشجانی سے روایت ہے :۔

" مجھ سے امام علی رضا علیہ السلام نے خراسان میں فرمایا :۔

ہمارے اور تمہارے درمیان ایک رشتہ موجود ہے۔

میں (راوی) نے کہا:۔

مولا ! وہ کون سا رشتہ ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

جب عبداللہ بن عامر بن کریز نے خراسان فتح کیا تو اس نے ایرانی بادشاہ یزدگرد بن شہریار کی دو بیٹیوں کو قید کیا اورانہیں قیدی بنا کر عثمان بن عفان کے پاس روانہ کیا ۔

ان میں سے حضرت عثمان نے ایک لڑکی امام حسن علیہ السلام کو بخش دی اور دوسری لڑکی امام حسین علیہ السلام کو بخش دی۔اور دونوں بہنیں زچگی کے ایام میں فوت ہوئیں۔

Presented by www.ziaraat.com

امام حسین علیہ السلام کی زوجہ سے علی بن الحسین پیدا ہوئے۔

امام زین العابدین کی پرورش ان کے والد کی ایک کنیز کرتی رہی۔امام زین العابدین علیہ السلام جب بڑے ہوئے تو وہ اسی پالنے والی کنیز کو ہی اپنی ماں سمجھتے تھے۔پھر آپؑ کو معلوم ہوا کہ وہ آپؑ کی ماں نہیں ہے اور وہ ان کے والد کی ایک کنیز ہے۔ اور لوگ بھی اس کنیز کو امام زین العابدین علیہ السلام کی ماں کہہ کر ہی پکارتے تھے۔

لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنی والدہ کا نکاح کر دیا تھا۔

پناہ بخدا ایسا ہر گز نہیں ۔ انہوں نے اس پالنے والی کنیز کا نکاح ضرور کیا تھا اور اس کا سبب یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنی ایک زوجہ سے مقاربت کی ۔پھر آپؑ غسل کرنے کے لیئے نکلے تو آپؑ کے والد کی یہ کنیز آپؑ کے سامنے آئی۔تو آپؑ نے اس سے کہا :۔

اگر تمہارے دل میں گھر داری کی خواہش ہو تو اس کے لیئے خدا سے ڈرنا اور مجھے بتا دینا۔

اس نے کہا:۔

جی ہاں !

پھر آپؑ نے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ علی بن الحسین علیہ السلام نے اپنی والدہ کا نکاح کر دیا ہے"۔

عون (راوی) کہتا ہے کہ مجھ سے سہل بن قاسم نے کہا :۔

میرے تمام طالب علموں نے اس حدیث کو امام علی رضا علیہ السلام کی روایت سے لکھا۔

۷۔ (حذف اسناد) ابوالحسین بن محمد بن ابی عباد نے کہا:۔

" ایک دن امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے ایک غلام کو آواز دے کر کہا:۔

Presented by www.ziaraat.com

يَا غُلَامُ اَتِنِی الْغَدَآءَ۔

" غلام ! میرے پاس ناشتہ لاؤ "۔

یہ الفاظ سن کر مجھے تعجب (۱) سا ہوا۔امام علیہ السلام نے میرے تعجب کو بھانپ لیا اور قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔

قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَ نَا ۔(الکھف ۶۲)

" اس نے اپنے غلام سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ "۔

میں نے سن کر کہا :۔

بے شک آپؑ تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔اور آپؑ تمام لوگوں سے افضل ہیں"۔

ولایت نعمت ہے

۸۔ ہم سے حاکم ابو علی حسین بن احمد بیہقی نے بیان کیا ،انہوں نے محمد بن یحییٰ صولی سے روایت کی ، انہوں نے ابو ذکوان قاسم بن اسماعیل سے یہ روایت سیراف شہر میں ۲۸۵ھ میں سنی۔انہوں نے یہ روایت اہواز میں ابراہیم بن عباس صولی الکاتب سے ۲۲۷ھ میں سنی ۔انہوں نے کہا :۔

"ہم ایک دن امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؑ نے مجھ سے فرمایا:۔

دنیا میں کوئی حقیقی نعمت نہیں ہے۔

پاس بیٹھے ہوئے ایک فقیہ نے کہا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا :۔

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۔ (التکاثر ۔۸)

۱۔ اس لفظ میں تعجب کی وجہ یہ تھی کہ عرب عام طور پر اتی یا آتی فعل کے مفعول پہ کے ساتھ باجارہ لگاتے ہیں جیسے۔

" **ایتونی بکل ساحر علیم** "۔ " **فاتوا بمثله** "۔

جب ابوالحسین نے آپؑ سے " **اٰتِنَا غَدَآئَنا** " کے جملے سنے تو اسے یہ جملے خلاف فصاحت محسوس ہوئے اور وہ چاہتا تھا کہ امام علیہ السلام اس جملے کو باجارہ کے ساتھ ادا کرتے یعنی آپؑ کہتے " **اتنا بغدائنا** "۔ مگر امام علیہ السلام نے اس کی یہ غلط فہمی دور کرتے ہوئے قرآن مجید کی درج بالا آیت پڑھی جہاں صلہ میں باجارہ موجود نہیں ہے جب اس نے اس آیت کو سنا تو وہ فوراً اپنی غلطی کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اقرار کیا کہ بے شک آپؑ فصاحت و بلاغت میں بھی یکتائے روزگار ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

" پھر تم سے اس دن نعمت کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا"
اور اس دنیا میں ٹھنڈا پانی نعمت ہے۔

یہ تفسیر سن کر امام علی رضا علیہ السلام نے بلند آواز سے اس سے کہا:۔

تم نے اس طرح سے اس کی تفسیر کی ہے اور تم نے اس کی کئی اقسام بنا ڈالیں۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ نعمت ٹھنڈا پانی ہے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ نعمت اچھا کھانا ہے اور کچھ اور نے کہا اچھی نیند نعمت ہے۔

مجھ سے میرے والد علیہ السلام نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق بیان کیا کہ ایک مرتبہ ان کے سامنے **ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ** کی آیت پڑھی گئی اور ان کے سامنے نعمت کی تفسیر کے متعلق مختلف اقوال بیان کیئے گئے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام لوگوں کی تفسیر سن کر غضب ناک ہوئے اور فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر جو احسان کیا ہے وہ اس کے متعلق اپنے بندوں سے کوئی سوال نہیں کرے گا اور اپنا احسان جتا کر اپنے بندوں کو شرمندہ بھی نہیں کرے گا کیونکہ اگر مخلوق میں سے بھی کوئی ایسا کرے تو وہ بھی قابل مذمت قرار پاتا ہے۔ تو جو چیز مخلوق کے حق میں اچھی نہیں سمجھی جاتی وہ خدا کے متعلق کیسے اچھی سمجھی جا سکتی ہے۔

(سنو!) ہم اہل بیتؑ کی محبت ہی نعمت ہے اور توحید و نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ ہماری ولایت کے متعلق اپنے بندوں سے سوال کرے گا۔ اور جس بندے نے اس نعمت کو ادا کیا ہو گا تو وہی نعمت اسے جنت کی اس نعمت تک لے جائے گی جس پر زوال نہ ہو گا۔ اور میرے والد علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی روایت سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

یا علیؑ ! مرنے کے بعد بندے سے **" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ "** کے ساتھ تمہاری ولایت کے متعلق پوچھا جائے گا کیونکہ خدا نے تمہیں ولی بنایا ہے اور میں نے تمہارا اعلان کیا ہے۔اور جو اس کا اعتقاد رکھتا ہو گا اور اس کا اقرار کرے گا تو وہ اس نعمت میں منتقل ہو جائے گا جس پر زوال نہیں آئے گا"۔

پھر ابو ذکوان نے مجھے یہ حدیث سنا کر میرے کسی سوال کے بغیر مجھ سے کہا :۔

میں یہ حدیث چند وجوہات کی بنا پر تمہیں سنا رہا ہوں۔

ایک وجہ تو یہ ہے کہ تم بصرہ سے سفر کر کے میرے پاس آئے ہو۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ میں نے یہ حدیث تمہارے چچا سے سنی تھی۔

اور تیسری وجہ یہ ہے کہ میں کچھ عرصے سے لغت اور اشعار میں مصروف رہا اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔

ایک رات میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ۔ لوگ آپؐ پر سلام کر رہے تھے اور آنحضرتؐ انہیں جواب دے رہے تھے۔میں نے آگے بڑھ کر آپؐ کو سلام کیا مگر آپؐ نے مجھے جواب نہ دیا۔

میں نے عرض کی :۔

یا رسول اللہؐ! کیا میں آپؐ کا امتی نہیں ہوں ؟

آپؐ نے فرمایا :۔

ہاں ! تم میرے امتی ہو۔ لوگوں کو نعمت والی وہ حدیث سناؤ جو تم نے ابراہیم سے سنی تھی۔

صولی نے کہا :۔

اس حدیث کو لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے مگر لوگوں نے اس میں نعیم اور آیت کی تفسیر نہیں کی ۔لوگوں نے آنحضرتؐ سے یہ الفاظ روایت کیئے۔

Presented by www.ziaraat.com

قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے توحید و نبوت اور علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا"۔

عظمتِ قرآن

۹۔ (حذف اسناد)" ایک دن امام علی رضا علیہ السلام کی محفل میں قرآن مجید کا تذکرہ ہوا تو آپؑ نے قرآن کی حجت کو عظیم کہا اور فرمایا قرآن کی ترتیب خدا کا معجزہ ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا :۔

"قرآن اللہ کی مضبوط رسی اور نہ ٹوٹنے والا رابطہ ہے اور قرآن خدا کا بے مثال راستہ ہے ۔ قرآن جنت تک لے جانے والا اوردوزخ سے بچانے والا ہے۔ زمانہ اسے بوسیدہ نہیں کرسکتا اور زبانوں پر یہ گراں محسوس نہیں ہوتا۔ کیونکہ قرآن کسی مخصوص زمانے کے لیئے نہیں آیا۔ قرآن کو اللہ نے دلیل و برہان بنایااور ہر انسان پر اسے حجت بنایا۔ باطل نہ تو اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے آسکتاہے۔ قرآن صاحب حکمت اور لائقِ حمد ذات کی طرف سے نازل کردہ ہے"۔

۱۰۔ (حذف اسناد)" سہل بن قاسم نو شجانی نے بیان کیا کہ ایک شخص نے امام علی رضا علیہ السلام سے کہا کہ عروہ بن زبیر سے یہ روایت کی جاتی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ وفات تک حالتِ تقیہ میں رہے۔

یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

جب اللہ تعالیٰ نے **يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ** ۔ (المائدہ۔۶۷)

" اے رسول ! اس حکم کی تبلیغ کریں جو آپؐ کے رب کی طرف سے آپؐ پر نازل کیا گیاہے اور اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا تو گویا آپؐ نے اس کا پیغام ہی نہیں پہنچایا اور اللہ آپؐ کولوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ بے شک اللہ کافر

Presented by www.ziaraat.com

لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا "۔(۱)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی اور رسول اکرمؐ نے ہر قسم کا تقیہ ختم کر دیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کھول کر بیان کیا۔لیکن قریش نے بعد میں اپنی مرضی سے جو کرنا چاہا وہ کیا۔ اور اس آیت سے پہلے شاید تقیہ ہو"۔

روشِ دنیا

۱۱۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے والد علیہ السلام کی سند سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا :۔

"جب دنیا کسی شخص کی طرف بڑھتی ہے تو اسے دوسری خوبیاں بھی دے دیتی ہے اورجب دنیا کسی کی طرف پشت کرتی ہے تو اس کی ذاتی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے"۔

۱۲۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

" بیس برس کی محبت قرابت ہےاورعلم باپ دادا کی بہ نسبت لوگوں کو زیادہ جمع کرنے والا ہے"۔

۱۳۔ (حذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے والد علیہ السلام سے روایت کی ۔ آپؑ نے فرمایا :۔

"قائم (آل محمدؑ) امام بن امام اور وصی بن وصی ہوگا"۔

۱۔علامہ حلی لکھتے ہیں کہ جمہور محدثین و مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت غدیر خم کے مقام پر نازل ہوئی۔رسول خداؐ نے تمام لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور فرمایا :۔

کیا میں تمہارا سر پرست نہیں ہوں ؟

سب نے کہا آپؐ ہی ہمارے حاکم اور سر پرست ہیں۔

پھر آپؐ نے علیؑ کا بازو پکڑ کر فرمایا :۔

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ ۔

" جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے " ۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۴۔ اسی اسناد سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی اور حسن و حسین علیھم السلام کو اپنا وصی بنایا ۔ پھر آپؐ نے **یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَطِیْعُوااللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ** ۔ (النساء ۔۵۹)

" اے ایمان والو ! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور جو تم میں صاحبانِ امر ہوں ، ان کی اطاعت کرو "۔ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا :۔

" امام قیامت تک علیؑ و فاطمہؑ کی اولاد سے ہوں گے "۔

ہم شکل علیؑ

۱۵۔(حذف اسناد) امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

" شب معراج میں نے عرش کے درمیان ایک فرشتے کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک نور کی تلوار تھی اور وہ اس تلوار سے یوں کھیل رہا تھا جیسا کہ علیؑ ابن ابی طالب ذوالفقار کے ساتھ کھیلتے ہیں۔اور جب فرشتوں کو علیؑ بن ابی طالبؑ کی زیارت کا شوق ہوتا ہے تو وہ اس فرشتے کے چہرے کو دیکھتے ہیں۔

میں نے عرض کی :۔

پروردگار! کیا یہ میرا بھائی اور ابن عم علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے ؟

اللہ تعالٰی نے کہا:۔

"محمدؐ ! یہ ایک فرشتہ ہے جسے میں نے علیؑ ابن ابی طالب کی صورت پر پیدا کیا ہے۔یہ میرے عرش کے درمیان میری عبادت کرتا ہے اور اس کی نیکیاں اور تسبیح و تقدیس قیامت کے دن تک علیؑ ابن ابی طالب کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی رہیں گی"۔

Presented by www.ziaraat.com

حسد کی تباہ کاری

۱۶۔ (محذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"قریب ہے کہ حسد تقدیر سے بھی سبقت لے جائے"۔

۱۷۔ (محذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی۔

"آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:۔

یا علیؑ! تمہارے متعلق میرے فرامین کو وہی مدنظر رکھیں گے جو پرہیزگار، پاکیزہ، نیک اور منتخب کیے ہوئے ہوں گے اور میری امت میں وہ ایسے نمایاں ہوں گے جیسے سیاہ رات میں سیاہ بیل کی پشت پر سفید بال ہوں"۔

جزع یمانی کی فضیلت

۱۸۔ (محذف اسناد) امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھر سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور آپؐ کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی تھی جس میں جزع یمانی کا نگینہ تھا۔ آپؐ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ جب نماز مکمل ہوگئی تو آپؐ نے وہ انگوٹھی مجھے عطافرمائی اور فرمایا:۔

علیؑ! اس انگوٹھی کو دائیں ہاتھ میں پہن کر نماز پڑھو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اس کے ساتھ ایک نماز ستر نمازوں کے برابر ہے اور یہ تسبیح و استغفار کرتی رہتی ہے اور اس کا اجر پہننے والے کو ملتا ہے"۔

و باللہ العصمۃ و التوفیق۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 36

نیشاپور میں آمد اور جس گھر میں قیام کیا اس کا بیان (۱)

۱۔ ابو واسع محمد بن احمد بن محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ میں نے اپنی دادی خدیجہ بنت حمدان بن پسندہ سے سنا۔

"جب امام علی رضا علیہ السلام نیشاپور تشریف لائے تو آپؑ نے مغربی محلہ میں قیام کیا جسے" لاشاباد " کہا جاتا ہے۔ اور آپؑ نے میرے دادا " پسندہ " کے گھر میں قیام فرمایا۔ اور میرے دادا کو " پسندہ " اس لیئے کہا جاتا ہے کہ امام علیہ السلام نے اسے لوگوں میں سے پسند فرمایا تھا۔ اور لفظ پسندہ فارسی کا لفظ ہے جسے عربی میں لفظ " مرضی " سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

الغرض جب آپؑ نے ہمارے گھر میں قیام کیا تو آپؑ نے اس میں بادام کا بیج کاشت کیا جو بہت جلد جوان ہو گیا اور اس میں اسی سال پھل آنے لگے۔

جب لوگوں کو حضرت کی اس برکت کا علم ہوا تو لوگ اس کا پھل بطور شفا لے جانے لگے۔ جو شخص بیمار ہوتا وہ بطور تبرک بادام کھاتا تو وہ صحت یاب ہو جاتا تھا اور جس کی آنکھیں آشوب کر آتیں وہ اس بادام کو اپنی آنکھوں پہ لگاتا تو اسے آشوب چشم سے نجات مل جاتی تھی۔

اگر حاملہ عورت کو زچگی میں دشواری پیش آتی تو اسے بادام کھلایا جاتا تھا جس سے ولادت آسان ہو جاتی تھی۔ اگر کسی جانور کو مرض قولنج ہوتا تو اس درخت کی شاخ اس کے جسم پر پھیر دی جاتی تو مرض دور ہو جاتا۔

کچھ عرصے بعد وہ درخت خشک ہو گیا تو میرے دادا حمدان نے اس کی شاخیں کاٹ دیں۔ جس سے وہ اندھا ہو گیا اور اس کے بیٹے ابو عمرو نے درخت کاٹ ڈالا تو باب فارس پر اس کا تمام مال و اسباب ضائع ہو گیا جو ستر اسی ہزار

۱۔ یہ باب ایک ہی حدیث پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

درہم مالیت کا تھا۔

ابو عمرو کے دو بیٹے تھے جن کے نام ابو القاسم اور ابو صادق تھے۔ اور یہ دونوں بھائی ابوالحسن محمد بن ابراہیم سجور کے کاتب تھے ۔ ابو صادق نے بیس ہزار درہم خرچ کر کے اس مکان کی از سر نو تعمیر کرائی اوراس درخت کی باقی ماندہ جڑیں بھی نکلوا دیں اور اسے معلوم نہ تھا کہ اس کے اس پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔

ان میں سے ایک امیر خراسان کی جاگیر پر کارندہ بن کر نیشاپور واپس آیا تو وہ ابھی محمل میں ہی تھا کہ اس کا داہنا پاؤں سیاہ ہو گیا۔جب مرض نے شدت اختیار کی تو پاؤں کاٹ دیا گیا اور ایک ماہ کے اندر وہ مر گیا۔

دوسرا بھائی جو اس سے عمر میں بڑا تھا وہ سلطان نیشاپور کے دربار میں ایک تحریر لکھ رہا تھا اور کچھ لوگ کھڑے اس کے خط کو دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا :۔

اللہ اس لکھنے والے کو نظر بد سے محفوظ رکھے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں رعشہ پیدا ہوا اور اس کے ہاتھ سے قلم گر گیا اور اس کے ہاتھ میں پھوڑانمودار ہوا اور وہ اپنے گھر واپس آیا۔

ابوالعباس کاتب چند آدمیوں کو لے کر اس کی عیادت کرنے کے لیئے گیا اور کہا :۔ فکر کی کوئی ضرورت نہیں بس خون میں حدت پیدا ہوگئی ہے اسی لیئے آج ہی فصد کھلوا لو۔

اس نے اسی دن فصد کھلوائی اور ابوالعباس کاتب دوسرے دن پھر آیا اور اس سے کہا۔ آج اور فصد کھلوا لو ۔

دوسرے دن بھی اس نے فصد کھلوا لی۔ جس کے نتیجے میں تمام ہاتھ سیاہ ہو گیا۔ آخر کار اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور پھر چند دن بعد وہ مر گیا اور دونوں بھائی ایک ہی سال کے اندر لقمۂ اجل بن گئے“۔

Presented by www.ziraat.com

باب 37

حدیث سلسلۃ الذہب (ا)

جب آپؑ مامون کے پاس جا رہے تو راستے میں نیشاپور شہر کے چوک میں آپؑ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔

ا۔ ابو سعید محمد بن فضل بن محمد بن اسحاق المذکر نیشاپوری نے ہمیں یہ حدیث نیشا پور میں سنائی۔ انہوں نے یہ حدیث ابو علی حسن بن علی خزرجی انصاری السعدی سے روایت کی۔ انہوں نے عبد السلام بن صالح ابو الصلت ہروی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا:۔

"جب امام علی رضا علیہ السلام نیشاپور سے جانے لگے تو میں آپؑ کے ساتھ تھا۔ آپؑ ایک سفید خچر پر سوار تھے اور جب آپؑ نیشاپور کے مرکزی چوک پر پہنچے تو محمد بن رافع، احمد بن حرث، یحییٰ بن یحییٰ اور اسحاق بن راہویہ اور دیگر اہل علم کے ایک گروہ نے آپؑ کی سواری کی لگام تھام لی اور عرض کی:۔

آپؑ کو اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کے حق کی قسم! آپؑ اپنے آباء سے منقول کوئی حدیث بیان فرمائیں۔

یہ درخواست سن کر آپؑ نے ہودج سے اپنا سر اطہر نکالا آپؑ اس وقت ایک اونی کڑھی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اور آپؑ نے فرمایا:۔

مجھ سے میرے والد بزرگوار عبد صالح موسیٰ بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ان سے ان کے والد جعفر صادق بن محمد باقر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ان سے ان کے والد ابو جعفر محمد بن علی باقر علوم الانبیاء نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ان سے ان کے والد سید العابدین علی بن الحسین نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ان سے ان کے والد سردار جوانان جنت حسین بن علی نے بیان

ا۔ یہ باب چار احادیث پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

کیا ، انہوں نے کہا کہ ان سے ان کے والد علی بن ابی طالب علیہم السلام نے بیان کیا ، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ، انہوں نے کہا کہ میں نے جبریل سے سنا ، انہوں نے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا۔

"میں اللہ ہوں اور میرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ لوگو! تم میری عبادت کرو۔ یہ جان لو کہ تم میں سے جو شخص خلوص دل سے اس امر کی گواہی دیتا ہوا میرے پاس آیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو وہ میرے قلعے میں داخل ہوا اور جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا"۔

۲۔ ہم سے یہ حدیث ابوالحسین محمد بن علی بن شاہ فقیہ مروروذی نے اپنے مرورود کے گھر میں بیان کی، انہوں نے ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن عامر طائی سے بصرہ میں یہ حدیث سنی ، انہوں نے اپنے والد سے یہ حدیث روایت کی، انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے یہ حدیث روایت کی ، آپؑ نے اپنے والد موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ، انہوں نے یہ حدیث ابی جعفر (۱) بن محمد علیہما السلام سے روایت کی ، انہوں نے یہ حدیث اپنے والد محمد بن علی علیہما السلام سے روایت کی ، انہوں نے یہ حدیث اپنے والد علی بن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ،انہوں نے یہ حدیث اپنے والد حسین بن علی علیہما السلام سے روایت کی ،انہوں نے یہ حدیث اپنے والد علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے یہ حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ، آپؐ نے فرمایا :۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

" **لا الہ الا اللہ** " میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا"۔

۱۔ ہمارے پاس جو نسخہ ہے اس میں ایسا ہی لکھا ہوا ہے۔ جب کہ یہاں ابو جعفر کی جائے ابو عبداللہ ہونا چاہیے۔ من المترجم

Presented by www.ziaraat.com

۳۔ ہم سے یہ حدیث ابو نصر احمد بن حسین بن احمد بن عبید ضبی نے بیان کی ، انہوں نے ابوالقاسم بن عبیداللہ بن باویہ(۱) "رجل صالح" سے روایت کی ، انہوں نے ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی ، انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے یہ حدیث مکہ میں سنی ، انہوں نے اپنے والد امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ،انہوں نے اپنے والد امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والدامام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد امام سجاد زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد سردار جوانان جنت امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد سیدالاوصیاء علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ، انہوں نے سید الانبیاء محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ، انہوں نے سیدالملائکہ جبریل سے روایت کی ، انہوں نے کہا:۔

"تمام سرداروں کے سردار اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

میں ہی اللہ ہوں۔ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ جس نے میری توحید کا اقرار کیا تو وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا"۔

۴۔ ہم سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ، انہوں نے ابوالحسین محمد بن جعفر اسدی سے روایت کی ، انہوں نے محمد بن حسین صولی(۲) سے روایت کی، انہوں نے یوسف بن عقیل سے روایت کی ، انہوں نے اسحاق

۱۔ بعض نسخوں میں راوی کا نام "عبیداللہ بن مالویہ" مرقوم ہے اور بعض دیگر نسخوں میں "باویہ" مرقوم ہے۔ واللہ اعلم

۲۔ بعض نسخوں میں لفظ "صوفی" مرقوم ہے اور یہ کوفہ کی ایک نواحی بستی "صوفہ" کی طرف منسوب ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

بن راہویہ سے روایت کی ۔انہوں نے کہا:۔

"جب امام علی رضا علیہ السلام نیشاپور تشریف لائے اور پھر چند دن وہاں رہنے کے بعد مامون کے پاس جانے کے لیئے تیار ہوئے تو محدثین کی ایک جماعت ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؑ سے عرض کی :۔

فرزند رسولؐ! آپؑ ہم سے کوئی حدیث بیان کیئے بغیر یہاں سے جارہے ہیں ۔کاش کہ آپؑ ہم سے کوئی حدیث بیان کرتے جس سے ہم مستفید ہوتے۔

آپؑ اس وقت ہودج میں بیٹھ چکے تھے۔آپؑ نے اپنا سر ہودج سے باہر نکالا اور فرمایا :۔

میں نے یہ حدیث اپنے والد موسیٰ بن جعفر سے سنی ، انہوں نے یہ حدیث اپنے والد جعفر بن محمد سے سنی ، انہوں نے یہ حدیث اپنے والد محمد بن علی سے سنی ، انہوں نے اپنے والد علی بن الحسین سے سنی ،انہوں نے یہ حدیث اپنے والد حسین بن علی سے سنی ، انہوں نے یہ حدیث اپنے والد امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیھم السلام سے سنی ، انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ،انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سنا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

" **لا الہ الا اللہ** " میرا قلعہ ہے جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا۔

جب آپؑ کی سواری گزرنے لگی تو آپؑ نے ہمیں آواز دے کر کہا :۔

" **لا الہ الا اللہ** "کی چند شرائط ہیں اور میں بھی اس کی شرائط میں سے ایک شرط ہوں۔

مصنف کتاب ھذا رحمہ اللہ عرض پرداز ہے۔

" **لا الہ الا اللہ** "کے شرائط میں امام علی رضا علیہ السلام شامل ہیں یعنی انہیں خدا کا مقرر کردہ مفترض الطاعت امام سمجھا جائے ۔

Presented by www.ziaraat.com

حمام رضا اور چشمہ کہلان

بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام نیشاپور تشریف لائے تو آپؑ نے محلہ فروینی میں قیام کیا۔ وہاں ایک حمام تھا۔ اور اب اس حمام کو "حمام رضا" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہاں ایک چشمہ بھی تھا جس کا پانی کم ہو گیا تھا اور کچھ مقررہ آدمی ہی اس چشمے سے پانی نکالا کرتے تھے۔ دروازے کے باہر ایک حوض بنا ہوا تھا۔ سیڑھی کے ذریعے سے اتر کر اس چشمے تک پہنچا جاتا تھا۔

امام علی رضا علیہ السلام اس حوض میں داخل ہوئے، غسل فرمایا، وہاں سے واپس آئے اور اس کے عقب میں جا کر نماز پڑھی۔

اس وقت سے لوگ بطور تبرک اس حوض سے غسل کرتے ہیں اور اس کا پانی پیتے ہیں اور اس کے عقب میں جا کر نماز پڑھتے ہیں اور اپنی حاجتوں کے لیئے اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ ان کی حاجات پوری ہوتی ہیں اور وہ چشمہ، چشمہ کہلان کے نام سے مشہور ہے۔ آج بھی لوگ وہاں جاتے ہیں۔

باب 38

آپؑ کی ایک نادر حدیث

(بحذف اسناد) علی بن بلال نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی، آنحضرتؐ نے جبریل سے، جبریل نے میکائیل سے، میکائیل نے اسرافیل سے، اس نے لوح سے، اس نے قلم سے روایت کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ولایة علی بن ابی طالب حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی۔

"علی بن ابی طالبؑ کی ولایت میرا قلعہ ہے اور جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا"۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 39

آپؑ کی نیشاپور سے طوس پھر وہاں سے مرو کی طرف روانگی(۱)

۱۔(محذف اسناد) احمد بن علی انصاری نے عبدالسلام بن ہروی سے روایت کی۔

"جب امام علی رضا علیہ السلام شہر نیشاپور سے مامون کے پاس جانے کے لیئے روانہ ہوئے اور قریۂ الحمراَ کے قریب پہنچے تو آپؑ سے عرض کیا گیا :۔

فرزند رسولؐ! دن ڈھل چکا ہے کیا آپؑ ابھی نماز فریضہ ادا نہ کریں گے ؟

یہ سن کر آپؑ اپنی سواری سے اترے اور فرمایا :۔"پانی لاؤ"۔

عرض کیا گیا کہ پانی تو ہمارے ساتھ نہیں ہے ۔

چنانچہ آپؑ نے اپنے دست مبارک کو زمین کی طرف بڑھایا اور انگشت مبارک سے زمین کی مٹی کو ہٹایا ہی تھا کہ وہاں سے چشمہ پھوٹ پڑا جس سے آپؑ نے اور تمام ہمرائیوں نے وضو کیا (اس چشمے کے آثار ابھی تک باقی ہیں)۔

پھر آپؑ سناباد پہنچے تو ایک پہاڑی پر چڑھے جس کے خزینے سے دیگچیاں بنائی جاتی تھیں۔ آپؑ نے دعا کی :۔

" پروردگار ! اس میں نفع بخش دے اور جو برتن اس سے بنائے جائیں یا جو چیزیں اس برتن میں رکھی جائیں اس میں برکت عطا فرما "۔

پھر آپؑ کے ارشاد کے بموجب چند دیگچیاں آپؑ کے لیئے بھی اس سے بنائیں گئیں۔ آپؑ نے غذا پکانے کا حکم دیا ویسے آپؑ خود کم خوراک کھاتے تھے۔

اسی دن سے لوگ اس کے بنے ہوئے برتنوں کو استعمال کرنے لگے اور آپؑ کی دعاؤں کی وجہ سے ان برتنوں میں برکتیں پیدا ہو گئیں۔

اس کے بعد آپؑ حمید بن قحطبہ طائی کے گھر تشریف لے گئے۔ پھر آپؑ اس قبہ میں داخل ہوئے جس میں ہارون الرشید کی قبر تھی۔ آپؑ نے اس کی ایک

۱۔ یہ باب تین احادیث پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

جانب اپنے ہاتھ سے نشان کھینچا اور فرمایا :۔

"یہ میری قبر کی جگہ ہے۔ میں یہیں دفن کیا جاؤں گا اور اس مقام پر میرے شیعہ اور میرے محبین آئیں گے اور خدا کی قسم ان میں سے جو بھی میری زیارت کو آ کر مجھ پر سلام بھیجے گا تو یقیناً ہم اہل بیت کی شفاعت کے ذریعے سے مغفرت اور اللہ کی رحمت کا مستحق ہو گا"۔

اس کے بعد آپؑ رو بہ قبلہ کھڑے ہوئے اور کئی رکعتیں نمازیں پڑھیں اور مختلف دعائیں پڑھتے رہے۔ بعد فراغت ایک طویل سجدہ کیا جس میں ہم نے شمار کیا تو پانچ سو بار **سبحان اللہ** کہا۔ پھر آپؑ وہاں سے واپس ہوئے"۔

۲۔ ہم سے ابو نصر احمد بن حسین بن احمد بن عبید ضبی نے بیان کیا، انہوں نے ابی الحسین بن احمد سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے دادا سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا :۔

"جب امام علی رضا علیہ السلام نیشاپور تشریف لائے تو میں حضرت کی خدمت کرتا رہا اور آپؑ کے امور بجا لاتا رہا۔ اور جب آپؑ نیشاپور سے مرو کی طرف روانہ ہوئے تو میں نے سرخس تک آپؑ کی مشایعت کی اور جب آپؑ سرخس سے مرو روانہ ہونے لگے تو میں نے چاہا کہ مرو تک آپؑ کی مشایعت کروں اور جب آپؑ روانہ ہوئے تو آپؑ نے ہودج سے سر باہر نکال کر مجھ سے فرمایا :۔

ابو عبداللہ ! خیر و عافیت سے واپس چلے جاؤ۔ کیونکہ تم نے اپنا فرض ادا کر دیا اور مشایعت کی کوئی خاص حد مقرر نہیں ہوتی۔

میں نے کہا :۔

آپؑ کو مصطفیٰ، مرتضیٰ اور زہرا علیہم السلام کے حق کا واسطہ ! آپؑ مجھ سے کوئی حدیث بیان فرمائیں جو میرے لیے باعثِ شفا ہو۔ تا کہ حدیث سن کر میں واپس چلا جاؤں۔

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے فرمایا:۔

تم مجھ سے حدیث کی خواہش کر رہے ہو جب کہ حالت یہ ہے کہ مجھے میرے جد اطہر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حرم سے نکالا جا چکا ہے اور میں نہیں جانتا کہ میرے حالات کیا رخ اختیار کریں گے۔

میں نے کہا :۔

آپؑ کو مصطفیٰ ، مرتضیٰ اور زہرا سلام اللہ علیہم کے حق کی قسم ہے آپؑ مجھے حدیث سنائیں جس سے مجھے شفا نصیب ہو پھر میں واپس چلا جاؤں گا۔

آپؑ نے فرمایا :۔

"مجھ سے میرے والد علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت بیان کی ، انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

لا اله الا الله اسمی من قاله مخلصا من قلبه دخل حصنی و من دخل حصنی امن من عذابی ۔

" **لا اله الا الله** میرا نام ہے جس نے خلوص دل سے **لا اله الا الله** کہا تو وہ میرے قلعے میں داخل ہوا اور جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا"۔

مصنف کتاب ھذا رحمہ اللہ عرض پرداز ہے :۔

خلوص دل سے یہ مراد ہے کہ انسان **لا اله الا الله** کے تقاضوں پر عمل کرتے ہوئے محرمات الٰہی سے رک جائے ۔

حرز رضا یا رقعۃ الجیب

۳۔ (حذف اسناد) یاسر خادم نے کہا :۔

جب امام علی رضا علیہ السلام نے حمید بن قحطبہ کے محل میں قیام فرمایا

Presented by www.ziaraat.com

تو آپؑ نے اپنے میلے کپڑے اتار کر دھلانے کے لیئے حمید کو دیئے اور حمید نے آپؑ کے کپڑے دھونے کے لیئے اپنی کنیز کے حوالے کیئے۔کچھ دیر بعد کنیز ایک رقعہ لے کر آئی اور وہ رقعہ حمید کے ہاتھ میں رکھ کر کہا :۔

یہ رقعہ ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضاؑ کی جیب سے برآمد ہوا ہے۔

حمید نے وہ رقعہ اٹھایا اور امام علیہ السلام سے کہا:۔

میں آپؑ پر قربان جاؤں ! یہ رقعہ آپؑ کی جیب میں تھا۔اورکنیز نے اسے آپؑ کی جیب سے نکالا ہے۔ یہ کیسا رقعہ ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

یہ ایک تعویذ ہے جسے ہم اپنے سے علیحدہ نہیں کرتے۔

حمید نے کہا :۔

تو کیا آپؑ ہمیں بھی اس کے متعلق کچھ بتانا پسند کریں گے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

یہ تعویذ جس کی جیب میں ہو گا وہ شیطان رجیم اور سلطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

پھر آپؑ نے اس تعویذ کی عبارت حمید کو پڑھ کر سنائی اور وہ عبارت یہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم ۔بسم الله انى اعوذ بالرحمن منك ان كنت تقيا او غير تقى اخذت بالله السميع البصير على سمعك و بصرك لا سلطان لك على و لا على سمعى ولا بصرى ولا على شعرى ولا على بشرى ولا على لحمى ولا على دمى ولا على مخى ولا على عصبى ولا على عظامى ولا على اهلى ولا على مالى ولا على رزقنى ربى سترت بينى و بينك بسترة النبوة الذى استتر به انبياء الله من سلطان الفراعنة جبرئيل

Presented by www.ziaraat.com

عن یمینی و میکائیل عن یساری و اسرافیل من ورائی و محمدؐ امامی و اللہ مطلع علی ما یمنعك و یمنع الشیطان منی۔ اللھم لا یغلب جھله اناتك ان یستفزنی و یستخفنی۔ اللھم الیك التجأت۔ اللھم الیك التجأت۔ اللھم الیك التجأت۔

" رحمان و رحیم اللہ کے نام کا سہارا لے کر۔اللہ کے نام کا سہارا لے کر میں تم سے رحمان کی پناہ چاہتا ہوں خواہ تم متقی یا غیر متقی ہو۔ سمیع و بصیر اللہ کی مدد سے میں نے تمہارے کان اور تمہاری آنکھ پر قبضہ کر لیا ہے۔اور تمہیں مجھ پر اور میرے کان اور آنکھ اور میرے بالوں اور میری کھال اور میرے گوشت اور میری مخ اور میرے اعصاب اور میری ہڈیوں اور میرے اہل و عیال اور میرے مال اور جو کچھ بھی میرے رب نے مجھے دے رکھا ہے ، کوئی قبضہ و تسلط نہیں ہے۔

اور میں نے اپنے اور تمہارے درمیان نبوت کا وہ پردہ لٹکا دیا ہے جس میں فراعنہ کے تسلط سے انبیاء نے پناہ لی تھی۔ جبریل میرے داہنے اور میکائیل میرے بائیں اور اسرافیل میرے پیچھے اور محمدؐ میرے آگے ہیں اور مطلع ہے اس چیز پر جو تمہیں روک سکتی ہے اور شیطان کو مجھ سے روک سکتی ہے۔

خدایا ! اس کی جہالت تیری بردباری پر غالب نہ آئے کہ وہ مجھے جلا وطن کرے اور میری توہین کرے۔

خدا یا ! میں نے تیرے ہاں پناہ لی۔خدا یا میں نے تیرے ہاں پناہ لی۔ خدا یا میں نے تیرے ہاں پناہ لی۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 40

آپؑ کی ولی عہدی کا بیان اور اس پر کون خوش ہوا اور کون ناراض ہوا

۱۔ (حذف اسناد) حسن بن موسیٰ نے کہا کہ ہمارے اصحاب نے روایت کی :۔

" ایک شخص نے امام علی رضا علیہ السلام سے کہا :۔

خدا آپؑ کی اصلاح فرمائے ! آپؑ مامون کے ولی عہد کیوں بن گئے ؟

اس شخص نے ان الفاظ سے حضرتؑ پر تنقید کی تھی۔

آپؑ نے اس سے فرمایا :۔

بندۂ خدا ! مجھے یہ بتاؤ کہ نبی افضل ہوتا ہے یا وصی ؟

اس نے کہا :۔

نبی افضل ہوتا ہے ۔

آپؑ نے فرمایا :۔

مسلم افضل ہے یا مشرک ؟

اس نے کہا :۔

مسلم افضل ہے ۔

آپؑ نے فرمایا :۔

عزیز مصر مشرک تھا اور یوسف علیہ السلام نبی تھے۔ جب کہ مامون مسلمان ہے اور میں وصی ہوں۔ یوسفؑ نے عزیز مصر سے درخواست کی تھی کہ وہ انہیں شریک اقتدار کرے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ۔

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (یوسف ۵۵)

" یوسفؑ نے کہا۔ مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے۔ بے شک میں حفاظت کرنے والا صاحبِ علم ہوں " ۔

(اور میں نے درخواست نہیں کی) جب کہ مجھے تو اس پر مجبور کیا گیا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

حضرت یوسفؑ نے اپنے آپ کو " حفیظ علیم " کہا تھا۔ یعنی آپ نے فرمایا جو کچھ میرے ہاتھ میں ہو گا میں اس کی حفاظت کروں گا اور میں ہر زبان کا علم رکھنے والا ہوں"۔

۲۔ (حذف اسناد)"ریان بن صلت نے کہا کہ میں امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کی :۔

فرزند رسولؐ! لوگ کہتے ہیں کہ آپؑ نے دنیا سے زہد و بے رغبتی رکھنے کے باوجود ولی عہدی کیوں قبول فرمائی؟

آپؑ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس کو بالکل پسند نہیں کرتا تھا مگر جب مجھ سے کہا گیا یا تو ولی عہدی قبول کرو یا اپنا قتل ہونا قبول کرو تو میں نے اپنے قتل کے بدلے ولی عہدی کو قبول کیا۔ ان نکتہ چینوں پر افسوس ہے کیا وہ نہیں جانتے کہ یوسف علیہ السلام نبی تھے مگر ضرورت نے مجبور کیا کہ وہ عزیز مصر کے خزانہ دار بن جائیں۔ انہوں نے خود کہا تھا۔

اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (یوسف۔۵۵)

" زمین کے خزانے میرے حوالے کر دے میں حفاظت کروں گا اور جانتا ہوں کہ اس کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے"۔

اسی طرح ضرورت نے مجھے بھی مجبور کر دیا اور مجھ پر اتنا دباؤ ڈالا گیا کہ مجھے اپنے سامنے موت دکھائی دینے لگی تھی۔ اس کے باوجود میں نے اس کو اس طرح سے قبول کیا کہ مجھے اس سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ میں اللہ سے فریاد کرتا ہوں اور وہی میری مدد کرنے والا ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

مامون کی دھمکی

۳۔ ہم سے حسین بن ابراہیم بن ناتانہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی ، انہوں نے اپنے والد ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی اور اس نے ابو الصلت ہروی سے روایت کی۔

"مامون نے امام علی رضا علیہ السلام سے کہا :۔

فرزند رسول ! میں آپؑ کے علم و فضل ، زہد و تقویٰ اور آپؑ کی عبادت سے واقف ہوں اور میری رائے یہ ہے کہ آپؑ مجھ سے خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"عبادت اللہ کے لیئے ہوتی ہے اور یہ قابل فخر ہے اور زہد کی وجہ سے میں دنیاوی شر سے محفوظ رہنے کی امید کرتا ہوں۔ تقویٰ اور ورع یعنی محرمات سے پرہیز ، تو میں اسے عظیم کامیابی تصور کرتا ہوں اور تواضع و انکساری اور خاطر داری کرنے سے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ کی بارگاہ میں بلند درجہ حاصل ہو گا"۔

مامون نے کہا :۔

میرا خیال ہے کہ میں خلافت سے سبکدوش ہو جاؤں اور آپؑ کو خلیفہ بنا کر آپؑ کی بیعت کروں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

" اگر واقعتاً خلافت آپ کا حق ہے اور اللہ نے آپؑ کو خلیفہ بنایا ہے تو یہ جائز نہیں کہ آپ خدا کی عطا کردہ خلافت کا پیراہن اتار کر کسی اور کے حوالے کر دیں۔ اور اگر یہ خلافت تمہاری نہیں اور کسی دوسرے کی ملکیت ہے تو تمہیں جائز نہیں کہ جو چیز خود تمہاری نہیں وہ ہمیں بخش دو"۔

مامون نے کہا :۔

فرزند رسول ! مگر آپؑ کو یہ خلافت و حکومت قبول کرنا ہی پڑے گی۔

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے فرمایا :۔

"جبر کی بات اور ہے ورنہ خوشی سے میں کبھی بھی اسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوں"۔

الغرض مامون کئی روز تک کوشش کرتا رہا کہ آپؑ خلافت قبول کر لیں اور جب وہ آپؑ کی طرف سے بالکل ناامید ہو گیا تو اس نے کہا :۔

اچھا اگر آپؑ خلافت قبول نہیں کرتے اور آپؑ کو یہ بات پسند نہیں کہ میں آپؑ کی بیعت کروں تو آپؑ میرے ولی عہد بن جائیں تا کہ میرے بعد خلافت آپؑ کو ملے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"خدا کی قسم ! میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے اور آپؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے (میرے اور تمہارے متعلق) روایت بیان کی ہے کہ۔

میں تم سے پہلے زہر سے مقتول ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا اور مجھ پر آسمانوں اور زمین کے تمام فرشتے گریہ کریں گے اور پردیس کے عالم میں مجھے ہارون کے پہلو میں دفن کیا جائے گا"۔

یہ سن کر مامون رونے لگا اور کہا :۔

فرزند رسول ! میری زندگی میں بھلا کون آپؑ کو قتل کرنے کی جرأت کر سکتا ہے اور کون آپؑ کی گستاخی کر سکتا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

" اگر میں چاہوں تو میں بتا سکتا ہوں کہ مجھے قتل کرنے والا کون ہو گا"۔

مامون نے کہا:۔

فرزند رسول ! آپؑ یہ سب کچھ اس لیئے کہہ رہے ہیں کہ آپؑ یہ بار خلافت اٹھانا ہی نہیں چاہتے اور آپؑ اس لیئے انکار کر رہے ہیں تا کہ لوگ آپؑ

Presented by www.ziaraat.com

کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہیں کہ علی بن موسیٰ بڑے ہی تارک الدنیا شخص ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

"سنو ! مجھے پروردگار کی قسم ! جب سے اللہ نے پیدا کر کے مجھے اس دنیا میں بھیجا ہے۔میں نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا۔میں ترک دنیا کو حصول دنیا کا ذریعہ نہیں بنانا چاہتا اور میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ آپؐ کیا چاہتے ہیں"۔

مامون نے کہا :۔

بھلا بتایئے کہ میں کیا چاہتا ہوں ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

" اگر سچ کہوں تو جان کی امان ہوگی ؟"

مامون نے کہا :۔

جی ہاں ! امان ہے۔

آپؑ نے فرمایا :۔

" تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ درحقیقت علی بن موسیٰ نے دنیا کو نہیں چھوڑا تھا بلکہ دنیا نے انہیں چھوڑا تھا۔کیا تم نہیں دیکھتے کہ خلافت کی لالچ میں ولی عہدی کو انہوں نے کتنی خوشی سے قبول کر لیا"۔

یہ سن کر مامون کو غصہ آیا اور کہنے لگا :۔

آپؑ تو ہمیشہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں جو ہمیں ناپسند ہوتی ہیں۔ یہ سب کچھ میری ڈھیل اور رعایت کا نتیجہ ہے۔

اچھا اب خدا کی قسم ! اگر آپؑ نے ولی عہدی قبول کر لی تو بہتر ورنہ میں جبراً آپؑ کو ولی عہد بناؤں گا۔ اگر اس پر بھی آپؑ نے قبول نہ کیا تو آپؑ کی گردن اڑا دوں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

Presented by www.ziaraat.com

ٹھیک ہے۔ اللہ تعالٰی نے مجھے اپنے آپؑ کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو جو کچھ تمہارے جی میں آئے ، اس پر عمل کرو۔ میں اسے قبول کرلوں گا۔ مگر میری شرط یہ ہے کہ میں نہ تو کسی کو کسی عہدہ پر مقرر کروں گا اور نہ ہی کسی کو برخواست کروں گا۔ اور میں تمہارے کسی آئین و دستور کو منسوخ نہیں کروں گا۔ بس معاملات خلافت میں تمہیں دور سے مشورہ دیتا رہوں گا"۔

مامون اس پر راضی ہو گیا اور اس نے آپؑ کی ناپسندیدگی کے باوجود آپؑ کو اپنا ولی عہد بنا دیا"۔

۴۔ (حذف اسناد) محمد بن عرفہ نے کہا :۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے کہا :۔

آپؑ نے ولی عہدی کیوں قبول کرلی؟

آپؑ نے فرمایا :۔

"جس طرح سے امیرالمومنین علیہ السلام نے شوریٰ میں داخل ہونا قبول کرلیا تھا"۔

۵۔(حذف اسناد) " ابوالصلت ہروی نے کہا :۔

خدا کی قسم : امام علی رضا علیہ السلام اپنی خوشی سے ولی عہد نہیں بنے انہیں مجبور کرکے کوفہ لایا گیا۔ پھر انہیں وہاں سے بصرہ،فارس اور مرو لے جایا گیا"۔

۶۔ (حذف اسناد) موسیٰ بن سلمہ (سہل رخ ل) نے کہا کہ میں محمد بن جعفر کے ساتھ خراسان میں تھا وہاں میں نے ذوالریاستین فضل بن سہل سے ایک دن سنا ۔وہ ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا :۔

واہ رے تعجب ! جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ انتہائی تعجب خیز ہے۔ تم لوگ مجھ سے پوچھو کہ میں نے کیا دیکھا ہے ؟

تمام افراد نے اس سے پوچھا کہ وہ کیا دیکھ گیا ہے ؟

Presented by www.ziaraat.com

اس نے کہا :۔

میں نے امیرالمومنین (مامون) کو دیکھا کہ وہ علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے کہہ رہے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ آپؑ امور مسلمین کو سنبھال لیں اور میں اس سے سبکدوش ہو کر اس کا بوجھ آپؑ کی گردن میں ڈالنا چاہتا ہوں۔

اور میں نے علی بن موسیٰ الرضا کو یہ کہتے ہوئے سنا :۔

" اللہ اللہ ! مجھ میں اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں ہے"۔

میں نے آج تک خلافت سے زیادہ بے کار اور ضائع شدہ چیز کبھی نہیں دیکھی جسے امیرالمومنین چھوڑنا چاہ رہے تھے اور علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام قبول کرنے پر آمادہ نہ تھے"۔

شعراء کی خدمت امام میں حاضری

۷۔ (حذف اسناد) جب امام علی رضا علیہ السلام ولی عہد مقرر ہوئے تو ابراہیم بن عباس اور دعبل بن علی جو کہ ایک دوسرے کے گہرے دوست تھے اور ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے تھے اور رزین بن علی جو کہ دعبل کا بھائی تھا حضرت کے سلام کے لیئے گھر سے روانہ ہوئے ۔راستے میں ان کے مال پر ڈاکہ پڑ گیا اور ڈاکوؤں نے ان کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔

پھر مذکورہ شعراء نے چند گدھے کرایہ پر حاصل کیئے جن پر پہلے کانٹے لدے ہوئے تھے۔جب تینوں شعراء گدھوں پر بیٹھ گئے تو ابراہیم نے یہ شعر کہا:۔

اعیدت بعد حمل الشوك احمالا من الخزف

نشاوی لا من الخمر بل من شدة الضعف

" کانٹے اٹھانے کے بعد ان گدھوں پر ایسی ٹھیکریاں سوار ہو گئی ہیں جو آواز دے رہی ہیں مگر وہ آواز شراب کی وجہ سے نہیں بلکہ کمزوری کی شدت سے پیدا ہو رہی ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

پھر اس نے رزین بن علی سے کہا تم اس پر گرہ لگاؤ۔

رزین نے یہ شعر کہا :۔

فلو کنتم علی ذاك تصیرون الی القصف

تساوت حالكم فیه ولم تبقوا علی الخصف

" اگر تمہارا یہی حال رہا تو تم مزید کمزور ہو جاؤ گے اور تم ٹھیکریوں کی طرح سے ہو جاؤ گے اور تم پیوند لگانے کے بھی قابل نہ رہو گے "۔

پھر اس نے دعبل سے گرہ لگانے کو کہا :۔

دعبل نے یہ شعر پڑھا۔

اذا فات الذی فات فكونوا من ذوی الظرف

وخفو انقصف الیوم فابی بایع خف

" جو کچھ تم سے جاتا تھا سو وہ چلا گیا تمہیں ظرف والا بننا چاہیئے ۔اور آج ہمیں مزید کمزوری کا خوف ہے۔ میرا باپ موزہ فروش ہے"۔

۸۔ (حذف اسناد) "جب ابراہیم بن عباس اور دعبل بن علی خزاعی امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابراہیم نے اپنا مندرجہ ذیل قصیدہ پیش کیا۔

ازالت عناء القلب بعد التجلد

مصارع اولاد النبی محمد

" صبر و تحمل کے بعد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی شہادت نے دل کا سکون زائل کر دیا "۔

اور دعبل بن علی خزاعی نے اپنا مشہور قصیدہ تائیہ پڑھا جس کا مطلع یہ تھا۔

مدارس ایات خلت من تلاوة

و منزل وحی مقفر العرصات

"آیات الٰہی کے مدارس تلاوت سے خالی ہو چکے ہیں اور وحی کی منزل کا

Presented by www.ziaraat.com

صحن ویران ہو چکا ہے"۔

امام علی رضا علیہ السلام نے ان دونوں کو بیس ہزار درہم رضوی عطا کیئے۔
اور واضح رہے کہ درہم رضوی ان درہموں کو کہا جاتا ہے جن پر آپؑ کا اسم گرامی منقوش تھا اور جسے مامون نے اس وقت ڈھلوایا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ دعبل اپنا حصہ دس ہزار درہم لے کر قم گئے اور وہاں انہوں نے ہر درہم کو دس درہموں کے بدلے فروخت کر دیا۔اس طرح اسے ایک لاکھ درہم مل گئے۔لیکن ابراہیم نے اپنا حصہ اپنے پاس رکھا اور اس میں سے کچھ درہم لوگوں کو تحفے میں دیئے اور کچھ اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کیئے اور بقیہ اپنے پاس رکھے اور جب ان کی وفات ہوئی تو یہی رقم ان کی تجہیز و تکفین میں کام آئی"۔

۹۔ (بحذف اسناد) علی بن محمد بن سلیمان نوفلی کی روایت ہے :۔

"جب مامون نے امام علی رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تو ابو نواس کے سوا تمام شعراء مامون کے دربار میں پہنچے اور ہر ایک نے امام علیہ السلام کی مدح کی اور مامون کے اس اقدام کی تعریف کی اور یوں انہوں نے کافی انعامات حاصل کیئے۔
مگر ابو نواس دربار میں حاضر نہ ہوئے اور نہ ہی انہوں نے مداح میں کوئی قصیدہ پڑھا۔ ایک دن جب وہ مامون کے پاس گئے تو مامون نے ان سے کہا :۔

ابو نواس ! تم جانتے ہو کہ میرے نزدیک علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کا مقام کیا ہے۔ اور میں نے انہیں کس عہدے پر متعین کیا ہے۔ اس کے باوجود تم نے ان کی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں کہا حالانکہ تم شاعر عصر ہو اور شعرائے زمانہ کے سر تاج ہو۔

یہ سن کر ابو نواس نے یہ قطعہ پڑھا۔

قیل لی انت اوحد الناس طرا ۔ فی فنون من الکلام النبیه
لك من جوهر الکلام بدیع ۔ یثمر الدر فی یدی مجتنیه

Presented by www.ziaraat.com

فعلی ما ترکت مدح ابن موسیٰ - والخصال التی تجمعن فیه
قلت لا اھتدی لمدح امام - کان جبرئیل خادما لابیه

۱۔ مجھ سے کہا گیا کہ تم مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کرنے والے شعرا میں بے مثال ہو۔

۲۔ تم اپنے نادر اور بدیع کلام سے ایسے جواہرات پیش کرتے رہتے ہو۔ جس سے چننے والے افکار وخیالات کے موتی چنتے ہیں۔

۳۔ مگر اس کی آخر کیا وجہ ہے کہ علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام میں اتنے فضائل کے باوجود تم نے ان کی مدح کیوں نہ کی۔

۴۔ میں نے کہا کہ میں ایسے امام کی مدح میں لب کشائی کروں بھی تو کیا کروں جن کے والد کا جبریل خادم ہو"۔

مامون نے اسے آفرین کہی اور اس نے باقی شعراء کو جتنا انعام دیا تھا۔ تنا ہی انعام اس نے ابو نواس کو دیا بلکہ ان سے کچھ زیادہ انعام دیا"۔

ابو نواس کے اشعار

۱۰۔ (حذف اسناد) ابوالحسن محمد بن یحییٰ فارسی کی روایت ہے:۔

"ایک دن امام علی رضا علیہ السلام اپنے خچر پر سوار ہو کر نکل رہے تھے کہ بو نواس کی آپؑ پر نظر پڑی۔ فوراً قریب آ گئے اور سلام کیا اور عرض کیا۔

فرزند رسولؐ! میں نے آپؑ کی مدح میں چند اشعار کہے ہیں اور میری خواہش ہے کہ آپؑ میری زبان سے انہیں سن لیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

سناؤ کیا ہے۔

ابو نواس نے یہ شعر پڑھے:۔

مطھرون نقیات ثیابھم - تجری الصلوٰۃ علیھم اینما ذکروا

Presented by www.ziaraat.com

من لم یکن علویا حین تنسبه - فما له من قدیم الدهر مفتخر
فالله لما برئ خلقا فاتقنه - صفا کم و اصطفا کم ایها البشر
فانتم الملاء الاعلی و عندکم - علم الکتاب وما جآءت به السور

ا۔ یہ ائمۂ طاہرین علیہم السلام اللہ کی طرف سے طاہر و مطہر پیدا کیئے گئے ہیں ۔ان کا لباس بھی پاک و صاف اور طیب و طاہر ہے۔ان لوگوں کا جہاں بھی ذکر ہوتا ہے تو درود و صلوٰۃ کا ایک سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔

۲۔ حسب ونسب میں جو شخص علوی نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کا ابتدائی اور قدیمی سلسلۂ نسب کوئی قابل فخر نہیں ہے۔

۳۔ اے خدا کے پاک بندو ! اللہ نے جب سے مخلوقات کو پیدا کیا اور ان کی خلقت کو استوار کیا ۔ اسی وقت سے آپؑ لوگوں کو چنا اور منتخب کیا ہے۔

۴۔ آپؑ حضرات ملاء اعلیٰ ہیں۔ آپؑ کے پاس قرآن اور سورتوں کے مطالب ہیں"۔

ابو نواس کے ان اشعار کو سن کر حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

واقعی تم نے ایسے اشعار سنائے کہ تم سے پہلے ایسے اشعار کسی نے نہیں سنائے تھے۔پھر آواز دی :۔

اے غلام ! ہمارے اخراجات کی رقم میں سے تمہارے پاس کچھ ہے۔

اس نے عرض کی :۔

جی ہاں ! تین سو دینار ہیں ۔

آپؑ نے فرمایا :۔

یہ ابو نواس کو دے دو ۔

پھر آپؑ نے فرمایا :۔

شاید ان کے پاس سواری نہیں ۔ اے غلام ! انہیں سواری کے لیئے یہ خچر بھی دے دو۔

Presented by www.ziaraat.com

جب ۲۰۱ھ ہجری کا سال آیا تو اسحٰق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ لوگوں کے ساتھ حج کے لیئے آئے اور وہاں لوگوں کو مامون کی خلافت اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی ولی عہدی کی دعوت دی۔ اس کے بعد حمدویہ ابن علی بن عیسیٰ بن ماہان آگے بڑھے تو اسحٰق نے سیاہ لباس منگوایا تا کہ انہیں پہنایا جائے مگر وہ نہ ملا تو ایک علم کا سیاہ پھریرا لے کر اپنے جسم پر ڈال لیا۔ پھر بولے :۔

اے لوگو ! ہمیں جو حکم دیا گیا تھا وہی ہم نے پہنچایا ہے۔ ہم امیرالمومنین مامون اور فضل بن سہل کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتے۔

یہ کہہ کر وہ منبر سے نیچے اتر آئے۔

ایک دن عبداللہ بن مطرف بن ماہان مامون کے پاس آئے۔ وہاں حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام بھی موجود تھے۔

مامون نے کہا:۔

آپ اہل بیتؑ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

عبداللہ نے جواب دیا:۔

اس طینت کے متعلق میرے قول کی کیا حقیقت جو آبِ رسالت سے گوندھی اور خمیر کی گئی ہو پھر وحی کے پانی سے مسلسل تر رکھی گئی ہو تو کیا ہدایت کی مشک اور تقویٰ کے عنبر کی خوشبو کے سوا ان سے بھلا کوئی اور خوشبو آسکتی ہے۔

راوی کا بیان ہے:۔

مامون کو ان کے یہ فقرات اتنے پسند آئے کہ اس نے جواہرات کا صندوقچہ منگوایا اور عبداللہ بن مطرف کے منہ کو موتیوں سے بھر دیا"۔

۱۱۔ (حذف اسناد) ابوالعباس محمد بن یزید مبرد کا بیان ہے :۔

" ایک دن ابو نواس اپنے گھر سے نکلے۔انہوں نے سامنے ایک سوار کو دیکھا جس کا چہرہ صاف نہ دکھائی دے رہا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

ابو نواس نے پوچھا:۔

وہ کون ہے ؟

اسے بتایا گیا کہ وہ امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام ہیں تو انہوں نے فی البدیہہ یہ اشعار کہے۔

اذا ابصرتك العين من بعد غاية

وعارض فيك الشك اثبتك القلب

و لو ان قوما امموك لقادهم

نسيمك حتى يستدل بك الركب

وجعلتك لى حسبا اباهى بك الورى

و ما خاب من امسىٰ و انت له حسب

"جب آنکھ دور سے آپؑ کو دیکھ کر پہچان نہ سکے اور شک پیدا ہو تو دل آپؑ کو ثابت کر دیتا ہے۔

اگر کوئی گروہ آپؑ کے پاس آنا چاہے تو آپؑ کی خوشبو ہی انہیں آپؑ تک لے جائے گی اور قافلہ آپؑ تک پہنچ جائے گا۔

میں نے تو آپؑ کو ہی اپنے لیئے حسب بنا لیا ہے اور جس کا حسب آپؑ ہوں وہ کبھی نامراد نہیں رہتا"۔

۱۲۔ (حذف اسناد) ثمامہ بن اشرس کی روایت ہے۔

"ایک دن مامون نے آپؑ کو اپنا ولی عہد بنانے کا آپؑ پر احسان جتلایا تو آپؑ نے فرمایا:۔

"جو چیز رسول خداؐ کی وجہ سے حاصل کی جائے وہ رسول خداؐ کے نام پر دے دینی چاہیئے"۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا:۔

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ کیسے ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"رسول خدا کی وجہ سے ساری دنیا کو امن ملتا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہم خوف زدہ ہیں"۔

امام زین العابدینؑ کا مسافرت میں طرز عمل

۱۳۔ (محذف اسناد) "امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

امام زین العابدین علیہ السلام کا دستور تھا کہ آپؑ ایسے قافلے کے ساتھ سفر کرتے تھے جو آپؑ سے واقف نہ ہو اور آپؑ ان سے یہ شرط طے کرتے تھے کہ آپؑ اپنے ہم سفر افراد کی خدمت کریں گے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپؑ ایک قافلے کے ساتھ سفر کر رہے تھے تو قافلے والوں میں سے ایک نے آپؑ کو پہچان لیا۔

اس نے قافلہ والوں سے کہا:۔

جانتے ہو کہ یہ کون ہیں ؟

اہل قافلہ نے کہا:۔

ہمیں کوئی علم نہیں ہے ۔

اس نے کہا :۔

یہ علی بن الحسین علیہ السلام ہے ۔

یہ سن کر اہل قافلہ اٹھے اور آپؑ کے ہاتھ پاؤں کو بوسے دینے لگے اور انہوں نے کہا:۔

فرزند رسولؐ! آپؑ تو ہمیں دوزخ کا ایندھن بنانا چاہتے تھے ۔ اگر زبان یا ہاتھ سے ہم سے کوئی گستاخی سرزد ہو جاتی تو ہم برباد ہو جاتے۔ آخر آپؑ نے یہ کیا کیا؟

آپؑ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ میں نے واقف افراد کے ساتھ سفر کیا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وجہ سے انہوں نے مجھ سے وہ سلوک کیا جس کے میں قابل نہ تھا۔اسی لیئے میں نے تمہیں اپنا تعارف کرانا مناسب نہ سمجھا کہ کہیں تم بھی انہی کی طرح سے میرے ساتھ وہی سلوک کرو"۔

۱۴۔ (بحذف اسناد) ھارون فروی کی روایت ہے۔

"جب مدینہ میں امام علی رضا علیہ السلام کی ولی عہدی کی اطلاع ملی تو عبدالجبار بن سعید بن سلیمان مساحقی نے خطبہ دیا اور خطبے کے آخر میں کہا:۔

لوگو ! کیاتم جانتے ہو کہ تمہارا ولی عہد کون ہے ؟

لوگوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا :۔

سن لو !تمہارا ولی عہد علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیھم السلام ہے۔ ان کے سات آباؤاجداد تمام کائنات سے افضل ہیں"۔

۱۵۔ (بحذف اسناد) ابراہیم بن عباس کی روایت ہے۔

"جب مامون نے امام علی رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تو امام علیہ السلام نے مامون سے فرمایا :۔

امیرالمومنین ! آپ کی خیر خواہی میرے لیئے ضروری ہے اور مؤمن کے لیئے دھوکا دینا جائز نہیں ہے۔ آپ نے جو سلوک میرے ساتھ کیا ہے اس پر عوام خوش نہیں ہیں اور جو سلوک آپ نے فضل بن سہل کے ساتھ روا رکھا اس سے خواص خوش نہیں ہیں۔ میری رائے یہی ہے کہ آپ ہمیں اپنے سے دور رکھیں تا کہ آپ کے حالات بہتر ہو سکیں۔

ابراہیم نے کہا:۔

خدا کی قسم ! آپؑ کی راست گوئی کی وجہ سے حالات نے دوسرا رخ اختیار کر لیاہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۶۔ (بحذف اسناد) ابن ابی عبدون نے اپنے والد سے روایت کی۔
"جب مامون نے امام علی رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تو اس نے آپؑ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ عباس خطیب نے اٹھ کر خوبصورت تقریر کی اور اپنی تقریر کا اختتام انہوں نے اس شعر پر کیا۔

لا بد للناس من شمس و من قمر

فانت شمس و هذا ذلك القمر

" لوگوں کوسورج اور چاند کی بڑی ضرورت ہے۔ تم سورج ہواور یہ چاند ہے "۔

خطبۂ امامؑ بوقت تہنیتِ ولی عہدی

۱۷۔ (بحذف اسناد) محمد بن اسحاق نے اپنے والد سے روایت کی ہے :۔
"جب امام علی رضا علیہ السلام کی ولی عہدی کی بیعت لی جا چکی تو لوگ آپؑ کے پاس مبارکباد دینے کے لیئے حاضر ہوئے۔
آپؑ نے مجمع کو خاموش ہونے کا اشارہ فرمایا، مجمع خاموش ہوا تو آپؑ نے ان کے سامنے یہ خطبہ دیا۔
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحمان و رحیم ہے۔
ہر طرح کی حمد کا سزاوار وہ اللہ ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور اس کے فیصلے کو کوئی مسترد نہیں کر سکتا۔ وہ لوگوں کی دزدیدہ نگاہوں اور دلوں کے چھپے ہوئے بھیدوں سے واقف ہے اور درود ہو حضرت محمدؐ پر اولین و آخرین میں اور آپؐ کی طیب و طاہر آل پر۔
سنو ! میں علیؑ بن موسیٰ بن جعفرؑ ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ امیرالمومنین (مامون) اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ مضبوط کرے اور انہیں راہ صواب کی توفیق دے۔
انہوں نے ہمارے اس حق کو پہچانا جس سے دوسرے لوگ انجان بنے ہوئے تھے اور اس صلہ رحمی کا پاس و لحاظ کیا جو منقطع کر دی گئی تھی اور وہ نفوس جو خ

Presented by www.ziaraat.com

وہراس کی زندگی بسر کر رہے تھے انہیں امن کا احساس ہوا بلکہ جو تقریباً مر چکے تھے انہیں زندہ کر دیا گیا، جو افلاس میں مبتلا ہو چکے تھے ان کے افلاس کو دور کیا اور یہ سب انہوں نے پروردگار کی رضا حاصل کرنے کے لیئے کیا اور اسی سے اس کی جزا چاہتے ہیں غیر سے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو یقیناً جزا دیتا ہے اور نیکی کرنے والوں کی نیکیوں کو ہرگز ضائع نہیں ہونے دیتا۔

بے شک انہوں نے اپنی عظیم حکومت و خلافت کا مجھے ولی عہد اور جانشین بنایا ہے۔ بشرطیکہ ان کے بعد میں زندہ رہا۔پس یاد رکھو جس نے اللہ کی باندھی ہوئی گرہ کو کھولا اور جس رسی کو اللہ نے مضبوط بنایا، اسے کاٹا تو سمجھ لو کہ اس نے حرام خدا کو حلال اور حلالِ خدا کو حرام کیا۔ اس طرح اس نے امام کو نظر انداز کیا اور اسلام کی بے حرمتی کی۔ درحقیقت یہ سلسلہ ایک گزرنے والے نے جاری کیا تھا مگر امام وقت نے اس کی عہد شکنی پر صبر کیا اور اس کے بعد وہ جو کچھ کرتا رہا اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کہیں دین پارہ پارہ اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھر نہ جائے۔ کیونکہ جاہلیت کا دور ابھی عنقریب ہی گزرا تھا اور منافقین موقع کی تاک میں تھے۔ میں نہیں جانتا کہ اب ہمارے اور تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ اور حکومت تو بس اللہ کی ہے اور وہی حق کا فیصلہ کرتا ہے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے"۔

بابرکت نام

۱۸۔ (بحذف اسناد) حسن بن جہم نے اپنے والد سے روایت کی ۔

"جب امام علی رضا علیہ السلام کی ولی عہدی کی بیعت ہو گئی تو مامون منبر پر آیا اور کہا :-

لوگو ! یہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی بیعت ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

خدا کی قسم ! اگر یہی نام گونگے اور بہرے اشخاص پر بھی دم کر دیے جائیں تو وہ بھی خدا کے حکم سے تندرست ہو جائیں گے"۔

ستاروں کی گردش

١٩۔ (حذف اسناد) عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر کی روایت ہے ۔

"فضل بن سہل نے مامون کو مشورہ دیا تھا کہ وہ خدا اور رسولؐ کی رضا حاصل کرنے کے لیئے امام علی بن موسیٰ علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنائے تا کہ ہارون الرشید کی زیادتی کا ازالہ ہو سکے۔

مامون نے ٢٠٠ھ میں رجاء بن ابی الضحاک اور یاسر خادم کو خراسان سے روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ محمد بن جعفر صادقؑ اور علی بن موسیٰ کاظمؑ کو اپنے ساتھ خراسان لے آئیں۔

جب امام علی بن موسیٰ علیہ السلام خراسان تشریف لائے تو مامون نے انہیں اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اہل لشکر کو ایک سال کی تنخواہ بطور انعام دی اور امام علیہ السلام کی ولی عہدی کے متعلق پورے ملک میں تحریر کیا اور اس نے آپؑ کا نام " رضا " رکھا اور آپؑ کے نام کے درہم ڈھالے گئے اور مامون نے بنی عباس کا سیاہ رنگ کا لباس اتار کر بنی فاطمہ کا سبز رنگ کا لباس پہن لیا۔ اور اس نے اپنی ایک دختر ام حبیب کا نکاح امام علی رضا علیہ السلام اور دوسری دختر ام الفضل کا نکاح آپؑ کے فرزند محمد تقی علیہ السلام سے کیا اور خود اس نے حسن بن سہل کی صاحبزادی " پوران " سے نکاح کیا ۔اور حسن کی دختر کا نکاح اس کے چچا فضل بن سہل نے مامون کے ساتھ کیا اور یہ تینوں نکاح ایک ہی دن میں ہوئے اور وہ دلی طور پر یہ چاہتا تھا کہ امام علی رضا علیہ السلام کی ولی عہدی ان کے اقتدار میں تبدیل نہ ہو۔

صولی نے کہا:۔

Presented by www.ziaraat.com

احمد بن عبیداللہ کی روایت کئی وجوہ سے میرے ہاں صحیح ہے۔(۱)

ان میں سے ایک وجہ عون بن محمد کی وہ روایت ہے جو انہوں نے فضل بن سہل نو بختی یا اس کے بھائی سے کی ہے۔انہوں نے کہا:۔

جب مامون نے امام علیہ السلام کی ولی عہدی کا عزم کیا تو میں نے اپنے دل میں کہا:۔

خدا کی قسم! میں مامون کے دل کی بات اس سے ضرور معلوم کر کے رہوں گا کہ آیا وہ اس ولی عہدی کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے کا خواہش مند ہے یا صرف یہ بناوٹ اور تصنع ہے۔

یہ سوچ کر میں نے اس کے ایک مخصوص خادم کے ہاتھ اس کے پاس ایک رقعہ لکھ کر بھیجا اور مامون جب بھی رازدارانہ تحریر روانہ کرتا تھا تو اسی خادم خاص کے ذریعے سے روانہ کیا کرتا تھا۔اور اس رقعہ میں میں نے یہ لکھا۔

ذو الریاستین نے ولی عہدی کا عزم اس ساعت میں کیا ہے جو کہ سرطان کی ساعت ہے اور اس میں مشتری اور سرطان ایک دوسرے کے مد مقابل ہوتے ہیں اور اگر مشتری حالت شرف میں ہو تو وہ "برج منقلب" ہوتا ہے اور اس میں کیا جانے والا کوئی کام اپنے منطقی انجام تک نہیں پہنچ پاتا۔علاوہ ازیں اس وقت مریخ میزان میں ہے جو کہ اس کا چوتھا گھر ہے اور وہ زمین کا "وتد" ہے اور وہ "بیت عاقبت" میں ہے اور یہ بھی اس بات کی نشانی ہے کہ ولی عہدی کبھی بھی مکمل نہ ہو سکے گی۔ اور میں آپ کو یہ بات اس لیئے لکھ رہا ہوں کہ مبادا کل کوئی شخص آپ کو ستاروں کی چال کی خبر دے تو آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں۔

وہ خادم یہ رقعہ لے کر مامون کے پاس گیا تو مامون نے مجھے لکھا کہ اس بات کو دل میں رکھو اور کسی سے اس کا اظہار نہ کرو اور ذوالریاستین کو بھی اس

ا۔ اکثر نسخوں میں احمد بن عبیداللہ ہے جب کہ بعض نسخوں میں احمد بن عبیداللہ کی بجائے صرف عبیداللہ مرقوم ہے اور یہ سند متن کے لحاظ سے زیادہ صحیح ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

کا علم نہیں ہونا چاہئے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے عزم کو تبدیل کر لے (اور کسی نیک ساعت کا انتخاب کرلے) اگر ایسا ہوا تو میں یہ سمجھوں گا کہ یہ سب کچھ تمہارا کیا دھرا ہے اور میں تمہیں ہی اس کا قصور وار سمجھوں گا اور ہاں میرا یہ خط اپنے پاس مت رکھنا۔ یہ خط پڑھ کر خادم کو واپس کر دینا۔

جب میں نے مامون کا یہ خط پڑھا تو میری دنیا ہی تاریک ہو گئی اور میں نے اپنے آپ سے کہا :۔

اے کاش ! میں نے اسے خط نہ لکھا ہوتا۔

پھر مجھے معلوم ہوا کہ فضل بن سہل ذوالریاستین کو بھی ساعت کی نحوست کا پتہ چل گیا اور وہ اپنے عزم کو بدل دینے پر آمادہ ہوا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ذوالریاستین علم نجوم پر اچھی دسترس رکھتا تھا۔

جب ذوالریاستین اپنا عزم تبدیل کرنے پر آمادہ ہوا تو مجھے اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور میں نے سوچا کہ اس کی تمام تر ذمہ داری مامون مجھ پرڈال دے گا۔ چنانچہ میں اپنی جان بچانے کے لیئے ذوالریاستین کے پاس گیا اور اس سے کہا :۔

کیا آسمان میں مشتری سے زیادہ کوئی سعد ستارہ ہے ؟

اس نے کہا:۔

نہیں !

میں نے کہا:۔

یہ بتائیں جب مشتری حالت شرف میں ہو تو اس سے زیادہ سعید کوئی اور ستارہ ہو سکتا ہے ؟

ذوالریاستین نے کہا:۔

نہیں ! یہ سب سے زیادہ سعد ساعت ہے۔

میں نے کہا:۔

Presented by www.ziaraat.com

پھر آپ کسی تردد کے بغیر ولی عہدی کا اعلان کرا دیں کیونکہ اس وقت سعد ترین ساعات ہیں۔

چنانچہ ذوالریاستین میرے بچھائے ہوئے جال میں پھنس گیا اور وہ اپنے عزم پر قائم رہا اور جب تک امام علیہ السلام کی ولی عہدی کا اعلان نہیں ہوا اس وقت تک میری جان سولی پر لٹکی رہی۔ اور میں یہی سمجھتا رہا کہ میں دنیا میں نہیں ہوں"۔

دورِ متوکل کی ناصبیت کی جھلک

۲۰۔ (حذف اسناد) احمد بن محمد فرات ابو العباس اور حسین بن علی باقطانی نے بیان کیا :۔

"مشہور کاتب زیدان المعروف زمن کا بھائی اسحاق بن ابراہیم اور ابراہیم بن عباس ایک دوسرے کے گہرے دوست تھے اور ابراہیم بن عباس نے امام علی رضا علیہ السلام کی مدح میں کچھ اشعار کہے تھے اور اس نے وہ اشعار اس وقت کہے تھے جب امام علیہ السلام خراسان سے روانہ ہو رہے تھے اور اس کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے اشعار اس کے دوست اسحاق بن ابراہیم کے پاس موجود تھے۔

امام علیہ السلام شہید ہو گئے اور پھر چند دنوں بعد اقتدار متوکل کے ہاتھ میں آیا (اور وہ بدترین دشمن اہل بیت تھا)۔ ابراہیم بن عباس متوکل کے دور میں سرکاری جاگیروں کا افسر اعلیٰ مقرر ہوا تو اس نے اپنے پرانے دوست اسحاق کو اس کے منصب سے معزول کر دیا اور سرکاری بقایا جات کی وصولی کے لیئے اس پر سختی کی۔

اسحاق نے اپنے ایک معتمد ساتھی کو بلا کر ابراہیم بن عباس کے پاس بھیجا اور اس نے اس کے ذریعے اسے یہ پیغام روانہ کیا۔

اتنی سختی اچھی نہیں ہے کیونکہ تمہارے وہ اشعار جو تم نے امام علی رضا علیہ السلام کی تعریف میں لکھے تھے ابھی تک میرے پاس محفوظ ہیں اور اگر تم اپنا روش

Presented by www.ziaraat.com

سے باز نہ آئے تو میں تمہارے ہاتھ کے لکھے ہوئے وہ اشعار متوکل کو پیش کردوں گا۔

جب ابراہیم کو اسحاق کا یہ دھمکی آمیز پیغام پہنچا تو اس کے لیئے دنیا اندھیر ہو گئی اور اس نے تمام مطالبات ختم کر دیئے اور اس کے عوض اس نے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے اشعار اس سے حاصل کیئے۔ اور دونوں نے آئندہ کے لیے ایک دوسرے کے خلاف کوئی کاروائی نہ کرنے کی قسمیں کھائیں۔

صولی کا بیان ہے کہ یحییٰ بن علی منجم نے مجھے بتایا کہ ان دونوں کے درمیان پیغام رسانی میں نے کی تھی اور میں نے اسحاق سے اشعار حاصل کر کے ابراہیم بن عباس کو پہنچائے تھے اور اس نے میری موجودگی میں اپنے اشعار نذر آتش کر دیئے تھے۔

صولی نے کہا کہ مجھے احمد بن ملحان نے بتایا کہ ابراہیم بن عباس کے دو بیٹے تھے ۔ ایک کا نام حسن اور دوسرے کا نام حسین تھا۔ اور حسن کی کنیت ابو محمد تھی اور حسین کی کنیت ابو عبداللہ تھی اور جب متوکل برسر اقتدار آیا تو اس نے متوکل کے شر سے بچنے کے لیئے بیٹوں کے نام اور کنیت تبدیل کر دی اور اس نے حسن کا نام اسحاق رکھا اور اس کی کنیت ابو محمد رکھی اور حسین کا نام عباس رکھا اور اس کی کنیت ابوالفضل رکھی۔

صولی نے کہا کہ احمد بن اسماعیل بن خصیب نے بیان کیا کہ ابراہیم بن عباس اور موسیٰ بن عبدالملک نبیذ پینے کے ہرگز عادی نہیں تھے اور جب متوکل برسراقتدار آیا تو ان دونوں نے نبیذ پینی شروع کر دی اور متوکل کو اپنا ہم پیالہ اور ہم نوالہ ہونے کا یقین دلانے کے لیئے اوباش اور مخنث افراد کو اپنے ہاں بلاتے اور روزانہ ان کے سامنے تین بار مے نوشی کرتے تھے تا کہ ان کی مے خواری کی داستانیں متوکل کے پاس تسلسل سے پہنچتی رہیں اور وہ اس ذریعے سے قرب سلطانی کے مزے لوٹتے رہیں۔

متوکل دور کی اس کے علاوہ بھی بیسیوں داستانیں ہیں لیکن یہاں ان

Presented by www.ziaraat.com

کے ذکر کا محل نہیں ہے"۔

امام اور نماز عید

۲۱۔(محذف اسناد) ہم سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مکتب اور علی بن عبداللہ وراق رضی اللہ عنھم نے بیان کیا، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی۔انہوں نے کہا :۔

"جب یاسر خادم خراسان سے واپس آئے تو اس نے مجھے سارے حالات بتائے نیز ریان بن صلت، محمد بن عرفہ اور صالح بن سعید نے بھی آپ کے تمام واقعات بیان کیئے اور کہا کہ جب محمد امین کی حکومت ختم ہوگئی اور مامون کی حکومت اچھی طرح قائم ہو چکی تو اس نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام کو خط لکھا کہ آپؑ خراسان تشریف لائیں۔امام علی رضا علیہ السلام نے بہت سے عذر اور نہ جانے کے اسباب پیش کیئے۔ مگر مامون آپؑ کو مسلسل خط لکھتا رہا اور خراسان آنے کی درخواست کرتا رہا۔

جب امام علی رضا علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ مجھے کسی طرح نہیں چھوڑے گا تو مجبوراً مدینہ سے رخصت ہوئے۔ اس وقت آپؑ کے صاجزادے حضرت ابو جعفر تقی جواد علیہ السلام صرف سات سال کے تھے۔مامون نے لکھا تھا کہ کوفہ اور قم کے راستے سے نہیں بلکہ بصرہ ۔ اھواز اور فارس سے ہوتے ہوئے مرو آئیں۔

جب آپؑ مرو پہنچے تو مامون نے آپؑ کے سامنے حکومت اور خلافت کی پیش کش رکھی کہ اسے آپؑ سنبھال لیں۔امام علی رضا علیہ السلام نے اس سے انکار کیا اور اس سلسلے میں گفتگو کا رابطہ تقریباً دو ماہ تک جاری رہا ۔مگر حضرت امام علی رضا علیہ السلام اس سے برابر انکار ہی کرتے رہے۔

جب اس بارے میں کافی گفتگو کے بعد بھی کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا تو مامون نے کہا :۔

Presented by www.ziaraat.com

اچھا اگر آپؑ خلافت و حکومت قبول نہیں کرتے تو ہماری ولی عہدی اور جانشینی ہی قبول کر لیجیئے۔ آپؑ کو یہ تو قبول کرنا ہی پڑے گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

اگر اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں تو میں چند شرائط کے ساتھ ولی عہدی قبول کر لوں گا۔

مامون نے کہا:۔

جو چاہے شرط رکھ لیجئے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے تحریرًا یہ بتایا کہ ولی عہدی ان شرائط پر منظور ہے کہ میں امر و نہی کسی قسم کا حکم جاری نہیں کروں گا۔ نہ کسی مقدمے کا فیصلہ کروں گا۔ اور جو حکومت کے ضوابط و قوانین رائج ہیں وہ بدستور جاری رہیں گے۔ میں ان میں بھی کوئی تبدیلی نہیں کرونگا تم مجھے ان باتوں سے معاف ہی رکھنا۔

مامون نے آپؑ کی تمام شرائط منظور کرلیں۔ اس کے بعد اس نے تمام سرداروں، قاضیوں، ملازموں اور عباسیوں کو اس امر کی اطلاع دی۔ وہ لوگ یہ سن کر بہت مضطرب ہوئے مگر مامون نے اس کے لیئے زر کثیر صرف کیا اور سرداروں کو بہت کچھ عطیات دے دلا کر راضی کر لیا۔ صرف تین آدمی راضی نہ ہوئے اور انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ ایک جلودی، دوسرا علی بن عمران اور تیسرا ابن یونس۔ انہوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ ہم ولی عہدی کے لیئے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی بیعت نہ کریں گے۔ مامون نے انہیں قید میں ڈال دیا۔ اس کے بعد حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی۔

تمام شہروں کو اس کے لیئے پروانے جاری کیئے۔ آپؑ کے نام سے درہم و دینار جاری کیئے اور آپؑ کا نام منبروں اور خطبوں میں داخل کر دیا گیا۔ مامون نے ان کاموں کے لیئے کثیر رقم خرچ کی۔

Presented by www.ziaraat.com

بیعت کے بعد جو عید آئی تو مامون نے امام علی رضا علیہ السلام کے پاس آدمی بھیجا اور درخواست کی کہ عید گاہ تشریف لے جائیں۔ اور عید کا خطبہ آپؑ ہی دیں تا کہ لوگوں کے دل مطمئن ہو جائیں اور لوگ آپؑ کے فضل و شرف سے واقف ہو جائیں اور اس مبارک سلطنت سے ان کے دل ٹھنڈے ہو جائیں۔

امام علی رضا علیہ السلام نے مامون کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہیں خود بھی معلوم ہے ہمارے اور تمہارے درمیان اس بارے میں کیا شرط طے پائی تھی۔

مامون نے جواب دیا کہ میرا مقصد امورِ حکومت میں دخل نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس لیئے چاہتا ہوں کہ عوام ، افواج اور ملازمین حکومت کے دلوں میں آپؑ کی جگہ اور قدر و منزلت پیدا ہو۔ وہ آپؑ کی ولی عہدی سے مطمئن ہوں اور اللہ نے جو فضل و شرف آپؑ کو بخشا ہے اس کا اقرار کریں۔

اس سلسلے میں مسلسل گفتگو ہوتی رہی۔ بالآخر جب مامون نے بے حد اصرار کیا تو امام علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :۔

اے امیرالمومنین ! اول تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس امر سے درگذر کریں لیکن اگر درگذر کی گنجائش نہیں ہے تو پھر میں اس طرح نماز عید کے لیئے برآمد ہوں گا جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام روانہ ہوا کرتے تھے۔

مامون نے کہا :۔

آپؑ کو اختیار ہے جیسے چاہیں تشریف لے جائیں ۔

پھر مامون نے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ وہ علی الصبح امام علی رضا علیہ السلام کے دردولت پر حاضر ہو جائیں۔

لہٰذا تمام سرداران فوج امام علیہ السلام کے در دولت پر حاضر ہو گئے اور شہر کے مرد و زن اور بچے راستوں اور چھتوں پر اشتیاق دید و زیارت میں بیٹھ گئے.

Presented by www.ziaraat.com

ادھر جب آفتاب طلوع ہوا تو حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے غسل فرمایا سر پر سوتی سفید عمامہ باندھا جس کا ایک سرا سینے پر اور دوسرا سرا دونوں کاندھوں کے درمیان ڈال دیا اور آستینوں کو چن کیا ۔ پھر اپنے تمام غلاموں سے کہا :۔

تم بھی ایسا ہی کرو جیسے میں نے کیا ہے ۔

اس کے بعد آپؑ نے اپنے ہاتھ میں عصا لیا۔ ہم سب آپؑ کے سامنے تھے۔ آپؑ بیت الشرف سے برآمد ہوئے تو اس شان سے کہ پا برہنہ تھے۔ شلوار یعنی (پائجامہ) کو نصف ساق تک چڑھائے ہوئے اور عبا کے دامن کو گردانے ہوئے۔ جب آپؑ چلے تو ہم آپؑ کے آگے آگے تھے۔

آپؑ نے سر آسمان کی طرف بلند کیا اور چار تکبیریں کہیں تو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے ساری فضا اور تمام در و دیوار آپؑ کی تکبیروں کے جواب میں تکبیریں بلند کر رہے ہیں۔ ادھر تمام سردارانِ فوج اسلحہ سجائے ہوئے اور عوام الناس لباس ہائے فاخرہ پہنے ہوئے درِ دولت کے باہر کھڑے ہوئے تھے۔ ہم نے بھی امام علیہ السلام کی تقلید میں ننگے پاؤں کیئے۔ اپنے اپنے دامن گردانے اور نصف ساق تک شلوار (پائجامے) چڑھا لیئے تھے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام باہر نکلے تو تھوڑی دیر درِ دولت پر توقف فرمایا اور ارشاد فرمایا :۔

اللہ اکبر ۔ **اللہ اکبر** ۔ **اللہ اکبر**۔ اس بناء پر کہ اس نے ہماری ہدایت فرمائی۔ **اللہ اکبر** اس بات پر کہ اس نے ہم کو بہائم اور چوپاؤں کی روزی عطا فرمائی اور اس کی حمد اس بات پر کہ اس نے ہمیں آزمایا۔

آپؑ کی آواز بلند تھی ۔ ہم نے بلند آواز سے تکبیریں کہیں۔ پھر تو سارا مرو گریہ کناں اور نالۂ شیون و شین سے ہلنے لگا۔ آپؑ نے تین مرتبہ **اللہ اکبر** کہا تو سرداران فوج اپنی اپنی سواریوں سے نیچے گر پڑے اور اپنے اپنے جوتوں کے

Presented by www.ziaraat.com

تسمے کاٹ کر جوتے اتار پھینکے اور جب لوگوں کی نظریں حضرت امام علی رضا علیہ السلام پر پڑی تو پورے مرو میں ایک ساتھ مزید گریہ طاری ہو گیا۔ کسی کے لیئے گریہ کو ضبط کرنا ممکن نہ تھا۔ اب امام علی رضا علیہ السلام آگے بڑھے تو ہر دس قدم پر کھڑے ہو کر چار تکبیریں کہتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ تمام ارض و سماوات اور در و دیوار آپؑ کی تکبیروں کا جواب دے رہے ہیں۔

اس کی اطلاع مامون کو ہوئی تو فضل بن سہل ذوالریاستین نے اس سے کہا:۔

اے امیر المومنین ! اگر حضرت امام علی رضا علیہ السلام اسی شان و شوکت سے عید گاہ تک پہنچ گئے تو سمجھ لیجیئے کہ لوگوں میں انقلاب برپا ہو جائے گا۔ میری یہ رائے ہے کہ آپ ان سے کہلا بھیجیں کہ آپؑ واپس آ جائیں ۔عید گاہ جانے کی زحمت گوارا نہ فرمائیں۔

مامون نے فوراً آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا :۔

فرزند رسولؐ ! بس آپؑ زحمت نہ فرمائیں ۔ واپس آ جائیں۔

یہ سن کر آپؑ نے اپنی نعلین منگوائی اور اسے پہن کر واپس تشریف لائے"۔

ولی عہدی کا اصل سبب بقول مامون

۲۲۔(بحذف اسناد)علی بن ابراہیم نے ریان بن صلت سے روایت کی ہے۔

"ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی بیعت ولی عہدی کے متعلق سرداران لشکر اور عام لوگوں میں اکثر چہ میگوئیاں ہونے لگیں اور کہنے لگے۔

یہ کچھ نہیں ہے مگر یہ کہ فضل بن سہل ذوالریاستین کی کارستائی ہے۔ یہ بات جب مامون کو معلوم ہوئی تو اس نے شب کے وقت میرے پاس اپنا آدمی بھیجا اور مجھے بلایا۔

میں گیا تو اس نے کہا :

اے ریان ! میں نے سنا ہے کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام

Presented by www.ziaraat.com

کی ولی عہدی کی بیعت یہ سب فضل بن سہل کی کارستانی ہے۔

میں نے کہا:۔

یا امیرالمومنین ! ایسا ہی ہے۔

مامون نے کہا :۔

مگر اے ریان ! ان کی سمجھ پر افسوس ہے جو یہ کہتے ہیں ۔ یہ بتاؤ ایک وہ خلیفہ جس کی خلافت ہر طرح سے مستحکم ہو ، رعایا اس کے قابو میں ہو ، سرداران لشکر اس کے مطیع ہوں اور کوئی بھی یہ جسارت کرے اس سے کہے کہ تم اپنی خلافت سے دستبردار ہو جاؤ اور فلاں شخص کے حوالے کر دو۔ کیا عقل اس کو باور کر سکتی ہے ؟

میں نے کہا:۔

نہیں ! خدا کی قسم یا امیر المومنین ! کسی میں یہ جرأت اور جسارت کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ ایسے الفاظ زبان پر جاری کرے۔

مامون نے کہا :۔

خدا کی قسم ! یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ اصل سبب میں بتاتا ہوں سنو !

جب میرے بھائی محمد امین نے میرے نام حکم نامہ بھیجا کہ فوراً میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ میں نے انکار کر دیا۔ تو اس نے علی بن عیسیٰ بن ہامان کو سردار لشکر بنا کر اسے حکم دیا کہ وہ مجھے قید کر کے اور گلے میں طوق اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر دربار میں حاضر کرے۔ جب اس کی اطلاع مجھے ملی تو میں نے ہرثمہ بن اعین کو سجستان اور کرمان کی طرف روانہ کیا مگر میرا معاملہ خراب ہو گیا۔ ہرثمہ کو شکست ہوئی اور صاحب سریر سے نکل کر صوبۂ خراسان پر ایک جانب سے اس نے قبضہ کر لیا۔ یہ ساری مصیبتیں مجھ پر ایک ہفتہ میں نازل ہوئیں۔

ان پے در پے مصائب کو برداشت کرنے کی مجھ میں تاب و طاقت نہ تھی، اور میرے پاس اس قدر مال و دولت نہ تھی کہ مقابلے کا سامان مہیا کروں۔

Presented by www.ziaraat.com

پھر میں نے یہ بھی دیکھا کہ میری فوج کے سپاہی اور سردارانِ لشکر سب مایوسی اور بزدلی کا شکار ہیں تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے ملک سے نکل کر کابل میں پناہ لوں۔ مگر پھر خیال آیا کہ کابل کا بادشاہ کافر ہے اور اگر میرے بھائی امین نے اسے کچھ رقم دے دی تو وہ مجھے پکڑ کر اس کے حوالے کر دے گا۔

لہذا سب سے بہتر صورت میں نے یہ پائی کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے گناہوں سے توبہ کروں اور اپنے ان امور میں اس سے مدد چاہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ مجھے اپنی پناہ میں رکھے۔

یہ سوچ کر میں نے حکم دیا کہ اس گھر کو صاف کیا جائے (یہ کہہ کر مامون نے اس گھر کی طرف اشارہ کیا)۔ جب گھر صاف ہو گیا تو میں نے غسل کیا اور دو سفید کپڑے پہنے اور چار رکعت نماز پڑھی اور جتنا مجھے قرآن یاد تھا وہ پڑھا۔ اس کے بعد اللہ سے دعا کی اور اس سے پناہ چاہی اور صدق دل سے خدا سے یہ عہد کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان مشکلات سے نجات دلائی اور میری مدد کی اور میں نے ان مشکلات پر قابو پا لیا تو اس خلافت کو اس جگہ رکھ دوں گا جہاں اللہ نے اسے رکھا ہے۔

جب یہ عہد کر کے اٹھا تو میرے دل میں قوت آئی اور میں نے طاہر کو علی بن عیسیٰ بن ہامان کی طرف روانہ کیا اور اس کا جو حشر ہوا وہ تمہیں معلوم ہے۔

اور پھر ہرثمہ کو رافع بن اعین کی طرف بھیجا۔ اس نے بھی اس پر فتح پائی اور اسے قتل کر دیا۔ اور صاحب سریر کی طرف آدمی بھیجا۔ اس نے کچھ رقم دے کر صلح کر لی وہ واپس آ گیا۔ اب مسلسل میری حکومت میں طاقت آنے لگی۔

یہاں تک کہ محمد امین کا جو انجام ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمام مشکلات سے نجات دلائی اور تمام امور میرے قابو میں آ گئے۔

جب اللہ تعالیٰ نے میری نذر و عہد کو پورا کیا تو میں نے بھی یہی چاہا

Presented by www.ziaraat.com

کہ اللہ تعالیٰ سے کیئے ہوئے عہد کو پورا کروں اور میری نظر میں حضرت ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے زیادہ خلافت وحکومت کا کوئی حقدار نہ تھا۔ میں نے یہ خلافت آنجناب کو پیش کی لیکن انہوں نے اسے قبول نہ کیا اور جو کچھ قبول کیا اور جس طرح قبول کیا وہ تمہیں معلوم ہے۔ یہ تھا اصل سبب۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا :۔

اللہ تعالیٰ آپ کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

پھر مامون نے مجھ سے کہا :۔

کل جب فوج کے سالار و سردار آئیں تو تم ان کے درمیان جا کر بیٹھنا اور ان سے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل بیان کرنا۔

میں نے کہا :۔

امیرالمومنین ! حضرت علی علیہ السلام کے فضائل میں بہترین حدیثیں تو وہی ہیں جو میں نے آپ سے سنی ہیں ۔

مامون نے کہا :۔

سبحان اللہ ! میں کسی ایک کو بھی اس معاملے میں مدد کرنے والا نہیں پاتا۔ میں نے محکم ارادہ کر لیا ہے کہ اہل قم کو اپنے شعار کے سانچے میں ڈھال لوں۔

میں نے کہا :۔

امیرالمومنین ! کیا وہ احادیث جو میں نے آپ سے سنی ہیں ، آپ کے حوالہ سے بیان کروں ؟

مامون نے کہا :۔

ہاں ! تم نے فضائل کی جو احادیث مجھ سے سنی ہیں وہ میرے حوالے سے بیان کر دینا۔

الغرض جب دوسرا دن ہوا تو میں فوجی سرداروں کے ساتھ ایک گھر میں

Presented by www.ziaraat.com

بیٹھا اور کہا :۔

مجھ سے بیان کیا امیرالمومنین (مامون) نے، انہوں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے اپنے آباء سے سنا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

من كنت مولاه فعلی مولاه ۔

" یعنی جس کا میں حاکم ہوں اس کے حاکم علی ہیں " ۔

مجھ سے بیان کیا امیرالمومنین (مامون) نے ، انہوں نے روایت کی اپنے والد سے اور انہوں نے روایت کی اپنے آباء سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

علی منی بمنزلة هارون من موسیٰ ۔

" علیؑ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیؑ سے تھی "

پھر میں نے حدیث خیبر پیش اور اسی طرح دوسری احادیث پیش کیں تو عبداللہ بن مالک خزاعی نے کہا :۔

اللہ تعالیٰ علیؑ کا بھلا کرے اچھے آدمی تھے ۔

مامون نے اپنے ایک غلام کو بھی اس نشست میں بھیج دیا تھا جو ان سرداروں کی باتیں سن رہا تھا ۔

ریان کا بیان ہے :۔

پھر مامون نے آدمی بھیج کر مجھے بلایا ۔

میں گیا تو اس نے مجھے دیکھا تو کہا :۔

ریان ! میں تم سے بہتر حدیث کا حفظ کرنے والا اور روایت کرنے والا نہیں پاتا اور جو کچھ اس یہودی عبداللہ بن مالک نے کہا ہے :۔

" اللہ تعالیٰ علیؑ کا بھلا کرے اچھے آدمی تھے " ۔

میں نے وہ بھی سن لیا ہے ۔ میں انشاء اللہ اس کو ضرور قتل کروں گا۔

Presented by www.ziaraat.com

ہشام بن ابراہیم راشدی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے عہدہ سنبھالنے سے پہلے آپؑ کے مخصوصین میں سے تھا اور یہ ایک صاحب علم اور ادیب لبیب تھا۔ اور امام علیہ السلام کے تمام امور اسی کے ذریعے سے انجام پاتے تھے بلکہ اطراف و اکناف سے جو مال آتے وہ بھی اسی کے پاس آیا کرتے تھے۔

اور جب آپؑ نے ولی عہدی کا منصب سنبھالا تو ہشام بن ابراہیم راشدی ذوالریاستین سے وابستہ ہو گیا اور ذوالریاستین نے اس کو اپنے مقربین میں شامل کر لیا اور وہ امام علیہ السلام کے حالات ذوالریاستین اور مامون سے بیان کرتا تھا اور ان دونوں سے فائدہ اٹھایا کرتا تھا اور اس طرح آپؑ کا کوئی بھی حال ان سے چھپا نہ رہتا تھا۔

مامون نے ہشام بن ابراہیم کو امام علی رضا علیہ السلام کا حاجب مقرر کر دیا تھا۔ وہ جسے چاہتا وہی امام علی رضا علیہ السلام سے ملاقات کر سکتا تھا اور اس نے آپؑ کے دائرۂ احباب و اصحاب کو بہت تنگ کیا اور اگر ان میں سے کوئی آپؑ سے ملاقات کرنا چاہتا تو بھی آپؑ سے مل نہ سکتا تھا۔ اور حد یہ تھی کہ آپؑ کے غلاموں میں سے بھی کوئی آپؑ سے ملنا چاہتا تو بھی اسے اجازت نہیں تھی۔

اور امام علیہ السلام کی ہر گفتگو وہ مامون تک پہنچاتا تھا۔ پھر مامون نے ہشام کو اپنے بیٹے عباس کا اتالیق بھی بنا دیا تھا۔ اسی لیئے اسے ہشام عباسی کہا جانے لگا۔

ذوالریاستین امام علی رضا علیہ السلام سے شدید عداوت اور حسد کرنے لگا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مامون اس پر امام علی رضا علیہ السلام کو فضیلت اور ترجیح دیتا تھا اور اظہار عداوت کا پہلا سبب یہ ہوا کہ مامون کی چچا زاد بہن جسے مامون سے محبت تھی اور مامون بھی اس سے محبت کرتا تھا۔ اور اس کے حجرے کا دروازہ مامون کی نشست گاہ میں کھلتا تھا۔

مامون کی چچا زاد بہن ذوالریاستین سے نفرت کرتی تھی اور اس کی برائیاں کرتی تھی۔

Presented by www.ziaraat.com

جب ذوالریاستین کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک دن مامون سے کہا:۔
امیرالمومنین ! یہ مناسب نہیں کہ عورتوں کے حجرے کا دروازہ آپ کی نشست گاہ میں کھلے۔

مامون نے اس کے کہنے پر دروازہ بند کرا دیا۔

عام طور پر یہ ہوتا تھا کہ مامون ایک دن امام علی رضا علیہ السلام کے ہاں آیا کرتا اور دوسرے دن امام علیہ السلام مامون کے یہاں جایا کرتے تھے۔

چنانچہ ایک دن امام علی رضا علیہ السلام مامون کے یہاں تشریف لائے تو آپؑ کی نظر اس بند شدہ دروازے پر پڑی تو آپؑ نے دریافت فرمایا:۔

امیرالمومنین ! آپ نے یہ دروازہ کیوں بند کرایا ہے ؟

مامون نے کہا:۔

یہ فضل کی رائے تھی ۔ اس کو پسند نہ تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

انا لله و انا اليه راجعون ۔ فضل کو امیرالمومنین اور ان کے حرم کے درمیان دخیل ہونے کا کیا حق ہے ؟

مامون نے آپؑ سے آپؑ کی رائے دریافت کی تو آپؑ نے فرمایا:۔

آپؑ یہ دروازہ کھلوا دیں اور اپنی چچا زاد بہن کی آمدورفت کا راستہ نہ روکیں اور فضل کی کوئی بھی نا مناسب بات نہ مانیں۔

مامون نے اس کو گرا دینے کا حکم دے دیا اور پھر اپنی چچا زاد بہن کے پاس گیا۔

جب فضل نے یہ خبر سنی تو اسے اس پر بہت رنج ہوا"۔

Presented by www.ziaraat.com

کتاب " الحباء والشرط " سے اقتباس

۲۳۔میں نے ایک کتاب میں "کتاب الحباء والشرط" کا ایک اقتباس پڑھا ہے جسے میں یہاں نقل کر رہا ہوں اور میری معلومات کا ذریعہ صرف مذکورہ کتاب ہی ہے ۔ کسی راوی نے مجھ سے یہ بیان نہیں کیا۔

"کتاب مذکور میں ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے اس دور کے عمال کو ایک طویل مکتوب تحریر کیا تھا جس میں انہوں نے فضل بن سہل اوراس کے بھائی کی دل کھول کر تعریف و توصیف کی تھی۔ اور اس کی عبارت یہ ہے۔

اما بعد ! ہر طرح کی تعریف کا حق دار وہ اللہ ہے جو خلقت کی ابتدا کرنے والا ہے اور جس نے نئی نئی چیزوں کو ایجاد کیا ہے۔کیونکہ وہ قادر بھی ہے اور قاہر بھی۔ وہ اپنے بندوں کا خود ہی نگران ہے اور رزاق ہے۔اس کی مالکیت کے سامنے ہر شے سجدہ ریز ہے اور اس کی عزت و غلبہ کے سامنے ہر شے ذلیل و مغلوب ہے۔

اس کی قدرت کے آگے ہر شے متواضع و منکسر ہے اس کا علم ہر شے کا احاطہ کیئے ہوئے ہے ۔ وہ ہر شے کی مقدار و شمار کو جانتا ہے۔ بڑی سے بڑی چیز کا سنبھالنا اس کے لیئے گراں نہیں ہے اور چھوٹی سے چھوٹی چیز اس کی علمی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے۔دیکھنے والوں کی آنکھیں اس کی دید سے بے بصارت و درماندہ ہیں اور تعریف کرنے والوں کی تعریفیں اس کے اوصاف کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔

خلق و امر صرف اسی کے لیئے ہے۔ اور آسمانوں اور زمین میں اس کی شان بلند ہے۔ وہ عزت اور حکمت والا ہے ۔

لائق حمد ہے وہ اللہ جس نے اسلام جیسا پسندیدہ دین اپنے بندوں کے لیئے بنایا ۔پھر اس کو تمام باطل ادیان پر فضیلت، عظمت ، شرافت اور کرامت عطا کی اور اس دین کو قیم اور نگران بنایا کہ جس میں بے دینی کی گنجائش ہی نہیں۔

یہ وہ صراط مستقیم ہے جواس پر گامزن ہوا وہ کبھی گمراہ نہ ہو گا اور جس

Presented by www.ziaraat.com

نے اسے چھوڑا وہ کبھی ہدایت نہ پائے گا۔

اس دین میں اللہ نے نور ، برہان ، شفا اور بیان سب کچھ ودیعت فرما دیا ہے۔زمانہ سابق اور گزشتہ امتوں میں وہ اسی دین کو اپنے منتخب رسولوں کے پاس منتخب فرشتوں کے ذریعے سے بھیجتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر آکر اختتام پذیر ہوا اور آپؐ پر ختم نبوت و رسالت کی مہر ثبت فرما دی اور آپؐ کو بھی رسولانِ ماسبق کے نقش قدم پر چلایا اور اللہ نے آپؐ کو تمام عالمین کے لیئے رحمت اور آپؐ کی نبوت کی تصدیق کرنے والوں کے لیئے بشیر اور جھٹلانے والوں کے لیئے نذیر بنا کر اس لیئے بھیجا تاکہ اللہ کی حجت سب پر تمام ہو جائے۔کسی کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ (انفال۔۴۲)

"تاکہ ہلاک ہونے والا دلیل و برہان سے ہلاک ہو اور زندہ رہنے والا بھی دلیل و برہان سے زندہ رہے اور بےشک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے"۔

پس لائق حمد ہے وہ خدا جس نے آپؐ کے اہل بیتؑ کو انبیاء کی میراث کا وارث بنایا۔ انہیں علم و حکمت سے نوازا۔ ان کو امامت و خلافت کا معدن قرار دیا۔ ان کی محبت کو واجب گردانا۔ان کے شرف و منزلت کو بڑھایا اور اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ وہ اپنی امت سے اپنے اہل بیتؑ کی مودت و محبت کا سوال کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریمؐ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۔(الشوریٰ۔۲۳)

" آپؐ اپنی امت سے کہہ دیں کہ میں تم سے اس کا اجر اور کچھ نہیں چاہتا مگر یہ کہ میرے قرابت داروں سے مودت و محبت کرنا " ۔

یعنی ان سے دشمنی کا سلوک نہ کرنا۔ نیز اہل بیتؑ کے اوصاف کے بارے

Presented by www.ziaraat.com

میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ وہ ہر رجس سے دور ہیں اور وہ تمام برائیوں سے پاک ہیں ۔چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد قدرت ہے :۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۔ (الاحزاب۔۳۳)

" اے اہل بیتؑ ! بس اللہ کا تو یہی ارادہ ہے کہ وہ تم سے ہر رجس کو دور رکھے اور تمہیں ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جیسا کہ پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے " ۔

مامون نے دراصل عترت رسولؐ کے معاملے میں رسول مقبولؐ کے ساتھ نیک سلوک کیا اور ان کے اہل بیتؑ سے عزیزوں جیسا برتاؤ کیا۔ باہمی الفتوں کو واپس لایا ۔ بکھرے ہوئے شیرازوں کو پھر سے مجتمع کیا۔ درمیان میں پڑی ہوئی خلیج کو ہموار کیا۔ تعلقات میں آئے ہوئے شگاف کو پر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے سے دلی کدورتیں دور کیں۔ آپس کی نفرتیں مٹائیں اور اس کی جگہ دلوں میں محبت و مودت ، آپس میں میل ملاپ اور ایک دوسرے کی مدد اور ہمدردی کا جذبہ پیدا کیا۔ ان کی توجہ کی برکت ، حسن سلوک اور میل ملاپ کی بدولت سب ایک ہو گئے۔ سب ایک زبان اور ایک دل بن گئے۔ اس لیئے کہ انہوں نے صاحبان حق کا لحاظ کیا اور میراث کو اصل وارث کے حوالے کیا ۔

احسان کرنے والوں کے احسانات کا بدلہ چکایا اور جو لوگ بلا و مصیبت میں گرفتار تھے ان کی مصیبتیں دور کیں۔

اس کے ساتھ دوسرا کام یہ کیا کہ جو لوگ حکومت کی خدمت اور سعی و کوشش میں پیش پیش تھے ان کو اپنی نوازش اور شرف و منزلت بخشی کے لیئے مخصوص کیا۔ چنانچہ ذوالریاستین فضل بن سہل بھی ایسا ہی تھا۔

جب امیرالمومنین نے یہ دیکھا کہ فضل بن سہل نے ان کا بوجھ ہلکا کیا ، ان کے حق کے لیئے لڑا اور ان کی طرف داری میں بولا۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ ان کے سرداروں کا سردار اور ان کی فوجوں کا سالار ہے اور ان کی جنگوں کا ناظم اعلیٰ ہے۔ اس نے ان کی رعایا کا بہت خیال رکھا اور بہت دیکھ بھال کی ۔ لوگوں کو ان کی خلافت کی دعوت دی۔ اور جس نے امیرالمومنین (مامون) کی اطاعت کو قبول کیا اس پر نوازشیں کیں اور جس نے روگردانی اور سرتابی کی اس سے قطع تعلق کیا۔ وہ امیرالمومنین (مامون) کی نصرت و مدد میں یکتا اور منفرد ہے۔ وہ لوگوں کے دلوں اور نیتوں کا اچھا معالج ہے۔

مال کی کمی اور آدمیوں کی قلت نے کبھی اس کو عمل سے نہیں روکا اور وہ کبھی کسی کی تحریص و ترغیب میں نہیں آیا۔ اس نے کسی کے ڈرانے دھمکانے کی پرواہ نہیں کی۔ اور وہ اپنے ارادے پر مستحکم و قائم رہا۔ بلکہ جب ڈرانے والوں نے اس کو ڈرایا، گرجنے والے گرجے، چمکنے والے چمکے اور مجاہدوں سے دشمنوں اور مخالفوں کی تعداد زیادہ ہوئی تو اس وقت اس کا عزم اور بھی محکم ہوا اور اس کا ارادہ مزید پختہ ہوا اور اس کی جرأت اور دلیری اور بڑھ گئی ۔ اس نے بہتر سے بہتر انتظام اور اچھی سے اچھی تدبیر کی اور مامون کی طرف دعوت دینے اور اس کے حق کو ثابت کرنے میں اس نے اور زیادہ قوت صرف کی۔ یہاں تک کہ اس نے گمراہوں کے دانت توڑ دیئے ، ان کی ساری تیزیاں ختم کر دیں اور ان کے ناخنِ تدبیر کاٹ ڈالے ، ان کی ساری شان و شوکت خاک میں ملا دی اور انہیں اس طرح زیر کیا جس طرح ملحدوں ، بد عہدی کرنے والوں ، حکومت کی مخالفت کرنے والوں ، اس کے حق کا استخفاف کرنے والوں اور اس کا رعب نہ ماننے والوں کو زیر کرتے ہیں ۔

پھر ذوالریاستین کی خدمات مشرک اقوام و ممالک میں بھی کافی ہیں۔ اللہ نے اس کے ذریعے سے مسلم ممالک کی حدود میں اضافہ کیا جس کی خبریں تم لوگوں تک پہنچ چکی ہیں اور تمہارے منبروں سے اس کا اعلان ہو چکا ہے اور تم لوگوں سے سن کر یہ خبریں دنیا نے دوسرے لوگوں تک بھی پہنچائی ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ حقیقت ہے کہ ذوالریاستین نے مامون کی نوازشوں پر اپنی شکر گزاریوں اور وفا داریوں کی حد کر دی۔ ان کے حق کے لیئے جنگ کی اور اپنے شریف النفس اور ستودہ صفات مدبر بھائی ابو محمد حسن بن سہل کی جان کی بازی لگا دی اور اس سلسلے میں وہ گزشتہ سرفروشوں اور فاتح افراد سے بھی آگے بڑھ گیا۔

امیرالمومنین (مامون) نے اس کی خدمات کے صلے میں مال ، جائیداد اور جواہرات بہت کچھ عطا کیئے۔ اگرچہ یہ اس کی زندگی بھر کی خدمات میں ایک دن کی خدمت کا بھی صلہ نہیں بن سکتا اور نہ یہ اس کے مرتبے اور منزلت کے مطابق تھا۔

مگر اس نے اپنی بلند ہمتی ، سیر چشمی ، اپنے زہد و تقویٰ ،ترک دنیا اور شوق آخرت میں ان سب کو حقیر جانا اور سب کچھ چھوڑ دیا۔

چنانچہ اس نے امیرالمومنین (مامون) سے درخواست کی اور وہ یہ درخواست مسلسل کرتا رہتا تھا کہ اب ہمیں چھوڑیے اور زاہدانہ زندگی بسر کرنے دیجیئے۔ مگر اس کی یہ درخواست امیرالمومنین(مامون) اور ہم پر بہت گراں تھی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے سے دین کو عزت بخشی ہے اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور مشرکین سے جہاد کی قوت وطاقت عطا کی ہے۔ اللہ نے اس کی صدق نیت اور پر برکت وزارت ، اسکی درست تدبیر ، حصول مقصد کے لیئے عزم محکم اور حق و ہدایت اور نیکی و تقویٰ میں تعاون سب کچھ آشکار کر دیا ہے۔

اور جب ہمیں اور امیرالمومنین(مامون)کو پورا یقین ہو گیا کہ یہ جو کچھ کر رہا ہے اس کے پیش نظر دین ہے اور یہ سب قربانیاں وہ اپنے اصلاح نفس کے لیئے دے رہا ہے تو اس کی درخواست منظور کر لی گئی اور ہم نے اس کے لیئے ایک بخشش اور شرط نامہ تحریر کر دیا ہے جس کی تفصیل سابقہ باب میں دے دی گئی ہے۔

اور اس پر اپنے خاندان میں سے جو لوگ اس وقت موجود تھے ، ان کی اور سرداران فوج کی ، اصحاب اور قاضیوں کی ، فقہاء اور دیگر عوام و خواص کی

Presented by www.ziaraat.com

گواہیاں بھی ثبت کرا دی گئیں ہیں۔

امیرالمومنین(مامون)کی رائے ہے کہ اس تحریر کی نقول ہر طرف روانہ کر دی جائیں تا کہ وہاں کے لوگوں میں اس کا اعلان کر دیا جائے اور منبروں سے پڑھ کراسے سنا دیاجائے اور وہاں کے والی اور قاضی اس کو محفوظ کر لیں اور امیرالمومنین (مامون) نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ تحریر میں لکھوں اور اس کے مفہوم کو بھی واضح کروں۔ یہ کتابچہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلے حصے میں ان تمام خدمات کی تفصیل دی گئی ہے جن کی وجہ سے اس کے حق کی ادائیگی کو اللہ نے ہم سب مسلمانوں پر واجب کر دیا ہے۔

دوسرے حصے میں اس امر کا بیان کیا ہے کہ جن کاموں میں اس نے ہاتھ ڈالا اور جن امور کا انتظام سنبھالا ، ان میں موانع اور رکاوٹوں کو دور کرنے میں اس کا کیا مقام ہے اور جن کاموں کو اس نے ناپسند کیا ان میں ہاتھ نہیں ڈالا جس کی اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ۔یہ وہ خدمات ہیں کہ امیرالمومنین(مامون) کی بیعت کرنے والوں میں سے ہر شخص اس کا اوراس کے بھائی کا احسان مند رہے گا۔

اس کے علاوہ جو لوگ ان دونوں کے خلاف ہوئے تھے اور جنہوں نے ہمارے اور تمہارے ماننے والوں کے خلاف فتنے کھڑے کیئے تھے اور ان کے متعلق ان دونوں کے فیصلوں پر اعتراضات کا دور کرنا جن فیصلوں کا مقصد یہ تھا کہ آئندہ کوئی ان دونوں کے خلاف اقدام کرنے کی جرأت نہ کر سکے ، ان کے حکم کو نہ ٹال سکے اور ہمارے اور ان دونوں کے درمیان دخل اندازی کی ہمت نہ کر سکے۔

تیسرے حصے میں ہمارے عطیات کا ذکر ہے۔ اگرچہ انہوں نے حصول ثواب آخرت کے لیئے گوشہ نشینی اور جامہ زہد پہننے کی خواہش ظاہر کی ہے مگر ہم پر بہر حال لازم ہے کہ اسے اور اس کے بھائی کو کچھ دیں اور اس کی قدردانی اور عزت افزائی کریں۔ اس لیئے ان دونوں نے خود کو ان تمام چیزوں سے بچایا جن

Presented by www.ziaraat.com

سے ہم اپنے نفس کو بچاتے ہیں اور وہ واقعتاً وہ شخص جو دینی اور دنیاوی امور میں محتاط ہوتا ہے وہ یہی سب کچھ کرتا ہے۔

اور یہ ہے کتاب حباء و شرط کی نقل :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ امیرالمومنین عبداللہ المامون اور ان کے ولی عہد علی بن موسیٰ الرضا (علیہ السلام) کی طرف سے ایک تحریر ہے جو ذوالریاستین فضل بن سہل کے لیئے سوموار ۷ ماہ رمضان ۲۰۱ھ کو لکھی گئی۔ آج ہی کا دن وہ ہے جس میں امیرالمومنین (مامون) کی حکومت کی تکمیل ہوئی اور ان کے ولی عہد کے لیئے بیعت لی گئی۔ عوام الناس نے سبز لباس پہنے اور اپنی ولی عہدی کے متعلق امیرالمومنین (مامون) کی خواہش پوری ہوئی۔ وہ اپنے دشمن پر فتح یاب ہوئے۔

ہم تمہیں کچھ صلہ دینا چاہتے ہیں تمہاری ان خدمات کا جو تم نے اللہ اور اس کے رسول ، امیرالمومنین (مامون) ، ان کے ولی عہد اور بنی ہاشم کے حق کے لیئے انجام دی ہیں جن سے امید ہے کہ دین کی فلاح ہوگی۔ آپس کے مناقشات دور ہوں گے اور ان خدمات کی وجہ سے ہماری حکومت میں استحکام اور عام مسلمانوں کی نعمتوں میں پائیداری آئی۔

تم نے دین اور سنت کے قیام ، دعوت ثانیہ کے اظہار و ایثار نیز شرک کا قلع قمع کرنے ، بت شکنی اور باغیوں کو قتل کرنے میں امیرالمومنین (مامون) کی مدد کی۔ علاوہ ازیں دشمن کے خالی کیئے ہوئے شہروں میں اچھی خدمات انجام دیں ۔

یہ اس کا صلہ ہے۔

تم نے جو کارہائے نمایاں سر انجام دیئے مثلاً اصغر نامی شخص جس کی کنیت ابوسرایا اور نام مہدی بن جعفر کی سرکوبی کی ہے۔ ترک و خز لیبجی، طبرستان اور اس کے مضافات بندار ہرمز بن شروین دیلم اور اس کے مضافات ، کابل اور اس

Presented by www.ziaraat.com

کے مضافات مھوزین ، اصفہد ، ابن مبرم ، کوہ بدار ہندہ و غرشستان ، غور اور اس کے اقسام اور خراسان میں خاقان و ملون صاحب جبل تبت ، کیہان ، تغزغر میں آرمینیہ حجاز ، صاحب سریر ، صاحب خزر میں ، مغرب اور اس کے غزوات میں جو خدمات انجام دی ہیں جن کی تفصیل دیوان سیرت میں درج ہے۔

اعترافِ خدمات کے صلے میں تم کو دس کروڑ درہم نقد اور دس لاکھ درہم کی قیمت کا غلہ دیتے ہیں اور یہ اس کے علاوہ ہے جو امیر المومنین (مامون) تم کو اس سے پہلے جاگیریں دے چکے ہیں اور یہ دس کروڑ درہم بھی تمہارے استحقاق کو دیکھتے ہوئے کم ہیں۔ اس لیئے کہ اتنی رقم تم کو محمد ابین مخلوع بھی دے رہا تھا لیکن تم نے چھوڑ دی ۔تم نے اللہ اور اس کے دین کے لیئے قربانی دی۔ اس طرح تم نے امیرالمومنین (مامون) اور ان کے ولی عہد کو ممنون کیا۔ یہ سب تمہاری طرف سے مسلمانوں کے لیئے ایثار تھا جو انہیں بخش دیا۔

تم نے درخواست کی ہے کہ تمہیں تخلیئے اور زہد کی اس منزل پر پہنچے دیا جائے جس کی تمہیں ہمیشہ سے خواہش رہی ہے تا کہ تمہارے ترک دنیا پر لوگوں کا شک دور ہو جائے اور وہ سمجھ لیں کہ یہ جو کچھ تم نے کیا ہے وہ آخرت کے لیئے کیا ہے دنیا کے لیئے نہیں کیا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ نہ تم جیسے شخص سے بے نیاز ہوا جا سکتا ہے اور نہ درخواست کو رد کیا جا سکتا ہے۔ اگر تم نے اپنی درخواست میں کچھ مال و دولت کا مطالبہ کیا ہوتا تو اسے بھی مسترد نہ کیا جاتا۔ چہ جائیکہ تم نے تو ایسے امر کی درخواست کی ہے جس میں کچھ صرف نہیں۔ اور تم چاہتے ہو کہ ان لوگوں پر اپنی حجت تمام کرو جو یہ سمجھتے ہیں کہ تم نے ہماری امارت و خلافت کی طرف جو دعوت دی ہے وہ صرف دنیا کے لیئے دی ہے۔ آخرت کے لیئے نہیں ۔

بہرحال ہم نے تمہاری اس درخواست کو قبول کیا اور ہم تمہارے لیئے

Presented by www.ziaraat.com

اللہ تعالیٰ سے یہ تاکیدی عہد و یثاق کرتے ہیں کہ اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو گا۔ حکومت و امارت اس وقت بھی تمہارے ہی سپرد ہے۔ خوش دلی سے جو کام کرنا چاہو کرو اور جو نہ کرنا چاہو نہ کرو خواہ وہ کوئی سا بھی کام ہو۔ بہر حال ہم صرف ان کاموں سے تمہیں روکیں گے جن سے ہم خود کو بچاتے ہیں۔ ہم نے اس تخلیئے کی درخواست اس لیئے قبول کی ہے کہ تمہیں جسمانی طور پر آرام ملے۔ اس لیئے کہ تمہیں جسمانی راحت و آرام کی ضرورت ہے۔

اس تحریر میں جو تفصیل دی گئی ہے وہ سب تم کو دیتے ہیں اور جس کو آج تم چھوڑ رہے ہو۔ نیز تمہارے بھائی حسن بن سہل کو بھی اتنی ہی رقم دیتے ہیں جتنی تم کو دی ہے۔ اس کے علاوہ جو عطیات تم کو دیئے ہیں اس کا نصف اس کو بھی دیتے ہیں۔ اس لیئے کہ اس نے بھی باغیوں سے جہاد کیا اور دو مرتبہ فتح عراق اور شیاطین کے جتھے کو پراگندہ کرنے میں جان کی بازی لگا دی تھی جس سے دین میں قوت آئی اور جنگ کے شعلے بجھ گئے۔ ان کا ، ان کے گھر والوں کا اور تمام حق کا ساتھ دینے والوں کا بہت بہت شکریہ۔

اس تحریر میں جو کچھ بھی مرقوم ہے۔ ہم اس پر اللہ کو ،اس کے ملائکہ کو،اس کی مخلوقات میں سے منتخب ہستیوں کو اور ہر اس شخص کو جس نے آج بیعت کی ہے یا اس کے بعد کرے گا شاہد بناتے ہیں ۔ اللہ کو اپنا کفیل قرار دیتے ہیں۔ ہم سب نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے کہ ہم ان تمام شرائط کو بلا استثنا اور بے کم وکاست ، درپردہ اور ظاہر میں بھی پورا کریں گے۔ مومنین سے ان کی شرائط اور کیئے ہوئے عہد کے لیئے باز پرس ہو گی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص تمام لوگوں سے وفا کا طالب ہے اس کو بھی سب سے زیادہ وفا کرنی چاہیئے۔

جبکہ وہ صاحب قدرت و استطاعت بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ

Presented by www.ziaraat.com

بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ۔ (النحل۔۹۱)

" اور اللہ کا جب تم عہد کر چکو تو اسے پورا کرو اور قسموں کو ان کے پختہ کرنے کے بعد نہ توڑو کیونکہ تم اپنے اوپر اللہ کو ضامن قرار دے چکے ہو۔ بے شک تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے"۔

حسن بن سہل نے مامون کی طرف سے یہ تحریر کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو کچھ اس تحریر میں مرقوم ہے ان سب کو پورا کرنا امیرالمومنین (مامون) نے اپنے اوپر واجب و لازم کر لیا ہے۔ اس پر اللہ کو داعی اور کفیل اور ضامن بنایا ہے اور اس پر اپنے ہاتھ سے بخشش و شرط کی تاکید و تشریف کے لیئے ماہ صفر ۲۰۲ھ میں دستخط کیئے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کی تحریر و توثیق بخط خود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس تحریر میں جو شرائط مرقوم ہیں ان سب کو پورا کرنا علی بن موسیٰ رضا (علیہ السلام) نے اپنے اوپر لازم و واجب تاکیدی قرار دیا۔ آج کے لیئے بھی اور کل کے لیئے بھی جب تک وہ زندہ ہیں۔ اور اس پر اللہ کو داعی اور ضامن و کفیل بنایا اور اللہ شہادت کے لیئے بہت کافی ہے۔ اور یہ تحریر اپنے ہاتھ سے اسی مہینے اور اسی سن میں لکھی اور ہر طرح کی حمد اللہ کے لیئے ہے جو تمام عالمین کا پروردگار ہے اور درود ہو محمدؐ اور ان کی آلؑ پر۔ ہمارے لیئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے اس تحریر کی تصدیق و توثیق کی"۔

Presented by www.ziaraat.com

فضل بن سہل کا انجام

۲۴۔ ہم سے حمزہ بن محمد بن احمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے ۳۳۹ھ میں قم میں بیان کیا۔

اس نے کہا علی بن ابراہیم بن ہاشم نے ۳۱۰ھ میں انہیں تحریر کیا کہ مجھے یاسر خادم نے بتایا:۔

"امام علی رضا علیہ السلام کا دستور تھا جب ان کے پاس باہر کا کوئی شخص نہ ہوتا تو آپؑ اپنے تمام متعلقین کو اپنے پاس جمع کرتے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ ان سب سے محبت و انس کی باتیں کرتے اور جب آپؑ دستر خوان پر بیٹھتے تو چھوٹے بڑے سب ہی موجود ہوتے۔ یہاں تک کہ سائیس (گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے والے) اور فصد کھولنے والے بھی آپؑ کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے۔

یاسر کا بیان ہے :۔

ایک دن ہم آپؑ کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگاہ اس دروازے کا قفل کھلا جو مامون اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بیت الشرف کے درمیان تھا۔

آپؑ نے فرمایا:۔

اب تم لوگ جاؤ۔ ہم اٹھ کر چلے گئے۔ تو مامون آیا ۔اس کے ہاتھ میں ایک طویل خط تھا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے چاہا کہ اس کی تعظیم کے لیئے اٹھیں کہ مامون نے رسول اللہؐ کے حق کی قسم دیدی کہ آپؑ اپنی جگہ سے نہ اٹھیں۔ وہ خود آپؑ کے سامنے ایک مسند پر بیٹھ گیا اور وہ خط پڑھ کر سنانے لگا۔ اس میں کابل کے بعض دیہاتوں کی فتح تحریر تھی کہ ہم نے فلاں فلاں دیہات فتح کر لیئے۔

جب وہ سارا خط پڑھ کر فارغ ہوا تو حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

Presented by www.ziaraat.com

اے امیر المومنین! کیا آپ کو مشرکوں کے ایک قریے کی فتح نے خوش کر دیا ہے؟

مامون نے کہا:۔

کیا یہ خوشی کی بات نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

اے امیر المومنین! امت محمدؐ کے سلسلے میں آپ اللہ سے ڈریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امت کی خبر گیری سے ہٹا کر ملک گیری کی خدمت کے لیئے معین نہیں کر دیا۔ آپ نے مسلمانوں کے امور کی، ذمہ داریوں کو تو پورا کیا نہیں۔ اس کو دوسروں کے حوالے کر دیا۔ جو ان لوگوں پر حکم خدا کے خلاف اپنا حکم چلاتے ہیں اور آپ ہیں کہ اس ملک میں بیٹھے ہیں۔ آپ نے اس شہر مدینہ کو چھوڑ دیا جو دارالہجرت تھا۔ وہاں نزول وحی ہوتا تھا۔ آپ کی عدم موجودگی میں وہاں مہاجرین و انصار پر ظلم ہو رہا ہے۔ وہاں کے مومنین کے پاس کچھ نہیں ہے۔ بلکہ بعض لوگوں پر ایسا وقت آ جاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی سے تنگ آ جاتے ہیں۔ وہ دانے دانے کو محتاج ہو جاتے ہیں۔ وہاں کون ہے جس سے وہ اپنا دکھ درد بیان کریں۔ وہ لوگ یہاں آپ تک نہیں پہنچ پاتے۔

لہٰذا اے امیر المومنین! امور مسلمین کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور شہر نبیؐ اور مہاجرین و انصار کی آبادی میں واپس چلیں۔

اے امیر المومنین! کیا آپ کو نہیں معلوم کہ مسلمانوں کے والی اور خلیفہ کی حیثیت اس عمود اور چوب کی ہے جو خیمے کے درمیان میں استادہ ہوتی ہے جو چاہے اس تک پہنچ جائے۔

مامون نے کہا:۔

پھر آپ کی کیا رائے ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

میری رائے یہ ہے کہ اس ملک سے نکلیں اور اپنے آباؤ اجداد کے وطن میں واپس چلیں۔ وہاں مسلمانوں کی دیکھ بھال کریں۔ وہاں کے لوگوں کو کسی غیر کے سپرد نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ ہی سے باز پرس کرے گا اس لیئے کہ آپ والی ہیں۔

یہ سن کر مامون اٹھا اور بولا :۔

ہاں ! آپؑ کی رائے بالکل درست ہے اور یہ کہہ کر نکلا اور حکم دیا کہ کوچ کا سامان کرو۔

جب یہ خبر ذوالریاستین کو پہنچی تو اسے شدید غم ہوا۔ وہ حکومت پر چھایا ہوا تھا۔ اس کے سامنے مامون کی رائے بھی اہمیت نہ رکھتی تھی۔ مگر اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ اپنے غم کا اظہار کر سکے۔

اس کے بعد جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مزید زور دیا تو ذوالریاستین مامون کے پاس آیا اور کہا :۔

یا امیرالمومنین ! آپ نے جو حکم دیا ہے یہ کس کی رائے سے دیا ہے ؟

مامون نے کہا :۔

یہ حضرت ابوالحسن علیہ السلام کی رائے ہے اور یہی درست ہے۔

اس نے کہا :۔

یا امیرالمومنین ! یہ رائے درست نہیں ہے۔ ابھی کل کی تو بات ہے کہ آپ نے اپنے بھائی کو قتل کیا اور اس سے خلافت چھینی ہے۔ آپ کے باپ کی اولادیں تمہاری دشمن ہیں ۔ بلکہ عراق ، عرب اور آپ کا سارا خاندان آپ کا دشمن ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات آپ نے یہ کر دی کہ ابوالحسن الرضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنا دیا اور اپنے خاندان سے خلافت نکال کر دوسرے کو دے دی۔ اس بناء پر سارے عوام ، علماء ، فقہاء اور آل عباس آپ سے ناراض ہیں۔ ان کے دل آپ سے نفرت کرتے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ابھی کچھ دن اور خراسان

Presented by www.ziaraat.com

میں قیام کریں تا کہ لوگوں کے دلوں سے یہ بات نکل جائے اور لوگ آپ کے بھائی محمد امین کے واقعے کو بھول جائیں۔

اے امیرالمومنین ! یہاں چند اور بھی بزرگ ہیں جنھوں نے آپ کے والد ہارون الرشید کی خدمت کی ہے۔ وہ معاملہ فہم افراد ہیں ۔ ان سے بھی مشورہ کر لیجئے۔ اگر ان کا بھی یہی مشورہ ہو تو بسم اللہ۔

مامون نے پوچھا :۔

مثلاً وہ کون لوگ ہیں ؟

اس نے کہا :۔

علی بن عمران ، ابن مونس اور جلودی ۔(یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام کی ولی عہدی سے انکار کیا تھا۔ اس پر راضی نہ ہوئے تھے۔ اسی بات پر مامون نے انھیں قید میں ڈال دیا تھا۔)

مامون نے کہا :۔

اچھا ٹھیک ہے ۔

دوسرے دن حضرت امام علی رضا علیہ السلام پھر مامون کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا :۔

یا امیرالمومنین ! آپ نے کیا فیصلہ کیا۔ تو مامون نے وہ سب کچھ بیان کر دیا جو کچھ ذوالریاستین نے مشورہ دیا تھا ۔

پھر مامون نے حکم دیا :۔

وہ لوگ سامنے حاضر کیئے جائیں ۔

وہ قید خانے سے نکالے گئے اور پہلا شخص جو مامون کے سامنے لایا گیا وہ علی بن عمران تھا۔

اس نے مامون کے پہلو میں جب حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو بیٹھے

Presented by www.ziaraat.com

ہوئے دیکھا تو بولا :۔

خدا کی پناہ یا امیرالمومنین ! وہ حکومت جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیئے مخصوص کر دی تھی ۔آپ نے اسے اپنے خاندان سے نکال کر اپنے دشمنوں کے ہاتھ میں دے دی ۔اور دی بھی انہی کو جن کے آباء و اجداد کو آپ کے آباء و اجداد نے قتل کیا تھا۔ اور انہیں شہر بدر کیا تھا۔

مامون نے کہا :۔

اے زانیہ کی اولاد ! ابھی تو بچ گیا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے حکم دیا کہ اس کی گردن مار دی جائے۔

پس اس کی گردن مار دی گئی۔

اب ابن مونس کو لایا گیا اور جب اس نے مامون کے پہلو میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو بولا :۔

یا امیر المومنین ! یہ آپ کے پہلو میں جو بیٹھے ہیں ۔ خدا کی قسم بت ہیں بت۔ خدا کو چھوڑ کر ان کی پوجا کی جاتی ہے ۔

مامون نے کہا :۔

اے ولد الحرام ! تو بھی بچ گیا تھا ۔

اس نے جلاد کو حکم دیا :۔

اس کی گردن بھی مار دو ۔

چنانچہ اس کی گردان بھی مار دی گئی۔

اس کے بعد جلودی سامنے لایا گیا۔

(واضح ہو کہ جلودی وہ ہے جو ہارون رشید کے دور حکومت میں تھا۔ جب محمد بن جعفر بن محمد نے مدینے سے خروج کیا تو ہارون الرشید نے اس کو مدینے بھیجا اور حکم دیا کہ ان کو پکڑو تو گردن مار دینا۔ نیز اولاد ابی طالب کے

Presented by www.ziaraat.com

سارے گھروں کو مسمار کردینا ۔ اور ان کی عورتوں کے جسموں پر صرف ایک کپڑے کے سوا اور کچھ نہ چھوڑنا ۔ جلودی نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ وہ تمام گھروں کو لوٹتا ہوا حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے دروازے پر پہنچا اور آپؑ کے گھر پر اپنے فوجیوں کے ساتھ ہجوم کیا۔

جب حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے یہ دیکھا تو ساری عورتوں کو ایک مکان میں جمع کر لیا اور خود دروازے پر کھڑے ہو گئے۔

جلودی نے کہا:۔

امیرالمومنین(ہارون الرشید) کے حکم کے مطابق لازم ہے کہ میں گھر کے اندر داخل ہو جاؤں اور عورتوں کے جسموں سے کپڑے تک اتار لوں۔

حضرت ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا :۔

میں خود عورتوں کے جسموں سے کپڑے اتار کر تجھے دے دیتا ہوں اور میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ ایک چیز بھی بغیر اتارے نہ رہوں گا۔ آپ مسلسل اس سے درخواست کرتے رہے اور اپنا یہ حلف دھراتے رہے کہ وہ خاموش ہو گیا۔

حضرت ابوالحسن علیہ السلام گھر کے اندر تشریف لے گئے اور عورتوں کے کانوں کے بندے اور خلخال وغیرہ سب اتروا کر اسے دے دیں اور گھر میں جو چیز بھی تھی خواہ بڑی تھی یا چھوٹی سب اس کے حوالے کردی۔)

لیکن آج جب جلودی مامون کے سامنے حاضر ہوا تو امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

یا امیرالمومنین ! اس شیخ کو مجھے بخش دیجیے۔

مامون نے کہا :۔

یہ وہی شخص تو ہے جس نے دختران رسولؐ کے جسموں سے کپڑے اور زیورات تک اتار لیئے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

جلودی نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی طرف دیکھا کہ آپؑ مامون سے مصروفِ گفتگو ہیں۔ مگر وہ اس کے لیئے عفو کی درخواست کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اس شیخ کو مجھے بخش دیں۔

مگر وہ یہ سمجھا کہ امام علی رضا علیہ السلام مامون کو میرے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ اس لیئے کہ مدینے میں آپؑ کے ساتھ ظالمانہ سلوک کر چکا تھا۔

جلودی نے پکار کر کہا :۔

یا امیرالمومنین ! آپ کو اللہ کا واسطہ۔ میں نے جو آپ کے باپ ہارون الرشید کی خدمت کی ہے اس کا واسطہ۔ میرے معاملے میں آپ ان کا کوئی مشورہ قبول نہ کریں۔

مامون نے کہا :۔

یا ابوالحسنؑ ! اب میں معافی چاہتا ہوں میں آپؑ کی بات نہیں مان سکتا۔ اس نے مجھ کو آپ کی بات نہ ماننے کی قسم دے دی ہے۔

پھر مامون نے جلودی سے پکار کر کہا :۔

خدا کی قسم ! میں تمہارے معاملے میں ان کی بات نہیں مانوں گا اور حکم دیا کہ اسے بھی اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دو۔

اس کو بھی لیجایا گیا اور گردن مار دی گئی۔

ادھر مامون ڈیرے خیموں کو آگے بڑھانے کا حکم دے چکا تھا۔ ذوالریاستینؑ تو مامون کو مشورہ دے کر اپنے باپ سہل کے پاس چلا گیا۔ مگر جب مامون نے ان تینوں کو قتل کرا دیا تو وہ سمجھ گیا کہ مامون نے جانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے مامون سے فرمایا :۔

یا امیرالمومنین ! آپ نے ڈیرے خیموں کو آگے بڑھانے کے لیئے کیا کیا ؟

مامون نے کہا :۔

Presented by www.ziaraat.com

یا سیدی ! آپؑ خود ذرا زحمت فرمائیں ۔

پس امام علی رضا علیہ السلام نے لوگوں کو پکار کر فرمایا:۔

ڈیرے خیمے آگے بڑھائے جائیں ۔

یہ سنتے ہی فوراً لوگوں نے ڈیرے خیمے آگے بڑھانے شروع کر دیئے مگر ذوالریاستین اپنے گھر ہی میں بیٹھا رہا۔

مامون نے آدمی بھیج کر اسے بلایا اور اس سے پوچھا :۔

تم گھر میں کیوں بیٹھے ہو۔کیا چلنا نہیں ہے ؟؟

اس نے کہا:۔

یا امیرالمومنین ! میں آپ کے خاندان اور عام مسلمانوں کی نظر میں سب سے بڑا مجرم ہوں ۔لوگ مجھے آپ کے بھائی محمد امین کے قتل اور امام علی رضا علیہ السلام کی ولی عہدی پر برا بھلا کہتے ہیں ۔ مجھے خطرہ ہے کہ چغل خور ، حاسد اور مخالف آپ سے میرے متعلق لگائی بجھائی کریں گے۔ لہٰذا مجھے یہیں خراسان میں چھوڑ دیجئے۔ میں یہیں آپ کی نیابت کروں گا۔

مامون نے کہا :۔

نہیں ! ہمیں تو تمہاری ضرورت ہے اور تمہارا یہ خیال کہ لوگ ہم سے تمہارے متعلق چغلیاں کریں گے تو اس کا مجھ پر کیا اثر ہوگا۔ اس لیئے کہ تم ہمارے نزدیک باوثوق، ناصح اور مشفق ہو اور اگر پھر بھی تمہیں خطرہ ہو تو خود اپنے قلم سے امان نامہ اور ضمانت نامہ لکھ لو جس عبارت میں بھی تم چاہو تا کہ تمہیں اطمینان ہو جائے۔

فضل بن سہل گیا۔ اپنے ہاتھ سے ایک امان نامہ لکھا ۔ علماء کو جمع کیا اور مامون کے پاس آیا اور اسے پڑھ کر سنایا ۔

مامون نے اس امان نامے کی ہر بات قبول کر لی اور اپنے قلم سے ایک ہبہ

Presented by www.ziaraat.com

نامہ لکھا کہ میں نے فلاں فلاں اختیار ،جاگیراور نقدی فضل کو دی۔

فضل نے کہا:۔

یا امیرالمومنین ! اس امان نامے پر حضرت ابوالحسن علیہ السلام کے بھی دستخط ضروری ہیں۔ اس لیئے کہ وہ آپ کے ولی عہد ہیں۔

مامون نے کہا :۔

تمہیں معلوم ہے کہ انہوں نے اپنی ولی‌عہدی کے لیئے یہ شرط رکھی ہے کہ وہ یہ سب کچھ نہ کریں گے۔لہٰذا میں ان سے دستخط کے لیئے نہ کہوں گا۔تم خود ہی ان سے بات کرو ۔ وہ تمہاری بات نہیں ٹالیں گے ۔

فضل بن سہل وہ امان نامہ لے کر امام علی رضا علیہ السلام کے پاس گیا۔

یاسر کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

تم سب ہٹ جاؤ۔

ہم سب ہٹ گئے ۔آپؑ نے فضل کو اندر بلایا۔ وہ کچھ دیر آپؑ کے سامنے کھڑا رہا۔

امام علیہ السلام نے نظر اٹھائی اور اسے دیکھ کر فرمایا :۔

فضل ! کیا کام ہے ؟

اس نے کہا:۔

میرے آقا ! یہ امان نامہ میرے لیئے امیرالمومنین(مامون)نے تحریر کر دیا ہے۔ آپؑ ان کے ولی عہد ہیں ۔ اس لیئے جو مراعات مجھے امیرالمومنین (مامون)نے دی ہیں آپؑ بھی منظور فرما کر دستخط فرما دیں ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

اچھا پڑھو ۔

امان نامہ کی تحریر بہت طویل تھی ۔ اس لیئےاس نے کھڑے ہو کر آخر تک

Presented by www.ziaraat.com

پڑھ کر سنا دی۔

آپؑ نے فرمایا :۔

فضل ! ان سب کی پابندی ہم پر اس وقت تک لازم ہے جب تک تم اللہ سے ڈرتے رہو ۔

یاسر کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام نے فقط ایک ہی فقرے پر اس کا تمام معاملہ ختم کر دیا۔ وہ امام علیہ السلام کی خدمت سے نکلا۔

اب مامون نے کوچ کیا ۔ان کے ساتھ ہم نے بھی امام علیہ السلام کے ہمراہ کوچ کیا۔

جب کئی دن کے سفر کے بعد ہم نے ایک منزل پر قیام کیا تو ذوالریاستین اپنے بھائی حسن بن سہل کا ایک خط لے کر آیا جس میں درج تھا۔

میں نے ازروئے علم نجوم اس سال کی تحویل پر نظر ڈالی ہے۔ اس میں سے یہ معلوم ہوا کہ فلاں مہینے میں بدھ کے دن تم کو لوہے اور آگ سے گزند پہنچے گا۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ تم اور امیرالمومنین (مامون) اور امام علی رضا علیہ السلام اس دن حمام جا کر فصد کھلواؤ اور پھر تو اپنے جسم پر خون مل لو تاکہ نحوست ختم ہو جائے۔

فضل نے مامون کے پاس آدمی بھیجا اور اس کے متعلق اسے تحریری اطلاع دی اور درخواست کی کہ آپ بھی میرے ساتھ حمام چلیں اور امام علی رضا علیہ السلام کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لیئے کہیں۔

مامون نے امام علی رضا علیہ السلام کو رقعہ لکھا اور ساتھ چلنے کی درخواست کی۔

امام علی رضا علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا کہ میں کل حمام نہیں جاؤں گا اور آپ کے لیئے بھی میرا یہی مشورہ ہے کہ کل آپ بھی حمام نہ جائیں ۔ بلکہ میری رائے فضل کے متعلق بھی یہی ہے کہ وہ بھی حمام نہ جائے۔

Presented by www.ziaraat.com

اس سلسلے میں طرفین سے دو دفعہ رقعے آئے۔ بالآخر امام علی رضا علیہ السلام نے رقعہ کے جواب میں لکھا :۔

میں کل حمام نہیں جاؤں گا کیونکہ کل میں نے خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔اورآپؐ نے مجھے فرمایا:۔

علیؑ ! کل حمام نہ جانا۔

میری رائے یہ ہے کہ آپ اور فضل دونوں ہی کل حمام نہ جائیں۔

مامون نے رقعہ کا جواب لکھا :۔

میرے آقا ! آپؑ نے سچ فرمایا اور رسول خدا صؐ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی سچ فرمایا۔ میں کل حمام نہیں جاؤں گا البتہ فضل اپنے معاملے میں آزاد ہے۔

یاسر کا بیان ہے کہ جب شام ہوئی اور سورج ڈوب گیا تو امام علیہ السلام نے ہم سے فرمایا کہ آج رات تم یہ دعا پڑھتے رہو۔

نعوذ بالله من شر ما ينزل فی هذه الیلة۔

" ہم اس شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جو آج رات نازل ہونے والا ہے" ۔

ہم سب یہ دعا پڑھتے رہے۔ امام علیہ السلام نے نماز فجر ادا کی اور ہم سے فرمایاکہ تم اب بھی یہ دعا ان الفاظ کے ساتھ پڑھتے رہو۔

نعوذ بالله من شر ما ينزل فی هذا اليوم۔

" ہم اللہ سے پناہ چاہتے ہیں اس شر سے جو کہ آج دن میں نازل ہونے والا ہے "۔

پھر جب آفتاب طلوع ہونے کے قریب آیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

ذرا مکان کی چھت پر جا کر سنو کچھ شور و غل سننے میں آ رہا ہے ؟

جب میں چھت پر گیا تو سنا کہ ہر طرف چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں ۔ اتنے میں مامون اس دروازے سے داخل ہوا جو امام علیہ السلام اور اس

Presented by www.ziaraat.com

کے گھروں کے درمیان تھا اور وہ یہ کہتا ہوا آیا۔

یا سیدی یا ابوالحسن ! فضل کی موت پر صبر کیجئے۔ اللہ آپؑ کو اس صبر کا اجر دے گا۔ وہ حمام میں گیا تھا کچھ لوگ تلواریں لیئے ہوئے وہاں پہنچ گئے اور اسے قتل کر دیا۔ جو لوگ وہاں گئے تھے وہ تعداد میں تین تھے اور اس وقت وہ سب گرفتار ہو چکے ہیں اور ان میں ایک اس کا خالہ زاد بھائی ذوالقلمین بھی شامل ہے۔راوی کا بیان ہے کہ پھر سرداران فوج اور تمام فوجی اور ذوالریاستین کے آدمی مامون کے دروازے پر مظاہرہ کرنے اور مطالبہ کرنے لگے کہ تم نے دھوکے سے حمام میں بھیج کر فضل کو قتل کرایا ہے اور ہم اسکے خون کا عوض لیں گے۔

مامون نے امام علی رضا علیہ السلام سے کہا :۔

یا سیدی ! آپؑ زحمت فرمائیں اور اس مجمع کو منتشر کریں ۔

یاسر کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام اپنی سواری پر سوار ہوئے اور مجھے بھی ساتھ چلنے کا حکم دیا۔جب ہم دروازے سے نکلے تو امام علیہ السلام نے اس مجمع پر نظر ڈالی۔ وہ لوگ آگ لیئے ہوئے تیار تھے کہ مامون کے دروازے کو آگ لگائیں گے۔امام علیہ السلام نے مجمع سے فرمایا کہ منتشر ہو جاؤ ۔

یہ حکم پاتے ہی سب منتشر ہو گئے۔

یاسر کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ! لوگ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے تھے اور آپؑ نے جس کو چلے جانے کا حکم دیا وہ فورا ہی سواری کو ایڑ لگا کر چلا گیا کوئی بھی وہاں نہ ٹھہرا"۔

آپ حکومت کریں اور میں دعا کروں

۲۵۔ (حذف اسناد) ابوالحسین محمد بن ابی عبادہ سے روایت ہے :۔

"جب فضل بن سہل کا کام تمام ہوا اور وہ قتل ہو گیا تو مامون روتا ہوا امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور کہا:۔

Presented by www.ziaraat.com

ابوالحسنؑ ! اب اس وقت ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ آپؑ حکومت کا انتظام سنبھالیں اور میری مدد فرمائیں ۔

آپؑ نے فرمایا :۔

امیرالمومنین ! سلطنت کا انتظام تو آپ ہی کریں اور میری دعا آپ کے ساتھ ہے ۔

جب مامون چلا گیا تو میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کی :۔

امیرالمومنین(مامون) نے آپؑ کو انتظام سنبھالنے کے لیئے کہا تو آپؑ نے انکار کیوں فرمایا ۔ آخر آپؑ کو اس میں پس و پیش کیا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

وائے ہو تم پر ! میرا اس حکومت سے کوئی واسطہ نہیں ہے ۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد آپؑ نے مجھے مغموم دیکھا تو فرمایا :۔

اس میں تمہارا کیا فائدہ ہے ؟ فرض کرو اگر تمہارے کہنے کے مطابق حکومت ادھر پلٹ بھی آئے تو تم کو اس وقت بھی مجھ سے اتنا ہی ملے گا جتنا اخراجات کے لیئے اب تمہارے ہاتھ میں ہے اور تم میں اور عام لوگوں میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جا ئیگا"۔

قائم آلِ محمد (عج) کی پیش گوئی

۲۶۔ (حذف اسناد) محمد بن ابی الموج حسین رازی نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے اس شخص سے روایت کی جس نے امام علی رضا علیہ السلام سے یہ سنا تھا۔ آپؑ فرما رہے تھے :۔

"تمام قسم کی تعریف خدا کے لیئے مخصوص ہے جس نے ہمارے ان حقوق کی حفاظت فرمائی جسے لوگوں نے ضائع کیا اور جس نے ہمیں بلندی دی جب کہ لوگ ہمیں پست کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ کفر کے منبروں پر پورے اسی(۸۰)

Presented by www.ziaraat.com

سال تک ہم پر لعنت کی گئی اور ہمارے فضائل چھپائے گئے اور ہم پر جھوٹ تراشنے کے لیئے دولتیں خرچ کی گئیں جب کہ اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ ہمارا ذکر بلند رہے اور ہمارے فضائل بیان ہوتے رہیں۔

خدا کی قسم ! یہ شرف ہمیں اپنی طرف سے نہیں ملا بلکہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور ہماری آپؐ سے قرابت کی وجہ سے نصیب ہوا اور آج ہماری حکومت قائم ہوئی اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے بعد اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نشانی ظاہر ہوگی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلند ترین علامت کا ظہور ہو گا"۔

شکر کی قدردانی

۲۷۔ (حذف اسناد) احمد بن عیسیٰ بن زید نے کہا:۔

"مامون نے ایک شخص کے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے کہا :۔

آپ مجھے زندہ رہنے دیں میں شکر کرنے والا شخص ہوں۔

مامون نے کہا :۔

تیری اور تیرے شکر کی حیثیت ہی کیا ہے ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

امیرالمومنین ! میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کے شکر کی قدردانی کریں اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے شکر کا حکم دیا۔لوگوں نے شکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا"۔

فضل نے امام علیہ السلام کی ولی عہدی کا مشورہ کیوں دیا ؟

۲۸۔"بہت سے مورخین نے اس کا ذکر کیا ہے کہ فضل بن سہل نے مامون کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ امام علی رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنائے۔

چنانچہ منجملہ ان کے ابو علی حسین بن احمد سلامی بھی ہے جس نے اپنی کتاب

Presented by www.ziaraat.com

میں جو تاریخ خراسان پر مشتمل ہے تحریر کیا ہے۔

فضل بن سہل ذوالریاستین مامون کا وزیر اور اس کے تمام امور کا نگران تھا۔ یہ پہلے مجوسی تھا اوراس نے یحییٰ بن خالد برمکی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور اسی کی صحبت میں رہا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ نہیں بلکہ اس کا باپ سہل، مہدی کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا اور یحییٰ بن خالد برمکی نے مامون کی خدمت کے لیئے اسے منتخب کیا تھا اور وہ مامون سے وابستہ ہو کر اس پر چھا گیا اور اس میں مطلق العنانی آ گئی۔

اسے ذوالریاستین (دو طرح کی ریاست رکھنے والا) اس لیئے کہاجاتا ہے کہ وہ بیک وقت مامون کا وزیر اور اس کی فوج کا سالار تھا اور جب مامون نے اپنے بھائی مؤتمن کواپنا ولی عہد بنایا توایک دن فضل بن سہل نےاپنے ہم نشینوں سے کہا :۔

ابو مسلم خراسانی کے کام کے مقابلے میں میرا کام کس درجہ پر ہے ؟

انہوں نے جواب دیا :۔

اس کا کام تو یہ تھا کہ حکومت کو ایک قبیلے سے نکال کر دوسرے قبیلے میں منتقل کر دے اور آپ نے یہ کیا کہ حکومت کو ایک بھائی کے ہاتھ سے نکال کر دوسرے بھائی کے ہاتھ منتقل کر دیا۔ اور ان دونوں کرداروں میں جو فرق ہے اسے آپ خود بہتر جانتے ہیں۔

فضل نے کہا :۔

مجھ میں یہ صفت بھی ہے کہ حکومت کو ایک قبیلہ سے نکال کردوسرے قبیلے میں پہنچا سکتا ہوں۔

اس کے بعد اس نے مامون کو مشورہ دیا کہ آپ امام علی رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد مقرر کریں۔

اس پر مامون نےاپنے بھائی مؤتمن کو ولی عہدی کے منصب سے کالعدم قرار

Presented by www.ziaraat.com

دیا اور امام علیہ السلام کو اپنا جانشین اور ولی عہد مقرر کیا۔

امام علی رضا علیہ السلام مامون کے پاس ۲۰۰ھ میں رجاء بن ابی ضحاک کے ساتھ براہ بصرہ و فارس خراسان پہنچے تھے۔ اور امام علیہ السلام کا عقد مامون کی دختر سے ہوا۔ جب آپؑ کی ولی عہدی کی خبر بغداد میں عباسیوں کو ملی تو انہوں نے ابراہیم بن مہدی کو آگے بڑھایا اور خلافت کے لیئے اس کی بیعت کرلی۔

دعبل خزاعی نے اسی کے متعلق یہ اشعار کہے تھے۔

یا عشر الاجناد لا تقنطوا ۔ خذوا عطا یاکم و لا تسخطوا

فسوف یعطیکم حنینیة ۔ یلذها الا مرد والا شمط

والمعیدیات لقوادکم ۔ لا تدخل الکیس ولا تربط

وھکذا یرزق اصحابه ۔ خلیفة مضجعه البربط

" اے گروہ افواج اسلامی ! مایوسی اختیار نہ کرو۔ خفگی کی کیا بات ہے۔ تمہیں تو اپنی تنخواہوں سے غرض ہے تم تنخواہ لیئے جاؤ۔

خلیفہ صاحب تمہیں ایسے ایسے گانے سنائیں گے کہ جن کو سن کر بوڑھے اور جوان بھی وجد میں آکر جھومیں گے۔

یہ تمہارے سرداروں کو " معیدیات " (مشہور نغمہ) سے لطف اندوز کریں گے۔ نیز اپنے اصحاب کو بھی اسی سے نوازیں گے۔ اس لیئے کہ اب وہ خلیفہ بنا ہے جس کا دین ، ایمان اور قرآن سب کچھ بربط (بانسری اور شہنائی جانا) ہے "۔

اور دعبل خزاعی نے یہ اس لیئے کہا تھا کہ ابراہیم بن مہدی کو عود و بربط جانے کا بڑا شوق تھا اور وہ ہمیشہ شراب میں غرق رہتا تھا۔

الغرض جب یہ خبر مامون کو پہنچی تو اس کو یہ احساس ہوا کہ فضل بن سہل نے یہ کام غلط کرا دیا ہے اور مجھے غلط مشورہ دیا ہے۔

وہ فوراً عراق جانے کے لیئے مرو سے نکلا اور درمیان راہ اس نے ایسی

Presented by www.ziaraat.com

تدبیر کی کہ سرخس کے ایک حمام میں اس کو قتل کرا دیا اور یہ واقعہ ۲۰۳ھ کا ہے اور پھر اس نے دوسری تدبیر یہ کی کہ امام علی رضا علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کر دیا اور حکم دیا کہ محوس کے قریہ سناباد میں ہارون الرشید کی قبر کے پہلو میں آپؑ کو دفن کیا جائے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ شہادت کے وقت آپؑ کی عمر پچپن (۵۵) برس کی تھی"۔

ہم دونوں کے لیئے شرائط کی پابندی ضروری ہے

۲۹۔ (حذف اسناد) معمر بن خلاد سے روایت ہے :۔

" مجھ سے امام رضا علیہ السلام نے بیان فرمایا :۔

ایک دن مامون نے مجھ سے کہا :۔

فرزند رسول ! آپؑ اپنے بھروسے کا آدمی تلاش کریں تا کہ اس کو ان شہروں کا والی بنایا جائے جن کا انتظام فاسد اور خراب ہو رہا ہے۔

میں نے اس کے جواب میں کہا تھا :۔

تم مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرو اور میں تم سے کیا ہوا وعدہ پورا کروں گا۔

میں نے ولی عہدی کو اس معاہدہ پر قبول کیا تھا کہ میں کوئی حکم جاری نہ کروں گا اور نہ کسی کو کسی کام سے منع کروں گا اور نہ کسی کو معزول کروں گا اور نہ کسی کو والی بناؤں گا اور نہ کسی کو شہر بدر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم سے پہلے مجھے اپنی بارگاہ میں طلب فرمائے اور بخدا خلافت ایسی چیز ہے کہ میرے دل میں اس کا کبھی خیال بھی نہیں آیا۔ میں تو شہر مدینہ کی گلیوں میں اپنی سواری پر بیٹھ کر چلا پھرا کرتا تھا۔ اہل مدینہ اور غیر اہل مدینہ سب ہی اپنی اپنی حاجات کے لیئے میرے پاس آتے تھے اور میں ان کی حاجتوں کو پورا کیا کرتا تھا۔ اور وہاں کے باشندے ہمارے لیئے چھاؤں کی مانند تھے اور تمام دیار و امصار میں میری تحریر نافذ العمل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں مجھے عطا فرمائی تھیں ،

Presented by www.ziaraat.com

ان میں تیری ولی عہدی نے کوئی اضافہ نہیں کیا۔

مامون نے کہا :۔

درست ہے ۔ میں اپنے وعدہ پر قائم رہوں گا"۔

فضل بن سہل کا امام کو ورغلانا

۳۰۔ (حذف اسناد) روایت کی گئی کہ ایک مرتبہ فضل بن سہل، ہشام بن ابراہیم (عمرو خ ل) کو ساتھ لے کر آپؑ کے پاس گیا اور کہا :۔

فرزند رسول ! میں تنہائی میں آپؑ سے کچھ بات کرنے آیا ہوں۔ تخلیہ چاہیئے۔

جب تخلیہ ہو گیا تو فضل نے تمام غلاموں کی آزادی اور بیویوں کی طلاق کا ایک ایسا حلف نامہ نکالا جس کو کوئی کفارہ نہ ہو۔ اور ان دونوں نے کہا :۔

ہم لوگ آپؑ کے پاس اس لیئے آئے ہیں کہ آپؑ سے حق اور سچی بات کہیں ۔ ہمیں معلوم ہے یہ حکومت آپؑ کی ہے اور فرزند رسول یہ آپؑ کا حق ہے کہ آپؑ حکومت کریں اور ہم جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہیں ، ہمارے دل میں بھی وہی ہے۔ ہم حلفیہ کہتے ہیں کہ ہم مامون کو قتل کر دیں گے اور حکومت خالص آپؑ کی ہو جائیگی۔ آپؑ کا حق آپؑ کو مل جائے گا اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ہمارے سارے غلام آزاد اور ہماری ساری عورتوں کو طلاق اور تیں حج پا پیادہ ہم پر واجب۔

آپؑ نے ان کی کوئی بات نہ سنی اور انہیں ڈانٹا اور ان پر لعنت کی اور ان سے کہا :۔

تم لوگوں نے کفرانِ نعمت کیا ہے۔ لہٰذا اب تمہاری خیر نہیں اور اگر میں اس پر راضی ہو جاؤں تو میری بھی خیر نہیں۔

جب فضل اور ہشام نے حضرتؑ کا یہ جواب سنا تو سمجھ گئے کہ ان سے غلطی ہوئی ہے ۔ پھر وہ فوراً امام علیہ السلام سے بولے :۔

Presented by www.ziaraat.com

ہم نے آپؑ کو آزمانے کے لیئے یہ کہا تھا۔

آپؑ نے فرمایا :۔

تم دونوں جھوٹے ہو۔ تم نے مجھ سے وہی کہا جو کچھ تمہارے دل میں تھا مگر میں تمہارے ارادے سے متفق نہیں ہوا۔

اس کے بعد دونوں مامون کے پاس گئے اور اس سے کہا :۔

امیرالمومنین ! ہم دونوں امام علی رضا علیہ السلام کے پاس گئے تھے اور ہم انہیں آزمانا چاہتے تھے اور اس ذریعے سے یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان کے دل میں کیا ہے ۔ چنانچہ ہم نے انہیں یہ کہا اور انہوں نے ہمیں یہ جواب دیا۔

مامون نے کہا :۔

اللہ تم دونوں کو بھلائی کی توفیق دے۔

جب یہ دونوں مامون کے دربار سے واپس ہوئے تو امام علیہ السلام مامون کے پاس تشریف لے گئے اور تخلیہ میں آپؑ نے وہ سب کچھ مامون کو بتا دیا جو ان دونوں نے کہا تھا۔اور پھر آپؑ نے اس سے فرمایا :۔

آپؑ ان سے اپنی جان کی حفاظت کریں۔

جب مامون نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوری تفصیل سنی تو سمجھ گیا کہ امام علی رضا علیہ السلام سچ کہہ رہے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 41

امام علی رضا علیہ السلام اور طلب باراں اور منکر کا انجام (۱)

۱۔ ہم سے ابوالحسن محمد بن قسم مفسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن یسار سے روایت کی، ان دونوں نے اپنے اپنے والد کی سند سے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے والد امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کی، آپؑ نے اپنے والد امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا :۔

"جب مامون نے علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تو اس سال بارش نہ ہوئی اور مامون کے بعض حاشیہ نشین اور امام علیہ السلام سے تعصب رکھنے والوں نے یہ کہنا شروع کر دیا :۔

دیکھو! جب سے علی بن موسیٰ رضا (علیہ السلام) آئے اور ولی عہد مقرر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی بارش روک دی ہے۔

یہ باتیں مامون تک پہنچیں تو اس کو بہت گراں گزرا۔

اس نے امام علیہ السلام سے کہا :۔

بارش بالکل نہیں ہوئی۔ کاش! آپؑ دعا فرماتے اور بارش ہو جاتی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا :۔

اچھا! میں دعا کروں گا۔

مامون نے کہا :۔

پھر آپؑ کب دعا فرمائیں گے۔

یہ گفتگو جمعہ کے دن ہوئی۔ آپؑ نے فرمایا :۔

۱۔ یہ باب ایک حدیث پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

میں سوموار کو دعا کروں گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ شب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس خواب میں تشریف لائے تھے اور آپؐ کے ساتھ حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بھی تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا :۔

اے فرزند ! انتظار کرو اور سوموار کے دن صحرا میں جاؤ اور بارش کے لیئے دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ پانی برسا دے گا۔ اور اس کے ساتھ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا :۔

یہ خواب تم سب پر ظاہر کر دو تا کہ جو لوگ تم سے ناواقف ہیں ان کو بھی معلوم ہو جائے کہ اللہ کے نزدیک تمہاری قدرو منزلت کیا ہے ۔

الغرض جب سوموار کا دن ہوا تو آپؑ صحرا میں تشریف لے گئے۔ ہجوم خلائق دیکھنے کے لیئے جمع ہوا۔ آپؑ منبر پر تشریف لے گئے اور اس طرح دعا شروع کی۔

اے اللہ ! اے ہمارے پروردگار ! تو نے ہم اہل بیت کو بڑا حق عطا فرمایا ہے اور اسی لیئے لوگ تیرے حکم کے مطابق ہمیں اپنا وسیلہ اور ذریعہ بنا کر تیرے فضل و کرم کی امید رکھتے ہیں اور تجھ سے احسانات و نعمتوں کی توقع رکھتے ہیں۔

لہذا تو ان لوگوں کو سیراب کر دے اور ایسی بارش عطا فرما جو عام اور جلد ہونے والی ہو۔ غیر مضر بھی ہو۔ لیکن یہ بارش اس وقت شروع ہو جب سب لوگ یہاں سے چلے جائیں اور اپنے اپنے گھروں میں پہنچ جائیں۔

راوی کا بیان ہے کہ اس اللہ کی قسم ! جس نے حضرت محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ۔ یہ دعا کرتے ہی فضاؤں میں بادل منڈلانے لگے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :۔

ابھی نہ جاؤ ۔ اپنی جگہ پر رہو کیونکہ یہ بادل تمہارے لیئے نہیں ہے ۔ بلکہ یہ فلاں شہر کے لیئے ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بادل لوگوں کے سروں سے گزر گیا۔

پھر ایک دوسرا بادل گرج چمک کے ساتھ نمودار ہوا۔ لوگوں نے بھاگنا شروع

Presented by www.ziaraat.com

کیا۔ آپؑ نے فرمایا:۔

ابھی جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ بادل فلاں شہر والوں کے لیئے ہے ۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے بادل آتے اور سروں کو عبور کرتے رہے۔ یہاں تک کہ دس بار بادل اٹھے اور ہر مرتبہ آپؑ یہی فرماتے رہے کہ ابھی نہ جاؤ۔ یہ بادل تمہارے لیئے نہیں ہے بلکہ فلاں شہر والوں کے لیئے ہے۔

بالآخر جب گیارہواں بادل اٹھا تو آپؑ نے فرمایا:۔

ایہاالناس ! لو یہ بادل اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیئے بھیجا ہے۔ اس نے تم پر بھی کرم فرمایا لہذا اس کا شکر ادا کرو اور اپنے اپنے گھروں اور اپنی اپنی منزلوں پر پہنچ جاؤ۔ بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اطمینان سے چلے جاؤ۔ جب تک تم لوگ اپنے گھروں تک نہیں پہنچو گے یہ بادل اس وقت تک تمہارے سروں پر منڈلاتا رہے گا۔ اس کے بعد ہی برسے گا۔

یہ فرما کر آپؑ منبر سے اترے۔ آپؑ کے ارشاد کے مطابق وہ بادل اسی طرح سروں پر منڈلاتا رہا۔ اور جب لوگ اپنے گھروں کے قریب پہنچے تو بڑی بڑی بوندیں برسنے لگیں اور اتنی بارش ہوئی کہ سارے گڑھے ،تالاب ، وادیاں اور صحرا پانی سے بھر گیئے۔ لوگ کہنے لگے کہ مبارک ہو یہ فرزند رسولؐ کی وجہ سے خدا کا ہم پر یہ کرم ہوا۔

پھر امام علیہ السلام برآمد ہوئے۔ سامنے بہت بڑا مجمع تھا۔ آپؑ نے سب کو خطاب کر کے فرمایا :۔

لوگو ! خدا نے تم کو جو نعمتیں دی ہیں ان کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال کی وجہ سے یہ نعمتیں تم سے چھن جائیں اور ان نعمتوں اور بخششوں پر خدا کا شکر ادا کر کے اور اس کے احکام کی اطاعت کر کے ان نعمتوں کو ہمیشہ باقی رکھنے کی کوشش کرو اور یہ جان لو کہ اللہ پر ایمان لانے اور

Presented by www.ziaraat.com

آل محمدؑ کے حقوق کا اعتراف کرنے کے بعد اللہ کا سب سے بہترین شکر یہ ہے کہ تم اپنے براوران ایمانی میں ایک دوسرے کی مدد اور اعانت کرو جو ان کو جنت تک پہنچنے کے لیئے گزرگاہ اور پل کا کام دے گا اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے مخصوص بندوں میں شمار ہو گا۔

چنانچہ اس سلسلے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہی فرمایا ہے جو ایک کہنے والے کو کہنا چاہیئے۔ آپؐ سے کہا گیا تھا کہ یا رسول اللہ ! فلاں شخص ایسے ایسے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے وہ تو تباہ ہوا۔ کیا اس کی نجات نہ ہو گی؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا :۔

نہیں ! اس کی نجات ہو گی اور اس کے اعمال کا اختتام نیکی پر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ مٹا دے گا اور اس کے بدلے اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شخص راستہ چل رہا تھا کہ اسے ایک مومن مرد دکھائی دیا جس کی شرم گاہ کھلی ہوئی تھی اور اس بے چارے کو اس کا علم نہ تھا۔ اوراس نے بڑھ کر اس کو ڈھانپ دیا تا کہ اس مومن کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

اس شخص نے اس مرد مومن سے کچھ نہیں کہا مگر اس کو راستہ چلتے پتہ چل گیا تو اس نے اس شخص کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ثواب میں اضافہ فرمائے اور تمہاری بازگشت مکرم ہو اور اللہ تعالیٰ حساب کتاب میں تم سے نرمی فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے اس مومن کی دعا اس کے متعلق قبول فرما لی ہے اور اس دعا کی وجہ سے اس کا انجام بخیر ہو گا۔

چنانچہ جب رسول مقبولؐ کا وہ قول اس گناہ گار شخص تک پہنچا تو اس نے توبہ کی اور اللہ کے احکام پر عمل کرنے لگا۔ اور ابھی سات دن بھی نہ گزرے تھے کہ مدینہ کی چراگاہ میں ڈاکہ زنی ہوئی۔

Presented by www.ziaraat.com

رسول مقبولؐ نے ڈاکوؤں کے تعاقب میں ایک گروہ کو بھیجا جس میں وہ مرد گناہ گار بھی تھا اور وہ اس میں شہید ہو گیا۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا :۔

میرے والد امام علی رضا علیہ السلام کی دعا کی برکت سے ملک میں خوشحالی آئی اور مامون کے کچھ رشتہ دار ایسے بھی تھے جو چاہتے تھے کہ امام علی رضا علیہ السلام کی بجائے وہ مامون کے ولی عہد بنیں۔ اس کے علاوہ مامون کے دربار میں امام علیہ السلام سے حسد کرنے والوں کی تعداد زیادہ تھی۔

ان ہی میں سے کسی نے مامون سے کہا :۔

امیرالمومنین ! خدا نہ کرے کہ خلفاء کی تاریخ میں آپ وہ ہوں جس نے اس قابل فخر اور شرف عام خلافت کو اولاد عباس سے نکال کر اولاد علی میں پہنچا دی۔ آپ نے اپنی اور اپنے خاندان کی بنی ہوئی بات بگاڑ دی ۔ آپ اس ساحر ابن ساحر (نعوذ باللہ) کو خلافت میں لے آئے جو گمنامی میں تھا مگر آپ نے اس کو شہرت دلائی۔ یہ پست تھا آپ نے اسے بلند کیا ۔ لوگ انھیں بھول چکے تھے آپ نے یاد دلایا ۔اس کا کوئی وزن نہیں تھا لیکن آپ نے اسے گراں قدر بنا دیا اور اب جو اس کی دعا سے بارش ہوئی ہے تو ساری دنیا میں اس کی اور بھی دھوم مچ گئی اور ہمیں تو سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ یہ شخص حکومت کو ہمیشہ کے لیئے بنی عباس سے نکال کر اولادِ علی میں پہنچا دے گا۔ اور صرف یہی نہیں ہمیں تو اس کے متعلق یہ خوف ہے کہ یہ آپ سے آپ کی حکومت چھین لے گا۔

بھلا کوئی شخص اپنے اور اپنے ملک کے حق میں بھی ایسی غلطی کرتا ہے جیسا کہ آپ نے کی ہے ؟

مامون نے کہا :۔

کیا بتاؤں ۔ یہ ہماری نگاہوں سے جب پوشیدہ تھے تو در پردہ اپنی طرف

Presented by www.ziaraat.com

لوگوں کو دعوت دیتے تھے ۔میں نے چاہا کہ انہیں اپنا ولی عہد بناؤں تو بجائے اپنی طرف دعوت دینے کے یہ ہماری طرف لوگوں کو دعوت دیں گے ۔ اورلوگوں کو ہمارے ملک اور ہماری خلافت سے متعارف کرائیں گے اور ان کے عقیدت مندوں اور شیدائیوں کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ جس امر کا انہیں دعویٰ ہے وہ بات ان میں تھوڑی سی بھی نہیں ہے اور واقعتاً خلافت ہمارا حق ہے ان کا نہیں ہے۔ نیز ہمیں ڈر تھا کہ اگر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا گیاتو یہ ایسا انقلاب نہ لے آئیں جس کا سدِ باب ہم سے نہ ہو سکے .اور ہم پر ایسی مصیبت نہ نازل کریں جو ناقابل برداشت ہو۔

اب جو ہم نے کرنا تھا وہ تو کر چکے اور ہم سے جو غلطی ہونی تھی سو وہ ہو گئی۔ اب ان کے معاملے کو کوئی اہمیت نہ دینا جائز نہیں ہے بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے مرتبہ و منزلت کوآہستہ آہستہ کم کریں اور رعایا کے سامنے انہیں اس شکل میں پیش کریں کہ رعایا سمجھ لے کہ وہ خلافت کے اہل نہیں ہیں۔ پھر ہم ایسی تدبیر کریں کہ اس بلا و مصیبت کی جڑ ہی کٹ جائے۔

ان میں سے ایک شخص نے کہا:۔

.امیرالمومنین !یہ کام آپ میرے حوالے کردیں۔ میں ان کے اور ان کے اصحاب کے دانت کھٹے کردوں گا۔اور میں ان کی قدرو منزلت کو ایسا گھٹاؤں گا کہ آپ بھی دیکھ لیں گے اور اگر میرے دل میں آپ کا خوف نہ ہوتا تو میں بہت پہلے ہی یہ کام کر چکا ہوتا اور جو ان کی وجہ سے بارش ہوئی ہے اس کا بھی نقص و قصور لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا۔

مامون نے کہا:۔

میرے لیئے اس سے اچھی بات بھلا اور کیا ہو گی ۔

اس نے کہا :۔

آپ اپنے تمام وزیروں ، سرداروں ، قاضیوں اور فقہائے روزگار کو

Presented by www.ziaraat.com

جمع کریں۔ میں ان سب کے سامنے اس کا نقص و قصور بیان کروں گا ۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد مامون نے اپنی رعایا میں سے افاضل افراد کو جمع کیا اور ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا۔ جس میں امام علیہ السلام کو افاضل افراد کے سامنے ان کے مناسب مقام پر بٹھایا ۔

اور اس شخص نے امام علیہ السلام کی بے حرمتی کرنے کی غرض سے اس طرح خطاب کیا۔

اے علی بن موسیٰ ! لوگ آپ کے بارے میں بہت کچھ بیان کرتے ہیں اور آپ کے اوصاف کو اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں کہ اگر آپ بھی ان کو سن لیں تو آپ خود بھی ان سے برأت کا اظہار کریں گے۔

ان میں سے پہلی صفت تو یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور بارش ہو گئی۔ حالانکہ اس بارش کا وقت مقرر تھا۔ جب وہ وقت آ گیا تو بارش ہوگئی۔ لیکن لوگوں نے اسے آپ کا معجزہ قرار دے دیا اور طے کر لیا کہ دنیا میں کوئی آپ کا مثل و نظیر نہیں ہے۔حالانکہ یہ امیرالمومنین (مامون)، اللہ ان کو اور ان کے ملک کو سلامت رکھے ، دنیا کے ہر شخص سے بہتر اور افضل ہیں۔ اور انہوں نے ہی آپ کو اس مرتبہ پر پہنچایا ہے۔ آپ پر ان کا احسان ہے جس کا بدلہ یہ تو نہیں ہے کہ آپ جھوٹوں اور کاذبوں کو کھلی چھٹی دے دیں کہ وہ آپ کی تعریف اور ان کے خلاف جھوٹی جھوٹی باتیں بیان کرتے پھریں ۔

امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :۔

سنو ! اللہ تعالیٰ نے جو کرم و احسان مجھ پر فرمایا ہے اگر لوگ اس کو بیان کرتے ہیں تو ان کو روکا نہیں جا سکتا اگرچہ میں خود یہ نہیں چاہتا۔

اور تو نے یہ جو کہا کہ امیرالمومنین (مامون) نے مجھے اس عہدے پر فائز کیا ہے تو انہوں نے بالکل اسی طرح مجھے اس عہدے پر فائز کیا جس طرح بادشاہ مصر نے

Presented by www.ziaraat.com

حضرت یوسفؑ کو عہدہ پر فائز کیا تھا اور اس کی تفصیل بہ تمام و کمال تمہیں معلوم ہے۔

یہ سن کر حاجب کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا :۔

فرزند موسیٰ ! دیکھئے آپ اپنی حد سے بڑھتے جا رہے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے بارش کر دی جس کا ایک وقت مقرر تھا نہ اس سے پہلے بارش ہو سکتی تھی نہ اس کے بعد۔ اور آپ نے اس کو اپنا معجزہ بنا لیا تا کہ اس سے آپ کی شان بڑھ جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ نے حضرت ابراہیمؑ کا معجزہ دکھایا ہے جو انہوں نے پرندوں کے سر اپنے ہاتھ میں لے کر ان کے جسم کے ٹکڑے مختلف پہاڑوں پر رکھ دیئے۔ پھر ہر ایک کو آواز دی تو وہ تیزی سے اڑتے ہوئے اپنے اپنے سروں سے ملحق ہو گئے۔

اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو آپ اس قالین پر جو دو شیروں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں ان کو مجسم اور زندہ کر دیں اور ان سے کہہ دیں کہ وہ مجھے پھاڑ کھائیں۔ تب میں سمجھوں گا کہ یہ معجزہ ہے ورنہ اس بارش کا تو وقت ہی مقرر تھا اور آپ کو یہ حق نہیں کہ دعویٰ کریں کہ یہ بارش آپ ہی کی دعا سے ہوئی۔ اس وقت اگر کوئی بھی انسان دعا کرتا تو بارش کو تو ہونا ہی تھا۔

شیرِ قالین کا مجسم ہونا

اس کی یہ بے ہودگی سن کر امام علیہ السلام کو غصہ آ گیا اور قالین پر منقش شیر کی صورتوں کو حکم دیا :۔

اٹھو اور اس فاسق و فاجر کو پھاڑ کھاؤ اور اس طرح سے کھا جاؤ کہ اس کی ایک بوٹی بھی باقی نہ رہے۔

یہ حکم سنتے ہی ان تصویروں نے ایک مرتبہ ہمہمہ بھرا اور مجسم شیروں کی شکل اختیار کر لی اور اس بے ہودہ کو حاجب پر جست لگا کر حملہ آور ہوئے اور اس طرح اس کی تکہ بوٹی کر کے کھا گئے جس طرح آپؑ نے حکم دیا تھا۔ یہاں

Presented by www.ziaraat.com

تک کہ ہڈیاں بھی چبالیں اور خون تک چٹ کر گئیے۔

مجمع حیران و ششدر اور سہا ہوا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

جب یہ دونوں شیر اس سے فارغ ہوئے تو امام علیہ السلام سے مخاطب ہو کر بولے :۔

اے روئے زمین پر خدا کے ولی ! اب آپؑ کا کیا حکم ہے ۔ اگر اجازت ہو تو اس مامون کو بھی اس طرح صاف کردیں جس طرح حاجب کو صاف کیا ہے۔

یہ سن کر مامون کو غش آ گیا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

نہیں ٹھہر جاؤ۔ وہ دونوں حکم امامؑ کے منتظر رہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا :۔

مامون پر عرق گلاب چھڑکا جائے اور خوشبو سنگھائی جائے۔

چنانچہ جب اس پر عرق چھڑکا گیا تو وہ ہوش میں آ گیا۔

پھر ان شیروں نے پلٹ کر کہا :۔

اگر اجازت ہو تو اس کو اس کے ساتھی کے پاس پہنچا دیں ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

اللہ کی مصلحت اسی میں ہے اور وہ پوری ہو کر رہے گی اور آپؑ نے ان شیروں کو حکم دیا:۔

تم دونوں اپنی اصلی صورتوں پر پلٹ جاؤ۔

وہ دونوں شیر قالین کی طرف پلٹے اور پھر تصویر بن گئے۔

اس کے بعد مامون نے سکون کی سانس لی اور کہا :۔

شکر ہے اس خدا کا جس نے اس موذی حاجب حمید بن مہران سے ہمیں نجات دلائی۔

پھر وہ امام علیہ السلام سے بولا :۔

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ چاہیں تو میں حکومت چھوڑ دوں اور آپؑ سنبھال لیں۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا:۔

اگر میں چاہوں تو مجھے تم سے مانگنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق کو ہمارا اطاعت گزار بنایا ہے جیسا کہ تم نے ابھی ابھی دیکھا ہے کہ ان تصویروں نے میری کس طرح اطاعت کی۔ بس صرف چند جاہل انسان ہیں جو نا فرمانی اور سرکشی پر تلے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اس میں بھی مصلحت ہے کہ ہمیں صبر کا حکم فرمایا کہ تم پر اعتراض نہ کریں۔

مگر تم نے جو اس سے کہلایا تھا کہ تم نے مجھے ولی عہد اور اپنا نائب بنایا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے فرعونِ مصر کے نائب حضرت یوسفؑ تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس واقعے کے بعد مامون بالکل ست پڑ گیا اور اس نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے متعلق (زہر خورانی کا) وہ فیصلہ کیا جو آپ کو معلوم ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 42

امام علیہ السلام کی طرف سے مامون اور اس کے حواریوں کی رسوائی کی دعا (۱)

۱۔(حذف اسناد) "عبدالسلام بن صالح ہروی نے بیان کیا کہ مامون کو بتایا گیا کہ امام علی رضا علیہ السلام اپنا علمی دربار منعقد کرتے ہیں اور دور دراز سے لوگ آ کر آپؑ سے خوشہ چینی کرتے ہیں۔مامون نے اپنے حاجب محمد بن عمرو طوسی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو امام علیہ السلام کے قریب نہ آنے دے۔

اس نے لوگوں کو امام علیہ السلام کے پاس سے منتشر کر دیا۔

مامون نے امام علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور آپؑ کو سختی سے منع کیا کہ آپؑ اس طرح کی مجلس منعقد نہ کریں۔ اور اس نے آپؑ کو سخت سست کہا۔

امام علی رضاؑ مامون کے دربار سے نکلے تو آپؑ زیر لب یہ فرما رہے تھے:۔

مجھے مصطفیٰ، مرتضیٰ اور حضرت سیدۃ النساء سلام اللہ علیہم کے حق کی قسم! میں خدا کی مدد سے انہیں بد دعا کروں گا اور اس علاقے کے لوگوں سے انہیں ذلیل و رسوا کر کے یہاں سے نکلوا دوں گا۔ اور ان کے ہر خاص و عام کی بے عزتی کراؤں گا۔

پھر آپؑ اپنے مقام پر تشریف لائے اور آپؑ نے پانی طلب کیا اور وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور دوسری رکعت کے قنوت میں آپؑ نے یہ دعا کی۔

اے قدرت جامعہ اور رحمت واسعہ اور مسلسل احسانات، متواتر نعمات، خوبصورت انعامات اور عظیم بخشش کرنے والے خدا! اے وہ ذات جس کی وصف مثال اور نظیر سے نہیں بیان کی جا سکتی اور اے وہ ذات جو کسی مددگار کی وجہ سے غلبہ حاصل نہیں کرتا۔ اے وہ ذات جس نے پیدا کیا اور رزق دیا اور

۱۔ یہ باب ایک حدیث پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

جس نے ہر نفس کو نیکی اور بدی کا الہام فرمایا اور اسے عقل و شعور عطا کیا۔

اور اے وہ ذات جس نے اشیاء کو ایجاد کیا اور اس کے طریقے مقرر فرمائے اور جو بلند ہوا اور بہت بلند ہوا اور جس نے اندازہ کیا تو ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا اور جس نے تصویر کشی کی اور خوبصورت تصویر کشی کی اور جس کو جھکایا تو ٹھیک ٹھیک جھکایا اور جس نے انعام کیا تو انعام کو پھیلا دیا اور جس نے عطا کیا تو بہت زیادہ عطا کیا۔

اے وہ ذات جو مراتب عزت میں بلند ہوا تو نگاہوں کی حدود سے غائب ہو گیا اور جس نے لطف و کرم کیا تو افکار کے کھٹکنے کے قریب آ گیا۔ اے وہ ذات جو اپنے ملک میں واحد ہے اور اس کی سلطنت میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔

اے وہ ذات جو اپنی کبریائی میں منفرد ہے اور اس کے شان جبروت میں کوئی اس کا مد مقابل نہیں ہے۔ اور اے وہ ذات جس کی ہیبت کی کبریائی میں دقیق اوہام پریشان ہو گئے اور اس کی عظمت کے ادراک سے لوگوں کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔

اے وہ ذات جو عارفین کے دلوں کے خیالات کو جانتا ہے اور جو دیکھنے والوں کی نگاہوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اے وہ ذات جس کی ہیبت کے سامنے چہرے جھک گئے اور جس کے جلال کے سامنے گردنیں جھک گئیں اور جس کے خوف کی وجہ سے دل کانپ اٹھے اور اے وہ ذات جس کے خوف سے پستان اور مونڈھے کے درمیان کا گوشت کانپنے لگتا ہے۔ اے پیدا کرنے والے اور اے اچھا پیدا کرنے والے اور اے قوت رکھنے والے اور اے بلند و بالا ! تو اس ذات پر درود بھیج جس کی وجہ سے درود کو شرف ملا ہے اور جس نے مجھ پر ظلم کیا اور جس نے میری تحقیر کی اور جس نے میرے دروازے سے میرے شیعوں کو ہٹایا۔ اس سے انتقام لے اور اسے ذلت و رسوائی کا ذائقہ چکھا جیسا کہ اس نے مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کی اور ناپاک اور نجس افراد کے ہاتھوں انہیں یہاں سے ذلیل و رسوا کر کے نکال۔

ابو صلت کا بیان ہے کہ ابھی میرے آقا کی دعا مکمل نہ ہوئی تھی کہ شہر میں

Presented by www.ziaraat.com

ایک غوغا سنائی دیا اور چاروں طرف سے مارو مارو کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ میں یہ آوازیں سن کر اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ پھر میرے آقا نے نماز سے فارغ ہو کر مجھے فرمایا:۔

ابو صلت ! ذرا چھت پر چڑھو ۔ اور وہاں تم ایک ذلیل اور بدکار عورت کو دیکھو گے جسے اس علاقے والے اس کی بے حیائی کی وجہ سے سمانہ کہتے ہیں۔ اس نے سینے پر نیزہ رکھا ہوا ہو گا اور اس نے جھنڈے کی جگہ پر اپنا سرخ دوپٹہ بلند کیا ہوا ہو گا اور اس کے ساتھ اس علاقہ کے اوباش جمع ہوں گے اور وہ اپنا لشکر لے کر مامون کے محل اور اس کے لشکر کے سرداروں کے محلات پر حملہ آور ہو گی۔

ابو صلت کہتے ہیں کہ جب میں چھت پر چڑھا تو میں نے دیکھا کہ لاٹھیوں اور پتھروں سے لوگوں کی سر پھٹول ہو رہی ہے اور اسی اثنا میں میں نے دیکھا کہ مامون زرہ پہن کر قصر شاہ جہان سے جنگ کرنے کے لیئے نکلا تو میں نے دیکھا کہ شاہ گرد حجام نے چھت کے اوپر سے کھڑے ہو کر ایک موٹی اینٹ پھینکی جس سے مامون کی خود(لوہے کی ٹوپی) ٹوٹ گئی اور اس کے سر پر زخم آیا۔

مامون کے کسی جاننے والے نے اینٹ پھینکنے والے سے کہا :۔

تم پر وائے ہو ! یہ تو امیرالمومنین ہے ۔

سمانہ نے یہ آواز سن کر کہا :۔

خاموش ہو جاؤ! یہ وقت کسی چھوٹے بڑے کی پہچان کا نہیں ہے۔ اگر یہ شخص امیرالمومنین ہوتا تو یہ بدکار لوگوں کو کنواری لڑکیوں پر کیوں مسلط کرتا؟

الغرض سمانہ کے لشکر نے مامون اور اس کے لشکر کو بہت برے طریقہ سے ذلیل کر کے وہاں سے نکال باہر کیا۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 43

امام علی رضاؑ کی ذوق شاعری (۱)

آپؑ نے یہ اشعار مامون کے سامنے پڑھے جن میں حلم اور جاہل کے مقابلے میں سکوت اختیار کرنے اور دوست کو ملامت نہ کرنے اور دشمن سے بہتر رویہ اختیار کرنے اور راز مخفی رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔

۱۔ حلم کے بارے میں

۱۔ (محذف اسناد) موسیٰ بن محمد محاربی نے کسی شخص سے اور انہوں نے حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

"ایک دن مامون نے آپؑ سے دریافت کیا:۔

کیا آپؑ کو کچھ اشعار یاد بھی ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

ہاں ! مجھے بہت سے اشعار یاد ہیں ۔

مامون نے کہا :۔

اچھا ! آپؑ مجھے " حلم " کے متعلق کچھ اشعار سنائیں ۔

آپؑ نے فرمایا :۔سنو !

اذا کان دونی من بلیت بجهله
ابیت لنفسی ان تقابل بالجهل
و ان کان مثلی فی محلی من النهیٰ
اخذت بحلمی کی اجل عن المثل
و ان کنت ادنیٰ منه فی الفضل و الحجیٰ
عرفت له حق التقدم و الفضل

۱۔ یہ باب نو احادیث پر مشتمل ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

" اگر ہمارا سابقہ کبھی ایسے شخص سے پڑے کہ اس کی جہالت میرے لیئے بلا و مصیبت بن جائے تو میں اپنے نفس کو مجبور کرتا ہوں کہ وہ انتہائی تحمل سے اس کی جہالت کو برداشت کرے ۔

اور اگر وہ شخص عقل اور سمجھ میں میرے ہی مثل اور مرتبہ کا ہے تو میں بہت تحمل اور برداشت سے اس امر کی کوشش کرتا ہوں کہ اپنے مثل سے بڑھ جاؤں ۔

اور اگر میں عقل و دانائی اور سمجھ بوجھ میں اس سے کم ہوں تو ظاہر ہے کہ تحمل اور برداشت کے ساتھ ہمیں اس کی فضیلت اور بڑائی کو تسلیم کرنا ہی پڑے گا "۔

مامون نے کہا:۔

یہ بہت اچھے اشعار ہیں۔ یہ کس کے ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

ہمارے ہی ایک نوجوان نے یہ اشعار کہے ہیں۔

پھر اس نے کہا:۔

اچھا ! اگر جاہل کے جواب میں خاموشی اور اپنے دوست پر عتاب نہ کرنے کے بارے میں آپؑ کو کوئی بہترین اشعار یاد ہوں تو وہ سنایئے۔

آپؑ نے فرمایا:۔ لو سنو !

۲۔ معافی بہترین انتقام ہے

انی لیھجرنی الصدیق تجنبا
فاریه ان لھجره اسباباً

و اراه ان عاتبته اغربته
فاری له ترك العتاب عتاباً

و اذا بلیت بجاھل متحکم
یجد المحال من الامور صواباً

Presented by www.ziaraat.com

اولیته منی السکوت و ربما

کان السکوت عن الجواب جوابا

" جب میرا کوئی دوست مجھ سے ملنے سے گریز کرنے لگتا ہے تو میں خود سمجھ لیتا ہوں کہ اس کے گریز کے کچھ نہ کچھ اسباب ضرور ہیں۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں اس کے گریز پر عتاب کروں گا تو وہ مجھ سے اور بھی دور ہو جائے گا۔ اسی لیئے میں ترک عتاب کو ہی عتاب سمجھ لیتا ہوں۔

اور اگر میرا سابقہ کسی ایسے جاہل حاکم سے پڑ جائے کہ کسی معاملے میں بھی اس کے لیئے صحیح راستے پر چلنا محال ہو تو۔

میں یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ سکوت اختیار کروں اور کبھی کبھی یہ سکوت اختیار کرنا اور جواب نہ دینا از خود ایک طرح کا جواب ہے "۔

مامون نے کہا :۔

یہ بہت اچھے اشعار ہیں ۔ ان کا شاعر کون ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

یہ بھی ہمارے ہی نوجوانوں میں سے کسی نے کہے ہیں۔

مامون نے کہا:۔

اچھا ! اگر آپؑ کو ایسے اشعار یاد ہوں جس میں دشمن کو دوست بنانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہو تو وہ مجھے سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔ لو سنو !

۳۔ بلند اخلاقی

و ذی غلة سالمته فقهر ته

فاو قرته منی لعفو التحمل

ومن لا یدافع سیئات عدوه

باحسانه لم یأ خذ الطول من عل

Presented by www.ziaraat.com

ولم ارفی الاشیاء اسرع مھلکا

لغمر قدیم من وداد معجل

"کچھ دشمنی اور کدورت رکھنے والے ایسے ہیں جنہیں میں نے صلح صفائی کے ذریعے سے رام کر لیا اور اپنی طرف سے بہترین عفو کا بوجھ اس پر لاد دیا۔

اور جو شخص دشمن کی بدسلوکی کو اس کے ساتھ نیکی اور احسان کر کے نہیں دفع کر سکتا وہ بلند مقام حاصل نہیں کر سکتا۔

میں نے دنیا میں کوئی چیز اتنی جلد ہلاک اور فنا ہونے والی نہیں دیکھی جتنی جلد نئی دوستی پرانی دشمنی کو فنا کر دیتی ہے"۔

مامون نے کہا:۔

کیا خوب! بہت اچھے اشعار ہیں۔ یہ کس کے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا:۔

یہ بھی ہمارے ایک نوجوان نے کہے ہیں۔

مامون نے کہا:۔

اچھا اپنے راز کو چھپائے رکھنے کے متعلق جو بہترین اشعار آپؑ کو یاد ہوں وہ سنائیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔ اچھا سنو!

۴۔ رازداری

و انی لا نسی السر کیلا اذیعه

فیا من رای سراً یصان بان ینسی

مخافة ان یجری ببالی ذکره

فینبذه قلبی الی ملتوی الحشا

فیوشك من لم یفش سرا وجال فی

خوا طره ان لا یطیق له حبساً

Presented by www.ziaraat.com

" میں اپنے راز کی باتوں کو بھلا دیتا ہوں تا کہ اس کو فاش نہ کر سکوں اور کیا کہنا اس شخص کا جو اپنا راز چھپانے کے لیئے راز کو بھلا دیتا ہے۔

صرف اس ڈر سے کہ اگر یہ راز میرے ذہن میں گردش کرتا رہا تو ایک نہ ایک دن میں وہ راز کسی کے سامنے اگل دونگا۔

جس نے ابھی اپنے راز کو فاش نہیں کیا ہے مگر اس کے دل و دماغ میں وہ چکر لگا رہا ہے تو کچھ بعید نہیں جو وہ اسے ضبط نہ کر سکے اور فاش کر دے"۔

اس کے بعد مامون نے غلام کو حکم دیا کہ یہ خط لے کر فضل بن سہل کے پاس چلا جا اور حضرت ابوالحسن علیہ السلام کے لیئے تین لاکھ درہم لے آ"۔

مصنف کتاب ھذا کہتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام کی طرف سے مامون کا ہدیہ قبول کرنے کی بالکل وہی نوعیت ہے جس طرح سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غیر مسلم سلاطین کا ہدیہ قبول فرما لیتے تھے۔ یا جس طرح سے امام حسن مجتبیٰ معاویہ کی دی ہوئی رقم قبول فرمالیتے تھے یا جس طرح سے ہمارے دیگر ائمہ اپنے سلاطین وقت و خلفاء کی رقم قبول فرما لیا کرتے تھے۔ اور اصولی طور پر اگر ایک شخص ہماری دولت پر زبردستی قبضہ کر کے بیٹھ جائے تو اگر وہ اس میں سے ہمیں کچھ دے تو اس کا لے لینا جائز ہے۔

مروان بن ابی حفصہ کے اشعار سے اذیت

۲۔ (حذف اسناد) سید عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت کی کہ معمر بن خلاد اور ایک جماعت کا بیان ہے:۔

" ہم ایک دن امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو ہم میں سے ایک شخص نے کہا:۔

فرزند رسولؐ! میں آپؑ پر نثار جاؤں۔ آج آپؑ کے چہرۂ مبارک پر حزن و ملال کے آثار کیوں نمایاں ہیں ؟

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے فرمایا :۔

میں تمام رات مروان بن ابی حفصہ کے اس شعر پر غور کرتا رہا جس کی وجہ سے مجھے رات بھر نیند نہیں آئی۔وہ شعر یہ ہے۔

انّٰی یکون ولیس ذاك بکائن

لبنی البنات وراثة الاعمام

" یہ کیسے ہو سکتا ہے اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ لڑکی کی اولاد چچاؤں کو پہنچنے والی میراث حاصل کرلے "۔

یہی سوچتے سوچتے مجھے نیند آ گئی تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے دروازے کا بازو تھامے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہا ہے۔

انی یکون و لیس ذاك بکائن

للمشرکین دعائم الاسلام

لبنی البنات نصیبهم من جدهم

و العم متروك بغیر سهام

ما للطلیق و للتراث ؟ وانما

سجدا الطلیق مخافة الصمصام

قد کان اخبرك القران بفضله

فمضی القضاء به من الحکام

ان ابن فاطمة المنوه باسمه

حاز الوراثة عن بنی الاعمام

و بقی ابن نثلة واقفاً مترددا

یرثی و یسعده ذو و الارحام

" یہ کیسے ہو سکتا ہے اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جو پہلے مشرک تھے اب

Presented by www.ziaraat.com

اسلام کے ستون بن جائیں ۔

ازروئے شرع نواسوں کو نانا کا ترکہ ملتا ہے اور چچا چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ اس کا اس میں کوئی حصہ نہیں ۔

بھلا آزاد کردہ کا میراث سے کیا تعلق اور وہ بھی ایسا آزاد کردہ جس نے تلوار کے خوف سے سجدہ کیا ہو ۔

قرآن مجید نے تو پہلے ہی اس وارث رسولؐ کے فضل واستحقاق کی اطلاع دے دی تھی۔ اسی لیئے سابقہ حکام وقت نے کئی بار ان کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا کی اولاد جو اپنے اپنے ناموں سے پکاری جاتی ہے۔ اس نے آنحضرتؐ کے چچاؤں کی اولاد کو وراثت سے محجوب کر دیا ہے۔

اور آج مثلہ کی اولاد کھڑی ہو کر اس کا مرثیہ پڑھ رہی ہے اور ان کے رشتہ دار ان کی اس مرثیہ خوانی میں مدد کر رہے ہیں"۔

موت کا ایک دن معین ہے

۳۔ (حذف اسناد) "عبداللہ بن مغیرہ کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوالحسن علی رضا علیہ السلام کو مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہوئے سنا :۔

انك فی دار لها مدة
یقبل فیها عمل العامل
الا تری الموت محیطا بها
یکذب فیها امل الامل
تعجل الذنب لما تشتهی
و تامل التوبة فی قابل
والموت یأتی اهله بغتة
ما ذاك فعل الحازم العاقل

Presented by www.ziaraat.com

" اس وقت تم ایک ایسے گھر میں ہو کہ جس کی رہائش کی مدت تک ہر عمل کرنے والے کا عمل قبول کیا جاتا ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ موت نے اس کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے اور وہ ہر امید رکھنے والے کی امید کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

تم اپنی خواہش کے مطابق گناہ کا ارتکاب کرنے میں تو جلدی کرتے ہو اور اس میں دیر نہیں کرتے لیکن توبہ کو آئندہ کے لیئے ملتوی کر دیتے ہو۔

حالانکہ موت اچانک آ جاتی ہے اس لیئے ایک عقل مند اور محتاط آدمی کا یہ کام نہیں کہ توبہ کو ملتوی رکھے"۔

عیوب کی پردہ پوشی کرو

۴۔ (بحذف اسناد)" احمد بن حسین کاتب الی الفیاض نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے اپنے بھائی کا شکوہ کیا تو آپؑ نے یہ اشعار پڑھے۔

اعذر اخاك علی ذنوبه

واستر وغط علی عیوبه

واصبر علی بهت السفیه

وللزمان علی خطوبه

ودع الجواب تفضلا

وکل الظلوم الی حسیبه

" اگر تمہارے بھائی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اسے معذور سمجھو اور اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرو۔

بے وقوف اور احمق کی باتوں پر اور زمانے کے حوادث پر صبر کرو۔

اور کرم کرتے ہوئے اسے کوئی جواب نہ دو اور ظالم کو حساب کرنے والے کے حوالے کر دو"۔

Presented by www.ziaraat.com

اشعار عبدالمطلب بزبان امام علی رضاؑ

۵۔ (حذف اسناد) "ریان بن صلت کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے مجھے حضرت عبدالمطلبؑ کے مندرجہ ذیل اشعار سنائے۔

یعیب الناس کلهم زمانا
و ما لزماننا عیب سوانا
نعیب زماننا والعیب فینا
و لو نطق الزمان بناهجانا
وان الذئب یترك لحم ذئب
و یا کل بعضنا بعضا عیاناً
لبسنا للخداع مسوك طیب
وویل للغریب اذا اتانا

" تمام لوگ زمانے کو ہی عیب لگاتے ہیں۔ حالانکہ زمانے میں کوئی عیب نہیں ۔ اگر ہے تو ہم ہی اس کے عیب اور اس کے دامن کا دھبہ ہیں۔

دراصل عیب ہم لوگوں میں ہے مگر ہم ہیں کہ زمانے کو عیب لگاتے ہیں۔ اگر زمانہ کو اللہ قوت گویائی دیتا تو وہ ہماری ہی ہجو کرتا۔

ایک بھیڑیا تو دوسرے بھیڑیے کا گوشت نہیں کھاتا اور ہم میں سے بعض بعض کو کھلے عام کھائے جا رہے ہیں ۔

ہم نے دھوکا دینے کے لیئے پاک و صاف کھال پہن رکھی ہے۔ جب کوئی اجنبی مسافر آ جاتا ہے تو اس کا برا حال کر دیتے ہیں "۔

سخاوت اور بخل

۶۔ ہیثم بن عبداللہ رمانی نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین علیھم السلام کی سند سے بیان کیا :۔

Presented by www.ziaraat.com

"امیرالمومنین علیہ السلام یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

خلقت الخلائق فی قدرة

فمنهم سخی و منهم بخیل

فاما السخی ففی راحة

و اما البخیل فشوم طویل

" اے اللہ تو نے اپنی قدرت سے کیسی کیسی مخلوق پیدا کی ہے ان میں کچھ سخی ہیں اور کچھ بخیل ہیں۔

پس ان میں سے جو سخی ہیں انہیں تو آرام ہی آرام ہے لیکن جو بخیل ہیں وہ ہمیشہ اور مستقل مصیبت میں بسر کرتے ہیں"۔

کائنات کی بے ثباتی

۷۔ (حذف اسناد) محمد بن یحییٰ بن ابی عباد نے اپنے چچا سے روایت کی ہے۔انہوں نے کہا:۔

میں نے ایک دن امام علی رضا علیہ السلام کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا۔ حالانکہ آپؑ بہت ہی کم شعر پڑھا کرتے تھے۔

کلنا نامل مداً فی الاجل

والمنایا هن آفات الامل

لا تغرنك اباطیل المنی

والزم القصد ودع عنك العلل

انما الدنیا کظل زائل

حل فیه راکب ثم رحل

" ہم انسانوں میں سے ہر ایک کو یہی امید ہوتی ہے کہ ابھی اس کی زندگی کی مدت اور آگے بڑھے گی۔ لیکن موت تمام امیدوں کے لیئے آفت بن کر آ جاتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اے انسان! باطل تمناؤں اور خواہشات سے دھوکا نہ کھانا اور میانہ روی اختیار کرنا اور اپنی کوتاہیوں کو دور کرنا۔

یہ دنیا ایک ڈھلتی ہوئی چھاؤں ہے جس میں کوئی مسافر تھوڑی دیر آرام کر کے روانہ ہو جائے"۔

راوی کہتا ہے، میں نے عرض کیا :۔

یہ اشعار کس کے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا :۔

یہ تمہارے کسی عراقی شاعر کے ہیں۔

میں نے عرض کیا :۔

یہ اشعار تو مجھے ابو العتاھیہ نے سنائے تھے۔

آپؑ نے فرمایا :۔

اس کا نام لیا کرو۔ ابو العتاھیہ نہ کہا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

وَ لَا تَنَا بَزُوْا بِا لْاَلقَابِ ۔ (الحجرات۔۱۱)

"کسی کو برے لقب سے نہ پکارو۔ ممکن ہے اس کو برا محسوس ہو"۔

بڑھاپے کی شکایت

۸۔ (حذف اسناد) ابراہیم بن محمد حسنی کا بیان ہے :۔

"مامون نے امام علی رضا علیہ السلام کو ایک کنیز ہبہ کی۔ جب کنیز نے آپؑ کے بڑھاپے کو دیکھا تو اس نے ناگواری سی محسوس کی۔

آپؑ نے کنیز کو واپس مامون کے پاس روانہ کر دیا اور یہ اشعار لکھ کر اسے بھیج دیئے۔

نعی نفسی الی نفسی المشیب

و عند الشیب یتعظ اللبیب

Presented by www.ziaraat.com

فقد ولی الشباب الی مداہ
فلست اری مواضعہ یؤب
سابکیہ و اندبہ طویلا
و ادعوہ الی عسی یجیب
و ھیھات الذی قد فات عنی
تمنینی بہ النفس الکذوب
و راع الغانیات بیاض رأسی
و من مد البقاء لہ یشیب
اری البیض الحسان یجدف عنی
و فی ھجر انھن لنا نصیب
فان یکن الشباب مضی جیباً
فان الشیب ایضاً لی حبیب
ساصحبہ بتقوی اللہ حتی
یفرق بیننا الاجل القریب

" میرے نفس نے مجھے بڑھاپے کی خبر سنائی اور بڑھاپے کے وقت عقل مند نصیحت حاصل کرتا ہے۔

جوانی اپنی منزل پر پہنچ کر چلی گئی۔ اور اب اس کی واپسی کی مجھے کوئی امید تک نہیں ہے۔

میں جوانی کو روؤں گا اور ایک طویل عرصے تک اس کا مرثیہ کرتا رہوں گا اور اسے آوازیں دوں گا کہ وہ لوٹ آئے۔

لیکن جو چیز مجھ سے چلی گئی ہے وہ کبھی واپس آنے والی نہیں ہے اور یہ سب جھوٹے نفس کی تمنا ہے جو کبھی پوری نہیں ہوگی۔

Presented by www.ziaraat.com

میرے سر کی سفیدی نے خوبرو عورتوں کو مجھ سے خوفزدہ کر دیا ہے اور جسے طویل عمر مل جائے تو وہ بوڑھا ہی ہو جاتا ہے۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ پری پیکر مجھ سے دور ہو رہے ہیں اور ان سے علیحدہ رہنا ہمارا مقصد بن چکا ہے۔

اگر جانے والی جوانی مجھے عزیز تھی تو یہ بڑھاپا بھی مجھے عزیز ہے۔میں خدا کے تقویٰ کے ساتھ اس سے صحبت قائم رکھوں گا یہاں تک کہ وہ موت جو قریب ہے۔ ہمارے درمیان جدائی ڈال دے گی"۔

اپنی خوش حالی پر نہ اتراؤ

۹۔ (محذف اسناد) ابراہیم بن عباس کابیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

اذا کنت فی خیر فلا تغترر به

ولکن قل اللهم سلم و تمم

"اگر تم خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے ہو تو اس پر نہ اتراؤ اور غرہ(ناز) نہ کرو بلکہ اللہ سے دعا کرو کہ یہ خوشحالی سلامت رہے اور تمام و کمال کو پہنچے"۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 44

آپ کے اخلاق کریمانہ اور کیفیت عبادت کا بیان (۱)

۱۔(حذف اسناد) "ابو عباد کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام گرمیوں میں چٹائی اور جاڑوں میں موٹے کمبل پر بیٹھتے تھے۔ہمیشہ موٹا لباس پہنتے تھے مگر جب مجمع عام میں تشریف لے جاتے تو ان کی خاطر عمدہ قسم کی پوشاک زیب تن کیا کرتے تھے"۔

۲۔ (حذف اسناد) حماد بن عیسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی ،انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ،آپؑ نے اپنے والد علیہ السلام سے روایت کی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جب کوئی شخص میرے پاس کوئی حاجت لے کر آتا تو میں اس کی حاجت برآری کے لیئے جلدی کرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھ سے مستغنیٰ نہ ہوجائے اور پھر کبھی ضرورت کے وقت میرے پاس آنے کو ناگوار نہ سمجھے"۔

کنیزوں سے سلوک

۳۔ (حذف اسناد) "صولی کہتا ہے کہ میری دادی نے مجھ سے بیان کیا جن کا نام عذر تھا کہ مجھے بھی چند کنیزوں کے ساتھ شہر کوفہ سے خریدا گیا۔ میرے والد عرب اور والدہ غیر عرب تھی۔

یہاں سے مجھے خرید کر مامون کے پاس لے جایا گیا۔ وہاں میں مامون کے گھر میں رہی جو میرے لیئے جنت تھا۔ کھانا پینا ، عطریات ، درہم و دینار ہر شے با فراغت تھی۔

اس کے بعد مامون نے مجھے امام علی رضا علیہ السلام کو ہبہ کر دیا۔ جب میں آپؑ کے بیت الشرف میں پہنچی تو یہاں ہر چیز مفقود تھی اور ہم کنیزوں پر

۱۔یہ باب سات احادیث پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ایک داروغہ مقرر تھی جو ہمیں نماز شب کے لیئے بیدار کرتی تھی۔ یہ بات مجھ پر بہت گراں گزرتی تھی اور چاہتی تھی کہ کسی طرح سے یہاں سے نکل جاؤں۔

پھر امام علی رضا علیہ السلام نے مجھے تمہارے دادا عبداللہ بن عباس کو ہبہ کر دیا اور جب میں ان کے گھر پہنچی تو ایسا معلوم ہوا کہ جنت میں آ گئی۔

صولی کا بیان ہے کہ میں نے آج تک اپنی دادی سے زیادہ عقل مند کوئی دوسری خاتون نہیں دیکھی اور نہ میں نے کسی خاتون کو اپنی دادی سے زیادہ سخی پایا۔ ان کا انتقال ۲۷۰ھ میں بعمر سو سال ہوا۔

ان سے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بارے میں اکثر لوگ دریافت کیا کرتے۔ تو وہ کہا کرتی :۔

مجھے تو بس ان کے متعلق اتنا یاد ہے کہ وہ عود ہندی سلگاتے۔ اس کے بعد عرق گلاب اور مشک استعمال کرتے اور صبح کی نماز اول وقت میں پڑھا کرتے تھے۔ صبح کی نماز کے بعد جب آپؑ سجدہ کرتے تو آفتاب بلند ہونے کے بعد سجدہ سے سر اٹھاتے تھے۔ پھر اٹھتے اور لوگوں سے ملاقات کے لیئے تشریف لے جاتے یا کہیں جانے کے لیئے سواری تیار کراتے۔

یہ ممکن نہ تھا کہ آپؑ کے بیت الشرف میں کوئی شخص بلند آواز سے بات کرے اور آپؑ خود زیادہ بات چیت کرنا پسند نہ کرتے تھے۔

میرے دادا عبداللہ میری دادی کو متبرک خیال کرتے تھے اور جس دن سے یہ ان کو ہبہ ہوئی تھیں تو اسی دن سے میرے دادا نے میری دادی کو کنیز مدبرہ (چند شرائط پوری کرنے کے بعد آزاد) بنا دیا تھا۔

ایک دن میرے دادا کے ماموں عباس بن اخنف حنفی میرے دادا کے پاس آئے اور میری دادی کی باتوں کو سن کر حیرت زدہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ کنیز آپ مجھے دے دیں۔ میرے دادا نے کہا تھا۔ یہ مدبرہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ سن کر عباس بن اخنف نے کہا :۔

ایا عذر زین باسمك العذر

واساء لا یحسن بك الدهر

" اے عذر ! تیری وجہ سے لفظ عذر خوبصورت بن گیا اور زمانے پر تعجب ہے جو تجھ سے برائی کر رہا ہے "۔

آپؑ ہر سوال کا جواب قرآن سے دیا کرتے تھے

۴۔ (حذف اسناد) صولی نے ابو ذکوان سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیم بن عباس کو کہتے ہوئے سنا :۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ ان سے کسی نے کوئی سوال کیا ہو اور آپؑ کو اس کا علم نہ ہو اور میں نے ان کے دور میں ان سے بڑا عالم اور کہیں نہیں پایا۔

مامون نے بارہا آپؑ کی آزمائش کی اور ہر طرح کے سوالات آپؑ سے دریافت کیئے۔ جن کا جواب آپؑ فوراً ہی دے دیتے تھے۔ آپؑ کی ساری گفتگو اور جوابات قرآن مجید سے ماخوذ ہوتے تھے۔ آپؑ پورا قرآن تین دنوں میں ختم کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر چاہوں تو تین دن سے کم میں بھی ختم کر سکتا ہوں۔ لیکن جب بھی کوئی آیت پڑھتا ہوں تو غور کرتا ہوں کہ یہ آیت کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی اور کس وقت نازل ہوئی۔ اسی لیئے میں تین دن میں ختم کرتا ہوں"۔

کلام دلنشین کی جھلک

آپؑ کا مشہور فرمان ہے :۔

" گناہان صغیرہ ، گناہان کبیرہ کا راستہ ہیں اور جو شخص چھوٹی چیز کے متعلق خدا سے نہیں ڈرتا وہ بڑی چیز کے لیئے بھی نہیں ڈرتا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ جنت کا

Presented by www.ziaraat.com

انعام اور دوزخ کے عذاب کی دھمکی نہ بھی دیتا تو بھی انسانوں پر فرض تھا کہ وہ خدا کے فضل، احسانات اور انعامات کی وجہ سے اس کی اطاعت کریں اور اس کی نافرمانی سے بچیں"۔

یومیہ نمازوں میں فرائض و نوافل کی تفصیل

۵۔ (محذف اسناد) احمد بن علی انصاری نے بیان کیا کہ میں نے رجاء بن ابی ضحاک سے سنا۔ انہوں نے کہا:۔

"مجھے مامون نے حضرت علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو مدینہ سے لانے کے لیئے بھیجا اور حکم دیا کہ انہیں بصرہ ،اہواز اور فارس کے راستے سے لے کر آنا۔ قم کے راستے سے نہ لانا اور یہ بھی حکم دیا کہ جب تک ہمارے پاس نہ پہنچ جاؤ تب تک دن رات ان کی نگرانی خود کرتے رہنا۔

چنانچہ میں مدینہ سے لے کر مرو تک آپؑ کے ساتھ ساتھ رہا۔

خدا کی قسم ! میں نے کسی کو آپؑ سے زیادہ صاحبِ تقویٰ ، ذکر الٰہی میں مشغول اور خوف خدا رکھنے والا نہیں پایا۔

جیسے ہی فجر کا وقت قریب ہوتا تو آپؑ کھڑے ہو کر فجر کی دو رکعات مستحب نماز ادا کرتے۔ جس کی پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ اخلاص تلاوت کرتے تھے اور جب فجر طلوع ہو جاتی تو آپؑ اذان و اقامت کہہ کر نماز فجر کی دو رکعات واجب بجالاتے تھے اور سلامِ نماز کے بعد آپؑ تسبیح، تحمید، تکبیر، تہلیل اور درود میں مشغول رہتے۔

اس کے بعد تجدید وضو کرتے اور اپنے مصلےٰ پر پہنچ جاتے۔ جب زوال کا وقت ہوتا تو کھڑے ہو کر ظہر کی نوافل کی چھ رکعات نماز ادا کرتے۔ پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ کافرون، دوسری رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ اخلاص اور اس کے بعد چار رکعات میں ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ اخلاص پڑھتے اور دوسری رکعت میں رکوع سے قبل دعائے قنوت اور آخر میں سلام پڑھتے اس کے بعد اذان کہتے اور دو رکعات ظہر کی مستحب نماز ادا کر کے اقامت کہتے اور ظہر کی چار رکعات نماز واجب ادا کرتے۔ جب نماز ظہر کے آخر میں سلام پڑھ لیتے تو دیر تک تسبیح، تحمید و تکبیر میں مصروف رہتے۔ پھر سجدۂ شکر بجالاتے اور اس میں سو مرتبہ "شُكْرًا لِلّٰهِ" کہتے۔

Presented by www.ziaraat.com

پھر سجدے سے سر اٹھاتے اور عصر کی مستحب نماز کے لیے کھڑے ہوجاتے تو چھ رکعات نماز ادا کرتے، ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ اخلاص اور ہر دوسری رکعت میں رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھتے اور آخر میں سلام پڑھتے۔ اس کے بعد اذان کہتے اور دو رکعات نماز عصر کی نوافل ادا کر کے اقامت کہتے اور نماز عصر کی چار رکعات واجب ادا کرتے۔ جب نماز عصر پڑھ کر فارغ ہوتے تو اپنے مصلّے پر تشریف رکھتے اور تعقیبات پڑھتے جس قدر اللہ چاہتا۔ پھر سجدۂ شکر بجالاتے جس میں سو (۱۰۰) مرتبہ ''حَمْدًا لِلّٰہ'' کہتے۔

جب سورج غروب ہوجاتا تو آپؑ تجدید وضو کرتے اور اذان و اقامت کے بعد مغرب کی تین رکعات نماز واجب بجالاتے، جس کی دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے اور سلام کے بعد نماز کو تمام کرتے اور اپنی جائے نماز پر تشریف رکھتے ہوئے آپؑ تسبیح، تحمید، تکبیر اور تہلیل میں مصروف رہتے جب تک خدا چاہتا پھر سجدۂ شکر بجالاتے اور پھر سجدے سے سر اٹھاتے اور کسی سے کلام کیے بغیر کھڑے ہوکر مغرب کی مستحب چار رکعات نماز دو سلاموں کے ساتھ ادا کرتے۔ جس کی پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے، جس کی ہر دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھتے اور سلام پھیرنے کے بعد جب تک خدا چاہتا تعقیبات میں مصروف رہتے اور جب رات کا اندھیرا چھا جاتا پھر آپؑ افطار فرماتے۔

پھر تھوڑا دم لیتے اور جب ایک تہائی رات گزر جاتی تو کھڑے ہوکر چار رکعت نماز عشاء واجب بجالاتے جس کی دوسری رکعت میں سورتوں کی تلاوت کے بعد اور رکوع سے قبل قنوت پڑھتے اور جب سلام پڑھ کر نماز سے فارغ ہوجاتے (تو آپؑ فوراً عشاء کی دو رکعت مستحب نماز بیٹھ کر پڑھتے جو ایک رکعت شمار ہوتی ہے) پھر آپؑ ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاتے اور جب تک اللہ چاہتا تسبیح، تحمید، تکبیر و تہلیل کرتے رہتے۔ پھر ان تعقیبات کے بعد سجدۂ شکر بجالاتے اور اپنے بستر پر تشریف لے جاتے۔

اور جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا تو آپؑ اپنے بستر سے **سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہتے ہوئے اٹھتے، مسواک کرتے، وضو فرماتے اور نماز شب کے لیے کھڑے ہوجاتے اور آٹھ رکعت نماز شب پڑھتے۔ جس کی ہر دوسری رکعت پر سلام کہتے۔ اور ہر پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ اخلاص تیں (۳۰) مرتبہ پڑھتے۔ اس کے بعد نماز جعفر طیار چار رکعت اور ہر دو رکعت پر سلام اور ہر دوسری رکعت میں رکوع سے قبل قنوت پڑھتے تھے۔ اس کے بعد باقی دو رکعتیں جن کی پہلی رکعت میں

Presented by www.ziaraat.com

سورۂ حمد اور سورۂ ملک اور دوسری رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ حمد اور سورۂ دھر پڑھتے۔

اور اس کے بعد نماز شفع کی دو رکعت پڑھتے ۔ جس کی ہر رکعت میں سورۂ حمدایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھاکرتے تھےاوردوسری رکعت میں قنوت پڑھتے تھے اور سلام کے بعد نماز وتر ایک رکعت پڑھتے تھے جس میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ اخلاص تین بار اور سورۂ فلق ایک بار اور ایک بار سورۂناس پڑھتے تھے اور اس میں بھی رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے اور قنوت میں یہ دعا پڑھتے۔

اللھم صل علی محمد و ال محمد اللھم اھدنا فیمن ھدیت و عافنا فیمن عافیت و تولنا فیمن تولیت و بارك لنا فیما اعطیت و قنا شرما قضیت فانك تقضی ولا یقضیٰ علیك انه لا یزل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا و تعالیت۔

اس کے بعدستر مرتبہ " **أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَ أَسْئَلُهُ التَّوْبَة** " کہتے ۔ جب سلام پڑھ کر نماز وتر تمام کرتے تو تعقیبات کے لیئے بیٹھ جاتے۔ اس کے بعد شکر کے دو سجدے کرتے یہاں تک کہ خوب دن نکل آتا ۔

آپؑ تمام فرض نمازوں کی پہلی رکعت میں سورۂ حمد اور سورۂ قدر اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد اورسورۂاخلاص پڑھتے تھے ۔ سوائے جمعہ کے دن نماز صبح اور نماز ظہر اور نماز عصر کے۔

ان میں آپ سورۂ حمد اور سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد اور سورۂ اعلیٰ کی تلاوت فرماتے اور سوموار اور جمعرات کے دن صبح کی پہلی رکعت میں سورۂ حمد اورسورۂ دہر اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد اور سورۂ غاشیہ تلاوت فرماتے تھے ۔

اور آپ نماز مغرب ، نماز عشاء ، نماز شب (تہجد) ، نماز شفع ، نماز

Presented by www.ziaraat.com

وتر اور نماز صبح بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے اور نماز ظہر اور عصر دھیمی آواز سے پڑھتے تھے اور آخر کی دو رکعتوں میں تسبیحات اربعہ یعنی " **سبحان الله والحمد لله ولا اله الاالله والله اکبر** " تین مرتبہ پڑھتے اور ہر نماز کے قنوت میں یہ دعا پڑھتے۔

رب اغفر و ارحم و تجاوز عما تعلم انك انت الاعز الاجل الاكرم۔

آپؑ جب کسی شہر میں دس دن قیام کرتے تو روزہ رکھتے قصر نہ فرماتے اور جب رات تاریک ہو جاتی تو افطار سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔

آپؑ دوران سفر نماز مغرب کے علاوہ باقی تمام نمازیں دو دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ آپؑ مغرب کی تین رکعات پوری پڑھا کرتے تھے اور سفر و حضر میں نوافلِ مغرب ، نماز تہجد، نماز شفع اور نماز وتر کو ہر حال میں ادا کرتے تھے۔

آپؑ دن کی نمازوں کے نوافل سفر میں ادا نہیں کرتے تھے۔ اور جن نمازوں کو قصر کر کے پڑھتے ان میں تسبیحات اربعہ یعنی " **سبحان الله و الحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر** " تین مرتبہ پڑھتے اور فرماتے یہ اتمام نماز کے لیئے ہے۔اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپؑ نے سفر یا حضر میں نماز الضحیٰ پڑھی ہو ۔ نیز آپؑ سفر میں کوئی روزہ نہیں رکھتے تھے۔

آپؑ اپنی دعا کو محمدؐ و آل محمدؐ پر درود کے ساتھ شروع فرماتے اور نماز میں بلکہ نماز کے علاوہ بھی کثرت سے درود پڑھتے تھے۔

آپؑ رات کے وقت اپنے بستر پر کثرت سے تلاوت کلام پاک کیا کرتے تھے۔ جب کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں جنت یا جہنم کا ذکر ہوتا تو گریہ فرماتے اور اللہ تعالیٰ سے جنت کی دعا فرماتے اور جہنم سے پناہ چاہتے۔

آپؑ شب و روز کی تمام نمازوں میں " **بسم الله الرحمن الرحیم** "

Presented by www.ziaraat.com

بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔

اور جب آپؑ سورۂ اخلاص پڑھتے تو خفی آواز سے " **الله احد** " کہتے تھے اور جب سورۂ اخلاص کی تلاوت سے فارغ ہوتے تو " **کذلك الله ربنا** " تین بار کہتے تھے۔

اور جب سورۃ الکافرون کی تلاوت کرتے تو دل میں کہتے " **یا ایها الکافرون** " اور جب اس کی تلاوت سے فارغ ہوتے تو فرماتے " **ربی الله و دینی الاسلام** "۔

اور جب سورۃ التین کی تلاوت کرتے تو یہ سورہ مکمل کرنے کے بعد " **بلی و انا من الشاهدین** " کہتے تھے۔

اور جب سورۃ القیامۃ یعنی " **لا اقسم بیوم القیامة** " کی تلاوت کرتے تو تلاوت کے بعد فرماتے " **سبحانك اللهم بلی** "۔

اور جب سورۂ جمعہ کی تلاوت کرتے تو تلاوت سے فراغت کے بعد فرماتے۔

" **قل ما عندالله خیر من اللهو و من التجارة للذین اتقوا والله خیر الرازقین** "۔

اور جب سورۂ فاتحہ کی تلاوت فرماتے تو تلاوت کے بعد فرماتے۔

" **الحمد لله رب العالمین** "۔

اور جب سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کرتے تو تلاوت کے بعد دل میں کہتے۔

" **سبحان ربی الاعلیٰ** "

اور جب آپؑ قرآن مجید کی ان آیات کی تلاوت کرتے جن میں " **یا ایها الذین امنوا** " ہے تو آپؑ آہستہ سے " **لبیك اللهم لبیك** " کہتے تھے۔

اور اس سفر کے درمیان جس شہر میں بھی کوئی شخص آپؑ کے پاس آتا اور آپؑ سے دینی مسائل دریافت کرتا تو آپؑ اس کے جوابات اکثر و بیشتر اپنے آباء و

Presented by www.ziaraat.com

اجداد علیھم السلام کے سلسلے سے دیا کرتے تھے۔ یعنی سلسلے کو حضرت علی علیہ السلام اور ان سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی حدیث بیان فرماتے۔

الغرض جب میں حضرت امام علی رضاعلیہ السلام کو لے کر مامون کے پاس پہنچا تو اس نے دورانِ سفر ان حضرت کا حال دریافت کیا تو میں نے شب و روز آپؑ کے کوچ اور قیام میں جو دیکھا تھا، بیان کیا۔ تو اس نے کہا:۔

ابن ضحاک! یہ روئے زمین پر سب سے بہتر انسان ہیں۔ سب سے زیادہ صاحبِ علم ہیں اور سب سے زیادہ عبادت گزار ہیں۔ مگر تم نے جو کچھ دیکھا ہے وہ کسی سے بیان نہ کرنا تا کہ ان کا فضل و شرف لوگوں پر ظاہر نہ ہو سکے اور آپؑ کے متعلق جو میری نیت ہے اس میں اللہ سے میں مدد چاہتا ہوں"

قید خانہ میں عبادت

۲۔ (حذف اسناد) "عبدالسلام بن صالح ہروی کا بیان ہے:۔

میں مقام سرخس میں اس اس گھر دروازے پر پہنچا جہاں حضرت امام علی رضاعلیہ السلام نظر بند اور قید تھے۔

میں نے قید خانہ کے داروغہ سے آپؑ سے ملاقات کی اجازت طلب کی تو اس نے کہا۔

ان سے ملنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا:۔

ان کے پاس وقت ہی کہاں ہے۔ وہ روز و شب میں ایک ہزار رکعات نماز ادا کرتے ہیں۔ البتہ دن کے ابتدائی حصے میں ذرا دم لیتے ہیں۔ پھر زوال سے پہلے اور غروب آفتاب سے قبل نماز میں مشغول نہیں ہوتے۔ مگر اس وقت بھی آپؑ اپنے مصلّٰی پر بیٹھے رہتے ہیں اور اپنے رب سے محو مناجات رہتے ہیں۔

میں نے کہا:۔

اچھا تو پھر انہی اوقات میں سے کسی وقت کی ملاقات کی اجازت میرے

Presented by www.ziaraat.com

لیئے حاصل کرلو۔

اس نے میرے لیئے اجازت مانگی ۔میں حاضر خدمت ہوا تو آپؑ اپنے مصلیٰ پر بیٹھے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے۔میں نے آپؑ سے عرض کی :۔

فرزند رسولؐ ! لوگ آپؑ کی طرف سے عجیب روایت بیان کر رہے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا :۔

کون سی روایت ؟

میں نے عرض کیا :۔

لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ حضرات اس بات کے دعویدار ہیں کہ تمام لوگ آپؑ کے زر خرید غلام ہیں ۔

آپؑ نے فرمایا :۔

اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، پوشیدہ اور ظاہر باتوں کے جاننے والے ! تو خود اس بات کا گواہ ہے کہ میں نے یہ بات کسی سے نہیں کی اور نہ ہی میرے آبائے طاہرینؑ نے کبھی کوئی ایسا دعویٰ کیا تھا۔ اور تو بخوبی جانتا ہے کہ لوگوں نے ہم پر کتنے ظلم کیئے ہیں اور یہ بھی انہی مظالم میں سے ایک ظلم ہے۔

پھر آپؑ میری جانب متوجہ ہوئے اور مجھ سے فرمایا :۔

عبدالسلام ! فرض کر لو اگر تمام لوگ ہمارے غلام بن جائیں تو ہم ان قیدی غلاموں کو آخر کس کے پاس فروخت کریں گے ؟

میں نے کہا :۔

فرزند رسولؐ! آپؑ نے سچ فرمایا۔پھر آپؑ نے فرمایا:۔

عبدالسلام ! کیا تم بھی اپنے علاوہ دوسروں کی طرح سے ہماری ولایت کے وجوب کے منکر ہو ؟

میں نے کہا:۔

معاذاللہ ! ایسا نہیں ہے ۔میں تو آپؑ کی ولایت کا اقرار کرتا ہوں"۔

Presented by www.ziaraat.com

نشست و برخاست کا انداز

۷۔ (بحذف اسناد) ابراہیم بن عباس کا بیان ہے :۔

"میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو کبھی کسی سے ترش روئی سے بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ نیز کبھی کسی کی بات کاٹ کر خود بات کرتے ہوئے یا کسی محتاج کے سوال کو رد کرتے ہوئے یا کبھی اپنے ہم نشینوں کے سامنے پیر پھیلائے ہوئے یا ہم نشینوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے یا اپنے غلاموں میں سے کسی کو سخت سست کہتے ہوئے یا تھوکتے ہوئے یا ہنستے وقت قہقہہ لگاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپؑ کی ہنسی صرف مسکراہٹ تک محدود ہوتی تھی۔

جب دستر خوان لگایا جاتا تو آپؑ کے ساتھ غلام ، دربان ، اور سائیس بھی کھانا کھاتے تھے۔اور آپؑ رات کو بہت کم سوتے اور زیادہ بیدار رہتے تھے۔ اور اکثر راتوں کو پوری پوری رات جاگ کر بسر کرتے تھے۔ آپؑ اکثر و بیشتر روزہ رکھتے تھے۔ہر مہینے کے تین روزے آپؑ کبھی نہیں چھوڑا کرتے تھے اور فرماتے تھے ۔ یہ "صوم الدھر" ہے ۔

آپؑ پوشیدہ طور پر بہت صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے اور عموماً اندھیری راتوں میں ایسا کرتے تھے ۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم نے آنجنابؑ کے مانند کسی شخص کو فضل و شرف میں دیکھا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس کو سچا نہ جانو۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 45

امامت و تفضیل کے متعلق مامون کا مناظرہ (۱)

مامون کے متعلق امامؑ کا ارشاد

۱۔ (حذف اسناد) "اسحاق بن حماد سے روایت ہے کہ مامون صرف حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو خوش کرنے اور قربت جتانے کے لیئے اہل بیت علیہم السلام کے مخالفین سے مباحثوں اور مناظروں کی مجالس منعقد کیا کرتا اور ان میں سے حضرت علی امیرالمومنینؑ کی امامت اور تمام صحابہ پر آپؐ کی فضیلت کے متعلق بحث کیا کرتا تھا۔ مگر حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے معتمد اور باوثوق اصحاب کو یہ بتا دیا کرتے تھے :۔

دیکھو ! مامون کی باتوں سے دھوکا نہ کھا جانا۔ بخدا یہی میرا قاتل ہے لیکن ہمیں ابھی اس معینہ اجل تک صبر کرنا ہے"۔

مخالفین اہلبیت سے مامون کا منظرہ

۲۔ (حذف اسناد) اسحاق بن حماد بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن اکثم قاضی کو کہتے ہوئے سنا :۔

مامون نے مجھے حکم دیا کہ میں محدثین ، متکلمین اور مناظرین کی ایک جماعت فراہم کروں۔ تو میں نے محدثین و متکلمین دونوں قسم کے تقریباً چالیس افراد جمع کر دیئے اور ان سب کو لے کر دربار میں پہنچا اور انہیں دربان کے پاس بٹھا کر میں اندر گیا تاکہ انہیں یہ بتا دوں کہ یہ لوگ کس مرتبے اور منزلت کے ہیں۔

مامون نے ان سب کے رتبے اور منزلت سن کر کہا :۔

اچھا ! ان سب کو میرے سامنے لاؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ آج آپ لوگوں

ا۔ یہ باب دو احادیث پر مشتمل ہے

Presented by www.ziaraat.com

کے سامنے اس حجت کو تمام کر دوں جو مجھ پر عنداللہ فرض ہے ۔ لہٰذا اب آپ حضرات میں سے جن صاحب کو اپنی ضروریات بشری سے فارغ ہونا ہو وہ فارغ ہو جائیں ۔ اپنے موزے اور ردائیں اتار کر بے تکلف بیٹھ جائیں ۔

چنانچہ جب وہ لوگ اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے تو مامون نے ان سے خطاب کیا ۔

حضرات ! میں نے آپ کو آج اس لیئے زحمت دی ہے کہ آپ سے ایک اہم مسئلے پر گفتگو کروں اور آپ سے بھی مجھے یہ امید ہے کہ ہمہ تن گوش ہو کر اس گفتگو کو سنیں گے۔

مامون : سنیئے ! میں ایک شخص ہوں جس کا دعویٰ ہے کہ بعد از نبی اکرمؐ حضرت علی خیرالبشر اور افضل الخلائق ہیں۔ اگر آپ حضرات کے نزدیک بھی میرا یہ دعویٰ سچا ہے تو اس کی تصدیق و تائید کریں ورنہ اسے رد کر دیں۔ اور اب اس سلسلے میں اگر آپ کہیں تو میں چند سوالات کروں یا آپ حضرات مجھ سے سوالات پوچھ سکتے ہیں ۔

پہلا محدث : ہم آپ سے سوال کریں گے۔

مامون : بہتر ! مگر آپ حضرات اپنے حلقے میں سے ایک شخص کو گفتگو کے لیئے منتخب کر لیں تا کہ صرف وہی بات کرے باقی سب سنتے رہیں۔ البتہ اس کے بعد اگر کوئی اور شخص مزید گفتگو کرنا چاہے تو وہ اس کی کمی پوری کر سکتا ہے ۔ چنانچہ ایک محدث نے بحث کا آغاز اس طرح کیا ۔

محدث : امیرالمومنین ! ہمارا نظریہ یہ ہے کہ رسول خداؐ کے بعد حضرت ابوبکر ہی تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ اور ہمارا یہ نظریہ رسول اکرمؐ کی ایک متفقہ حدیث کی بنیاد پر قائم ہے۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا :۔

اقتدوا باللذین من بعدی ابوبکر وعمر۔

"تم میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرنا"

Presented by www.ziaraat.com

پس جب رسول رحمتؐ نے شیخین کی اقتدا کا حکم دے دیا ہے تو اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ آپؐ نے لوگوں کو ان کی اقتدا کا حکم دیا ہے جو کہ تمام لوگوں سے بہتر ہے۔

مامون: یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے پاس روایات زیادہ ہیں اور ان روایات کے متعلق تین ہی صورتیں ہیں۔ یا تو تمام روایات سچی ہیں یا تمام روایات جھوٹی ہیں یا پھر کچھ سچی اور کچھ جھوٹی ہیں۔

تمام روایات کو سچا ماننا ممکن نہیں ہے کیونکہ ان میں سے کچھ روایات دوسری روایات کی متضاد ہیں اور تمام روایات کو باطل کہنا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر تمام روایات کو غلط تسلیم کر لیا جائے تو پھر پورے کا پورا دین اور پوری شریعت ہی باطل ہو جائے گی (کیونکہ دین و شریعت روایات کی اساس پر قائم ہے) اور جب پہلی دو صورتیں غلط ہیں تو ہمیں لازمی طور پر تیسری صورت کو صحیح قرار دینا ہوگا اور تیسری صورت یہ ہے کہ بعض روایات حق اور بعض روایات باطل ہیں۔ اور اس کے لیے ہمیں کسی محکم دلیل کی ضرورت ہوگی جس سے صحیح روایات کو ثابت اور اس کی متضاد روایات کی نفی کی جا سکے اور جب روایت صحیح ثابت ہو جائے تو ہمیں اس پر اعتقاد رکھنا چاہیے اور اس سے تمسک کرنا چاہیے اور جو روایت آپ نے پیش کی ہے اس کا تعلق ان روایات سے ہے جن کے باطل ہونے کی دلیلیں خود ان کے اندر موجود ہیں۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ اور امر مسلم یہ ہے کہ رسول اکرمؐ تمام صاحبان حکمت سے بڑے حکیم اور تمام مخلوقات میں سب سے بڑے راست گو تھے اور آپؐ کے متعلق یہ بات سوچی ہی نہیں جا سکتی کہ آپؐ کسی ناممکن اور امر محال کا حکم فرمائیں اور لوگوں کو مجبور کریں کہ وہ غلط بات پر عقیدہ رکھیں اور دیانت داری کے خلاف عمل کریں اور جو روایت آپ نے پیش کی ہے اس میں یہی بات نظر آتی ہے۔

اور اسی روایت میں جن دو افراد کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے وہ دونوں یا تو ہر لحاظ سے متفق ہوں یا مختلف ہوں گے۔ اور اگر دونوں ہر لحاظ سے متفق ہیں تو پھر انہیں عدد، صفت، صورت، جسم اور فرد واحد تسلیم کرنا پڑے گا اور ایسا ماننا ممکن ہے کہ دو افراد ہر لحاظ سے ایک ہوں۔ اور اگر وہ دونوں مختلف تھے تو ان کے باہمی اختلاف کے باوجود لوگوں کو ان کی اقتداء کا حکم کیسے دیا جا سکتا

Presented by www.ziaraat.com

ہے ؟اور یہ "تکلیف ما لا یطاق" ہے۔

کیونکہ اگر انسان ایک کی اقتدا کرے گا تو دوسرے کی مخالفت کرے گا اور شیخین کے باہمی اختلاف کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو بکر نے اہل ارتداد کو قید کرنے کا حکم دیا تھا اور حضرت عمر نے انہیں آزاد کرنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر کو مشورہ دیا تھا کہ وہ خالد بن ولید کو سالاری سے معزول کر دیں اور مالک بن نویرہ کے قصاص میں اسے قتل کر دیں۔ مگر حضرت ابو بکر نے ان کا مشورہ قبول نہیں کیا تھا۔ حضرت عمر نے متعة الحج اور متعة النساء کو حرام قرار دیا تھا جب کہ حضرت ابو بکر نے ایسا نہیں کیا تھا حضرت عمر نے وظائف کے رجسٹرات مرتب کرائے تھے جب کہ حضرت ابو بکر نے ایسا نہیں کیا تھا۔ حضرت ابو بکر نے اپنے بعد کے لیے ایک شخص کو اپنا خلیفہ نامزد کیا، جب کہ حضرت عمر نے کسی فرد واحد کو اپنا خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا اور یہ معاملہ شوریٰ پر چھوڑا تھا۔ اس کے علاوہ بھی شیخین میں باہمی اختلافات کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

خدا را ! اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ اتنے اختلافات کے باوجود ان دونوں کی بیک وقت اقتدا کیسے کی جا سکتی ہے؟ یہ سن کر پہلا محدث خاموش ہو گیا۔

قول مؤلف : کتاب ہذا کے مصنف کہتے ہیں کہ یہ گفتگو انتہائی فیصلہ کن ہے اور اس بحث کے دوران مامون کو یہ کہنا یاد نہ رہا کہ محدثین اہل سنت نے مذکورہ حدیث کو" **اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر** " کے الفاظ سے بیان نہیں کیا۔ اگر وہ اس روایت کو ان الفاظ سے بیان کرتے تو اس سے شیخین کی اقتدا کرنے کا حکم ثابت ہوتا۔

محدثین اہل سنت نے اس روایت کو ان الفاظ سے بیان کیا

اقتدوا بالذین من بعدی ابو بکرو عمر۔

اور بعض محدثین اہل سنت نے اس روایت کو ان الفاظ سے بیان کیا۔

واقتدوا باللذین من بعدی ابابکر و عمر

اور اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو "نصب" کی صورت میں حدیث کا عربی

Presented by www.ziaraat.com

مفہوم یوں ہوگا۔

1۔اقتدوا بالذین من بعدی کتاب اللہ و العترۃ یا ابابکر و عمر۔

" اے ابو بکر و عمر!تم میرے بعد دو چیزوں یعنی قرآن اور میری عترت کی اقتدا کرنا "۔

اور اگر اس روایت کو "رفع" کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا عربی زبان میں مفہوم اس طرح سے ہوگا۔

2۔ اقتدوا ایھا الناس و ابوبکر وعمر بالذین من بعدی کتاب اللہ و العترۃ۔

" اے لوگو اور اے ابو بکر و عمر! میرے بعد تم اللہ کی کتاب اور عترت کی اقتدا کرنا "۔

الغرض جن دو مذکورہ طریقوں سے محدثین اہل سنت نے اس روایت کو بیان کیا ہے اس سے کسی طور پر حضرت ابو بکر و عمر کی اقتدا کا حکم سرے سے ثابت ہی نہیں ہوتا۔

آمدم بر سر مطلب اس کے بعد دوسرے محدث نے گفتگو شروع کی۔

دوسرا محدث: مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے :۔

لو کنت متخذا خلیلا لا تخذت ابابکر خلیلا ۔

" اگر میں کسی کو اپنا خلیل منتخب کرتا تو حضرت ابو بکر کو ہی اپنا خلیل منتخب کرتا "۔

مامون: یہ بھی ناممکن ہے۔اس لیئے کہ آپ لوگ ہی یہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ میں مواخات قائم کرائی یعنی انہیں ایک دوسرے کا بھائی بنایا مگر حضرت علیؑ کو چھوڑ دیا اور انہیں کسی کا بھائی نہ بنایا۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی :۔

Presented by www.ziaraat.com

یا رسول اللہؐ! آپؐ نے لوگوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا لیکن مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا تو آپؐ نے فرمایا :۔

علیؑ! میں نے تمہیں اپنے لیئے منتخب کیا ہے۔

انت اخی فی الدنیا والا خرۃ۔

"تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو"۔

لہٰذا یہ روایت اور ابھی آپ نے جو روایت پڑھی ہے دونوں ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ اور یہ دونوں بیک وقت کیسے صحیح ہو سکتی ہیں؟

اور صاف بات ہے کہ ان میں سے ایک ہی صحیح ہو گی اور دوسری غلط۔

چنانچہ یہ جواب سن کر وہ بھی خاموش ہو گیا۔

تیسرا محدث: جنابِ عالی! مگر حضرت علی علیہ السلام نے خود برسرِ منبر کہا ہے :۔

"نبی اکرمؐ کے بعد اس امت میں سب سے بہتر ابو بکر و عمر ہیں"۔

مامون: آپ خود سوچیں کہ یہ کیسے ممکن ہے اگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں بزرگوں کو پوری امت سے بہتر سمجھتے تو ان دونوں کو کبھی عمرو بن العاص اور کبھی اسامہ بن زید کے ماتحت نہ کرتے اور اس روایت کی تکذیب تو حضرت علیؑ کا یہ قول کر رہا ہے۔

"جب نبی اکرمؐ کی وفات ہوئی تو میں آنحضرتؐ کی جانشینی کا سب سے زیادہ حقدار تھا۔ مگر میں نے سوچا کہ یہ لوگ ابھی ابھی تو چند دن پہلے مسلمان ہوئے ہیں اگر میں ان سے الجھوں گا تو پھر یہ کہیں کافر نہ ہو جائیں"۔

نیز حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :۔

"یہ دونوں مجھ سے بہتر کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ میں ان دونوں کے اسلام لانے سے پہلے اللہ کی عبادت کرتا رہا اور ان دونوں کی وفات کے بعد بھی اللہ کی عبادت کر رہا ہوں"۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ سن کر وہ محدث لا جواب ہو گیا۔

چوتھا محدث: مگر یہ روایت بھی موجود ہے کہ حضرت ابوبکر نے اپنا دروازہ بند کر لیا تھا اور یہ فرماتے تھے کہ کوئی ہے جو مجھ سے یہ عہدہ لے لے اور میں اس کے حق میں دست بردار ہو جاؤں؟

اس موقع پر حضرت علی علیہ السلام نے ان سے کہا، جب رسول خداؐ نے آپ کو مقدم کیا تو پھر آپ کو مؤخر کون کر سکتا ہے؟

مامون: مگر یہ روایت بھی درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر سے بیعت سے کنارہ کشی کی تھی اور آپ لوگوں کی روایات میں ہمیں یہ الفاظ دکھائی دیتے ہیں کہ جب تک حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا زندہ رہیں تو اس وقت تک حضرت علی علیہ السلام بیعت سے کنارہ کش رہے۔

اور حضرت زہراؑ یہ وصیت کر کے فوت ہوئی تھیں کہ مجھے شب کے اندھیرے میں دفن کرنا تاکہ یہ دونوں میرے جنازے میں شریک نہ ہو سکیں۔

اور آپ کی بیان کردہ روایت کے غلط ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر رسول خداؐ ان کو اپنا خلیفہ بنا گئے تھے تو پھر انہیں جائز ہی نہیں کہ وہ دوسرے کے حق میں دستبردار ہوں۔ اور انہیں کیا حق تھا کہ وہ ایک نصاریٰ سے یہ کہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگوں پر ابوعبیدہ یا حضرت عمر کو خلیفہ بنا کر خود خلافت سے دستبردار ہو جاؤں۔

جواب معقول تھا اس لیے وہ بھی خاموش ہو گیا۔

پانچواں محدث: ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ عمرو بن العاص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا:۔

یا رسول اللہؐ! خواتین میں سے آپ کو سب سے زیادہ کون سی خاتون پیاری ہے؟

Presented by www.ziaraat.com

آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

عائشہ

پھر عمرو بن العاص نے آپؐ سے پوچھا:۔

اور مردوں میں سے کون آپؐ کو زیادہ محبوب ہے ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

ان کے والد ۔

مامون: یہ روایت بھی درست نہیں ہے اس لیے کہ آپ حضرات کے پاس ایک مشہور اور متواتر روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ رکھا گیا تو آپؐ نے دعا فرمائی کہ پروردگار ! جو تیرے نزدیک ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو اس کو اسی وقت بھیج دے ۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو بھیج دیا ۔ اب آپ بتائیں کہ اس متواتر روایت کے سامنے آپ کی پیش کردہ روایت کو کس طرح قبول کیا جائے ؟

چھٹا محدث: حضرت علیؑ نے خود ہی کہا ہے کہ جو شخص مجھے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر پر فضیلت دے گا تو اس کو میں اتنے تازیانے ماروں گا ، جتنے تازیانے ایک جھوٹے اور مفتری کو مارے جاتے ہیں ۔

مامون: یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؑ ایسا فرمائیں کہ جس پر از روئے شرع کوئی حد نہیں اس پر میں حد شرع جاری کروں گا ۔ اس طرح تو انہوں نے خود حدود الٰہی سے تجاوز اور حکم خدا کے خلاف ارشاد فرمایا اس لیے کہ ان دونوں سے کسی کو افضل سمجھنا کوئی گناہ نہیں ہے ۔

اور پھر آپ حضرات نے خود حضرت ابوبکر سے روایت کی ہے کہ جب وہ والی مقرر ہوئے تو انہوں نے اپنے پہلے خطبے میں کہا:۔

"لوگو ! مجھے تمہارا والی بنایا گیا ہے مگر میں تم سے بہتر نہیں ہوں"۔

Presented by www.ziaraat.com

اب آپ خود ہی بتائیں کہ ان دونوں میں سے سچا کون ہے ۔ حضرت ابوبکر جو اپنے لیے خود ہی اعلان کر رہے ہیں یا حضرت علیؑ جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو فضیلت دے رہے ہیں ۔

اور ان دونوں باتوں میں جو تناقض اور تضاد ہے وہ تو اپنی جگہ ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ حضرت ابوبکر اپنے اس قول میں سچے ہیں تو کس حد تک ؟ اور اگر سچے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہیں یہ کیسے معلوم ہوا ؟

کیا انہیں وحی کے ذریعے معلوم ہوا ؟

وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ۔ اب یہ کہ وہ خود اپنی ہی نظر میں ایسے تھے ؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے متعلق مشکوک تھے اور اگر وہ اپنے اسی قول میں سچے نہ تھے تو ایسا شخص جو مسلمانوں کا والی ہو اور جو احکام اسلام کے نفاذ کا ذمہ دار ہو اور جو مسلمانوں پر حدود اسلامی جاری کرنے والا ہو باوجود اس کے وہ کاذب ہو ؟؟

یہ عجیب بات ہے ۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ وہ اپنے قول میں سچے تھے اور وہ لوگوں سے کسی طرح اور کسی طور پر افضل نہیں تھے ۔

ساتواں محدث : مگر حدیث میں یہ بھی تو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر اور عمر جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں ۔

مامون : آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ کبھی بھی نہیں فرماسکتے ۔ اس لیے کہ جنت میں بڑھاپا نہیں ہوگا ۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک ضعیفہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے حصول جنت کے لیے دعا کی طالب ہوئی تو آپؐ نے فرمایا " کوئی بوڑھی خاتون جنت میں داخل نہیں ہوگی " ۔

یہ سن کر وہ رونے لگی ۔ آپؐ نے فرمایا ، کیوں روتی ہو ؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

اَنَّآ اَنشَأْنَاهُنَّ اِنشَآءً فَجَعَلْنَاهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا (الواقعہ ۳۵ تا ۳۷)

Presented by www.ziaraat.com

"بے شک ہم نے ان حوروں کو خلق کیا ہے، انھیں نت نئی بنایا ہے یہ باکرہ اور آپس میں ہم سن سہیلیاں ہوں گی"۔

مقصد آیت یہ ہے کہ جنت میں بڑھاپا نہیں ہوگا ۔ اب اگر آپ کہیں کہ حضرت ابوبکر و عمر بھی جوان بن کر جنت میں جائیں گے تو آپ کے یہاں یہ حدیث بھی موجود ہے کہ حسنؑ و حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں۔ خواہ وہ اولین میں سے ہو یا آخرین میں سے اور دونوں کے والدین ان سے افضل و بہتر ہیں ۔

یہ جواب سن کر وہ بھی خاموش ہوگیا ۔

آٹھواں محدث: ان کے افضل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔

اے لوگو! اگر مجھے تمہارے پاس نبی بنا کر نہ بھیجا جاتا تو عمر کو نبی بنا کر تمہارے پاس بھیج جاتا ۔

مامون: یہ بھی نہ ممکن ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

اِنَّآ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡكَ كَمَآ اَوۡحَیۡنَا اِلٰی نُوۡحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ

(النساء ۱۶۳)

"اے رسولؐ ! ہم نے آپؐ کے پاس بھی اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوحؑ اور ان کے بعد والے پیغمبروں پر بھیجی تھی"۔

اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیۡثَاقَهُمۡ وَ مِنۡكَ وَمِنۡ نُّوۡحٍ وَّ اِبۡرٰهِیۡمَ وَمُوۡسٰی وَ عِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ (الاحزاب، ۷)

"اے رسولؐ! اس وقت کو یاد کریں جب ہم نے انبیاءؑ سے وعدہ لیا تھا اور آپؐ سے اور نوحؑ سے اور ابراہیمؑ سے اور موسیٰؑ سے اور عیسیٰ بن مریمؑ سے وعدہ لیا تھا"۔

اب آپ خود ہی انصاف کرکے مجھے یہ بتائیں کہ کیا یہ جائز ہے کہ اللہ جس سے عہد و میثاق لے ، اس کو تو نہ بھیجے اور جس سے کوئی عہد و میثاق نہ لیا

Presented by www.ziaraat.com

گیا ہوا سے نبی بنا کر بھیج دے ؟

یہ سن کر وہ بھی لاجواب ہو گیا۔

نواں محدث: یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ فخر و مباہات کرتا ہے۔

چنانچہ آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ آپؐ یوم عرفہ میں حضرت عمر کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بالعموم اور عمر پر بالخصوص فخرو مباہات کرتا ہے۔

مامون: یہ بھی ناممکن اور محال ہے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں کر سکتا کہ حضرت عمر پر تو فخر کرے اور اپنے نبیؐ کو چھوڑ دے اور حضرت عمر کا شمار خاص بندوں میں ہو اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا شمار عام بندوں میں ہو۔

اور آپ لوگوں کی روایات کو دیکھتے ہوئے اس روایت پر کوئی تعجب نہیں ہوتا اس لیے کہ آپ کے یہاں تو یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔

جب میں جنت میں داخل ہونے لگوں گا تو مجھے کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی دے گی اور میں دیکھوں گا کہ حضرت ابوبکر کے غلام بلال مجھ سے پہلے جنت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور اسی بنا پر جب شیعہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ، حضرت ابوبکر سے بہتر ہیں تو آپ جواب میں یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کا غلام بھی رسول خداؐ سے افضل ہے کیونکہ سابق مسبوق سے افضل ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں آپ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ جب شیطان حضرت عمر کو آتا ہوا محسوس کرتا تھا تو بھاگ جاتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ آپ نے یہ روایت بھی تراشی ہوئی ہے کہ شیطان نے رسول خداؐ کی زبان پر لات و منات کی تعریف جاری کرادی تھی اور سورۃ النجم کی تلاوت کے دوران آپؐ کے منہ سے ابلیس نے یہ کلمات جاری کرائے تھے **" انھن الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی"** اب ذرا انصاف سے تو مجھے بتائیں کہ شیطان حضرت عمر کو دیکھ کر تو

Presented by www.ziaraat.com

بھاگ کھڑا ہوتا تھا مگر رسول اکرمؐ سے کلمۂ کفر تک کہلادیا کرتا تھا ؟؟

مامون کا جواب معقول تھا ۔ وہ محدث بے چارہ جواب میں کیا کہتا ۔ لہٰذا وہ بھی خاموش ہوگیا ۔

دسواں محدث: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اگر عذاب نازل ہوتا تو میری امت میں سوائے حضرت عمر کے اور کوئی نہ بچتا ۔ (بھلا اس سے بڑھ کر افضلیت کی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے ؟)

مامون : مگر یہ روایت تو نص قرآنی کے سراسر خلاف ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔(الانفال ۳۳)

اے رسولؐ ! جب تک آپؐ ان کے درمیان میں موجود ہیں اس وقت تک اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا ۔

آپ لوگوں نے تو اس روایت کی بنا پر حضرت عمر کو حضرت رسول اکرمؐ کے مثل بنادیا ۔ (یہ جواب سن کر وہ محدث بھی خاموش ہوگیا)۔

گیارہواں محدث : اچھا ! اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود گواہی دی ہے کہ حضرت عمر فاروق ان دس صحابہ میں سے ہیں جو جنتی ہیں اور جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے ؟

مامون : اگر ایسا ہوتا جیسا کہ آپ لوگوں کا خیال ہے تو حضرت عمر بار بار حضرت حذیفہؓ سے یہ نہ کہتے کہ میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں ، بتاؤ کیا میں بھی منافقین میں سے ہوں ؟

غور کیجئے ! اگر رسول خداؐ نے ان کے متعلق یہ فرما دیا تھا کہ تم جنتی ہو تو کیا ان کو رسول اکرمؐ کی بات کا یقین نہ تھا اور وہ حذیفہؓ سے اس کی تصدیق کیوں چاہتے تھے ؟

اس کا دوسرا مقصد تو یہ بنتا ہے کہ وہ حضرت حذیفہؓ کو تو سچا جانتے تھے

Presented by www.ziaraat.com

مگر رسول اکرمؐ کو نہیں ۔ اگر ایسا ہی ہے تو اس سے تو ان کے اسلام کی نفی ہوتی ہے ۔ اور اگر وہ آنحضرتؐ کو سچا جانتے تھے تو یہ بتائیں کہ انہوں نے حضرت حذیفہؓ سے بار بار کیوں دریافت کیا ۔ بہر حال عشرہ مبشرہ والی روایت اور حذیفہ والی روایت یہ دونوں آپس میں متناقض اور متضاد ہیں ۔

محدث کے پاس کوئی جواب نہ تھا ۔ وہ خاموش ہوگیا ۔

بارھواں محدث: نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے ۔

میری ساری امت کو ترازو کے ایک پلے میں رکھا گیا اور دوسرے پلے میں مجھے رکھا گیا تو میرا پلہ بھاری رہا ۔ پھر مجھے اتار کر ابوبکر کو رکھا گیا تو ان کا پلہ بھی بھاری رہا ۔ پھر ان کو اتار کر ان کی جگہ عمر کو رکھا گیا تو ان کا پلہ بھی بھاری رہا ۔ پھر اس کے بعد وہ ترازو ہی اٹھا لی گئی ۔

مامون: جناب یہ ناممکن ہے ۔ اس لئے کہ یہ بات دو حال سے خالی نہیں ہیں ۔ یہاں یا تو ان دونوں کے اجسام کا وزن مراد ہے یا ان کے اعمال وافعال کا وزن اگر دونوں کے اجسام کا وزن مراد ہے تو دنیا جانتی ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ ان کے اجسام اتنے وزنی ہوں کہ ساری امت کے اجسام سے بھاری ہو جائیں ۔

اب رہ گیا اعمال و افعال کا وزن تو وہ کچھ دنوں کے بعد تو رہے نہیں اور ان کے اعمال کا سلسلہ جلد ہی ختم ہو گیا ۔ مگر بہت سے لوگ ان کے بعد زندہ رہے اور اعمال بجالاتے رہے ۔ نیز بہت سے لوگ تو امت کے ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے پھر ان لوگوں کے اعمال سے توازن کے کیا معنی ؟

اچھا! آپ حضرات یہ بتائیں کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت کس بنا پر حاصل ہوتی ہے ؟

کسی نے کہا:۔

اعمال صالحہ کی بنا پر ۔

مامون نے کہا:۔

Presented by www.ziaraat.com

پھر زیادہ سے زیادہ عہد نبوی تک ان کے اعمال کا پلہ بھاری ہو سکتا ہے مگر جن لوگوں کے اعمال کا پلہ ہلکا تھا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بھی اعمال صالحہ انجام دیئے تو کیا ان کو بھی اس میں ملا دیا جائے گا ؟

اگر کہیں کہ ہاں ۔ تو میں عصر حاضر کی مثالیں پیش کروں گا ۔

ان میں ایسی ہستیاں بھی ہیں جنہوں نے ان دونوں سے زیادہ جہاد کیے ۔ ان سے زیادہ حج کیے۔ ان سے زیادہ نمازیں پڑھیں اور ان سے زیادہ صدقات و زکوٰۃ دی۔

لوگوں نے کہا:۔

امیرالمومنینؑ! آپ نے سچ کہا۔ ہمارے زمانے کے بعض افراد کے اعمال صالحہ عہد نبوی کے زمانے کے لوگوں سے زیادہ ہیں دونوں کا توازن نہیں ہو سکتا۔

مامون نے کہا:۔

اچھا ! ذرا آپ اپنے ان ائمہ کو دیکھیں جن سے آپ نے دین حاصل کیا کہ انہوں نے حضرت علیؑ کے فضائل میں کتنی روایات نقل کی ہیں ۔ اگر عشرہ مبشرہ میں سے سب کے فضائل مل کر بھی حضرت علیؑ کے فضائل کے برابر ہو جائیں تو ہمیں آپ حضرات کی بات تسلیم۔ اور اگر ان ائمہ نے عشرہ مبشرہ کے فضائل سے زیادہ حضرت علیؑ کے فضائل نقل کیے ہوں تو آپ حضرات میرے موقف کو تسلیم کر لیں ۔

یہ سن کر سب لوگ خاموش ہو گئے ۔

مامون نے کہا : ۔

کیا بات ہے آپ حضرات خاموش کیوں ہو گئے ؟

انہوں نے کہا:۔

بس اس سلسلے میں ہمیں جو کچھ کہنا تھا ہم نے کہہ دیا مزید ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے۔

مامون کے محدثین سے سوالات

سوال : پہلی بات تو یہ بتائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت

Presented by www.ziaraat.com

کے وقت کون سا عمل سب سے افضل تھا ؟

جواب: اسلام کی طرف سبقت کرنا ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ (سورۂ واقعہ ۱۰ ۔ ۱۱)

"اور سبقت کرنے والے تو سبقت کرنے والے ہیں اور وہی مقرب ہیں"۔

مامون: کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے پہلے بھی کسی نے اسلام میں سبقت کی تھی ؟

جواب: نہیں۔ سب سے پہلے حضرت علیؑ ہی اسلام لائے مگر ابھی وہ نابالغ تھے اور نابالغ کا اسلام معتبر نہیں ہوتا۔ اور حضرت ابوبکر پختہ عمر میں اسلام لائے لہٰذا ان کا اسلام معتبر ہے۔

مامون: اس سلسلے کی وضاحت کرتے ہوئے آپ یہ بتائیں کہ حضرت علی علیہ السلام کیوں ایمان لائے ؟ کیا آپ کو الہام ہوا تھا کہ آپؑ اسلام لائیں یا یہ کہ رسول کریمؐ نے انہیں دعوت دی تھی ؟ اور اگر آپ لوگ یہ کہیں کہ انہیں بذریعۂ الہام حکم ملا تھا، تو پھر آپؑ رسول مقبولؐ سے بھی افضل ہوئے ۔ کیونکہ رسول خداؐ کو الہام نہیں ہوا تھا بلکہ جبریل امینؑ آپؐ پر نازل ہوئے تھے اور انہوں نے آپؐ کو پیغام نبوت پہنچانے کا حکم دیا۔

اور اگر آپ حضرات یہ کہیں کہ حضرت علیؑ نے جناب رسول خداؐ کی دعوت پر اسلام قبول کیا تھا تو پھر یہ بات دو حالتوں سے خالی نہ ہوگی۔

1۔ رسول خداؐ نے انہیں حکم خدا سے دعوت اسلام دی ہوگی ۔

2۔ یا از خود اپنی طرف سے دعوت اسلام دی ہوگی ۔

اور یہ دوسری شق باطل ہے کیونکہ یہ بات قرآن کے خلاف ہے ۔

قرآن مجید میں آنحضرتؐ کے متعلق یہ الفاظ موجود ہیں ۔

وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (صٓ ۔ ۸۶)

" اور میں از خود بناوٹ اور غلط بیانی کرنے والا نہیں ہوں "۔

Presented by www.ziaraat.com

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا :۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى ۔ (النجم۔ ۳)

"رسولؐ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے جب تک ان کے پاس اللہ کی طرف سے وحی نہ آ جائے"۔

تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ بچوں میں سے علیؑ کو دعوت اسلام دیں ۔

لہذا آنحضرتؐ کی دعوت اسلام اور حضرت علیؑ کا اسلام لانا دونوں لائق وثوق اور معتبر ہیں ۔

اور یہاں پر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خدائے حکیم کے لیے یہ روا ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو کسی ایسے کام کا حکم دے جو اس مخلوق کی طاقت اور بساط سے باہر ہو؟

اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو یہ کفر ہے اگر آپ کا جواب نفی میں ہے تو یہ کیسے روا ہوسکتا ہے کہ اللہ اپنے رسولؐ کو حکم دے کہ تم ایسے شخص کو دعوت اسلام دو جو اپنے بچپن اور کم سنی اور نابالغی کی وجہ سے دعوت اسلام قبول کرنے کے لائق ہی نہیں ہے ۔

اور اس کے ساتھ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ حضرات یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے بچوں میں سے کسی دوسرے بچے کو دعوت اسلام دی تھی اور اگر بالفرض آپؐ نے کسی اور بچے کو دعوت اسلام دی تھی تو کب اور کیسے دی؟

اور اگر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کے علاوہ کسی دوسرے بچے کو دعوت اسلام نہیں دی تو یہ کائنات کے تمام بچوں پر حضرت علیؑ کی مخصوص فضیلت ہے ۔

سوال : اچھا آپ حضرات یہ بتائیں کہ سبقت ایمانی کے بعد سب سے افضل اور برتر عمل کون سا ہے ؟

جواب : علماء نے کہا کہ اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ افضل عمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

سوال: پھر یہ بتائیں کہ آپ لوگوں نے عشرہ مبشرہ میں سے کسی ایک کے لیے بھی جہاد کی اتنی روایات پیش کیں ہیں جتنی روایات حضرت علیؑ کے متعلق منقول ہیں؟

آپ صرف غزوہ بدر پر غور کرلیں کہ اس میں ساٹھ سے زیادہ کافر قتل ہوئے اور حضرت علیؑ نے ان میں سے بیس سے زیادہ کافروں کو تن تنہا قتل کیا۔ جبکہ باقی تین سو بارہ مجاہدین نے مل کر قریباً چالیس افراد کو قتل کیا۔

یہ سن کر ایک محدث نے کہا

ایک محدث: مگر آپ یہ نہ بھولیں کہ حضرت ابوبکر آنحضرتؐ کے ساتھ عریش یعنی ایک چھپر میں موجود تھے اور وہ جہاد کا انتظام کررہے تھے؟

مامون: آپ نے بلاشبہ ایک عجیب بات کہی ہے۔ اچھا یہ بتائیں کیا وہ نبی اکرمؐ کے انتظام کے علاوہ کوئی اور انتظام کررہے تھے یا نبی اکرمؐ کے انتظام میں شریک تھے یا یہ کہ آنحضرتؐ اپنے انتظام میں حضرت ابوبکر کی رائے اور مشورے کے محتاج تھے؟

آپ حضرات ان تین باتوں میں سے ایک بات تسلیم کریں۔

دوسرا محدث: خدا نہ کرے اگر ہم یہ سمجھیں کہ ان کا انتظام آنحضرتؐ کے انتظام سے علیحدہ تھا یا وہ آنحضرتؐ کے ساتھ انتظام میں شریک تھے یا آنحضرتؐ کو ان کے مشورہ کی ضرورت تھی۔

مامون: پھر حضرت ابوبکر کو میدان جنگ چھوڑ کر عریش میں بیٹھنے سے کونسی فضیلت حاصل ہوگئی۔ اگر فضیلت کا یہی معیار مان لیا جائے تو جہاد نہ کرنے والے افراد مجاہدین سے افضل قرار پائیں گے۔ جب کہ اللہ کا فرمان ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِينَ دَرَجَةً وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِينَ عَلَى الْقٰعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا

(سورۃ النساء ۹۵)

Presented by www.ziaraat.com

"معذوروں کے سوا جہاد سے منہ چھپا کر بیٹھنے والے اور خدا کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرنے والے ہر گز برابر نہیں ہوسکتے۔ بلکہ اپنے جان و مال سے جہاد کرنے والوں کو گھر میں بیٹھنے والوں پر خدا نے درجے کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے۔ اگرچہ خدا نے تمام ایمان لانے والوں سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے مگر مجاہدین کو عظیم ثواب کے اعتبار سے خانہ نشینوں پر بڑی فضیلت دی ہے"۔

سورہ دہر کی تلاوت

اسحاق بن حماد بن زید کا بیان ہے کہ پھر مامون نے مجھ سے کہا، ذرا سورۂ دہر هَلْ اَتٰی کی تلاوت کرو۔

میں نے تلاوت شروع کی اور یہ آیات پڑھیں۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا، اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَانُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا، اِنَّانَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا، فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا، وَ جَزٰاهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِيْرًا، مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا، وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا، وَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا، قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا، وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا، عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا، وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا، وَ اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا، عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّ حُلُّوْآ اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَ سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا، اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا۔ (دہر۔ ۸ تا ۲۲)

"یہ اس کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم

Presented by www.ziaraat.com

صرف اللہ کی رضا کی خاطر تمہیں کھلاتے ہیں ورنہ نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ ہم اپنے پروردگار سے اس دن کے بارے میں ڈرتے ہیں جس دن چہرے بگڑ جائیں گے اور ان پر ہوائیاں اڑنے لگیں گی ۔ تو خدا نے انہیں اس دن کی سختی سے بچالیا اور انہیں تازگی اور سرور عطا کیا ۔ اور انہیں ان کے صبر کے بدلے میں جنت اور حریر جنت عطا کیا ۔ جہاں وہ تختوں پر تکیے لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے نہ آفتاب کی گرمی دیکھیں گے نہ سردی ۔ ان کے سروں پر قریب ترین سایہ ہوگا اور جنت کے میوے ان کے اختیار میں کردیئے جائیں گے ۔ ان کے گرد چاندی کے پیالے اور شیشے کے ساغروں کی گردش ہوگی۔ یہ ساغر بھی چاندی ہی کے ہونگے جنہیں یہ لوگ اپنے پیانے کے مطابق بنالیں گے ۔ یہ وہاں ایسے پیالے سے سیراب کیئے جائیں گے جس میں زنجبیل کی آمیزش ہو گی ۔جو جنت کا ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے ۔ ان کے گرد ہمیشہ نوجوان رہنے والے بچے گردش کررہے ہوں گے کہ تم انہیں دیکھوں گے تو بکھرے ہوئے موتی معلوم ہوں گے ۔ اور پھر دوبارہ دیکھو گے تو پھر نعمتیں اور ملک کبیر دکھائی دے گا ۔ ان کے اوپر کریب کے سبز لباس اور ریشم کے حلے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے ۔ اور انہیں ان کا پروردگار پاکیزہ شراب سے سیراب کرے گا یہ سب تمہاری جزا ہے اور تمہاری سعی قابل قبول ہے "۔

اور جب میں یہ آیات پڑھ چکا تو مامون نے مجھ سے کہا ۔

مامون : یہ آیات کس کے متعلق نازل ہوئیں ؟

اسحاق بن حماد: یہ آیات حضرت علی علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئیں ۔

مامون : اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تمہارے پاس ایسی کوئی ایک روایت بھی موجود ہے جس میں یہ کہا گیا ہو کہ جب مسکین ، یتیم اور اسیر نے حضرت علیؑ کا شکریہ ادا

Presented by www.ziaraat.com

کیا ہو تو انہوں نے سائل کو روک کر کہا ہو کہ ہمیں تمہارے شکریے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ہم تو رضائے خدا کے لیے تمہیں کھانا کھلارہے ہیں ؟

اسحاق بن حماد: نہیں ہمارے پاس ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے ۔

مامون: اس کا مقصد تو پھر یہ ہوا کہ حضرت علیؑ نے اپنی زبان سے یہ لفظ ادا نہیں کیئے ۔ اللہ نے ان کے دلی بھید اور نیت کی ترجمانی ان الفاظ سے کی ہے ۔

علاوہ ازیں اللہ تعالٰی نے اہل جنت کے لیئے قرآن مجید میں طرح طرح کی نعمتوں کا اعلان کیا ہے لیکن کیا ان آیات کے علاوہ جو کہ شان اہل بیتؑ میں نازل ہوئیں ہیں۔ کسی دوسری جگہ عام مومنین کے لیئے یہ کہا ہو " **قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ**" یعنی ان کے لیئے شفاف چاندی کے ساغر ہوں گے ؟

اسحاق بن حماد: نہیں ، یہ الفاظ صرف اہل بیتؑ کے متعلق ہی ہیں ۔

مامون: تو یہ علیؑ کی ایک اور مخصوص فضیلت ہے جس میں ان کے اہل خانہ کے علاوہ کوئی شریک نہیں ہے۔اور کیا آپ حضرات جانتے ہیں کہ شفاف چاندی کے ساغر کیسے ہوں گے ؟

محدثین: ہمیں معلوم نہیں ہے ۔

مامون: ان کے ساغر ایسی شفاف چاندی سے بنے ہوں گے کہ شیشہ کے جام کی طرح سے ان کے اندر کا مشروب باہر سے دکھائی دے گا ۔ علاوہ ازیں لغت عرب میں خوبصورت خواتین کو بھی لفظ " **قواریر** " آبگینوں ،سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور کلام عرب کا یہ بھی ایک اسلوب ہے کہ کسی ایک" علاقہ" کی وجہ سے اسے مجازاً دوسرے لفظوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک بار حضرت رسول مقبولؐ ابو طلحہ انصاری کے گھوڑے پر سوار ہوئے تو آپؐ نے فرمایا " **انی لوجدته بحرا**" میں نے تو اسے سمندر پایا ہے۔ آپؐ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ وہ گھوڑا اپنی تیز رفتاری میں سمندر کی موج کی مانند ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

اور اسی طرح سے مصیبت کو بھی اللہ تعالیٰ نے لفظ "موت" سے تعبیر کیا۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔

وَ يَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۔ (ابراہیم ۔ ۱۷)

" اور اسے ہر طرف سے موت گھیرے ہوئے ہوگی لیکن وہ مرنے والا نہیں ہوگا اور اس کے پیچھے بہت سخت عذاب لگا ہوا ہوگا "۔

مقصد آیت یہ ہے کہ اس پر اتنی مصیبتیں آئیں گی کہ ان میں سے ایک مصیبت ہی موت کے لیے کافی ہو گی۔

مامون: کیا آپ ان لوگوں میں نہیں ہو جو دس مخصوص افراد کے لیئے جنت کی گواہی دیتے ہو اور ان دس افراد کو آپ اپنی اصلاح میں عشرہ مبشرہ کہتے ہو ؟

اسحاق: جی ہاں ۔ ہمارا یہ نظریہ ہے ۔

مامون: اچھا یہ بتاؤ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ عشرہ مبشرہ کی حدیث صحیح ہے یا باطل ہے ۔ تو کیا یہ کہنے والا شخص تمہاری نظر میں کافر ہو جائے گا ؟

اسحاق: ہر گز نہیں ، وہ کافر نہیں ہوگا ۔

مامون: اب آپ سمجھیں کہ علیؑ اور اس کے اغیار میں کتنا فرق ہے ۔ اگر کوئی شخص عشرہ مبشرہ کی روایت کا انکار کرے تو وہ مسلمان ہی رہتا ہے اور اگر کوئی شخص سورۂ دہر کا انکار کرے جو حضرت علیؑ کی فضیلت میں نازل ہوا ہے تو وہ کافر بن جاتا ہے اور اسی طرح سے حضرت علیؑ کی فضیلت اور زیادہ مستحکم اور مؤکد ہو جاتی ہے(۱)

سورۂ دہر کا شان نزول

(۱)۔ زمخشری اور فخر رازی نے نقل کیا ہے کہ سورۂ دہر کی یہ آیات کریمہ اہل بیتؑ کی شان میں نازل ہوئیں ۔ ایک مرتبہ حسنؑ اور حسینؑ بیمار ہوئے اور حضرت پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ کو نذر ماننے کی دعوت دی۔

انھوں نے، جناب فاطمہؑ اور جناب فضہؓ نے تین تین روزوں کی نذر مانی اور جب شفا کے لیے روزے رکھے تو آپؑ جو لے آئے اور حضرت فاطمہؑ نے وہ جو پیسے اور ان سے پانچ روٹیاں تیار کیں ۔ پہلے دن افطار کرنے کے لیئے بیٹھے تو ایک مسکین نے دستک دی اور روٹی کا سوال کیا تو سب حضرات نے اپنے اپنے حصے کی روٹیاں مسکین کو دے دیں ۔ اور پانی سے افطار کیا بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں

Presented by www.ziaraat.com

حدیث طیر

(حدیث طیر یہ ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ لایا گیا تو آپؐ نے دعا مانگی کہ خدایا ! تیری مخلوق میں سے جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو ، اسے یہاں بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ آکر اس پرندے کو کھا سکے ۔ دعا ختم نہ ہوئی کہ حضرت علیؑ تشریف لائے)۔

مامون: اسحاق ! بھلا یہ بتاؤ حدیث طیر کو صحیح مانتے ہو ؟

اسحاق: جی ہاں ! یہ صحیح ہے۔

مامون: خدا کی قسم ! پھر تو حضرت علیؑ سے آپ کا بغض و عناد ظاہر ہو گیا اس لیے کہ یا تو علیؑ ان صفات کے حامل تھے جن کے لیے رسول خداؐ نے دعا مانگی تھی یا پھر وہ (عیاذ باللہ) ان صفات سے خالی تھے ۔ اور اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ مخلوقات میں سب سے زیادہ افضل کون ہے مگر اس کے باوجود اللہ نے افضل کو چھوڑ کر غیر

پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ ملاحظہ ہو :

اور انہوں نے دوسرے دن پھر روزہ رکھا اور جب افطار کا وقت آیا تو حضرت سیدہؑ نے پانچ روٹیاں تیار کیں ۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی کہ آل محمدؐ میں یتیم ہوں ۔ آپ مجھے کھانا کھلائیں ۔ یہ آواز سن کر آل محمدؐ نے اپنی تمام روٹیاں سائل کے حوالے کردیں اور پانی سے روزہ افطار کیا۔

اور اسی بھوک کی حالت میں تیسرے دن روزے کی نیت کی اور جب شام کے وقت ان کے سامنے پانچ روٹیاں تیار رکھی گئیں تو دروازے پر ایک آواز بلند ہوئی کہ آل محمدؐ ! میں قیدی ہوں ۔ آپ مجھے کھانا کھلائیں ۔ یہ آواز سن کر تمام حضرات نے اپنے اپنے حصے کی تمام روٹیاں سائل کے حوالے کردیں تو جبرئیل امینؑ خدا کی طرف سے یہ سورہ لے کر نازل ہوئے۔

امام شافعی نے کیا ہی اچھا کہا تھا ۔

الام الام وحتی و متی   اعاتب فی حب ھذا الفتی
وھل زوجت فاطمہ غیرہ   وفی غیرہ ھل اتی " ھل اتی "

" مجھے کب تک علیؑ کی الفت و محبت میں ملامت کیا جائے گا ؟ تو کیا حضرت فاطمہؑ کا عقد ان کے علاوہ کسی اور سے ہوا ؟ اور کیا علیؑ کے علاوہ کسی اور کے لئے سورۂ " ھل اتی " نازل ہوئی ۔

Presented by www.ziaraat.com

افضل کو اپنا محبوب بنا کر یا پھر شاید آپ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ (عیاذباللہ) خود خدا کو بھی معلوم نہ تھا کہ افضل کون ہے اور مفضول کون ہے اور اس لیے اس نے غیر افضل کو اپنا محبوب بنا کر آنحضرتؐ کے پاس بھیج دیا ؟

یعنی حدیث طیر کو صحیح تسلیم کرنے کے باوجود حضرت علیؑ کی افضیلت کا انکار کرنا بغض علیؑ کا ثبوت ہے ۔

راوی کہتا ہے کہ اسحاق کا بیان ہے یہ سن کر میں تھوڑی دیر خاموش رہا اور پھر بولا ۔

آیت غار

اسحاق : امیر المومنین ! اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کے متعلق ارشاد فرمایا

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔ (توبہ ۴۰)

" دو آدمیوں میں سے دوسرے نے جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اپنے ساتھی سے کہا ، حزن و ملال نہ کرو ۔ اللہ یقیناً ہمارے ساتھ ہے "۔

اس آیت مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کو محمدؐ کا صاحب قرار دیا ہے جو بہت بڑی فضیلت ہے ۔

مامون : مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس لغت اور کلام خدا کا علم بہت ہی کم ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ ایک کافر بھی مومن کا صاحب (ساتھی) کہلا سکتا ہے جیسا کہ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے ۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ یُحَاوِرُهٗ اَكَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۔ (کہف ، ۳۷)

" اس کا صاحب (ساتھی) جو اس سے باتیں کر رہا تھا ، کہنے لگا کہ کیا تم اس پروردگار کے منکر ہو جس نے تمہیں پہلے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے ، پھر

Presented by www.ziaraat.com

تمہیں ٹھیک ٹھاک مرد بنادیا"۔

اس آیت مجیدہ میں ایک کافر کو ایک مومن کا صاحب بیان کیا گیا ہے۔

آپ نے ہذلی کا شعر سنا ہوگا

و لقد غدوت وصاحبی وحشية

تحت الرداء بصيرة بالمشرق

اور ازدی نے کہا تھا

ولقد زعرت الوحش فيه و صاحبی

محض القوائم من هجان هيكل

ان اشعار میں شعراء نے اپنے گھوڑے اور گدھے تک کو بھی اپنا صاحب کہا ہے۔ لہٰذا لفظ صاحب سے آپ حضرت ابوبکر کی کوئی فضیلت ثابت نہیں کر سکتے۔

علاوہ ازیں " **اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا** " بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، کے لفظوں سے بھی ان کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے ساتھ ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد ہو۔ کیا آپ نے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا۔

مَا يَكُونُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّاهُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۔

(المجادلہ۔ ۷)

"جب تین آدمیوں کا خفیہ مشورہ ہوتا ہے تو وہ (اللہ) ان کا چوتھا ہوتا ہے اور جب پانچ آدمیوں کا مشورہ ہوتا ہے تو وہ (اللہ) ان کا چھٹا ہوتا ہے اور اس سے کم ہوں یا زیادہ اور چاہے کہیں بھی ہوں وہ (اللہ) ان کے ساتھ ضرور ہوتا ہے"۔

اور پھر اس آیت میں **لَا تَحْزَنْ** کا لفظ موجود ہے یعنی حبیب خداؐ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ "حزن و غم نہ کرو"۔

تو آپ یہ بتائیں کہ حضرت ابوبکر کے اس موقعے پر حزن کو کیا سمجھا جائے؟

Presented by www.ziaraat.com

یعنی آپ کو اس بات کی وضاحت کرنا ہوگی کہ حضرت ابو بکر کا حزن اطاعت خدا پر مبنی تھا یا خدا کی نافرمانی پر؟؟

اب اگر آپ یہ کہیں کہ ان کا حزن اطاعت خدا پر مبنی تھا تو پھر میں آپ سے یہ پوچھوں گا کہ اگر ان کا حزن اطاعت خدا پر مبنی تھا تو آنحضرتؐ نے اسے حزن وملال کرنے سے منع کیوں فرمایا؟

اور اگر معصیت و نافرمانی پر مبنی تھا تو پھر ایک معصیت کار کی فضیلت ہی کیا ہے۔ اور معصیت وطاعت کا فیصلہ کرنے کے لئے یہ معیار ہروقت مدنظر رکھیں ۔

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔(الاعراف ۱۵۷)

"رسول نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے"۔

لہذا جس چیز سے رسول کریمؐ روک دیں وہ نیکی نہیں ہوسکتی ۔

اچھا! آگے بڑھیں اسی سورۃ آیت ۴۰ میں یہ فقرہ بھی ہے **فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ** کہ اللہ تعالی نے اس پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی۔ تو آپ حضرات یہ بتائیں کہ خدا کی طرف سے تسکین کس پر نازل کی گئی ؟؟

اسحاق: خدا کی طرف سے تسکین حضرت ابوبکر پر نازل کی گئی کیونکہ آنحضرتؐ تو تسکین سے مستغنی تھے ان کو اس کی ضرورت ہی نہیں تھی ۔

مامون: اگر ایسا ہے تو پھر اس آیت کے متعلق آپ کیا کہیں گے ۔

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (توبہ ۲۶،۲۵)

" اور جنگ حنین کے دن جب تمہیں اپنی کثرت نے مغرور کردیا تھا ، پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تم پر تنگ ہوگئی ۔ پھر تم

Presented by www.ziaraat.com

پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ تب اللہ نے اپنے رسولؐ پر اور مومنین پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی "۔

اور اگر نبی اکرمؐ تسکین سے مستغنی تھے تو اللہ تعالیٰ نے حنین میں ان پر تسکین نازل کیوں فرمائی ۔

اور اس کے علاوہ آپ کو یہ علم بھی ہے کہ جنگ حنین میں وہ مومن کون تھے جن پر اللہ نے تسکین نازل فرمائی ؟

اسحاق : مجھے معلوم نہیں ہے ۔

مامون: تو مجھ سے سنو ! مسلمانوں کو جنگ حنین میں شکست ہوئی اور سب فرار کر گئے اور اس دارو گیر کے مرحلے پر بنی ہاشم میں سے صرف سات آدمی آپؐ کے ساتھ رہ گئے۔ ایک حضرت علیؑ جو تلوار چلا رہے تھے۔ دوسرے حضرت عباسؓ جو آنحضرتؐ کے گھوڑے کی عنان تھامے ہوئے تھے کہ کہیں کافر آپؐ کو گزند نہ پہنچائیں اور اس کے علاوہ دیگر پانچ آدمی رسول خداؐ کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھے ۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو فتح و کامرانی سے نوازا اور اپنے رسولؐ اور بنی ہاشم کے دیگر سات افراد پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی ۔

اب آپ فیصلہ کر کے مجھے بتائیں کہ افضل وہ ہیں جو جہاد میں آنحضرتؐ کے ساتھ رہے اور ان پر تسکین نازل ہوئی یا وہ جو آنحضرتؐ کے ساتھ غار میں رہا اور پھر بھی تسکین سے محروم رہا ؟؟

بستر رسولؐ پر شب بسری

اے اسحاق ! آپ ہی انصاف سے کہیں کہ افضل کون ہے ؟

آیا وہ افضل ہے جو پیغمبرؐ کے ساتھ غار میں رہا یا وہ افضل ہے جس نے پیغمبر اکرمؐ کے بستر پر سو کر اپنی جان کی بازی لگائی اور پیغمبر اکرمؐ کو بچالیا ۔

یہاں تک کہ پیغمبرؐ نے اپنے ارادۂ ہجرت کو عملی جامہ پہنایا اور اس موقع پر اللہ

Presented by www.ziaraat.com

نے اپنے حبیب ؐ کو حکم دیا کہ آپؐ علیؑ سے کہہ دیں کہ وہ آپؐ کے بستر پر آپؐ کو خطرے سے بچانے کے لیے سو جائیں ۔

جب نبی اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا تو انہوں نے یہ کہا تھا ۔

یا رسول اللہؐ ! کیا میرے سونے سے آپؐ کی جان بچ جائے گی ؟

آنحضرت ؐ نے فرمایا:۔

جی ہاں !

یہ سن کر حضرت علی نے کہا تھا :۔

میں دل و جان سے آپؐ کے بستر پر سو جاؤں گا ۔

یہ کہہ کر حضرت علیؑ ، آنحضرت ؐ کی خوابگاہ میں پہنچے اور آپؐ کی چادر اوڑھ کر سو رہے ۔ اور ادھر مشرکین تاریکی شب میں آئے اور چاروں طرف سے آپ کا محاصرہ کرلیا اور ان کو یقین تھا کہ بستر پر پیغمبرؐ سو رہے ہیں اور ان لوگوں نے متفقہ طور پر یہ طے کرلیا تھا کہ قریش کے خاندان کا ہر فرد ایک ساتھ آنحضرت ؐ پر تلوار چلائے تاکہ ان کا خون تمام قریش میں تقسیم ہو جائے اور بنی ہاشم سارے خاندانِ قریش سے ان کے خون کا بدلہ نہ لے سکیں ۔

حضرت علیؑ نے خون کے پیاسوں کی آہٹ سنی اور انہیں یقین ہوگیا کہ وہ اس وقت سخت خطرے میں ہیں مگر اس کے باوجود وہ بستر مرگ کو پھولوں کا بستر سمجھ کر سوتے رہے ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کی حفاظت کے لیے فرشتوں کو بھیجا ۔

جب صبح ہوئی اور حضرت علیؑ بستر سے اٹھے اور مشرکین نے انہیں دیکھا تو حیران ہوکر پوچھنے لگے ۔

محمدؐ کہاں ہیں ؟

Presented by www.ziaraat.com

حضرت علیؑ نے جواب دیا :۔

کیا تم میرے حوالے کر گئے تھے کہ مطالبہ کرنے آئے ہو ؟

انہوں نے کہا:۔

آپ نے رات بھر ہمیں دھوکے میں رکھا ۔

اس کے بعد حضرت علیؑ آنحضرتؐ کی امانتیں واپس کرکے مدینہ منورہ آگئے ۔

چونکہ حضرت علیؑ نے شروع سے ہی ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے ۔ اسی لیے وہ ہمیشہ ہی سے افضل رہے ۔ اور پھر اس کے بعد ان کے کارناموں میں مزید اضافہ ہوتا گیا اور وہ افضل‌ترین ہوگئے اور جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ محمود و مغفور تھے ۔

حدیث ولایت

مامون: اسحاق ! کیا آپ حدیث ولایت روایت نہیں کرتے ؟

اسحاق : جی ہاں ! کرتا ہوں ۔

مامون : اچھا تو بیان کرو ۔

اسحاق : سنیئے ! رسول خداؐ نے فرمایا " **مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ** "

یعنی جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے ۔

مامون : تو کیا رسول خداؐ حضرات شیخین کے مولا تھے یا نہیں اور آپؐ ان پر حق ولایت رکھتے تھے یا نہیں ؟

اور اگر آنحضرتؐ ان دونوں کے مولا تھے اور ان پر حق ولایت بھی رکھتے ہیں تو اس حدیث کے تحت حضرت علیؑ بھی ان دونوں پر حق ولایت رکھتے تھے جب کہ وہ دونوں علیؑ پر کوئی حق نہیں رکھتے تھے ۔

اسحاق : مگر لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے جو بات حضرت علیؑ کے لیے کہی تھی وہ زید بن حارثہ کی وجہ سے کہی تھی ؟

Presented by www.ziaraat.com

مامون: اچھا یہ بتائیں آنحضرتؐ نے یہ حدیث کس مقام پر بیان فرمائی ؟

اسحاق: غدیر خم پر حجۃ الوداع سے واپسی پر۔

مامون: اور زید بن حارثہ کب شہید ہوئے تھے ؟

اسحاق: وہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔

مامون: تو کیا زید بن حارثہ غدیر خم سے پہلے شہید نہ ہوچکے تھے ؟

اسحاق: جی ہاں ، ایسا ہی ہے۔

مامون: پھر آپ پر افسوس ہے جب وہ اس موقعے پر زندہ ہی نہ تھے تو رسول خداؐ نےان کی وجہ سے مذکورہ حدیث کیوں بیان کی۔ اور آپ لوگوں نے یہود و نصاریٰ کی طرح اپنے علماء وفقہا کواپنا رب مان لیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں کہا گیا ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ (توبہ ، ۳۱)

" ان یہود و نصاریٰ نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور راہبوں کو اپنا رب بنا رکھا ہے "۔

اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے عالموں اور راہبوں کی عبادت نہیں کرتے تھے اور وہ ان کے لیے روزے نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی ان کے لیے نماز پڑھتے تھے۔ بلکہ وہ جو حکم دیتے تھے یہ لوگ ان کی اطاعت کیا کرتے تھے۔ یہی حال آج آپ لوگوں کا ہے جو کچھ آپ کے مشائخ نے آپ سے کہا آپ نے آنکھیں بند کرکے اسے مان لیا ہے اور یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ ان کی بات صحیح ہے یا غلط ہے ؟

Presented by www.ziaraat.com

حدیث منزلت

مامون : اچھا یہ بتاؤ کیا آپ اس حدیث کی بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کے متعلق فرمایا۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی۔
" علیؑ ! تمہیں مجھ سے وہی نسبت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی "۔

اسحاق : جی ہاں ! میں یہ حدیث بھی روایت کرتا ہوں ۔

مامون : تو کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی اور ایک باپ اور ماں سے تھے ؟

اسحاق: جی ہاں ! دونوں حقیقی بھائی تھے ۔

مامون : تو علیؑ بھی رسول خداؐ کے سگے بھائی تھے ؟

اسحاق : نہیں ! وہ آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی تھے ۔

مامون : مگر ہارونؑ نبی تھے جب کہ حضرت علیؑ نبی نہیں تھے تو پھر نہ یہ منزلت اور نہ وہ منزلت ، تو اب تیسری منزلت سوائے خلافت کے اور کیا باقی رہ جاتی ہے؟

اور منافقین بھی اس حدیث سے انکار نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ، علیؑ کو ایک بوجھ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے پھر ان کی دلجوئی کے لیئے یہ کہہ دیا اور یہ حدیث اس آیت قرآنی کے مطابق ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ سے فرمایا۔

وَ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۔(الاعراف، ۱۴۲)

" اور موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ آپ میری قوم میں میری جانشینی کریں اور ان کی اصلاح کرتے رہیں اور خبردار مفسدین کے راستے کی پیروی نہ کرنا "۔

اسحاق : جی ہاں ! حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کو اپنی قوم میں اپنا جانشین اپنی زندگی میں مقرر کیا تھا پھر وہ انہیں جانشین مقرر کرکے تورات لینے کے لیے طور

Presented by www.ziaraat.com

سینا پر تشریف لے گئے اور جب طور سینا سے واپس آئے تو ہارونؑ کی خلافت ختم ہوگئی ۔ اسی طرح سے جب آنحضرتؐ تبوک جانے لگے تو آپؐ نے حضرت علیؑ کو اپنا جانشین بنایا تھا اور جب آپؐ تبوک سے واپس آگئے تو حضرت علیؑ کی خلافت بھی ختم ہوگئی ۔

مامون : اچھا یہ بتاؤ کہ جب موسیٰ علیہ السلام طور سینا پر جارہے تھے اور انہوں نے اپنے بھائی ہارونؑ کو اپنا خلیفہ نامزد کیا تو کیا حضرت موسیٰؑ کے کچھ صحابی بھی اس سفر میں ان کے ہمراہ تھے ؟

اسحاق : نہیں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کوئی بھی صحابی نہیں تھا وہ طور سینا پر اکیلے تشریف لے گئے تھے اور ان کی ساری امت اور سارے اصحاب ہارونؑ کے پاس تھے

مامون : اور یہ بتائیں جب تبوک کے موقعے پر رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو مثیل ہارونؑ بناکر مدینہ ٹھہرایا تو اس وقت صحابہ کی اکثریت رسول خداؐ کے ساتھ تھی یا علیؑ کے پاس مدینہ میں ٹھہری ہوئی تھی ؟

اسحاق : صحابہ کی اکثریت رسول خداؐ کے ساتھ روانہ ہوگئی تھی ۔ مدینہ میں تو صرف عورتیں ، بوڑھے اور بچے ہی تھے ۔

مامون : بھلا یہ کہاں کا انصاف ہے کہ علیؑ مثیل ہارونؑ ہوں اور ہارونؑ تو پوری امت اور صحابہ پر خلیفہ ہو اور علیؑ صرف بوڑھے مردوں اور عورتوں اور بچوں پر خلیفہ ہو ؟

اصل بات یہ ہے کہ علیؑ مثیل ہارونؑ اس وقت ہی قرار پائیں گے جب وہ ہارونؑ کی طرح سے تمام اصحاب اور امت کے خلیفہ مانے جائیں گے ۔ اور ان کی خلافت کو صرف تبوک کے لیے محدود نہ کیا جائے گا۔ اور علیؑ کی خلافت کی دلیل اسی حدیث منزلت میں ہی موجود ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ۔

عَلِيٌّ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ ۔

" علیؑ کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل

Presented by www.ziaraat.com

تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا "۔

مقصد یہ ہے کہ انہیں نبوت حاصل نہ ہوگی انہیں صرف خلافت حاصل ہوگی اور حدیث منزلت سے حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے وزیر ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی۔

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِي اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ وَ اَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ۔ (طٰہٰ ۲۹تا۳۲)

" پروردگار ! میرے اہل میں سے میرے بھائی ہارونؑ کو میرا وزیر قرار دے اسی سے میری پشت کو مضبوط بنادے اور اس کو میرے کاموں میں میرا شریک بنا"۔

اور جب حضرت علیؑ ، حضرت رسولؐ کے لیے بمنزلۂ ہارونؑ کے ہیں تو پھر حضرت علیؑ بھی رسول خداؐ کے اسی طرح وزیر ہوں گے جس طرح سے ہارونؑ ، موسیٰؑ کے وزیر تھے اور پھر حضرت علیؑ بھی اسی طرح سے خلیفہ ہوں گے جسطرح سے ہارون علیہ السلام خلیفہ تھے۔

متکلمین سے گفتگو

اس کے بعد مامون الرشید مناظرین و متکلمین کے گروہ کی طرف متوجہ ہوا اور بولا۔

بتائیں! میں آپ سے کچھ پوچھوں یا آپ مجھ سے کچھ پوچھیں گے؟

ان لوگوں نے کہا:۔

ہم آپ سے پوچھیں گے۔

مامون نے کہا: پوچھیے۔

پہلا متکلم: یہ بتائیں کہ حضرت علیؑ کی خلافت و امامت بھی خدا کی طرف سے اسی طرح واجب ہے جس طرح ظہر کی چار رکعت نماز یا دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ یا مکہ میں خانۂ کعبہ کا حج ؟

Presented by www.ziaraat.com

مامون : جی ہاں ! ایسا ہی ہے ۔

متکلم : آخر یہ تمام فرائض بھی رسول خداؐ نے تعلیم فرمائے ہیں اور حضرت علیؑ کی امامت بھی رسول خداؐ کی تعلیم کردہ ہے۔ تو پھر یہ کیا بات ہے کہ ان تمام فرائض میں تو کوئی اختلاف نہیں اور اگر امت نے اختلاف کیا تو صرف حضرت علیؑ کی امامت میں ؟

مامون : خلافت اقتدار اور حکومت کا نام ہے جب کہ نماز روزہ میں اقتدار و حکومت والی کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ اسی لیے لوگوں نے حصول اقتدار کے لیے علیؑ سے اختلاف کیا ہے تاکہ ان کے دنیاوی مفادات کی تکمیل ہوتی رہے ۔

دوسرا متکلم : آپ کو اس سے آخر کیوں انکار ہے کہ آنحضرتؐ چونکہ اپنی امت پر انتہائی مہربان اور شفیق تھے۔ اس لیے آپؐ نے سوچا کہ اگر میں نے اپنا خلیفہ و جانشین نامزد کردیا اور اگر امت نے اس کی نافرمانی کی تو امت پر عذاب آجائے گا ۔ اسی لیے آپؐ نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں کیا اور آپؐ نے امت کو ہی حکم دے دیا کہ تم جس کو چاہو میرا خلیفہ اور جانشین منتخب کرلو تاکہ نافرمانی سے بچو ۔

مامون : اگر آنحضرتؐ نے ازراہ شفقت کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا کہ کہیں امت پر عذاب نہ آجائے تو اس صورت میں آپ کو چاہیے کہ انبیاء کی بعثت کا ہی انکار کردو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر رسول خداؐ سے زیادہ مہربان ہے۔ پھر اللہ نے اپنی مخلوق کے پاس انبیاء و رسل بھیجے جب کہ اللہ تعالیٰ کو یہ علم بھی تھا کہ لوگ میرے انبیاء کی نافرمانی کریں گے۔ اور نافرمانی کی وجہ سے ان پر عذاب آئے گا ۔

اللہ کو تجربہ بھی ہوگیا مگر اس کے باوجود اس نے انبیاء و رسل بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا اور اس سے باز نہ آیا ۔

علاوہ ازیں دوسری بات یہ ہے اگر آپؐ نے امت کو خلیفہ منتخب کرنے کا اختیار دے دیا تو پھر سوال یہ ہے کہ خلیفہ کے انتخاب کا حق پوری امت کے تمام افراد کو حاصل ہے یا چند مخصوص افراد کو حاصل ہے؟

Presented by www.ziaraat.com

اور اگر یہ حق تمام افرادِ امت کو حاصل ہے تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ وہ کون سا خلیفہ ہے جسے تمام امت کے افراد نے منتخب کیا ہو۔

اور اگر آنحضرتؐ نے چند افراد امت کو انتخاب خلیفہ کا حق تفویض کیا ہے تو آخر ان کی کس خصوصیت کی بنا پر انہیں یہ حق دیا گیا ہے ؟

اور اگر یہ حق صرف امت کے فقہاء کو حاصل ہے تو ان کی بھی تحدید اور پہچان کی ضرورت تھی تا کہ معلوم ہو سکے کہ وہ کون سے فقیہ ہیں جنہیں خلیفہ منتخب کرنے کا حق حاصل ہے اور اگر حاصل ہے تو آخر کیوں ؟

تیسرا متکلم: آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت ہے کہ تمام مسلمان جس بات کو اچھی سمجھیں اور پسند کریں وہ بات اللہ کے نزدیک بھی اچھی اور پسندیدہ ہے اور جس بات کو تمام مسلمان ناپسند اور برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی ناپسندیدہ اور بری ہے۔

مامون: یہ امر بھی بذات خود وضاحت طلب ہے کہ اس سے مومنین کے تمام افراد مراد ہیں یا ان میں سے بعض افراد مراد ہیں اور اگر اس سے مومنین کے تمام افراد مراد ہیں تو یہ امر محال ہے کیونکہ تمام کا ایک امر پر مجتمع ہونا محال اور ناممکن ہے۔

اور اگر اس سے بعض مومن مراد ہیں تو یہ اور زیادہ مشکل ہے اس لیئے کہ بعض مومن ایک فرد کو پسند کریں گے اور بعض دوسرے کو۔ مثلاً شیعہ ایک فرد کو پسند کرتے ہیں اور حشویہ دوسرے فرد کو تو اس طرح سے خلافت جو مقصود ہے وہ کہاں ثابت ہو سکتی ہے ؟

چوتھا متکلم: اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اصحاب محمدؐ سے خطا ہوئی اور کیا یہ نظریہ درست ہو سکتا ہے ؟

مامون: ہم ایسا کیوں سمجھیں کہ اصحاب محمدؐ نے خطا کی جب کہ وہ خلافت کو نہ فرض سمجھتے تھے اور نہ سنت۔ اور آج تک آپ کا بھی تو یہی خیال ہے کہ امامت و خلافت

Presented by www.ziaraat.com

نہ تو اللہ کی طرف سے فرض ہے اور نہ رسول خداؐ کی سنت ہے ۔ تو وہ چیز جو آپکے نزدیک نہ فرض ہے اور نہ سنت ، تو اس کے لیے خطا کا کیا سوال ہے؟

پانچواں متکلم: اچھا اگر آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ہی حقدار خلافت ہیں اور آپ کے علاوہ کوئی دوسرا مستحق خلافت نہیں ہے تو آپ اپنے دعویٰ کی دلیل پیش کریں ۔

مامون: یہ دعویٰ میرا تو نہیں، میں تو اقرار کرنے والا ہوں اور اقرار کرنے والے پر بارِ ثبوت نہیں ہوتا۔ دعویٰ تو ان کا ہے لہٰذا بارِ ثبوت ان پر ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں خلیفہ مقرر کرنے اور معزول کرنے کا اختیار ہے۔ مگر یہ امر بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ گواہی اور ثبوت میں کس کو پیش کیا جائے ؟

کیا ان کو اس سلسلے میں پیش کیا جائے جن کا خود اس میں ہاتھ ہے ؟

وہ تو خود اس میں فریق اور مدعا علیہ ہیں۔ ان کی گواہی کے کیا معنی ہیں؟

یا پھر غیروں کو پیش کیا جائے تو غیر وہاں کوئی تھا ہی نہیں ، لہٰذا گواہی اور ثبوت اگر کوئی پیش بھی کرے تو کیسے اور کس طرح ؟؟

چھٹا متکلم: اچھا یہ بتائیں کہ بعد وفات رسولؐ حضرت علیؑ کا کیا فریضہ تھا ؟

مامون: آپ بتائیں کیا فریضہ تھا ؟

متکلم: کیا حضرت علیؑ پر یہ واجب نہ تھا کہ لوگوں کو بتاتے کہ میں خلیفہ و امام ہوں ؟

مامون: حضرت علیؑ خود تو امام نہیں بنے تھے کہ سب کو بتلاتے پھرتے کہ لو میں امام بن گیا ہوں اور نہ تو وہ لوگوں کے انتخاب سے امام بنے تھے ۔

انہیں اللہ نے امام بنایا تھا اور امام بنانا اللہ کا کام ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ارشاد ہے ۔

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۔ (بقرہ ،۱۲۴)

" میں آپؑ کو لوگوں کا امام بنا رہا ہوں "۔

Presented by www.ziaraat.com

اور حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے فرمان خداوندی ہے۔

يَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ ۔ (ص، ۲۶)

" اے داؤد ! ہم نے آپؑ کو زمین میں خلیفہ مقرر کیا "۔

اور حضرت آدمؑ کی خلافت کا اعلان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔

اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۔ (البقرہ، ۳۰)

" میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں "۔

ان تین آیات مجیدہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابتدائے خلقت سے ہی اللہ کا بنایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اپنے نسب میں شریف و نجیب ہوتا ہے۔ وہ پیدائشی طاہر ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لیے معصوم بنایا جاتا ہے۔

اگر امام بن جانا حضرت علیؑ کا ذاتی فعل ہوتا یعنی وہ اپنے کسی فعل کی وجہ سے مستحق امامت بنے ہوتے اور اگر اس کے خلاف عمل کرتے تو معزول ہو جاتے، تب کہا جاسکتا تھا کہ امامت ان کا ذاتی فعل ہے۔ مگر جب ان کا یہ فعل ہی نہیں ہے تو پھر ان پر اس طرح کا کوئی فرض بھی عائد نہیں ہوتا۔

ساتواں متکلم: یہ کیا ضروری ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علیؑ ہی امام ہوں ؟

مامون: یہ اس لیے ضروری ہے کہ حضرت علیؑ بچپن ہی سے صاحب ایمان تھے بالکل اسی طرح سے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن ہی سے صاحب ایمان تھے اور آنحضرتؐ اپنی قوم کی ضلالت و گمراہی سے کنارہ کش رہے تھے اور کفر و شرک و بدعات سے اجتناب کرتے تھے۔

آنحضرتؐ کی طرح حضرت علیؑ نے پوری زندگی میں ایک لحہ کے لیے بھی شرک نہیں کیا کیونکہ قرآن مجید ہمیں یہ بتلاتا ہے کہ شرک ظلم عظیم ہے۔ اسی لیے شرک کرنے والا ظالم ہے اور قرآن مجید میں اللہ نے اپنا ابدی فیصلہ سناتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

لَا يَنَالُ عَهۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ۔ (البقرہ، ۱۲۴)

" میرا عہدہ امامت ظالموں کو نہیں پہنچے گا "۔

جس نے زندگی بھر میں ایک دفعہ شرک کیا ہو وہ امامت کے لائق نہیں رہتا اور پیغمبر اکرمؐ کے بعد جو لوگ مسند خلافت پر بیٹھے، ان میں سے واحد شخصیت علیؑ ہیں جن کا چہرہ بتوں کے سامنے نہیں جھکا تھا۔ اسی لیے رسول مقبولؐ کے بعد علیؑ کا امام ہونا ضروری ہے۔

آٹھواں متکلم: اچھا یہ بتایئے کہ حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان سے جنگ کیوں نہیں کی۔ جس طرح انہوں نے معاویہ سے جنگ کی تھی؟

مامون: آپ کا یہ سوال ہی غلط ہے۔ کسی کام کے کرنے کا کوئی سبب ہوتا ہے، نہ کرنے کا کوئی سبب نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ حضرت علیؑ کے معاملے میں لازماً یہ دیکھنا پڑے گا کہ آپ اللہ کے بنائے ہوئے امام تھے یا کسی دوسرے کے بنائے ہوئے۔ اگر آپ اللہ کے بنائے ہوئے امام تھے تو پھر جو کچھ آپ نے کیا اس میں کسی طرح کی چوں و چرا کی گنجائش نہیں ہے اگر کوئی اعتراض کرے گا تو وہ دائرہ ایمان سے خارج ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (النساء، ۶۵)

" پس آپ کے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن بن ہی نہیں سکتے جب تک یہ لوگ آپس کے اختلافات میں آپؐ کو حکم نہ بنائیں اور پھر جب آپؐ اس کا فیصلہ کردیں تو آپؐ کے فیصلے کے خلاف دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور آپؐ کے فیصلے کو اس طرح سے تسلیم کریں جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے "۔

ہر فاعل کا فعل اس کے اصل کے تابع ہوتا ہے۔ اگر اللہ نے ان کو امام بنایا ہے تو پھر ان کے ہر کام کو بھی اللہ کی طرف سے سمجھنا چاہیے اور لوگوں کا فرض

Presented by www.ziaraat.com

ہے کہ ان کے کام پر راضی رہیں اور اسے تسلیم کریں۔

اور اس کے ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ مشرکین مکہ نے رسول خداؐ کو حج کرنے سے روک دیا تھا۔آپؐ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا اور ان سے جنگ نہ کی اور جب آپؐ کی قوت و طاقت میں اضافہ ہوا تو آپؐ نے جنگ سے گریز بھی نہیں کیا۔حدیبیہ کے موقع پر اللہ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا۔

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۔ (الحجر ، ۸۵)

مقصد آیت یہ ہے کہ آپ اچھے طریقے سے گزر کرتے ہوئے جنگ کو ٹال دیں۔

اور جب رسول خداؐ کی ظاہری طاقت بڑھ گئی تو اللہ نے حکم دیا۔

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَ جَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۔ (توبہ ، ۵)

" تم لوگ مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کردو اور انہیں پکڑو ان کا محاصرہ کرو اوران کے لیے گھات لگا کر بیٹھو"۔

نواں متکلم: جب آپ کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کو عہدۂ امامت پر فائز کیا تو ان کا فرض تھا کہ جس طرح سے انبیاءؑ نے عہدۂ نبوت پر فائز ہونے کے بعد لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی تو حضرت علیؑ بھی لوگوں کو اپنی امامت کی دعوت دیتے۔حضرت علیؑ کے لیے یہ کیسے جائز تھا کہ وہ خدائی عہدے پر مامور ہونے کے باوجود خاموشی اختیار کیئے رہیں اور کسی کو اپنی طرف دعوت نہ دیں۔

مامون: میں اس سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ حضرت علیؑ کو تبلیغ اور پیغام رسانی کا حکم تھا۔ اسی لیے کہ آپ رسول نہیں تھے بلکہ آپ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک عَلَم اور نشان بنائے گئے تھے۔ لہٰذا جو آپؑ کی پیروی کرے گا اطاعت گزار اور جو نافرمانی کرے گا وہ گناہ گار کہلائے گا اور جب آپ کو اعوان و انصار ملے تو آپؑ نے مخالفین سے جہاد کیا اور جب تک آپؑ کو اعوان و

Presented by www.ziaraat.com

انصار میسر نہیں تھے اس وقت تک آپؑ خاموش رہے اور جہاد نہ کرنے کا الزام آپؑ پر نہیں ہے بلکہ ان لوگوں پر ہے جنھوں نے آپؑ کی اطاعت اور مدد سے منہ موڑا۔ کیونکہ تمام امت کو رسول مقبولؐ کی طرف سے حکم دیا گیا تھا کہ وہ علیؑ کی مدد کریں اور اس کی پیروی کریں اور حضرت علیؑ کو یہ حکم نہیں تھا کہ وہ بغیر اعوان و انصار کی قوت کے جہاد کریں۔

یاد رکھیں! حضرت علیؑ کی مثال خانۂ کعبہ جیسی ہے لوگوں کا فرض ہے کہ وہ خانۂ کعبہ کے پاس جائیں۔ خانۂ کعبہ پر فرض نہیں کہ وہ لوگوں کے پاس جائے اگر کوئی شخص خانۂ کعبہ تک پہنچ کر مناسک حج ادا کرتا ہے تو وہ اپنا فرض پورا کرتا ہے۔اور اگر کوئی نہیں جاتا تو وہ خود قابل ملامت بنتا ہے۔ خانۂ کعبہ پر اس کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

دسواں متکلم: یہ بتایئے کہ اگر امام واقعی مفترض الطاعۃ ہوتا ہے تو یہ کیا ضروری ہے کہ حضرت علیؑ ہی مفترض الطاعۃ امام ہوں کوئی دوسرا کیوں نہیں ہوسکتا؟

مامون: اللہ کی طرف سے کوئی ایسا فریضہ عائد نہیں کیا جاسکتا جو مجہول ہو اور لوگ اس سے ناواقف اور لاعلم ہوں اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ جب اللہ نے ایک فریضہ عائد کیا ہے تو اس کا وجود بھی یقینی ہوگا اور وہ ممتنع العمل نہیں ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ مجہول ممتنع العمل ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ رسول مقبولؐ اس فرض کی نشاندہی کردیں تاکہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان کوئی عذر باقی نہ رہے۔

آپ کی اس میں کیا رائے ہے کہ اگر اللہ ایک ماہ کے روزے فرض کردیتا اور مہینے مقرر نہ کرتا اور اس کے ساتھ یہ واجب کردیتا کہ لوگ نبی و امام کی طرف رجوع کیے بغیر خود ہی اس مہینہ کا تعین کریں تو کیا یہ طرز عمل درست ہوتا؟

گیارہواں متکلم: یہ کہاں سے ثابت ہے کہ دعوت اسلام کے آغاز میں حضرت علیؑ بالغ تھے اس لیے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ دعوت اسلام کے آغاز میں آپؑ

Presented by www.ziaraat.com

نابالغ تھے اور نا بالغ بچے کا اسلام معتبر نہیں ہوتا ؟

مامون: یہ امر دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو حضرت علیؑ اس وقت ان لوگوں میں سے تھے جن کی طرف رسول خداؐ مبعوث ہوئے تھے تاکہ انہیں دعوت ایمانی دیں اگر ان میں سے تھے تو مکلف تھے اور اتنی قوت رکھتے تھے کہ فرائض کو ادا کر سکیں۔

اور اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ حضرت علیؑ اس وقت ان لوگوں میں سے تھے جن کی طرف رسول خداؐ مبعوث نہ ہوئے تھے تو پھر یہ الزام رسول خداؐ پر عائد ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک ایسے فرد کو دعوت ہی کیوں دی جس کی طرف وہ مبعوث ہی نہ ہوئے تھے ۔جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے ۔

وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِيۡلِ لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡيَمِيۡنِ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِيۡنَ (الحاقہ ۴۴تا۴۶)

" اگر رسولؐ ہماری نسبت کوئی جھوٹ بات بنا لیتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر ہم ضرور ان کی شہ رگ کاٹ دیتے "۔

اور غیر مکلف افراد کو دعوت اسلام دینا رسول اکرمؐ کے لیے محال اور نا ممکن ہے ۔

مامون کے یہ جوابات سن کر تمام متکلمین خاموش ہوگئے اور کسی نے مزید سوال کرنے کی جرأت نہ کی ۔

مامون نے کہا: آپ سب اپنے اپنے سوالات کر چکے ہو اور اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں بھی آپ سے چند سوالات کروں ؟

سب نے کہا :۔

جی ہاں ! پوچھیئے ۔ آپ ہم سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں ؟

محدثین و متکلمین سے مامون کے سوالات

سوال : کیا ساری امت نے بالاجماع آنحضرتؐ سے یہ روایت نہیں کی کہ آپؐ نے فرمایا :۔

"جو شخص عمداً کوئی جھوٹ بات میری طرف منسوب کرے گا وہ اوندھے

Presented by www.ziaraat.com

منہ دوزخ میں جائے گا"؟

جواب: جی ہاں ! یہ صحیح حدیث ہے۔

سوال: اور لوگوں نے آنحضرتؐ سے یہ روایت بھی کی ہے کہ جو شخص کوئی گناہِ صغیرہ یا گناہ کبیرہ کرے اور پھر اس گناہ کو اپنا دین بنالے اور اس پر اصرار کرے تو وہ ہمیشہ دوزخ کے نچلے طبقوں میں ہوگا۔

جواب: جی ہاں ! یہ روایت بھی درست ہے۔

سوال: اچھا یہ بتائیں کہ ایک شخص کو عوام نے منتخب کیا اور اسے اپنا خلیفہ بنایا تو کیا اسے رسول خداؐ کا خلیفہ کہنا درست ہے ؟ جب کہ اسے نہ تو رسول خداؐ نے خلیفہ بنایا اور نہ ہی خدا نے اسے اپنا خلیفہ منتخب کیا۔

اور اگر آپ یہ کہیں کہ جی ہاں یہ درست ہے تو میں یہ سمجھوں گا کہ آپ بلاوجہ ہی ضد اور مکابرہ پر اڑے ہوئے ہو۔

اور اگر آپ یہ کہیں گے کہ نہیں تو پھر آپ کو یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ حضرت ابوبکر نہ تو اللہ کے خلیفہ اور نہ ہی رسول خداؐ کے خلیفہ تھے۔ کیونکہ انہیں نہ تو خدا نے خلیفہ بنایا اور نہ ہی رسول خداؐ نے انہیں خلیفہ نامزد کیا۔ اور آپ لوگ انہیں خلیفۂ رسولؐ کہہ کر اور اس کا مسلسل اصرار کر کے آنحضرتؐ پر اتہام لگاتے رہتے ہو جس کے ارتکاب پر رسول خداؐ نے دوزخ کا اعلان کیا تھا۔

اچھا! آپ حضرات یہ بتائیں کہ ان دو باتوں میں سے کون سی ایک بات سچ ہے

۱۔ رسول مقبولؐ نے انتقال فرمایا تو کسی کو خلیفہ بنا کر نہیں گئے تھے۔

۲۔ حضرت ابوبکر کو خلیفۃالرسول کہنا درست ہے۔

اب اگر آپ یہ کہیں کہ دونوں باتیں سچی ہیں تو یہ ناممکن ہے اس لیے کہ یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور اگر ان میں سے ایک بات سچ ہے تو دوسری لازماً جھوٹ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

لہذا آپ لوگ اللہ سے ڈریں اور اپنے دل میں سوچیں اور دوسروں کی تقلید مت کریں اور شک و شبہ میں نہ پڑیں۔ خدا کی قسم ! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اعمال میں سے صرف اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جس کو سوچ سمجھ کر صحیح انجام دیا جائے اور جس عمل کی صداقت کا یقین ہو کہ یہ حق ہے۔

اور سنو ! شک و شبہ اور اس کا تسلسل خدا کا انکار ہے اور ایسا شخص دوزخ میں جائے گا۔

بتائیں کیا یہ درست ہے کہ آپ میں سے کوئی شخص ایک غلام خریدے اور وہ غلام آقا و مالک بن جائے اور آقا و مالک اس کا غلام بن جائے ؟

جواب : نہیں ! یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

سوال : اگر یہ نہیں ہو سکتا تو بھلا یہ کیسے ہوگیا کہ آپ نے اپنے حرص اور ہوائے نفس کی خاطر ایک فرد پر اجماع کر کے خلیفہ بنایا اور وہ آپ لوگوں پر خلیفہ اور حاکم ہوگیا۔ حالانکہ آپ نے ہی اسے حاکم و والی بنایا ہے اور اس کے خلیفہ ہونے سے پہلے آپ ہی اس کے حاکم اور والی تھے اور اب وہ آپ پر حاکم ہوگیا۔ اور آپ لوگ اسے خلیفہء رسولؐ کے نام سے یاد کرنے لگے اور جب آپ اس سے ناراض ہوئے تو اسے قتل بھی کردیا جیسا کہ حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ برتاؤ کیا گیا۔

جواب : بات یہ ہے کہ امام دراصل مسلمانوں کا وکیل ہوتا ہے اور جب تک مسلمان اس سے راضی رہے اس کو اپنا امام اور والی بنائے رکھا اور جب وہ ان کی توقعات پر پورا نہ اترا تو اس کو معزول کردیا۔ اس میں کیا برائی ہے ؟

سوال : اچھا ! یہ بتاؤ یہ سارے بندے، سارے مسلمان اور سارا ملک کس کا ہے ؟

جواب : اللہ تعالیٰ کا ہے۔

سوال : تو پھر آپ وکیل بنانے کا حق اللہ تعالیٰ کو دینے پر آمادہ کیوں نہیں ہیں اور خدا کا حق اپنے ہی ہاتھ میں رکھنے پر اصرار کیوں کررہے ہیں۔ کیونکہ کسی کی ملکیت

Presented by www.ziaraat.com

میں کسی دوسرے کو مداخلت کا حق حاصل نہیں ہے اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسے تاوان دینا پڑتا ہے۔

اچھا! آپ حضرات یہ بتائیں کہ رسول خداؐ جب دنیا سے رخصت ہوئے تھے تو وہ کسی کو اپنا جانشین نامزد کر گئے تھے یا نہیں ؟

جواب : نہیں ! کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں کیا تھا۔

سوال : خلیفہ نامزد نہ کر کے آنحضرتؐ نے امت کو ہدایت پر چھوڑا تھا یا گمراہی پر ؟

جواب : ہدایت پر

سوال : پھر امت پر لازم تھا کہ وہ اس ہدایت پر قائم رہتے جس پر انہیں رسولؐ چھوڑ کر گئے تھے اور گمراہی میں مبتلا نہ ہوتے۔

جواب : مگر امت نے تو رسولؐ کا خلیفہ مقرر کرلیا۔

سوال : یہی تو محلِ اعتراض ہے کہ امت نے رسولؐ کا خلیفہ کیوں بنایا جب کہ رسولؐ اس کام کو ترک کر گئے تھے اور جس کام کو رسولؐ نے ترک کر دیا ہو اور اس کا ترک کرنا عین ہدایت ہو تو مسلمانوں کو کیا پڑی تھی کہ وہ کسی کو خلیفۂ رسولؐ نامزد کرتے؟

اور جب رسول خداؐ نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تو پھر حضرت ابوبکر نے سنت رسولؐ کو چھوڑ کر حضرت عمر کو اپنا خلیفہ نامزد کیوں کیا ؟

اور حضرت عمر نے سنت رسولؐ اور سنت حضرت ابوبکر دونوں سے کیوں انحراف کیا اور انہوں نے اپنی خلافت کے لیے ایک شوریٰ کی تشکیل کیوں دی ؟

تو اب خلافت کے لیے ہمیں تین مختلف اشکال دکھائی دیتی ہیں

1۔ رسول خداؐ کی سنت ہے خلیفہ نہ بنانا۔

2۔ حضرت ابوبکر کی سنت ہے خلیفہ مقرر کرنا۔

3۔ حضرت عمر کی سنت ہے خلافت کو شوریٰ میں مرتکز کرنا۔

تو اب آپ حضرات فیصلہ کر کے مجھے بتائیں کہ ان تین مختلف النوع اشکال

Presented by www.ziaraat.com

میں سے کون سی شکل صحیح ہے اور کون سی غلط ہے ؟

اور اگر آپ جواب میں یہ کہیں کہ سب شکلیں صحیح ہیں تو آپ کا جواب بالبداہت باطل ہو گا کیونکہ تینوں صورتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور یہ سب کی سب بیک وقت صحیح نہیں ہو سکتیں۔

اور اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی ذہن میں رکھیں کہ جب خلافت رسولؐ کا ترک کرنا ہدایت ہے تو پھر خلیفہ رسولؐ کا منتخب کرنا گمراہی ہی ہو گا اور ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا کہ خلافت رسولؐ کا ترک کرنا بھی ہدایت ہو اور خلیفہ بنانا بھی ہدایت ہو۔ کیونکہ ہدایت کی ضد ہدایت نہیں بلکہ گمراہی ہوا کرتی ہے۔

اوراس کے ساتھ مجھے یہ بھی بتائیں کہ کیا کسی نبی کی امت میں کوئی خلیفہ ایسا بھی گزرا ہے جسے تمام صحابہ نے مل کر بنایا ہو ؟

اگر آپ یہ کہیں گے کہ نہیں ۔ تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ آپ نے تسلیم کر لیا کہ آنحضرتؐ کے بعد سب لوگوں نے گمراہی پر عمل کیا۔

اور اگر آپ ہاں میں جواب دیں تو اس کا مقصد یہ بنے گا کہ آپ تمام انبیاءؑ کی امتوں کو جھوٹا کہہ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ لِمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ (الانعام ۱۲)

" حبیبؐ ! آپ ان سے کہہ دیں کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ سب کس کا ہے ؟ پھر آپؐ ان سے کہہ دیں کہ یہ سب اللہ ہی کا ہے "۔

آیا یہ بات سچ ہے یا نہیں ؟

جواب : سچ ہے۔

سوال : تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ کے سوا جتنی چیزیں ہیں وہ سب اللہ ہی کی ہیں اس لیے کہ اس نے ہی سب چیزوں کو پیدا کیا اور وہی ان سب کا مالک ہے ؟

Presented by www.ziaraat.com

جواب: جی ہاں ! ایسا ہی ہے ۔

سوال: پھر تو آپ کا کسی کو واجب الاطاعت خلیفہ بنا لینا ، اور اس کو خلیفہ رسولؐ کے نام سے یاد کرنا، اس سے ناراض ہونا اور اگر وہ آپ کی مرضی کے مطابق عمل نہ کرے تو اسے معزول کر دینا اور اگر وہ معزولی پر آمادہ نہ ہو تو اسے قتل کر دینا ۔ یہ سب کا سب باطل ہے ۔

مامون کی طرف سے اتمام حجت

پھر مامون نے کہا :۔

آپ پر افسوس اور حیف ہے خدا پر جھوٹ اور اتہام نہ رکھو ورنہ قیامت کے دن خدا اور اس کے رسولؐ کے خلاف دروغ گوئی کی وجہ سے آپ کو سخت سزا ملے گی اس لیے کہ آنحضرتؐ کا فرمان ہے ۔

" جو شخص مجھ پر جھوٹ منسوب کرے گا وہ اوندھے منہ جہنم میں جائے گا"۔

پھر مامون نے قبلہ کی طرف رخ کیا اور دونوں ہاتھ بلند کر کے کہا :۔

پروردگارا ! میں ان لوگوں کو نصیحت اور ان کی ہدایت کی پوری کوشش کر چکا ۔ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا اور اپنی گردن سے ذمہ داری کا بوجھ اتار دیا ۔

خدایا ! تو جانتا ہے کہ میں خود کسی شک و شبہ میں مبتلا رہ کر ان لوگوں کو حق کی دعوت نہیں دے رہا ہوں ۔

پروردگارا ! میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام کو تمام مخلوق میں سب سے افضل مان کر تیرا تقرب چاہتا ہوں جیسا کہ تیرے رسولؐ نے ہمیں حکم دیا ہے ۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد مجلس برخاست ہوگئی اور مامون کی زندگی میں دوبارہ اس طرح کی کوئی مجلس مباحثہ قائم نہ ہوئی ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ مامون کے دلائل سن کر تمام اہل مجلس خاموش ہو گئے ۔

Presented by www.ziaraat.com

مامون نے کہا:۔

کیا بات ہے آخر آپ خاموش کیوں ہیں ؟

علماء و محدثین نے کہا:۔

ہم جواب دیں تو کیا دیں۔ ہمیں تو اس وقت کوئی جواب نہیں سوجھتا۔

مامون نے کہا:۔

میری طرف سے آپ پر یہ اتمام حجت ہی کافی ہے۔

راوی کہتا ہے:۔

ہم شرمندہ شرمندہ سے دربار مامون سے باہر آئے۔

پھر مامون نے فضل بن سہل سے کہا:۔

یہ ان کے دلائل کی آخری حد تھی۔ یہ لوگ میرے رعب شاہی سے خاموش نہیں ہوئے بلکہ ان کے دلائل ہی ختم ہوگئے تھے اسی لیے انہیں خاموش ہونا پڑا"۔

واللہ الموفق للخیرات۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 46

حضرتؑ کی زبانی ائمہؑ کے دلائل اور غلاۃ و مفوضہ کی تردید(۱)

۱۔ (حذف اسناد) حسن بن جہم کا بیان ہے کہ میں ایک دن مامون کے دربار میں گیا اس وقت حضرت امام علی رضا علیہ السلام بھی وہاں موجود تھے۔ اور دربار فقہاء اور مختلف فرقوں کے متکلمین سے چھلک رہا تھا۔ ان میں سے ایک نے آپؑ سے دریافت کیا:۔

فرزند رسولؐ! آپ یہ بتائیں کہ کسی بھی امامت کے دعویدار کے اثبات امامت کی حجت قاطع کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

نص اور دلیل۔

متکلم نے پھر وضاحت معلوم کرتے ہوئے پوچھا:۔

امام کی ظاہری دلیل کیا ہوتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

اس کی دلیل ان کے علم کی وسعت اور قبولیت دعا ہوتی ہے۔

اس نے معلوم کیا:۔

آپ حضرات جو مستقبل کی خبریں دیتے ہیں اس کی بنیاد کیا ہوتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

رسول خداؐ نے ان امور کی خبریں دی تھیں اسی لیے ہم ان کی پیش گوئی کرتے ہیں۔

متکلم نے پوچھا:۔

بھلا آپؑ لوگوں کے دلوں کے بھید کو کیسے جانتے ہیں؟

۱۔ یہ باب پانچ احادیث پر مشتمل ہے

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے فرمایا:۔

کیا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا۔

" مومن کی فراست سے بچتے رہو وہ خدا کے نور سے نگاہ کرتا ہے "۔

متکلم نے کہا:۔

جی ہاں ! میں نے یہ حدیث سنی ہوئی ہے۔

آپؑ نے مزید فرمایا:۔

"ہر مومن صاحب فراست ہوتا ہے اور ہر مومن کو اس کے ایمان اور گہری بصیرت اور علم کی مقدار میں خدا نور عطا کرتا ہے جس سے وہ حقائق کو دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمام مومنین کو جو فراست و نور عطا کیا ہے وہ تمام کا تمام ہم ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کو عطا کیا ہے۔ اللہ نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا:۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ۔ (الحجر ، ۷۵)

" ان باتوں میں صاحبانِ ہوش کے لیے بڑی نشانیاں پائی جاتی ہیں"۔

اور ان متوسمین (صاحبان ہوش) میں سب سے پہلے فرد رسول خداؐ تھے پھر حضرت امیرالمومنینؑ تھے پھر امام حسنؑ تھے پھر امام حسینؑ تھے۔ پھر ان کی نسل میں سے ہونے والے امام اپنے اپنے دور کے " متوسم " رہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا"۔

مامون نے کہا:۔

فرزند رسولؐ ! اللہ نے آپؑ کے خاندان پر جو احسانات کیے ہیں، ان کی مزید وضاحت فرمائیں۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی طرف سے ایک مقدس و مطہر روح کے ساتھ مؤید کیا ہے۔ اور وہ روح فرشتہ نہیں ہے اور وہ سابقہ ہادیوں میں سے کسی کے

Presented by www.ziaraat.com

ساتھ نہیں تھی ۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مقرر کیا تھا اور اب وہ روح ہم ائمہ کے ساتھ ہوتی ہے ان کی تائید و تسدید کرتی ہے ۔ اور وہ ہمارے اور خدا کے درمیان نور کا ایک ستون ہے"۔

مامون نے آپؑ سے کہا:۔

ابوالحسن ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ آپ حضرات کے متعلق غلو کرتے ہیں اور حد سے بڑھ جاتے ہیں ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

"میرے والدامام موسیٰؑ بن جعفرؑ نے اپنے والدامام جعفرصادقؑ سے اور انہوں نے اپنے والد امام محمد باقرؑ سے اور انہوں نے اپنے والد امام زین العابدینؑ سے اور انہوں نے اپنے والدامام حسین علیہ السلام سے اورانہوں نے اپنے والدحضرت علی علیہ السلام سے روایت کی کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مجھے میرے حق سے زیادہ بلند نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنانے سے پہلے عبد بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَ النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ (آل عمران ، ۷۹-۸۰)

"کسی بشر کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ خدا اسے کتاب وحکمت اور نبوت عطا کردے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ ان کا قول یہی ہوتا ہے کہ اللہ والے بنو کہ تم کتاب کی تعلیم بھی دیتے ہو اور اسے پڑھتے بھی رہتے ہو ۔ وہ یہ حکم بھی نہیں دے سکتا کہ تم ملائکہؑ یا انبیاءؑ کو اپنا

Presented by www.ziaraat.com

پروردگار بنالو کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے سکتا ہے جب کہ تم لوگ مسلمان ہو"۔

اور حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے ۔

يَهْلِكُ فِيَّ اِثْنَانِ وَلَاذَنْبَ لِيْ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ وَمُبْغِضٌ مُفَرِّطٌ وَاَنَا اَبْرَآءُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِمَّنْ يَغْلُوْفِيْنَا وَيَرْفَعُنَا فَوْقَ حَدِّنَا كَبَرَآءَةِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ النَّصَارٰى۔

" دو شخص میرے بارے میں ہلاک ہوں گے جبکہ اس میں میرا کوئی گناہ نہیں ہے۔ حد سے زیادہ محبت کرنے والا اور میرے حق میں کمی کرنے والا ، بغض رکھنے والا ۔ اور جو لوگ ہمارے متعلق غلو کریں اور ہمیں ہماری حد سے بڑھائیں تو میں خدا کے حضور ان سے ایسے ہی اظہار برائت کرتا ہوں جیسا کہ عیسٰی بن مریمؑ نصاریٰ سے بیزاری کا اعلان کریں گے "۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:۔

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَايَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَالَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۔ (المائدہ ۔۱۱۶، ۱۱۷)

" اور جب اللہ نے کہا ، اے عیسیٰ بن مریمؑ ! کیا آپ نے لوگوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو خدا مان لو تو عیسیٰؑ نے عرض کی تیری ذات بے نیاز ہے ، میں ایسی بات کیسے کہوں گا جس کا مجھے کوئی حق نہیں اور اگر میں نے کہا تھا تو تجھے تو معلوم ہی ہے کہ تو میرے دل کا حال جانتا

Presented by www.ziaraat.com

ہے اور میں تیرے اسرار نہیں جانتا ہوں ۔ تو تو غیب کا جاننے والا بھی ہے۔ میں نے ان سے وہی کہا ہے جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ میرے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور میں جب تک ان کے درمیان رہا ان کا گواہ اور نگران رہا ۔ پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ان کا نگہبان ہے اور تو ہر شے کا گواہ اور نگران ہے "۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۔ (النساء ، ۱۷۲)

" نہ مسیح کو اس بات سے انکار ہے کہ وہ بندہ خدا ہیں اور نہ ملائکہ مقربین کو اس کی بندگی سے کوئی انکار ہے "۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَاالْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ ۔ (المائدہ ۔ ۷۵)

" مسیح بن مریمؑ کچھ نہیں ہیں صرف وہ ہمارے رسول ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور ان کی والدہ صدیقہ تھی اور وہ دونوں کھانا کھایا کرتے ہیں"۔

مفہوم آیت یہ ہے کہ مسیح اور ان کی والدہ بول و براز کیا کرتے تھے ۔ لہٰذا جو شخص بھی انبیاءؑ اور ائمہؑ کے لیے ربوبیت کا دعویٰ کرے اور جو شخص بھی غیر نبی کے لیے نبوت یا غیر امام کے لیے امامت کا دعویٰ کرے تو ہم دنیا و آخرت میں اس سے بیزار ہیں۔

مامون نے کہا:۔

ابوالحسنؑ ! آپؑ رجعت کے متعلق کیا فرماتے ہیں ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"رجعت حق ہے ۔ اور گذشتہ امتوں میں اس کی نظیر موجود ہے ۔ اور قرآن مجید نے اس کا اعلان کیا ہے ۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

Presented by www.ziaraat.com

نے فرمایا۔

یکون فی هذه الامة کل ماکان فی الامم السالفة حذو النعل و القذة بالقذة (۱)

" اس امت میں وہ سب کچھ ہوگا جو سابقہ امتوں میں ہوچکا ہے ۔ جیسا کہ ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے اور جیسا کہ تیر کا ایک پر دوسرے پر کے برابر ہوتا ہے "۔

آپؐ نے فرمایا:۔

"جب میرا فرزند مہدی(عج) ظہور کرے گا تو عیسیٰ بن مریمؑ آسمان سے اتر کر ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے"۔

اور آپؐ نے فرمایا:۔

"اسلام نے غربت سے ابتدا کی اور عنقریب وہ غریب ہو جائے گا۔ غریبوں کے لیے خوشخبری ہو"۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔

یا رسول اللہؐ ! اس کے بعد کیا ہوگا ؟

آپؐ نے فرمایا:۔

"پھر حق اپنے حقداروں کے پاس پہنچ جائے گا"۔

مامون نے کہا:۔

ابوالحسنؑ ! آپؑ عقیدۂ تناسخ کے قائل افراد کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"تناسخ کا عقیدہ رکھنے والا خداوند عظیم کا منکر اور جنت و جہنم کے جھٹلانے والا ہے"۔

---

(۱) اس حدیث کو مختلف اسناد سے تمام شیعہ و سنی محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے ۔ حوالہ کے لیے مجمع الزوائد جلد ہفتم صفحہ ۲۶۱ طبع مصر اور مستدرک حاکم جلد اول صفحہ ۱۲۹ طبع حیدر آباد دکن کا مطالعہ فرمائیں ۔

Presented by www.ziaraat.com

مامون نے کہا:۔

آپؑ مسخ شدہ جانوروں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جن لوگوں پر اللہ غضب ناک ہوا اور انہیں مسخ کیا تو وہ مسخ ہونے کے بعد صرف تین دن تک زندہ رہے پھر مر گئے۔اور ان سے آگے نسل کا سلسلہ جاری نہیں ہوا اور اس وقت ہمیں جو بندر اور خنزیر اور دوسرے مسخ شدہ کہلانے والے جانور دکھائی دیتے ہیں یہ دراصل ابتداء سے ہی بندر اور خنزیر تھے ان کا کھانا اور ان سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے"۔

مامون نے کہا:۔

ابوالحسنؑ ! خدا آپؑ کے بعد مجھے دنیا میں زندہ نہ رکھے۔خدا کی قسم ! صحیح علم اہل بیتؑ کے یہاں سے ملتا ہے اور آپؑ اپنے آباءؑ کے علوم کے وارث ہیں۔اللہ تعالیٰ آپؑ کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔

راوی حسن بن جہم کا بیان ہے کہ اس کے بعد امام علی رضا علیہ السلام دربار سے اٹھ کر اپنی رہائش گاہ تشریف لائے اور میں بھی آپؑ کے پیچھے آپؑ کی رہائش گاہ تک آیا۔اور میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے امیر المومنین (مامون) کو آپؑ کا فریفتہ بنا دیا اور اسے آپؑ کا اکرام و احترام اور آپؑ کے فرمان کو قبول کرنے کی سعادت عطا کی۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"ابن جہم ! اس احترام و اکرام کو دیکھ کر کہیں تم دھوکا نہ کھا جانا، وہ عنقریب مجھے زہر دے کر قتل کر دے گا اور وہ مجھ پر ظلم کرے گا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امر کی خبر دے چکے تھے اور میرے آبائے طاہرینؑ نے بھی ان سے یہ روایت کی ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں اس خبر کو چھپائے رکھنا۔

Presented by www.ziaraat.com

اور کسی کے سامنے اس کا اظہار نہ کرنا۔

حسن بن جہم بیان کرتے ہیں کہ جب تک امام علیہ السلام زندہ رہے تو میں نے اس واقعہ کی کسی کو اطلاع نہ دی اور جب طوس میں زہر کے ذریعے سے آپؑ شہید ہوئے اور حمید بن قحطبہ طائی کے مکان میں ہارون الرشید کے پہلو میں دفن ہو گئے تو پھر میں نے اس حدیث کو بیان کیا"۔

غالیوں پر لعنت

۲۔ (حذف اسناد) حسین بن خالد صیرفی کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"تناسخ کا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ غالیوں پر لعنت کرے۔ غالی یہودی، نصرانی، قدریہ، مرجئہ اور حروریہ (خوارج) ہیں"۔

پھر آپؑ نے فرمایا:۔

"ان کے ساتھ نشست و برخاست نہ رکھو اور ان سے کسی طرح کی دوستی نہ رکھو اور ان سے برائت اختیار کرو۔ خدا ان سے بیزار ہے"۔

تفویض در امر شریعت و تفویض در امور تکوینی

۳۔ (بحذف اسناد) یاسر خادم نے بیان کیا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔

"مولا! آپ تفویض کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے دینی امور اپنے نبیؐ کو تفویض فرمائے اور اعلان کیا۔

مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (الحشر۔۷)

"تمہیں جو کچھ رسولؐ دے وہ لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے رک جاؤ"۔

Presented by www.ziaraat.com

لیکن خلق و رزق میں تفویض نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ۔ (الرعد ، ۱۶)

" اللہ ہر چیز کا خالق ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ هَلْ مِنْ شُرَکَآئِکُمْ مَنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِکُمْ مِّنْ شَیْءٍ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۔ (الروم ، ۴۰)

" اللہ ہی وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا ۔ آپؐ کہیں دیں کیا تمہارے شرکاء میں سے کوئی ایسا ہے جو ان میں سے کوئی کام انجام دے سکے؟ جو کچھ وہ شرک کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک و پاکیزہ اور بلند و برتر ہے "۔

غلاۃ و مفوّضہ کے متعلق ناطق فیصلہ

۴۔ (محذف اسناد) ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے غالیوں اور مفوضہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا ۔

"غالی کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں ۔ جو ان سے نشست و برخاست رکھے یا ان سے کسی طرح کا اختلاط رکھے یا ان کے ساتھ کھائے پیے، یا ان سے تعلقات قائم کرے یا ان کو رشتہ دے یا ان سے رشتہ لے یا انہیں امان دے یا ان کے پاس کوئی امانت رکھے یا ان کی کسی بات کی تصدیق کرے یا کسی جملے کے ذریعے سے ان کی مدد کرے تو وہ اللہ اور رسول خداؐ اور ہم اہل بیتؑ کی سرپرستی سے نکل جائے گا"۔

بعض نظریات کی تردید

۵۔ تمیم بن عبداللہ بن تمیم قرشی نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے احمد بن علی انصاری کی سند سے بیان کیا انہوں نے ابو صلت ہروی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی ۔

Presented by www.ziaraat.com

کوفہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول خداؐ پر حالت نماز میں سہو واقع نہیں ہوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

انہوں نے جھوٹ کہا، ان پر خدا کی لعنت ہو۔ جس پر سہو طاری نہیں ہوتا وہ صرف خدائے واحد ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔(۱)

میں نے کہا:۔

فرزند رسولؐ! کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ امام حسین بن علی علیہما السلام سرے سے قتل ہی نہیں ہوئے اور ان کی جگہ حنظلہ بن اسود شامی کو ان کا ہم شکل بنادیا گیا تھا اور امام حسین علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح سے آسمان پر اٹھا لیا گیا اور وہ لوگ اپنے دعویٰ کی دلیل کے لیے یہ آیت پڑھتے ہیں۔

وَلَن يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۔ (نساء۔۱۴۱)

"اللہ کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا"۔

۱۔ شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ سہو نبی کے قائل تھے اور انہوں نے چند روایات اسناد سے اس مفہوم کو ثابت کرنے کی کوشش کی تھی اور انہوں نے من لایحضرہ الفقیہ کی جلد اول کی حدیث ۱۰۳۱ میں بھی اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے اور اس روایت کے بعد انہوں نے یہ تبصرہ بھی کیا کہ خدا غلاۃ و مفوضہ پر لعنت کرے جو سہو نبی کا انکار کرتے ہیں۔۔۔۔ اور انہوں نے اپنے شیخ محمد بن حسن بن احمد بن ولید کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اول درجہ فی الغلو نفی السھو عن النبی

"غلو کی پہلی سیڑھی نبی سے سہو کی نفی کرنا ہے"۔

شیخ علیہ الرحمہ کے موقف کے متعلق ہم سید حسن موسوی خراسانی کا یہ تعلیقہ نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو انہوں نے من لایحضرہ الفقیہ کی اس روایت کے ضمن میں تحریر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ "علم مقالات و کلام کی کتابوں میں سہو نبی کے مسئلے پر کافی طویل بحثیں لکھی گئی ہیں۔ مذہب شیعہ کا اجماعی طور پر عقیدہ یہ ہے کہ نبی سہو سے پاک ہوتا ہے۔ البتہ شیخ صدوق اور ان کے شیخ نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے"۔

شیخ صدوق اور ان کے استاد کے اس نظریے کی مخالفت میں علمائے امامیہ نے بہت سی کتابیں تحریر فرمائیں ہیں جن میں شیخ مفید اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ پیش پیش دکھائی دیتے ہیں۔ شیخ مفید نے اسی مسئلے کی مخالفت میں پورا رسالہ تحریر کیا تھا جس میں انہوں نے دلائل قطعیہ سے ثابت کیا کہ نبی پر سہو طاری نہیں ہوتا۔ علامہ مجلسی نے شیخ مفید کا وہ رسالہ اپنی کتاب بحار الانوار جلد ششم میں نقل کیا ہے اور جلد ششم کے صفحہ ۲۸۸ سے ۲۹۹ تک اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اسی مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے سید عبداللہ شبر قدس سرہ کی کتابوں حق الیقین ج ۱ ص ۹۳ اور مصابیح الانوار جلد ۲ ص ۱۳۳ کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرت صدوق کے اس نظریے کی مخالفت صرف علم کلام کی کتابوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ علامہ حلی کی فقہی کتابوں میں تذکرہ اور منتہی میں بھی اس کی تردید کی گئی ہے۔ من المترجم عفی عنہ

Presented by www.ziaraat.com

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

"ان پر اللہ کا غضب اور لعنت ہو ۔ انہوں نے جھوٹ کہا اور نبی اکرمؐ نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی تھی اور انہوں نے نبی اکرمؐ کے فرمان کی تردید کی ان پر اللہ کا غضب اور اللہ کی لعنت ہو اور وہ لوگ کافر ہیں ۔

خدا کی قسم !امام حسین علیہ السلام شہید کیے گئے اورامام حسینؑ سے امیرالمومنینؑ اورامام حسنؑ بہتر تھے وہ بھی شہید ہوئے اور ہم میں سے ہر امام مقتول ہوتا ہے ۔اور مجھے بھی عنقریب زہر دے کر قتل کیا جائے گا اور میں اپنے قاتل کو پہچانتا ہوں کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی اور انہیں یہ پیش گوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل امینؑ نے سنائی تھی ۔

اور جہاں تک " **وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا** " کی آیت کا تعلق ہے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ دلیل و برہان میں کبھی بھی کافروں کو مومنوں پر غلبہ نہیں دے گا۔ اور اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ اللہ کافروں کو مومنین پر ظاہری اور مادی غلبہ و تسلط نہیں دے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایسے کافروں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے انبیاء کرامؑ کو شہید کیا تھا ۔ کافر انبیاءؑ پر مادی و جسمانی اعتبار سے غالب ضرور ہوئے لیکن دلیل و برہان میں انبیاءؑ پر غالب نہ تھے ۔

(میں (مصنف کتاب ہذا) نے اس مفہوم کی جملہ روایات اپنی کتاب **ابطال الغلو والتفویض** میں نقل کی ہیں)

Presented by www.ziaraat.com

باب 47

امام علیہ السلام کے چند دلائل امامت و معجزات (۱)

۱۔ (حذف اسناد) عمیر بن یزید (خ ل عمر بن زیاد اور عمار میں عمر بن برید) سے مروی ہے۔

ایک مرتبہ میں امام ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ وہاں محمد بن جعفر کا ذکر ہوا۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"میں نے تو اپنے لیے یہ طے کرلیا ہے کہ میں اور وہ کبھی ایک چھت کے سائے کے نیچے جمع نہ ہوں گے"۔

آپؑ کی یہ بات سن کر میں (راوی) نے اپنے دل میں یہ سوچا:۔

"یہ تو ہمیں اپنے رشتہ داروں سے نیکی اور بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں مگر خود اپنے چچا کے لیئے یہ کہہ رہے ہیں"۔

ابھی یہ بات میرے دل میں ہی آئی تو آپؑ نے میری طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا:۔

"ہاں ہاں! یہی نیکی اور حُسن سلوک ہے۔ جب وہ میرے پاس آتے ہیں اور مجھ سے ملاقات کرتے ہیں تو یہاں سے جاکر جو کچھ میرے متعلق کہتے ہیں لوگ اس کو سچ سمجھنے لگتے ہیں اور جب وہ نہ میرے پاس آئیں اور نہ میں ان کے پاس جاؤں تو وہ میرے متعلق جو کچھ کہیں گے لوگ اس کو تسلیم نہیں کریں گے۔

۲۔(حذف اسناد) محمد بن عبداللہ طاہری نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا جس میں انہوں نے اپنے چچا کے متعلق شکایت تحریر کی کہ وہ حکومت کا ملازم ہے اور بد عنوانی اور تلبیس (مکروفریب) سے کام لے رہا ہے

(۱) یہ باب ۴۴ روایات پر مشتمل ہے اور دلائل سے مراد آپ کی پیش گوئیاں ہیں جو حرف بحرف سچی ثابت ہوئیں۔

Presented by www.ziaraat.com

اور اس کی وصیت کا معاملہ اس کے اختیار میں ہے۔

امام علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا :۔

"اب رہ گیا وصیت کا معاملہ تو تمہیں اس کی فکر کی ضرورت نہیں"۔

محمد بن عبد اللہ بہت مغموم ہوا اور اس نے دل میں خیال کیا اگر اس نے وصیت کردی تو اس سے وصول کر لیا جائے گا مگر وہ بیس دنوں کے بعد مر گیا۔

۳۔(محذف اسناد) محمد بن عبداللہ قمی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا مجھے شدید پیاس محسوس ہوئی اور مجھے پانی طلب کرنا اچھا نہ لگا۔امام علیہ السلام نے پانی منگوایا اور مجھے پانی کا جام دے کر فرمایا :۔

محمد ! یہ ٹھنڈا پانی ہے اسے پی لو میں نے پانی لیا۔

۴۔ (محذف اسناد) ابوالحسن طیب (خ ل طبیب) سے روایت ہے کہ جب موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے وفات پائی ۔ تو ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا بازار تشریف لے گئے تو وہاں سے کتا ایک مینڈھا اور ایک مرغ خریدا۔

جب ہارون کے مخبر نے ہارون کو یہ واقعہ لکھ بھیجا تو ہارون نے خوش ہو کر کہا چلو اب ان کی طرف سے تو ہمیں اطمینان حاصل ہوا۔

زبیری نے ہارون کو لکھا۔

علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے اپنا دروازہ کھول دیا ہے اور اپنے لیئے امامت کا دعویٰ کررہے ہیں۔

ہارون نے کہا :۔

عجیب بات ہے کہ ایک مخبر لکھتا ہے کہ انہوں نے کتا مینڈھا اور مرغ خرید لیا ہے اور دوسرا یہ لکھتا ہے کہ وہ دعوائے امامت کر رہے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

آغازِ سفر سے نیشا پور تک کے حالات

۵۔(حذف اسناد) ابوالحسن صائغ نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ میں امام علی رضا علیہ السلام کے ہمراہ خراسان گیا اور میں نے آپؑ سے رجاء بن ابی ضحاک کے قتل کے لئے مشورہ چاہا۔ وہ آپؑ کو خراسان لے کر جا رہا تھا۔ آپ نے اس امر سے منع کیا اور فرمایا:۔

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ایک کافر کے بدلے مومن قتل ہو جائے"۔

راوی کا بیان ہے کہ جب آپ مقام اہواز پر پہنچے تو آپؑ نے اہل اہواز سے کہا:۔

"میرے لیے چند گنے تلاش کر کے لاؤ"۔

اہل اہواز میں سے ایک کم عقل نے کہا:۔

یہ بے چارے اعرابی ہیں۔ان کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ موسم گرما میں گنا نہیں ملتا۔

اہل اہواز نے آپؑ سے عرض کیا:۔

اس موسم میں گنا دستیاب نہیں ہوتا۔گنا سردی کے موسم میں ملتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا:۔

اگر تم تلاش کرو گے تو مل جائیگا۔

محمد بن اسحاق نے کہا:۔

آقا نے فرمائش کی ہے تو یقیناً کہیں نہ کہیں موجود ہو گا۔لہٰذا ہر طرف آدمی بھیجے جائیں۔

اتنے میں اہواز کے چند کاشتکار آئے اور انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس تھوڑے سے گنے ہیں جنہیں ہم نے کاشت کے لئے محفوظ کر لیا ہے۔یہ واقعہ بھی آپ کی امامت کی دلیلوں میں سے ایک دلیل ہے۔ آپؑ ایک قریہ میں پہنچے وہاں آپؑ نے سجدہ کیا جس میں مَیں نے آپؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"پروردگار! اگر میں نے تیری اطاعت کی ہے تو میں تیرا شکر گذار ہوں اور اگر میں تیری نافرمانی کرتا تو اس کے جواز کی میرے پاس کوئی دلیل نہ ہوتی اور تیرے کرم واحسان میں میری یا میرے علاوہ کسی دوسرے کی نیکی یا کارکردگی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس لئے اگر گناہ کئے ہوتے تو اس کیلئے ہمارے پاس عذر کون سا تھا۔ لہٰذا جو نیکیاں میرے پاس ہیں وہ بھی تیرے ہی فضل وکرم کی مرہون ہیں۔

اے کریم! مشرق ومغرب میں جتنے مومنین ومومنات ہیں تو ان سب کو بخش دے"۔

راوی کہتا ہے:۔

"ہم نے آپؑ کی اقتداء میں کئی مہینے نمازیں پڑھیں۔ آپ نماز فریضہ کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ قدر اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے"۔

۶۔ (محذوف اسناد) محمد بن داؤد نے کہا کہ میں اور میرا بھائی دونوں امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اتنے میں ایک شخص یہ خبر لایا کہ محمد بن جعفر کے جبڑوں کو تحت الحنک باندھی جا چکی ہے۔ یعنی وہ مرچکا ہے یا قریب المرگ ہے۔

یہ سن کر آپؑ اسے دیکھنے کے لئے جانے لگے اور ہم بھی آپؑ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور وہاں کا منظر یہ تھا کہ اسحاق بن جعفر صادق اور ان کی اولاد اور آل ابو طالب کے کچھ لوگ ان کے گرد بیٹھ کر رو رہے تھے۔

امام علی رضا علیہ السلام اس قریب المرگ شخص کے سرہانے کے پاس بیٹھ گئے اور اس کے چہرے کو دیکھ کر آپؑ نے تبسم فرمایا۔

یہ بات حاضرین کو ناگوار محسوس ہوئی بلکہ ان میں سے کچھ افراد نے یہ کہا کہ یہ اپنے چچا کی مصیبت پر خوش ہو رہے ہیں۔

پھر آپؑ نماز پڑھانے کے لیے مسجد تشریف لے گئے۔ میں نے راستے میں

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ سے عرض کی :۔

ہماری جان آپؑ پر قربان جائے ! جس وقت آپؑ نے تبسم کیا تو حاضرین میں سے کچھ افراد نے آپؑ کے متعلق نازیبا گفتگو کی جو ہمیں بری محسوس ہوئی ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

میرا تبسم تو اسحاق کے گریہ کرنے پر تھا اس لیے کہ وہ محمد بن جعفر سے پہلے انتقال کر جائے گا ۔ اور خود محمد بن جعفر اس کی موت پر گریہ کرے گا ۔

راوی کہتا ہے کہ محمد بن جعفر تو روبصحت ہو گیا اور اسحاق کا انتقال ہو گیا ۔

۷۔ (حذف اسناد) یحییٰ بن محمد بن جعفر صادقؑ نے کہا کہ میرے والد سخت بیمار ہوئے تو امام علی رضا علیہ السلام ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور میرے چچا اسحاق ان کے قریب بیٹھے گریہ کر رہے تھے ۔

آپؑ میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا:۔

تمہارے چچا کیوں رو رہے ہیں ؟

میں نے کہا:۔

ان کو محمد بن جعفر کی موت کا ڈر ہے اور ان کا حال آپؑ کے سامنے ہے۔

آپؑ نے فرمایا :۔

"غم نہ کرو۔ محمد بچ جائیں گے اور اسحاق ان سے پہلے انتقال کر جائیں گے"۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا میرے والد تندرست ہو گئے اور چچا اسحاق کا انتقال ہو گیا ۔

مصنف کتاب ہذا کہتے ہیں :۔

"امام علیہ السلام کے پاس علم المنایا پر مبنی وہ کتاب موجود تھی جو انہیں رسول خداؐ سے وارثت میں ملی تھی ۔ اور اسی کتاب کی وجہ سے آپؑ نے اسحاق کی موت کی خبر دی تھی"۔

امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے :۔

Presented by www.ziaraat.com

"مجھے علم المنایا اور البلایا اور انساب اور فیصلوں کا علم عطا کیا گیا ہے"۔

ایک دعویدارِ خلافت کو تنبیہ

۸۔ (حذف اسناد) اسحاق بن موسیٰ کا بیان ہے۔

جب میرے چچا محمد بن جعفر صادقؑ نے مکہ میں خروج کیا اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی اور امیرالمومنین ہونے کا دعویٰ کیا اور ان کی خلافت پر بیعت کی گئی۔ تو امام علی رضا علیہ السلام ان کے پاس گئے اور میں بھی آپؑ کے ہمراہ تھا۔

آپؑ نے ان سے فرمایا:۔

"چچا جان! آپ اپنے والد بزرگوار اور اپنے بھائی کی تکذیب نہ کریں۔ آپ کی یہ امارت بے جان ہے اور آپ مقصد کو حاصل نہ کر سکیں گے"۔

پھر آپؑ مکہ سے مدینہ چلے گئے اور میں بھی آپؑ کے ساتھ مدینہ واپس آگیا۔ ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ عباسی لشکر کو لے کر جلودی آپہنچا اور خوب رن پڑا اور محمد بن جعفر کو شکست ہوئی اور اس نے جلودی سے امان طلب کی۔ اور امان ملنے کے بعد اس نے بنی عباس کا سیاہ لباس پہنا اور منبر پر گئے اور خلافت کے دعویٰ سے اپنی دست برداری کا اعلان کیا اور کہا کہ یہ حکومت مامون کی ہے اور میرا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔

پھر وہاں سے نکل کر خراسان چلے گئے اور جرجان میں وفات پائی۔

ابی السرایا کے متعلق پیش گوئی

۹۔ (حذف اسناد) محمد بن اثرم سے روایت ہے کہ جب ابی السرایا نے عباسی حکومت کے خلاف خروج کیا اور مدینہ پر قبضہ کیا تھا تو وہ اس وقت محمد بن سلیمان علوی کے لشکر میں اہم عہدے پر تعینات تھا اس کا بیان ہے کہ انہی دنوں بنو ہاشم اور قریش نے ایک مشترکہ اجلاس کیا اور انہوں نے محمد بن سلیمان علوی سے کہا۔

اگر آپ امام علی رضا علیہ السلام کو اس تحریک میں شامل کر لیں تو آپ

Presented by www.ziaraat.com

کی تحریک مضبوط ہوجائے گی ۔

محمد بن سلیمان نےاس پیغام رسانی کے لیے مجھے منتخب کیا اور کہا۔

تم امام علی رضا علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ اوران سے جاکر درخواست کرو کہ آپؑ کے خاندان کے افراد ایک بات پر جمع ہوچکے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ آپؑ بھی ان کا ساتھ دیں۔ لہٰذا اگر آپؑ ہمارے ساتھ آنا چاہیں تو ضرور آئیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپؑ "حمراء الاسد" پر قیام پذیر تھے ۔ (۱)

اورمیں نے آپؑ کو محمد بن سلیمان علوی کا پیغام پہنچایا اور انہیں اپنے ساتھ شمولیت کی دعوت دی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

"میری طرف سے محمد بن سلیمان علوی کو سلام کہنا اور اس سے کہنا کہ بیس دن بعد میں تمہارے پاس آؤں گا"۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام کا جواب محمد بن سلیمان کو پہنچایا اور ٹھیک اٹھارویں دن جلودی کا لشکر لے کر ورقا ہمارے مقابلے پر آیا۔ ہماری اور اس کی جنگ ہوئی جس میں ہمیں شکست اٹھانی پڑی اور ہم بھاگ نکلے ۔

میں میدان جنگ سے بھاگ کر " صورین " کی طرف جارہا تھاکہ پیچھے سے یہ صدا سنائی دی ۔

اثرم ! رک جاؤ ۔

جب میں نے پیچھے دیکھا تو امام علی رضا علیہ السلام کھڑے تھے :۔

انہوں نے فرمایا:۔

" بیس دن گزرے ہیں یا نہیں ؟"

---

(۱) یہ جگہ مدینہ سے آٹھ میل کے فیصلے پر واقع ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

واضح رہے کہ محمد بن سلیمان علوی کا نسب نامہ یہ ہے۔

محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام۔

ریان کے دل کی بات زبان امامت پر

۱۰۔ (بحذف اسناد) معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ فضل بن سہل نے ریان بن صلت کو خراسان کے کچھ علاقوں کا والی مقرر کیا تو وہ مرو میں امام علی رضا علیہ السلام کے بیت الشرف پر حاضر ہوا اور اس نے مجھ سے کہا :۔

میرے لیے امام علیہ السلام سے داخلے کی اجازت لو اور میری خواہش ہے کہ امام اپنے ملبوسات میں سے مجھے کوئی لباس عطا کریں اور اپنے نام والے درہموں میں سے کچھ درہم مجھے بطور تبرک عطا فرمائیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں یہ پیغام لے کر حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا:۔

"ریان بن صلت ہماری خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ ہم اسے اپنا کوئی لباس اور اپنے مخصوص درہموں میں سے کچھ درہم عطا کریں"۔

میں نے اسے ملاقات کی اجازت دے دی ہے۔ جاؤ اسے لے آؤ۔

معمر کہتا ہے کہ میں اسے لے کر آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے اسے دو کپڑے اور اپنے نام سے جاری ہونے والے تیس درہم عطا کیے۔

ثروت واقبال کی پیش گوئی

۱۱۔ (بحذف اسناد) حسین بن موسیٰ کاظم علیہ السلام کا بیان ہے کہ ہم بنی ہاشم کے چند نوجوان امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتنے میں جعفر بن محمد علوی کا گزر ہوا اور وہ بے حد بوسیدہ لباس اور بری ہیئت میں تھے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ہنسنے لگے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

Presented by www.ziaraat.com

"تم سب عنقریب دیکھو گے کہ یہ مالدار ہو جائیں گے اور ان کے پاس نوکروں اور خادموں کی کثرت ہو گی"۔

ابھی اس بات کو ایک مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ والیٔ مدینہ بن گئے اور ان کی حالت بہت ہی اچھی ہو گئی اور جب وہ ہمارے قریب سے گزرتے تو ان کے ہمراہ کئی خواجہ سرا اور بہت سے نوکر چاکر ہوتے تھے۔

جعفر بن عمر کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔

جعفر بن عمر بن حسن (بحار میں حسین) بن علی بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام۔

امین کے قتل کی پیش گوئی

۱۲۔ (بحذف اسناد) حسین بن بشار کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"عبداللہ، محمد کو قتل کرے گا"۔

یہ سن کر میں نے کہا:۔

کیا عبداللہ بن ہارون، محمد بن ہارون کو قتل کرے گا؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"جی ہاں! عبداللہ جو کہ خراسان میں ہے وہ بغداد میں رہنے والے محمد بن زبیدہ کو قتل کرے گا"۔

چنانچہ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

امام محمد تقی علیہ السلام کی پیدائش کی پیش گوئی

۱۳۔ (بحذف اسناد) ابن ابی نجران اور صفوان دونوں کا بیان ہے کہ حسین بن قیاما جو کہ فرقۂ واقفیہ میں سے تھے، اس نے ہم لوگوں سے کہا:۔

آپ میرے لیے امام علی رضا علیہ السلام سے اِذنِ باریابی حاصل کریں۔

Presented by www.ziaraat.com

چنانچہ امام علیہ السلام سے اس کے لیے اجازت طلب کی گئی اور وہ آپؑ کے سامنے گیا اور اس نے کہا:۔

کیا آپ امام ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"جی ہاں ! میں امام ہوں"۔

اس نے کہا:۔

میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ آپؑ امام نہیں ہیں ۔

راوی کا بیان ہے یہ سن کر آپؑ گردن جھکائے دیر تک خاموش رہے ۔ پھر اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:۔

"تمہیں کس نے بتایا ہے کہ میں امام نہیں ہوں ؟"

اس نے کہا :۔

میں یہ بات اس لیے بیان کر رہا ہوں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا تھا کہ امام بے اولاد نہیں ہوتا ۔ اور اس وقت آپؑ کا سن اتنا ہو چکا ہے لیکن اب تک کوئی اولاد نہیں ہے ۔

یہ سن کر آپؑ کچھ دیر خاموش رہے پھر ارشاد فرمایا :۔

"میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ چند شب و روز ہی میں اللہ تعالیٰ مجھے نیک فرزند عطا کرے گا"۔

عبدالرحمٰن بن ابی نجران نے کہا:۔

اس وقت سے ہم نے مہینے گننے شروع کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اسی سال ہی فرزند امام محمد تقی علیہ السلام عطا فرمایا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ حسن بن قیاما ایک مرتبہ طواف میں کھڑے ہوئے تھے تو حضرت ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔

Presented by www.ziaraat.com

"تمہیں کیا ہو گیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ورطۂ حیرت میں ڈالے"

اس کے بعد اس نے امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت پر ہی توقف کیا اور آپؑ کے بعد کسی اور امام کی امامت کے قائل نہ رہے۔

ہرثمہ کے انجام کی پیش گوئی

۱۴۔(حذف اسناد) موسیٰ بن ہارون کی روایت ہے کہ آپؑ نے مدینہ میں ایک مرتبہ ہرثمہ پر نظر ڈالی تو فرمایا :۔

"گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص مرو لے جایا جارہا ہے جہاں اس کی گردن ماری جارہی ہے"۔

پھر ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپؑ نے کہا تھا ۔

اگر رسول خداؐ اور دیتے تو میں بھی اور دیتا

۱۵۔ (حذف اسناد) ابوحبیب نباجی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گاؤں نباج میں تشریف لائے اوراس مسجد میں قیام فرمایا جس میں ہر سال حجاج آکر ٹھہرا کرتے ہیں ۔

پھر میں نے خواب میں مزید دیکھا کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کرکے کھڑا ہوگیا اور اس وقت آپؐ کے سامنے مدینہ کی کھجوروں کے پتوں سے بنی ہوئی ایک ٹوکری رکھی ہوئی ہے اور اس میں صیحانی کھجوریں ہیں آپؐ نے ان کھجوروں میں سے ایک مٹھی بھر کر مجھے عطا فرمائی ۔ میں نے دانے شمار کیے تو اٹھارہ دانے تھے ۔ میں نے اپنے ذہن میں اس خواب کی تعبیر یہ مراد لی کہ اب میری زندگی کے اٹھارہ برس باقی ہیں ۔

اس خواب کو دیکھے ہوئے بیس دن ہوچکے تھے اور میں ایک قطعہ اراضی کو زراعت کے لیے تیار کرنے میں مصروف تھا کہ ایک شخص نے مجھے خبردی کہ حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام مدینہ سے تشریف لائے ہیں ۔ اوراسی مسجد میں قیام پذیر ہیں اور لوگ جوق در جوق ان کی زیارت کے لیے جارہے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

چنانچہ میں بھی زیارت کے شوق میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؑ عین اسی مقام پر تشریف فرما ہیں جہاں میں نے عالم خواب میں رسول خداؐ کو تشریف فرما دیکھا تھا ۔ اور آپؑ ویسی ہی چٹائی پر بیٹھے تھے جیسی چٹائی پر میں نے عالم خواب میں رسول خداؐ کو دیکھا تھا اور آپؑ کے سامنے بھی کھجور کے پتوں کی ایک ٹوکری رکھی ہے جس میں صیحانی کھجوریں ہیں ۔

میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور آپؑ نے مجھے قریب بلا کر ان کھجوروں میں سے ایک مٹھی کھجور بھر کر مجھے عطا کی ۔ اور جب میں نے کھجوریں شمار کیں تو پوری اٹھارہ تھیں ۔

میں نے عرض کیا :۔

فرزند رسولؐ ! کچھ اور بھی عنایت فرمائیں ۔

انہوں نے ارشاد فرمایا :۔

" اگر میرے جد بزرگوار نے اس سے زیادہ عنایت فرمائی ہوتیں تو میں بھی زیادہ دے دیتا"۔

مصنف کتاب ہذا کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق بھی ایک ایسی روایت مروی ہے جسے میں نے کتاب الدلائل میں نقل کیا ہے ۔

خواب میں نسخے کی تجویز

۱۶۔ (محذف اسناد) عبداللہ بن عبدالرحمٰن صفوانی سے روایت ہے کہ ایک قافلہ خراسان سے کرمان کے لیے روانہ ہوا ۔ راستے میں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ اور انہوں نے اس قافلے کے مشہور و معروف دولت مند شخص کو اپنے پاس یرغمال بنالیا اور ایک مدت تک اپنے پاس رکھ کر اس پر سختیاں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ کبھی اسے برف پر باندھ کر لٹا دیتے اور کبھی اس کے منہ میں برف بھر دیتے تاکہ وہ تاوان ادا کرکے خود کو ان کے چنگل سے چھڑائے ۔

Presented by www.ziaraat.com

ڈاکوؤں کی ایک عورت کو اس پر ترس آگیا اور اس نے اس کو رہا کردیا اور وہ تاجر وہاں سے بھاگ نکلا۔ مگر برف کی وجہ سے اس کا منہ اور زبان اس طرح متاثر ہوگئیں تھیں کہ وہ بات نہیں کرسکتا تھا۔

جب وہ شخص خراسان واپس آیا تو اس نے سنا کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نیشاپور میں ہیں۔ ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام خراسان آئے ہوئے ہیں۔ تم جاکر ان کے سامنے اپنا مرض بیان کرو۔ وہ تمہارے لیے کوئی دوا تجویز کریں گے جس سے تمہیں آرام ہوجائے گا۔ پھر خواب ہی میں اس نے دیکھا کہ وہ امام علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور آپؑ سے اپنی تکلیف بیان کی تو آپؑ نے فرمایا:۔

"زیرہ، پودینہ، اور نمک کو باریک بنا کر سفوف تیار کرلو اور اس میں سے تھوڑا تھوڑا دو تین مرتبہ اپنے منہ میں رکھ لو تو صحت یاب ہو جاؤ گے"۔

یہ خواب دیکھ کر وہ شخص بیدار ہوا مگر اس نے خواب کو چنداں اہمیت نہ دی اور وہ نیشا پور گیا اور جب وہ شہر کے دروازے پر پہنچا تو اسے بتایا گیا کہ امام علی رضا علیہ السلام نیشا پور سے تشریف لے گئے ہیں اور اب آپؑ رباط سعد میں ہیں۔

اس نے دل میں سوچا کہ وہیں چل کر آپؑ سے اپنا مدعا بیان کرنا چاہیے۔ اسی لیے وہ رباط سعد روانہ ہوا اور امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا:۔

فرزند رسولؐ! مجھ پر مصائب گزرے ہیں جس کی وجہ سے میرا منہ اور میری زبان سخت متاثر ہوئیں ہیں اور میرے لیے بات کرنا بھی دشوار ہوگیا ہے۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا:۔

"کیا میں نے تمہیں اس کی دوا نہیں بتائی تھی؟ جاؤ اور اسی دوا کو استعمال کرو جو میں نے تمہیں خواب میں بتائی تھی"۔

اس شخص نے عرض کیا:۔

Presented by www.ziaraat.com

فرزند رسولؐ! مناسب سمجھیں تو دوبارہ بتا دیں ۔

آپؑ نے فرمایا :۔

"تھوڑا سا زیرہ ، پودینہ اور نمک لے کر سفوف بناؤ اور اس میں سے تھوڑا تھوڑا دو تین مرتبہ اپنے منہ میں رکھو ۔ انشاء اللہ صحت یاب ہو جاؤ گے"۔

اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے حضرتؑ کے فرمان پر عمل کیا اور صحت یاب ہوگیا ۔

ابو حامد احمد بن علی بن حسین ثعالبی کا بیان ہے کہ میں نے ابواحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن صفوانی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے خود اس شخص سے ملاقات کی اور دیکھا ہے اور میں نے خود اسی کی زبان سے یہ سارا قصہ سنا ہے ۔۔

ریان پر نوازش

۱۷۔ ریان بن صلت کا بیان ہے کہ جب میں نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو سوچا کہ امام علی رضا علیہ السلام سے رخصت ہو لوں ۔ اور اس کے ساتھ میں نے اپنے دل میں یہ بھی سوچا کہ جب زیارت سے مشرف ہوں گا تو میں آپؑ سے آپؑ کی استعمال شدہ ایک پوشاک کا بھی سوال کروں گا تاکہ وہ پوشاک میرے کفن کے لیے کام آسکے اور اس کے علاوہ حضرتؑ سے چند دراہموں کو بھی طلب کروں گا تاکہ ان سے اپنی بیٹیوں کے لیے انگوٹھیاں بنوا سکوں ۔

اور جب میں رخصت ہونے لگا تو آپؑ کی جدائی برداشت نہ کر سکا اور گریہ میں مشغول ہوگیا اور اپنا سوال بھول گیا۔ اور جب میں رخصت ہو کر بیت الشرف سے باہر آنے والا تھا تو آپؑ نے مجھے آواز دی اور فرمایا :۔

"کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ میں اپنے ملبوسات میں سے کوئی پوشاک تمہارے کفن کے لیے اور اپنے درہموں میں سے کچھ درہم تمہاری بیٹیوں کی انگوٹھیوں کے لیے دے دوں"۔

Presented by www.ziaraat.com

میں نے عرض کی :۔

مولا ! دل میں تو یہ ارادہ تھا مگر آپؑ کی جدائی کے غم میں یہ سب کچھ بھول گیا۔

پھر آپؑ نے تکیہ اٹھایا اور اپنی ایک قمیص نکال کر مجھے عطافرمائی اور جا نماز کا ایک گوشہ اٹھایا اور اس میں سے کچھ درہم نکال کر مجھے عنایت فرمائے۔اور میں نے شمار کئے تو وہ تیس درہم تھے۔

ایک شک کرنے والے کی تسلی

۱۸۔ (حذف اسناد) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے کہاکہ مجھے ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی امامت میں شک تھا۔ اور میں نے آپؑ کو ایک عریضہ لکھا اور حاضری کی اجازت طلب کی اور یہ بات دل میں رکھے ہوئے تھا کہ جیسے ہی میری حضرتؑ سے ملاقات ہوگی تو میں ان سے ان تین آیات کے متعلق دریافت کروں گا جنہیں میں سمجھنے سے آج تک قاصر رہا تھا۔

بزنطی نے بیان کیا:۔

مجھے میرے عریضہ کا جواب ان الفاظ میں موصول ہوا۔

اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے اور ہم سے در گزر فرمائے تم نے جو ملاقات کی اجازت چاہی ہے فی الحال یہ تمہارے لیے ممکن نہیں ہے کیونکہ ہم تک لوگوں کا پہنچنا مشکل بنادیا گیا ہے اور ان لوگوں نے اس پر سخت پابندیاں عائد کردی ہیں اگر اللہ نے چاہا تو جلد ملاقات ہوسکے گی۔

پھر آپؑ نے اس خط میں ان تین آیات کا مطلب بھی تحریر فرمایا جن کے متعلق میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا تھا۔ مگر خدا کی قسم! میں نے اپنے خط میں اس کا کہیں تذکرہ نہیں کیا تھا اور فوری طور پر یہ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ میرے خط کا جواب ہے۔ لیکن بعد میں مجھے یاد آیا اور سمجھ گیا جو کچھ آپؑ نے

Presented by www.ziaraat.com

تحریر کیا تھا وہ میرے چھپے ہوئے ارادہ کا صحیح صحیح جواب تھا۔

اپنی تکریم کو لوگوں پر فخر کا ذریعہ نہ بناؤ

۱۹۔ (محذف اسناد) بزنطی کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضاؑ نے میرے پاس ایک سواری بھیجی۔ میں اس پر سوار ہو کر آپؑ کے پاس آیا اور وہاں اتنی دیر تک قیام کیا کہ رات ہوگئی بلکہ رات کا ایک حصہ بھی گزر گیا۔ جب چلنے کا ارادہ کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ میری نظر میں تم اس وقت مدینہ واپس نہ جاسکو گے۔

میں نے عرض کیا کہ آپؑ نے درست فرمایا" میں آپؑ پر قربان "۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا :۔

پھر آج کی شب ہمارے پاس ہی بسر کرلو۔ اور کل دن میں اللہ کے حفظ و امان میں چلے جانا۔

میں نے عرض کیا :۔

بہت بہتر ، میں آپؑ پر قربان ۔

آپؑ نے کنیز کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ میرا بستر ان کے لیے بچھادو۔ اور میرا لحاف اس بستر پر رکھ دو۔ اور میرا تکیہ بھی اس بستر پر رکھ دینا۔

بزنطی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ آج کی شب جو فخر و منزلت اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ وہ میرے دوستوں میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی یعنی میرے لیے امام نے اپنی سواری بھیجی۔ اس پر میں سوار ہوا ، اپنا بستر میرے لیے لگوایا، اپنا لحاف اور تکیہ مجھے دیا ، یہ بات میرے احباب میں تو کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

بزنطی کا بیان ہے۔ آپ میرے ساتھ تشریف فرما تھے اور میں اپنے دل ہی دل میں یہ باتیں سوچ رہا تھا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا :۔

"اے احمد سنو ! حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایک مرتبہ زید بن صوحان

Presented by www.ziaraat.com

کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے ۔ تو وہ لوگوں میں اس امر پر فخر کا اظہار کرنے لگے۔

لہٰذا تم اپنے نفس کو فخر و مباہات کی راہ پر مت ڈالنا بلکہ اللہ کی بارگاہ میں عجز و نیاز سے کام لینا۔

فرقۂ واقفیہ کے سامنے اپنے حق کا اثبات

۲۰۔ (محذوف اسناد) ابی مسروق کا بیان ہے کہ فرقۂ واقفیہ کی ایک جماعت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جس میں علی بن حمزہ بطائنی، محمد بن اسحاق بن عمار، حسین بن مہران اور حسن بن ابی سعید مکاری شامل تھے۔

علی بن حمزہ نے آپؑ سے دریافت کیا:۔

آپؑ کے والد کا کیا بنا؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"وہ رحلت فرما گئے ہیں"۔

اس نے کہا:۔

اگر وہ وفات پا چکے ہیں تو پھر عہدۂ امامت کس کے پاس ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"میرے پاس ہے"۔

اس نے کہا:۔

یہ دعویٰ جو آپؑ فرما رہے ہیں حضرت علیؑ سے لے کر اب تک آپؑ کے آباءؑ میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کیا تھا۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"مگر میرے آباءؑ میں جو سب سے افضل و بہتر تھے انہوں نے تو کیا تھا یعنی انہوں نے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان کیا تھا"۔

Presented by www.ziaraat.com

اس نے کہا :۔

"تو کیا آپ دعوائے امامت کر کے اپنی جان کو خطرے میں تو نہیں ڈال رہے ؟"

آپؑ نے فرمایا :۔

" اگر میں ڈرتا تو اب تک حکمرانوں کا معین و مددگار بن گیا ہوتا ۔

سنو ! ایک مرتبہ ابولہب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئے اور دھمکیاں دینے لگے۔

آپؐ نے فرمایا :۔

ابو لہب ! سنو اگر تمہاری طرف سے مجھے ایک خراش بھی آگئی تو سمجھ لینا کہ میں جھوٹا نبوت کا دعویدار ہوں ۔

چنانچہ رسول مقبولؐ نے اپنی نبوت کی پہلی علامت بیان کر کے لوگوں کے شک کو دور کیا اور اسی طرح میں بھی اپنی امامت کی پہلی نشانی بتا کر تمہارے ذہنوں سے شک و شبہ دور کردینا چاہتا ہوں اور وہ نشانی یہ ہے کہ اگر ہارون کی طرف سے مجھے ایک بھی خراش آگئی تو سمجھ لینا کہ میں جھوٹا دعویدار امامت ہوں"۔

حسین بن مہران نے کہا :۔

ہم آپؑ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپؑ یہی بات اعلان کر کے بتائیں۔

آپؑ نے فرمایا :۔

"تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں ہارون کے پاس جاؤں اور اس سے کہوں کہ میں امام ہوں یا کچھ اور ؟

جب کہ حضرت رسول خداؐ نے ابتدائے بعثت میں یہ نہیں کیا تھا۔ آپؐ نے بھی ابتداء میں اپنی نبوت کا اعلان اپنے اہل خاندان ، اپنے احباب اور قابل بھروسہ لوگوں میں کیا تھا ۔ عوام الناس میں نہیں کیا تھا ۔ تم لوگ تو مجھ سے پہلے میرے آباء و اجداد میں سے ہر ایک کی امامت کے معتقد ہو ۔ اب تم یہ کہتے ہو

Presented by www.ziaraat.com

کہ علی بن موسیٰ الرضاؑ اپنے والد کی حیات سے انکار تقیہ کی بنا پر کر رہے ہیں جب میں تمہارے سامنے امامت کے دعویٰ کے متعلق تقیہ نہیں کرتا تو پھر اگر میرے والد زندہ ہوتے تو میں ان کو زندہ کہنے میں تم سے کیوں تقیہ کرتا ؟"

مصنف کتاب ہذا کہتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام ہارون سے ذرہ برابر بھی خائف نہیں تھے۔ کیونکہ آپؑ علم امامت سے یہ جانتے تھے کہ ہارون آپؑ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا ۔ اور آپؑ کو مامون کی طرف سے زحمات و مصائب کا سامنا کرنا ہوگا۔

ایک شخص کو پرانا لقب یاد دلانا

۲۱۔ (حذف اسناد) یحییٰ بن بشار کا بیان ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات کے بعد میں امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے ان کے والد کی چند احادیث کی تشریح دریافت کی ۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا:۔

"جی ہاں ! سماع !"

میں نے عرض کیا:۔

مولا ! میری جان آپؑ پر قربان یہ تو میرے بچپنے کا لقب ہے اور یہ لقب مجھے اس وقت ملا تھا جب میں مکتب میں تھا ۔

یہ سن کر آپؑ نے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور تبسم فرمایا ۔

آپؑ کے قتل کی ایک کوشش

۲۲۔ (حذف اسناد) ہرثمہ بن اعین کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کا ارادہ کیا جب کہ مامون کے محل میں یہ خبر پھیلی ہوئی تھی کہ آپؑ کی وفات ہوگئی ہے ۔ اور اس بات کی تصدیق و تردید کے لیے میں حضرتؑ کے پاس جانا چاہتا تھا ۔ اسی اثنا میں مامون کا ایک معتمد غلام جس کا

Presented by www.ziaraat.com

نام صبیح تھا، اس نے مجھ سے ملاقات کی اور مجھ سے کہا :۔

ہرثمہ ! تمہیں معلوم ہوگا کہ میں مامون کا راز دان ہوں اور وہ تمام اندرونی و بیرونی معاملات کے لیے مجھ پر اعتماد کرتا ہے ؟

میں نے کہا :۔

ہاں ! مجھے یہ معلوم ہے ۔

پھر صبیح دیلمی نے مجھ سے کہا :۔

ہرثمہ سنو ! تمہیں ایک عجیب و غریب خبر سناؤں آج رات جب کہ رات کا تہائی حصہ بیت چکا تھا ، مامون نے مجھ سمیت تمیں ثقہ غلاموں کو اپنے پاس طلب کیا ۔ اور جب میں مامون کے پاس گیا تو وہاں اتنی مشعلیں جل رہی تھیں کہ رات پر دن کا گمان ہوتا تھا ۔ اور مامون کے سامنے بہت سی چمکتی ہوئی تلواریں رکھی تھیں۔ اس نے ہم سے ایک ایک غلام کو علیحدہ علیحدہ طلب کیا اور ہر ایک سے کہا تم کو حلفیہ یہ کہنا ہوگا کہ تم میرا کام ضرور کروگے اور پھر کسی کو اس کی خبر نہ دوگے ۔

چنانچہ ہم میں سے ہر ایک نے یہ حلف اٹھایا ۔ پھر اس نے ہمیں تلواریں دیں اور کہا تم لوگ خاموشی سے علی رضا علیہ السلام کے حجرے میں چلے جاؤ اور انہیں تم جس بھی حالت میں پاؤ ٹکڑے ٹکڑے کردو اور اس کا گوشت اور خون اور ان کی ہڈیاں اور بال ایک دوسرے سے مخلوط کردو اور ان کا بستر ان پر پلٹ دو اور اپنی تلواروں کو اسی بستر سے صاف کرلو ۔

پھر میرے پاس آجاؤ اور میں تم کو اس کے صلے میں دس دس تھیلیاں دیناروں کی دوں گا اور ہر شخص کو دس دس جاگیریں بطور انعام دوں گا ۔ اور میں جب تک زندہ رہوں گا تمہاری قدردانی کرتا رہوں گا ۔

ہم نے تلواریں اٹھائیں اور امام علیہ السلام کے حجرے کی طرف چل پڑے

Presented by www.ziaraat.com

جب ہم وہاں گئے تو ہم نے دیکھا کہ حضرت بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور ایسی گفتگو کررہے تھے جو کہ ہماری سمجھ سے بلند و بالا تھی ۔

مامون کے غلام تلواریں لے کر آپؑ پر ٹوٹ پڑے اور آپؑ نے اپنے بدن پر زرہ وغیرہ بھی نہیں پہن رکھی تھی ۔ چند لمحات میں غلاموں نے آپؑ کے بدن کے ٹکڑے کر ڈالے اور ان پر ان کا بستر پلٹ کر واپس آئے ۔ اس پورے کام میں مَیں خاموش ہوکر یہ منظر دیکھتا رہا ۔ اپنا کام سر انجام دینے کے بعد تمام غلام مامون کے پاس آگئے اور اسے اپنی کار کردگی سے آگاہ کیا ۔

مامون نے ان سے کہا :۔

تم ہمیشہ کے لیے اپنی زبانوں کو بند رکھنا اور کسی کو اس کے متعلق کچھ نہ بتانا اور جب صبح ہوئی تو مامون غمگین صورت بنائے ہوئے اپنے دربار میں آبیٹھا اور اس نے تاج اتارا ہوا تھا اور گریبان کھولا ہوا تھا اور یوں وہ تعزیت کے لیے بیٹھ گیا ۔ پھر کچھ دیر بعد وہ مزید یقین حاصل کرنے کے لیے پاپیادہ اور ننگے سر امام علیہ السلام کے حجرے کی طرف چل پڑا ۔ میں اس کے آگے آگے تھا ۔ جب وہ آپؑ کے حجرے کے قریب آیا تو اسے امام علیہ السلام کی آواز سنائی دی ۔

وہ آپؑ کی آواز سن کر کانپ گیا۔ اور کہا کیا وہاں کوئی دوسرا شخص موجود تھا؟

ہم نے کہا:۔

ہم نے تو کسی کو نہیں دیکھا تھا ۔

پھر مامون نے کہا:۔

جاؤ اور دیکھو کہ صورت حال کیا ہے ؟

صبیح دیلمی نے کہا :۔

یہ سن کر ہم امام علیہ السلام کے حجرے کی طرف دوڑ پڑے تو وہاں میں نے اپنے آقا و مولا امام علی رضا علیہ السلام کو دیکھاکہ وہ محراب میں بیٹھے تسبیح اور

Presented by www.ziaraat.com

ذکرِ خدا کر رہے ہیں ۔

مامون نے جیسے ہی یہ سنا تو اس کا رنگ فق ہوگیا اور کہنے لگا۔ تم لوگوں نے مجھ سے غداری کی ہے ۔ پھر اس نے مجھ سے کہا :۔

صبیح ! تم جاؤ اور غور سے دیکھو کہ وہاں کون بیٹھا ہوا ہے ؟

چنانچہ میں حجرے کے قریب گیا اور جب دہلیز پر پہنچا تو امام علیہ السلام نے آواز دے کر فرمایا:۔

صبیح !

میں نے کہا :۔

لبیک میرے آقا و مولا ! پھر میں چہرے کے بل ان کے سامنے گر پڑا ۔

آپؑ نے فرمایا :۔

" کھڑے ہو جاؤ ! یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دیں جب کہ اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے اگرچہ کافروں کو یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ ہو"۔

پھر میں مامون کے پاس آیا اور اسے آپؑ کی زندگی کی سلامتی کی خبر دی تو مامون کا چہرہ کالی رات کی طرح سیاہ ہوگیا ۔ اوراس نے مجھ سے تفصیل پوچھی تومیں نے بتایا کہ امام علیہ السلام نے مجھے آواز دی اور مجھ سے گفتگو کی ۔

مامون نے حکم دیا کہ اب اس کے لیے شاہی لباس لایا جائے اور ہمیں ہدایت دی کہ تم لوگ یہ کہو کہ امام علی رضا علیہ السلام کسی وجہ سے بے ہوش ہوگئے تھے پھر اب انہیں افاقہ مل چکا ہے ۔

ہرثمہ کہتے ہیں :۔

یہ خبر سن کر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ۔ پھر میں اپنے آقا امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا :۔

Presented by www.ziaraat.com

"ہرثمہ! جو کچھ تم نے صبیح دیلمی سے سنا، اسے اپنے دل میں محفوظ رکھنا اور کسی ایسے مومن کے بغیر جس کے قلب کا اللہ نے ہماری محبت و ولایت کے لیے امتحان لے لیا ہو، کسی کو اس واقعے کے متعلق کچھ نہ بتانا"۔

میں نے کہا :۔

مولا ! میں ایسا ہی کروں گا ۔

پھر آپؑ نے فرمایا :۔

" ہرثمہ ! جب تک ہماری زندگی باقی ہے اس وقت تک ان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوسکے گی"۔

اپنے والد کی موت کی تصدیق

۲۳۔ (محذوف اسناد) جعفر بن محمد نوفلی سے روایت ہے کہ میں نے " اربق" کے پل پر امام علی رضا علیہ السلام سے ملاقات کی ۔ (۱)

میں نے آپؑ کو سلام کیا اور آپؑ سے عرض کیا :۔

مولا ! میں آپؑ پر قربان جاؤں ۔ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپؑ کے والد زندہ ہیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"ان پر خدا کی لعنت ہو ۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں ۔ اگر میرے والد زندہ ہوتے تو ان کی میراث تقسیم نہ کی جاتی اور ان کی خواتین نکاح ثانی نہ کرتیں ۔ خدا کی قسم ! انہوں نے بھی ایسے ہی موت کا ذائقہ چکھا ہے جیسے کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام نے موت کا ذائقہ چکھا تھا"۔

میں نے عرض کیا :۔

آپؑ مجھے کیا حکم دیتے ہیں ؟

---

(۱) ۔ " اربق" رامھرمز کے علاقے میں ایک گاؤں کا نام ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے فرمایا :۔

" تم میرے بعد میرے فرزند محمد سے تمسک رکھنا ۔ اور جہاں میں جارہا ہوں وہاں سے میری واپسی نہیں ہوگی ۔ ایک قبر طوس میں ہوگی اور دو قبریں بغداد میں ہوں گی"۔

میں نے کہا :۔

ایک قبر کو تو ہم جانتے ہیں اور بغداد میں دوسری قبر کس کی ہوگی ؟

آپؑ نے فرمایا :۔

" تمہیں عنقریب اس کا پتہ چل جائے گا"۔ (یعنی ایک قبر میرے والد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وہاں پہلے سے موجود ہے اور دوسری قبر میرے فرزند امام محمد تقی علیہ السلام کی وہاں بنے گی)۔

پھر آپؑ نے اپنی دوانگلیاں ملاکر فرمایا :۔

"میری اور ہارون الرشید کی قبر ایسے ہی ایک ساتھ ہوگی"۔

اپنی اور ہارون کی قبر یکجا ہونے کی پیش گوئی

۲۴۔ (محذف اسناد) حمزہ بن جعفرارجانی سے روایت ہے کہ ہارون الرشید مسجد الحرام کے ایک دروازے سے نکلا اور امام علی رضا علیہ السلام مسجد الحرام کے دوسرے دروازے سے برآمد ہوئے تو آپؑ نے ہارون کو سنانے کے لیے فرمایا :۔

"ہمارے گھر ایک دوسرے سے کتنے دور ہیں اور طوس میں ہماری ملاقات کتنی قریب ہے ؟اے طوس، اے طوس! عنقریب تو مجھے اور اسے جمع کردے گا"۔

پیاسوں کو پانی کا پتہ دینا

۲۵۔(محذف اسناد) محمد بن حفص کا بیان ہے کہ مجھ سے عبد صالح ابوالحسن موسیٰ بن جعفر کے ایک غلام نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم چند آدمی صحرا میں امام علی رضا علیہ السلام کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ہمیں اور ہماری سواریوں کو

Presented by www.ziaraat.com

سخت پیاس کا سامنا کرنا پڑا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہمیں اپنی جانوں کا خطرہ لاحق ہوگیا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے ہم سے فرمایا:۔

"آؤ ہم تمہیں ایسی جگہ بتائیں جہاں سے تمہیں پانی مل سکے"۔

راوی کا بیان ہے کہ ہم لوگ اس مقام پر گئے اور وہاں ہمیں وافر مقدار میں پانی مل گیا اور ہم سب نے خوب سیر ہو کر اور ہماری سواریوں نے بھی جی بھر کر پانی پیا۔

لیکن جب دوبارہ ہم نے اس چشمے کو تلاش کرنا چاہا تو وہاں اونٹوں کی مینگنیوں کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔

اس واقعے کا ذکر میں نے قنبرؓ کی اولاد میں سے ایک ایسے شخص سے کیا جس کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی تو اس قنبری نے بھی اسی واقعے کی تصدیق کی اور اس قنبری نے یہ بھی کہا کہ یہ واقعہ خراسان جاتے ہوئے پیش آیا تھا۔

اپنی شہادت کی پیش گوئی

۲۶۔ (محذف اسناد) محول سجستانی کا بیان ہے کہ جس وقت امام علی رضا علیہ السلام کے خراسان منتقل ہونے کے لیے قاصد پہنچا تو میں اس وقت مدینہ ہی میں تھا۔ آپؑ مسجد نبوی میں قبر رسولؐ سے رخصت ہونے کے لیے تشریف لائے۔

اس وقت آپؑ کی حالت یہ تھی کہ بار بار قبر اطہر سے رخصت ہوتے اور آپؑ جتنی بار بھی قبر رسولؐ پر گئے اتنی بار ہی بلند آواز سے زارو قطار گریہ کیا۔

یہ دیکھ کر میں آگے بڑھا آپؑ کو سلام کیا اور ولی عہدی کی مبارک دی۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"جی بھر کر میری زیارت کر لو۔ اب میں اپنے جد کے قرب و جوار سے نکالا جا رہا ہوں۔ مجھے غربت و مسافرت کے عالم میں موت آئے گی اور مجھے ہارون الرشید کے پہلو میں دفن کیا جائے گا"۔

Presented by www.ziaraat.com

راوی کہتا ہے جب آپؑ مدینہ سے رخصت ہوئے تو میں بھی آپؑ کے پیچھے اسی راستے پر چلا اور وہی کچھ ہوا جو آپؑ نے فرمایا تھا۔ آپؑ نے طوس میں وفات پائی اور ہارون الرشید کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ایک شک کرنے والے سے خطاب

۲۷۔ (حذف اسناد) ابن ابی کثیر کا بیان ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو لوگوں نے حضرت علی رضا علیہ السلام کو امام تسلیم کرنے میں توقف کیا۔

میں اسی سال حج پر گیا تو وہاں میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو دیکھا تو میں نے دل میں بطور انکار یہ آیت پڑھی۔

" اَ بَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُه "۔(القمر ۲۴)

یعنی کیا ہم اپنے ہی جیسے انسان کی پیروی کریں؟

ابھی میں نے اپنے دل میں اس آیت کو پڑھا ہی تھا کہ امام علی رضا علیہ السلام بجلی کی طرح تیزی سے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا :۔

"خدا کی قسم! میں ایسا انسان ہوں جس کی پیروی تم پر واجب ہے"۔

میں نے عرض کی :۔

میں اللہ اور آپؑ سے معذرت خواہ ہوں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

جاؤ ہم نے معاف کیا۔

میں نے اس حدیث کو بہت سے مشائخ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی کی سند سے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اپنے خاندان کو گریہ کرنے کا حکم

۲۸۔ (حذف اسناد) حسن بن علی وشاء نے کہا کہ امام علی رضا علیہ السلام نے مجھے بتایا:۔

"جب میں مدینہ سے خراسان روانہ ہونے لگا تو میں نے اپنے تمام اہل و عیال کو جمع کیا اور میں نے انہیں حکم دیا کہ وہ جی بھر کر مجھے رو لیں تاکہ میں ان کے رونے کی آواز خود سن سکوں۔ بعد ازاں میں نے ان میں بارہ ہزار دینار تقسیم کیے اور ان سے کہا:۔

"میں اس کے بعد کبھی بھی اپنے اہل و عیال کے پاس واپس نہ آسکوں گا"۔

مقروض کے قرض کی ادائیگی

۲۹۔ (حذف اسناد) ابو محمد غفاری نے کہا کہ ایک مرتبہ مجھ پر بھاری قرضہ ہوگیا جس کی ادائیگی میرے بس میں نہیں تھی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس قرض کی ادائیگی میرے آقا و مولا ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضاؑ ہی کر سکتے ہیں۔

دوسرے دن میں اپنے آقا کے پاس گیا اور اجازت طلب کی۔ آپؑ نے مجھے اجازت عطا فرمائی۔ جب میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا۔

"ابو محمد! ہمیں تمہاری حاجت معلوم ہے اور ہم تمہارا قرض ادا کریں گے"۔

شام کے وقت افطاری کے لیے کھانا لایا گیا تو میں نے آپؑ کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔

پھر آپؑ نے مجھ سے فرمایا:۔

"رات یہاں بسر کرو گے یا واپس جانا پسند کرو گے؟"

میں نے کہا:۔

اگر آپؑ میری حاجت پوری کردیں تو میں واپس جانے کو ترجیح دوں گا۔

آپؑ نے چٹائی کے نیچے سے ایک مٹھی بھر کر مجھے عطا فرمائی۔ پھر میں آپؑ سے رخصت ہو کر چلا آیا اور چراغ کے قریب جا کر دینار شمار کرنے کے لیے گیا تو پہلے

Presented by www.ziaraat.com

دینار پر یہ عبارت تحریر تھی ۔

"ابو محمد! یہ پچاس دینار ہیں ۔ ان میں سے چھبیس دینار تمہارے قرض کی ادائیگی کے لیے ہیں اور چوبیس دینار تمہارے اہل و عیال کے نفقے کے لیے ہیں"۔

جب صبح ہوئی اور میں نے دوبارہ دینار گنے تو اس میں اس دینار کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا البتہ دینار پورے کے پورے پچاس ہی تھے ان میں کوئی کمی نہیں تھی ۔

اولاد کی بشارت

۳۰۔ (حذف اسناد) موسیٰ بن عمر بن بزیع کا بیان ہے کہ میرے پاس دو کنیزیں تھیں اور دونوں ہی حاملہ تھیں ۔ اور میں نے خط کے ذریعے سے امام علیہ السلام کو اس کی اطلاع دی اور درخواست کی کہ آپؑ دعا فرمائیں ان دونوں کے بطن سے اولاد نرینہ پیدا ہو اور اللہ ہمیں فرزندوں سے نوازے ۔

آپؑ نے جواب میں فرمایا:۔

"میں انشاء اللہ دعا کروں گا"۔

پھر اس کے بعد خود ہی دوسرا خط تحریر فرمایا جس میں آپؑ نے لکھا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری دنیا و آخرت بخیر فرمائے اور اپنی مہربانی کے زیر سایہ رکھے۔ تمام امور اللہ کے ہاتھ میں ہیں ۔ وہ جس کی قسمت میں جو چاہتا ہے وہی مقدر کردیتا ہے۔ تمہارے یہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا اور ایک بیٹی ۔ فرزند کا نام محمد رکھنا اور دختر کا نام فاطمہ رکھنا ۔ اس لیے کہ یہ اللہ کی عطا کردہ برکت ہے"۔

راوی کہتا ہے جیسا آپؑ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا یعنی ایک بیٹا پیدا ہوا اور ایک بیٹی۔

Presented by www.ziaraat.com

دعا کی قبولیت

۳۱۔ (محذف اسناد) حسن بن علی بن فضال سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مغیرہ نے خبر دی کہ میں پہلے واقفیہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا (یعنی امام موسیٰ کاظمؑ پر توقف کرتا تھا اور امام علی رضاؑ کو امام نہیں مانتا تھا) اور اس مسئلے پر بڑی بحث کیا کرتا تھا۔

جب میں مکہ مکرمہ گیا تو دل ہی دل میں ایک خلش پیدا ہوئی اور(بیت اللہ میں رکن یمانی کے سامنے)جاکر ملتزم کو تھاما پھر دعا کی ۔

"پروردگار تو میری نیت اورحاجت سے آگاہ ہے تو مجھے اس دین کی طرف ہدایت فرما جو سب سے بہتر ہو"۔

پھر اچانک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ مجھے امام علی رضا علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے ۔ چنانچے میں مدینہ منورہ آیا اور امام علیہ السلام کے در دولت پر حاضر ہوا اور دربان سے کہا کہ وہ امام کو بتائے کہ ایک عراقی در دولت پر حاضر ہے ۔

میں نے اسی اثنا میں امام علی رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا :۔

"عبداللہ بن مغیرہ ! اندر آجاؤ"۔

جب میں اندر گیا تو آپؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا :۔

"اللہ نے تمہاری دعا قبول کرلی اوراپنے دین کی طرف تمہاری ہدایت فرمادی۔

یہ سن کر میں نے کہا:۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ اللہ کی حجت اوراس کی مخلوقات پراللہ کے امین ہیں ۔

میرا مال مجھے واپس کرو

۳۲۔ (محذف اسناد) داؤد بن رزین کا بیان ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا میرے پاس کچھ مال تھا ۔ میں نے وہ مال آپؑ کی خدمت میں روانہ کیا۔ آپؑ نے کچھ مال رکھ لیا اور کچھ مال میرے پاس واپس بھیج دیا اور فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"جو میرے بعد اس مال کا مطالبہ کرے وہی تمہارا امام ہے"۔

جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو امام علی رضا علیہ السلام نے میرے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارے پاس اتنا اتنا مال ہے تم اسے میرے پاس روانہ کردو۔

چنانچہ میں نے مذکورہ مال آپؑ کے پاس روانہ کردیا۔

خطوط جلادیں

۳۳۔ (حذف اسناد) وشاء کا بیان ہے کہ عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث نے مجھ سے کہا:۔

"تم امام علی رضا علیہ السلام سے درخواست کرو کہ وہ میرے خطوط کو پڑھنے کے بعد چاک کردیا کریں یا جلادیا کریں تاکہ وہ کسی غیر کے ہاتھ نہ لگ جائیں"۔

وشاء کا بیان ہے کہ میرے درخواست کرنے سے پہلے ہی خود آپؑ نے مجھے تحریر فرمایا کہ اپنے ساتھی سے کہہ دو کہ میں اس کے خط پڑھنے کے بعد پھاڑ دیا کرتا ہوں یا جلادیا کرتا ہوں۔

اپنا سن وسال بتانا

۳۴۔ (حذف اسناد) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے دل میں آیا کہ جب میں ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دوں گا تو دریافت کروں گا کہ آپؑ کا سن کیا ہے؟

چنانچہ جب میں حاضر خدمت ہو کر آپؑ کے سامنے بیٹھا تو آپؑ نے میری طرف نظر اٹھائی اور فرمایا:۔

"تمہارا سن کیا ہوگا؟"

میں نے عرض کیا:۔

مولا میں آپؑ پر قربان! میرا سن یہ ہے۔

آپؑ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"میں تم سے عمر میں بڑا ہوں کیونکہ میرا سن بیالیس سال ہے"۔

میں نے عرض کی :۔

مولا میں آپؑ پر قربان ! میرا تو ارادہ تھا کہ میں دریافت کروں کہ آپؑ کا سن مبارک کیا ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"میں نے بھی تمہیں بتا دیا ہے"۔

دل میں پوشیدہ سوال کا جواب

۳۵۔ زروان (وردان خ ل) مدائنی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرا ارادہ تھا کہ آپؑ سے عبداللہ بن جعفر صادق کے متعلق دریافت کروں گا۔

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے سینے پر رکھا اور فرمایا

"اے محمد بن آدم! عبداللہ ہر گز امام نہیں تھے"۔

اس طرح آپؑ نے میرے سوال سے پہلے ہی جواب دے دیا۔

سر درد کی دعا اور لباس احرام

۳۶۔(حذف اسناد) محمد بن عیسٰی یقطینی کا بیان ہے کہ میں نے ہشام عباسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ میں ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ارادہ تھا کہ میں آپؑ سے اپنے درد سر کے لیے کوئی دعا دم کراؤں گا اور یہ بھی عرض کروں گا کہ آپؑ اپنے لباسوں میں سے دو لباس عنایت فرمائیں جن کو میں جامہ احرام کے طور پر استعمال کروں گا۔

جب میں آپؑ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے آپؑ سے بہت سے مسائل دریافت کیے۔ آپؑ نے سب کے جوابات عنایت فرمائے اور میں اپنی حاجت بھول گیا۔ اور جب میں جانے کے لیے اٹھا اور آپؑ سے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے فرمایا، بیٹھ جاؤ۔

میں بیٹھ گیا، تو آپؑ نے اپنا دست شفقت میرے سر پر رکھا اور دعا دم فرمائی پھر اپنے لباسوں میں سے دو لباس منگوائے اور مجھے عنایت فرمائے اور ارشاد فرمایا

"یہ رکھ لو، انہیں جامۂ احرام کے طور پر استعمال کرنا"۔

نیز عباسی کا بیان ہے کہ میں نے مکۂ مکرمہ میں دو سعیدی لباس اپنے فرزند کو تحفۂ دینے کے لیے بہت تلاش کیے مگر سارے مکہ میں جیسا میں چاہتا تھا ویسا لباس نہیں مل سکا۔ پھر واپسی پر مدینہ سے گزرا اور حضرت ابوالحسن الرضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں آپؑ سے رخصت ہو کر چلنے لگا تو آپؑ نے مجھے دو سعیدی پھولدار لباس عطا فرمائے اور وہ لباس ایسے ہی تھے جیسا کہ میں چاہتا تھا۔

برساتی کا ساتھ لانا

۳۷۔ (حذف اسناد) حسین بن موسیٰ کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ کے ساتھ آپؑ کی زمینوں پر جانے کے لیے نکلے۔ مطلع بالکل صاف تھا۔ اور بادل کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔ جب ہم آگے بڑھے تو آپؑ نے دریافت فرمایا:۔

"کیا تمہارے پاس برساتی بھی ہے؟"

میں نے عرض کی:۔

حضور! بھلا ہمیں برساتی کی کیا ضرورت ہے بادل کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے اور بارش کا کوئی امکان بھی نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"میں نے اپنی برساتی لے لی ہے اور تم عنقریب بھیگ جاؤ گے"۔

راوی کا بیان ہے کہ ابھی تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ایک طرف سے بادل اٹھے

Presented by www.ziaraat.com

اور اچانک بارش ہونے لگی۔بارش سے بچنے کی کوشش کے باوجود ہم سب بھیگ گئے۔

فرزند کی بشارت

۳۸۔ (حذف اسناد) موسیٰ بن عمران سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ تحریر کیا کہ آپؑ میرے بیٹے کے لیے دعا فرمائیں (وہ بیمار ہے)۔

آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

"اللہ تمہیں ایک صالح فرزند عنایت کریگا"۔

تو وہ بیٹا جو بیمار تھا مر گیا۔لیکن اس کے بعد خدا نے اسے دوسرا صالح فرزند عطا فرمایا۔

تکلیف پر صبر کرنے کی جزا

۳۹۔ (حذف اسناد) محمد بن فضیل کا بیان ہے کہ جب میں" بطن مر"(۱) پہنچا تو میرے پہلو اور پاؤں میں رشتہ کا مرض(۲)لاحق ہوگیا اور اسی حالت میں مدینہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے مجھے دیکھ کر فرمایا :۔

کیا بات ہے میں تمہیں کسی درد میں مبتلا پارہا ہوں ؟

میں نے عرض کیا:۔

مولا ! جب میں" بطن مر "پہنچا تو وہاں میرے پہلو اور پاؤں میں رشتہ کی بیماری لاحق ہوگئی ۔

آپؑ نے میرے پہلو میں جہاں درد تھا اشارہ کیا اور کچھ دم کیا پھر آپؑ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگادیا اور فرمایا اب اس جگہ کی تکلیف سے مطمئن رہو۔

اس کے بعد آپؑ نے میرے پاؤں کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے :۔

---

(۱)۔ " بطن مر "مکہ سے ایک منزل پر واقع ایک جگہ کا نام ہے ۔

(۲)۔ مرض رشتہ جس میں ڈورے کی طرح کا ایک مادہ جو ٹانگ اور پاؤں سے نکلتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

"میرے دوستوں میں سے اگر کوئی دوست کسی تکلیف میں مبتلا ہو اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار شہید کا ثواب لکھ دیتا ہے"۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم! میری خواہش ہے کہ میرا یہ پاؤں کبھی ٹھیک نہ ہو۔

ہیثم کا بیان ہے کہ وہ عمر بھر اس تکلیف کی وجہ سے لنگڑا کر چلتا رہا یہانتک کہ مر گیا۔

بہی کھاتہ روانہ کرو

۴۰۔ (حذف اسناد) حسن بن راشد کا بیان ہے کہ جب میں درختوں کے پھلوں پر گیا تو قبل اس کے کہ میں کاغذات کو دیکھوں یا اس کی طرف توجہ دوں، میرے پاس حضرت امام علی رضاؑ کا آدمی پہنچا کہ "فوراً بہی کھاتہ روانہ کرو" مگر میری قیام گاہ پر کوئی بہی کھاتہ اصلاً نہیں تھا۔ میں نے کہا، مجھے تو معلوم نہیں کہ کوئی بہی کھاتہ بھی ہے تاہم تلاش کرتا ہوں۔ میں نے ادھر ادھر تلاش کیا مگر نہ ملا۔ جب حضرت کا نوکر واپس جانے لگا تو میں نے کہا ذرا ٹھہرو! جب میں نے کچھ پھلوں کو ہٹایا تو وہ بہی کھاتہ ان کے درمیان میں پڑا ہوا مل گیا جس کا مجھے بالکل علم نہ تھا لیکن مجھے اتنا یقین ضرور تھا کہ جب حضرتؑ طلب فرما رہے ہیں تو یقیناً موجود ہوگا اسی لیے میں نے تلاش پر توجہ دی۔

مصر چلے جاؤ

۴۱۔ (حذف اسناد) ابو محمد مصری کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام (بغداد) تشریف لائے تو میں نے ایک عریضہ کے ذریعے سے آپؑ سے بغرض تجارت مصر جانے کی اجازت چاہی تو آپؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:-

ابھی کچھ دنوں تک جب تک خدا کی مشیت ہے، ٹھہرے رہو۔

Presented by www.ziaraat.com

میں دو سال تک ٹھہرا رہا۔ جب تیسرا سال آیا تو میں نے پھر عریضہ تحریر کیا اور اجازت چاہی۔

آپؑ نے اس عریضے کے جواب میں تحریر فرمایا :۔

"اللہ تمہیں یہ سفر مبارک کرے۔ اللہ نے تمہارا کام بنا دیا۔ اس لیے کہ حالات اب بدل گئے ہیں"۔

راوی کہتا ہے کہ میں مصر گیا اور وہاں خوب دولت کمائی اور ادھر بغداد میں فتنہ و فساد برپا ہوا جس سے میں محفوظ رہا۔

بیٹوں کی بشارت

۴۲۔ (حذف اسناد) احمد بن عبداللہ بن حارثہ کرخی کا بیان ہے کہ میری اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ تقریباً دس بچے مر چکے تھے۔ میں حج کے لیے گیا اور فراغت حج کے بعد حضرت ابوالحسن امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ آپؑ سرخ زعفرانی رنگ کی تہمد پہنے ہوئے نکلے۔ میں نے سلام عرض کی۔ اور دست بوسی کے بعد چند مسائل دریافت کیے۔ پھر میں نے آپؑ سے اپنی اولاد کے زندہ نہ رہنے کی شکایت کی، تو آپؑ دیر تک نیچی نگاہ کیے رہے اور دعا فرماتے رہے۔ پھر فرمایا۔

مجھے امید ہے کہ جب تم گھر واپس جاؤ گے تو تمہاری زوجہ حاملہ ہوگی اور تمہارے ہاں یکے بعد دیگرے دو فرزند پیدا ہوں گے اور زندگی بھر تم ان سے فیض اٹھاتے رہو گے۔ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ دعا قبول کرنا چاہتا ہے تو قبول ہو جاتی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے"۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں حج سے اپنے گھر واپس ہوا تو میں نے اپنی زوجہ کو جو میرے ماموں کی لڑکی ہے اسے حاملہ پایا، اس کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا۔ میں نے اس کا نام ابراہیم رکھا۔ اس کے بعد پھر حمل رہا اور دوسرا فرزند

Presented by www.ziaraat.com

پیدا ہوا ۔ میں نے اس کا نام محمد رکھا اور کنیت ابوالحسن رکھی ۔ ابراہیم تیس سال سے کچھ زیادہ کا ہوگیا تھا اور ابوالحسن چوبیس سال کا میں پھر حج کو گیا اور جب حج سے واپس آیا تو دونوں بیمار تھے ۔ میری واپسی کے بعد دو مہینے تک دونوں زندہ رہے۔شروع مہینے میں ابراہیم کا انتقال ہوا اور آخر مہینے میں محمد کا ۔ پھر وہ شخص خود ان دونوں کے بعد صرف ڈیڑھ سال تک زندہ رہا اوراس سے پہلے اس کی کوئی اولاد ایک ماہ سے زیادہ زندہ نہیں رہتی تھی ۔

ایک شخص کو وصیت کرنے کا حکم

۴۳۔ (حذف اسناد)سعید بن سعد کا بیان ہے کہ امام علی رضاعلیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھ کر اس سے فرمایا :۔

"بندۂ خدا ! جو تم چاہتے ہو اس کی وصیت کرلو اور اس چیز کی تیاری کرلو جس سے کوئی مفر(چارۂ کار)نہیں ہے"۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا۔ وہ شخص تین دن کے بعد مرگیا۔

تمہارے ہاں چھ انگلیوں والا بچہ جنم لے گا

۴۴۔ (حذف اسناد) عبداللہ محمد ہاشمی کا بیان ہے کہ میں ایک دن مامون الرشید کے پاس گیا ۔ اس نے مجھے بٹھایا اور جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے ، سب کو رخصت کردیا ۔ پھر کھانا منگوایا اور مجھے کھانا کھلایا اور مجھ سے دلجوئی کی باتیں کیں ۔ پھر سامنے پردہ کھینچنے کا حکم دیا اور جب پردہ کھینچ دیا گیا تو آگے بڑھا اور اس نے پس پردہ مستورات سے کہا :۔

" برائے خدا ، وہ طوس والا شعر سنانا"۔

انہوں نے وہ شعر پڑھنا شروع کردیا جس کا ایک مصرعہ یہ تھا ۔

سقیاً بطوس و من اضحی بھا قطنا

من عترة المصطفیٰ ابقالنا حزنا

Presented by www.ziaraat.com

"اللہ طوس کو شاد و آباد رکھے اور عترت رسولؐ میں سے اس ذات کو بھی جس نے ہمیں غمگین چھوڑا اور طوس میں آ کر مقیم ہو گیا"۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ شعر سن کر مامون رویا اور مجھ سے کہا :۔

اے عبداللہ ! کیا ہمارے اور تمہارے خاندان والے ہمیں ملامت کرتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضاؑ کو اپنا ولی عہد کیوں مقرر کیا ؟

اچھا سنو ! خدا کی قسم میں تمہیں اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں جس سے تمہیں حیرت ہو گی اور وہ یہ ہے کہ میں ایک دن ان کے پاس گیا اور ان سے کہا ۔

فرزند رسولؐ ! میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ آپؑ کے آباء و اجداد موسیٰ و جعفر و محمد ، علی بن الحسین علیہم السلام کے پاس قیامت تک جو ہونے والا ہے یا جو اس سے پہلے ہو چکا ہے ، ان سب کا علم تھا ۔ اور آپؑ بھی ان کے ہی وصی اور وارث ہیں اور آپؑ کے پاس آپؑ کے بزرگوں کا علم موجود ہے۔ آج مجھے آپؑ سے ایک درخواست کرنی ہے۔

امام علیہ السلام نے مجھ سے دریافت فرمایا :۔

بتاؤ تمہیں کیا حاجت ہے ؟

میں نے کہا :۔

میری ایک نہایت ہی پسندیدہ کنیز ہے اور میں اپنی تمام کنیزوں میں سے کسی کو اس پر ترجیح نہیں دیتا ۔ صورت حال یہ ہے کہ وہ کئی مرتبہ حاملہ ہوئی ہے مگر ہر بار اس کا حمل ساقط ہو گیا۔ اور اب بھی وہ حاملہ ہے۔ آپؑ اس کے لیے کوئی ایسا علاج بتائیں جس سے اس کا حمل سلامت رہے ۔

آپؑ نے فرمایا :۔

"تم اسقاط سے نہ ڈرو۔ حمل سلامت رہے گا اور اس کے بطن سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہو گا جو شکل و صورت میں اپنی ماں سے مشابہ ہو گا ۔ اس کے دائیں ہاتھ میں ایک زائد انگلی ہو گی جو بالکل سیدھی ہو گی اور اس کے بائیں پاؤں میں ایک

Presented by www.ziaraat.com

انگلی ہوگی جو ڈھیلی ڈھالی ہوگی"۔

یہ سن کر میں نے دل میں کہا:۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جب وقت حمل پورا ہوا تو اس کنیز کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو اپنی ماں کے مشابہ تھا اور آپؑ کے فرمان کے مطابق اس کے دائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں اور بائیں پاؤں کی بھی چھ انگلیاں تھیں۔

اب تم مجھے بتاؤ کہ اس ولی عہدی کی تقرری پر کیا میں پھر بھی لائق ملامت ہوں ؟

یہ حدیث کافی طویل ہے جس میں سے ہم نے بقدر ضرورت تحریر کردی ہے

ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم

مصنف کتاب ہذا کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے یہ پیش گوئی اس علم کی وجہ سے فرمائی تھی جو انہیں رسول خداؐ سے بطور میراث ملا تھا۔ جبریل امینؑ نے حکم خداوندی سے آنحضرتؐ کو بنی امیہ و بنی عباس کے سلاطین کے حالات بتائے تھے اور اسی وجہ سے حضرتؑ نے مذکورہ پیش گوئی فرمائی تھی۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 48

خاندان بکار پر بدعا اور اس کا اثر (۱)

۱۔ (بحذف اسناد) علی بن محمد نوفلی کا بیان ہے کہ زبیر بن بکار سے طالبین میں کسی شخص نے قبر رسولؐ اور منبر رسولؐ کے درمیان حلف اٹھوالیا۔ اس کے حلف اٹھاتے ہی اس کے جسم پر سفید داغ نکل آئے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے خود دیکھا ہے اس کی پنڈلیوں اور قدموں پر برص کے سفید داغ تھے اور اس کے والد بکار نے امام علی رضا علیہ السلام پر کسی معاملے میں ظلم کیا تو آپؑ نے اس کے لیے بد دعا کی اور اسی وقت قصر سے ایک پتھر اس کی گردن پر گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور اس کے والد یعنی عبداللہ بن مصعب نے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کا امان نامہ ہارون رشید کے سامنے چاک کردیا اور کہا یہ کل میرے بھائی کے ساتھ گیا تھا اور ان کی شان میں اشعار پڑھے تھے اس نے انکار کیا تو یحییٰ نے اس سے حلف اٹھوایا کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اگر ہو تو جلد سے جلد کسی عقوبت اور سزا میں گرفتار ہو جاؤں۔

اس کے ساتھ ہی اس کو بخار چڑھا اور تین دن کے اندر مر گیا اور اس کی قبر بار بار زمین میں دھنستی رہی۔

یہ روایت طویل ہے جس میں سے بقدر ضرورت ہم نے نقل کی ہے۔

---

(۱)۔ یہ باب ایک روایت پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 49

آپؑ کی پیش گوئی کہ آپؑ بغداد نہ جا سکیں گے (۱)

ا۔ (محذف سناد) محمد بن ابی عباد کا بیان ہے کہ ایک دن مامون نے امام علیہ السلام سے کہا :۔

ہم انشاء اللہ بغداد میں داخل ہوں گے تو فلاں فلاں کام کریں گے ۔

آپؑ نے فرمایا :۔

"امیرالمومنین ! بس آپ ہی بغداد میں داخل ہوں گے"۔

پھر میں آپؑ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا تو میں نے آپؑ سے عرض کی ۔

مولا ! میں نے آپؑ سے ایک ایسی چیز سنی جس نے مجھے غمگین کر دیا ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"حسین ! میرا اور بغداد کا بھلا آپس میں کیا تعلق ہے ۔ میں بغداد نہ دیکھ پاؤں گا اور بغداد مجھے نہ دیکھ سکے گا"۔

---

(۱)۔ یہ باب ایک روایت پر مشتمل ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 50

آل برمک کے لیے بد دعا اور پیش گوئی کہ رشید آپؑ کو کوئی اذیت نہ دے سکے گا (۱)

۱۔ (حذف اسناد) محمد بن فضیل کا بیان ہے کہ جس سال ہارون الرشید نے آل برمک پر سختی کی تو سب سے پہلے جعفر بن یحییٰ سے سختی شروع کی اور یحییٰ بن خالد کو قید میں ڈال دیا اور آل برمک پر جو مصیبت ٹوٹی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ امام علی رضا علیہ السلام نے عرفہ میں کھڑے ہو کر آل برمک کے لیے بد دعا کی تھی۔ آپؑ نے عرفہ میں کچھ دیر کے لیے سر جھکایا۔ آپؑ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا :۔

"برامکہ نے میرے والد علیہ السلام کے ساتھ جو بد سلوکی کی تھی اس کے لیے میں ان پر بد دعا کیا کرتا تھا۔ آج اللہ نے میری بد دعا سن لی"۔

ابھی واپسی کو چند ہی دن گزرے تھے کہ جعفر اور یحییٰ پر سختی ہوئی اور ان کے حالات بدل گئے۔

آل برمک کو معلوم نہیں کہ اس سال ان پر کیا گزرے گی

۲۔ (حذف اسناد) مسافر کا بیان ہے کہ میں امام علی رضا علیہ السلام کے ساتھ مقام منیٰ میں تھا کہ ادھر سے یحییٰ بن خالد کا گزر ہوا اور اس کے ساتھ آل برمک کے بہت سے افراد تھے۔ انہیں دیکھ کر آپؑ نے فرمایا :۔

"آہ ! ان بے چاروں کو معلوم نہیں کہ اس سال ان پر کیا گزرے گی"۔

پھر فرمایا :۔

"اس سے زیادہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ میں اور ہارون دونوں اس طرح اکٹھے ہوں گے"

(۱)۔ یہ باب چار روایات پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

پھر آپؑ نے دونوں انگلیاں ملا کر اشارہ کیا۔

آل ابوطالب کے متعلق ہارون الرشید کا حلفیہ بیان

۳۔ (حذف اسناد) جعفر بن یحییٰ کا بیان ہے کہ جب ہارون الرشید مقام رقہ سے مکۂ مکرمہ کو جارہا تھا، تو میں نے عیسیٰ بن جعفر کو ہارون سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ آل ابی طالبؑ کے متعلق آپ نے جو کچھ حلفیہ طور پر کہا تھا اسے یاد کریں۔

آپ نے حلفاً کہا تھا کہ اب موسیٰ بن جعفر کے بعد اگر کسی ایک نے بھی امامت کا دعویٰ کیا تو میں اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کی گردن اڑا دوں گا۔

اور اب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے فرزند علی بن موسیٰ نے امر امامت کا دعویٰ کیا ہے اور ان کے متعلق بھی وہی سب کچھ کہا جاتا ہے جو ان کے والد کے لیے کہا جاتا تھا۔

یہ سن کر ہارون نے عیسیٰ بن جعفر کی طرف غصے کی نظر سے دیکھا اور کہا، تمہاری رائے اور خواہش یہ ہے کہ اب میں ان میں سے سب ہی کو تہ تیغ کردوں؟

موسیٰ کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور مذکورہ واقعہ بیان کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا:۔

"میرا ان لوگوں سے کیا واسطہ ہے۔ وہ لوگ ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے"۔

ہارون اپنی پوری کوشش صرف کر کے دیکھ لے وہ مجھ پر کوئی تسلط حاصل نہ کرسکے گا

۴۔(حذف اسناد) صفوان بن یحییٰ کا بیان ہے جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی وفات ہوئی اور امام علی رضا علیہ السلام نے امامت کا اعلان کیا تو میں نے آپؑ سے کہا:۔

مولا! آپؑ نے ایک امر عظیم کا دعویٰ کیا ہے اور ہمیں آپؑ کے متعلق اس طاغوت (ہارون) سے خطرہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے فرمایا:۔

"وہ اپنی پوری کوشش صرف کر کے دیکھ لے وہ مجھ پر کوئی تسلط حاصل نہ کر سکے گا۔

صوان نے کہا:

ہمیں ایک مستند شخص نے بتایا ہے کہ یحییٰ بن خالد برمکی نے طاغوت (ہارون) سے کہا تھا کہ موسیٰ کاظمؑ کے فرزند علیؑ امامت کا دعویٰ کر چکے ہیں۔

ہارون نے کہا:۔

تو کیا جو بد سلوکی ہم اس کے والد سے کر چکے ہیں وہ ظلم ہمارے لیے کافی نہیں ہے اور کیا تمہاری نیت یہ ہے کہ ہم سب کو ہی قتل کر دیں؟

واضح رہے کہ برامکہ آل محمدؐ کے دشمن تھے اور ان سے عداوت کا اظہار کیا کرتے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 51

ہارون کے ساتھ ایک مکان میں دفن ہونے کی پیش گوئی (۱)

۱۔ (حذف اسناد) موسیٰ بن مہران کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو مسجد نبوی میں دیکھا وہاں اس وقت ہارون خطبہ دے رہا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

"کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اور ہارون ایک ہی مکان میں دفن ہوں گے؟"

میں اور ہارون دونوں اکھٹے ہوں گے

۲۔ (حذف اسناد) محمد بن فضیل کا بیان ہے اس نے ایک ایسے شخص سے سنا جس نے امام علی رضا علیہ السلام سے یہ جملے سنے تھے کہ آپؑ منیٰ یا عرفات میں بار بار ہارون کو دیکھتے تھے اور آپؑ نے اسے دیکھ کر فرمایا:۔

"میں اور ہارون دونوں یوں اکھٹے ہوں گے۔ پھر آپؑ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا"۔

راوی کہتا ہے کہ ہمیں آپؑ کے فرمان کا مطلب اس وقت سمجھ میں آیا جب ہم نے آپؑ کو طوس میں ہارون کے پہلو میں دفن کیا۔

کیونکہ مامون نے حکم دیا تھا کہ امام علی رضاؑ کو ہارون کے پہلو میں دفن کیا جائے۔

---

(۱) یہ باب دو روایات پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 52

اپنی زہر خورانی اور ہارون کے پہلو میں دفن ہونے کی پیش گوئی (۱)

ا۔(محذف اسناد) عبد السلام بن صالح ہروی کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا :۔

"عنقریب زہر کے ذریعے سے مجھے مظلوم بنا کر قتل کردیا جائے گا اور مجھے ہارون کے پہلو میں دفن کر دیا جائے گا ۔ اللہ تعالیٰ میری قبر کو میرے شیعوں اور میرے محبت کرنے والوں کیلئے آمدورفت کا مقام بنائے گا ۔جو میری مسافرت میں آ کر میری زیارت کرے گا تو قیامت کے دن اس کیلئے میری زیارت واجب ہو جائے گی ۔

اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نبوت کے ذریعے سے سرفراز کیا اور انہیں اپنی تمام مخلوق میں منتخب کیا جو بھی شخص میری قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھے گا وہ جب خدا کے حضور حاضر ہو گا تو مغفرت کا مستحق ہو گا ۔

اس ذات کی قسم جس نے محمدؐ مصطفیٰ کے بعد ہمیں امامت سے سرفراز کیا اور ہمیں وصیت سے مخصوص کیا میرے روضے کے زائرین خدا کے حضور حاضر ہونے والوں میں تمام وفود سے زیادہ محترم ہوں گے۔جو بھی مومن میرے روضے کی زیارت کرے اوران کے چہرے پر پسینہ کا صرف ایک قطرہ آ جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے جسم پر دوزخ کوحرام قراردے گا ۔

باب53

اہل ایمان واہل نفاق کی صحیح پہچان (۲)

ا۔ (محذف اسناد) عبدالرحمٰن بن ابی نجران کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے ایک دوست کو خط لکھا اور آپؑ نے وہ خط مجھے بھی پڑھنے کے لیے دیا ۔ اس خط میں یہ عبارت تحریر تھی ۔

"ہم جب کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو ہم اس کی حقیقت ایمان یا حقیقت نفاق کو پہچان لیتے ہیں"۔

---

(۱) ۔ یہ باب ایک روایت پر مشتمل ہے ۔ (۲)۔ یہ باب ایک حدیث پر مشتمل ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

باب54

آپؑ تمام زبانیں جانتے تھے(۱)

۱۔ (حذف اسناد) یاسر خادم کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ کے غلاموں میں سے کچھ غلام صقلبی اور رومی بھی تھے اور آپؑ ان کی زبانوں سے بخوبی واقف تھے۔

ایک مرتبہ رات کے وقت آپؑ کے صقلبی اور رومی غلام اپنی زبانوں میں محو گفتگو تھے اور امام علی رضاعلیہ السلام ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ وہ آپس میں کہہ رہے تھے کہ ہم وطن میں ہر سال دو مرتبہ فصد کھلوایا کرتے تھے۔ لیکن یہاں فصد نہیں کھلوا سکے۔

جب رات گذر گئی تو آپؑ نے طبیب کو بلا کر اس سے فرمایا۔

"میرے فلاں غلام کی فلاں رگ کا فصد کھول دو اور فلاں غلام کی فلاں رگ کا فصد کھول دو اور مجھ سے فرمایا، یاسر! تم فصد نہ کھلوانا۔

یاسر کا بیان ہے کہ میں نے فصد کھلوائی تو میرا ہاتھ متورم اور سرخ ہوگیا۔

آپؑ نے اس سے دریافت فرمایا:۔

اے یاسر! تمہیں یہ کیا ہوگیا ہے؟

میں نے عرض کیا:۔

مولا! میں نے فصد کھلوائی تو میرا ہاتھ سرخ اور متورم ہو گیا۔

آپؑ نے فرمایا: ۔

"کیا میں نے تمہیں فصد کھلوانے سے منع نہیں کیا تھا؟ اچھا اب تم میرے قریب آؤ اور ہاتھ دکھاؤ"۔

پھر آپؑ نے میرے ہاتھ پر اپنا دست شفقت پھیرا اور لعاب دہن لگایا۔

(۱)۔یہ باب تین روایات پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

پھر ہدایت فرمائی کہ رات کے وقت کھانا کھانا چھوڑ دو۔

میں نے ایک عرصے تک رات کو کھانا نہیں کھایا مگر ایک دفعہ بھول کر کھا لیا تو میری پھر وہی حالت ہو گئی۔

آپؑ مفصل طریقے سے سمجھاتے تھے

۲۔ (حذف اسناد) ابو ہاشم جعفری سے روایات ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو الحسن علی بن موسیٰ رضا کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا آپؑ نے اپنے ایک غلام کو صقلبی اور فارسی زبان میں آواز دی۔ اور کبھی کبھی میں اپنے غلام کو بھی فارسی زبان سیکھنے کیلئے بھیج دیا کرتا تھا۔ آپ اسے اس طرح تعلیم فرماتے کہ وقت نہ ہوتی اور کبھی دقت پیش بھی آتی تو آپؑ اس کو مفصل طریقے سے سمجھا دیتے تھے۔

فصل الخطاب کیا ہے؟

۳۔ (حذف اسناد) ابو صلت ہروی کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام ہر شخص سے اس کی مادری زبان میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ اور خدا کی قسم! آپؑ ہر زبان کو اہل زبان سے زیادہ جانتے تھے اور اس سے زیادہ فصیح لہجے میں گفتگو فرماتے تھے۔

ایک دن میں نے عرض کیا:۔

فرزند رسولؐ! یہ ساری زبانیں آپس میں مختلف ہیں مگر مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ آپؑ ہر زبان جانتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"اے ابو صلت! میں اللہ کی طرف سے اس کی مخلوق پر حجت ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ یہ کبھی نہیں کرتا کہ وہ کسی قوم پر ایسے شخص کو حجت بنائے جو اس قوم کی زبان نہ جانتا ہو۔ کیا تم نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ ہم کو فصل الخطاب عطا کیا گیا ہے۔ تو فصل الخطاب اور کیا ہے یہی تمام زبانوں تو کا جاننا ہی تو ہے"۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 55

حسن بن علی وشاء کے سوالوں کے جوابات (۱)

۱۔ (حذف اسناد) حسن بن علی وشاء کا بیان ہے کہ میں ابتدا میں واقفیہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا اور میں امام علی رضا علیہ السلام کی امامت کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔

ایک مرتبہ میں نے ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام کی چند احادیث جمع کیں اور ان سے متعلق بہت سے مسائل ایک کتابچے میں لکھے پھر میں امام علی رضا علیہ السلام کے امتحان کی غرض سے ان کی دہلیز پر پہنچا مگر آپؑ کے آستانے پر بہت سے لوگ جمع تھے اور سب کے سب آپؑ کی زیارت کے منتظر تھے۔ اور میں آپؑ کی چوکھٹ پر کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ کس طرح سے اذنِ باریابی حاصل کروں۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک غلام حویلی سے باہر آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور اس نے آتے ہی آواز دے کر کہا:۔

"تم میں سے حسن بن علی وشاء بن بنت الیاس بغدادی کون ہے؟"

میں نے کہا:۔

وہ میں ہوں۔

غلام نے وہ کتاب مجھے دی اور کہا:۔

"مجھے حکم ملا ہے کہ یہ کتاب تم تک پہنچاؤں۔ یہ کتاب لے لو"۔

میں نے وہ کتاب لی اور دور جا کر بیٹھ گیا اور اس کتاب کو پڑھنے لگا۔ اس کتاب میں میرے تمام سوالوں کے ترتیب وار جوابات لکھے ہوئے تھے۔

امام علیہ السلام کا یہ معجزہ دیکھ کر میں نے مذہب واقفیہ کو خیرباد کہا اور آپؑ کی امامت کو تسلیم کر لیا۔

---

(۱) یہ باب ایک روایت پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ابن وشاء سے کپڑے کا مطالبہ

ا۔(محذف اسناد) حسن بن علی وشاء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ امام علی رضا علیہ السلام کا ایک غلام حضرتؑ کا رقعہ لے کر میرے پاس آیا اور رقعہ میں آپؑ نے تحریر کیا تھا۔

"فلاں علاقے کا فلاں کپڑا میرے پاس روانہ کرو"۔

میں نے جواب میں عریضہ لکھا کہ اس طرح کا کوئی کپڑا میرے پاس موجود نہیں ہے۔

کچھ دیر کے بعد حضرتؑ کا غلام میرے پاس آیا اور کہا:۔

"مولا تم سے وہی کپڑا طلب کرتے ہیں"۔

میں نے عرض کیا:۔

میرے پاس اس طرح کا کوئی کپڑا نہیں ہے۔

پھر تیسری مرتبہ غلام میرے پاس آیا اور کہا:۔

"مولا تم سے وہی کپڑا طلب کررہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ وہ کپڑا تمہارے پاس موجود ہے"۔

حسن بن علی وشاء کہتے ہیں کہ پھر مجھے یاد آیا کہ ایک عرصہ قبل ایک شخص میرے پاس اس طرح کا کپڑا فروخت کی غرض سے رکھ گیا تھا جو کہ مجھے بالکل یاد نہیں رہا۔ میں اٹھا اور تمام تھان ہٹاکر دیکھا تو مولا کا مطلوبہ کپڑا اس کے نیچے سے برآمد ہوا۔ میں نے وہ کپڑا آپؑ کی خدمت میں روانہ کردیا۔

مشورہ پر عمل نہ کرنے والے کا انجام

ا۔ (محذف اسناد) صفوان بن یحییٰ کا بیان ہے کہ میں امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ حسین بن خالد صیرفی آپؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا

میں آپؑ پر قربان جاؤں ! میں " اعوض" جانا چاہتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"جب خدا نے تمہیں عافیت عطا کی ہے تو اسی پر قناعت کرو"۔

مگر اس نے حضرتؑ کے مشورہ کو نہ مانا اور " اعوض" کی طرف چل پڑا۔ راستے میں ڈاکہ پڑ گیا اور اس کی تمام تر پونجی لٹ گئی۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 56

ابو قرہ صاحب جاثلیق کے سوال کا جواب (۱)

۱۔ (حذف اسناد) صفوان بن یحییٰ صاحب السابری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابو قرہ جاثلیق نے مجھ سے کہا تم میرے لیے امام علی رضا علیہ السلام سے اذن باریابی طلب کرو۔

میں نے امام علیہ السلام سے اس کے لیے اجازت طلب کی تو آپؑ نے اجازت دے دی۔

وہ جب آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے ازراہِ ادب آپؑ کی مسند کا بوسہ لیا۔ اور کہنے لگا کہ ہمارے دین میں یہ حکم ہے کہ ہم اپنے دور کے بزرگوں کا اسی طرح سے احترام کریں۔

پھر اس نے آپؑ سے کہا:۔

اللہ تعالیٰ آپؑ کو سلامت رکھے ایک فرقہ ایک بات کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا فرقہ ان کی صداقت کی گواہی دیتا ہے تو آپؑ اس پہلے فرقے کے دعوے کے متعلق کیا فرمائیں گے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

" ان کا دعویٰ ثابت ہے"۔

اس نے کہا:۔

ایک اور فرقہ اسی طرح کا دعویٰ کرتا ہے لیکن ان کے دعوے کی تائید ان کے اپنے افراد کے علاوہ دوسرا فرقہ نہیں کرتا ، تو آپؑ اس فرقے کے دعوے کے متعلق کیا کہیں گے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

---

(۱)۔ یہ باب ایک روایت پر مشتمل ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

"ان کا دعویٰ ثابت نہ ہو سکے گا"۔

یہ سن کر اس نے کہا:۔

ہم نے دعویٰ کیا کہ حضرت مسیح روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور مسلمانوں نے اس کی تصدیق کی۔ (لہٰذا ہمارا دعویٰ سچا ثابت ہو گیا)

اور مسلمانوں نے دعویٰ کیا کہ محمدؐ نبی ہیں مگر ہم نے ان کی تائید نہیں کی۔ اب صورت حال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ پر اتفاق ہے اور حضرت محمدؐ پر اختلاف ہے۔ اب آپ یہ بتائیں کہ ہمیں پیروی اجماع کی کرنی چاہیے یا افتراق کی؟

امام علی رضا علیہ السلام نے اس سے فرمایا:۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

اس نے کہا:۔

میرا نام یوحنا ہے۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"یوحنا سن لو! ہم اس عیسیٰ بن مریم روح اللہ اور کلمۃ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں جو محمد مصطفیٰؐ پر ایمان رکھتے تھے اور جو ان کی بشارت دیا کرتے تھے اور جو اپنے متعلق عبد مربوب ہونے کے دعویدار تھے۔

اور اگر تم کسی ایسے عیسیٰ بن مریم کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ تسلیم کرتے ہو جو محمد مصطفیٰؐ پر ایمان نہیں لائے تھے اور جس نے آنحضرتؐ کی بشارت نہیں دی تھی اور جس نے اپنے متعلق عبد مربوب ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو ہم ایسے عیسیٰ سے بیزار ہیں۔ ذرا مجھے بتاؤ تو سہی کہ ہم جمع ہوئے ہی کب ہیں؟"

آپؑ کا یہ جواب سن کر وہ کھڑا ہو گیا اور صفوان بن یحییٰ سے کہا اٹھو، چلیں۔ اس مجلس نے ہمیں کوئی فائدہ نہیں دیا۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 57

مسئلۂ امامت کے متعلق دربار مامون میں یحییٰ بن ضحاک سمرقندی کا جواب (۱)

۱۔ (حذف اسناد) محمد بن یحییٰ صولی کا بیان ہے کہ مامون ہمیشہ اس بات کی کوشش کیا کرتا تھا کہ امام علی رضا علیہ السلام کسی نہ کسی طرح سے دلائل میں مغلوب ہو جائیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مامون کے پاس علمائے متکلمین جمع تھے اور مامون نے ان سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم ان سے مسئلۂ امامت پر گفتگو کرو۔

(دربار آراستہ ہوا اور امام علیہ السلام دربار میں تشریف لائے)

آپؑ نے ان علماء سے کہا:۔

تم لوگ اپنے میں سے کسی ایک شخص کا انتخاب کرلو اور جس چیز کو وہ مان لے تو تم بھی مان لو۔

چنانچہ علماء نے اپنی محفل میں سے یحییٰ بن ضحاک سمرقندی کا انتخاب کیا اور وہ اس وقت خراسان کا سب سے بڑا عالم سمجھا جاتا تھا۔

اس نے امام علیہ السلام سے کہا:۔

آپؑ بھلا اس شخص کے لیے دعوائے امامت کیسے کرتے ہیں جس نے امامت نہیں کی اور جس نے امامت کی ہے آپؑ نے اس کو کیوں چھوڑ رکھا ہے؟

اس کے جواب میں آپؑ نے فرمایا:۔

یحییٰ! مجھے یہ بتاؤ کہ جو شخص اپنے متعلق کسی جھوٹ بولنے والے کی تصدیق کرے یا اپنے متعلق کسی سچ بولنے والے کی تردید کرے، تو کیا ایسا تصدیق کرنے والا حق پر ہوگا یا ایسا تردید کرنے والا باطل پر ہوگا؟

یہ سوال سن کر یحییٰ خاموش ہوگیا۔

مامون نے اس سے کہا:۔

یحییٰ! جواب دو۔

---

(۱)۔ یہ باب ایک حدیث پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اس نے کہا:۔

امیر المومنین (مامون) بہتر ہے کہ مجھے جواب سے معذور ہی سمجھیں ۔

مامون نے کہا:۔

ابوالحسنؑ ! آپؑ ہمیں بتائیں کہ آپؑ اس سوال کے ذریعے سے آخر کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

یحییٰ کو اپنے بزرگوں کے متعلق یہ جواب دینا چاہیے کہ انہوں نے اپنے متعلق سچ کہا تھا یا جھوٹ کہا تھا ؟

اگر یحییٰ کا یہ خیال ہو کہ انہوں نے جھوٹ کہا تھا تو کسی جھوٹے کو امامت کا حق ہی نہیں ہے ۔

اور اگر اس کا یہ خیال ہے کہ انہوں نے سچ کہا تھا تو پہلے نے کہا تھا ۔

" مجھے تمہارا والی بنایا گیا ہے ۔ میں تم سے بہتر نہیں ہوں "۔

اور ثانی نے اول کے متعلق کہا تھا:۔

"اس کی بیعت بلاسوچے سمجھے عمل میں آئی تھی اور اب اگر کوئی ایسا کرے تو اس کو قتل کر دینا"۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ ثانی کا فیصلہ ہے جو بھی اس(اول) کی طرح سے حکومت حاصل کرے تو وہ واجب القتل ہے ۔

اب جو شخص لوگوں سے افضل نہ ہو اور افضل ہو تو بھلا کیسے کیونکہ فضیلت کا دارو مدار علم اور جہاد پر ہے اور اس کے ساتھ دوسرے فضائل کی بھی ضرورت ہے جو کہ اس میں موجود نہ تھے ۔

اور اس کے ساتھ جس کی بیعت اس قدر فلتۃً واقع ہوئی ہو کہ اگر اس کے بعد کوئی ایسا کرے تو وہ واجب القتل قرار پائے ، تو ایسے شخص کو یہ اختیار ہی کیسے حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بعد کسی اور کو اپنا جانشین نامزد کرتا جائے ؟

اور جو شخص خود منبر پر علانیہ یہ کہتا ہو ۔

"ایک شیطان ایسا ہے جو مجھ پر مسلط ہو جاتا ہے لہٰذا جب تم مجھے ٹیڑھا دیکھو تو سیدھا کر دینا۔ اور جب میں غلطی کروں تو میری رہنمائی کر دیا کرو"۔

اب اگر یحییٰ ان کی سچائی کی تصدیق کرے تو وہ اپنے اقوال کی وجہ سے لائق

Presented by www.ziaraat.com

امامت نہیں ہیں اگر یہ ان کی تردید کرے تو یہ ان کا پیروکار ہی نہیں ہے ۔
یحییٰ کے پاس حضرتؑ کے سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ مامون نے آپؑ کا برجستہ جواب سن کر تعجب کیا اور اس نے کہا:۔
ابوالحسن! روئے زمین پر آپؑ کی دلیل سے کوئی بہتر دلیل دینے والا نہیں ہے ۔

باب 58

حضرتؑ کا اپنے بھائی زید النار سے خطاب اور جو شیعوں سے بدسلوکی روا رکھے اسکے متعلق آپؑ کا فرمان (۱)

اولاد فاطمہؑ اور نار جہنم

۱۔ (بحذف اسناد) حسن بن موسیٰ علی وشاء بغدادی کا بیان ہے کہ میں خراسان کے اندر حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی مجلس میں موجود تھا اور وہاں زید بن موسیٰ بھی تھے وہ اہل مجلس سے مخاطب تھے اور ان پر فخر کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم وہ لوگ ہیں اور ہم وہ لوگ ہیں اور ادھر حضرت امام علی رضا علیہ السلام کچھ دوسرے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے ۔ جب زید کی باتیں سنیں تو ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا:۔

"اے زید ! کیا تم کو اہل کوفہ کے ناقلین روایت کے اس قول نے دھوکے میں مبتلا کر دیا کہ " حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہا چونکہ صاحب عصمت وعفت ہیں اس لیے اللہ نے ان کی ذریت پر جہنم کو حرام کر دیا ہے " ؟

خدا کی قسم یہ سوائے امام حسنؑ اور بطن فاطمہؑ سے جو ائمہؑ پیدا ہوئے اور کسی کے لیے نہیں ہے ۔ لیکن اگر یہ ہو کہ موسیٰ بن جعفرؑ اللہ کی اطاعت کر رہے ہیں۔ دن بھر روزہ رکھ رہے ہیں ، رات بھر عبادت کر رہے ہیں اور تم اللہ کی معصیت اور اس کی نافرمانی کر رہے ہو ۔ پھر دونوں قیامت میں پہنچیں اور دونوں برابر ہو جائیں تو اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ تم اللہ کے نزدیک زیادہ معزز ہو ۔

---

(۱)۔ یہ باب گیارہ احادیث پر مشتمل ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ " ہم میں جو نیکو کار ہیں ان کو دہرا ثواب ملے گا اور جو خطا کار ہیں ان کو دہرا عذاب ملے گا"۔

حسن بن وشاء کا بیان ہے کہ پھر آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا :۔

اے حسن ! بتاؤ تم لوگ اس آیت کو کس طرح پڑھتے ہو ۔

يَا نُوحُ اِنَّهُ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ۔(ہود۔۴۶)

میں نے عرض کیا:۔

کچھ لوگ اس کو **اِنَّهُ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ** پڑھتے ہیں اور کچھ لوگ اس کو **اِنَّهُ عَمَلُ غَيۡرُ صَالِحٍ** پڑھتے ہیں وہ حضرت نوحؑ کے والد ہونے ہی سے انکار کرتے ہیں ۔

تو آپؑ نے فرمایا:۔

"نہیں نہیں وہ حضرت نوحؑ ہی کا فرزند تھا۔ مگر چونکہ اس نے اللہ کی نافرمانی کی اس لیے اللہ نے اس کو حضرت نوحؑ کا بیٹا ہونے سے انکار کردیا ۔ پس اس طرح ہم میں سے بھی جو شخص اللہ کی اطاعت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں اور تم اگر اللہ کی اطاعت کرتے ہو تو تم اہل بیتؑ میں سے ہو"۔

زیدالنار

۲۔ (بحذف اسناد) ابن ابی عبدون نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ۱۹۹ھ میں زید بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بصرہ میں خروج کیا اور عباسیوں کے گھروں کو نذر آتش کردیا ۔ جس کی وجہ سے انہیں " زیدالنار " کہا جانے لگا۔

جب یہ گرفتار کر کے مامون کے سامنے لائے گئے تو مامون نے ان سے کہا۔

اے زید ! اگر تمہیں آگ لگانی مقصود تھی تو بنی امیہ ، بنی ثقیف بنی عدی ، بنی باہلہ اور آل زید کے گھروں کو لگاتے ۔ کیونکہ یہ خاندان تمہارے خاندان کے دشمن ہیں ۔ لیکن یہ تم نے کیا کیا دشمنوں کے گھروں کو چھوڑ کر اپنے چچا زاد بھائیوں کے گھروں کو جلادیا ؟

زید پُر مزاح آدمی تھے انہوں نے برجستہ کہا:۔

امیرالمومنین ! غلطی ہوگئی ۔ اب جب آگ لگاؤں گا تو پہلے انہی لوگوں کے گھروں سے ابتدا کروں گا ۔

مامون یہ سن کر ہنسنے لگا۔ پھر انہیں ان کے بھائی حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ

Presented by www.ziaraat.com

الرضاؑ کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ زید کے جرم کا میں نے آپؑ کو اختیار دیا۔

جب لوگ انہیں لے کر امام علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو آپؑ نے انہیں بہت جھڑکا اور رہا کردیا مگر آپؑ نے حلف اٹھا کر کہہ دیا۔

"میں پوری زندگی ان سے کبھی بات نہ کروں گا"

زید کے خروج کی تفصیل

۳۔ ابوالخیر علی بن احمد نسابہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ زید بن موسیٰ کاظم علیہ السلام منتصر کے ندیم اور مصاحب تھے اور بڑے خوش گفتار تھے یہ زیدیہ خیالات کے مالک تھے اور بغداد میں نہر کرخایا پر قیام کیا کرتے تھے۔ یہی وہ زید ہیں جو ابوسرایا کے دور میں کوفہ کے اندر تھے اور اس نے ان کو کوفہ کا والی مقرر کیا تھا۔ اورجب ابوسرایا قتل ہوگئے تو طالبین منتشر ہوگئے۔ کچھ بغداد جاکر چھپے رہے۔ اور کچھ کوفہ اور کچھ مدینہ واپس چلے گئے۔ اور انہی روپوش ہونے والوں میں زید بن موسیٰ بھی تھے۔

حسن بن سہل نے ان کو تلاش کرنے کا حکم دیا جب مل گئے تو انہیں حسن بن سہل کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے انہیں قید کا حکم دے دیا۔ چند دن بعد انہیں گردن زدنی کے لیے پیش کیا گیا۔ جلاد نے ان کے قتل کے لیے تلوار کھینچ لی۔ جب جلاد قریب پہنچا تو انہوں نے پکار کر کہا:۔

ایہا الامیر! اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرے قتل میں اتنی جلدی نہ کریں ٹھہر جائیں۔ مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔

حسن بن سہل نے جلاد کو رک جانے کا اشارہ کیا۔ جلاد رک گیا۔

انہوں نے کہا:۔

ایہا الامیر! یہ جو آپ نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے تو کیا اس کے متعلق امیر المومنین کی طرف سے آپ کو کوئی حکم پہنچا ہے؟

حسن بن سہل نے کہا:۔ نہیں

پھر انہوں نے کہا:۔

پھر آپ امیرالمومنین کے چچا زاد بھائی کو ان کی اجازت اور ان کے حکم و رائے کے بغیر کیوں قتل کر رہے ہیں؟

پھر انہوں نے اسے ابو عبداللہ بن افطس کا واقعہ یاد دلایا کہ ہارون الرشید نے

Presented by www.ziaraat.com

ان کو جعفر بن یحییٰ کے پاس قید میں ڈال دیا تھا۔ مگر جعفر نے رشید کے حکم کے بغیر ان کو قتل کر دیا اور نوروز کے نذرانوں اور تحفوں کے ساتھ ان کا سر بھی رشید کے پاس بھیج دیا تھا مگر جب مسرور کبیر کو ہارون نے جعفر بن یحییٰ کے قتل کا حکم دیا تھا تو اس سے یہ کہا تھا کہ اگر جعفر تم سے پوچھے کہ مجھے کس جرم کی پاداش میں قتل کیا جا رہا ہے تم اس سے کہہ دینا کہ تم نے میرے چچا زاد بھائی ابن افطس کو میرے حکم کے بغیر قتل کیا تھا اور میں تمہیں اس کے بدلے میں قتل کر رہا ہوں۔

یہ سن کر حجاج بن خثیمہ نے حسن بن سہل سے کہا:۔

ایہا الامیر! کیا آپ کو یہ پورا اطمینان ہے کہ کبھی آپ کے اور امیرالمومنین کے درمیان کوئی تلخی پیدا نہ ہوگی اور آپ بھی اس شخص کو امیرالمومنین کی اجازت کے بغیر قتل کر چکے ہوں اور وہ آپ کے لیے وہی بہانہ پیش کرے جو رشید نے جعفر بن یحییٰ کے قتل کے لیے پیش کیا تھا۔

یہ سن کر حسن بن سہل نے حجاج سے کہا:۔

اللہ تمہیں اس کی اچھی جزا دے۔ تم نے ہمیں خطرے سے بچا لیا۔ پھر اس نے زید کے قتل کے حکم کو واپس لے لیا اور انہیں واپس قید میں بھیج دیا۔ یہ مسلسل قید میں رہے۔ یہاں تک کہ ابراہیم بن مہدی کا دور آیا اور اہل بغداد نے جسارت کر کے حسن بن سہل کو بغداد سے نکال دیا۔ مگر زید اسی طرح زندان میں پڑے رہے۔ بالآخر انہیں مامون کے پاس بھیج دیا گیا اور مامون نے ان کو ان کے بھائی امام علی رضا علیہ السلام کے پاس بھیج دیا۔ امام علیہ السلام نے انہیں رہا کر دیا۔ زید بن موسیٰ متوکل کے آخری ایام تک زندہ رہے بالآخر سر من رائی میں ان کا انتقال ہو گیا۔

۴۔(حذف اسناد) یاسر کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بھائی زید بن موسیٰ نے مدینہ میں خروج کیا اور اس نے بہت سے لوگوں کے گھر جلائے اور انہیں قتل کیا۔ اسی بنا پر ان کو زید النار کہا جانے لگا۔

مامون نے ان کی گرفتاری کے لیے آدمی بھیجے اور جب انہیں گرفتار کر کے مامون کے سامنے پیش کیا گیا تو مامون نے حکم دیا انہیں حضرت ابوالحسنؑ کے پاس لے جاؤ۔

یاسر کہتے ہیں کہ جب یہ امام علی رضا علیہ السلام کے پاس پہنچے تو آپؑ نے

Presented by www.ziaraat.com

ان سے کہا:۔

" اے زید ! تم نے پست فطرت اہل کوفہ کے اس قول سے دھوکہ کھایا کہ " حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا چونکہ صاحب عصمت و عفت ہیں اس لیے اللہ نے ان کی ذریت پر جہنم کو حرام کردیا ہے "۔

حالانکہ یہ بات صرف امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے لیے مخصوص ہے ۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرو گے پھر بھی جنت میں جاؤ گے اور تمہارے والد موسیٰ بن جعفر اللہ کی اطاعت کریں گے اور جنت میں جائیں گے تو پھر اللہ کے نزدیک موسیٰ بن جعفرؑ سے تم ہی اچھے ٹھہرے۔

سن لو ! اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ بغیر اس کی اطاعت کے حاصل نہیں ہو سکتا اور تمہارا خیال ہے کہ تم اللہ کی معصیت کر کے اسے حاصل کرلو گے تو تمہارا یہ خیال غلط ہے "۔

زید نے کہا:۔

میں آپؑ کا بھائی اور آپؑ کے والد کا فرزند ہوں ۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

" ٹھیک ہے تم میرے بھائی اس وقت تک ہو جب تک اللہ کی اطاعت کرتے رہو گے ۔ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ یاد کرو جو قرآن مجید میں مذکور ہے حضرت نوحؑ نے کہا تھا:۔

رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِیْنَ ۔(ہود ۴۵)

" پروردگار ! میرا یہ فرزند میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو احکم الحاکمین ہے "۔

اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:۔

یَانُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۔(ہود ۴۶)

" اے نوحؑ ! یہ آپ کے اہل میں سے نہیں ہے اس لیے کہ اس کا عمل غیر صالح ہے "۔

تم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کے سگے بیٹے کو اس کی معصیت و نافرمانی کی وجہ سے حضرت نوحؑ کے اہل سے خارج کردیا۔

Presented by www.ziaraat.com

۵۔(محذف اسناد) ابو صلت ہروی سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا وہ اپنے والد سے یہ روایت کیا کرتے تھے کہ اسمٰعیل نے اپنے والد امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:۔

ابا جان! ہم میں سے گناہ گار اور ہمارے علاوہ کسی دوسرے خاندان کے گناہ گار کے متعلق آپؑ کیا فرماتے ہیں؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۔ (النساء ۱۲۳)

"نہ تو تمہاری خواہشات اور نہ ہی اہل کتاب کی خواہشات پر کچھ موقوف ہے۔ جو کوئی برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا"۔

(مقصد یہ ہے کہ قانون عدل میں سید اور غیر سید دونوں مساوی ہیں)

متقی ہی قابل عزت ہے

۶۔ (محذف اسناد) حسن بن جہم سے روایت ہے کہ میں امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہاں آپؑ کے بھائی زید بن موسیٰ بھی موجود تھے امام علیہ السلام اس سے کہہ رہے تھے۔

زید! تقویٰ اور خوف خدا اختیار کرو اس لیے کہ ہم لوگ جس مرتبہ ومنزلت پر پہنچے ہیں وہ تقویٰ اور خوف خدا سے پہنچے ہیں۔ لہٰذا جس میں تقویٰ اور خدا کا خوف نہیں وہ نہ ہم میں سے ہے اور نہ ہی ہم اس میں سے ہیں۔

اے زید! ہمارے شیعوں میں سے تم جس سے ملو اس کی توہین نہ کیا کرو ورنہ تم سے نور ایمان رخصت ہو جائے گا۔

اے زید! تمہیں معلوم ہے لوگ ہمارے شیعوں سے بغض و عداوت رکھتے ہیں اور لوگ ان کا خون بہانا اور ان کا مال لوٹنا حلال اور جائز سمجھتے ہیں۔ ان کا جرم صرف یہی ہے کہ وہ ہم سے محبت کرتے ہیں اور ہماری ولایت و امامت پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ لہٰذا اگر تم نے ان بے چاروں سے بد سلوکی کی تو خود تم اپنے وپر ظلم کروگے اور اپنے حق سے محروم ہو جاؤ گے۔

حسن بن جہم کا بیان ہے کہ زید کو ہدایت کرنے کے بعد حضرتؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"ابن جہم ! جو شخص بھی خدا کے دین کا مخالف ہو ، میں اس سے اپنی بیزاری اور لاتعلقی کا اعلان کرتا ہوں ۔ خواہ وہ کوئی بھی ہو اور کسی قبیلہ کا شخص ہو ۔ اور جو شخص اللہ کا دشمن ہو اس سے دوستی نہ رکھو خواہ وہ کوئی ہو اور کسی قبیلہ کا ہو"۔

میں نے عرض کیا:۔

فرزند رسولؐ ! خدا کا دشمن کون ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"جو اس کی معصیت و نافرمانی کرے"۔

۷۔ (محذوف اسناد) ابراہیم بن محمد ہمدانی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا ۔ آپؑ نے فرمایا:۔

جو شخص کسی بھی معصیت کار سے محبت کرے تو وہ معصیت کار ہے اور جو اطاعت کرنے والے سے محبت کرے وہ اطاعت گزار ہے اور جو کسی ظالم کی مدد کرے وہ ظالم ہے ۔ خدا اور کسی انسان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے اور خدا کی محبت اطاعت سے ہی حاصل کی جا سکتی ہے ۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اولاد عبدالمطلب سے کہا تھا:۔

"تم لوگ میرے پاس اپنے اعمال لے کر آنا اپنا حسب و نسب لے کر نہ آنا"۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۔ (المومنون ۱۰۱ تا ۱۰۳)

" پھر جب صور پھونکا جائے گا تو نہ لوگوں کے درمیان رشتہ داریاں باقی رہیں گی اور نہ ایک دوسرے کے حالات پوچھیں گے۔ پھر جن کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا وہ کامیاب اور نجات پانے والے ہوں گے ۔ اور جن کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا وہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے نفس کو خسارے میں ڈال دیا ہے اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں "۔

Presented by www.ziaraat.com

نجات شیعہ

۸۔(حذف اسناد) موسیٰ بن علی قرشی نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"ہمارے شیعوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے۔ (ہمارے شیعہ مرفوع القلم ہیں)

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا:۔

فرزند رسول! وہ کیسے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ باطل کی حکومتوں میں شیعوں سے تقیہ کا عہد لیا گیا ہے۔ سب لوگ امن میں ہیں مگر شیعوں کو خوف زدہ کیا جاتا ہے اور ہماری وجہ سے ان پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں اور ہم اغیار پر فتوائے کفر نہیں لگاتے اور ہماری وجہ سے شیعوں کو قتل کیا جاتا ہے اور ہم اپنے شیعوں کے ذریعے سے کسی کو قتل نہیں کرتے۔ ہمارا کوئی بھی شیعہ کسی گناہ اور خطا کا ارتکاب کرے گا تو اسے کوئی نہ کوئی تکلیف پیش آئے گی جس کی وجہ سے اس کے گناہ مٹ جائیں گے۔ ہمارا شیعہ اگرچہ بارش کے قطرات اور ریت کے ذرات اور سنگریزوں کی تعداد اور درختوں اور کانٹوں کی مقدار میں بھی گناہ کیوں نہ کرے، اگر اسے جانی طور پر کوئی تکلیف نہ پہنچی تو پھر وہ اپنے اہل و عیال اور مال و دولت میں تکلیف اٹھائے گا اور اگر دنیا میں رہتے ہوئے اسے کسی طرح کا کوئی گزند نہ پہنچے جو اس کو مغموم کرے تو وہ ڈراؤنا خواب دیکھ کر مغموم ہوگا۔ اور یہی غم اس کے لیے گناہوں کی پاکیزگی کا ذریعہ بن جائے گا۔

۹۔ (حذف اسناد) محمد بن سنان سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"ہم اہل بیتؑ کا حق رسول خداؐ کی وجہ سے واجب ہے اور جو شخص رسول خداؐ کی وجہ سے اپنا حق تو حاصل کرے لیکن اس جیسا حق اپنی ذات سے لوگوں کو فراہم نہ کرے تو اس کا کوئی حق ہی نہیں ہے"۔

۱۰۔(حذف اسناد) ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ بن نصر رازی نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا کہ ایک شخص نے امام علی رضا علیہ السلام سے کہا:۔

Presented by www.ziaraat.com

خدا کی قسم ! باپ دادا کے لحاظ سے آپؑ سے کوئی برتر نہیں ہے ۔
یہ سن کر آپؑ نے فرمایا:۔
"میرے آباء و اجداد کا شرف تقویٰ اور اطاعت خدا ان کی عظمت تھی"۔
ایک اور شخص نے آپؑ سے کہا:۔
خدا کی قسم ! آپؑ تمام لوگوں سے افضل ہیں ۔
حضرتؑ نے فرمایا:۔
"اے شخص ! قسم مت کھاؤ جو مجھ سے زیادہ متقی اور اطاعت گزار ہو وہ مجھ سے افضل ہے کیونکہ اللہ نے اس آیت کو منسوخ نہیں کیا

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْآ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۔ (الحجرات ۔ ۱۳)

"ہم نے تمہارے گروہ اور قبیلے تشکیل دیئے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک خدا کے ہاں زیادہ عزت کے لائق وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے"۔ (۱)

(من هامش بعض النسخ)

۱۱۔(محذف اسناد) ابراہیم بن عباس کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا ۔ آپؑ نے فرمایا:۔
"میں اپنے غلاموں کی آزادی کی قسم کھا کر کہتا ہوں وہ تمام غلام آزاد ہو جائیں اگر میں صرف قرابت رسولؐ کی وجہ سے اپنے آپؑ کو اس سیاہ فام حبشی غلام سے بہتر سمجھوں۔ہاں اگر میرے عمل نیک ہوں گے تو میں ان سے افضل قرار پاؤں گا"۔

---

(۱)۔ امام علیہ السلام نے کوشش کی ہے کہ اپنی عظمت کی بنیاد صرف اپنی خاندانی وجاہت پر قرار نہ دیں بلکہ اس کے ساتھ اپنے علمی اور عملی کمالات اور بالخصوص تقویٰ کے ذریعے سے اپنی عظمت کا اظہار کریں ۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 59

اسباب شہادت (۱)

ایک صوفی کی حکایت

ا۔ (محذف اسناد) محمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں اپنے آقا حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے پاس خراسان میں تھا اور مامون سوموار اور جمعرات کے دن دربار عام لگاتا تو آپؑ کو اپنی داہنی جانب کرسی پر بٹھاتا تھا۔

مامون کو اطلاع دی گئی کہ ایک صوفی نے چوری کی ہے اور وہ چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا ہے۔ مامون نے حکم دیا کہ اس صوفی کو دربار میں حاضر کیا جائے۔

جب وہ صوفی سامنے لایا گیا تو مامون نے دیکھا کہ اس نے زاہدانہ لباس پہنا ہوا تھا اور اس کی پیشانی پر سجدوں کا نشان تھا۔

مامون نے اس سے کہا:۔

افسوس ہے تمہارا حلیہ یہ ہے اور کرتوت یہ ہیں۔ دیکھنے میں زاہدانہ لباس اور سجدوں کا نشان اور اس کے باوجود چوری کا الزام ؟

صوفی نے کہا:۔

یہ سچ ہے کہ میں نے یہ جرم کیا ہے لیکن میں نے شوق سے یہ جرم ہرگز نہیں کیا بلکہ مجبور ہوکر کیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپؑ نے مال خمس اور مال فے میں سے ہمارا حق روک رکھا ہے۔

مامون نے کہا:۔

خمس اور مال فے میں تمہارا حق کہاں سے آگیا ؟

صوفی نے جواب دیا:۔

اللہ تعالیٰ نے خمس کو چھ حصوں پر تقسیم کیا ہے جیسا کہ اس کا فرمان ہے

وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ

(۱)۔ یہ باب تین روایات پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ (الانفال ۴۱)

" اور جان لو تمہیں جو بھی غنیمت حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ ، رسولؐ اور رسولؐ کے قرابت دار ، یتیموں ، مساکین اور (غربت زدہ) مسافروں کے لیے ہے اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اس نصرت پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر حق و باطل کے فیصلے کے دن جب دو جماعتیں آپس میں ٹکر رہی تھیں نازل کی تھی "۔

اور اسی طرح سے اللہ تعالٰی نے مال فے کو بھی چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے ۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے ۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ ۔ (الحشر۔۷)

" جو کچھ بھی اللہ نے اہل قریہ کی طرف سے اپنے رسولؐ کو دلوایا ہے وہ سب اللہ ، رسولؐ اور رسولؐ کے قرابت دار ، یتیموں، مسکینوں اور غربت زدہ مسافروں کے لیے ہے ۔ تاکہ سارا مال صرف مالداروں کے درمیان گھوم پھر کر نہ رہ جائے"۔

مامون نے کہا :۔

کیا میں تمہارے یہ دلائل سن کر تم پر حد شرعی اٹھالوں گا اور چور کے متعلق اللہ نے جو سزا مقرر کردی ہے میں اسے معطل کردوں گا ؟

صوفی نے کہا :۔

اگر ایسا ہے تو تم سزا اپنی ذات سے شروع کرو۔ پہلے خود کو پاک کرلو اس کے بعد دوسرے کو پاک کرنا ۔ پہلے اپنے اوپر حد جاری کرو پھر دوسروں پر حد جاری کرنا۔

یہ سن کر مامون امام علی رضا علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور بولا بتایئے آپؑ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں ؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔

یہ کہتا ہے کہ میں نے چوری کی ہے اور چوری ، چوری ہی ہوتی ہے اس میں الجھن کی کیا بات ہے ؟

[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

میں تمہارا ہاتھ کاٹ دوں گا ۔

صوفی نے کہا:۔

کیا تم میرا ہاتھ کاٹو گے جب کہ تم میرے غلام ہو (غلام کو حق ہی نہیں کہ مالک کے ہاتھ کاٹے) ۔

مامون نے کہا:۔

بد بخت تمہارا ستیاناس ہو ! میں تمہارا غلام کیسے بن گیا ؟

صوفی نے کہا:۔

تمہاری ماں مسلمانوں کے مال سے خریدی گئی تھی۔ لہٰذا مشرق و مغرب میں جس قدر مسلمان ہیں ، تم ان سب کے غلام ہو اور جب تک تمام مسلمان تمہیں آزاد نہ کردیں اس وقت تک تم غلام ہی رہو گے اور تمہیں کوئی آزاد کرے یا نہ کرے میں تمہیں آزاد نہیں کرونگا۔

تم نے صرف ہم فقیروں کو ہی محروم نہیں رکھا بلکہ تم نے آل رسولؐ کو بھی ان کے خمس کے حصے سے محروم کر رکھا ہے ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو خود نجس ہو وہ دوسروں کو پاک نہیں کرسکتا ۔ ایک طاہر ہی دوسرے کو طاہر کر سکتا ہے اور جو خود حد شرعی کا مستحق ہو وہ دوسروں پر حد شرعی نافذ نہیں کرسکتا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا؟

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ (البقرہ ، ۴۴)

"کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو جبکہ تم کتابِ خدا کی تلاوت بھی کرتے ہو کیا تمہارے پاس عقل نہیں ہے "۔

یہ سن کر مامون نے پھر حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور بولا اس شخص کے معاملے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

"آپؑ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرمؐ سے ارشاد فرمایا:۔

فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ۔(الانعام ۱۴۹)

"حجت بالغہ خدا کی طرف سے ہے"۔

یہ حجت بالغہ وہ ہے کہ یہ جاہل اپنی جہالت کے باوجود بھی اس پر پہنچ گیا

Presented by www.ziaraat.com

اور ایک عالمؒ بھی اپنے علم کے ذریعے سے اس تک پہنچ سکتا ہے۔ اور دنیا و آخرد
کے تمام امور حجت اور دلیل پر قائم ہے ۔ اس نے اپنی حجت پیش کردی ہے"۔

یہ سن کر مامون نے صوفی کو رہا کرنے کا حکم دے دیا اور خود دربار
اٹھ کر چلا گیا اور امام علیہ السلام کی طرف سے اس کے دل میں کدورت بھر گ
بالآخر اس نے آپؑ کو زہر دے کر شہید کردیا اور اس سے پہلے وہ فضل بن سہل
اور شیعوں کی ایک جماعت کو قتل کر چکا تھا۔

مصنف کتاب ہذا کہتے ہیں کہ یہ روایت اسی طرح سے مروی ہے جیسا
میں نے نقل کی ہے مگر میں اس کی صحت کا ذمہ دار نہیں ہوں۔

عقد بیعت اور فسخ بیعت کے طریقوں میں فرق

۲۔ (حذف اسناد) احمد بن محمد بن خالد برقی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے
وہ کہتے ہیں کہ معتصم کے ماموں اور ماردہ کے بھائی ریان بن شبیب نے مجھ سے
بیان کیا کہ جب مامون نے اپنے لیے امیرالمومنین ہونے اور امام علی رضا علیہ السلام
کے لیے ولی عہد ہونے اور فضل بن سہل کے لیے وزیر ہونے کے متعلق بیعت
لینے کا ارادہ کیا تو اس نے حکم دیا کہ تین کرسیاں رکھی جائیں۔

جب کرسیاں رکھ دی گئیں اور یہ تینوں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے
عوام الناس کو داخلے کی اجازت دی گئی۔ لوگ آتے رہے اور ان تینوں کے دا
ہاتھ پر اپنے داہنے ہاتھ سے بیعت کرتے رہے مگر اس طرح کہ اپنے ہاتھوا
کے انگوٹھے کے سرے سے چھنگلیا کے سرے کی طرف ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہو۔
چلے جاتے۔ یہاں تک کہ بالکل آخر میں ایک انصاری نوجوان آیا وہ اپنے دا
ہاتھ کو چھنگلیا کے سرے سے انگوٹھے کے سرے کی طرف لے گیا۔

یہ دیکھ کر امام علی رضا علیہ السلام مسکرا دیئے اور فرمایا:۔

"اب تک جن لوگوں نے بیعت کی تو انہوں نے بیعت توڑنے کے
طریقے سے بیعت کی ہے۔ سوائے اس نوجوان کے کہ اس نے وہی طریقہ اختیار کیا
ہے جو بیعت کے باندھنے کا ہوتا ہے"۔

مامون نے کہا:۔

عقد بیعت اور فسخ بیعت کے طریقوں میں کیا فرق ہے؟

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے فرمایا:۔

"جس کی نیت بیعت باندھنے کی ہوتی ہے وہ ہاتھ کو چھنگلیا کے سرے سے انگوٹھے کے سرے کی طرف لے جاتا ہے اور جس کی نیت بیعت توڑنے کی ہوتی ہے وہ ہاتھ کو انگوٹھے کے سرے سے چھنگلیا کے سرے کی طرف لے جاتا ہے"۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر لوگوں میں ایک طوفان برپا ہوگیا اور مامون نے حکم دیا کہ جس طرح حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے فرمایا ہے اسی طرح پھر سے بیعت کی جائے۔

اس کے بعد لوگوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ وہ شخص جس کو بیعت لینے کا صحیح طریقہ تک بھی معلوم نہ ہو اس کو امامت اور امارت کا کیا استحقاق پہنچتا ہے۔ اس سے تو وہی بہتر ہے جسے کم از کم بیعت لینے کا طریقہ تو معلوم ہے اور اسی بات نے مامون کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ امام علیہ السلام کو زہر سے شہید کردے۔

ابو صلت ہروی کا بیان

۳۔(محذف اسناد) احمد بن علی انصاری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ابو صلت ہروی سے دریافت کیا کہ یہ بتائیں کہ مامون باوجود یہ کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا بڑا احترام اور ان سے محبت کرتا تھا بلکہ اس نے آپؑ کو اپنا جانشین اور ولی عہد بھی بنادیا تھا۔ پھر اس کا نفس امام علیہ السلام کے قتل پر کیسے آمادہ ہوگیا؟

ابو صلت نے جواب دیا:۔

"مامون آپؑ سے محبت اور آپؑ کا احترام آپؑ کے فضل و شرف کی وجہ سے کرتا تھا اور اس نے آپؑ کو ولی عہد اس لیے بنایا تھا کہ دنیا یہ دیکھ لے کہ یہ دنیا کی طرف کس قدر مائل ہیں تاکہ لوگوں کے دل میں ان کی قدر و منزلت باقی نہ رہے۔ مگر لوگوں کے دلوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا بلکہ لوگوں کی نگاہوں میں آپؑ کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی اس نے شہر شہر کے متکلمین کو بلا بلا کر آپؑ سے مباحثے کرائے کہ شاید یہ کسی سے مات کھا جائیں اور علماء کی نگاہوں میں ان کا وقار جاتا رہے اور ان کا نقص عوام میں مشہور ہوجائے۔ مگر آپؑ سے جو بھی بحث کرنے آیا خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی، مجوسی ہو یا صابی، برہمن ہو یا ملحد، دین والا ہو یا بے دین یا اسلام کے کسی بھی فرقے سے تعلق رکھنے والا ہو، آپؑ

Presented by www.ziaraat.com

نے سب کو لاجواب کردیا اور اپنی دلیل اس سے منوائی اور لوگ یہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہ مامون سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں ۔ اور مامون کے جاسوس عوامی خیالات اور جذبات کی یہ خبریں مامون تک پہنچاتے رہتے تھے ۔ اس لیے وہ ان سے حسد اور رشک کی آگ میں جلنے لگا ۔ حالانکہ امام علیہ السلام کبھی بھی اپنے حق کے لیے اس سے ملتجی نہ ہوئے بلکہ اکثر مواقع پر اس سے تعاون کرتے رہتے تھے ۔

مگر اس کے باوجود وہ ان سے دل میں دشمنی رکھنے لگا اور موقع کی تلاش میں رہا اور جب موقع مل گیا.تو زہر سے آپؑ کو شہید کردیا"۔

باب 60

امام محمد تقیؑ کی امامت پر نص (۱)

۱۔(حذف اسناد) فضل بن سہل نے ابوالحسن بن محمد بن ابی عباد کو امام علی رضا علیہ السلام کا کاتب مقرر کیا تھا۔ اور وہی کاتب کہا کرتے تھے :۔

"حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے فرزند محمد کا جب بھی نام لیتے تو ان کی کنیت کے ساتھ لیا کرتے تھے ۔ مثلاً آپؑ کہتے تھے کہ ابوجعفر نے مجھے خط لکھا ۔ یا میں نے ابوجعفر کو خط لکھا ۔ حالانکہ وہ ابھی کم سن بچے تھے مگر اس کے باوجود آپؑ اپنے فرزند کو تعظیم و احترام سے مخاطب کرتے تھے اور ابو جعفر (محمد تقیؑ) کے خطوط بھی نہایت بلیغ اور فصیح ہوتے تھے اور میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ۔

"ابو جعفر (محمد تقیؑ) میرا وصی ہے اور میرے بعد میرے خاندان میں میرا جانشین ہے"۔

---

(۱)۔ یہ باب ایک روایت پر مشتمل ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 61

حضرتؑ کی شہادت مامون کی زہر خورانی سے واقع ہوئی (۱)

۱۔(حذف اسناد) علی بن حسین کاتب بقاء الکبیر کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام کو بخار ہوا ۔ آپؑ نے فصد کھلوانے کا ارادہ کیا:۔

یہ خبر مامون کو ملی تو اس نے اپنے ایک غلام سے کہا:۔

. میں مٹی کی برنی سے ایک شے نکال کر تمہیں دیتا ہوں تم اسے چینی کے برتن میں اپنی انگلیوں سے خوب چور کرلو۔ پھر ہاتھ دھوئے بغیر میرے ساتھ آؤ ۔

الغرض دونوں امام علی رضا علیہ السلام کے پاس آئے اور اپنے سامنے آپؑ کی فصد کھلوائی ۔

عبیداللہ کا بیان ہے کہ آپؑ نے فصد کو ملتوی کردیا تھا ۔

مامون نے اپنے ایک غلام سے کہا:۔

امام علی رضا علیہ السلام کے پائین باغ میں جو انار کا درخت ہے اس سے انار توڑ لاؤ۔ وہ انار توڑ لایا تو اس سے کہا کہ اس کو توڑو ۔ اس نے اسے ایک پیالے میں توڑا ۔ مامون نے اس سے کہا ، اس کو اپنے ہاتھ سے دھو لاؤ ۔

جب یہ سب کچھ ہو چکا تو اس نے امام علی رضا علیہ السلام سے کہا لیجیئے یہ آپؑ کے باغ کے انار کے دانے ہیں اسے نوش فرمائیں ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"اچھا رکھ دیں جب آپ چلے جائیں گے تو میں کھالوں گا"۔

مامون نے کہا:۔

نہیں اسے آپؑ میرے سامنے کھائیں اور اگر مجھے اپنے معدے کے مرطوب ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں بھی آپؑ کے ساتھ کھاتا ۔

---

(۱)۔ یہ باب ایک روایت پر مشتمل ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ نے چند چمچے اس میں سے نوش فرمائے اور مامون واپس چلا گیا۔

راوی کا بیان ہے کہ عصر کے وقت تک امام علی رضا علیہ السلام کو پچاس مرتبہ اسہال ہوا۔

مامون پھر آپؑ کے پاس آیا اور کہا:۔

کوئی بات نہیں، میرا خیال ہے کہ آپؑ کے معدے میں جو فاسد اور فاضل مادہ ہے وہ تحلیل ہو کر نکل رہا ہے۔ پھر رات کے وقت اس اسہال میں اور زیادتی ہو گئی اور صبح ہوتے ہی آپؑ نے انتقال فرمایا اور انتقال سے پہلے آخری الفاظ جو آپؑ کی زبان پر جاری ہوئے وہ قرآن مجید کی آیتیں یہ تھیں۔

قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۔ (آل عمران، ۱۵۴)

" آپ کہہ دیں اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو جن کے مقدر میں قتل ہونا لکھ دیا گیا ہے وہ گھروں سے نکل کر اپنی قتل گاہ تک ضرور آتے "۔

اس کے علاوہ آپؑ نے سورۃ الاحزاب کی آیت کا آخری حصہ بھی تلاوت فرمایا:۔

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۔ (الاحزاب، ۳۸)

" اور اللہ کا حکم صحیح اندازے کے مطابق مقرر کیا ہوا ہوتا ہے "۔

اور جب مامون صبح کو سو کر اٹھا تو اس نے آپؑ کے غسل و کفن کا حکم دیا اور آپؑ کے جنازے کے پیچھے سروپا برہنہ چلا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ ہائے میرے بھائی تمہاری موت سے اسلام کی دیوار میں شگاف پڑ گیا۔ افسوس! میرے مقدر میں ہی آپؑ سے جدائی تھی سو پوری ہوئی۔ پھر اس نے رشید کی لحد کو کھولا اور اس کے ساتھ اس کے پہلو میں آپؑ کو دفن کر دیا اور کہا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ امام علی رضا علیہ السلام کے قرب کی وجہ سے میرے والد کو بھی رحمت سے نوازے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

باب62

طریقِ خاصہ سے شہادت کی ایک اور روایت (۱)

۱۔ ہم سے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی نے بیان کیا ، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی ، انہوں نے یاسر خادم سے سنا ،انہوں نے کہا ابھی ہمارے اور طوس کے درمیان سات منزلیں باقی رہ گئی تھیں کہ وہیں سے ہی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی طبیعت ناساز ہوگئی مگر سفر جاری رہا اور اسی حالت میں طوس پہنچے ۔ پھر بیماری اور شدید ہوگئی ۔ اس لیے ہم لوگ چند دن کے لیے طوس میں ٹھہر گئے اور مامون روزانہ دن میں دو مرتبہ آپؑ کی مزاج پرسی کو آیا کرتا تھا۔

آخری دن جس میں آپؑ کی وفات ہوئی ، کمزوری بہت آگئی تھی نماز ظہر ادا کرنے کے بعد آپؑ نے مجھ سے فرمایا:۔

"یاسر ! کیا لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے ہیں ؟"

میں نے کہا:۔

مولا ! جب آپؑ کا یہ حال ہے تو ایسے میں کھانا کون کھائے گا ؟

یہ سن کر آپؑ بیٹھ گئے اور فرمایا اچھا دستر خوان بچھاؤ ۔ اور آپؑ نے اپنے ایک ایک ملازم اور غلام کو تلاش کرا کے دستر خوان پر بٹھایا اور جب سب مرد کھانا کھا چکے تو فرمایا ، اب خواتین میں کھانا بھجواؤ ۔

الغرض خواتین میں کھانا گیا وہ بھی کھانے سے فارغ ہو چکیں تو آپؑ میں ضعف اور بڑھ گیا اور غشی طاری ہوگئی۔ یہ دیکھ کر سب لوگوں کے رونے کی آواز بلند ہوئی جسے سن کر مامون کی کنیزیں اور عورتیں سر و پا برہنہ دوڑی ہوئی آئیں اور پورے طوس میں ایک شور و غل برپا ہوگیا اور خود مامون سر و پا برہنہ ، سر پیٹتا ، داڑھی پکڑتا افسوس کرتا ، روتا اور آنسو بہاتا ہوا حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے پاس آیا اور اس وقت

---

(۱)۔ یہ باب ایک روایت پر مشتمل ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ کو غش سے افاقہ ہوا تھا اور آکر کہنے لگا۔

اے میرے سید! میں سمجھ نہیں سکتا کہ دو مصیبتوں میں سے میرے لیے کون سی مصیبت سب سے بڑی ہے ۔ آپؑ کی جدائی اور فراق یا لوگوں کی تہمت کہ میں نے کسی حیلے سے آپؑ کو قتل کر دیا ۔

یہ سن کر آپؑ نے مامون کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا:۔

"امیرالمومنین ! آپ ابو جعفر (محمد تقیؑ) کے ساتھ حسن سلوک سے کام لیجیئے گا ۔ کیونکہ آپ کی عمر اور ان کی عمر اس طرح ہے ۔ اور یہ کہہ کر آپؑ نے اپنی دونوں انگشت سبابہ ملاکر دکھایا"۔

یاسر کابیان ہے اسی شب کا ایک حصہ گزرنے کے بعد آپؑ نے انتقال فرمایا جب صبح ہوئی تو سارے لوگ جمع ہوگئے اور ہر طرف سے یہ آواز بلند ہونے لگی کہ اسی نے (مامون نے) امام کو کسی حیلے سے قتل کیا ہے ۔ افسوس فرزند رسولؐ کو قتل کردیا گیا ۔ اور طرح طرح کی بہت سی باتیں ہونے لگیں ۔ اس وقت امام جعفرصادق علیہ السلام کے فرزند محمد،مامون سے امان طلب کرنے کے لیے خراسان آئے ہوئے تھے۔

مامون نے ان سے کہا:۔

ابو جعفر !آپ جاکر مجمع سے کہہ دیں کہ آج ابوالحسنؑ بر آمد نہ ہوں گے۔

مامون کو ڈر تھا کہ کہیں جنازہ برآمد ہواتو انقلاب برپا ہوجائے گا ۔

بہر حال محمدبن جعفرنے مجمع سے کہا:۔

لوگو ! واپس چلے جاؤ آج ابوالحسنؑ کا جنازہ بر آمد نہیں ہوگا ۔یہ اعلان سن کر مجمع متفرق ہوگیا اور رات ہی رات ابوالحسن علیہ السلام کو غسل دے کر دفن کر دیا گیا۔

علی بن ابراہیم کا بیان ہے کہ یاسر نے چند ایسی باتیں بھی بیان کیں جن کا ذکر میں اس کتاب میں مناسب نہیں سمجھتا ۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 63

ابو صلت کی زبانی شہادت کی روایت اور یہ کہ آپؑ کو انگوروں میں زہر دیا گیا(۱)

۱۔ (محذف اسناد) ابو صلت ہروی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ امام علی رضا علیہ السلام کے سامنے کھڑا تھا کہ آپؑ نے فرمایا:۔

"ابو صلت اس قبہ کے اندر جاؤ جس میں ہارون رشید کی قبر ہے اور اس کی قبر کے ہر چہار جانب کی الگ الگ تھوڑی مٹی لاؤ"۔

میں اندر گیا اور چاروں طرف کی مٹی لایا۔

آپؑ نے دروازے کی سامنے والی مٹی کے لیے فرمایا کہ یہ مٹی دینا۔ میں نے وہ مٹی پیش کی تو آپؑ نے اسے سونگھا اور پھینک دیا اور فرمایا:۔

"میری قبر یہاں کھودنے کی کوشش کی جائیگی مگر یہاں ایسی چٹان ہے کہ اگر خراسان کے سارے کدال چلانے والے مل کر کدال چلائیں تو بھی اسے نہیں کھود سکتے"۔

پھر آپؑ نے پاؤں کی طرف کی اور سر کی طرف کی مٹی کے لیے بھی یہی فرمایا۔

اس کے بعد آپؑ نے ارشاد فرمایا:۔

"اب چوتھے طرف کی مٹی دو۔ وہی میری قبر کی مٹی ہے"۔

پھر آپؑ نے فرمایا:۔

"لوگ میری قبر یہاں کھودیں گے تو ان سے کہہ دینا کہ سات زینے تک نیچے کھودیں وہاں ایک ضریح تیار ملے گی اگر وہ لوگ لحد کھودنا چاہیں تو کہہ دینا کہ لحد دو ہاتھ ایک بالشت چوڑی بنائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جس قدر چاہے گا وسیع کردے گا۔

---

(۱)۔ یہ باب دو روایات پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

جب وہ ایسا کریں گے تو تمہیں میرے سر کی طرف سے کچھ نمی اور تری نظر آئے گی وہاں وہ پڑھ کر دم کرنا جو میں تمہیں بتاؤں گا ۔ جس سے وہاں پانی کا ایک چشمہ پھوٹے گا اور ساری لحد پانی سے بھر جائے گی ۔ اس میں تمہیں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں نظر آئیں گی ۔ میں تمہیں روٹی دوں گا تم اس روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنا کر اس میں ڈال دینا وہ مچھلیاں اس کو کھائیں گی اور جب وہ سارے روٹی کے ٹکڑے کھا کر ختم کر لیں گی تو ایک بڑی مچھلی نمودار ہو گی جو تمام چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو نگل جائے گی ۔ اس کے بعد وہ غائب ہو جائے گی ۔

جب وہ بڑی مچھلی غائب ہو جائے تو پھر تم پانی پر ہاتھ رکھ کر وہ چیز دم کرنا جو میں تمہیں بتاؤں گا ۔ جس سے سارا پانی زمین کے اندر واپس چلا جائے گا اوپر کچھ نہ رہے گا اور یہ سارا کام تم مامون کی نظروں کے سامنے کرنا"۔

"پھر آپؑ نے فرمایا:۔

"اے ابو صلت ! یہ مرد فاجر کل مجھ کو اپنے پاس بلائے گا ۔ اگر میں اس کے پاس سے اس طرح نکلوں کہ سر کھلا ہوا ہو تو پھر تم مجھ سے مخاطب ہونا میں جواب دوں گا۔ اور اگر میں اس طرح نکلوں کہ سر ڈھکا ہوا ہو تو پھر مجھ سے بات نہ کرنا"۔

ابو صلت کا بیان ہے کہ جب دوسرے دن صبح ہوئی تو آپؑ نے اپنا لباس پہنا اور اپنی محراب عبادت میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر میں مامون کا غلام آیا اور اس نے کہا کہ امیرالمومنین آپ کو یاد کرتے ہیں یہ سن کر آپؑ نے اپنی نعلین پاؤں میں ڈالی اور ردا دوش پر ڈالی اور کھڑے ہو گئے اور روانہ ہوئے میں بھی آپؑ کے پیچھے پیچھے ہو لیا آپؑ مامون کے پاس پہنچے اس کے سامنے ایک طبق رکھا ہوا تھا جس میں انگور تھے اور اس کے ساتھ کچھ اور بھی طبق تھے جن میں مختلف پھل تھے ۔ اور مامون کے ہاتھ میں انگور کا ایک گچھا تھا جس میں سے وہ بعض دانوں کو توڑ کر کھا لیتا تھا اور بعض دانوں کو چھوڑ دیتا تھا ۔

Presented by www.ziaraat.com

جب مامون نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو آتے دیکھا تو اٹھ کھڑا ہوا اور بڑھ کر گلے لگایا۔ پیشانی کو بوسہ دیا اور اپنے ساتھ بٹھالیا اور بولا :۔

فرزند رسول!میں نے اس سے بہتر انگور آج تک نہیں دیکھے تھے ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"ہاں بعض انگور ایسے اچھے ہوتے ہیں کہ ویسے شاید جنت ہی میں ہوں"۔

مامون نے کہا:۔

لیجیئے آپؑ بھی نوش فرمائیں ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"نہیں مجھے معاف ہی رکھو"۔

مامون نے کہا:۔

نہیں یہ تو آپؑ کو کھانے ہی پڑیں گے ۔

آپؑ اس لیے پرہیز کر رہے ہیں کہ آپؑ کو میری طرف سے بد گمانی ہے

یہ کہہ کر اس نے وہ انگور کا گچھا لیا اور اس میں سے چند دانے خود کھائے اور پیچھے میں اب وہ دانے رہ گئے جن میں زہر پیوست تھا۔ وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی طرف بڑھایا۔ آپؑ نے اس میں سے صرف تین دانے کھائے بقیہ پھینک دیئے اور اٹھ کھڑے ہوئے ۔

مامون نے پوچھا:۔

آپؑ کہاں جارہے ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"جہاں تم مجھے بھیج رہے ہو اور یہ فرما کر آپؑ نے اپنے سر کو ڈھانپ لیا"۔

ابوالصلت کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ صورت دیکھی تو پھر کوئی بات نہ کی، آپؑ سیدھے اپنے گھر میں داخل ہوگئے اور مجھ سے فرمایا کہ دروازہ بند کردو

Presented by www.ziaraat.com

اور آپؑ اپنے بستر پر لیٹ گئے اور میں گھر کے صحن میں مہموم و مغموم بیٹھ گیا۔
اور ابھی مجھے بیٹھے ہوئے تھوڑی سی دیر ہوئی تھی کہ ایک حسین و جمیل نوجوان مُد پیچ و خم زلفیں، شکل وصورت میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بالکل مشابہ مکان کے اندر داخل ہوئے۔ میں فوراً ان کی طرف بڑھا اوران سے کہا:

دروازہ تو بند ہے، آپ کدھر سے آگئے؟

انہوں نے جواب دیا:۔

"جو ذات مجھے مدینہ سے اس وقت یہاں لائی ہے اسی نے مجھے گھر کے اندر بھی داخل کردیا، دروازہ بند ہے تو ہوا کرے"۔

میں نے پوچھا:۔

آپ کون ہیں؟

انہوں نے کہا:۔

"ابوالصلت! میں تم پر حجت خدا ہوں میرا نام محمد بن علی ہے"۔

یہ کہہ کر آپؑ کمرے کے اندر داخل ہوئے جلدی سے اپنے والد کی طرف بڑھے اور مجھے بھی اندر داخل ہونے کی اجازت دی۔ جب امام علی رضا علیہ السلام نے ان کو دیکھا فوراً گلے اور سینے سے لگایا، پیشانی پر بوسہ دیا اور انھیں اپنے بستر پر لیا۔ پھر حضرت محمد بن علی ان پر جھک گئے، ان کے بوسے لیے اور راز دار انداز سے آپس میں کچھ باتیں کرنے لگے جس کو میں نہ سمجھ سکا۔

اور میں نے دیکھا کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے لبہائے مبارک پر برف کے مانند کوئی سفید سی شے تھی جسے حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے اپنے دہن اقدس میں رکھ لیا۔ پھر حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اپنے لباس اور سینے کے درمیان ڈالا اور اس میں کوئی شے جو عصفور (چڑیا) کی مثل تھی نکالی اور حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے اسے بھی اپنے دہن مبارک میں رکھ

Presented by www.ziaraat.com

!۔ اس کے بعد حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو ابو جعفر علیہ
سلام نے فرمایا :۔

" اے ابوالصلت ! اٹھو اور توشہ خانہ سے غسل کا برتن اور پانی نکال لاؤ"۔

میں نے عرض کیا:۔

توشہ خانہ میں غسل کا برتن اور پانی تو نہیں ہے ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"میں کہتا ہوں تم جاؤ تو سہی"۔

آپؑ کے فرمانے پر میں گیا تو دیکھا کہ توشہ خانہ میں غسل کا برتن اور رکھا ہوا ہے ۔ میں اسے نکال لایا ۔اس کے بعد میں نے اپنا لباس سمیٹا تاکہ ، دینے میں آپؑ کا ہاتھ بٹاؤں۔

تو آپؑ نے فرمایا:۔

"ابوالصلت ! تم ہٹ جاؤ غسل دینے میں میری مدد کرنے والا موجود ہے"۔

میں ہٹ گیا اور آپؑ نے غسل دیا۔اس کے بعد فرمایا:۔

"ابوالصلت ! توشہ خانہ میں جاؤ وہاں ایک ٹوکری ہے جس میں کفن اور رکھا ہوا ہے وہ اٹھا لاؤ"۔

میں اندر گیا تو دیکھا کہ واقعاً ایک ٹوکری رکھی ہوئی ہے جسے میں نے اس خانہ میں کبھی نہیں دیکھا تھا ۔ میں اٹھا لایا ۔ آپؑ نے اپنے ہاتھوں سے کفن اور نماز جنازہ پڑھی۔پھر مجھ سے فرمایا:۔

"تابوت لاؤ" ۔

میں نے عرض کیا:۔

بہتر میں ابھی نجار (بڑھئی) کے پاس جاکر بنوا لاتا ہوں ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"اٹھو اس توشہ خانہ میں تابوت بھی رکھا ہوا ہے"۔

میں توشہ خانہ میں گیاتو دیکھا کہ اس میں ایک تابوت بھی رکھا ہوا ہے
جسے میں نے وہاں کبھی نہیں دیکھا تھا۔بہر حال میں اسے بھی اٹھا لایا۔ آپؑ
نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے جنازے کو تابوت میں رکھ دیا اور میت کے پاؤں
کر دیئے ۔ پھرآپؑ نے دو رکعت نمازپڑھی اور نماز سے فارغ بھی نہیں ہوئے
کہ وہ تابوت خود بخود بلند ہوا ،چھت شگافتہ ہوئی اور وہ تابوت روانہ ہوگیا۔

میں نے کہا:۔

فرزند رسولؐ ! ابھی ابھی مامون آئے گا اور مجھ سے حضرت امام علی رضا
السلام کی میت کامطالبہ کرے گا تو میں کیا جواب دوں گا ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"خاموش رہو۔تابوت ابھی واپس آئے گا ۔ ابو الصلت ! اگر کوئی نبی
میں وفات پائے اور اس کا وصی مغرب میں وفات پائے تو اللہ ان کے اجساد و
کو لازماً جمع کرے گا"۔ (یہ مدینہ میں روضۂ رسولؐ پر حاضری کے لیے گیا
ابھی گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ چھت دوبارہ شق ہوئی اور تابوت
آ گیا۔ پھر آپؑ اٹھے اور حضرت امام علی رضاعلیہ السلام کی میت کو تابوت سے
اور ان کے بستر پر اس طرح لٹا دیا جیسے غسل و کفن کچھ بھی نہ دیا گیا ہو ۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا:۔

"ابوالصلت ! اب دروازہ کھول دو"۔

میں نے دروازہ کھولا تو مامون اپنے غلاموں کے ساتھ گریبان چاک
ہوئے روتا اور سر پیٹتا ہوا اندر داخل ہوا اور وہ یہ کہہ رہاتھا۔

فرزند رسولؐ ! آپؑ کے مرنے کا مجھے بے حد افسوس ہے ۔

پھر وہ آکر سر بالین بیٹھ گیا اور حکم دیا کہ تجہیز و تکفین کا سامان کیا

Presented by www.ziaraat.com

اور قبر کھودی جائے ۔ پھر اس کی بتائی ہوئی جگہ پر قبر کھودی گئی تو امام علی رضا علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق قبر نہ کھد سکی ۔ مجبور ہو کر اس نے جانب قبلہ قبر کھودنے کا حکم دیا ۔

ابوالصلت کا بیان ہے کہ میں نے کہا کہ امام علی رضا علیہ السلام نے مجھے فرمایا تھا کہ قبر سات زینے نیچے تک کھودی جائے تو ایک ضریح برآمد ہوگی ۔

مامون نے کھودنے والوں سے کہا جس طرح ابوصلت کہتے ہیں اس طرح کھودو ۔ مگر ضریح تک نہیں بلکہ اس میں بغلی لحد بنا دو۔

جب لحد کھود گئی تو مامون نے اس میں نمی ، پانی کا چشمہ پھر اس میں مچھلیاں وغیرہ سب دیکھیں تو بولا :۔

علی رضا علیہ السلام اپنی زندگی میں عجائبات تو دیکھاتے ہی تھے مرنے کے بعد بھی وہی عجائبات دکھا رہے ہیں ۔

اس کے ایک وزیر نے اس سے کہا :۔

آپ جانتے ہیں کہ ان مچھلیوں سے علی رضا علیہ السلام آپ کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں ؟

مامون نے کہا :۔

نہیں

اس نے کہا :۔

وہ آپ کو یہ بتا رہے ہیں کہ اے بنی عباس تمہاری سلطنت باوجود تمہاری کثرت اور طول مدت کے ان مچھلیوں کے مانند ہے ۔ جب اس کا وقت پورا ہو جائے گا اور تمہاری سلطنت ختم ہونے والی ہوگی تو اللہ ہم اہل بیتؑ میں سے ایک فرد کو تم پر مسلط کر دے گا اور وہ تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا (جس طرح بڑی مچھلی نے ساری چھوٹی مچھلیوں کو ختم کردیا ہے) ۔

Presented by www.ziaraat.com

مامون نے کہا:۔

سچ کہتے ہو واقعاً اس کا مطلب یہی ہے ۔

اس کے بعد مامون نے کہا:۔

ابوالصلت ! مجھے وہ تمام باتیں بتاؤ جو تم سے امام علی رضا علیہ السلام نے کہی ہیں ۔

میں نے کہا:۔

خدا کی قسم ! میں تو وہ تمام باتیں بھول گیا ہوں اور واقعاً میں نے سچ کہا تھا

مامون نے کہا:۔

اسے لے جاؤ اور قید میں ڈال دو۔

اس کے بعد اس نے امام علی رضاؑ کو دفن کیا اور میں ایک سال تک قید میں پڑا رہا۔ اور جب میں قید سے تنگ آ گیا تو ایک رات بیدار رہ کر اور محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر اپنی رہائی کے لیے اللہ سے دعا مانگی ۔

ابھی میری دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ دیکھا حضرت ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام قید خانہ میں تشریف لائے اور فرمایا:۔

"ابوالصلت ! تم واقعاً اس قید خانے سے تنگ آچکے ہو ؟"

میں نے عرض کیا:۔

جی ہاں ! خدا کی قسم میں قید سے تنگ آچکا ہوں ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"اچھا پھر اٹھو"۔

آپؑ نے ہتھکڑیوں اور بیڑیوں پر اپنا دست مبارک پھیرا جس سے وہ سب جدا ہو گئیں ۔ پھر آپؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے قید سے نکال لے گئے ۔ میں زندان کے صدر دروازے سے نکلا تو سارے پہرے دار اور غلام دیکھتے رہ

Presented by www.ziaraat.com

گیئے اور کسی نے مجھ سے کچھ نہ کہا۔

اس کے بعد آپؑ نے مجھ سے فرمایا:۔

"جاؤ میں نے تمہیں خدا کے سپر کیا۔اب وہ تا ابد تم کو گرفتار نہیں کر سکتا۔

چنانچہ میں آج تک اس کی گرفت سے آزاد ہوں۔

۲۔ (حذف اسناد) ابوذکوان کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیم بن عباس سے سنا وہ کہتے تھے کہ امام علی رضا علیہ السلام کی ولی عہدیٔ بیعت ماہ رمضان کی پانچ تاریخ ۲۰۱ھ میں ہوئی۔ اور ام حبیب بنت مامون الرشید سے آپؑ کا عقد ۲۰۲ھ کی ابتدا میں ہوا۔ اور ۲۰۳ھ میں طوس میں آپؑ کی شہادت ہوئی اور مامون نے اسی سال رجب میں عراق کا رخ کیا۔

اس کے علاوہ ایک اور راوی کا بیان ہے کہ شہادت کے وقت امام علی رضا علیہ السلام کی عمر انچاس برس چھ ماہ کی تھی۔

اور صحیح یہ ہے کہ آپؑ کی شہادت اکیس ماہ رمضان جمعہ کے دن ۲۰۳ھ میں واقع ہوئی۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 64

امام علیہ السلام کی شہادت کی روایت بزبان ہرثمہ اور یہ کہ آپؑ کو انگوروں اور انار دونوں میں زہر دیا گیا (۱)

ا۔(حذف اسناد) محمد بن خلف طاطری نے ہرثمہ بن اعین سے روایت کی ہے انہوں نے کہا ایک شب میں مامون کے پاس تھا۔ جب رات کی چار ساعات گزر گئیں تو مجھے گھر واپسی کی اجازت ملی جب میں گھر واپس آیا تو نصف شب کے قریب کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میرا ایک غلام دروازے پر پہنچا۔

آنے والے نے کہا جاکر ہرثمہ سے کہہ دو کہ تمہارے آقا تم کو یاد کرتے ہیں۔ یہ پیغام سن کر میں فوراً اٹھا، کپڑے پہنے اور تیزی کے ساتھ اپنے آقا حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے پاس روانہ ہوا۔ آپؑ کا فرستادہ غلام آگے آگے تھا۔ وہ پہلے اندر داخل ہوا اور اس کے پیچھے میں گھر کے اندر گیا تو دیکھا کہ میرے آقا اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما ہیں۔

آپؑ نے مجھے دیکھ کر فرمایا:۔

ہرثمہ !

میں نے لبیک کہی۔آپؑ نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا۔میں بیٹھ گیا۔پھر آپؑ نے فرمایا:۔

"سنو اور غور سے سنو اور اچھی طرح سے یاد رکھو وہ وقت آپہنچا ہے کہ میں رحلت کر کے اپنے آباء و اجداد سے ملحق ہو جاؤں۔ کاتب تقدیر کا نوشتہ پورا ہو گا۔ اس سرکش (مامون) نے ارادہ کر لیا ہے کہ مجھے انگور اور انار میں زہر پیوست کر کے دے۔ انگور میں وہ اس طرح سے زہر پیوست کرے گا کہ اپنے کسی

---

(۱)۔ یہ باب ایک روایت پر مشتمل ہے اور سابقہ دو روایات اور اس روایت کا فرق یہ ہے کہ ان میں سے ایک روایت میں صرف انار کا تذکرہ کیا گیا اور دوسری روایت میں صرف انگور کا تذکرہ کیا گیا جب کہ اس روایت میں دونوں کو جمع کیا گیا۔

Presented by www.ziaraat.com

غلام کے ہاتھوں میں زہر ملوئے گا اور اس کے اسی زہر آلود ہاتھ سے وہ اس انار کو تڑوائے گا تاکہ زہر تمام دانوں میں پیوست ہوجائے۔

اور اب وہ کل مجھے بلائے گا اور وہ میرے سامنے انگور اور انار پیش کرے گا اور مجھ سے اس کے کھانے پر اصرار کرے گا اور وہ مجھے کھانے پڑیں گے۔

پھر میرے مدتِ حیات ختم ہوجائے گی اور قضا آپہنچے گی اور جب میں انتقال کر جاؤں گا تو وہ کہے گا کہ میں اپنے ہاتھ سے ان کو غسل دوں گا۔

جب وہ یہ کہے تو تم اس سے کہنا کہ تم درمیان سے ہٹ جاؤ اس لیے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام تمہارے لیے فرماگئے ہیں کہ تم میرے غسل و کفن اور دفن سے دور رہو۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو وہ عذاب جو آخرت پر ٹال دیا گیا ہے وہ ابھی تم پر نازل ہوجائے گا۔ اور تمہیں فوراً اپنے کیے کی سزا مل جائے گی"۔

ہرثمہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا:۔

میرے آقا و مولا بہتر جو آپؑ نے مجھ سے کہا ہے وہی کچھ اس سے کہہ دوں گا۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"جب وہ میرا یہ پیغام سنے گا تو وہ میرے غسل و کفن میں مداخلت نہیں کرے گا اور وہ یہ کام تمہارے حوالے کر دے گا اور وہ اپنے مکان کی بلند چھت پر بیٹھ جائے گا تاکہ دیکھ سکے کہ غسل کون دے رہا ہے اور کیسے دے رہا ہے۔

ہرثمہ! تم بھی میرے غسل میں ہاتھ نہ لگانا۔ اس لیے کہ تھوڑی ہی دیر میں تم دیکھو گے میرے مکان کے ایک گوشے میں ایک خیمہ خود بخود نصب ہو گیا ہے۔ جب تم یہ دیکھو تو میری میت کو لباس سمیت خیمہ میں پہنچا دینا اور تم خود باہر نکل کر پیچھے کھڑے ہو جانا اور جو لوگ تمہارے ساتھ میں میت اٹھانے والے ہوں انہیں بھی وہاں سے ہٹا لینا اور خبردار تم میں سے کوئی شخص بھی جھانک کر خیمہ میں نہ دیکھے کہ وہاں کیا ہورہا ہے۔ اس لیے کہ جو اندر جھانک کر دیکھے گا

Presented by www.ziaraat.com

وہ ہلاک ہوجائے گا ۔ اس کے بعد وہ آکر تم سے کہے گا ۔

ہرثمہ ! کیا تم لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ امام کو امام ہی غسل دیتا ہے دوسرا نہیں دیتا۔ اب بتاؤ ابوالحسن علی رضا علیہ السلام کو کس نے غسل دیا جب کہ ان کا فرزند تو مدینہ میں ہے جو ملک حجاز میں واقع ہے اور ہم لوگ اس وقت طوس میں ہیں ؟

جب وہ یہ کہے تو تم اس کو یہ جواب دینا :۔

ہم تو یہ کہتے ہیں کہ کسی امام کے لیے یہ واجب نہیں ہے کہ جب اس کا انتقال ہو تو اس کو کوئی امام ہی غسل دے (ورنہ میت پڑی رہے گی) اب اگر زبردستی کوئی دوسرا شخص اس کو غسل دیتا ہے تو اس سے امام کی امامت باطل نہیں ہوتی اور نہ ہی بعد والے امام کی امامت باطل ہوگی کہ اس کے والد کو غیر امام ہی نے غسل کیوں دیا ۔ ہاں اگر ابوالحسن علی رضا علیہ السلام مدینہ میں ہوتے اور ان کا وہاں انتقال ہوتا تو دیکھ لیتے کہ سب کے سامنے ان کے فرزند محمد ہی ان کو غسل دیتے مگر اب بھی انہوں نے غسل دیا مگر پردہ میں رہ کر غسل دیا ہے"۔

غرض جب تم خیمہ کا پردہ اٹھاؤ گے تو دیکھو گے کہ میری میت کو غسل دے کر کفن وغیرہ سب پہنادیا گیا ہے۔ اب تم میری میت کو اٹھا کر تابوت میں رکھنا اور دفن کے لیے لے جانا ۔

اور جب میری قبر کھودنے کا موقع آئے گا تو وہ چاہے گا کہ اپنے والد ہارون الرشید کی قبر کو میری قبر کا قبلہ بنائے مگر یہ اس سے تا ابد ممکن نہ ہو سکے گا جب بھی کدال چلے گی تو زمین سے اچٹ جائے گی اور ذرہ برابر بھی زمین نہ کھودے گی بلکہ زمین ناخن برابر بھی نہیں ترشے گی ۔

جب قبر کھودنے والے اپنی پوری کوشش کر لیں پھر بھی ان سے ممکن نہ ہو تو تم ان سے کہنا کہ تم لوگ دور ہٹو ۔ میرے مولا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم

Presented by www.ziaraat.com

اس(مامون) کے والد کے قبلہ کی جانب ایک کدال چلانا ۔ اور جب تم ایسا کرو گے تو فوراً ایک قبر بالکل کھدی ہوئی تیار ظاہر ہوگی ۔

اور مجھے قبر میں اس وقت تک نہ اتارنا جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ اس قبر کی ضریح سے صاف و شفاف اور سفید براق پانی ابلا ہے اور پوری قبر پانی سے بھر گئی ہے اور پانی زمین کی سطح تک آ گیا ہے اور اس پانی پر ایک مچھلی طول قبر میں تڑپ رہی ہے ۔ اس وقت تک ٹھہرے رہنا اور جب یہ دیکھ لینا کہ مچھلی غائب ہو گئی ہے اور پانی زمین میں جذب ہوچکا ہے تو اس وقت میری میت کو قبر میں اتارنا اور ضریح میں رکھ دینا اور میری قبر پر لوگوں کو مٹی نہ ڈالنے دینا اس لیے کہ میری قبر خود بخود مٹی سے پر ہوجائے گی"۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا:۔

میرے مولا و آقا ! بہتر ہے میں ایسا ہی کروں گا ۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"میری باتوں کو خوب یاد رکھنا ، بھول نہ جانا اوراس پر عمل کرنا ۔ خبردار اس کے خلاف ہرگز نہ کرنا"۔

میں نے عرض کیا:۔

مولا! ایسا ہی ہوگا، خدا کی پناہ میں بھلا آپؑ کے فرمان کے خلاف کیسے کرسکتا ہوں۔

ہرثمہ کہتے ہیں پھر میں آپؑ کی بارگاہ سے روتا ہوا نکلا اور میں ایسے تڑپ رہا تھا جیسے جلتے ہوئے توے پر مچھلی ۔ اور اس وقت میرے دل کا کیا حال تھا اس کو خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ۔

ہرثمہ کا بیان ہے کہ دوسرے دن صبح کو مامون نے مجھے بلایا۔میں گیا اور اس کے پاس ظہر تک رہا ۔ دوپہر کے بعد مامون نے مجھ سے کہا:۔

ہرثمہ ! ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا کے پاس جاؤ ۔میرا سلام کہو اور میری

Presented by www.ziaraat.com

طرف سے یہ کہو کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں گے یا میں آپؑ کے پاس آجاؤں؟ اور اگر وہ اپنے آنے کا کہیں تو کہنا کہ تشریف لائیں۔

ہرثمہ کہتے ہیں کہ میں امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں جیسے ہی سامنے پہنچا آپ نے فرمایا۔

"ہرثمہ! میں نے جتنی باتیں کہی ہیں وہ سب یاد ہیں؟"

میں نے کہا۔

جی ہاں!

آپؑ نے فرمایا۔

"میری نعلین لاؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں مامون نے کیوں بھیجا ہے"۔

میں نے بڑھ کر آپؑ کی نعلین آپؑ کے سامنے پیش کی اور آپؑ مامون کے پاس تشریف لے گئے جب آپؑ اس کی مجلس میں پہنچے تو مامون کھڑا ہو گیا۔ بڑھ کر گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے تخت پر اپنے پہلو مین جگہ دی۔ اور ایک ساعت تک آپؑ سے مختلف باتیں کرتا رہا۔

اس کے بعد مامون نے اپنے ایک غلام سے کہا کہ انگور اور انار لاؤ۔

ہرثمہ کا بیان ہے جب میں نے انار اور انگور کا نام سنا تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اور میرا پورا بدن کانپنے لگا اور میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میرے جسم کی کپکپی کسی پر ظاہر ہو اس لئے میں باہر نکل آیا اور وہیں ایک گوشہ میں جا کر گر گیا جب زوال کا وقت آیا تو میں نے محسوس کیا کہ میرے آقا مامون کے پاس سے نکلے اور اپنے گھر واپس چلے گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ مامون نے حکم دیا کہ اطباء و معالجین کو بلاؤ۔

میں نے پوچھا:۔

یہ اطباء و معالجین کو اچانک کیوں بلایا جا رہا ہے۔

لوگوں نے بتایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

ابوالحسنؑ اچانک بیمار ہو گئے ہیں ۔جو نہیں جانتا تھا اسے تو اس میں شک تھا مگر مجھے معلوم تھا کہ اصل واقعہ کیا ہے اس لئے مجھے یقین تھا ۔

جب رات ہوئی اور رات کے تین حصوں میں سے دو حصے گذر گئے اور صبح نمودار ہوئی تو مامون کے گھر سے ایک شور بلند ہوا لوگوں کے ساتھ میں بھی دوڑ پڑا جب وہاں پہنچا تو دیکھا مامون سر برہنہ گریبان چاک کئے ہوئے کھڑا ہائے ہائے کر رہا ہے اور رو رہا ہے۔

وہاں کچھ اور لوگ بھی کھڑے تھے میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا مامون ٹھنڈی سانسیں بھر رہا تھا ۔الغرض جب بالکل صبح ہو گئی تو مامون تعزیت لینے کیلئے بیٹھ گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد اٹھا جہاں میرے آقا کی میت تھی وہاں پہنچا اور کہا جائے غسل تیار کرو ۔چاہتا ہوں کہ میں خود اپنے ہاتھوں سے انہیں غسل دوں ۔

جب میں نے یہ سنا تو قریب گیا اور جو کچھ آقا نے غسل، تکفین اور تدفین کیلئے کہا تھا وہ سب اس سے کہہ دیا۔

مامون نے کہا:۔

اچھا اگر ان کی وصیت یہی ہے تو تم غسل کا اہتمام کرو ۔مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ہرثمہ نے کہا کہ میں مسلسل کھڑا رہا یہاں تک کہ میں نے دیکھا ایک شامیانہ خود بخود نصب ہو گیا ۔ میں جا کر اس شامیانے کے باہر کھڑا ہو گیا اور سارے گھر والے میرے پیچھے کھڑے تھے ۔میں سن رہا تھا کہ شامیانہ کے اندر سے تکبیر ، تہلیل اور تسبیح کی آوازیں اور برتنوں کی کھڑ کھڑاہٹ اور پانی گرنے کی مسلسل صدائیں آرہی تھیں اور اندر سے ایسی خوشبو آرہی تھی کہ میں نے ایسی خوشبو کبھی دیکھی ہی نہیں تھی۔اسی اثناء میں مامون نے اپنی گردن بلند کی اور مجھے آواز دی ۔

ہرثمہ !تم لوگوں کا اعتقاد ہے کہ امام کو سوائے امام کے کوئی اور غسل نہیں دیتا ۔ بتاؤ ان کے فرزند محمد بن علیؑ کہاں ہیں؟

Presented by www.ziaraat.com

وہ تو مدینہ میں ہیں ۔اور ابوالحسن کی میت یہاں طوس میں ہے جو خراسان کے اندر ہے۔

ہرثمہ نے جواب میں کہا:۔

امیرالمومنین !ہم تو یہ کہتے ہیں کہ امام کیلئے یہ واجب نہیں ہے کہ اس کو اس جیسا امام ہی غسل دے۔اگر کوئی زبردستی اور تعدی سے کام لے کر امام کو غسل دیتا ہے تو اس کی زبردستی کی وجہ سے امام کی امامت میں فرق نہیں آتا اور نہ ہی بعد والے امام کی امامت اس سے باطل ہوتی ہے۔ ہاں اگر حضرت ابوالحسن علی بن موسی رضا کو مدینہ میں چھوڑ دیا گیا ہوتا اور وہ وہاں انتقال فرماتے تو ان کے فرزند محمد لازمی طور پر سرعام انہیں غسل دیتے۔مگر اب ظاہر بظاہر نہیں تو غائبانہ ہی سہی۔

میرا یہ جواب سن کر مامون خاموش ہو گیا۔

الغرض اس کے بعد خیمہ کا پردہ اٹھا تو میں نے دیکھا کہ آقا کی میت کفن میں لپٹی ہوئی ہے ۔میں نے بڑھ کر آپؑ کی میت کو تابوت میں رکھا اور آپؑ کا جنازہ لے چلے مامون اور تمام حاضرین نے آپؑ کی نماز میت پڑھی۔اس کے بعد ہم لوگ جنازہ کو لئے ہوئے مقام قبر تک لے آئے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ کدال لئے ہوئے ہارون کی قبر کے پیچھے قبر کھود رہے ہیں۔تاکہ ہارون کی قبر امام کی طرف قبلہ میں ہو مگر کدال چلانے والے تھک کر چور ہو گئے اور زمین ذرہ برابر بھی نہ کھد سکی ۔

مامون نے کہا:۔

ہرثمہ!تم نے دیکھا کہ زمین بھی ان کی قبر قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہے؟

میں نے کہا:۔

امیرالمومنین !حضرت ابوالحسن نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آپؑ کے والد ہارون الرشید کے قبلہ کی جانب صرف ایک کدال مارا جائے ۔ لہٰذا میں ایک کدال ماروں گا۔

مامون نے کہا:۔

Presented by www.ziaraat.com

اگر تم نے وہاں ایک کدال مارا تو کیا ہو گا ؟

میں نے کہا:۔

انہوں نے بتایا تھا کہ ان کی قبر کے قبلہ میں ہارون الرشید کی قبر نہیں ہونی چاہیے اور اگر میں ایک کدال ہارون کی قبر کے قبلہ کی جانب ماروں گا تو کھدی کھدائی ایک قبر نمودار ہوگی اور اس کے درمیان ضریح ہو گی ۔

مامون نے کہا:۔

سبحان اللہ! کتنی تعجب کی بات ہے مگر ابوالحسنؑ کے معاملے میں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اچھا اب وہاں کدال مارو میں بھی تو دیکھوں کہ واقعی یہ سچ بات ہے ۔

ہرثمہ کا بیان ہے کہ میں نے کدال لیا اور ہارون رشید کی قبر کے قبلہ کی جانب ایک مرتبہ کدال مارا تو فوراً ایک کھدی ہوئی قبر نمودار ہوئی اور اس قبر کے درمیان ضریح بنی ہوئی تھی اور لوگ اسے اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے ۔

مامون نے کہا:۔

اچھا اب ان کی میت کو قبر میں اتارو ۔

میں نے کہا:۔

امیرالمومنین ! میرے آقا نے فرمایا تھا کہ انتظار کرنا جب قبر کے اندر سے پانی پھوٹ نکلے اور پوری قبر پانی سے بھر جائے اس میں ایک مچھلی نمودار ہو اور پھر وہ مچھلی غائب ہوجائے اور سارا پانی زمین میں واپس چلا جائے ، تب ان کی میت کو قبر میں اتارا جائے ۔

مامون نے کہا:۔

اچھا جیسا انہوں نے کہا تھا تم ویسا ہی کرو ۔

ہرثمہ کا بیان ہے:۔

پھر میں نے پانی نکلنے اور مچھلی ظاہر ہونے کا انتظار کیا ۔ کچھ دیر بعد لوگوں

Presented by www.ziaraat.com

نے دیکھا کہ پانی لبلا اس میں مچھلی ظاہر ہو کر غائب ہوگئی اور پانی بھی زمین میں جذب ہوگیا تو میں نے آپؑ کی میت کو قبر کے پہلو میں رکھا اور اس پر اور قبر پر سفید چادر ڈال دی ۔ پھر میت میرے یا کسی دوسرے کے ہاتھ لگائے بغیر خود بخود قبر میں اتر گئی ۔

مامون نے لوگوں سے کہا:۔

آؤ اب قبر پر مٹی ڈالیں ۔

میں نے کہا:۔

امیرالمومنین ! ایسا نہ کریں ۔

مامون نے کہا:۔

تو کیا قبر یونہی کھلی رہے گی اور بند نہ کی جائے گی ؟

میں نے کہا:۔

مولا نے فرمایا تھا کہ میری قبر پر کوئی مٹی نہ ڈالے بلکہ قبر خود بخود مٹی سے پُر ہو کر چوکور اور زمین کے برابر ہوجائے گی ۔

مامون نے کہا:۔

اچھا تو پھر مٹی نہ ڈالو اور لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں جو مٹی اٹھائی ہوئی تھی وہ پھینک دی پھر قبر خود بخود مٹی سے پُر ہوگئی اور زمین کی سطح کے برابر ہو کر چوکور ہوگئی ۔ پھر مامون دفن کے بعد واپس آیا اور میں بھی واپس آیا ۔

اس کے بعد مامون نے تنہائی میں مجھے بلا کر پوچھا:۔

ہر ثمہ ! تمہیں خدا کی قسم جو کچھ میں نے ابوالحسن قدس اللہ روحہ کے متعلق تم سے سنا ہے کیا یہ باتیں سچ ہیں اور واقعاً انہوں نے تمہیں یہ سب بتایا تھا ؟

میں نے کہا:۔

امیرالمومنین ! میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا ۔ بس وہی کہا جو

Presented by www.ziaraat.com

انہوں نے بتایا تھا۔

مامون نے کہا:۔

میرا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تو نے مجھے بتایا ہے اس کے علاوہ اور تو کچھ نہیں کہا تھا ؟

میں نے کہا:۔

امیرالمومنین ! آخر آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں ؟

مامون نے کہا:۔

یہ بتاؤ وہ کوئی اور راز کی بات تو نہیں بتا گئے ؟

میں نے کہا:۔

جی ہاں ! وہ انگور اور انار کی بات بھی بتا گئے ہیں۔

یہ سنتے ہی مامون کا رنگ کبھی زرد ہوجاتا اور کبھی سرخ اور کبھی بالکل سیاہ اور بالآخر وہ غش کھاکے گر پڑا اور اسی غشی کے عالم میں وہ بڑ بڑانے لگا ۔

مامون پر اللہ کی نفرین۔ مامون پر رسول اللہؐ کی نفرین ، مامون پر علیؑ کی نفرین ، مامون پر فاطمہ زہراؑ کی نفرین ، مامون پر حسنؑ و حسینؑ کی نفرین ، مامون پر علی بن الحسینؑ کی نفرین ، مامون پر محمد بن علیؑ کی نفرین ، مامون پر جعفر بن محمدؑ کی نفرین ، مامون پر موسیٰ بن جعفرؑ کی نفرین، مامون پر علی بن موسیٰ رضاؑ کی نفرین۔ خدا کی قسم یہ کھلا ہوا صاف صاف خسارہ اور گھاٹا ہوا ۔ وہ یہی فقرات بار بار دہراتا رہا۔

ہرثمہ کہتے ہیں جب میں نے اس کا یہ حال دیکھا تو اس کے پاس سے اٹھ کر ایک کنارے جاکر بیٹھ گیا ۔ مگر تھوڑی دیر بعد وہ غشی سے اٹھا اور اس نے مجھے بلایا اس وقت اس کی حالت ایسی تھی جیسے کہ کسی نشے میں چور ہو اور وہ بولا

یاد رکھو ! تمہاری اہمیت میرے نزدیک نہ ان سے زیادہ ہے نہ دنیا کی

Presented by www.ziaraat.com

کسی اور چیز سے زیادہ ہے۔ اگر میں نے کسی سے سن لیا کہ جو کچھ تم نے مجھ سے کہا ہے یا تم نے جو کچھ دیکھا ہے وہ کسی اور سے بھی کہا ہے تو میں تمہیں مار ڈالوں گا۔

میں نے کہا:۔

امیرالمومنین ! میں کسی سے بیان نہ کروں گا اگر ثابت ہو جائے تو میرا خون آپ پر حلال ہے۔

مامون نے کہا نہیں تم مجھ سے اس کا پختہ عہد کرو کہ اس راز کو چھپائے رکھو گے اور کسی سے کچھ نہ کہو گے۔

اس کے بعد اس نے مجھ سے پختہ عہد لیا اور اس کی پوری تاکید کردی۔

ہرثمہ کہتے ہیں کہ جب میں اس کے پاس سے پلٹا تو اس نے تالی بجائی اور قرآن کی یہ آیت پڑھی۔

يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَالَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۔ (النساء، ۱۰۸)

" یہ لوگ انسانوں کی نظروں سے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپ سکتے جب کہ وہ اس وقت بھی ان کے ساتھ رہتا ہے جب وہ نہایت ناپسند باتوں کی سازش کرتے ہیں اور خدا ان کے تمام اعمال کا احاطہ کیے ہوئے ہے"۔

امام علی رضا علیہ السلام کے فرزند محمدؑ (تقی) امام تھے اور امام علی رضا علیہ السلام انہیں صادق، صابر، فاضل، مومنین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور ملحدین کے لیے باعث غیظ و غضب کے ناموں سے یاد کرتے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 65

آپؑ کی شہادت پر لکھے گئے چند مرثیے

ابن مشیع مدنی (مرقی خ ل) کا مرثیہ

ا۔ (بحذف اسناد) ابن مشیع مدنی نے امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت پر یہ مرثیہ کہا تھا۔

یا بقعة مات بها سیدی ما مثله فی الناس من سید
مات الهدی من بعده والندی و شمر الموت به یقتدی
لا زال غیث الله یا قبره علیك منه رائحاً مغتدی
کان لنا غیثا به نر توی و کان کالنجم به نهتدی
ان علیا ابن موسی الرضا قد حل والسؤدد فی ملحد
یا عین فابکی بدم بعده علی انقراض المجد والسؤدد

اے وہ خطۂ زمین جس میں میرے سید و آقا نے شہادت پائی۔ واقعی ان جیسا سید و سردار تو پوری عالم انسانیت میں نہیں ہے۔

آپؑ کی موت کے ساتھ ہدایت اور سخاوت بھی مر گئی اور موت کا دامن انہیں بھی مارنے لگا۔

اے قبر رضاؑ! صبح و شام آپؑ پر بادل برسا کریں (اور آسمان آپؑ کی لحد پر شبنم افشانی کرتا رہے)۔

آپؑ ہمارے لیے ایک بادل تھے جس کے صاف پانی سے ہم سیراب ہوتے تھے اور آپؑ ہمارے لیے ایک ستارہ تھے جس سے ہم راستہ دیکھا کرتے تھے۔

علی بن موسیٰ رضا قبر میں اکیلے نہیں گئے آپؑ کے ساتھ سرداری بھی لحد میں چلی گئی۔

Presented by www.ziaraat.com

اے میری غم زدہ آنکھ تو ان کے بعد آنسو بہا بہا کر گریہ کر ۔ کیونکہ آپؑ کی شہادت کی وجہ سے عظمت اور سرداری مٹ گئی ہے ۔

علی بن ابی عبداللہ خوانی کا مرثیہ

یا ارض طوس سقاك الله رحمته

ماذا حويت من الخيرات ياطوس ؟

طابت بقاعك فى الدنيا و طيبها

شخص ثوى بسنا باد مرموس

شخص عزيز على الا سلام مصرعه

فى رحمة الله مغمور و مغموس

يا قبره انت قبر قد تضمنه

حلم و علم و تطهير و تقديس

فخراً فانك مغبوط بجثته

و بالملا ئكة الابرار محروس

اے ارض طوس ! اللہ تجھے اپنے آب رحمت سے سیراب کرے تو نے کیا کیا خیرات و برکات اپنے دامن میں چھپا لیں ہیں ۔

تیرا خطہ دنیا میں پاک و پاکیزہ بن گیا اور اس کی پاکیزگی کی بنیاد وہ شخص ہے جو سناباد (مشہد) میں مدفون ہے ۔

وہ ایسی شخصیت ہے کہ ان کی موت اسلام کے لیے گراں ہے اور وہ اللہ کی رحمت میں مقیم اور رہائش پذیر ہے ۔

اے رضاؑ کی قبر ! تو اس شخصیت کی قبر ہے جن میں حلم ، علم ، طہارت و تقدیس جمع ہے ۔

تجھے اپنے مقدر پر ناز کرنا چاہیے کیونکہ امام عالی مقامؑ کا جسم مطہر تیرے اندر

Presented by www.ziaraat.com

مدفون ہے اور خدا کے مقرب فرشتے ان کے پہرے دار ہیں۔

دعبل خزاعی کا مرثیہ

۲۔ (حذف اسناد) دعبل بن علی کا بیان ہے کہ مجھے قم میں امام علی رضا علیہ السلام کی موت کی اطلاع ملی تو میں نے آپؑ کی فرقت میں اپنا قصیدۂ رائیہ کہا:۔

اری امیه معذدرین ان قتلوا

و لا اری لبنی العباس من عذر

اولاد حرب و مروان واسرتهم

بنو معیط ولاة الحقد والوغر

قوم قتلتم علی الاسلام اولهم

حتی اذا استمکو اجازوا علی الکفر

اربع بطوس علی قبر الزکی به

ان کنت تربع من دین علی فطر

قبران فی طوس خیرالناس کلهم

و قبر شر هم هذا من العبر

ماینفع الرجس من قرب الزکی وما

علی الزکی بقرب الرجس من ضرر

هیهات کل امری رهن بما کسبت

له یداه فخذ ماشئت او تذر

بنی امیہ اگر آل محمدؐ کو قتل کریں تو میں انہیں معذور سمجھتا ہوں لیکن بنی عباس کے پاس آل محمدؐ کے قتل کا کوئی عذر و جواز نہیں ہے۔

حرب اور مروان کی اولاد اور بنو معیط کا خاندان جو کہ کینہ و عداوت رکھنے والا ہے ان کے پاس آل محمدؐ کے قتل کا ایک عذر ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

کیونکہ آل محمدؐ کے ذریعے سے ان کے بزرگ قتل ہوئے تھے اور جب انہیں قوت مل گئی تو وہ کفر پر چلنے لگے۔

طیب و طاہر کی قبر پر جو کہ طوس میں ہے تم ٹھہر جاؤ۔ اگر تم ان کی قبر پر ٹھہرنے کے خواہش مند ہو جو دین فطرت رکھتے ہیں۔

طوس میں دو قبریں ہیں ایک قبر افضل ترین انسان کی ہے اور دوسری قبر بد ترین شخص (ہارون الرشید) کی ہے۔ یہ انتہائی عبرت آمیز بات ہے۔

اگر کسی نجس کے پہلو میں کوئی پاک ہو تو اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور کسی طیب و طاہر کے پہلو میں کوئی نجس ہو تو اسے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ہر شخص اپنے اعمال کا گروی ہے اب جو تم چاہو لے لو یا چاہو تو تم چھوڑ دو۔

ابو محمد یزیدی کا مرثیہ

(بحذف اسناد) ابو محمد یزیدی نے امام علی رضا علیہ السلام پر یہ مرثیہ کہا تھا لیکن یہ بات واضح رہے کہ موصوف ہارون الرشید کے شیدائی اور مداح خواں تھے۔ اسی لیے ان کا نظریہ ان کے ان اشعار سے بھی ظاہر ہے۔

مالطوس لا قدس الله طوساً　　کل یوم تحوز علقا نفیسا

بدات بالرشید فاقتبضته　　وثنت بالرضا علي بن موسیٰ

بامام لا کالائمة فضلا　　فسعود الزمان عادت نحوساً

اے طوس کی مردم خور زمین خدا تجھے کبھی پاک نہ کرے تو روزانہ ایک قیمتی جان لیتی ہے۔

تو نے ابتداء رشید سے کی اور پھر دوسری بار تو نے علی بن موسیٰ رضا کو ہم سے چھین لیا۔

تو نے ہم سے ایسا امام چھینا جو فضیلت میں دوسرے ائمہ کی طرح سے نہیں تھا اب زمانے کی سعادت نحوست میں بدل گئی۔

Presented by www.ziaraat.com

محمد بن حبیب ضبی کا مرثیہ

میں نے محمد بن حبیب ضبی کی کتاب میں یہ مرثیہ لکھا ہوا پایا۔

قبر بطوس به اقام امام حتم الیه زیارة و لمام
قبر اقام به السلام دان غدا تهدی الیه تحیة و سلام
قبر سنا انواره تجلو العمی وبتربة قد تدفع الاسقام
قبر یمثل للعیون محمدا و وصیه و المؤمنون قیام
خشع العیون لذا وذاك مهابة فی کنهها لتحیر الافهام
قبر اذا حل الوفود بربعه رحلوا وحطت عنهم الاثام
و تزودوا امن العقاب و اومنوا من ان یحل علیهم الاعدام
الله عنه به لهم متقبل وبذاك عنهم و جفت الاقلام
ان یغن عن سقی الغمام فانه لو لاه لم تسق البلاد غمام
قبر علی بن موسیٰ حله بثراه یزهو الحل والاحرام
فرض الیه السعی کالبیت الذی من دونه حق له الاعظام
من زاره فی الله عارف حقه فالمس منه علی الجحیم حرام
و مقامه لاشك یحمد فی غد و له بجنات الخلود مقام
وله بذاك الله اوفی ضامن قسماً الیه تنتهی الاقسام
صلی الاله علی النبی محمد وعلت علیا نصرة و سلام
وکذا علی الزهراء صلی سرمدا رب بواجب حقها علام
وعلیه صلی ثم بالحسن ابتدی وعلی الحسین لوجهه الاکرام
وعلی علی ذی التقی ومحمد صلی و کل سید و همام
وعلی المهذب و المطهر جعفر ازکی الصلاة و ان ابی الاقوام
الصادق الماثور عنه علم ما فیکم به تتمسك الاقوام

Presented by www.ziaraat.com

وكذا على موسىٰ ابيك و بعده صلى عليك و للصلاة دوا
وعلى محمد الزكى فضوعفت و على على ما استمر كلا
وعلى الرضا ابن الرضا الحسن الذى عم البلاد لفقده الاظلا
وعلى خليفته الذى لكم به تم النظام فكان فيه تما
فهوالمؤمل ان يعود به الهدى غضا وان تستو ثق الاحكام
لولا الائمة واحد عن واحد درس الهدى واستسلم الأسلا
كل يقوم مقام صاحبه الى ان تنتهى بالقائم الايا
يابن النبى و حجة الله التى هى للصلاة و للصيام قيا
مامن امام غاب عنكم لم يقم خلف له تشفى به الارغا
ان الائمة تستوى فى فضلها والعلم كهل منكم و غلا
انتم الى الله الوسيلة و الاولى علموا الهدى فهم له اعلا
انتم ولاة الدين والدنيا و من لله فيه حرمة و ذما
ماالناس الامن اقر بفضلكم والجاحدون بها ثم وسوا
بل هم اضل عن السبيل بكفر هم والمقتدى منهم بهم ازلا
يدعون فى دنيا كم وكانهم فى جحد هم انعامكم انعا
يانعمة الله التى تحبو بها من يصطفى من خلقه المنعا
ان غاب منك الجسم عنا انه للروح منك اقامة و نظا
ارواحكم موجودة اعيانها ان عن عيون غيبت اجسا
الفرق بينك والنبى نبوة اذ بعد ذلك تستوى الاقدام
قبران فى طوس الهدى فى واحد والغى فى لحد يراه ضرا
قبران مقترنان هذا ترعة جنوبة فيها يزار اما
وكذاك ذلك من جهنم حفرة فيها يجدد للغوى هيا

Presented by www.ziaraat.com

قرب الغوی من الزکی مضاعف　　لعذابه و لانفه الارغام
ان یدن منه فانه لمباعد　　وعلیه من خلع العذاب رکام
وکذاك لیس یضرك الرجس الذی　　یدنیه منك جنادل ورخام
لابل یریك علیك اعظم حسرة　　اذ انت تکرم واللعین یسام
سوء العذاب مضاعف تجری به　　الساعات والایام والا عوام
یالیت شعری هل بقائمکم غدا　　یغدو ویکفی للقراع حسام
تطفی یدای به غلیلا فیکم　　بین الحشا لم ترو منه اوام
ولقد یهیجنی قبور کم اذا　　هاجت سوای معالم و خیام
من کان یغرم بامتداح ذوی الغنی　　فبمدحکم لی صبوة و غرام
والی ابی حسن الرضا اهدیتها　　مرضیة تلتذها الافهام
خذ ها عن الضبی عبد کم الذی　　هانت علیه فیکم الالوام
ن اقض حق الله فیك فان لی　　حق القری للضیف اذ یعتام
فاجعله منك قبول قصدی انه　　غنم علیه حدانی استغنام
ن کان بالتعلیم ادرك حبکم　　فمحبتی ایاکم الهام

خلاصۂ اشعار:۔

طوس میں ایک قبر ہے جس میں امام محوخواب ہیں جس کی زیارت کے لیے جمع ہونا حتمی اور ضروری ہے ۔

یہ قبر سلام اور درود و تحیات کے قابل ہے۔اس قبر سے منور ہونے والا ور اندھیروں کو ختم کردیتا ہے اور ان کی تربت سے بیماریاں دور ہوتی ہیں ۔

یہ وہ قبر ہے جس کو دیکھ کر محمدؐ اور ان کے وصی کی تصویر آنکھوں میں بھر جاتی ہے ۔ اور نگاہیں اس قبر کے سامنے خود بخود جھک جاتی ہیں اور عقلیں تحیر ہوجاتی ہیں ۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ وہ قبر ہے جس کی زیارت کے لیے لوگ جوق در جوق آتے ہیں او
جب واپس جانے لگتے ہیں تو ان کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں ۔

زائرین ، عذاب سے اپنی نجات کے پروانے اور تباہی سے امان بھی یہیں ۔
حاصل کرتے ہیں ۔

امام کی ضریح کے صدقے میں اللہ ان کے عمل قبول کرتا ہے اور زیارت امام ک
وجہ سے ان کے متعلق قلم قضا خشک ہو جاتی ہے ۔

وہ سر زمین بادلوں کی بارش سے مستغنی ہے اور اگر امام کا وجود نہ ہوتا
بادل کہیں نہ برستے ۔

اس زمین میں علی بن موسیٰ الرضاؑ قیام پذیر ہیں ۔ اور یہ زمین مقام حل
حرم کے مساوی ہے۔ اور بیت اللہ کی طرح اس کی طرف دوڑنا بھی واجب ہے۔

جو شخص ان کا عارف بن کر ان کی زیارت کرتا ہے تو اس کے جسم پر دوز
حرام ہو جاتی ہے ۔

زائر امام کا مقام کل قابل رشک ہوگا اور جنت خلد میں اس کا مقام ہوگا
اور اس کامیابی و کامرانی کی ضمانت خدا نے دی ہے اور اس سے بڑی
اور کوئی نہیں ہے ۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود و سلام ہو حضرت محمدؐ پر اور حضرت علی مرتض
پر بھی نصرت و سلام ہو ۔

اور حضرت زہراؑ پر خدا کی طرف سے درود ہو جس نے ان کے حق کو وا
کیا ہے۔ پھر درود و سلام ہو حسن مجتبیٰؑ پر اور امام حسینؑ پر درود و سلام ہو
صاحب تقویٰ علی زین العابدینؑ اور محمد باقرؑ جیسے عظیم سرداروں پر درود و سلام ہ
اور مہذب و مطہر جعفر پر بلند ترین صلوات و سلام ہو اگرچہ کئی ا
اس کا انکار بھی کیوں نہ کریں ۔

Presented by www.ziaraat.com

جعفر وہ صادق شخصیت ہیں جن سے وہ امور مروی ہیں جن سے باقی اقوام تمسک کرتی ہیں ۔

اس کے بعد آپؑ کے والد حضرت موسیٰ کاظمؑ پر سلام ہوں اور ان کے بعد آپؑ پر ہمیشہ کی صلوات ہو ۔

پھر صلوات وسلام ہوں محمد تقیؑ پر اور ان کے بعد علی نقیؑ پر جب تک جہان میں کلام قائم رہے ۔

پھر رضا کے فرزند رضا حسن عسکریؑ پر سلام ہو جس کی شہادت کی وجہ سے جہان میں تاریکی پھیل گئی ۔

پھر خدا کی طرف سے صلوات وسلام ہو ان کے اس جانشین پر جو نظام کو کامل کریں گے۔

اور اس کی وجہ سے یہ امید کی جاتی ہے کہ دنیا میں از سر نو ہدایت جاری ہوگی اور احکام پختہ ہوں گے ۔

اگر دنیا میں یکے بعد دیگرے ائمہ کا سلسلہ نہ ہوتا تو ہدایت اور اسلام کا سلسلہ مٹ جاتا ۔

یہ سب کے سب ایک دوسرے کے جانشین بنتے آئے اور یہ سلسلہ قائم آل محمد(عج) پر تمام ہوا ۔۔۔۔

تمام ائمہ علیھم السلام خواہ جوان ہوں یا ضعیف علم و فضل میں یکساں ہیں ۔

آپؑ خدا کے حضور پہنچنے کے وسیلے ہیں اور آپؑ ہی ہدایت کے معلم اور ہدایت کے پرچم ہیں۔

آپؑ دین و دنیا کے والی ہیں اور خدا کے جملہ حقوق و حرمات کے وارث ہیں ۔

انسان تو بس وہی ہے جو آپؑ کی فضیلت کو تسلیم کرے اور آپؑ کے منکر افراد جانور اور چوپائے ہیں ۔

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ کے مخالف اپنے کفر کی وجہ سے صحیح راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں
اور ان کے پیرو کار بھی پانسے کے تیروں کی طرح سے نجس ہیں ۔ وہ ایسے نجس
ہیں جو دنیا میں آپؑ کی ہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں اور آپؑ کے انعامات کو اپنے لیے
انعامات سمجھتے ہیں ۔

اے نعمت خدا جسے خدا اس کو عطا کرتا ہے جس کو چن لیتا ہے ۔ اگر آپؑ
کا جسم مطہر ہم سے غائب ہو گیا تو کیا ہوا آپؑ کی روح کی رہائش ہمارے اندر موجود ہے

آپؑ کے اجسام اگر غائب ہیں تو ہیں آپؑ کی ارواح ہمارے اندر موجود ہیں۔

آپؑ میں اور نبی میں صرف نبوت کا فرق ہے اس کے بعد قدم یکساں ہیں۔

طوس میں دو قبریں ہیں ایک قبر میں ہدایت ہے اور دوسری قبر میں سراسر
گمراہی ہے ۔

دو قبریں ایک دوسرے سے متصل ہیں اور جنوبی سمت میں وہ قبر ہے جہاں
امامؑ کی زیارت کی جاتی ہے ۔

اور امامؑ کی قبر کے بالکل ساتھ ہی وہ قبر ہے جو دوزخ کا ایک گڑھا ہے
جہاں اس گمراہ کی پیاس میں جدت پیدا ہوتی رہتی ہے ۔

اس گمراہ کی طیب و طاہر سے قربت اس کے عذاب کو دوگنا کرنے والی
ہے اور اسے رسوا کرنے والی ہے ۔

اگر وہ ظاہری طور پر ان کے قریب ہو تو ہو لیکن عذاب کی وجہ سے وہ حقیقت میں بہت
دور ہے۔

اور وہ نجس شخص جسے رخام و مرمر کی سلیں آپؑ کے قریب کر رہی ہیں
وہ آپؑ کو کچھ بھی نقصان نہیں دے سکتا ۔

بلکہ آپؑ کا وجود اس کے لیے زیادہ تکلیف کا سبب ہے کیونکہ جب وہ آپؑ
پر رحمت اور اپنے اوپر عذاب کو دیکھتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اور ہر گھڑی اور ہر وقت اس پر بد ترین عذاب دوگنا ہوتا رہتا ہے ۔

میرے دل میں حسرتوں کی بھڑکتی ہوئی آگ کو میرے ہاتھ بجھاتے ہیں۔

آپؑ کی قبور میرے اشتیاق و محبت میں تلاطم پیدا کرتی ہیں ۔ جب کہ دوسرے شعراء نشان منزل اور خیام کو دیکھ کر تلاطم میں آتے ہیں ۔

لوگ تو دولت مندوں کی تعریف میں لگے ہوئے ہیں لیکن مجھے آپؑ کی مداحی کا عشق اور جنون ہے ۔

اور میں اپنی مدح کا ہدیہ امام ابوالحسن رضا علیہ السلام کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں ۔

مولا ! اپنے غلام ضعبی کا نذرانۂ عقیدت قبول فرمائیں جو آپؑ کے لیے مت ہونے کو کوئی اہمیت نہیں دیتا ۔

اگر میں اس حق کو ادا کرنے میں کامیاب ہوجاؤں جو خدا نے محبت کی ورت میں مجھ پر فرض کیا ہے تو میں بھی آپؑ کا مہمان ہوں اور آپ پر بھی مان نوازی کا حق رکھتا ہوں ۔

میری طرف سے میری حاضری کے ارادے کو قبول فرمائیں ۔

اگر دوسرے لوگوں کو آپؑ کی محبت بذریعۂ تعلیم حاصل ہوئی مگر مجھے آپؑ محبت بذریعۂ الہام نصیب ہوئی ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 66

امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کا ثواب (۱)

۱۔ (حذف اسناد) یاسر خادم کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"ہمارے قبور کے علاوہ باقی قبور کی طرف سفر نہیں کرنا چاہیے۔

آگاہ رہو! مجھے زہر کے ذریعے سے ظلم سے شہید کردیا جائے گا۔ اور میر

مقام غربت میں دفن کیا جاؤں گا اور جو شخص میری زیارت کے لیے سفر کرے

تو اس کی دعا قبول ہوگی اور اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے"۔

۲۔ (حذف اسناد) حمدان دیوانی سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلا

نے فرمایا:۔

"جو عالم غربت و مسافرت میں میری قبر کی زیارت کرے گا تو میں قیام

کے دن تین مقامات پر اس کے پاس جاؤں گا اور اسے وہاں کی ہولناکیوں سے نجا

دلاؤں گا۔

1۔ جب لوگوں کے دائیں بائیں ہاتھ میں اعمال نامے دیئے جارہے ہوں گے۔

2۔ صراط پر 3۔ میزان پر"

۳۔ (حذف اسناد) حسین بن زید سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صاد

علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:۔

"میرے فرزند موسیٰ کا ایک فرزند ہوگا جس کا اسم گرامی امیر المومنین علیہ السـ

کے ہمنام ہوگا، وہ سر زمین طوس کی طرف جائے گا اور طوس خراسان میں ہے

اور وہاں زہر سے قتل کیا جائے گا اور وہاں عالم غربت میں دفن کیا جائے گا۔

ور جو بھی ان کے حق کا عارف بن کر ان کی زیارت کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے

شخص جیسا اجر عطا کرے گا جس نے فتح مکہ سے قبل اللہ کی راہ میں انفاق اور جہاد کیا ہو

(۱)۔ یہ باب سینتیس ۳۷، احادیث پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

۴۔ (محذف اسناد) امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"عنقریب خراسان میں میرا ایک ٹکڑا دفن کیا جائے گا جو مومن اس کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کردے گا اور اس کے جسم پر دوزخ کو حرام کردے گا"۔

۵۔ (محذف اسناد) علی بن حسن بن علی بن فضال سے مروی ہے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"خراسان میں ایک ٹکڑا ایسا بھی ہے جو ایک زمانے میں ملائکہؑ کی آمدورفت کا مقام بن جائے گا۔ فرشتوں کی ایک فوج نازل ہوگی اور دوسری زمین سے آسمان کی طرف جارہی ہوگی اور یہ سلسلہ اسرافیل کے صور پھونکے جانے تک قائم رہے گا"۔

آپؑ سے پوچھا گیا:۔

فرزند رسولؐ! وہ کون سا ٹکڑا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"وہ ارض طوس ہے۔ خدا کی قسم! وہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اس ٹکڑے میں جو شخص آکر میری زیارت کرے گا تو گویا اس نے رسول مقبولؐ کی زیارت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار مقبول حج و عمرہ کا ثواب لکھے گا۔ میں اور میرے آباءؑ قیامت کے دن اس کے شفیع ہوں گے"۔

۶۔ (محذف اسناد) ابو ہاشم داؤد بن قسم جعفری کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:۔

"طوس کے دو پہاڑوں کے درمیان ایک مقام ہے جسے جنت سے یہاں لایا گیا ہے۔ جو اس میں داخل ہوگا وہ قیامت کے دن دوزخ سے مطمئن ہوگا"۔

۷۔ (محذف اسناد) حضرت عبدالعظیم حسنی نے امام محمد تقی علیہ السلام سے

Presented by www.ziaraat.com

روایت کی ، آپؑ نے فرمایا:۔

"جو میرے والد کی طوس میں زیارت کرے اور اس کے حق کا عارف ہو تو اس کے لیے خدا کی طرف سے میں جنت کی ضمانت دیتا ہوں"۔

۸۔ اسی اسناد سے حضرت عبدالعظیم حسنی کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کی۔

مولا ! مجھ سے امام حسین علیہ السلام اور طوس میں آپؑ کے والد کی زیارت کی فضیلت کا فیصلہ نہیں ہو سکا۔ آپؑ کا کیا خیال ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:۔

"اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو"۔

آپؑ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور جب باہر آئے تو آپؑ کی آنکھوں کے آنسو آپؑ کے رخساروں پر بہہ رہے تھے اور فرمایا۔

"ابو عبداللہ علیہ السلام کی قبر کے زائر زیادہ ہیں اور طوس میں میرے والد کی قبر کی زیارت کرنے والے بہت تھوڑے ہیں"۔

۹۔ (بحذف اسناد) ابوالصلت عبدالسلام بن صالح ہروی سے روایت ہے ، انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا کہ ہم (ائمہؑ) میں سے ہر ایک مقتول اور شہید ہوگا۔

عرض کیا گیا:۔

فرزند رسولؐ ! آپؑ کو کون قتل کرے گا ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"میرے زمانے کا بد ترین شخص مجھے زہر سے قتل کرے گا اور مجھے دار مضیقہ میں اور مسافرت کے عالم میں دفن کر دے گا۔

آگاہ رہو ! جو شخص میری غریب الوطنی میں میری قبر کی زیارت کو آئے

Presented by www.ziaraat.com

گا اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ایک لاکھ شہیدوں، ایک لاکھ صدیقین، ایک لاکھ حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں اور ایک لاکھ مجاہدین کا ثواب تحریر کردے گا اور وہ ہمارے گروہ میں محشور ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے جنت کے بلند درجات میں ہمارا رفیق بنائے گا"۔

۱۰۔(حذف اسناد) احمد بن ابی نصر بزنطی کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کے ایک مکتوب میں یہ جملے پڑھے۔

"ہمارے شیعوں تک یہ پیغام پہنچا دو کہ میری زیارت خدا کے ہاں ایک ہزار حج کے مساوی ہے"۔

میں نے ان کے فرزند امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا:۔

مولا! ہزار حج؟

انہوں نے کہا:۔

"خدا کی قسم جو ان کے حق کا عارف بن کر ان کی زیارت کرے تو اسے ایک لاکھ حج کو ثواب ملے گا"۔

۱۱۔ (حذف اسناد) علی بن حسین بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک خراسانی شخص نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔

فرزند رسولؐ! میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا گویا آپؐ مجھ سے فرما رہے تھے۔

"اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب میرا ایک لخت جگر تمہاری سر زمین میں دفن کیا جائے گا۔ میری امانت تمہارے سپرد ہوگی اور میرا ایک ستارہ تمہاری خاک میں غروب ہوجائے گا؟"

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"سنو! میں تمہاری سرزمین میں دفن کیا جاؤں گا۔میں تمہارے نبی صلعم کالخت جگر ہوں اوراس امانت اور اس ستارہ سے مراد میں ہوں۔

آگاہ رہو! کہ جو شخص ہمارے اس حق کو پہچانتے ہوئے جو اللہ کی طرف سے واجب ہے اور میری اطاعت کا دم بھرتے ہوئے میری قبر کی زیارت کو آئے گا تو قیامت کے دن ہم اور ہمارے آبائے کرامؑ اس کے شفیع ہوں گے۔ اور جس کے ہم لوگ شفیع ہوں وہ نجات پاجائے گا خواہ اس پر گناہوں کا بوجھ دو عالم کے جن و انس کے بوجھ کے برابر کیوں نہ ہو۔

اور سنو! میرے والد بزرگوار نے اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے والد علیہ السلام سے اورانہوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعاً مجھ کو ہی دیکھا اس لیے کہ شیطان کبھی میری صورت یا میرے اوصیاء کی صورت میں یا ان کے کسی شیعہ کی صورت میں متمثل و متشکل نہیں ہو سکتا۔ سچا خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے"۔

۱۲۔ (بحذف اسناد) عبدالرحمٰن بن نجران کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا:۔

جو شخص آپؑ کے والد کی زیارت کرے اس کے لیے کیا اجر ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"خدا کی قسم! اس کے لیے جنت ہے"۔

۱۳۔(بحذف اسناد) علی بن اسباط کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص آپؑ کے والد کی زیارت خراسان میں کرے تو اس کا اجر کیا ہے۔؟

آپؑ نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

"خدا کی قسم جنت ہے۔ خدا کی قسم جنت ہے"

۱۴۔ (حذف اسناد) جابر بن یزید جعفی نے کہا میں نے وصی الاوصیاء اور وارث علم انبیاء ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیھم السلام سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ مجھ سے سید العابدین علی بن حسینؑ نے بیان کیا۔ انہوں نے سید الشہداء حسینؑ بن علیؑ سے سنا، انہوں نے سید الاوصیاء امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ سے سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :۔

"عنقریب میرا ایک ٹکڑا سر زمین خراسان میں دفن کیا جائے گا۔ جو بھی تکلیف زدہ شخص ان کی زیارت کرے گا تو اللہ اس کے دکھ کو دور کرے گا اور جو گناہ گار ان کی زیارت کرے گا تو اللہ اس کے گناہ معاف کردے گا"۔

۱۵۔ (حذف اسناد) محمد بن سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا :۔

مولا! ایک شخص کو خدا نے توفیق دی اس نے حج و عمرہ ادا کیا۔ پھر وہ مدینہ گیا اور وہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سلام کیا۔ پھر وہ آپؑ کے والد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے روضے پر ان کے حق کا عارف بن کر گیا اور انہیں خدا کی طرف سے بندوں پر خدا کا جانشین اور خدا کا دروازہ سمجھ کر گیا اور ان کو سلام کیا۔ پھر وہ حضرت ابو عبداللہ حسین بن علیؑ کے روضے پر گیا۔ اور ان کو سلام کیا۔ پھر وہ بغداد گیا اور ابو الحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام کو سلام کیا۔ پھر وہ اپنے وطن واپس چلا گیا۔ اب کچھ عرصے کے بعد خدا اگر اسے حج کی توفیق دے تو وہ حج کے لیے جائے یا آپؑ کے والد کو سلام کرنے کے لیے خراسان جائے۔

آپؑ نے فرمایا :۔

"اسے خراسان جا کر میرے والد کو سلام کرنا چاہیے۔ اور یہ حج سے افضل ہے۔ لیکن یہ سفر اسے رجب میں کرنا چاہیے۔ تمہیں آج یہ سفر نہیں کرنا چاہیے

Presented by www.ziaraat.com

کیونکہ ان دنوں حکومت کی طرف سے ہم پر اور تم پر پابندی ہے"۔

١٦۔ (بحذف اسناد) بزنطی کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا:۔

"میرا جو بھی دوست میرے حق کا عارف بن کر میری زیارت کرے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا"۔

١٧۔ (بحذف اسناد) نعمان بن سعد کا بیان ہے کہ امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:۔

"میری اولاد میں سے ایک شخص سرزمین خراسان میں زہر سے شہید ہوگا جس کا نام میرا نام اور جس کے والد کا نام عمران کے فرزند کا نام (موسیٰ) ہوگا۔ اور جو شخص ان کی غربت میں جاکران کی قبر کی زیارت کرے گا ، اللہ تعالیٰ اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کردے گا ۔ خواہ وہ تعداد میں ستاروں یا بارش کے قطرات یا درختوں کے پتوں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں"۔

١٨۔ (بحذف اسناد) حمزہ بن حمران نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آپؑ نے فرمایا:۔

"میرا پوتا خراسان کے ایک شہر طوس میں قتل کیا جائے گا اور جو بھی ان کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کرے تو قیامت کے دن میں اس کو ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤں گا ۔ اگرچہ وہ اہل کبائر میں سے ہی کیوں نہ ہو"۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:۔

ان کے حق کی معرفت سے کیا مراد ہے ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"اس سے یہ مراد ہے کہ زائر انھیں واجب الاطاعت امام سمجھے اور انھیں شہید سمجھے۔ جو بھی ان کے حق کا عارف بن کر ان کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسے ستر

Presented by www.ziaraat.com

ہزار شہداء کا ثواب عطا کرے گا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے شہید ہوئے ہیں"۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ وارد ہیں۔

امام جعفر صادقؑ نے اپنے فرزند موسیٰ کاظمؑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:۔

"ان کا فرزند طوس میں مارا جائے گا اور ہمارے شیعوں میں سے بہت ہی کم افراد ان کی زیارت کریں گے"۔

۱۹۔ (بحذف اسناد) ایوب بن نوح کا بیان ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جو طوس میں میرے والد کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردے گا اور جب قیامت کا دن ہوگا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے منبر کے سامنے اس کے لیے منبر نصب کیا جائے گا یہاں تک کہ اللہ بندوں کے حساب سے فارغ ہوگا"۔

۲۰۔ (بحذف اسناد) سلیمان بن حفص مروزی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے سنا۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"جو میرے فرزند علیؑ کی زیارت کرے تو اللہ کی طرف سے اسے ستر مقبول حج کا ثواب دیا جائے گا"۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے از راہ تعجب پوچھا:۔

مولا! ستر حج؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"جی ہاں ستر ہزار حج"۔

پھر آپؑ نے فرمایا:۔

"یہ اس لیے ہے کہ بعض حج قبول نہیں ہوتے اور جو ان کی زیارت

Presented by www.ziaraat.com

کرے یا ان کے پاس ایک رات بسر کرے تو گویا اس نے عرش پر خدا کی زیارت کی ہے"۔

راوی نے ازراہ تعجب دریافت کیا:۔

گویا اس نے عرش پر اللہ کی زیارت کی ؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"جی ہاں ! قیامت کے دن اولین میں سے چار افراد عرش پر ہوں گے اور آخرین میں سے بھی چار افراد ہوں گے ۔

اولین میں سے نوحؑ ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ہوں گے اور آخرین میں سے محمدؐ ، علیؑ ، حسن و حسین علیھم السلام ہوں گے ۔

پھر رسی لٹکائی جائے گی ہمارے ساتھ قبور ائمہؑ کے زائرین آکر بیٹھیں گے اور تمام ائمہ کے زائرین میں سب سے اعلیٰ درجہ اور عطا و بخشش کے لحاظ سے قریب ترین مقام پر میرے فرزند علی رضاؑ کے زائر ہوں گے"۔

مصنف کتاب ہذا کہتے ہیں ۔

" کان کمن زار الله فی عرشه "

"وہ اس جیسا ہوگا جس نے عرش پر خدا کی زیارت کی ہو"۔

اس قول امامؑ کے معنیٰ کو تشبیہ پر محمول نہیں کرنا چاہیے ۔کیونکہ ملائکہؑ عرش کی زیارت کرتے ہیں اور اس کے ارد گرد طواف کرکے کہتے ہیں۔

"ہم عرش پر اللہ کی زیارت کرتے ہیں"۔

اور ہم بھی اسی طرح سے کہتے ہیں :۔

"ہم حج بیت اللہ کر رہے ہیں اور خدا کی زیارت کر رہے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ کو کسی مکان میں مقید اور محدود نہیں کیا جاسکتا ۔ وہ ان چیزوں سے کہیں بلند و بالا ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۱۔ (محذف اسناد) ابوالصلت ہروی کا بیان ہے کہ میں امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ اہل قم کی ایک جماعت آپؑ کی زیارت کے لیے آئی۔ انہوں نے آپؑ کو سلام کیا، آپؑ نے انہیں سلام کا جواب دیا اور انہیں اپنے قریب بٹھا کر فرمایا:۔

"تمہیں خوش آمدید اور مرحبا ہو۔ تم لوگ ہمارے حقیقی شیعہ ہو اور عنقریب وہ دن تمہارے لیے آنے ہی والا ہے جب تم طوس میں میری قبر کی زیارت کرنے کے لیے آؤ گے ۔ آگاہ رہو! جو شخص غسل کر کے میری زیارت کرے گا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جس طرح سے پیدائش کے دن گناہوں سے پاک تھا"۔

۲۲۔ (محذف اسناد) حضرت عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے کہا کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے سنا، انہوں نے فرمایا:۔

"اہل قم اور اہل آبہ میرے دادا امام علی رضا علیہ السلام کی طوس میں زیارت کرتے ہیں۔ اسی لیے ان کی مغفرت کی جائے گی ۔ آگاہ رہو! جو شخص امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے جائے اور اس پر راستے میں آسمان سے پانی کا چھینٹا آجائے تو اللہ تعالیٰ اسی کے بدن کو دوزخ پر حرام قرار دے گا"۔

(مقصد یہ ہے کہ اسے پانی کے قطرے سے جتنی بھی تکلیف ہو تو بھی اس کے بدن کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے محفوظ رکھے گا)

۲۳۔ (محذف اسناد) سلیمان بن حفص مروزی سے روایت ہے کہ میں نے ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

"میرا فرزند علیؑ زہر سے ظلم کے ساتھ شہید کیا جائے گا اور طوس میں ہارون کے پہلو میں مدفون ہو گا۔ جو ان کی زیارت کرے تو گویا اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی"۔

۲۴۔ (محذف اسناد) حسن بن علی وشاء کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا

Presented by www.ziaraat.com

علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:۔

"ہر امامؑ کا ان کے شیعوں کی گردن میں ایک عہد ہوتا ہے اور ان کی قبور کی زیارت وعدہ وفائی اور حسن ادائیگی کی علامت ہے۔ جو ان کی زیارت کا شوق رکھ کر اور جس کی ائمہؑ نے رغبت (خواہش) کی تھی اس کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی زیارت کرے تو وہ ائمہؑ قیامت کے دن ان کے شفاعت کنندہ ہوں گے"۔

۲۵۔ (محذف اسناد) ابراہیم بن عقبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن ثالث کو خط لکھا جس میں میں نے امام حسین، امام علی رضا، امام محمد تقی علیھم السلام کی زیارت کے متعلق ان سے دریافت کیا۔

آپؑ نے اس کے جواب میں لکھا:۔

"ابوعبداللہ الحسینؑ سب سے مقدم ہیں اور باقی زیارات اجر کو عظیم بنانے والی اور جمع کرنے والی ہیں"۔

۲۶۔ (محذف اسناد) علی بن مہزیار کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا:۔

امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت افضل ہے یا امام حسین علیہ السلام کی زیارت افضل ہے؟

امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا:۔

میرے والد کی زیارت افضل ہے۔ کیونکہ ابوعبداللہ الحسینؑ کی زیارت تمام لوگ کرتے ہیں اور میرے والد کی زیارت شیعوں میں سے خاص افراد ہی کرتے ہیں۔(۱)

---

(۱)۔ شیعوں میں خاص افراد سے مراد فرقۂ ناجیہ اثناء عشریہ ہے۔ کیونکہ شیعوں کے باقی فرقے مثلاً زیدیہ، جارودیہ، کیسانیہ، فطحیہ (اور اسماعیلیہ) امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کو نہیں جاتے اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس دور میں امام محمد تقی علیہ السلام نے یہ الفاظ فرمائے تھے اس وقت اثناء عشریہ فرقہ کے افراد انتہائی کم تھے۔ (اس کا بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

Presented by www.ziaraat.com

۲۷۔ (محذف اسناد) حسن بن علی وشاء کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

"عنقریب مجھے زہر سے ظلم کے ساتھ قتل کردیا جائے گا ۔ جو میرے حق کا عارف ہو کر میری زیارت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کردے گا"۔

۲۸۔ (محذف اسناد) اسماعیل بن مہران کا بیان ہے کہ امام جعفرصادق علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جب تم میں سے کوئی حج کرے تو اپنے حج کو ہماری زیارت پر ختم کرے یہ حج کی تکمیل ہے"۔

۲۹۔ (محذف اسناد) جابر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:۔

"حج کی تکمیل امام کی ملاقات سے ہوتی ہے"۔

۳۰۔ (محذف اسناد) زرارہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:۔

"لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ پتھر کے بنے ہوئے گھر کا طواف کریں ۔ پھر ہمارے پاس آئیں اور اپنی ولایت کی ہمیں اطلاع دیں اور اپنی نصرت ہمارے سامنے پیش کریں"۔

پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ ملاحظہ کریں۔

• اور اس وقت کا ایران بھی مخالفین آل محمدؐ سے بھرا ہوا تھا جیسا کہ آج بھی ان کے تاریخی آثار و شواہد اس کی گواہی دیتے ہیں ۔ اور اس کے برعکس لوگوں کی ایک بڑی تعداد امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو جاتی تھی اور اس میں شیعوں کے تمام فرقے شامل تھے ۔ جب کہ امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت صرف فرقہ ناجیہ کے افراد ہی کرتے تھے ۔ اور ویسے بھی لوگوں کے دلوں میں جتنی محبت امام حسین علیہ السلام سے ہے اتنی محبت باقی ائمہ میں سے کسی کے ساتھ نہیں ہے ۔ (ماخوذ از اللؤلؤۃ الغالیۃ)

Presented by www.ziaraat.com

۳۱۔ (حذف اسناد) زید شحام کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:۔

جو آپؑ حضرات میں سے کسی ایک کی زیارت کرے تو اس کا کیا ثواب ہے؟

آپؑ نے فرمایا:۔

"جیسے اس نے رسول خداؐ کی زیارت کی ہو"۔

۳۲۔ (حذف اسناد) صقر بن دلف کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا و مولا امام علی نقی علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:۔

"جو شخص خدا سے کوئی حاجت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ غسل کر کے طوس میں میرے دادا امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کرے۔ اور ان کے سر کے سمت میں کھڑا ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اور اپنے قنوت میں اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کرے گا۔ لیکن وہ حاجت کسی گناہ اور قطع رحمی کے متعلق نہ ہو۔ امام علی رضا علیہ السلام کی قبر کا مقام جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جو بھی مومن ان کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے آزاد کرے گا اور اسے جنت میں مقام اعلیٰ عطا کرے گا"۔

۳۳۔ (حذف اسناد) علی بن حسن بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"مجھے قتل کیا جائے گا، مجھے زہر دیا جائے گا اور ارض غربت میں مجھے دفن کیا جائے گا۔ میں یہ بات اس عہد کی وجہ سے جانتا ہوں جس کا تذکرہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا تھا اور انہوں نے اس عہد کا تذکرہ اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خداؐ سے روایت کیا تھا۔

آگاہ رہو! جو میری غربت میں میری زیارت کرے تو قیامت کے دن میں اور میرے آبائے طاہرینؑ اس کی شفاعت کریں گے اور جس کی شفاعت کرنے

Presented by www.ziaraat.com

والے ہم ہوں تو وہ نجات پائے گا اگرچہ اس پر جن و انس کے برابر بھی گناہوں کا بوجھ کیوں نہ ہو"۔

قصیدہ دعبل میں دو اشعار کا اضافہ

۳۴۔ ابوالصلت ہروی سے روایت ہے کہ دعبل بن علی خزاعی مرو میں امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

فرزند رسولؐ! میں نے ایک قصیدہ کہا ہے اور قسم کھائی ہے کہ آپؑ کے سنانے سے پہلے کسی کو نہ سناؤں گا۔

آپؑ نے فرمایا:۔

سناؤ کیا قصیدہ ہے؟

دعبل نے جواب میں اپنا مشہور قصیدہ پڑھا جس کا مطلع یہ تھا۔

مدارس ایات خلت من تلاوۃ ومنزل وحی مقفر العرصات

"آیات الٰہی کے مدارس تلاوت سے خالی ہو چکے ہیں اور منزل وحی کا آنگن سُونا سا پڑا ہے"۔

اور جب دعبل اپنے اس شعر پر پہنچا۔

اری فیئھم فی غیرھم متقسما وایدیھم من فیئھم صفرات

"میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کا مال اغیار میں تقسیم ہو رہا ہے اور یہ لوگ بے چارے بالکل خالی اور تنگدست ہیں"۔

اس کے بعد آل محمدؐ کے مصائب کا ذکر کرتے ہوئے جب دعبل اپنے اس شعر پر پہنچا۔

و قبر ببغداد لنفس زکیۃ تضمنھا الرحمن فی الغرفات

"اور ایک قبر بغداد میں ہے جو ایک پاکیزہ انسان کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو جنت کے بالا خانوں میں جگہ عطا فرمائے"۔

یہ سن کر امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:۔

Presented by www.ziaraat.com

دعبل ! اگر چاہو تو میں تمہارے قصیدے میں اپنی طرف سے دو اشعار کا اضافہ کردوں تاکہ تمہارا قصیدہ مکمل ہوجائے ؟

دعبل نے کہا:۔

جی ہاں ! فرزند رسولؐ اس سے بڑھ کر میرے لیے اور سعادت کیاہوگی۔

آپؑ نے فرمایا:۔

" اچھا لکھو ۔

وقبر بطوس یا لهامن مصیبة　　تو قد فی الاحشاء بالحرقات

الی الحشر حتیٰ یبعث الله قائما　　یفرج عنا الهم و الکربات

" اور ایک قبر طوس میں بھی ہوگی افسوس!یہ مصائب ایسے ہیں کہ اس کے غم کی آگ حشر تک دلوں میں بھڑکتی رہے گی "۔

" یہاں تک کہ اللہ اپنےامام قائم (عج)کو بھیجے گا جو ہمارے سارے غم و اندوہ کو دور کردے گا "۔

دعبل نے پوچھا:۔

فرزند رسولؐ! طوس میں کس کی قبر ہوگی ؟

امام نے فرمایا:۔

"یہ میری قبر ہوگی اور کچھ زیادہ مدت نہ گزرے گی کہ طوس میں ہمارے شیعوں اور زائرین کی آمدورفت شروع ہو جائے گی ۔ یاد رکھو ! جو طوس میں آکر مجھ غریب اور آوارہ وطن کی زیارت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے درجے میں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا"۔

دعبل کا مکمل قصیدہ سننے کے بعد امام علی رضا علیہ‌السلام اٹھے اور اندر تشریف لے گئے اور دعبل کو حکم دیا کہ بیٹھے رہنا ابھی کچھ دیر تم نہ جانا ۔

پھر کچھ دیر کے بعد ایک خادم گھر سے برآمد ہوا اور ایک سو دینار رضویہ

Presented by www.ziaraat.com

کی تھیلی دعبل کو دے کر کہا:۔

آقا نے فرمایا ہے کہ یہ رقم تمہارے اخراجات کے لیے ہے۔

دعبل نے کہا:۔

خدا کی قسم میں اس لیے تو نہیں آیا تھا اور نہ ہی میں نے کسی صلہ کی لالچ میں یہ قصیدہ کہا تھا یہ کہہ کر اس نے یہ تھیلی واپس کردی اور کہا اگر مجھے میرے آقا و مولا کے لباسوں میں سے ایک لباس مل جاتا تو میں بطور تبرک اسے اپنے لیے باعث شرف سمجھتا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے اپنا ایک خز کا جبہ اور اس کے ساتھ دیناروں کی وہ تھیلی دوبارہ بھیجی اور کہلا بھیجا۔

"یہ تھیلی واپس نہ کرو۔ تمہیں اس کی ضرورت پیش آئے گی"۔

دعبل نے وہ جبہ اور وہ تھیلی لے لی اور واپسی کا ارادہ کیا اور وہاں سے ایک قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب خراسان پہنچے تو ڈاکہ پڑ گیا اور ڈاکوؤں نے سارے اہل قافلہ کو پکڑ کر ان کے دونوں بازو باندھ دیئے اور دعبل کے بھی دونوں شانے باندھ دیئے گئے۔ اب ڈاکوؤں نے قافلے کے سارے مال پر قبضہ کرکے اسے آپس میں تقسیم کرنے لگے۔ اس وقت انہی میں سے ایک ڈاکو نے دعبل کا یہ شعر بطور تمثیل پڑھا۔

اری فیئھم فی غیر ھم متقسماً   واید یھم من فیئھم صفرات

" میں دیکھتا ہوں کہ بے چاروں کا مال و متاع تو اغیار میں تقسیم ہو رہا ہے اور اب ان غریبوں کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے"۔

جب دعبل نے اپنا ہی یہ شعر ایک ڈاکو کو پڑھتے ہوئے سنا تو اس سے دریافت کیا:۔

یہ شعر کس کا ہے ؟

Presented by www.ziaraat.com

ڈاکو نے کہا:۔

قبیلہ خزاعہ کے ایک شاعر دعبل بن علی کا یہ شعر ہے ۔

دعبل نے کہا:۔

وہی دعبل تو میں ہوں جس نے یہ قصیدہ کہا تھا اور یہ شعر میرے ہی ایک قصیدہ کا ہے ۔

یہ سن کر وہ ڈاکو دوڑتا ہوا اپنے سردار کے پاس پہنچا جو ایک ٹیلے پر نماز میں مصروف تھا اور وہ شیعوں میں سے تھا اسے اس کی اطلاع دی ۔

یہ سنتے ہی وہ سردار خود دعبل کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہا کیا تم دعبل ہو ؟

دعبل نے کہا:۔

ہاں میں ہی دعبل خزاعی ہوں ۔

سردار نے کہا:۔

اچھا اگر تم دعبل ہو تو اپنا پورا قصیدہ سناؤ ۔

دعبل نے پورا قصیدہ سنایا تو سردار نے دعبل کے دونوں شانے کھول دیئے ۔ پھر اس نے سارے قافلے کے بھی بازوؤں سے رسیاں کھول دیں اور دعبل کے اعزاز میں سارے قافلے کا مال و متاع جو لوٹا تھا وہ سب واپس کر دیا ۔

ڈاکوؤں سے رہائی پانے کے بعد دعبل قم میں پہنچے ۔ اہل قم نے ان سے قصیدہ سنانے کی فرمائش کی ۔ تو انہوں نے کہا :۔

اچھا تم لوگ جامع مسجد میں جمع ہو جاؤ ۔

جب سب لوگ جامع مسجد میں جمع ہو گئے تو دعبل خزاعی منبر پر گئے اور اپنا قصیدہ سنایا ۔ لوگوں نے بہت مال و متاع اور خلعت و پوشاک ان کی نذر کی ۔ پھر جب لوگوں کو پتہ چلا کہ امامؑ نے ان کو جبہ بھی دیا ہے تو ان سے گزارش کی کہ وہ جبہ ان لوگوں کے ہاتھ ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیں ۔

Presented by www.ziaraat.com

مگر دعبل اس پر راضی نہ ہوئے اور قم سے روانہ ہوگئے ۔ اور جب وہ قم کے مضافات سے ذرا آگے بڑھے تو عرب کے نوجوانوں کا ایک گروہ آیا اور ان سے وہ جبہ چھین لیا۔

جبہ لٹنے کے بعد دعبل دوبارہ قم میں آئے اور بزرگوں سے جبہ کی واپسی کی درخواست کی ۔ مگر نوجوانوں نے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے بزرگوں کی کوئی بات نہ مانی اور کہنے لگے کہ اب یہ جبہ انہیں واپس نہیں کیا جائے گا ہاں اگر وہ اس کی قیمت ایک ہزار دینار لینا چاہیں تو لے لیں ۔

جب دعبل نے دیکھا کہ جبہ کسی طرح ان کے ہاتھ نہیں آتا تو کہا اچھا اس میں سے ایک ٹکڑا ہی مجھے واپس کردو ۔

نوجوانوں نے کہا:۔

ہاں یہ درست ہے ۔ پھر جبہ کا ایک حصہ اور باقی حصے کی قیمت ایک ہزار دینار انہیں پیش کیا۔

جب دعبل وہاں سے پلٹے تو دیکھا کہ گھر کا سارا اثاثہ چور لے گئے ہیں تو دعبل نے امام علیہ السلام کے عطا کردہ دینار محبان آل محمدؐ کے پاس فروخت کیے اور ایک دینار کے بدلے میں ایک سو دینار حاصل کیے ۔ اور یوں ان کو دس ہزار دینار حاصل ہوئے ۔ اب انہیں یاد آیا کہ امامؑ علیہ السلام نے سچ فرمایا تھا کہ یہ دینار واپس نہ کرو تمہیں اس کی ضرورت پیش آئے گی ۔

دعبل کی ایک کنیز تھی جو انہیں بہت پیاری تھی ۔ اس کی آنکھیں خراب ہوچکی تھیں اور اطباء نے اس کی آنکھوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد کہا تھا کہ داہنی آنکھ تو بالکل لا علاج ہے البتہ ہم بائیں آنکھ کا علاج کریں گے ۔ اور ہمیں امید ہے کہ یہ ایک آنکھ ٹھیک ہوجائے گی ۔

جب دعبل نے اپنی کنیز کی یہ حالت دیکھی تو اسے شدید صدمہ ہوا اور اس

Presented by www.ziaraat.com

نے امام علی رضا علیہ السلام کے جبہ کا وہی ٹکڑا رات کے وقت اس کی آنکھوں پر باندھ دیا۔ جب صبح ہوئی تو امام علیہ السلام کی برکت سے اس کی آنکھیں پہلے سے بھی زیادہ بہتر ہو چکی تھیں۔

مصنف کتاب ہذا کہتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ اس باب میں اس لیے تحریر کیا۔ کیونکہ اس میں امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت کی پیش گوئی اور زیارت امام رضا علیہ السلام کا ثواب بیان کیا گیا ہے۔

حضرت حجت (عج) کے متعلق دعبل کے اشعار

۳۵۔ (بحذف اسناد) عبدالسلام بن صالح ہروی کا بیان ہے کہ میں نے دعبل بن علی خزاعی کو کہتے ہوئے سنا کہ جب میں نے اپنے آقا و مولا علی رضا علیہ السلام کو اپنا "مدارس آیات" والا قصیدہ سنایا اور اپنے ان اشعار پر پہنچا۔

خروج امام لا محالة خارج   یقوم علی اسم الله والبرکات

یمیز فینا کل حق و باطل   و یجزی علی النعماء النقمات

"ہمیں یقین واثق ہے کہ ہمارے امام(عج) پردۂ غیب سے لازماً برآمد ہوں گے اور اللہ کا نام اور اس کی نصرت و برکت لیے ہوئے اٹھیں گے۔

اور وہ تمام حق و باطل کو جدا جدا کریں گے۔ پھر اہل حق کو انعام اور اہل باطل کو سزائیں دی جائیں گی"۔

دعبل کا بیان ہے کہ یہ شعر سن کر امام علی رضا علیہ السلام بہت روئے پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:۔

اے خزاعی ان اشعار میں روح القدس تیری زبان سے گویا ہوا ہے مگر تمہیں معلوم ہے کہ وہ امام کون ہے اور وہ کب قیام کریں گے؟

میں نے عرض کیا:۔

آقا! مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ میں نے آپ حضراتؑ سے سنا ہے کہ

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ میں سے ایک امام ظہور کریں گے جو زمین کو فتنہ و فساد سے پاک کر کے اسے عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

آپؑ نے فرمایا:۔

"دعبل! میرے بعد میرا فرزند محمدؑ ہے۔ محمدؑ کے بعد ان کا فرزند علیؑ ہوگا۔ اور علیؑ کے بعد ان کا فرزند حسنؑ ہو گا۔اور حسنؑ کے بعد ان کا فرزند حجت قائم (عج)ہوگا۔ان کی غیبت میں ان کے ظہور کا انتظار کیا جائے گا اور ظہور کے بعد سب کو ان کی اطاعت کرنا پڑے گی اور اگر دنیا کی مدت کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ اس ایک دن کو اتنا طویل کر دے گا کہ وہ ظہور کرے اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے۔ جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی۔ لیکن وہ کب ظہور کریں گے اس بارے میں میرے والد نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔

یا رسول اللہؐ! آپؐ کی اولاد میں سے امام قائم(عج) کب ظہور کریں گے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

"ان کے ظہور کا وقت بھی قیامت کے وقت کی مانند ہے اس کا وقت متعین نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اس کا تعین آسمانوں اور زمینوں پر گراں گزرے گا۔ وہ کسی سابقہ اعلان کے بغیر اچانک ظہور کریں گے"۔

دعبل کا عالم نزع

۳۶۔(محذف اسناد) علی بن دعبل بن علی خزاعی کا بیان ہے، جب میرے والد کا وقت وفات قریب آیا تو ان کا رنگ بدل گیا۔ زبان بیٹھ گئی، چہرہ سیاہ پڑ گیا ان کا یہ حال دیکھ کر قریب تھا کہ میں ان کے مذہب ہی کو چھوڑ دوں۔ مگر ان کے انتقال کے تین دن بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ سفید ٹوپی

Presented by www.ziaraat.com

پہنے ہوئے ہیں ۔ اور انہوں نے سفید رنگ کے شفاف کپڑے پہن رکھے ہیں ۔

میں نے پوچھا:۔

بابا یہ بتایئے کہ اللہ تعالٰی نے آپ کے ساتھ کیاسلوک کیا؟

انہوں نے کہا:۔

بیٹے ! وہ جو تم نے دیکھا تھا کہ میرا چہرہ سیاہ ہوگیا تھا اور زبان بیٹھ گئی تھی

تو یہ اس دنیا میں میری شراب نوشی کی سزا تھی ۔

میری یہی حالت رہی یہاں تک کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی زیارت کی اور آپؐ نے سفید لباس اور سفید ٹوپی پہن رکھی تھی ۔

آپؐ نے مجھے دیکھ کر فرمایا:۔

کیا تم دعبل ہو ؟

میں نے عرض کیا:۔

جی یارسول اللہؐ !

آنحضرتؐ نے فرمایا:۔

میری اولاد کی مدح میں تم نے جو اشعار کہے ہیں وہ سناؤ تو میں نے یہ

دو اشعار انہیں سنائے ۔

لا اضحك الله سن الدهر ان ضحكت

وآل احمد مظلومون قد قهروا

مشردون نفوا عن عقر دارهم

كانهم قد جنوا ماليس يغتفر

جب آل احمد (محمدؐ) مظلوم و مقہور ہوں تو خدا کرے زمانے کو ہنسنا نصیب

ہو یہ غریب اپنے گھروں سے زبردستی نکال دیئے گئے گویا کہ ان سے نا قابل معافی کوئی ج

صادر ہوا ہو ۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ سن کر آنحضرتؑ نے فرمایا:۔

ماشاء اللہ خوب کہا۔ پھر آپؑ نے اللہ سے میری شفاعت فرمادی اور آپؑ نے اپنا لباس مجھے دے دیا جو اب میرے جسم پر ہے۔

دعبل کی لوح قبر

۳۷۔ ابو نصر محمد بن حسن کرخی کاتب کا بیان ہے کہ میں نے دعبل بن علی خزاعی کی لوح قبر پر مندرجہ ذیل شعر کندہ کئے ہوئے دیکھے۔

اعد لله یوم یلقاه دعبل ان لااله الا هو

یقولها مخلصاً عساه بها یرحمه فی القیامة الله

الله مولاه والرسول ومن بعدهما فالوصی مولاه

" دعبل نے اللہ سے ملاقات کرنے کے دن کے لیے **لااله الاالله** کا سامان فراہم کر رکھا ہے۔

وہ یہ کلمہ صدق نیت اور اخلاص کی گہرائیوں سے پڑھا کرتا تھا ممکن ہے اس کلمہ کے صدقے میں اللہ قیامت کے دن اس پر رحم فرمائے۔

دعبل اللہ کو اپنا مولا، پھر رسولؐ کو اپنا مولا ان دونوں کے بعد وصی رسول حضرت علیؑ کو اپنا مولا جانتا تھا"۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 67

حضرت معصومہ قمؑ کی زیارت کی فضیلت(۱)

۱۔ (بحذف اسناد) سعد بن سعد کا بیان ہے کہ میں نے ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے فاطمہ بنت موسیٰ بن جعفر سلام اللہ علیہم کی زیارت کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا:۔

"جو ان کی زیارت کرے اس کے لیے جنت ہے"۔(۲)

---

(۱)۔ یہ باب ایک روایت پر مشتمل ہے۔

(۲)۔ سیدۂ جلیلہ حضرت فاطمہ بنت امام موسیٰ بن جعفر علیہم السلام جن کو معصومۂ قم سلام اللہ علیہا کہا جاتا ہے اور ان کی قبر شریف قم میں معروف و مشہور ہے۔ اس میں قبہ (گنبد) ضریح، صحن، خدام اور بہت سے موقوفات ہیں۔ یہ اہل علم کے لیے روشنیٔ چشم اور عام انسانوں کے لیے پناہ گاہ ہر سال دور دراز سے مومنین کے کارواں زحمت سفر برداشت کر کے آپؑ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ آپؑ کی جلالت کے بارے میں معتبر سند سے امام علی رضا علیہ السلام کے فرزند امام محمد تقی علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ "جو شخص میری پھوپھی کی قم میں زیارت کرے اس کے لیے جنت ہے"۔ علامہ مجلسی نے بعض کتب زیارات سے نقل کیا ہے کہ علی بن ابراہیم نے اپنے والد کے حوالے سے سعد اشعری قمی سے امام علی رضا علیہ السلام کی روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ سعد تمہارے پاس ہماری ایک قبر ہے۔ میں نے عرض کی میری جان قربان! کیا قبر فاطمہ (معصومہ) دختر امام موسیٰ کاظمؑ کے بارے میں فرما رہے ہیں؟

فرمایا: بے شک، مَنْ زَارَهَا عَارِفًا بِحَقِّهَا فَلَهُ الْجَنَّةُ۔

"جو ان کے حق کو پہچان کر ان کی زیارت کرے اس کے لیے جنت ہے"۔

(ماخوذ از مفاتیح الجنان)

Presented by www.ziaraat.com

باب 68

امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کا طریقہ (۱)

ہمارے شیخ محمد بن حسن نے اپنی جامع میں لکھا ہے۔

جب تم امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کا قصد کرو تو گھر سے نکلتے وقت غسل کرو اور غسل کے وقت یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِیْ وَطَهِّرْ لِیْ قَلْبِیْ، وَ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ، وَ اَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِدْحَتَكَ، وَ الثَّنَآءَ عَلَیْكَ، فَاِنَّهٗ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِیْ طَهُوْرًا وَّ شِفَآءً۔

"پروردگار! مجھے پاک کر اور میرے دل کو پاک کر اور میرے سینے کو کشادہ فرما اور میری زبان پر اپنی حمد و ثنا جاری فرما۔ تیرے علاوہ کوئی طاقت و قوت نہیں ہے۔ پروردگار اسے میرے لیے باعث طہارت و شفا بنا"۔

اور اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ اِلَی اللّٰهِ، وَ اِلَی ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، حَسْبِیَ اللّٰهُ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِلَیْكَ تَوَجَّهْتُ، وَ اِلَیْكَ قَصَدْتُ، وَمَا عِنْدَكَ اَرَدْتُ۔

" اللہ کے نام کا سہارا لے کر جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اللہ کے نام سے ر اللہ کی مدد سے اور اللہ کی طرف اور رسول خداؐ کے فرزند کی طرف میرے لیے اللہ کافی ہے۔ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ پروردگار! میں نے تیری طرف رخ کیا اور برے حضور آنے کا قصد کیا اور تیرے پاس جو کچھ ہے اسے حاصل کرنے کا ارادہ کیا"۔

---

۱)۔ یہ باب ایک روایت پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

گھر سے نکل کر اپنے دروازے پر رک جاؤ اور یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ وَجَّھْتُ وَجْھِیْ، وَ عَلَیْکَ خَلَّفْتُ اَھْلِیْ وَ مَالِیْ وَ وَلَدِیْ وَمَا خَوَّلْتَنِیْ، وَبِکَ وَثِقْتُ، فَلَا تُخَیِّبْنِیْ، یَامَنْ لَّا یُخَیِّبُ مَنْ اَرَادَہٗ، وَلَا یُضَیِّعُ مَنْ حَفِظَہٗ، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ، وَّاحْفَظْنِیْ بِحِفْظِکَ، فَاِنَّہٗ لَا یَضِیْعُ مَنْ حَفِظْتَہٗ۔

"خدایا! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف مبذول کیا اور تیرے ہی سہارے پر میں نے اپنے اہل و عیال اور مال اور جو کچھ بھی تو نے مجھے عطا کیا ہے، چھوڑا اور میں نے تجھ پر ہی بھروسہ کیا۔ اے وہ ذات کہ جس کا ارادہ کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا، مجھے ناکام نہ کرنا اور جس کا تو محافظ ہو وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ محمد و آل محمد پر صلوات بھیج اور اپنی حفاظت کے ساتھ مجھے محفوظ فرما کیونکہ ؟ جس کی حفاظت کرے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا"۔

جب خیر و عافیت سے مشہد مقدس پہنچ جاؤ تو وہاں زیارت کے قصد سے غسل کرو اور غسل کرتے وقت یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْنِیْ وَطَھِّرْ لِیْ قَلْبِیْ، وَ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ، اَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِدْحَتَکَ وَ مَحَبَّتَکَ وَالثَّنَآءَ عَلَیْکَ، فَاِنَّہٗ لَا قُوَّ اِلَّا بِکَ، وَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ قُوَّۃَ دِیْنِیَ التَّسْلِیْمُ لِاَمْرِکَ، وَ الْاِتِّبَا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَ الشَّھَادَۃُ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِکَ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ شِفَ وَّ نُوْرًا، اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

"خدایا! مجھے پاک کر اور میرے دل کو پاک کر اور میرے سینے کو کش کر اور میری زبان پر اپنی مدح، اپنی محبت اور اپنی ثنا جاری فرما۔ کیونکہ تیر علاوہ کوئی قوت نہیں ہے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ میرے دین کی قوت تیر فرمان کے سامنے جھک جانا اور تیرے نبیؐ کی سنت کی اتباع کرنا اور تیری مخلوق پر شہادت دینا ہے۔ خدایا! اسے میرے لیے شفا اور نور بنا، بے شک ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"۔

غسل مکمل کرکے اپنے پاکیزہ کپڑے پہنو اور پا پیادہ چلتے ہوئے ر

Presented by www.ziaraat.com

اطہر کی طرف جاؤ اور پورے سکون و وقار کے ساتھ چلو اور راہ چلتے ہوئے تکبیر و تہلیل (لاالہ الاالله) و تمجید کرتے ہوئے جاؤ اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے چلو اور جب روضۂ اطہر میں قدم رکھو تو اس وقت یہ پڑھو۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ ، وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللهِ ۔

" خدا کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے ۔ اللہ کے نام سے اور اللہ کی مدد سے اور رسول خداؐ کی ملت پر ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ، وہ اکیلا اور لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ اللہ کے ولی ہیں"۔

پھر وہاں سے چلتے ہوئے امام علیہ السلام کی ضریح مقدس کے پاس جاؤ اور ان کے چہرے کے سامنے اپنا چہرہ کرو اور قبلہ تمہاری دونوں شانوں کے درمیان ہونا چاہیے اور وہاں کھڑے ہوکر یہ زیارت پڑھو۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، وَ اَنَّهٗ سَيِّدُ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ، وَ اَنَّهٗ سَيِّدُ الْاَنْبِيَآءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَ نَبِيِّكَ ، وَ سَيِّدِ خَلْقِكَ اَجْمَعِيْنَ ، صَلٰوةً لَّا يَقْوٰی عَلٰی اِحْصَآئِهَا غَيْرُكَ ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ، عَبْدِكَ وَ اَخِیْ رَسُوْلِكَ ، اَلَّذِی انْتَجَبْتَهٗ بِعِلْمِكَ ، وَ جَعَلْتَهٗ هَادِيًا لِّمَنْ شِئْتَ مِنْ خَلْقِكَ ، وَ الدَّلِيْلَ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَهٗ بِرِسَالَاتِكَ ، وَ دَيَّانَ الدِّيْنِ بِعَدْلِكَ ، وَفَصْلَ قَضَآئِكَ بَيْنَ خَلْقِكَ ، وَالْمُهَيْمِنَ عَلٰی ذٰلِكَ كُلِّهٖ ، وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ۔

Presented by www.ziaraat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ، وَ زَوْجَةِ وَلِيِّكَ، وَ أُ
السِّبْطَيْنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ، سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، الطُّهْرَ
الطَّاهِرَةِ الْمُطَهَّرَةِ، اَلتَّقِيَّةِ النَّقِيَّةِ، اَلرَّضِيَّةِ الْمَرْضِيَّةِ الزَّكِيَّةِ، سَيِّدَ
نِسَآءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اَجْمَعِيْنَ، صَلٰوةً لَّا يَقْوٰى عَلٰى اِحْصَآئِهَا غَيْرُكَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سِبْطَيْ نَبِيِّكَ،
سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، اَلْقَآئِمَيْنِ فِيْ خَلْقِكَ، وَالدَّلِيْلَيْنِ عَلٰى
مَنْ بَعَثْتَهٗ بِرِسَالَاتِكَ، وَ دَيَّانَيِ الدِّيْنِ بِعَدْلِكَ، وَفَصْلَيْ قَضَآئِكَ بَيْنَ
خَلْقِكَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَبْدِكَ الْقَآئِمِ فِيْ
خَلْقِكَ، وَالدَّلِيْلِ عَلٰى مَنْ بَعَثْتَهٗ بِرِسَالَاتِكَ، وَدَيَّانِ الدِّيْنِ بِعَدْلِكَ
وَ فَصْلِ قَضَآئِكَ بَيْنَ خَلْقِكَ، سَيِّدِ الْعَابِدِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِبْنِ عَلِيٍّ، عَبْدِكَ وَخَلِيْفَتِكَ فِيْ
اَرْضِكَ، بَاقِرِ عِلْمِ النَّبِيِّيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ، عَبْدِكَ
وَلِيِّ دِيْنِكَ، وَ حُجَّتِكَ عَلٰى خَلْقِكَ اَجْمَعِيْنَ، اَلصَّادِقِ الْبَآرِّ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ، عَبْدِكَ الصَّالِحِ،
لِسَانِكَ فِيْ خَلْقِكَ، اَلنَّاطِقِ بِحُكْمِكَ، وَ الْحُجَّةِ عَلٰى بَرِيَّتِكَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا الْمُرْتَضٰى، عَبْدِ
وَ وَلِيِّ دِيْنِكَ، اَلْقَآئِمِ بِعَدْلِكَ، وَ الدَّاعِيْ اِلٰى دِيْنِكَ وَ دِيْ
اٰبَآئِهِ الصَّادِقِيْنَ، صَلٰوةً لَّا يَقْوٰى عَلٰى اِحْصَآئِهَا غَيْرُكَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَبْدِكَ وَ وَلِيِّكَ الْقَآئِ
بِاَمْرِكَ، وَالدَّاعِيْ اِلٰى سَبِيْلِكَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَبْدِكَ وَ وَلِيِّ دِيْنِكَ
وَ حُجَّتِكَ عَلٰى خَلْقِكَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، اَلْعَامِلِ بِاَمْرِكَ

Presented by www.ziaraat.com

اَلْقَآئِمِ فِیْ خَلْقِکَ ، وَ حُجَّتِکَ الْمُؤَدِّیْ عَنْ نَبِیِّکَ ، وَ شَاهِدِکَ عَلٰی خَلْقِکَ ، اَلْمَخْصُوْصِ بِکَرَامَتِکَ ، اَلدَّاعِیْ اِلٰی طَاعَتِکَ ، وَ طَاعَةِ رَسُوْلِکَ صَلَوَاتُکَ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی حُجَّتِکَ وَ وَلِیِّکَ الْقَآئِمِ فِیْ خَلْقِکَ، صَلٰوةً تَآمَّةً نَامِیَةً بَاقِیَةً ، تُعَجِّلُ بِهَا فَرَجَهٗ ، وَ تَنْصُرُهٗ بِهَا ، وَ تَجْعَلُنَا مَعَهٗ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِحُبِّهِمْ ، وَ اُوَالِیْ وَلِیَّهُمْ وَ اُعَادِیْ عَدُوَّهُمْ ، وَ ارْزُقْنِیْ بِهِمْ خَیْرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ، وَ اصْرِفْ عَنِّیْ بِهِمْ شَرَّ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ، وَ اَهْوَالَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔

اس کے بعد حضرتؑ کے سر کی جانب بیٹھ جائیں اور یہ سلام پڑھیں ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمُوْدَ الدِّیْنِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ اٰدَمَ صَفِیِّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ نُوْحٍ نَجِیِّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ اِسْمَاعِیْلَ ذَبِیْحِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ مُوْسٰی کَلِیْمِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ عِیْسٰی رُوْحِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ حَبِیْبِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیِّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ سَیِّدَةِ نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ سَیِّدَیْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ سَیِّدِ الْعَابِدِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ بَاقِرِ عِلْمِ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِنِ الصَّادِقِ الْبَآرِّ الْاَمِیْنِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَارِثَ اَبِی الْحَسَنِ مُوْسَی الْکَاظِمِ الْحَلِیْمِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا

Presented by www.ziaraat.com

الشَّهِيْدُ السَّعِيْدُ الْمَظْلُوْمُ الْمَقْتُوْلُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ الْوَصِيُّ الْبَآرُّ النَّقِيُّ، اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ اَقَمْتَ الصَّلَاةَ . وَ اٰتَيْتَ الزَّكٰوةَ، وَ اَمَرْتَ بِالْمَعْرُوْفِ، وَ نَهَيْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَعَبَدْتَ اللّٰهَ مُخْلِصًا حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَآ اَبَا الْحَسَنِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، لَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً قَتَلَتْكَ، لَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً ظَلَمَتْكَ ، لَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً اَسَّسَتْ اَسَاسَ الظُّلْمِ وَ الْجَوْرِ وَ الْبِدْعَةِ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۔

پھر ضریح سے لپٹ کر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ صَمَدْتُ مِنْ اَرْضِيْ ،وَ قَطَعْتُ الْبِلَادَ رَجَآءَ رَحْمَتِكَ فَلَا تُخَيِّبْنِيْ ، وَ لَا تَرُدَّنِيْ بِغَيْرِ قَضَآءِ حَوَآئِجِيْ ، وَ ارْحَمْ تَقَلُّبِيْ عَلٰى قَبْرِ ابْنِ اَخِيْ رَسُوْلِكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ ، بِاَبِيْ وَ اُمِّيْ يَا مَوْلَايَ، اَتَيْتُكَ زَآئِرًا وَّافِدًا عَآئِذًا مِمَّا جَنَيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ، وَ احْتَطَبْتُ عَلٰى ظَهْرِيْ ، فَكُنْ لِّيْ شَافِعًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ حَاجَتِيْ وَ فَقْرِيْ وَ فَاقَتِيْ ، فَلَكَ عِنْدَ اللّٰهِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ، وَّ اَنْتَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهٌ۔

پھر دایاں ہاتھ دعا کے لیئے بلند کرو اور بایاں ہاتھ قبر مبارک پر رکھو اور یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِحُبِّهِمْ وَ بِوِلَايَتِهِمْ ، اَتَوَلّٰى اٰخِرَهُمْ بِمَا تَوَلَّيْتُ بِهٖ اَوَّلَهُمْ ، وَ اَبْرَأُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ كُلِّ وَلِيْجَةٍ دُوْنَهُمْ۔

اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا دِيْنَكَ وَ غَيَّرُوْا نِعْمَتَكَ،وَاتَّهَمُوْا نَبِيَّكَ ، وَ جَحَدُوْا بِاٰيَاتِكَ،وَسَخِرُوْا بِاِمَامِكَ،وَ حَمَلُوا النَّاسَ عَلٰى اَكْتَافِ اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِاللَّعْنَةِ عَلَيْهِمْ ، وَ الْبَرَآءَةِ مِنْهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ يَا رَحْمٰنُ۔

پھر حضرتؑ کے قدموں کی طرف آؤ اور یہ کہو۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَآ اَبَا الْحَسَنِ ، صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رُوْحِكَ

Presented by www.ziaraat.com

وَ بَدَنِكَ ، صَبَرْتَ وَ اَنْتَ الصَّادِقُ الْمُصَدَّقُ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَكَ بِالْاَيْدِيْ وَالْاَلْسُنِ۔

پھر امیرالمومنینؑ ، حسنین شریفینؑ اور جملہ ائمہ علیہم السلام کے قاتلوں پر زیادہ سے زیادہ لعنت کریں۔

پھر حضرتؑ کے سر کی جانب دو رکعت نماز پڑھو۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰسین اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ رحمٰن کی تلاوت کریں۔ اور اگر یہ سورتیں یاد نہ ہوں تو دونوں رکعات میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص (قل هوالله احد) پڑھیں۔

اختتام نماز پر جملہ مومنین و مومنات اور بالخصوص اپنے والدین کے حق میں دعا کریں اور جتنا زیادہ ممکن ہو اپنے لیئے اور اپنے والدین اور اپنے بھائیوں کے لیئے دعا مانگیں۔ اور جتنا چاہیں سر اطہر کے پاس ٹھہرے رہیں۔ اور کوشش کر کے نماز ضریح کے قریب مقام بالائے سر پر ہی پڑھیں۔

زیارت وداع امام علی رضاؑ

جب آپ حضرتؑ سے الوداع کر کے اپنے وطن روانہ ہونا چاہیں تو ان الفاظ سے الوداع کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ وَ ابْنَ مَوْلَايَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ اَنْتَ لَنَا جُنَّةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَ هٰذَآ اَوَانُ انْصِرَافِيْ عَنْكَ اِنْ كُنْتَ اَذِنْتَ لِيْ غَيْرَ رَاغِبٍ عَنْكَ وَلَا مُسْتَبْدِلٍ بِكَ وَ لَا مُؤْثِرٍ عَلَيْكَ وَ لَا زَاهِدٍ فِيْ قُرْبِكَ وَ قَدْ جُدْتُ بِنَفْسِيْ لِلْحَدَثَانِ وَ تَرَكْتُ الْاَهْلَ وَ الْاَوْلَادَ وَ الْاَوْطَانَ ، فَكُنْ لِيْ شَافِعًا يَوْمَ حَاجَتِيْ وَ فَقْرِيْ وَ فَاقَتِيْ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنِّيْ حَمِيْمِيْ (وَلَا حَبِيْبِيْ) وَ لَا قَرِيْبِيْ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنِّيْ وَالِدِيْ وَ لَا وَلَدِيْ ۔ اَسْاَلُ اللّٰهَ الَّذِيْ قَدَّرَ عَلَيَّ رَحِيْلِيْ اِلَيْكَ اَنْ يُنَفِّسَ بِكَ كُرْبَتِيْ وَ اَسْاَلُ اللّٰهَ الَّذِيْ قَدَّرَ عَلَيَّ فِرَاقَ مَكَانِكَ اَنْ لَّا يَجْعَلَهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِيْ لَكَ وَرُجُوْعِيْ اِلَيْكَ وَ اَسْاَلُ اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَبْكٰى عَلَيْكَ عَيْنِيْ اَنْ يَّجْعَلَهُ

Presented by www.ziaraat.com

سَبَبًا لِيْ وَ ذُخْرًا وَ اَسْأَلُ اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَرَانِيْ مَكَانَكَ وَ هَدَانِيْ لِلتَّسْلِيْمِ عَلَيْكَ وَ زِيَارَتِيْٓ اِيَّاكَ اَنْ يُّوْرِدَنِيْ حَوْضَكُمْ وَ يَرْزُقَنِيْ مِنْ مُّرَافَقَتِكُمْ فِي الْجِنَانِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَوَصِيِّ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ قَآئِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَى الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سَيِّدَيْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ سَيِّدِ السَّاجِدِيْنَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بَاقِرِ عِلْمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ الْبَآرِّ الْاَمِيْنِ وَ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ الْكَاظِمِ الْحَلِيْمِ وَ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا الْعَلِيْمِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ التَّقِيِّ الْجَوَادِ وَ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّقِيِّ الْهَادِيْ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْعَسْكَرِيِّ وَالْحُجَّةِ الْقَآئِمِ الْمُنْتَظَرِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مَلٰٓئِكَةِ اللّٰهِ الْحَآفِّيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مَلٰٓئِكَةِ اللّٰهِ الْمُقِيْمِيْنَ الْمُسَبِّحِيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِيْ اِيَّاهُ فَاِنْ جَعَلْتَهٗ فَاحْشُرْنِيْ مَعَهٗ وَ مَعَ اٰبَآئِهِ الْمَاضِيْنَ وَ اِنْ اَبْقَيْتَنِيْ يَا رَبِّ فَارْزُقْنِيْ زِيَارَتَهٗ اَبَدًا مَّا اَبْقَيْتَنِيْ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

اَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ وَ اَسْتَرْعِيْكَ وَ اَقْرَاُ عَلَيْكَ السَّلَامَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِمَا دَعَوْتَ اِلَيْهِ، اَللّٰهُمَّ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ فَارْزُقْنِيْ حُبَّهُمْ وَ مَوَدَّتَهُمْ اَبَدًا مَّا اَبْقَيْتَنِيْ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مَلٰٓئِكَةِ اللّٰهِ وَ زُوَّارِ قَبْرِكَ يَا بْنَ نَبِيِّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنِّيْ اَبَدًا مَّا بَقِيْتُ وَ دَآئِمًا اِذَا فَنِيْتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ۔

اور جب قبۂ مبارک سے نکل آؤ تو جب تک قبہ دکھائی دیتا رہے اس کی طرف پشت نہ کرو ۔

Presented by www.ziaraat.com

زیارتِ جامعۂ صغیرہ

وہ زیارت جو تمام ائمہ پر پڑھی جا سکتی ہے

ا۔ (محذف اسناد) علی بن حسان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آپؑ سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زیارت کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا :۔

"ان کے روضۂ اطہر کی ملحقہ مساجد میں نماز پڑھو اور یہ سلام پڑھو ۔ اور یہ زیارت تمام ائمۂ ہدیٰؑ پر یکساں پڑھی جاسکتی ہے ۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَوْلِیَآءِ اللّٰهِ وَ اَصْفِیَآئِهٖ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اُمَنَآءِ اللّٰهِ وَ اَحِبَّآئِهٖ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اَنْصَارِ اللّٰهِ وَ خُلَفَآئِهٖ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مَحَالِّ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مَسَاكِنِ ذِكْرِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مُظْهِرِیْ اَمْرِ اللّٰهِ وَ نَهْیِهٖ ، اَلسَّلَامُ عَلَی الدُّعَاةِ اِلَی اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُسْتَقِرِّیْنَ فِیْ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُخْلِصِیْنَ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَدِلَّآءِ عَلَی اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَی الَّذِیْنَ مَنْ وَّالَاهُمْ فَقَدْ وَالَی اللّٰهَ ، وَ مَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ عَادَی اللّٰهَ ، وَ مَنْ عَرَفَهُمْ فَقَدْ عَرَفَ اللّٰهَ ، وَ مَنْ جَهِلَهُمْ فَقَدْ جَهِلَ اللّٰهَ ، وَ مَنِ اعْتَصَمَ بِهِمْ فَقَدِ اعْتَصَمَ بِاللّٰهِ ، وَ مَنْ تَخَلّٰی مِنْهُمْ فَقَدْ تَخَلّٰی مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ، اُشْهِدُ اللّٰهَ اِنِّیْ سِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَكُمْ ، وَ حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَكُمْ ، مُؤْمِنٌ بِسِرِّكُمْ وَ عَلَانِیَتِكُمْ مُفَوِّضٌ فِیْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ اِلَیْكُمْ ، لَعَنَ اللّٰهُ عَدُوَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ، وَ اَبْرَأُ اِلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ ، وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ ۔

یہ زیارت تمام ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام کے مزارات پر پڑھی جاسکتی ہے اور زیارت کے بعد زیادہ سے زیادہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھیں اور معصومینؑ کا نام لے کر ہر معصوم پر درود پڑھیں اور ان کے دشمنوں پر لعنت کریں ۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنے اور دیگر مومنین و مومنات کے لیئے دعا مانگیں ۔

زیارت جامعۂ کبیرہ

ا۔ (محذف اسناد) موسیٰ بن عمران نخعی کا بیان ہے کہ میں نے امام علی

Presented by www.ziaraat.com

نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی :۔

فرزند رسولؐ ! مجھ کو کوئی جامع اور بلیغ زیارت تعلیم فرمائیں تا کہ میں جب بھی آپ حضراتؑ میں سے کسی کی زیارت کو جاؤں تو اسے پڑھ سکوں۔

آپؑ نے فرمایا :۔

جب زیارت کا قصد کرو تو پہلے غسل کرو اور جب دروازے پر پہنچو تو کلمۂ شہادتین پڑھو اور جب بارگاہ میں پہنچو اور روضہ دکھائی دے تو رک جاؤ اور تیس مرتبہ **اللہ اکبر** پڑھو اور ضریح کے قریب جا کر چالیس مرتبہ **اللہ اکبر** کہو اور ایک سو مرتبہ تکبیر پوری کرو پھر یہ زیارت پڑھو۔ (۱)

عرض مترجم :زیارت جامعۂ کبیرہ انتہائی مستند زیارات میں سے ہے اور امام علی نقی علیہ السلام نے اس میں مقام اہل بیتؑ کو واضح فرمایا ہے ۔

اس لیئے ہم نے اس کا لفظی ترجمہ بھی لکھ دیا ہے تا کہ مقام اہل بیتؑ سمجھنے میں آسانی ہو اور قارئین غلو و تقصیر سے محفوظ رہ سکیں ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَآ اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ ، وَ مَوْضِعَ الرِّسَالَةِ ،

اے اہل بیت نبوت اور رسالت کے مقام آپؑ پر سلام ہو

وَ مُخْتَلَفَ الْمَلٰٓئِكَةِ ، وَ مَهْبِطَ الْوَحْيِ ، وَ مَعْدِنَ الرَّحْمَةِ ،

اور اے ملائکہ کے آمدورفت کے مقام ، اور وحی کے اترنے کی جگہ اور رحمت کے معدن

وَ خُزَّانَ الْعِلْمِ وَ مُنْتَهَى الْحِلْمِ ، وَ اُصُوْلَ الْكَرَمِ ، وَ قَادَةَ الْاُمَمِ ،

اور علم کے خزینہ دار اور حلم کے انتہائی مقام اور کرم کی اساس اور امتوں کے قائد

وَ اَوْلِيَآءَ النِّعَمِ ، وَ عَنَاصِرَ الْاَبْرَارِ ، وَ دَعَآئِمَ الْاَخْيَارِ ، وَ سَاسَةَ الْعِبَادِ ،

اور اولیاء نعمت ، ارکان ابرار اور نیکیوں کے ستون اور بندوں کے قائد

وَ اَرْكَانَ الْبِلَادِ ، وَ اَبْوَابَ الْاِيْمَانِ ، وَ اُمَنَآءَ الرَّحْمٰنِ ، وَ سُلَالَةَ النَّبِيِّيْنَ ،

اور شہروں کے ارکان اور ایمان کے دروازے اور رحمان کے امین اور انبیاء کا نچوڑ

وَ صَفْوَةَ الْمُرْسَلِيْنَ ، وَ عِتْرَةَ خِيَرَةِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ۔

اور مرسلین کے برگزیدہ اور رب العالمین کے نیک بندوں کی اولاد آپؑ پر اللہ کی رحمت اور برکت ہو

۱۔ علامہ مجلسی اول رقم طراز ہیں کہ اکثر طبیعتیں غلو کی طرف مائل ہونے لگتی ہیں۔ اسی لیئے امام علیہ السلام نے ایک سو مرتبہ تکبیر پڑھنے کا حکم دیا ہے تا کہ لوگ یاد خدا سے غافل نہ ہو جائیں۔

Presented by www.ziaraat.com

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَئِمَّةِ الْهُدٰی، وَمَصَابِیحِ الدُّجٰی، وَ اَعْلَامِ التُّقٰی،
ائمہ ہدیٰ پر سلام ہو اور تاریکی کے چراغوں پر اور تقویٰ کی نشانیوں پر
وَ ذَوِی النُّهٰی، وَ اُولِی الْحِجٰی، وَ کَهْفِ الْوَرٰی، وَ وَرَثَةِ الْاَنْبِیَآءِ،
اور صاحبان عقل پر اور صاحبان ادراک پر اور جہان کی پناہ گاہ پر اور انبیاءؑ کے وارثوں پر
وَ الْمَثَلِ الْاَعْلٰی، وَالدَّعْوَةِ الْحُسْنٰی، وَ حُجَجِ اللّٰهِ عَلٰی اَهْلِ الدُّنْیَا
اور مثل بزرگ الٰہی پر اور دعوت حسنیٰ پر اور دنیا
وَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰی، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ۔
و آخرت اور پہلے لوگوں پر خدا کی حجتوں پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَحَآلِّ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ، وَ مَسَاکِنِ بَرَکَةِ اللّٰهِ،
اور اللہ کی معرفت کے مقامات پر سلام ہو اور خدا کی برکت کے مساکن پر
وَ مَعَادِنِ حِکْمَةِ اللّٰهِ، وَ حَفَظَةِ سِرِّ اللّٰهِ، وَ حَمَلَةِ کِتَابِ اللّٰهِ،
اور حکمت خدا کے معادن پر اور رازِ خدا کے محافظوں پر اور کتاب خدا کے اٹھانے والوں پر
وَ اَوْصِیَآءِ نَبِیِّ اللّٰهِ، وَ ذُرِّیَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ،
اور پیغمبر خداؐ کے اوصیاء پر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت پر سلام ہو
وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ۔
اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

اَلسَّلَامُ عَلَی الدُّعَاةِ اِلَی اللّٰهِ، وَ الْاَدِلَّآءِ عَلٰی مَرْضَاتِ اللّٰهِ،
سلام ہو اللہ کی طرف دعوت دینے والوں پر اور مرضات خدا کی رہنمائی کرنے والوں پر۔
وَ الْمُسْتَقِرِّیْنَ فِیْ اَمْرِ اللّٰهِ، وَ التَّآمِّیْنَ فِیْ مَحَبَّةِ اللّٰهِ،
اور امر الٰہی میں مستقل رہائش رکھنے والوں پر اور محبت خدا میں کامل افراد پر
وَ الْمُخْلِصِیْنَ فِیْ تَوْحِیْدِ اللّٰهِ، وَالْمُظْهِرِیْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَ نَهْیِهٖ،
اور خدا کی توحید میں مخلص لوگوں پر اور اللہ کے امر و نہی کے ظاہر کرنے والوں پر
وَ عِبَادِهِ الْمُکْرَمِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ
اور خدا کے ان باعزت بندوں پر جو اس کے فرمان پر سبقت نہیں کرتے
وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ، وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ
اور وہ اس کے حکم پر عمل کرتے رہتے ہیں اور ان پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں

Presented by www.ziaraat.com

اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَئِمَّةِ الدُّعَاةِ، وَالْقَادَةِ الْهُدَاةِ، وَ السَّادَةِ

سلام ہو ان ائمہ پر جو دعوت دینے والے اور ہدایت کرنے والے اور حاکم

الْوُلَاةِ، وَ الذَّادَةِ الْحُمَاةِ، وَ اَهْلِ الذِّكْرِ، وَ اُولِی الْاَمْرِ،

سردار اور محافظ اور حامی اور اہل ذکر اور اولی الامر

وَ بَقِيَّةِ اللّٰهِ وَ خِيَرَتِهٖ وَ حِزْبِهٖ، وَ عَيْبَةِ عِلْمِهٖ،

اور خدا کے باقی رکھے ہوئے ہادی اور خدا کے بہتر بندے اور خدا کا گروہ اور اس کے علم کا

وَ حُجَّتِهٖ وَ صِرَاطِهٖ، وَ نُوْرِهٖ وَ بُرْهَانِهٖ،

صندوق اور اس کی حجت اور اس کا راستہ اور اس کا نور اور اس کی برہان ہیں

وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔

اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، كَمَا شَهِدَ اللّٰهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ واحد ولاشریک ہے جیساکہ اس نے خود اپنے لیئے گواہی

لِنَفْسِهٖ، وَ شَهِدَتْ لَهٗ مَلٰٓئِكَتُهٗ وَ اُولُوا الْعِلْمِ مِنْ خَلْقِهٖ،

دی ہے اور اس کے لیئے اس کے فرشتوں نے گواہی دی ہے اور اس کی مخلوق میں سے اہل علم نے گواہی دی ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ غالب اور حکمت والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے

الْمُنْتَجَبُ، وَ رَسُوْلُهُ الْمُرْتَضٰى، اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ

منتخب بندے اور اس کے پسندیدہ رسول ہیں جن کو اس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ

الْحَقِّ، لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔

بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے چاہے مشرکین کو ناپسند ہی کیوں نہ ہو

وَ اَشْهَدُ اَنَّكُمُ الْاَئِمَّةُ الرَّاشِدُوْنَ الْمَهْدِيُّوْنَ، اَلْمَعْصُوْمُوْنَ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ ائمہ ہادی مہدی، معصوم،

الْمُكَرَّمُوْنَ، اَلْمُقَرَّبُوْنَ الْمُتَّقُوْنَ الصَّادِقُوْنَ الْمُصْطَفَوْنَ، اَلْمُطِيْعُوْنَ

مکرم، مقرب، متقی، صادق، منتخب (اور) اللہ کے اطاعت

لِلّٰهِ، اَلْقَوَّامُوْنَ بِاَمْرِهٖ، اَلْعَامِلُوْنَ بِاِرَادَتِهٖ،

گزار، اس کے امر کے قائم کرنے والے، اس کے ارادے پر عمل کرنے والے

Presented by www.ziaraat.com

اَلْفَآئِزُوْنَ بِكَرَامَتِهٖ ، اِصْطَفَاكُمْ بِعِلْمِهٖ ، وَ ارْتَضَاكُمْ

اس کی کرامات سے آپؑ فائزالمرام ہیں اس نے اپنے علم سے آپؑ کو مصطفیٰ کیا ہے اور اپنے

لِغَيْبِهٖ ، وَ اخْتَارَكُمْ لِسِرِّهٖ ، وَ اجْتَبَاكُمْ بِقُدْرَتِهٖ ،

غیب کے لیئے آپؑ کو پسند کیا ہے اور اپنے راز کے لیئے اختیار کیا ہے اور اپنی قدرت سے آپؑ کو منتخب

وَ اَعَزَّكُمْ بِهُدَاهُ ، وَ خَصَّكُمْ بِبُرْهَانِهٖ ، وَ انْتَجَبَكُمْ لِنُوْرِهٖ ،

کیا ہے اور اپنی ہدایت سے آپؑ کو عزت دی ہے اور آپؑ کو اپنے

وَ اَيَّدَكُمْ بِرُوْحِهٖ ، وَ رَضِيَكُمْ خُلَفَآءَ فِيْٓ اَرْضِهٖ ، وَ حُجَجًا

برہان کے لیئے مخصوص کیا اور آپؑ کو اپنے نور کے لیئے چن لیا اور اپنے روح (القدس) سے آپؑ کی تائید کی اور آپؑ کو

عَلٰى بَرِيَّتِهٖ ، وَ اَنْصَارًا لِّدِيْنِهٖ ، وَ حَفَظَةً لِّسِرِّهٖ ،

اپنی زمین میں خلیفہ بنا کر اور اپنی مخلوق پر حجت بنا کر اور اپنے دین کا مددگار بنا کر اور

وَ خَزَنَةً لِّعِلْمِهٖ ، وَ مُسْتَوْدَعًا لِّحِكْمَتِهٖ ، وَ تَرَاجِمَةً لِّوَحْيِهٖ ،

اپنے راز کا محافظ بنا کر اور اپنے علم کا خزینہ دار بنا کر اور اپنی حکمت کی رہائش کا مقام بنا کر

وَ اَرْكَانًا لِّتَوْحِيْدِهٖ ، وَ شُهَدَآءَ عَلٰى خَلْقِهٖ ، وَ اَعْلَامًا

اور اپنی وحی کا ترجمان بنا کر اور توحید کا رکن بنا کر اور اپنی مخلوق پر گواہ بنا کر اور اپنے بندوں

لِّعِبَادِهٖ ، وَ مَنَارًا فِيْ بِلَادِهٖ ، وَ اَدِلَّآءَ عَلٰى صِرَاطِهٖ ،

کا رہنما بنا کر اور اپنے شہروں میں روشنی کا مینار بنا کر اور اپنے راستے کے راہنما بنا کر راضی ہوا

عَصَمَكُمُ اللّٰهُ مِنَ الزَّلَلِ ، وَ اٰمَنَكُمْ مِنَ الْفِتَنِ ، وَ طَهَّرَكُمْ مِنَ

اللہ نے آپؑ کو لغزشوں سے محفوظ رکھا اور فتنوں سے مامون رکھا اور ہر ناپاکی سے آپؑ کو

الدَّنَسِ ، وَ اَذْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ ، وَ طَهَّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ،

پاک و پاکیزہ رکھا اور آپؑ سے ہر طرح کی ناپاکی کو دور رکھا اور آپؑ کو ویسا پاکیزہ رکھا جیسا کہ پاکیزگی کا

فَعَظَّمْتُمْ جَلَالَهٗ ، وَ اَكْبَرْتُمْ شَاْنَهٗ ، وَ مَجَّدْتُّمْ كَرَمَهٗ ، وَ اَدَمْتُمْ

حق ہے۔آپؑ نے خدا کے جلال و عظمت کو بیان کیا اور آپؑ نے اس کی شان کی بڑائی بیان کی اور آپؑ نے اس

ذِكْرَهٗ ، وَ وَكَّدْتُّمْ مِيْثَاقَهٗ ، وَ اَحْكَمْتُمْ عَقْدَ طَاعَتِهٖ ،

کے کرم کی تمجید کی اور آپؑ نے اس کے ذکر کو دوام دیا اور آپؑ اس کے میثاق پر ثابت قدم رہے

وَ نَصَحْتُمْ لَهٗ فِي السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةِ ،

اور آپؑ نے اس کی اطاعت کی گرہ کو محکم باندھا اور آپؑ نے ظاہر و باطن میں

Presented by www.ziaraat.com

وَ دَعَوْتُمْ اِلٰی سَبِیْلِهٖ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ

اس کی خیر خواہی کی اور آپؑ نے خدا کے راستے کی حکمت اور موعظہ حسنہ

الْحَسَنَةِ، وَ بَذَلْتُمْ اَنْفُسَکُمْ فِیْ مَرْضَاتِهٖ، وَ صَبَرْتُمْ

سے دعوت دی اور اس کی مرضی کی راہ میں اپنے نفس کو خرچ کیا اور راہ خدا میں

عَلٰی مَآ اَصَابَکُمْ فِیْ جَنْبِهٖ وَ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ

پہنچنے والی ہر مصیبت پر آپؑ نے صبر کیا اور آپؑ حضرات نے نماز قائم کی

وَ اٰتَیْتُمُ الزَّکٰوةَ، وَ اَمَرْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَ نَهَیْتُمْ عَنِ

اور زکوٰۃ ادا کی اور اچھائی کا حکم دیا اور برائی سے

الْمُنْکَرِ، وَ جَاهَدْتُّمْ فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ، حَتّٰی اَعْلَنْتُمْ

منع کیا اور راہ خدا میں آپؑ نے جہاد کا حق ادا کیا۔ یہاں تک کہ آپؑ حضرات نے

دَعْوَتَهٗ وَ بَیَّنْتُمْ فَرَآئِضَهٗ وَ اَقَمْتُمْ حُدُوْدَهٗ، وَ نَشَرْتُمْ

خدا کی دعوت کو ظاہر کیا اور اس کے فرائض کی وضاحت کی اور اس کے حدود کو قائم کیا اور اس کے احکام

شَرَایِعَ اَحْکَامِهٖ، وَ سَنَنْتُمْ سُنَّتَهٗ، وَ صِرْتُمْ فِیْ ذٰلِکَ مِنْهُ

کی شریعتوں کو پھیلایا اور اس کی سنتوں کو رواج دیا اور اس بارے میں آپؑ مقام رضا

اِلَی الرِّضَا، وَ سَلَّمْتُمْ لَهُ الْقَضَآءَ، وَ صَدَّقْتُمْ مِنْ رُّسُلِهٖ،

تک پہنچ گئے اور آپؑ نے قضا کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور آپؑ نے گزشتہ

مَنْ مَّضٰی، فَالرَّاغِبُ عَنْکُمْ مَّارِقٌ، وَ اللَّازِمُ لَکُمْ لَاحِقٌ،

رسولوں کی تصدیق کی جو آپؑ کے طریقے سے متنفر ہوا وہ اللہ کے دین سے خارج ہے اور آپؑ

وَ الْمُقَصِّرُ فِیْ حَقِّکُمْ زَاهِقٌ، وَ الْحَقُّ مَعَکُمْ وَ فِیْکُمْ وَ مِنْکُمْ

سے پیوستہ رہنے والا آپؑ سے ملحق ہونے والا ہے اور آپؑ کے حق میں تقصیر کرنے والا مٹ جانے والا ہے

وَ اِلَیْکُمْ، وَ اَنْتُمْ اَهْلُهٗ

اور حق آپؑ کے ساتھ ہے اور آپؑ کے اندر ہے اور آپؑ کی طرف سے ہے اور آپؑ کی جانب سے ہے اور

وَ مَعْدِنُهٗ، وَ مِیْرَاثُ النُّبُوَّةِ عِنْدَکُمْ، وَ اِیَابُ الْخَلْقِ اِلَیْکُمْ،

آپؑ اہل حق اور معدن حق ہیں اور میراث نبوت آپؑ کے پاس ہے اور مخلوق کی بازگشت آپؑ کی جانب ہے

وَ حِسَابُهُمْ عَلَیْکُمْ، وَ فَصْلُ الْخِطَابِ عِنْدَکُمْ، وَ اٰیَاتُ اللّٰهِ

اور ان کا حساب آپؑ کے ذمے ہے اور حق و باطل کا فیصلہ آپؑ کے پاس ہے اور اللہ کی آیات

Presented by www.ziaraat.com

لَدَيْكُمْ ، وَ عَزَآئِمُهٗ فِيْكُمْ ، وَ نُورُهٗ وَ بُرْهَانُهٗ عِنْدَكُمْ،

آپ کے پاس ہیں اور اللہ کے عزائم آپ کے متعلق ہیں اور اس کا نور اور برہان آپ کے پاس ہے

وَ اَمْرُهٗٓ اِلَيْكُمْ مَّنْ وَّا لَكُمْ فَقَدْ وَ الَى اللّٰهَ،وَ مَنْ عَا دَا كُمْ

اور اس کا امر آپ کی طرف ہے۔ جس نے آپ سے دوستی رکھی اس نے خدا سے دوستی رکھی اور جس نے آپ سے

فَقَدْ عَادَ اللّٰهَ،وَ مَنْ اَحَبَّكُمْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ ، وَ مَنْ

دشمنی کی اس نے خدا سے دشمنی کی اور جس نے آپ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے

اَبْغَضَكُمْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ ، وَ مَنِ اعْتَصَمَ بِكُمْ فَقَدِ اعْتَصَمَ

آپ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا اور جس نے آپ سے وابستگی اختیار کی اس نے اللہ

بِا للّٰهِ

سے وابستگی اختیار کی ۔

اَنْتُمُ الصِّرَا طُ الْاَقْوَمُ ، وَ شُهَدَآءُ دَارِ الْفَنَآءِ،

آپ سیدھا راستہ ہیں اور آپ دار فنا کے گواہ ہیں

وَ شُفَعَآءُ دَارِ الْبَقَآءِ ، وَ الرَّحْمَةُ الْمَوْصُوْلَةُ،وَ الْاٰيَةُ الْمَخْزُوْنَةُ ،

اور دار بقا کے شفاعت کرنے والے ہیں اور آپ پیوستہ رحمت اور آیت مخزونہ

وَ الْاَمَانَةُ الْمَحْفُوْظَةُ ، وَ الْبَابُ الْمُبْتَلٰى بِهِ النَّاسُ،

اور آپ ایک محفوظ امانت ہیں اور آپ وہ دروازہ ہیں جس سے لوگوں کا امتحان لیا جاتا ہے

مَنْ اَتَاكُمْ نَجٰى ، وَ مَنْ لَّمْ يَاْ تِكُمْ هَلَكَ ، اِلَى اللّٰهِ

جو آپ کے پاس آیا اس نے نجات پائی اور جو آپ کے پاس نہ آیا ، وہ ہلاک ہوا ۔ آپ اللہ کی طرف

تَدْعُوْنَ ، وَ عَلَيْهِ تَدُلُّوْنَ ، وَ بِهٖ تُؤْمِنُوْنَ ، وَ لَهٗ تُسَلِّمُوْنَ

دعوت دیتے ہیں اور اسی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی کے آگے سر تسلیم خم

وَ بِاَمْرِهٖ تَعْمَلُوْنَ، وَ اِلٰى سَبِيْلِهٖ تُرْشِدُوْنَ ، وَ بِقَوْلِهٖ تَحْكُمُوْنَ،

کرتے ہیں اور اس کے امر پر عمل کرتے ہیں اور اسی کے راستے کی طرف ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے

سَعَدَ مَنْ وَّالَاكُمْ وَ هَلَكَ مَنْ عَادَاكُمْ وَ خَا بَ

فرمان سے فیصلہ کرتے ہیں جس نے آپ سے محبت کی وہ خوش بخت رہا اور جس نے آپ سے عداوت کی ہلاک ہوا

مَنْ جَحَدَكُمْ وَ ضَلَّ مَنْ فَارَقَكُمْ وَ فَازَ مَنْ تَمَسَّكَ

اور جس نے آپ کا انکار کیا وہ ناکام ہوا اور جو آپ سے جدا ہوا وہ گمراہ ہوا اور جس نے آپ سے تمسک کیا

Presented by www.ziaraat.com

بِكُمْ، وَ اَمِنَ مَنْ لَجَاَ اِلَيْكُمْ ، وَ سَلِمَ مَنْ صَدَّقَكُمْ، وَ هُدِیَ

کامیاب ہوا جس نے آپؑ کے ہاں پناہ لی وہ محفوظ رہا اور جس نے آپؑ کی تصدیق کی وہ سالم رہا

مَنِ اعْتَصَمَ بِكُمْ ۔

اور جس نے آپؑ سے وابستگی اختیار کی' اس نے ہدایت پائی۔

مَنِ اتَّبَعَكُمْ فَالْجَنَّةُ مَاْوَاهُ، وَ مَنْ خَالَفَكُمْ فَالنَّارُ مَثْوَاهُ

جس نے آپؑ کی پیروی کی جنت اس کا مقام ہے اور جس نے آپؑ کی مخالفت کی دوزخ اس

وَ مَنْ جَحَدَكُمْ كَافِرٌ، وَّ مَنْ حَارَبَكُمْ مُّشْرِكٌ، وَّ مَنْ رَدَّ

کا ٹھکانہ ہے اور جس نے آپؑ کا انکار کیا، وہ کافر ہے اور جس نے آپؑ سے جنگ کی وہ

عَلَيْكُمْ فِیْٓ اَسْفَلِ دَرْكٍ مِّنَ الْجَحِيْمِ ۔

مشرک ہے اور جس نے آپؑ کے فرمان کو ٹھکرا دیا، وہ دوزخ کے پست ترین طبقے میں ہے۔

اَشْهَدُ اَنَّ هٰذَا سَابِقٌ لَّكُمْ فِيْمَا مَضٰی ، وَ جَارٍ لَّكُمْ

میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ مقام ہمیشہ سے آپؑ کے لیئے موجود ہیں اور ابد تک یہ مقام

فِيْمَا بَقِیَ، وَ اَنَّ اَرْوَاحَكُمْ وَ نُوْرَكُمْ وَ طِيْنَتَكُمْ وَاحِدَةٌ

آپؑ کو حاصل رہیں گے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ کے ارواح اور آپؑ کا نور اور آپؑ کی طینت

طَابَتْ وَ طَهُرَتْ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

ایک ہے پاکیزگی اور طہارت میں ایک دوسرے کی طرح ہیں

خَلَقَكُمُ اللّٰهُ اَنْوَارًا ، فَجَعَلَكُمْ بِعَرْشِهٖ مُحْدِقِيْنَ

اللہ نے آپؑ کو نور کی صورت میں پیدا کیا اور اطراف عرش میں آپؑ کو رہائش دی

حَتّٰی مَنَّ عَلَيْنَا بِكُمْ

یہاں تک کہ اس نے آپؑ کے ذریعے سے ہم پر احسان کیا

فَجَعَلَكُمْ فِیْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ

آپؑ کو ایسے گھروں میں قرار دیا جن کی بلندی کا حکم دیا گیا ہے اور جن میں

وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ، وَ جَعَلَ صَلَوَاتَنَا عَلَيْكُمْ، وَ مَا خَصَّنَا

اس کے نام کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور آپؑ پر ہمارے درود اور آپؑ کی محبت سے مخصوص کر۔

مِنْ وَلَايَتِكُمْ طِيْبًا لِّخَلْقِنَا وَ طَهَارَةً لِّاَنْفُسِنَا ، وَ تَزْكِيَةً

کو اللہ نے ہماری فطرت کی نیکی اور ہمارے نفوس کی پاکیزگی اور ہمارے تزکیہ

Presented by www.ziaraat.com

وَ كَفَّارَةً لِذُنُوبِنَا ، فَكُنَّا عِنْدَهُ مُسَلِّمِينَ بِفَضْلِكُمْ،
ہمارے گناہوں کے کفارے کا ذریعہ بنایا۔ ہم خدا کے ہاں آپؑ کی فضیلت کو تسلیم کرنے والے
وَ مَعْرُوفِينَ بِتَصْدِيقِنَآ اِيَّا كُمْ۔
اور آپؑ کی تصدیق کے لیئے مشہور تھے۔
فَبَلَغَ اللّٰهُ بِكُمْ اَشْرَفَ مَحَلِّ الْمُكَرَّمِينَ ،
پس خدا نے آپؑ کو اہل کرامت کا شریف ترین مقام عطا کیا۔
وَ اَعْلٰى مَنَازِلِ الْمُقَرَّبِينَ ، وَ اَرْفَعَ دَرَجَاتِ
اور مقربین کی اعلیٰ منزل اور مرسلین کا بلند ترین
الْمُرْسَلِينَ ، حَيْثُ لَا يَلْحَقُهُ لَاحِقٌ ، وَّ لَا يَفُوقُهُ
درجہ عطا کیا کہ اس درجے تک کوئی بعد میں نہ پہنچ سکا اور اس سے بلند مرتبہ تک
فَائِقٌ ، وَّ لَا يَسْبِقُهُ سَابِقٌ ، وَّ لَا يَطْمَعُ فِيٓ اِدْرَاكِهِ طَامِعٌ،
کسی کے لیئے راہ نہیں ہے اور اس تک پہلے کوئی نہیں پہنچا۔ اور اس مقام کے پانے کی کوئی لالچ نہیں کرتا
حَتّٰى لَا يَبْقٰى مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ ، وَّلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ ، وَّ لَا صِدِّيقٌ
یہاں تک کہ اللہ نے ہر ملک مقرب اور نبی مرسل اور ہر صدیق
وَّلَا شَهِيدٌ ، وَّ لَا عَالِمٌ وَّ لَا جَاهِلٌ ، وَّ لَا دَنِيٌّ وَ لَا فَاضِلٌ،
اور ہر شہید اور ہر عالم اور ہر جاہل اور ہر پست اور ہر فاضل
وَّلَا مُؤْمِنٌ صَالِحٌ ، وَّ لَا فَاجِرٌ طَالِحٌ ، وَّ لَا جَبَّارٌ عَنِيدٌ ، وَّ لَا
اور ہر نیک مومن اور ہر بدبخت فاجر اور ہر سرکش جابر اور
شَيْطَانٌ مَّرِيدٌ ، وَّ لَا خَلْقٌ فِيمَا بَيْنَ ذٰلِكَ شَهِيدٌ ،
ہر نافرمان شیطان اور ان کے درمیان جتنی بھی دیگر مخلوق ہے ،
اِلَّا عَرَّفَهُمْ جَلَالَةَ اَمْرِكُمْ ، وَ عِظَمَ خَطَرِ كُمْ ،
سب کو آپؑ کے امر کی جلالت اور آپؑ کی عظمت قدر
وَ كِبَرَ شَاْنِكُمْ ، وَ تَمَامَ نُورِكُمْ ، وَ صِدْقَ مَقَاعِدِ كُمْ ،
اور آپؑ کی شان کی بزرگی اور آپؑ کے نور کی تکمیل اور آپؑ کے نیک مقام
وَ ثَبَاتَ مَقَامِكُمْ ، وَ شَرَفَ مَحَلِّكُمْ ، وَ مَنْزِلَتِكُمْ عِنْدَهُ ، وَ كَرَامَتَكُمْ عَلَيْهِ ،
اور آپؑ کی منزل کی صداقت اور آپؑ کے مقام کے ثبات اور آپؑ کے محل کا شرف اور آپؑ کی منزلت و کرامت

Presented by www.ziaraat.com

وَ خَآصَّتِكُمْ لَدَيْهِ، وَ قُرْبَ مَنْزِلَتِكُمْ مِنْهُ،
وخصوصیات و قرب الٰہی جو آپؑ کو اس کے ہاں حاصل ہے،

بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَ اُمِّیْ وَ اَهْلِیْ وَ مَالِیْ وَ اُسْرَتِیْ۔
سب چیزوں کا اس نے تعارف کرایا۔ میرے ماں و باپ، اہل ومال اور خاندان آپؑ پر قربان ہوں

اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اُشْهِدُكُمْ، اَنِّیْ مُؤْمِنٌ بِكُمْ
میں اللہ کو اور آپؑ حضرات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں آپؑ پر ایمان رکھتا ہوں

وَ بِمَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ، كَافِرٌ بِعَدُوِّكُمْ، وَ بِمَا كَفَرْتُمْ بِهٖ،
اور جس چیز پر آپؑ کا ایمان ہے اس پر بھی ایمان رکھتا ہوں اور آپؑ کے تمام دشمنوں کا اور جس سے

مُسْتَبْصِرٌ بِشَاْنِكُمْ وَ بِضَلَالَةِ مَنْ خَالَفَكُمْ، مُوَالٍ
آپؑ نے انکار کیا ہے، منکر ہوں۔ آپؑ کی شان اور آپؑ کے مخالفین کی گمراہی کے متعلق گہری بصیرت رکھتا ہوں

لَكُمْ وَ لِاَوْلِیَآئِكُمْ، مُبْغِضٌ لِاَعْدَآئِكُمْ وَ مُعَادٍ لَهُمْ،
آپؑ کا اور آپؑ کے دوستوں کا دوست ہوں، آپؑ کے دشمنوں سے دشمنی اور ان سے عداوت رکھتا ہوں

سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَكُمْ، وَ حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكُمْ، مُحَقِّقٌ
جس نے آپؑ سے صلح رکھی میری بھی اس سے صلح ہے اور جس نے آپؑ سے جنگ کی میری بھی اس سے جنگ ہے

لِمَا حَقَّقْتُمْ، مُبْطِلٌ لِمَا اَبْطَلْتُمْ، مُطِیْعٌ لَكُمْ،
جس کو آپؑ نے حق کہا ہے میں بھی اسے حق کہتا ہوں اور جسے آپؑ نے باطل کہا ہے میں بھی اسے باطل

عَارِفٌ بِحَقِّكُمْ، مُقِرٌّ بِفَضْلِكُمْ، مُحْتَمِلٌ لِعِلْمِكُمْ،
سمجھتا ہوں۔ آپؑ کے حق کا عارف آپؑ کی فضیلت کا معترف آپؑ کے علم کا حامل ہوں

مُحْتَجِبٌ بِذِمَّتِكُمْ، مُعْتَرِفٌ بِكُمْ،
آپؑ کے عہد ولایت سے وابستہ ہوں آپؑ کا اعتراف کرنے والا ہوں

مُؤْمِنٌ بِاِیَابِكُمْ، مُصَدِّقٌ بِرَجْعَتِكُمْ،
آپؑ کی واپسی پر ایمان رکھتا ہوں آپؑ کی رجعت کی تصدیق کرنے والا ہوں

مُنْتَظِرٌ لِاَمْرِكُمْ، مُرْتَقِبٌ لِدَوْلَتِكُمْ،
آپؑ کے فرمان کا منتظر ہوں آپؑ کی حکومت کے لیے چشم براہ ہوں

اٰخِذٌ بِقَوْلِكُمْ، عَامِلٌ بِاَمْرِكُمْ
آپؑ کے فرمان کو ماننے والا ہوں اور آپؑ کے فرمان پر عمل کرنے والا ہوں

Presented by www.ziaraat.com

مُسْتَجِيْرٌ بِكُمْ ، زَآئِرٌ لَّكُمْ ، لَآئِذٌ عَآئِذٌ
آپؑ کی بارگاہ میں پناہ چاہنے والا ہوں ، آپؑ کا زائر ہوں، آپؑ کے قبور کے ذریعے سے پناہ

بِقُبُوْرِكُمْ ، مُسْتَشْفِعٌ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِكُمْ ، وَ مُتَقَرِّبٌ بِكُمْ
لینے والا ہوں اللہ کی بارگاہ میں آپؑ کے ذریعے شفاعت طلب کرنے والا ہوں اور آپؑ کے وسیلے سے خدا کا قرب

اِلَيْهِ ، وَ مُقَدِّمُكُمْ اَمَامَ طَلِبَتِيْ ، وَحَوَآئِجِيْ وَ اِرَادَتِيْ
تلاش کرنے والا ہوں اور اپنی طلب اور حاجات کے لیئے آپؑ کو آگے کرنے والا ہوں اپنے تمام حالات

فِيْ كُلِّ اَحْوَالِيْ وَ اُمُوْرِيْ ،
اور تمام امور میں ایسا ہی کرنے والا ہوں

مُؤْمِنٌ بِسِرِّكُمْ وَ عَلَانِيَتِكُمْ ، وَ شَاهِدِكُمْ وَ غَآئِبِكُمْ ،
آپؑ کے باطن اور ظاہر پر ایمان رکھنے والا ہوں اور آپؑ کے حاضر اور غائب اور

وَ اَوَّلِكُمْ وَ اٰخِرِكُمْ ، وَ مُفَوِّضٌ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ اِلَيْكُمْ ،
آپؑ کے اول و آخر پر ایمان رکھتا ہوں اور اپنے تمام امور کو آپؑ کے سپرد کرنے والا ہوں

وَ مُسَلِّمٌ فِيْهِ مَعَكُمْ ، وَ قَلْبِيْ لَكُمْ مُسَلِّمٌ ، وَّرَاْيِيْ
اور اس معاملے میں آپؑ کے ساتھ سر جھکانے والا ہوں اور میرا دل آپؑ کے لیئے جھکا ہوا ہے اور

لَكُمْ تَبَعٌ ، وَّ نُصْرَتِيْ لَكُمْ مُّعَدَّةٌ ، حَتّٰى يُحْيِيَ اللّٰهُ
میری رائے آپؑ کے تابع ہے اور میری نصرت آپؑ کے لیئے آمادہ ہے یہاں تک کہ اللہ آپؑ کے ذریعے سے

تَعَالٰى دِيْنَهٗ بِكُمْ ، وَ يَرُدَّكُمْ فِيْ اَيَّامِهٖ وَ يُظْهِرَكُمْ
اپنے دین کو ازسر نو زندہ کرے اور آپؑ کو اپنے دنوں میں واپس لائے اور اپنی عدالت قائم کرنے

لِعَدْلِهٖ ، وَ يُمَكِّنَكُمْ فِيْ اَرْضِهٖ ، فَمَعَكُمْ مَّعَكُمْ لَا مَعَ
کے لیئے آپؑ کو غلبہ دے اور آپؑ کو اپنی زمین میں تمکین عطا کرے۔ پس میں آپؑ کے ساتھ ہوں آپؑ کے

غَيْرِكُمْ ، اٰمَنْتُ بِكُمْ ، وَ تَوَلَّيْتُ اٰخِرَكُمْ
غیر کے ساتھ نہیں ہوں میں آپؑ پر ایمان لایا اور آپؑ کے آخری فرد سے اسی طرح دوستی کی

بِمَا تَوَلَّيْتُ بِهٖ اَوَّلَكُمْ ، وَ بَرِئْتُ اَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ
جس طرح آپؑ کے پہلے فرد سے کی اور خدا کے حضور میں آپؑ کے دشمنوں سے بیزاری کرتا ہوں

Presented by www.ziaraat.com

اَعْدَآئِكُمْ ، وَ مِنَ الْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ
اور جبت اور طاغوت

وَ الشَّيَاطِيْنِ وَ حِزْبِهِمُ الظَّالِمِيْنَ لَكُمْ ،
اور شیاطین اور ان کے اس گروہ سے بیزار ہوں جنہوں نے آپؑ پر ظلم کیئے

اَلْجَاحِدِيْنَ لِحَقِّكُمْ وَ الْمَارِقِيْنَ مِنْ وِّلَايَتِكُمْ ،
اور جو آپؑ کے حق کے منکر ہیں اور جو آپؑ کی ولایت سے خارج ہیں

وَالْغَاصِبِيْنَ لِاِرْثِكُمْ ، اَلشَّاكِّيْنَ فِيْكُمْ ،
اور جو آپؑ کی میراث کے غاصب ہیں جو آپؑ کے متعلق شک کرنے والے ہیں

اَلْمُنْحَرِفِيْنَ عَنْكُمْ ، وَ مِنْ كُلِّ وَلِيْجَةٍ
جو آپؑ سے منحرف ہیں اور میں آپؑ کی دوستی کے علاوہ ہر قسم کی دوستی سے بیزار ہوں

دُوْنَكُمْ ، وَ كُلِّ مُطَاعٍ سِوَاكُمْ ، وَ مِنَ الْاَئِمَّةِ
اور آپؑ کے علاوہ تمام پیشواؤں سے بیزار ہوں اور میں ان اماموں سے

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ،
بیزار ہوں جو دوزخ کی طرف دعوت دیتے ہیں

فَثَبَّتَنِيَ اللّٰهُ اَبَدًا مَّا حَيِيْتُ عَلٰى
جب تک میں زندہ رہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے آپؑ کی ولایت

مُوَالَاتِكُمْ وَ مَحَبَّتِكُمْ وَ دِيْنِكُمْ ، وَ وَفَّقَنِيْ
اور محبت اور آپؑ کے دین پر ثابت قدم رکھے اور مجھے آپؑ کی اطاعت

لِطَاعَتِكُمْ ، وَ رَزَقَنِيْ شَفَاعَتَكُمْ ، وَ جَعَلَنِيْ
کی توفیق دے اور مجھے آپؑ کی شفاعت نصیب کرے اور مجھ کو آپؑ کے

مِنْ خِيَارِ مَوَالِيْكُمْ ، اَلتَّابِعِيْنَ لِمَا
اچھے دوستوں میں سے قرار دے۔ جو اس کی اتباع کرنے والے ہیں جس کی طرف

دَعَوْتُمْ اِلَيْهِ ، وَ جَعَلَنِيْ مِمَّنْ يَّقْتَصُّ اٰثَارَكُمْ ،
آپؑ نے بلایا اور مجھ کو ان میں سے قرار دے جو آپؑ کے آثار کے متلاشی رہتے ہیں

Presented by www.ziaraat.com

وَ يَسْلُكُ سَبِيْلَكُمْ ، وَ يَهْتَدِىْ بِهُدَاكُمْ ، وَ يُحْشَرُ
اور جو آپؑ کی راہ پر چلتے ہیں اور آپؑ کی ہدایت سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور جو قیامت

فِىْ زُمْرَتِكُمْ ، وَ يَكِرُّ فِىْ رَجْعَتِكُمْ ، وَ يُمَلَّكُ
میں آپؑ کے گروہ میں محشور ہوں گے اور آپؑ کے زمانۂ رجعت میں واپس آئیں گے اور آپؑ کی حکومت

فِىْ دَوْلَتِكُمْ ، وَ يُشَرَّفُ فِىْ عَافِيَتِكُمْ ، وَ يُمَكَّنُ
میں سلطنت کریں گے اور آپؑ کی عافیت کے ذریعے سے عزت پائیں گے اور آپؑ کی بادشاہت میں

فِىْ اَيَّامِكُمْ ، وَ تَقِرُّ عَيْنُهُ غَدًا بِرُؤْيَتِكُمْ ،
با اقتدار بنائے جائیں گے اور کل جن کی آنکھ آپؑ کے دیدار سے ٹھنڈی ہو گی

بِاَبِىْ اَنْتُمْ وَ اُمِّىْ وَ نَفْسِىْ وَ اَهْلِىْ وَ مَالِىْ ،
آپؑ پر میرے ماں و باپ اور میری اور میرے اہل و عیال اور میرا مال قربان ہو

مَنْ اَرَادَ اللّٰهَ بَدَاَ بِكُمْ ، وَ مَنْ وَحَّدَهُ
جس نے اللہ کا ارادہ کیا اس نے آپؑ سے آغاز کیا اور جس نے اسے واحد مانا اس نے آپؑ کی باتوں

قَبِلَ عَنْكُمْ ، وَ مَنْ قَصَدَهُ تَوَجَّهَ بِكُمْ ،
کو قبول کیا ۔ اور جس نے خدا کا قصد کیا وہ آپؑ کے ذریعے متوجہ ہوا

مَوَالِىَّ لَآ اُحْصِىْ ثَنَآءَكُمْ ، وَ لَآ اَبْلُغُ مِنَ الْمَدْحِ
اے میرے آقایان ! میں آپؑ کی تعریف کا احصا نہیں کر سکتا اور میں مدح میں آپؑ کی حقیقت

كُنْهَكُمْ ، وَ مِنَ الْوَصْفِ قَدْرَكُمْ ،
تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ میں آپؑ کی قدر و منزلت کی توصیف کا حق ادا کر سکتا ہوں

وَ اَنْتُمْ نُوْرُ الْاَخْيَارِ ، وَ هُدَاةُ الْاَبْرَارِ ،
آپؑ نیک لوگوں کا نور ہیں اور صالح افراد کے ہادی ہیں اور

وَ حُجَجُ الْجَبَّارِ ، بِكُمْ فَتَحَ اللّٰهُ وَ بِكُمْ يَخْتِمُ ،
خدائے جبار کی حجتیں ہیں ۔ آپؑ کے ذریعے سے اللہ نے عالم کو شروع کیا اور آپؑ ہی پر ختم کرے گا

وَ بِكُمْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ، وَ بِكُمْ يُمْسِكُ السَّمَآءَ
اور خدا آپؑ کی وجہ سے بارش نازل کرتا ہے اور آپؑ کی وجہ سے آسمانوں کو روکے ہوئے ہے کہ وہ زمین پر

Presented by www.ziaraat.com

اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهِ ، وَ بِكُمْ
گر نہ پڑے مگر اس کی اجازت سے اور آپ ہی کی وجہ

يُنَفِّسُ الْهَمَّ ، وَ يَكْشِفُ الضُّرَّ ، وَ عِنْدَكُمْ
سے رنج و غم دور کرتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور آپؑ کے پاس وہ سب کچھ ہے

مَا نَزَلَتْ بِهِ رُسُلُه‘ ، وَ هَبَطَتْ بِهِ
جسے خدا کے رسولؐ لائے ہیں اور جسے لے کر ملائکہ

مَلَآئِكَتُه‘ ، وَ اِلٰى جَدِّكُمْ (۱)
اترتے ہیں اور آپؑ کے جد کی طرف

بُعِثَ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ، اٰتَاكُمُ اللّٰهُ
روح الامین نازل ہوئے ہیں ۔ خدا نے آپؑ کو وہ مقام عطا کیا

مَا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ ،
جو کہ عالمین میں سے کسی کو نہیں دیا۔

طَاْطَاَ كُلُّ شَرِيْفٍ لِشَرَفِكُمْ ،
ہر شریف نے آپؑ کے شرف کے سامنے گردن جھکادی

وَ بَخَعَ كُلُّ مُتَكَبِّرٍ لِطَاعَتِكُمْ ،
اور ہر متکبر نے آپؑ کی اطاعت کے لیئے سر جھکا دیا

وَ خَضَعَ كُلُّ جَبَّارٍ لِفَضْلِكُمْ ، وَ ذَلَّ
اور ہر جابر نے آپؑ کے فضل کے سامنے سرخم کردیا اور ہر چیز نے آپؑ کے لیئے

كُلُّ شَيْءٍ لَكُمْ وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِكُمْ ،
تواضع اختیار کی اور زمین آپؑ کے نور سے چمک اٹھی

وَ فَازَ الْفَآئِزُوْنَ بِوِلَايَتِكُمْ ،
اور آپؑ کی ولایت کے ذریعے سے کامیاب ہونے والے کامیاب ہو گئے

بِكُمْ يُسْلَكُ اِلَى الرِّضْوَانِ ، وَ عَلٰى مَنْ جَحَدَ
آپؑ کے ذریعے سے خدا کی رضا تک پہنچا جاتا ہے اور جس نے آپؑ کی ولایت کا

(۱)۔ اور اگر زیارت امیرالمومنینؑ کی ہو تو وَاِلٰى جَدِّكُمْ کی بجائے " وَاِلٰى اَخِيْكَ " آپؑ کے بھائی کہے۔

Presented by www.ziaraat.com

وَلَا يَتكُمْ غَضَبُ الرَّحْمٰنِ ، بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَ اُمِّیْ

انکار کیا اس پر رحمان کا غضب ہے۔ آپؑ پر میرے ماں و باپ

وَ نَفْسِیْ وَ اَهْلِیْ وَ مَالِیْ ، ذِکْرُکُمْ فِی الذّٰاکِرِیْنَ،

اور میری جان اور میرے اہل و عیال اور میرا مال قربان ہو۔ آپؑ کا ذکر ، ذکر کرنے والوں

وَ اَسْمَآؤُکُمْ فِی الْاَسْمَآءِ ، وَ اَجْسَادُکُمْ فِی

میں ہے اور آپؑ کے گرامی قدر نام ناموں میں ہیں اور آپؑ کے اجسام ، اجسام میں ہیں

الْاَجْسَادِ ، وَ اَرْوَاحُکُمْ فِی الْاَرْوَاحِ ، وَ اَنْفُسُکُمْ

اور آپؑ کے ارواح تمام روحوں میں ہیں اور آپؑ کے نفوس

فِی النُّفُوْسِ، وَ اٰثَارُکُمْ فِی الْاٰثَارِ ، وَ قُبُوْرُکُمْ فِی الْقُبُوْرِ ،

دوسرے نفوس میں ہیں اور آپؑ کے آثار تمام آثار میں ہیں اور آپؑ کی قبریں مقابر میں موجود ہیں ۔

فَمَآ اَحْلٰی اَسْمَآئَکُمْ وَ اَکْرَمَ اَنْفُسَکُمْ ،

آپؑ کے نام کتنے شیریں ہیں اور آپؑ کے نفوس کتنے کریم ہیں

وَ اَعْظَمَ شَاْنَکُمْ ، وَ اَجَلَّ خَطَرَکُمْ ،

اور آپؑ کی شان اور قدر و منزلت کتنی ہی عظیم اور جلیل ہے

وَ اَوْفٰی عَهْدَکُمْ ، وَ اَصْدَقَ وَعْدَکُمْ ،

اور آپؑ کا عہد کتنا پورا ہونے والا ہے اور آپؑ کا وعدہ کتنا سچا ہے

کَلَامُکُمْ نُوْرٌ ، وَ اَمْرُکُمْ رُشْدٌ ، وَ وَصِیَّتُکُمُ التَّقْوٰی ،

آپؑ کا کلام نور ہے اور آپؑ کا امر ہدایت ہے اور آپؑ کی وصیت تقوٰی ہے

وَ فِعْلُکُمُ الْخَیْرُ ، وَ عَادَتُکُمُ الْاِحْسَانُ ، وَ سَجِیَّتُکُمُ

اور آپؑ کا فعل خیر ہے اور آپؑ کی عادت احسان ہے اور آپؑ کی فطرت

الْکَرَمُ ، وَ شَاْنُکُمُ الْحَقُّ وَ الصِّدْقُ وَ الرِّفْقُ ،

کرم ہے اور حق و صدق اور مہربانی آپؑ کی شان ہے

وَ قَوْلُکُمْ حُکْمٌ وَّ حَتْمٌ وَّ رَاْیُکُمْ عِلْمٌ وَّ حِلْمٌ

اور آپؑ کا قول فیصلہ کن اور حتمی ہے اور آپؑ کی رائے علم اور حلم

Presented by www.ziaraat.com

وَ حَزْمُهٗ ، اِنْ ذُكِرَ الْخَيْرُ كُنْتُمْ اَوَّلَهٗ ، وَ اَصْلَهٗ

اور احتیاط ہے اگر خیر کا تذکرہ کیا جائے تو آپؑ اس کی ابتدا اور اس کی بنیاد اور

وَ فَرْعَهٗ ، وَ مَعْدِنَهٗ وَ مَاْوَاهُ وَ مُنْتَهَاهُ

اس کی شاخ اور اس کا معدن اور اس کا ٹھکانہ اور مرکز و منتہٰی ہیں

بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَ اُمِّیْ وَ نَفْسِیْ كَيْفَ اَصِفُ

میرے ماں و باپ اور میری جان آپؑ پر قربان میں آپؑ کی بہترین

حُسْنَ ثَنَائِكُمْ وَ اُحْصِیْ جَمِيْلَ بَلَائِكُمْ ،

تعریف کیسے کر سکتا ہوں اور آپؑ کی بہترین آزمائش کو کیسے شمار کر سکتا ہوں

وَ بِكُمْ اَخْرَجَنَا اللّٰهُ مِنَ الذُّلِّ ،

اور آپؑ کے وسیلے سے اللہ نے ہمیں ذلت سے نکالا اور

وَ فَرَّجَ عَنَّا غَمَرَاتِ الْكُرُوْبِ ، وَ اَنْقَذَنَا

ہم سے غموں کی شدت کو دور کیا اور ہمیں

مِنْ شَفَا جُرُفِ الْهَلَكَاتِ وَ مِنَ النَّارِ ،

ہلاکتوں کی وادی اور دوزخ سے نجات دی

بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَ اُمِّیْ وَ نَفْسِیْ ، بِمُوَالَاتِكُمْ عَلَّمَنَا

آپؑ پر میرے ماں و باپ اور میری جان قربان آپؑ کی ولایت کے ذریعے سے

اللّٰهُ مَعَالِمَ دِيْنِنَا ، وَ اَصْلَحَ مَا كَانَ فَسَدَ

اللہ نے ہم کو ہمارے دین کے حقائق کی تعلیم دی اور ہماری اجڑی ہوئی دنیا کی

مِنْ دُنْيَانَا ، وَ بِمُوَالَاتِكُمْ تَمَّتِ الْكَلِمَةُ ، وَ عَظُمَتِ

اصلاح کی اور آپؑ کی ولایت کے وسیلے سے کلمہ مکمل ہوا اور نعمت

النِّعْمَةُ ، وَ ائْتَلَفَتِ الْفُرْقَةُ ،

عظیم ہوئی اور ہمارا افتراق ، اتفاق میں بدل گیا

وَ بِمُوَالَاتِكُمْ تُقْبَلُ الطَّاعَةُ الْمُفْتَرَضَةُ ،

اور آپؑ کی ولایت کے ذریعے سے واجب اطاعت قبول کی جاتی ہے

Presented by www.ziaraat.com

وَ لَكُمُ الْمَوَدَّةُ الْوَاجِبَةُ ، وَ الدَّرَجَاتُ الرَّفِيعَةُ ،
اور آپؑ کے لیئے واجب مودت اور بلند درجات اور

وَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ ، وَ الْمَكَانُ الْمَعْلُوْمُ عِنْدَ اللّٰهِ
مقام محمود اور خدا کے نزدیک معلوم جگہ ہے

عَزَّوَجَلَّ ، وَ الْجَاهُ الْعَظِيْمُ ، وَ الشَّانُ الْكَبِيْرُ ،
اور آپؑ کا خدا کے ہاں بڑا مقام اور بڑی شان

وَ الشَّفَاعَةُ الْمَقْبُوْلَةُ۔
اور مقبول شفاعت ہے۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا
اے ہمارے پروردگار ! جو کچھ تو نے نازل کیا ہے ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے رسول کی پیروی کی

مَعَ الشَّاهِدِيْنَ ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا ،
تو ہمیں گواہوں کے ساتھ لکھ دے۔اے ہمارے پروردگار ! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ، اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ،
کو ٹیڑھا نہ کرنا اور اپنی طرف سے ہمیں رحمت عطا کر بے شک تو بخشنے والا ہے

سُبْحَانَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ،
ہمارا رب پاک و پاکیزہ ہے ہمارے رب کا وعدہ حتماً پورا ہونے والا ہے

يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اِنَّ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ذُنُوْبًا
اے اللہ کے ولی ! میرے اور خدا کے درمیان ایسے گناہ موجود ہیں جو آپؑ

لَا يَاْتِيْ عَلَيْهَآ اِلَّا رِضَاكُمْ۔
کی رضامندی کے علاوہ نہیں مٹ سکتے ۔

فَبِحَقِّ مَنِ ائْتَمَنَكُمْ عَلٰى سِرِّهٖ ، وَ اسْتَرْعَاكُمْ
آپؑ کو اس کے حق کا واسطہ جس نے آپؑ کو اپنے راز کا امین بنایا اور بندوں کے امور

اَمْرَ خَلْقِهٖ ، وَ قَرَنَ طَاعَتَكُمْ بِطَاعَتِهٖ ،
کا سرپرست بنایا اور آپؑ کو اس خدا کا واسطہ جس نے آپؑ کی اطاعت کو

Presented by www.ziaraat.com

لَمَّا اسْتَوْهَبْتُمْ ذُنُوبِيْ وَ كُنْتُمْ شُفَعَآئِيْ ،
اپنی اطاعت سے متصل کردیا آپؑ میرے گناہوں کے لیئے بخشش طلب کریں اور

فَإِنِّيْ لَكُمْ مُطِيعٌ ، مَنْ أَطَاعَكُمْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ،
آپؑ میرے شفیع بن جائیں یقیناً میں آپؑ کا اطاعت گزار ہوں جس نے آپؑ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی

وَ مَنْ عَصَاكُمْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ ، وَ مَنْ
اور جس نے آپؑ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے آپؑ

أَحَبَّكُمْ فَقَدْ أَحَبَّ اللّٰهَ ، وَ مَنْ أَبْغَضَكُمْ
سے محبت رکھی اس نے اللہ سے محبت رکھی اور جس نے آپؑ سے بغض رکھا اس نے

فَقَدْ أَبْغَضَ اللّٰهَ ۔
اللہ سے بغض رکھا ۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ لَوْ وَجَدْتُ شُفَعَآءَ أَقْرَبَ
خدایا ! اگر میں محمدؐ اور ان کے اہل بیت اطہارؑ اور ائمہ ابرارؑ

إِلَيْكَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ أَهْلِ بَيْتِهِ الْأَخْيَارِ
سے زیادہ کسی کو تیرے قریب پاتا تو میں یقیناً

الْأَئِمَّةِ الْأَبْرَارِ ، لَجَعَلْتُهُمْ شُفَعَآئِيْ ،
انہیں ہی اپنی شفاعت کرنے والا بناتا ۔

فَبِحَقِّهِمُ الَّذِيْ أَوْجَبْتَ لَهُمْ عَلَيْكَ ،
تجھے ان کے اسی حق کا واسطہ جو تو نے ان کے لیئے اپنے اوپر خود واجب کیا ہے

أَسْئَلُكَ أَنْ تُدْخِلَنِيْ فِيْ جُمْلَةِ الْعَارِفِيْنَ
میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے ان کے اور ان کے حق کے

بِهِمْ وَ بِحَقِّهِمْ ، وَ فِيْ زُمْرَةِ الْمَرْحُوْمِيْنَ
پہچاننے والوں میں سے قرار دے اور مجھے اس گروہ میں قرار دے جو ان کی

بِشَفَاعَتِهِمْ ، إِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ، وَ صَلَّى اللّٰهُ
شفاعت کی وجہ سے رحمت پا چکے ہیں بے شک تو تمام رحم کرنے والوں میں سے

Presented by www.ziaraat.com

عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ ، وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ،

زیادہ رحم کرنے والا ہے اور خدا کا درود ہو محمد مصطفیٰؐ پر اور ان کی پاک آلؑ پر اور بہت زیادہ سلام ہوں

وَّ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

اور ہمارے لیئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے

زیارت وداعِ ائمۂ طاہرینؑ

اور جب واپس جانا ہو تو الوداع کے لیئے یہ سلام پڑھو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَهْلَ بَیْتِ النُّبُوَّةِ (وَمَعْدِنَ الرِّسَالَةِ)، سَلَامَ مُوَدِّعٍ لَّا سَئِمٍ وَّ لَا قَالٍ وَّ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ (عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ)، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ، سَلَامَ وَ لِیِّ غَیْرِ رَاغِبٍ عَنْکُمْ ، وَ لَا مُسْتَبْدِلٍ بِکُمْ ، وَ لَا مُؤْثِرٍ عَلَیْکُمْ ، وَ لَا مُنْحَرِفٍ عَنْکُمْ وَ لَا زَاهِدٍ فِیْ قُرْبِکُمْ ، لَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِیَارَةِ قُبُوْرِکُمْ ، وَ اِتْیَانِ مَشَاهِدِکُمْ ، وَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ ، وَ حَشَرَنِیَ اللّٰهُ فِیْ زُمْرَتِکُمْ ، وَ اَوْرَدَنِیْ حَوْضَکُمْ ، وَ جَعَلَنِیْ مِنْ حِزْبِکُمْ ، وَ اَرْضَاکُمْ عَنِّیْ ، وَ مَکَّنَنِیْ مِنْ دَوْلَتِکُمْ ، وَاَحْیَانِیْ فِیْ رَجْعَتِکُمْ ، وَ مَلَّکَنِیْ فِیْٓ اَیَّامِکُمْ ، وَشَکَرَ سَعْیِیْ بِکُمْ ، وَ غَفَرَ ذَنْبِیْ بِشَفَاعَتِکُمْ ، وَ اَقَالَ عَثْرَتِیْ بِحُبِّکُمْ ، وَ اَعْلٰی کَعْبِیْ بِمُوَالَاتِکُمْ ، وَ شَرَّفَنِیْ بِطَاعَتِکُمْ ، وَ اَعَزَّنِیْ بِهُدَاکُمْ ، وَ جَعَلَنِیْ مِمَّنْ اَنْقَلِبُ مُفْلِحًا مُّنْجِحًا ، غَانِمًا سَالِمًا مُّعَافًا غَنِیًّا فَآئِزًا بِرِضْوَانِ اللّٰهِ ، وَ فَضْلِهٖ وَ کِفَایَتِهٖ ، بِاَفْضَلِ مَا یَنْقَلِبُ بِهٖ اَحَدٌ مِّنْ زُوَّارِکُمْ ، وَ مَوَالِیْکُمْ وَ مُحِبِّیْکُمْ وَ شِیْعَتِکُمْ ، وَ رَزَقَنِیَ اللّٰهُ الْعَوْدَ ثُمَّ الْعَوْدَ اَبَدًا مَّا اَبْقَانِیْ رَبِّیْ ، بِنِیَّةٍ صَادِقَةٍ ، وَّ اِیْمَانٍ وَّ تَقْوٰی وَ اِخْبَاتٍ ، وَّ رِزْقٍ وَّاسِعٍ حَلَالٍ طَیِّبٍ۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِیَارَتِهِمْ وَ ذِکْرِهِمْ ، وَ

Presented by www.ziaraat.com

الصَّلٰوۃِ عَلَیہِمْ، وَ اَوْجِبْ اَلِیَّ الْمَغْفِرَۃَ (وَالرَّحْمَۃَ)، وَ الْخَیْرَ وَ الْبَرَکَۃَ، وَ النُّوْرَ وَ الْاِیْمَانَ، وَ حُسْنَ الْاِجَابَۃِ، کَمَا (اَوْجَبْتَ) لِاَوْلِیَآئِکَ الْعَارِفِیْنَ بِحَقِّھِمْ، اَلْمُوْجِبِیْنَ لِطَاعَتِھِمْ، وَالرَّاغِبِیْنَ فِیْ زِیَارَتِھِمْ۔

اَلْمُتَقَرِّبِیْنَ اِلَیْکَ وَ اِلَیْھِمْ، بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَ اُمِّیْ وَنَفْسِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مَالِیْ، اِجْعَلُوْنِیْ فِیْ ھِمَّتِکُمْ، وَ صَیِّرُوْنِیْ فِیْ حِزْبِکُمْ، وَ اَدْخِلُوْنِیْ فِیْ شَفَاعَتِکُمْ، وَ اذْکُرُوْنِیْ عِنْدَ رَبِّکُمْ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ، وَّ اَبْلِغْ اَرْوَاحَھُمْ وَ اَجْسَادَھُمْ مِنِّیْ السَّلَامُ، وَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ، وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا، وَّ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

Presented by www.ziaraat.com

باب 69

امام علی رضا علیہ السلام کے روضۂ اطہر سے کرامات و معجزات کا ظہور (۱)

۱۔ ابو طالب حسین بن عبداللہ بن نبان طائی کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن عمر نوقانی سے سنا انہوں نے کہا: ۔

"ایک مرتبہ میں تاریک رات میں اپنے بالاخانے پر نوقان میں سویا ہوا تھا کہ اتفاق سے میری آنکھ کھل گئی اور میری نگاہ جیسے ہی سناباد (مشہد مقدس) کی طرف پڑی تو مجھے آپؑ کے روضۂ اطہر سے ایک نور بلند ہوتا ہوا دکھائی دیا جس سے پورا سناباد دن کی طرح سے منور تھا۔

اور اس سے پہلے میں آپؑ کی امامت کا قائل نہیں تھا اور مجھے امام علی رضا علیہ السلام کی امامت میں شک رہتا تھا اور میری طرح سے میری والدہ بھی آپؑ کی امامت کی منکر تھی۔

بہر نوع میری والدہ نے مجھے حیرت زدہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا:۔

میں نے سناد باد سے امام علی رضاؑ کے روضہ سے نور بلند ہوتے ہوئے دیکھا جس سے سارا شہر منور ہو رہا تھا۔

میری ولدہ نے کہا:۔

کچھ نہیں یہ شیطانی خیالات ہیں۔

پھر دوسری شب کو جو پہلی سے بھی زیادہ تاریک رات تھی اس میں بھی ہں نے ویسا ہی نور بلند ہوتے ہوئے دیکھا جس سے سارا شہر منور ہو رہا تھا میں نے جا کر اپنی والدہ کو بتایا اور انہیں لے کر اس بالاخانے پر آیا جہاں سے نور بلند وتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

---

۱)۔ یہ باب تیرہ روایات پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ دیکھ کر انہیں بھی بہت تعجب ہوا اور وہ **الحمد لله** کی تسبیح پڑھنے لگی۔ حالانکہ وہ بھی میری طرح سے ایمان نہیں رکھتی تھی۔

بہر حال میں اسی وقت دوڑا ہوا مشہد پہنچا تو دیکھا کہ روضے کا دروازہ بند ہے میں نے اپنے دل میں سوچا:۔

پروردگار! اگر امام علی رضا علیہ السلام کی امامت برحق ہے تو میرے لئے اس روضے کا دروازہ کھول دے۔

یہ سوچ کر میں نے اپنے ہاتھ سے دروازے کو دھکا دیا تو دروازہ کھل گیا۔ میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا۔ ممکن ہے کہ دروازہ پہلے سے بند ہی نہ ہو اس لئے کھل گیا ہو۔

اس عالم تردد میں نے دروازے کو اچھی طرح بند کیا اور پورا اطمینان کر لیا کہ اب یہ مکمل طور پر مقفل ہو گیا ہے۔ اور چابی کے بغیر نہیں کھل سکے گا تو میں نے پھر اللہ تعالی سے درخواست کی:۔

"خدایا! اگر ان کی امامت برحق ہے تو میرے لئے اس دروازے کو کھول دے"۔

یہ کہہ کر میں نے پھر اپنے ہاتھوں سے دروازے کو دھکا دیا تو وہ دروازہ کھل گیا۔ میں اندر گیا اور زیارت کی اور وہاں نماز پڑھی اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی امامت کا قائل ہو گیا۔ اس کے بعد میں ہر جمعہ کو نوقان سے مشہد مقدس زیارت کیلئے آتا ہوں اور وہاں نماز پڑھتا ہوں۔

روضۂ مقدس مقام استجابت دعا ہے

۲۔ ابو طالب حسین بن عبداللہ بن بنان طائی سے روایات ہے:۔

"ابو منصور بن عبدالرزاق نے حاکم طوس بیوردی سے دریافت کیا:۔

کیا تمہارے ہاں کوئی فرزند ہے؟

انہوں نے کہا:۔

Presented by www.ziaraat.com

نہیں میرے ہاں کوئی فرزند نہیں ہے

ابو منصور نے کہا:۔

پھر تم مشہد مقدس روضۂ امام علی رضا علیہ السلام پر جا کر اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے کہ اللہ تعالی تمہیں اولاد نرینہ عنایت فرمائے؟ کیونکہ میں نے جو بھی دعا روضۂ اطہر پر مانگی وہ مقبول ہوئی۔

حاکم طوس کا بیان ہے کہ میں نے ابو منصور کے مشورے پر امام علی رضا علیہ السلام کے روضے پر حاضری دی اور اللہ تعالی سے دعا مانگی کہ وہ مجھے اولاد نرینہ عطا فرمائے خدا نے مجھے فرزند عطا فرمایا۔ پھر میں ابو منصور بن عبدالرزاق کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ میں روضۂ اطہر پر گیا تھا اور اولاد نرینہ کیلئے دعا مانگی تھی اللہ تعالی نے میری دعا قبول فرمائی اور مجھے بیٹا عطا کیا"۔

مصنف کتاب ہذا کہتے ہیں:۔

میں نے امیر سعید رکن الدولہ سے زیارت مشہد مقدس حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی اجازت چاہی اور انہوں نے مجھے ماہ رجب ۳۵۲ھ میں اجازت دی۔ جب میں اس سے اجازت لے کر پلٹنے لگا تو انہوں نے مجھے دوبارہ بلایا اور کہا:۔

"یہ بہت بابرکت روضہ ہے میں نے بھی اس روضے کی زیارت کی ہے اور اللہ سے جو دعا مانگی وہ قبول ہوئی ہے۔ آپ روضۂ مقدس پر جارہے ہیں تو میرے لئے دعا اور میری جانب سے زیارت پڑھنے میں کوتاہی نہ کرنا۔ اس لئے کہ وہاں جو دعا مانگی جاتی ہے وہ مقبول ہوتی ہے"۔

میں نے ان سے وعدہ کیا اور پھر میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور جب میں مشہد سے پلٹ کر آیا تو امیر سعید رکن الدولہ کے پاس گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا۔

کیا آپؑ نے میرے لئے وہاں دعا کی تھی اور میری طرف سے زیارت پڑھی تھی۔

میں نے کہا:۔

Presented by www.ziaraat.com

جی ہاں۔

انہوں نے کہا:۔

"آپؑ نے مجھ پر احسان فرمایا اور میرے لئے اس امر کی تصدیق ہو گئی کہ واقعاً اس روضۂ اقدس میں دعا مقبول ہوتی ہے۔"

مقامِ امانت کی نشاندہی

۳۔مجھ سے ابو نصر احمد بن حسین ضبی نے بیان کیا اوراس سے بڑا خارجی اور دشمن آل محمد آج تک میں نے کہیں نہیں دیکھا اس کی خارجیت کا یہ حال تھا کہ وہ درود میں صرف اللهم صلی علی محمد کہتا تھا اور آل محمدؑ پر درود نہیں پڑھتا تھا۔

بہر حال اس کا بیان ہے کہ مجھ سے ابو بکر حمامی الفراء نے سکہ حرب نیشا پور میں یہ واقعہ بیان کیا اور ان کا شمار اصحاب حدیث میں ہوتا تھا وہ کہتے تھے:۔

" ایک شخص نے اپنی ایک امانت میرے سپرد کی اور میں نے حفاظت کی غرض سے اسے زمین میں دفن کر دیا۔پھر میں بھول گیا کہ میں نے امانت کہاں دفن کی ہے۔

کچھ عرصہ گذرنے کے بعد امانت رکھنے والا شخص آیا اور مجھ سے اپنی امانت کا مطالبہ کیا۔مگر مجھے جگہ یاد نہیں تھی اس لئے میں بہت پریشان ہوا اور ٹال مٹول کرنے لگ گیا۔پس اس نے مجھ پر خیانت کا الزام لگایا۔

اس پریشانی کے عالم میں ایک دن میں مغموم و رنجیدہ ہو کر اپنے گھر سے نکلا دیکھا کہ ایک قافلہ امام علی رضا علیہ السلام کے روضے کی زیارت کیلئے مشہد جا رہا ہے۔میں بھی اس قافلے کے ساتھ مشہد روانہ ہو گیا۔

وہاں پہنچ کر روضے میں زیارت پڑھی اور اللہ سے دعا کی کہ اس شخص کی امانت کے دفن کرنے کا مقام معلوم ہو جائے۔

رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا تم نے وہ امانت فلاں جگہ دفن کی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

چنانچہ جب میں زیارت سے واپس ہوا تو میں نے صاحب امانت سے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا بیان کر دیا۔ مگر خود مجھے اپنے خواب پر اعتبار نہیں تھا۔

صاحب امانت خود اس مقام پر گیا اور اس جگہ کو کھودا تو اس کی امانت اس کی مہر سمیت اس مقام سے مل گئی۔

اس کے بعد وہ شخص اپنے اس واقعے کو سب سے بیان کرتا تھا اور لوگوں کو مشہد مقدس کی زیارت کا شوق دلایا کرتا تھا"۔

دیوار پر معجزانہ تحریر

۴۔ ابو جعفر محمد ابی القاسم بن محمد بن فضل تمیمی ہروی سے روایت ہے کہ میں نے ابو الحسن علی بن حسن قہستانی سے سنا ان کا بیان ہے:۔

"میں مرو الرود میں تھا کہ ایک حمزہ نامی مصری شخص ادھر سے گذرا اور انہوں نے بتایا کہ میں مصر سے امام علی رضا علیہ السلام کے روضۂ اقدس کی زیارت کیلئے طوس آیا ہوں۔

جب میں روضۂ اطہر پر پہنچا تو سورج ڈوبنے ہی والا تھا۔ میں نے زیارت پڑھی اور نماز ادا کی اور اتفاق سے اس رات میرے علاوہ کوئی زائر نہیں تھا۔ خادمِ روضہ جب کچھ دیر بعد روضۂ اطہر کے دروازوں کو بند کرنے کے لیے آیا تو میں نے ان سے درخواست کی کہ میں دور دراز سے آیا ہوں اور مجھے باہر کوئی کام نہیں ہے۔ لہٰذا آپ مجھے روضے میں رہنے دیں اور باہر سے تالا لگا لیں۔

چنانچہ خادم روضہ نے باہر سے تالا لگا دیا اور میں روضے میں نماز پڑھتا رہا۔ جب تھک گیا تو دم لینے کیلئے گھٹنوں پر سر رکھ دیا اور جب سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے دیوار پر ایک واقعہ چسپاں تھا جس پر یہ شعر لکھے تھے۔

من سره ان یری قبرا برؤیته — یفرج الله عمن زاره کربه

فلیات ذا القبر ان الله اسکنه — سلالة من نبی الله منتجبه

"جو شخص چاہتا ہے کہ کسی ایسی قبر کو دیکھے کہ جس کی زیارت کرنے والے

Presented by www.ziaraat.com

کی اللہ تعالیٰ پریشانیاں دور کردیتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس قبر کی زیارت کرے جس میں اللہ تعالیٰ نے خاندان رسالتؐ کی ایک منتخب ہستی کو سکونت دی ہے"۔

مذکورہ تحریر پڑھ کر میں پھر اٹھا اور صبح تک نمازیں پڑھتا رہا پھر اپنا سر گھٹنوں پر رکھ کر بیٹھ گیا اور جب سر اٹھایا تو دیوار پر کچھ نہ تھا حالانکہ وہ تحریر تازہ لکھی ہوئی معلوم ہوتی تھی جیسے کسی نے ابھی ابھی لکھی ہو جب صبح ہوئی تو دروازہ کھلا اور میں روضے سے باہر نکلا۔

آپؑ کے نام کا احترام

۵۔ ابوالحسن علی بن احمد بن علی نصری معدل کا بیان ہے کہ صالحین میں سے ایک شخص نے حضرت رسول مقبولؐ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا :۔

یا رسول اللہؐ! میں آپؐ کی اولاد میں سے کس کی زیارت کروں ؟

آپؐ نے فرمایا :۔

"میری اولاد میں سے ان کی قبر کی زیارت کرو جو زہر سے شہید ہو کر میرے پاس آئے ہیں اور جو قتل ہو کر میرے پاس آئے ہیں"۔

اس شخص نے کہا:۔

یا رسول اللہؐ ! ان کی قبریں تو متفرق مقامات پر ہیں۔میں ان میں سے کس کی زیارت کروں ؟

آنحضرتؐ نے فرمایا :۔

"تم اس کی قبر کی زیارت کرو جو تم سے قریب واقع ہے اور جو عالم غربت میں مدفون ہوا ہے"۔

اس شخص نے کہا :۔

تو کیا آپؐ کی مراد امام علی رضا سے ہے ؟

آپؐ نے فرمایا :۔

Presented by www.ziaraat.com

(ارے خالی نام لے لیا) ان کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ و آلہ کہو۔

صلی اللہ علیہ وآلہ کہو ۔ صلی اللہ علیہ و آلہ کہو۔یہ الفاظ آپؐ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائے"۔

اختلافِ قرأت

۶۔ ابو عمرو محمد بن عبداللہ حکمی حاکم نوقان کا بیان ہے :۔

"میرے پاس دو شخص امیر نصر بن احمد بخاری کے نام کسی بادشاہ کا خط لے کر آئے ۔ ان میں سے ایک رَے (تہران کا قدیمی نام) کا باشندہ تھا اور ایک قم کا رہنے والا تھا۔قم کا رہنے والا شخص قم کے قدیم مذہب خارجیت کا پیروکار تھا اور رَے والا شیعہ تھا۔

جب دونوں نیشا پور پہنچے تو رازی نے قمی سے کہا :۔

ہم پہلے امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کرلیں۔ پھر ہم بخارا چلیں گے۔

قمی نے کہا :۔

بادشاہ نے ہمیں خط دے کر بخارا بھیجا ہے اور جب تک ہم اس سے فراغت حاصل نہ کر لیں اس وقت تک ہمیں کوئی دوسرا کام کرنا مناسب نہیں ہے ۔

بہر حال دونوں زیارت کے بغیر بخارا چلے گئے اور وہاں بادشاہ کا خط پہنچا کر واپس ہوئے اور جب طوس کے قریب پہنچے تو رازی نے قمی سے کہا :۔

آؤ امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کو چلیں ۔

قمی نے کہا:۔

جب میں گھر سے نکلا تھا تو مرجئہ مذہب سے منسلک تھا۔ اب رافضی بن کر وہاں پلٹنا نہیں چاہتا۔

اس کے بعد رازی نے اپنا سارا سامان قمی کے سپرد کیا اور ایک گدھے پر سوار ہو کر امام علی رضا علیہ السلام کے روضے کی زیارت کو روانہ ہوا۔

Presented by www.ziaraat.com

روضے پر پہنچ کر اس نے خدام روضہ سے کہا :۔

آج کی شب میرے لیئے روضہ کا دروازہ کھلا رہنے دو اوراس کی چابی میرے سپرد کر دو۔

خدام نے ایسا ہی کیا۔

رازی شخص کا بیان ہے :۔

میں روضۂ اطہر میں داخل ہوا اور دروازہ میں نے اندر سے بند کر لیا اور میں نے امام عالی مقامؑ کی زیارت پڑھی۔ پھر قبر اطہر کے سرہانے کھڑے ہوکر نمازیں ادا کیں۔ اس کے بعد قرآن مجید کی ابتدا سے تلاوت شروع کی تو جس طرح میں پڑھ رہا تھا اسی طرح مجھے قرآن پڑھنے کی اور آواز بھی سنائی دینے لگی۔

میں نے قرأت روک لی اور ضریح کے چاروں طرف پھر کر دیکھا تو وہاں میرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں تھا۔

پھر اپنی جگہ پر واپس آگیا اور قرآن مجید کی تلاوت شروع کی تو پھر اسی طرح تلاوت کی آواز آنے لگی۔

میں تھوڑا خاموش ہو کر غور سے سننے لگا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ آواز قبر اطہر کے اندر سے آرہی ہے۔ پھر میں اسی طرح قرأت کرتا رہا ۔ اور جو میں پڑھتا اس کی آواز قبر مبارک سے بھی سنتا رہا ۔ یہاں تک کہ جب میں سورۂ مریم کی اس آیت پر پہنچا۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۔ (مریم ۔ ۸۵، ۸۶)

"قیامت کے دن ہم صاحبان تقویٰ کو رحمان کی بارگاہ میں مہمانوں کی طرح جمع کریں گےاور مجرمین کو جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح دھکیل دیں گے"۔

تو قبر سے یہ آواز آئی۔

Presented by www.ziaraat.com

یوم یحشر المتقون الی الرحمن وفدًا و یساق المجرمون الی جهنم وردًا ۔

الغرض میں نے قرآن کی تلاوت ختم کی تو ادھر سے بھی تلاوت ختم ہو گئی۔

جب صبح ہوئی تو میں نوقان واپس آیا اور وہاں کے قاریانِ قرآن سے اس قرأت کے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا :۔

"یہ قرأت لفظی اور معنوی طور پر تو درست ہے لیکن ہمیں معلوم نہیں ہے کہ قرآن مجید کے مشہور سات قاریوں میں سے کسی ایک قاری کی بھی یہ قرأت ہو"۔

راوی کا بیان ہے :۔

پھر میں نیشا پور آیا اور وہاں کے قاریوں سے اس قرأت کے متعلق دریافت کیا کہ سات مشہور قاریوں میں سے کسی ایک نے بھی یہ آیت اس طرح سے تلاوت کی ہے ؟

قاریوں نے کہا :۔

تم یہ کہاں سے لے کر آئے ہو ؟

میں نے کہا :۔

بس ایک بات ہے جو معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کس کی قرأت ہے ؟

انہوں نے جواب دیا :۔

"روایات اہل بیت علیہم السلام کی بنا پر یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قرأت ہے"۔

اس کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا :۔

آخر واقعہ کیا ہے جس کی وجہ سے تم اس قرأت کو پوچھ رہے ہو؟

میں نے جواب میں سارا قصہ بیان کیا اور یوں ہماری قرأت صحیح ہو گئی۔

آہ جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

۷۔ ابو علی محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ معاذی نے ہم سے بیان کیا ، اور انہوں نے ابوالحسن محمد بن ابی عبداللہ ہروی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا :۔

Presented by www.ziaraat.com

"بلخ کا ایک شخص امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیئے مشہد آیا۔ اس کے ساتھ اس کا غلام بھی تھا۔ دونوں نے امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت پڑھی۔ پھر مالک قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر نماز ادا کرنے لگا اور غلام پاؤں کی جانب کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب دونوں نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے طویل سجدے کیا۔ اور مالک نے سجدہ سے سر اٹھا کر اپنے غلام کو آواز دی تو غلام نے سجدہ سے سر اٹھا کر لبیک کہا۔

مالک نے غلام سے کہا :۔

بندۂ خدا ! آزادی چاہتے ہو ؟

غلام نے کہا:۔

جی ہاں !

مالک نے کہا :۔

اچھا جاؤ تم راہ خدا میں آزاد ہو اور میری فلاں کنیز جو بلخ میں ہے اس کو بھی میں نے آزاد کیا اور میں نے اس کا نکاح تم سے اتنے مہر پر کیا اور تمہاری طرف سے مہر کی ادائیگی میں خود کروں گا اور میری فلاں جائیداد ہے اسے میں نے تمہاری اولاد بلکہ اولاد در اولاد کے لیئے وقف کر دیا اور اس پر میں امام کو گواہ بناتا ہوں۔

یہ سن کر غلام خوشی کی وجہ سے زارو قطار رونے لگا۔ اور اللہ اور امام کی قسم کھا کر کہنے لگا :۔

"ابھی ابھی میں نے سجدے میں یہ دعا کی تھی اور اتنی جلدی اللہ نے میری دعا سن لی"۔

لا الہ الا اللہ کی کرامت

۸۔ (حذف اسناد) ابو نصر مؤذن نیشاپوری کا بیان ہے :۔

"میں ایک مرتبہ شدید بیمار ہوا اور بیماری کی وجہ سے میری زبان بند ہو گئی اور میں بالکل بات کرنے کے قابل نہ رہا۔

Presented by www.ziaraat.com

میرے دل میں یہ خیال آیا کہ امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کروں اور آپؑ کے روضے پر اللہ تعالیٰ سے دعا کروں اور امام عالی مقامؑ کو اپنا وسیلہ بناؤں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت دے اور میری زبان کھل جائے۔

یہ سوچ کر میں سواری پر سوار ہوا اور مشہد مقدس پہنچا اور روضہ امام علی رضا علیہ السلام میں داخل ہو کر امام عالی مقامؑ کی زیارت پڑھی۔ پھر قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور سجدے میں گیا اور اللہ تعالیٰ کو صاحب قبر کا واسطہ دے کر انتہائی عاجزی کے ساتھ دعا مانگی۔

" اے اللہ تو مجھے صحت عطا فرما اور میری زبان کھول دے"۔

پھر وہیں سو گیا تو خواب میں دیکھا جیسے قبر شگافتہ ہوئی ہو اور اس میں سے ایک بزرگ گندمی رنگت والے نمودار ہوئے اور مجھ سے فرمایا:۔

" ابو نصر ! " **لا الہ الا اللہ** " کہو"۔

میں نے اشارے سے جواب دیا :۔

کیسے کہوں میری تو زبان بالکل بند ہے اور چلتی ہی نہیں ۔ ؟

ان بزرگوار نے فرمایا :۔

کیا تم قدرت خدا کے منکر ہو ؟ کہو" **لا الہ الا اللہ** "۔

راوی کا بیان ہے :۔

میری بند زبان فوراً چل پڑی اور میں نے کہا " **لا الہ الا اللہ** " اور میں پا پیادہ اپنی قیام گاہ پر آیا اور راستے بھر میں کہتا رہا" **لا الہ الا اللہ** " اور میری زبان چلتی رہی اور اس کے بعد کبھی بند نہ ہوئی"۔

سیلاب اور روضۂ اقدس

۹۔ یہ بھی ابو نصر ہی کا بیان ہے :۔

"ایک مرتبہ سناباد میں بہت زبردست سیلاب آیا ۔وہاں کی وادی روضۂ اقدس

Presented by www.ziaraat.com

سے بلند تھی اور پانی روضۂ اقدس کے قریب پہنچ گیا تو اللہ کے حکم سے روضۂ اقدس اس وادی سے بلند ہو گیا اور روضۂ اقدس میں سیلاب کا کوئی اثر نہ ہوا"۔

مسروقہ رقم کی برآمدگی

۱۰۔ محمد بن احمد سنائی نیشاپوری کا بیان ہے :۔

"میں امیر ابو نصر بن ابی علی صفانی سردارِ فوج کی خدمت میں تھا۔ اور اس کی مصاحبت میرے لیئے بہت اچھی تھی۔ اسی بنا پر اس کے دوسرے مصاحبین مجھ سے حسد کرتے تھے کہ صفانی اس قدر اُس کی طرف مائل کیوں ہے؟ اور اس پر اتنا کرم کیوں کرتا ہے ؟

ایک دن ابو نصر صفانی نے مجھے ایک تھیلی جس میں تین ہزار درہم تھے اس پر اپنی مہر لگا کردی اور مجھے حکم دیا کہ اسے میرے خزانے میں جا کر جمع کردو۔

میں وہ تھیلی لے کر اس کے پاس سے اٹھا اور جا کر وہاں بیٹھ گیا جہاں اس کے دربان وغیرہ بیٹھے تھے۔ وہ تھیلی میں وہیں رکھ کر لوگوں سے باتیں کرنے لگا کہ اتنے میں وہ تھیلی چوری ہو گئی اور مجھے پتہ بھی نہ چلا۔ امیر ابونصر کا ایک غلام جس کا نام خطلخ تاش تھا وہ بھی اس وقت وہاں موجود تھا۔

جب میں نے نظر اٹھائی تو دیکھتا ہوں کہ وہ تھیلی غائب ہے۔میں نے سب سے پوچھا۔ سب نے یہی جواب دیا کہ ہمیں معلوم نہیں بلکہ وہ لوگ مجھے جھٹلانے لگے اور کہنے لگے کہ تم نے تھیلی یہاں رکھی ہی نہیں تھی۔ میں ان لوگوں کے حسد و بغض کو جانتا تھا۔ سمجھ گیا کہ ان لوگوں نے چال چلی ہے۔

میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ امیر ابو نصر سے اس کا تذکرہ کروں۔ اس خیال سے کہ کہیں وہ مجھ پر ہی الزام نہ لگادے مگر میں بہت حیران اور فکرمند تھا کہ آخر وہ تھیلی کون لے گیا ؟

اور میرے والد کا یہ دستور تھا کہ انہیں جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو وہ فوراً

Presented by www.ziaraat.com

روضۂ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا قصد کرتے ان کی زیارت پڑھتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرکے اپنی حاجت طلب کرتے تو آپ کی پریشانی دور ہو جایا کرتی تھی۔

یہ خیال آتے ہی میں امیر ابونصر کے پاس دوسرے دن گیا اور کہا :۔

ایھا الامیر ! مجھے طوس جانے کی اجازت مرحمت فرمایئے ۔ میرا وہاں ایک کام ہے۔

اس نے پوچھا :۔

کیا کام ہے ؟

میں نے جواب دیا :۔

میرا ایک طوسی غلام تھا ۔وہ بھاگ گیا ہے اور وہ تھیلی غائب ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ تھیلی وہی لے گیا ہے۔

امیر نے کہا :۔

دیکھ لو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ہمارے سامنے اپنے اعتبار کو کھو بیٹھو۔

میں نے کہا :۔

خدا کی پناہ ! بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے ۔

امیر ابو نصر نے کہا :۔

اچھا ! اگر تمہارے آنے میں تاخیر ہوئی تو میری تھیلی کا ضامن کون ہے؟

میں نے کہا:۔

اگر میں چالیس دن کے بعد نہ آؤں تو میری ساری ملکیت ، میرا مکان سب آپ کے سامنے ہے ۔ آپ ابوالحسن خزاعی کو لکھ دیں کہ وہ طوس میں میرے سارے اثاثے پر قبضہ کر لے۔

یہ سن کر اس نے مجھے طوس جانے کی اجازت دے دی اور میں منزل بہ منزل کرایہ پر سواری لیتا رہا یہاں تک کہ میں مشہد مقدس پہنچ گیا۔ روضے میں

Presented by www.ziaraat.com

داخل ہو کر میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت پڑھی اور قبر کے بالیں سر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا والتجا کی کہ جہاں وہ تھیلی رکھی ہوئی ہے۔اس جگہ سے مجھے مطلع کر دے۔

اس دعا کے بعد مجھے نیند آگئی اور میں وہیں سو گیا۔ تو میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے فرما رہے ہیں:۔

"اٹھو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول کی"۔

یہ خواب دیکھ کر میں اٹھا۔دوبارہ وضو کیا اور نمازیں پڑھیں اور دعائیں مانگیں۔ دعا مانگتے مانگتے مجھے دوبارہ نیند آگئی تو پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ فرماتے ہیں :۔

"وہ تھیلی خطلخ تاش نے چرائی ہے اور اپنے گھر میں آتش دان کے نیچے دفن کیئے ہوئے ہے۔ وہ وہیں ہے اور اس پر ابو نصر صفانی کی مہر بھی لگی ہوئی ہے"۔

یہ خواب دیکھ کر میں تین ہی دن کے اندر مقررہ مدت سے پہلے ہی واپس آگیا اور اپنا لباس تبدیل کر کے ابو نصر کے پاس گیا۔

اس نے کہا:۔

وہ تھیلی کہاں ہے ؟

میں نے کہا:۔

وہ خطلخ تاش کے پاس ہے۔ خطلخ تاش امیر ابو نصر کا بہت پسندیدہ غلام تھا۔

ابو نصر نے پوچھا:۔

تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تھیلی خطلخ تاش کے پاس ہے ؟

میں نے کہا:۔

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم خواب میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے روضۂ اقدس کے اندر بتایا ہے ۔

Presented by www.ziaraat.com

یہ سن کر وہ کانپنے لگا اور حکم دیا کہ خطلخ تاش کو بلاؤ۔

خطلخ تاش کی آمد پر ابو نصر نے اس سے کہا:۔

وہ تھیلی کہاں ہے جو تم چوری کر کے لے گئے ہو ؟

اس نے انکار کیا۔

ابو نصر نے حکم دیا کہ اس کی پٹائی کی جائے تب یہ بتائے گا۔

میں نے کہا :۔

ایہاالامیر ! پٹائی کی ضرورت نہیں ۔جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس نے وہ تھیلی کہاں رکھی ہے۔

امیر ابو نصر نے پوچھا:۔

اس نے وہ تھیلی کہاں رکھی ہے ؟

میں نے کہا:۔

وہ تھیلی اس کے مکان کے اندر آتشدان کے نیچے مدفون ہے جس پر امیر کی مہر بھی ثبت ہے۔

اس نے اپنے ایک موثق آدمی کو خطلخ تاش کے گھر بھیجا اور کہا کہ آتشدان کی جگہ کو کھود کر دیکھو۔

اس شخص نے جا کر وہ جگہ کھودی اور وہ مہر شدہ تھیلی نکال کر لایا اور امیر ابو نصر کے سامنے رکھ دی۔

جب امیر ابو نصر نے تھیلی کو دیکھا اور اس پر اپنی مہر دیکھی تو مجھ سے کہا:۔

اے محمد بن احمد سنائی ! میں آج تک تمہارے فضل اور مرتبہ کو نہیں پہچان سکا تھا ۔ اب تمہارے تقرب و مرتبہ میں اور اضافہ کروں گا۔

محمد بن احمد نیشاپوری کا بیان ہے :۔

اس واقعے کے بعد میں ان ترکوں سے ڈرا کہ کہیں یہ ہمیں کسی اور مصیبت

Presented by www.ziaraat.com

میں نہ پھنسا دیں۔ اس لیئے میں نے امیر سے اجازت لی اور نیشاپور آگیا اور وہاں دوکان لے کر لنک وہیں بیٹھ کر بھوسہ فروخت کرتا ہوں۔

ضامن آہو

۱۱۔ ابوالفضل محمد بن احمد بن اسماعیل سلیطی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے ابو جعفر عتبی کے مصاحب حاکم رازی کو کہتے ہوئے سنا ہے :۔

"مجھے انہوں نے اپنا پیامبر (قاصد) بنا کر ابو منصور بن عبدالرزاق کے پاس بھیجا۔ چونکہ پنجشنبہ کا دن تھا۔ میں نے ان سے روضۂ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کی اجازت چاہی تو انہوں نے کہا :۔

"تم اس روضۂ اقدس کی بات مجھ سے سنو! میں اپنے ایامِ جوانی میں اس روضۂ مقدس کے ساتھ عقیدت رکھنے والوں کے ساتھ بہت تعصب رکھتا تھا۔ یہاں آنے والے زائرین کو راہ میں روک کر ان کے لباس اور ان کا سامان وغیرہ سب چھین لیا کرتا تھا۔

ایک دن میں شکار کی تلاش میں نکلا اور ایک چیتے کو ایک ہرن کے پیچھے چھوڑا۔ اس چیتے نے ہرن کا پیچھا کیا۔ اس ہرن نے مسجد کے احاطے میں پناہ لی اور کھڑا ہو گیا۔ اور چیتا بھی باہر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس کے قریب نہیں گیا۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ چیتا آگے بڑھے مگر وہ آگے نہیں بڑھا۔

جب بھی ہرن اس احاطے سے باہر نکلتا تو وہ چیتا اس کا پیچھا کرتا اور جب وہ اس احاطے میں داخل ہو جاتا تو چیتا باہر کھڑا ہو جاتا اندر نہیں جاتا تھا۔

بالآخر وہ ہرن اس روضے کے احاطے کے اندر ایک حجرے میں داخل ہوا تو میں نے اندر داخل ہو کر ابو نصر ستری سے پوچھا کہ ابھی ابھی ایک ہرن اندر داخل ہوا ہے۔ وہ کہاں ہے ؟

اس نے جواب دیا کہ میں نے یہاں کسی ہرن کو نہیں دیکھا۔

پھر میں اس حجرے میں داخل ہوا جہاں ہرن داخل ہوا تھا تو اس حجرے

Presented by www.ziaraat.com

میں ہرن کی مینگنی اور پیشاب کے علاوہ کچھ بھی دکھائی نہیں دیا اور ہرن کا کہیں نام و نشان تک موجود نہ تھا۔

اس کے بعد میں نے اللہ سے عہد کیا کہ آج کے بعد میں کسی زائر کو نہیں ستاؤں گا اور جب بھی کوئی زائر ملے گا ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آوں گا اور آئندہ جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میں اس روضے پر حاضری دیتا ہوں اور اللہ سے دعا کر کے طلب حاجت کرتا ہوں۔ اللہ میری حاجت پوری کر دیتا ہے۔

ایک مرتبہ میں نے اس روضے میں اللہ سے دعا کی کہ مجھے ایک فرزند عطا فرما۔ اس نے مجھے فرزند عطا فرمایا لیکن جب وہ لڑکا بالغ ہوا تو قتل ہو گیا۔ میں دوبارہ روضۂ اقدس میں اس مقام پر گیا جہاں پہلے میں نے دعا مانگی تھی۔ میں نے پھر دعا مانگی کہ پروردگار مجھے ایک فرزند عطا فرما۔

میری دعا قبول ہوئی۔ اللہ نے مجھے دوبارہ فرزند عطا کیا اور میں نے اس روضۂ اقدس میں جب بھی کوئی دعا مانگی تو اللہ نے میری وہ دعا قبول فرمائی۔

تو یہ ہے وہ فیض و برکات جو اس روضۂ اقدس سے مجھے حاصل ہوئیں"۔

ایک سائل کو خراسان کی حکومت دے دی

۱۲۔"ابو طیب محمد بن ابی الفضل سلیطی کا بیان ہے کہ ایک دن لشکر خراسان کا سردار حمویہ نیشاپور شہر میں میدان حسین بن زید پر آیا تا کہ وہ ان سرداروں کے مکانات کو دیکھے جو اس کے ساتھ باب عقیل پر تھے اور جس کی تعمیر کا اس نے حکم دیا تھا اور اس نے وہاں ایک شفاخانہ تعمیر کرنے کا حکم بھی دیا تھا۔

الغرض وہ گھوم پھر کر دیکھ ہی رہا تھا کہ اس کے سامنے سے ایک شخص گزرا۔

حمویہ نے اپنے غلام سے کہا:۔

اس شخص کو میرے گھر لے چلو۔ میں تھوڑی دیر میں آنے والا ہوں۔

جب حمویہ اپنے گھر واپس آیا اور اپنے ساتھی سرداروں کے ساتھ دستر خوان

Presented by www.ziaraat.com

پر بیٹھا تو غلام سے پوچھا:۔ وہ شخص کہاں ہے ؟

غلام نے بتایا کہ وہ دروازے پر ہے۔

حمویہ نے کہا :۔

اس کو بھی اندر بلا لو۔ جب وہ اندر آیا تو کہا ،اس کے ہاتھ دھلاؤ اور اسے بھی دستر خوان پر بٹھاؤ۔

جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تو حمویہ نے اس شخص سے پوچھا:۔

کیا تمہارے پاس سواری کے لیئے گدھا ہے ؟

اس نے کہا:۔ نہیں !

اس نے حکم دیا:۔ اسے ایک گدھا دے دو۔

پھر پوچھا۔ کیا تمہارے پاس اخراجات کے لیئے کچھ نقد رقم ہے ؟

اس نے کہا:۔ نہیں !

حمویہ نے حکم دیا کہ اس کو ایک ہزار درہم اور دو عدد خوزستانی ٹوکرے اور ایک دسترخوان اور دیگر فلاں فلاں چیزیں دے دو۔

وہ سب لا کر اس کو دے دیا گیا۔

اس کے بعد حمویہ نے اپنے سرداروں کی طرف دیکھا اور کہا :۔

جانتے ہو یہ شخص کون ہے ؟

انہوں نے کہا:۔ نہیں !

حمویہ نے کہا:۔

اچھا ! سنو ! جب میں جوان تھا تو میں امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کو گیا۔ میرے جسم پر بے حد بوسیدہ اور پھٹے پرانے کپڑے تھے۔ میں نے روضہ اقدس میں اس شخص کو اس وقت دیکھا جب میں قبر اطہر کے پاس کھڑا ہو کر یہ دعا مانگ رہا تھا:۔

"پروردگار ! تو مجھے خراسان کی حکومت عطا فرما"۔

Presented by www.ziaraat.com

اور میں نے سنا یہ شخص ان چیزوں کے لیئے دعا مانگ رہا تھا جو ابھی میں نے اسے دینے کا حکم دیا ہے۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ اللہ نے میری دعا اس روضۂ اقدس کی برکت سے قبول کی تو میں نے بھی یہ چاہا کہ اس کی دعا بھی میرے ہاتھوں اللہ قبول کرے۔ مگر اس شخص کے ذمہ میرا ایک قصاص ہے۔

لوگوں نے پوچھا :۔ کیسا قصاص ؟

حمویہ نے کہا :۔

اس شخص نے جب مجھے پھٹے پرانے کپڑوں میں خراسان کی حکومت کی دعا کرتے ہوئے دیکھا تو اس نے مجھ پر نفرت کی نگاہ ڈالی اور میری کمر پر اس نے ایک لات رسید کی اور کہا :۔

اپنی حالت نہیں دیکھتے اور خراسان کی حکومت اور فوج کی سالاری کی دعا مانگ رہے ہو ؟

سرداروں نے کہا :۔

امیر ! آپ اسے معاف کر دیں اور اسے چھوڑ دیں تاکہ آپ کے حسن سلوک کی تکمیل ہو جائے۔

حمویہ نے کہا :۔ اچھا ! میں نے اسے اپنا قصاص معاف کیا۔

اس کے بعد حمویہ برابر اس روضۂ اقدس کی زیارت کرتا رہا اور اس نے اپنی دختر کا عقد زید بن محمد بن زید علوی سے کر دیا اور یہ نکاح جرجان میں ان کے والد کے قتل کے بعد ہوا تھا اور حمویہ نے ان کو اپنے قصر میں منتقل کر لیا اور ان کے سپرد بہت کچھ نعمت اور دولت کی اور یہ سب اس روضۂ اقدس کی برکات سے متاثر ہو کر اس نے کیا۔

علاوہ ازیں جب ابوالحسن محمد بن زیاد علوی رحمۃ اللہ علیہ نے خروج کیا اور نیشاپور میں بیس ہزار افراد نے ان کی بیعت کر لی تو خلیفہ نے ان کو گرفتار کر

Presented by www.ziaraat.com

کے بخارا بھیج دیا۔ حمویہ وہاں پہنچے اور ان کی سفارش کی اور امیر خراسان سے کہا:۔

یہ لوگ اولادِ رسولؐ ہیں اور بھوکے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ ان کے اخراجات پورے کیئے جائیں تا کہ یہ لوگ فکر معاش سے آزاد ہو جائیں۔

اس کے بعد ہر ماہ ان کا وظیفہ مقرر ہوگیا اور وہ چھوڑ دیئے گئے اور انہیں واپس نیشاپور بھیج دیا گیا۔ سادات بخارا کو جو وظیفہ ملتا تھا وہ بھی اسی بنا پر تھا اور یہ سب کچھ اس روضہ اقدس کی وجہ سے ہوا"۔

گمشدہ فرزند کی بازیابی

۱۳۔ ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد بن حسین الحاکم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابو علی عامر بن عبداللہ بیوردی مرورود کے حاکم سے سنا اور وہ اصحاب حدیث میں سے تھے۔

"میں نے طوس میں امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ اقدس پر حاضری دی تو دیکھا کہ ایک ترکی شخص قبہ اقدس میں داخل ہوا اور حضرتؑ کے سرہانے کھڑے ہو کر رونے لگا اور دعا مانگنے لگا۔

" پرور دگار ! اگر میرا فرزند زندہ ہے تو مجھے اس سے ملادے اور اگر انتقال کر گیا ہے تو مجھے اس کا صحیح علم عطا فرما"۔

راوی کہتا ہے:۔ میں ترکی زبان جانتا تھا۔ اس لیئے میں نے اس کی دعا سمجھ لی۔

پھر میں نے اس سے پوچھا:۔ تمہارا کیا معاملہ ہے ؟

اس نے بتایا کہ میرا ایک فرزند تھا جو جنگ اسحاق میں لا پتہ ہو گیا تھا۔ اور مجھے آج تک اس کی خبر نہیں ملی کہ وہ زندہ ہے یا مر چکا ہے اور اس کی والدہ اس کی جدائی کی وجہ سے مسلسل روتی رہتی ہے۔

میں اس کے لیئے یہاں دعا مانگ رہا ہوں۔ اس لیئے کہ سنا ہے کہ اس روضہ

Presented by www.ziaraat.com

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر مجھے اس پر ترس آیا اور میں نے ضیافت کے لیئے اس کا ہاتھ پکڑا۔ جونہی روضۂ اقدس سے ہم باہر نکلے تو ایک طویل القامت نوجوان ملا جس کی مسیں بھیگ رہی تھیں اور اس نے بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

جب مرد ترکی نے اس نوجوان کو دیکھا تو فوراً اس کی طرف بڑھا۔ اسے گلے لگا کر رونے لگا۔ انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔

یہ اس کا وہی فرزند تھا جس کے لیئے وہ روضۂ اقدس میں دعا مانگ رہا تھا۔ میں نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم یہاں تک کیسے پہنچے ؟

اس نوجوان نے مجھے بتایا کہ جنگ اسحاق آباد کے بعد وہ طبرستان پہنچ گیا تھا۔ جہاں اس کی پرورش ایک حبشی دیلمی نے کی۔ اور جب وہاں بڑا ہوا تو اپنے والدین کی تلاش میں نکلا۔ اس لیئے کہ مجھے ان دونوں کا کوئی پتہ نہیں تھا۔ میں وہاں ڈاکوؤں اور رہزنوں کے گروہ میں شامل تھا اور انہیں کے ساتھ یہاں پہنچا۔

یہ سن کر اس کے والد مرد ترکی نے کہا:۔

"اس روضۂ اقدس کی برکات و کرامات ظاہر ہوگئیں اور میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا اس روضۂ اطہر کی دہلیز کو نہیں چھوڑوں گا"۔

والحمد لله اولا واخرا وظاهرا و باطنا۔ والصلوٰة والسلام على محمد المصطفى و آله و سلم تسليمًا كثيرا ۔

الذكرىٰ:۔ ولقد فرغت من ترجمته يوم السبت بتاريخ ١٥ من شهر ربيع الثانى سنة ١٤٢١ من الهجرة و على مهاجرها الاف التحية و اسئل الله ان يوفقنى لمزيد مرضاته و ان يعفو عنى و عن والدى فانه رحيم ودود ۔

اللهم صل على محمد و آل محمد۔

Presented by www.ziaraat.com

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر مجھے اس پر ترس آیا اور میں نے ضیافت کے لیئے اس کا ہاتھ پکڑا۔ جونہی روضۂ اقدس سے ہم باہر نکلے تو ایک طویل القامت نوجوان ملا جس کی مسیں بھیگ رہی تھیں اور اس نے بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

جب مرد ترکی نے اس نوجوان کو دیکھا تو فوراً اس کی طرف بڑھا۔ اسے گلے لگا کر رونے لگا۔ انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔

یہ اس کا وہی فرزند تھا جس کے لیئے وہ روضۂ اقدس میں دعا مانگ رہا تھا۔ میں نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم یہاں تک کیسے پہنچے ؟

اس نوجوان نے مجھے بتایا کہ جنگ اسحاق آباد کے بعد وہ طبرستان پہنچ گیا تھا۔ جہاں اس کی پرورش ایک حبشی دیلمی نے کی۔ اور جب وہاں بڑا ہوا تو اپنے والدین کی تلاش میں نکلا۔ اس لیئے کہ مجھے ان دونوں کا کوئی پتہ نہیں تھا۔ میں وہاں ڈاکوؤں اور رہزنوں کے گروہ میں شامل تھا اور انہیں کے ساتھ یہاں پہنچا۔

یہ سن کر اس کے والد مرد ترکی نے کہا:۔

"اس روضۂ اقدس کی برکات و کرامات ظاہر ہوگئیں اور میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا اس روضۂ اطہر کی دہلیز کو نہیں چھوڑوں گا"۔

والحمد لله اولا و اخرا و ظاهرا و باطنا۔ والصلوٰة والسلام علی محمد المصطفی و اٰله و سلم تسلیمًا کثیرا ۔

الذکریٰ :۔ ولقد فرغت من ترجمته یوم السبت بتاریخ ۱۵ من شهر ربیع الثانی سنة ۱۴۲۱ من الهجرة و علی مهاجرها الاف التحیة و اسئل الله ان یوفقنی لمزید مرضاته و ان یعفو عنی و عن والدی فانه رحیم ودود ۔

اللهم صل علی محمد و اٰل محمد۔

Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نزدیک مومنین میں سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اپنے نبی کی امت کو نصیحت کرے اور اپنے عیوب میں غور و فکر کرے اور ان کی اصلاح کرے اور علم حاصل کرے اور اس پر عمل کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے — رسول اللہؐ

— لوگ تین قسم کے ہیں —

— ایک تو عالم، دوسرے طالب علم تیسرے کوڑا کرکٹ —

میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی جوان دو حالتوں کے علاوہ صبح کرے وہ عالم ہو یا طالب علم ہو اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس نے کوتاہی کی، اور جس نے کوتاہی کی اس نے خود کو تباہ کیا۔ جس نے خود کو تباہ و ضائع کیا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے — امام جعفر صادقؑ —

جان لو کہ دین کا کمال علم کا طلب کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا ہے — حضرت علیؑ

شریف وہ ہے جسے علم و حکمت نے شریف بنایا ہو۔ (علیؑ)

جس نے زندگی کو نیک علم کی طلب میں صرف نہیں کیا تو اس کی زندگی ضائع ہو گئی۔

جو علم کو دوست رکھے اس پر جنت واجب ہو گئی (رسول اللہؐ)

(رسول اللہ)

میری نصیحتوں پر عمل کرو کیونکہ میں تمہارا بھلا چاہتا ہوں (علیؑ)

اللہ ہم سب کو محمدؐ و آل محمدؐ کی محبت کے زیادہ سے زیادہ نشر و اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین